

صفا کرم کا فضل ازو آسمان
چرخ مکینان و زمینان

الحمد لله والمنة لله رب العالمين قد اوى معتقدنا هيب الامام اعظم مستند علماء عرب وجم مفيد خواص دعواتهم وركا

فخر جید مولوی خرم علی صاحب مرحوم بہ نگیل مولانا محمد حسن صدیقی نانوتوی و تحفہ کاپی رایت

مطبخ میوه‌ها و کسوف کهنه و کسوف کهنه و کسوف کهنه

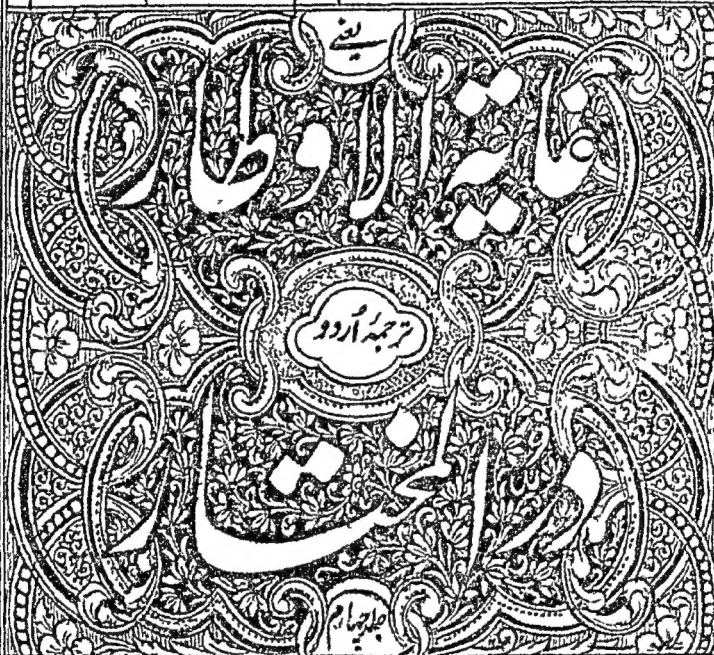
نام کتاب	قیمت	نام کتاب

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتاب فقہ اردو		مولانا قشام الدین دہلوی ہر سہ جلد		تنبیہ الطالبین - مسائل وغیرہ	۴
ہدایۃ الاسلام - مصنف مولوی		مع مقدمہ مترجمہ مولانا امیر علی صاحب		خیرت الفقہ - مسائل مشککہ فقہ ان	۱
امانت اللہ صاحب غازی پوری	۲۰ روپے	کاغذ سفید و حنائی		مولوی ابراہیم حسین بنگلوری	۱
عین الہدایہ مترجمہ کامل ہایہ ہر دو جلد		کشف الحاجات - ترجمہ اردو مالا بدست		جواب المسائلین - بطور استفادہ	۱۰ روپے
جلد حامل المقتن مترجمہ مولوی امیر علی		از مولوی محمد نور الدین		کنز الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی	۱۱
صاحب مترجم فتاویٰ عالمگیری وغیرہ		رسالہ خلاصۃ المسائل - نازدہشتہ		محمد سلطان خان	۱۱
کاغذ گندہ سفید		کے مسائل اور نو کوفہ اور نکاح و طلاق		چهل مسائل فقہ از مولوی ابراہیم حسین	۱۱
اور جلدین کاغذ حنائی پر متفرق بھی فروخت		و عتاق کے احکام اور خرید و فروخت		بنگلوری	۱۱
کے لیے موجود ہیں۔		و وکالت و ضمانت وغیرہ کے جواز و		اشرف المسائل - مصنف مولوی	۱۱
جلد اول -		عدم جواز کی صورتیں - اردو میں مفصل		اشرف علی خان	۱۱
جلد دوم -		بیان کیا ہر مع حواشی مفیدہ از جناب		رسالہ تجنیز و تکفین میت - از ترجمہ	۱۱
جلد سوم - کاغذ سفید		مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاویٰ عالمگیری		کتاب فقہ فارسی	
ایضاً - کاغذ حنائی		و ہدایہ مصنف تفسیر سہاب الرحمن		ہدایہ پیشانی پر اصل عربی اور تحت	
جلد چہارم - کاغذ سفید		نور الہدایہ مترجمہ شرح وقایہ اردو		مین ترجمہ فارسی سے شرح از علامہ شکار	
ایضاً - کاغذ حنائی		ہر جہاز جلد کجائی مطبوعہ نظامی کاغذ سفید		جو مدت سے متداول ہر دو جلد کامل	
راہ نجات - ضروری مسائل ناز و		ہر از مسئلہ شامل ہفت رسالہ ہر از		کاغذ سفید و حنائی	
روزہ وغیرہ		(۲) مسائل ثانیہ (۳) عدد دسی مسئلہ		شرح سفر السعادت - از مولانا	
مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی	۱	(۴) مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ		عبدالحق دہلوی معروف	
جو نیو پری -		جلد شریف (۶) نور نامہ ۷۰ چل مسائل		تجلی سنی بہ غایہ الشعور از علامہ شاہ	
حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ نماز ان	۳ روپے	مولفہ مولوی عبدالعزیز عبدالسلام		تذکرۃ الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبدالسلام	۱۱
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری - کامل ہر جہاز	۹ پائی	شرع محمدی منظوم مسائل فقہیہ از		برائے منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی	۹ پائی
جلد مقدمہ یعنی جلد اول مترجمہ		محمد خان قندھاری		از مولانا ظفر علی	۱۲

[illegible]

صنایع کیمیا فضل لازو آسما
بعون نایب کینان و ق مینان

المحمد والممنة که در این چهار قفاوی متحدند به نام اعظم مستند علماء عرب عجم سفید خواص و عوام نورانی



ترجمه مولوی خرم علی صاحب مرحوم به کمال مولانا محمد حسن صدیقی نانوتوی و تحفظ کاپی رایت

مطبع مامی قشقی نوال کسور قع کسورین مطبع کریم

ثالث میں فی الضیق علی مستفی غیر لکامری بانبار وقت کی چیزوں میں تین برس کی مدت سے زیادہ جائز نہ ہوگی اراضی میں اور ایک برس سے زیادہ جائز نہیں غیر اراضی میں چنانچہ اگر اور مکان میں جس طرح باب الوقت میں اسکا بیان گذر گیا وہاں یہ عقد عقود مستقر ہے

عقد سے بکڑا غیر م العقد الاول لانہ ناجز الا باقی لازم مضائق فلتقول فی حق غانیہ اور اگر متولی وقت اجارہ طویل کا محتاج ہو

اجارہ طویل کا یہ عہدہ ہے کہ اجارہ کے چند عقود مختلف منعقد کرے ہر عقد ایک برس کی ہو لیکن بعض میں تو یہاں عقد لازم ہوگا اس واسطے کہ وقت حاضر کا عقد ہی لازمیت اور باقی عقد لازم نہ ہو گئے کہ وہ مضائق زبان مستقبل میں تو متولی کو اسکا نسخہ کر ڈالنا جائز ہو کہ نہ اسے انانیہ دینا اور شرط

الوقتہ فیہا الادا کالت اجارہ اکثر لفظ جو ہا القاضی لا المتولی لان ولائہ ماض اور غانیہ میں ہو کہ اگر وقت کا کرنے والا اجارہ کو وقت کی مدت شرط کرے تو اس شرط کی پیروی لازم ہو کہ جب کہ اس کے اجارہ میں نفس کثیر ہو تو قاض اسکو اجارہ دے نہ متولی اسواسطے کہ قاض کی ولایت عام

یعنی قاضی کا حکم مستحقین وقت اور مدت میں پرتا ہے تو قلت قد منافی الوقت ان الفتوی علی البطلان الاجارہ الطویلہ و لویقود و سبب جی تھا

فیراجع و یحفظ میں کہتا ہوں اور ہم مقدم بیان کیجے ہیں کتاب الوقت میں کہ البطلان اجارہ طویلہ پر فتویٰ ہے اگرچہ بقیود و حد گاہ ہو اور اسکا ذکر میں

میں غرض یہ ہے کہ اسے گاہ تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ اجارہ طویلہ کی صورت میں ہو اور اسکا ذکر میں

اوقات کو متولی نے تین برس سے زیادہ اجارہ دیا تو وہ اجارہ صحیح نہ ہوگا و تفصیل فی کل المدة لان العقد اذا مضی بقیہ فسد فی کل ما مضی

قاری الدیوب و وجہ المصنف علی ما فی النسخ الوسائل اور عقد اجارہ طویلہ فسخ ہوگا کل مدت میں یعنی تین سال میں صحیح ہوگا نہ زیادہ میں اسواسطے کہ عقد

ہو اسبب میں میں قاسد ہوا تو کل میں فاسد ہوگا کہ فی الخطا قاری الدیوب اور مصنف نے اپنی شرح میں منشا کئی کو ترجیح دی ہے

انفع الوسائل کے قول پر ہم انفع الوسائل میں مذکور ہے کہ اجارہ طویل اگر ارادہ میں ہو تو تین برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں غیر صحیح اور اگر

گھرا دکان میں ہو تو ایک برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں باطل و انافسا و ما یصح فی غیر اس اخذ کریم الوقت و ایتیم ساقاۃ فیستاجر رضہ الخالیۃ

من الاجارہ مبلغ کثیر و ساقاۃ علیہ اشجارہ بسہم اکتہم او منہ منہ فی شرح میں اس امر کے فساد کا افادہ کیا ہے جو اکثر واقع ہوتا ہے اگر دکان کے

وقت لینے سے یا بیعہ کے بغیر لینے سے بطور ساقاۃ کے بغیر غرض ساقاۃ اجارہ لیتا ہو اس بلغ کی زمین کو جو خالی ہو اشجار سے بعض مبلغ کثیر اور دکان

ساقاۃ کا کتا جو وقت یا بیعہ کے اشجار پر بقیہ ایک سہم کے ہزار سہم سے ہم یعنی ایک سہم یتیم یا وقت کے واسطے مقرر کیا ہو اور باقی اپنے

واسطے ساقاۃ میں کرنا کر دانی الخطا دی فاعلمنا ظاہر فی الاجارہ لابیہ المساقاۃ تو حط یعنی فساد کا نصیب ظاہر ہو تو اجارہ دین

نہ ساقاۃ میں لینے فساد اجارہ کا طول مدت سے تو خود ظاہر ہو لیکن ساقاۃ کا فساد ظاہر نہیں اسواسطے کہ ساقاۃ عبارت ہے وختون

کے سینچے اور کوڑے سے بعض بعض شرمین خواہ بعض تسلیں ہوں یا کثیر فساد فساد المساقاۃ بالاولی لان کل اشجار عقد جدید

تو فساد اس کا لینے فساد فساد مصنف کی شرح کا مستفاد بطریق اولیٰ فساد ہر ساقاۃ کا اسواسطے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے

لینے ہر ایک اجارہ اور ساقاۃ سے عقد جدید لینے عقد مستقل جو ہم منع التفاسرین غانیہ سے مذکور ہے کہ جب وصی ارض یتیم کا یا متولی ارض

وقت کا اجارہ طویل کرے تین برس کا تو جائز نہیں اسواسطے کہ اجارہ طویل کی رسم یہ ہے کہ پہلے برسوں کے مقابلہ میں تھوڑا مال ہوتا ہے

اور پچھلے سال کے مقابلہ میں اکثر مال ہوتا ہے ہر جہ سے پہلے برسوں کے مقابلہ میں تھوڑا مال ہوتا ہے

وجہ اولیٰ و ثانی کی یہ ہے کہ عقد مذکور یتیم اور وقت کے واسطے خیر اور شر دونوں ہو کر اور باوجود اس کے فساد ہو تو عقد سراسر اور بالکل

شر ہو چنانچہ ساقاۃ مذکورہ تو اسکا فساد ہونا بطریق اولیٰ کہ ضمیر فسادہ کی اسکی طرف راجع ہو جو اس کے کلام سے مستفاد نہیں کہ فی الخطا و

قلت وقيل اسرأية الفسادی باب البيع الفاسد بالفساد والقوى الجمع عليه فيسرى الجمع بين حرو عبد بخلاف الضعيف المختلف فيقتصر على
محل ولا يتعداه كجمع بين سيد و بر فسد برمين كتمان هون اور بيع فاسد کے باب میں فقہائے سرایت فساد کو مقید بعنسا دقوی متفق علیہا ہو تو کل
عقد میں فساد پھیلے گا جیسے جمع کرنا آزاد اور غلام کا عقد واحد میں بخلاف فساد و ضعیف مختلف فیہ کے کہ وہ تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے گا اور وہ اسے تجاوز کرے گا
جیسے جمع کرنا غلام اور بر کا عقد واحد میں تو اسکو تامل کریم یہ شارح نے انفع الوسائل کی تائید شروع کی اور امرنا تدریسے اشارہ کیا کہ طول اجارہ
وقت مفید ضعیف ہو تو زیادت پر ٹھہرا رہے گا اور اصل تک نہ پھیلے گا کہ انی الخطا وی وجعلوه ایضاً من الفساد الطاری فیقتنه اور یہ بھی ہو کہ تقوی ہونے
طول اجارہ کو فساد طاری قرار دیا ہو تو اگر گاہر ہم یہ دوسری تائید ہو یعنی جبکہ یہ فساد طاری ہو تو کل عقد میں ساری ہو گا خطا وی نے کہا کہ اس کے طاری
ہو نہیں تامل ہو بیٹھ اس واسطے کہ صلب عقد میں داخل ہو اور طاری وہ ہر جوبہر عقد کے لاحق ہو وہیں حوادث الروم دسی زیر بارع ضعیف من ترکہ لہین علی انہما ملک
تم تھران بعضہما وقف مسیہ بل یصح البیع فی الباقی اجاب فریق بنیم و فریق بلا و الف بعضہم رسالۃ لمخضہما ترجیح الاول فغافل اور ملک روم کے حوادث سے
یہ مسئلہ اسسولہ ہو کہ زید کے وصی نے اس کے متروکہ سے قطع زمین کا بیجا ادا سے دین کے واسطے اس شرط پر کہ وہ قطعہ زید کی ملک ہو پھر ظاہر ہوا کہ بعض
قطعہ مسیہ پر وقف ہو کیا باقی زمین میں بیع صحیح ہوگی یا نہیں علماء کے ایک فریق نے جواب دیا کہ ہاں باقی یعنی غیر موقوف میں بیع صحیح ہو اور دوسرے فریق نے
جواب دیا کہ نہیں باقی میں بھی صحیح نہ ہوگی اور بعضے علماء نے اس میں رسالہ لکھا خلاصہ مضمون رسالہ پچا بال ول کی ترجیح ہو تو اسکو تامل کریم شارح نے اہل تامل
سے انفع الوسائل کی تقویت کی طرف اشارہ کیا محوی نے کہا ایسا نہیں ہوتا کہ عقد واحد میں بعض تو صحیح ہو اور بعض فاسد و فساد ہی عالمگیری اس پر اذیت
کرتا ہو کہ عقد جب ایک ہو تو فساد متعدد ہی ہو جاتا ہو کہ انی الخطا وی و فی جواہر الفتاوی اجوبۃ تفتاثلث سنین و کتب فی العکک نہ اجتہاد فقہاء
کل عقد عقیب الاثر لا یصح الاجارۃ و ہوا للبیع و علیہ الفتوی صیانۃ ملا و فان تم قال و لوقتی قاضی بعضہما تجوز و یرفع الخلاف انتہی اور جو اہل الفتاوی
میں ہو کہ وقف کی زمین تین سال کو اجارہ دی اور دستا دیر میں لکھا کہ اسے تیس عقد کا اجارہ دیا ہر عقد دوسرے عقد کے بعد یعنی عقد مذکورہ
سے ہر عقد تین برس کی تو اجارہ مذکور صحیح نہ ہوگا اور یہی قول صحیح ہو اور اسی پر فتوی ہو اوقات کی حفاظت کے واسطے یعنی تاکہ اتنی مدت
کے تصرف سے مستاجر وقف کی ملکیت کا دعوی نہ کرے پھر جو اہل الفتاوی کے مصنف نے کہا اور اگر قاضی اجارہ مذکور کی صحت کا حکم دے
تو جائز ہوگا اور خلاف دور ہو جائیگا انتہی ہم رفع خلاف اس وقت ہو گا جبکہ قاضی حادثہ شرعیہ میں حکم کرے اس طرح پر کہ دومعی ہوں ایک صحت کا ہدی
اور دوسرا بطمان کا دہمی تب قاضی صحت کا حکم کرے کہ انی الخطا وی قلت و سیحی ان المتولی والوصی لواجبہون اجرا المثل یزیم المستاجر تام اجر المثل
وانہ یعمل بالانفع للوقت میں کہتا ہوں اور اس کے اوپر کہ متولی اور وصی اگر اجارہ دین کمتر اجرت مثل سے تو مستاجر پر اور اجرت مثل لازم ہوگا اور یہ کہ اسپر عمل ہوگا
جو زیادہ تر نافع ہو وقف کیواسطے و فی ملح الخاتمۃ متی نسد العقد فی البعض بنفسه مقارن یفسد فی الكل اور صلح خانیہ میں ہو کہ جب عقد بعض میں فساد
ہو سبب اس میں ہے کہ جو مقارن ہو عقد سے تو تمام عقد فاسد ہو گا ہم مصنف اپنی شرح میں اس قول کو لایا ہو تو اسی ہدایہ کے فتوے کی تقویت کے واسطے
و یعلم النفع ایضا بیحان العمل کا لصناعۃ و الصبیغ و الخیاطۃ ہا پر رفع الجواز الہ اور بیان عمل سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہو چنانچہ مذکور گئی اور نگار
اور وقت اس طرح کا بیان جو جمالت کو دور کر ڈالے عمل مذکور میں ایسا بیان مفصل چاہیے کہ رافع نزاع ہو اور رنگ میں کپڑے کا بیان اور جنس رنگین
یاندہ یا سبز اور یہ کہ ہلکا رنگ ہو اگر ضرور ہو اور وقت میں جنس خیالت الہ کپڑے کا بیان لازم ہو اور شوب میں کپڑے کا معین ہونا ضرور ہو و لہذا
محیط میں ہو کہ اگر جنس دیکھے دس کپڑوں کے شوب کا اجارہ کرے تو اجارہ فاسد ہو اگر کپڑے کی جنس کا بیان ہو چکا ہو اس واسطے کہ کپڑا غلطت
اور وقت میں مختلف ہوتا ہو انتہی قیشتی فی استیجار الدابۃ للکر کو بیان الوقت او الموضع فلو غلا عنہا ففی فاسدۃ بزاز یہ تو سواری کے واسطے

۶

جانور کے کریم لینے میں بیان وقت یا مکان رکوب شرط ہو تو اگر اجارہ دونوں کے بیان سے خالی ہو گا تو فاسد ہو گا کذا فی البراز یہ یعنی اس واسطے کہ بیان ملک میں نہایت حالت نہیں و لیعلم ایضا بالاشارة کنقل هذا الطعام الی کذا اور اشارہ کرنے سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہو چنانچہ لیجانا اس طعام کا خلاصہ مکان تک ہم ہر چند منفعت نثار الیہ نہیں ہو لیکن اشارہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہو کہ نفل مخصوص مراد ہو کذا فی الدرر و اعلم ان الاجر الیہم بالحق فلابد ان یجب تسلیم یہ بل تعجیلہ او شرط فی الاجارۃ المنخوۃ او معلوم کر کہ اجارہ مزدوری لازم نہیں عقد سے تو واجب نہیں اس کی تسلیم ہونے سے اسکا رد اگر اعتد سے بلکہ مستاجر کی تعجیل سے یا اجارہ حاضرہ میں تعجیل کے مشروط ہونے سے لازم تسلیم ہوتی ہویم اور جب مستاجر نے اول مزدوری ادا کر دی تو اب اسکو نہیں پھیرے سکتا کذا فی الطحاوی عن القابیۃ اما المصانفہ فاعلم انہا الاجرۃ بشرط تعجیل الاجارۃ اور اجارہ مضافہ یعنی وقت غیر موجود کے اجارہ میں اجرت ملک نہیں ہوتی تعجیل اجرت کی شرط کرنے سے بالاتفاق وقیل تعجیل عقود انی کل الاحکام فیفتی برہ ایتہا بشرط تعجیل الحاجۃ شرح وہبانیہ للشر بنکالی اور بعضوں نے کہا کہ اجارہ مضافہ جمیع احکام میں عقود ٹھہرا یا جائے پھر اجرت کے مالک ہونے کا فتویٰ دیا جائے اشتراط تعجیل سے بسبب حاجت کے کذا فی شرح الوجہانیۃ للشر بنکالی ہم شایع سے یہاں اختلاف داخل واقع ہوا تعجیل مطلب ظاہر نہ ہو گا اجارہ مذکورہ بخارا میں متعارف ہو صورت اسکی یہ ہو کہ گریز میں کا اجارہ کرتے ہیں متواتر تیس برس کا لیکن تین دن ہر سال تک کا لڑتے ہیں اجارہ سے تاتصال سنوات باقی نہ رہی اور سال کی اجرت قلیل مقرر کرتے ہیں اور پچھلے سال کی اجرت کثیر معین کرتے ہیں علماء اسکے جواز اور عدم جواز میں مختلف ہیں بعضے جو زمین اس اجارہ کو عقود مختلفہ قرار دیتے ہیں اور بعضے ایک ہی عقد اعتبار کرتے ہیں اس واسطے کہ اگر عقود اعتبار کیجئے تو سوائے عقد اول کے باقی عقود مضاف ٹھہریں اور اجارہ مضافہ میں اجرت ملک نہیں ہوتی تعجیل سے نہ شرط تعجیل سے اور بشرط اس جارہ سے ملک اجرت ہو صد اسلام ٹھہریں گہا میرے نزدیک صحیح یہ ہو کہ در حق سائر احکام عقود متبرکیجیہ اور در حق ملک اجرت تعجیل اشتراط تعجیل سے ایک ہی عقد اعتبار کیجیہ انتہی تو موضوع کلام شایع کا یہ مسئلہ اور اگر یہ نہ کہے کہ میں نے اپنا گھر تمکو اجارہ دیا کال اتنی اجرت پر تو مقدم مذکور ہو چکا کہ اس میں اشتراط تعجیل باطل ہو اور بالفصل پھر اجرت لازم ہونگی چنانچہ علی سے بیان کیا ہو و لہذا علی نے کہا کہ اس تحریر سے جو معلوم ہو گا کہ شایع کا کلام شرط بنکالی کے مانند محمول اور منقطع نہیں ہو اور اگر شایع یوں کہتا اذین جعل عقودہ احد انفتی بروایت ثلکما بشرط تعجیل علی ہذا القول تو بضرر و ممانع ترہو کذا فی الطحاوی الاول استیفاء المنفعۃ یا اجرت لازم ہوتی ہر منفعت کے حاصل کر چکنے سے او کہ نہ منہ الا فی ثلث مذکورۃ فی الاشباہ یا اجرت لازم ہوتی ہر استیفاء و منفعت پر قادر ہونے سے مگر ان تین صورتوں میں باوجود قدرت لازم نہیں ہوتی جو شباہ میں مذکور ہیں ہم جب موجد مستاجر کو اجارہ کی چیز اپنے اسباب سے خالی کر کے دے گا اور اسکی طرف سے یا حاکم یا غاصب کی طرف سے کوئی مانع نہ ہو مستاجر کا دھرم ہر گاہ اور اسوقت میں اگر مستاجر استیفاء و منفعت کو ترک کر گیا تو یہ تعجیل لازم اجرت کی رائے نہ ہوگی تو اگر موجد کی طرف سے تسلیم نہ واقع ہوئی یا وہ چیز اس کے اسمان سے خارج نہیں یا فانیع غرض نہیں لیکن حاکم یا غاصب نے اسکو رد کر دیا یا کھا یا اجارہ جاریہ میں جس کر رکھا یا اسکو محل اجارہ میں رکھا اور اس میں کوئی عذر نہ ہو یا موجد کی طرف سے کوئی مانع نہ ہو کہ قدرت علی بالاستیفاء اجارہ فاسدہ میں ہو دوسری صورت یہ کہ جب جانور خارج شہر کی سواری کے واسطے کر لیا پھر اسکو اپنے پاس یا بذرہ رکھا اور اس پر سوار ہوا تیسری صورت یہ کہ کچرا کر لیا ہر روز کی ایک دانگ اجرت معین کر کے پھر اسکو چند دن رکھ چھوڑا اور پھر اپنے گھر کے قریب لازم ہونگی اس مدت کے بعد کہ اگر اسکو پھر علی بذاتہ تعجیل لاجر لہذا تعجیل وقت و کم اشکن و وجود اشکن من الانفعال پھر منصف نے اس پر سختی قدرت انتفاع پر اپنے اس قول سے تفریق کی تو اجرت واجب ہوگی اس گھر کی جو قبضہ ہوا اور ہنوز اس میں مستاجر نہیں رہا واجب ہونا اجرت کا بسبب پائے جانے قدرت انتفاع کے ہو و ہذا اذا کان مستاجر

الاجارہ صحیحہ و اما فی الفاسدۃ فلا یجب الاجارۃ للاحقیقۃ الانتفاع كما یسقط فی العادیۃ اور یہ یعنی وجوب اجرت بقصد انتفاع اسوقت ہی جبکہ صحیح اجارہ ہو اور اجارہ فاسدہ میں تو اجرت واجب نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع سے نہ نقطہ قدرت سے چنانچہ اسکو عادیہ میں منسجح بیان کیا ہی و ظاہر مالی الاسعار اخراج الوقت نتیجہ تجربہ فی الفاسدۃ بالتمکن کذا فی الاشباہ اور ظاہر قول اسعار کا نکال ڈالنا ہی وقف کا تو وقف کی اجرت فاسد اجارہ میں واجب ہوگی قدرت انتفاع سے کذا فی الاشباہ ہم خلاصہ عبارت اسعار میں یہ کہ وقف کے اجارہ فاسدہ میں اگر نہ رعایت اور سکو نت نہ تو تو اجرت لازم نہیں متقدمین کے قول پر انتہی تو صاحب اشباہ سمجھا کہ بقول متاخرین اجرت لازم ہو حالانکہ متاخرین کا خلاف اس میں نظر نہیں آیا اور اجناس میں خود مصرح ہی کہ وقف کی اجرت اجارہ فاسدہ میں لازم نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع سے انتہی اور یہ نص مصرح ہی عدم وجوب میں پھر جب وقف کا حکم معلوم ہوا تو مال یتیم وغیرہ کا بھی حکم معلوم ہو گیا جسمین شایع اپنا تردد بیان کریگا کذا فی الطحاوی لم یضاعف و بل مال الیتیم والمد لا یستقل الا بالمستاجر کے بیع الوفا علی ما فتی بہ علماء الروم کذا کہ محل تردد فلیرجع میں کہتا ہوں اور کیا یتیم کا مال اور جو چیز کہ ایہ وغیرہ کے واسطے مہیا ہی اور بیع الوفا کے اجارہ والی چیز ہو جب فقو اسے علمے روم بھی اسید طرح وقف کے مانند ہی تردد کا مقام ہی تو مسائل مذکورہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے ہم کچھ نہیں رد کا مقام نہیں چنانچہ ہم مذکور کر چکے اس واسطے کہ اگر اجارہ صحیح ہو تو قدرت انتفاع اس میں کافی ہو اور اگر اجارہ فاسد ہو تو اس کے حکم میں کچھ تفسیر نہیں استیجا بیع الوفا کی یہ صورت ہی کہ بیع الوفا کے بائع نے اجارہ لیا مشتری سے اس چیز کا جو بطریق بیع الوفا کے یہی اور یہ اجارہ بعد قبض مشتری کے واقع ہوا تو مدت اجارہ میں جاری صحیح ہی پھر اگر مدت اجارہ گزرتی اور وہ چیز اس کے ہاتھ میں باقی رہی تو علماء روم نے لزوم اجرت مثل کا فتویٰ دیا اور اس کا نام بیع الاستئصال رکھا اس میں یہ خلل ہی کہ بعد انقضاء مدت اجارہ اصلا اجارہ نہیں کذا فی الطحاوی و بقوله یسقط الاجارۃ یفصل من بالحدیث بین المستاجر والعین ان حقیقتہ الغرض لا تجری فی القفا اور مصنف نے قدرت انتفاع پر اپنے اس قول سے تفریق کی اور ساقط ہوتی ہی اجرت غصب سے یعنی مستاجر اور اجارہ والی چیز کے درمیان حائل ہونے سے اس واسطے کہ حقیقت غصب کی جاری نہیں ہوتی زمین میں یعنی جب کوئی شخص حائل ہوا تو قدرت انتفاع نہ پائی گئی لہذا اجرت مستاجر سے ساقط ہوگی و بل نفس الغصب قال فی لہذا یہ نم ظلا فالقاصی خان اور کیا اجارہ نسخ ہو جاتا ہی غصب سے ہدایہ میں کہا کہ ہاں نسخ ہو جاتا ہی بر خلاف قاضی خان کے ولو غصب فی بعض اہلہ فبجسایا باور غصب واقع ہوا بعض مدت اجارہ میں تو کمسایا سکی اجرت ساقط ہوگی الا اذا امكن اخراج الفاعب من المداشر لا بشفا علیہ او حیاتہ اشباہ مگر جبکہ نکالنا غصب کا مثلاً گھر سے ممکن ہو سنا دیش سے یا مدگاروں کی حمایت اور زور سے تو اجرت ساقط نہ ہوگی کذا فی الاشباہ ہم اگر باوجود امکان اخراج مستاجر اسکو نہ خارج کریگا تو تصور مستاجر کا ہی اجرت اس پر لازم ہوگی اور اگر بدون خرچ مال کے اسکا اخراج ممکن ہو تو قبیلہ میں ہی کہ اجرت ساقط ہوگی ولو انکرت لک ان فی الغصب الموجب ادعاء المستاجر ولا ینتہی لہ حکیم الحال مسئلۃ الطحاویۃ اور اگر موجد یعنی اجارہ دینے والا اس غصب کا منکر ہو اور مستاجر یعنی اجارہ لینے والا اسکا مدعی ہو اور مستاجر کے گواہ نہ ہوں تو ظاہر حال حکم کرے گا پرنہ کی کے مسئلہ کے مانند یعنی اگر مستاجر گھر میں رہتا ہو مناعت کے حال میں تو موجد کا قول مقبول ہی اور اگر اس میں غیر مستاجر رہتا ہو تو مستاجر کا قول مقبول ہے اور اس پر کہ یہ نہوگا کذا فی لہ اہلہ اور اگر پرنہ کی کے مستاجر اور موجد میں اختلاف واقع ہو بعد انقضاء مدت اجارہ کے پانی کے جاری ہونے اور انتفاع میں تو ظاہر حال پر حکم ہوگا یعنی اگر پانی جاری ہو جھگڑے کے وقت تو موجد کا قول مقبول ہوگا اور زمین تو مستاجر کا قول مقبول ہوگا کذا فی الجلی ولا یقبل قول لساکن لانہ فرد ذیۃ اور گھر کے رہنے والے کا قول مقبول نہوگا اس واسطے کہ وہ نہ تھا شخص ہی کذا فی الذخیرۃ یعنی مسئلہ غصب میں ساکن اور کا قول معتبر نہیں اور اگر گھر میں کوئی ساکن نہیں تو مستاجر پر اجرت لازم ہوگی کذا فی العالمیۃ و بقوله ولا ینتہی قریب الموجد لو کان اجرة لانه لم یمکنہ بالقدار عدم لزوم اجرت بالقدار مصنف نے اپنے اس قول سے نفی کی اور آزاد نہ ہوگا قرابت دار موجد اگر قرابت دار اجرت مقرر ہو اجارہ میں اس واسطے کہ موجد اسکا مالک نہیں ہو گیا نقطہ عقد اجارہ سے صورت جسکی یہ ہی

کہ نیک غلام خالد بن محمود کا بھائی سوزیدہ سے محمود کی زمین اجاڑنے کی اور خالد کو اس کی اجرت مقرر کی تو خالد بھر وقت کے آزاد ہو گیا اس واسطے کہ مذکور ہو چکا
 کہ غنیمت سے اجرت لازم نہیں ہوتی یعنی سوجر کی ملک نہیں ہو جاتی والہ دین ممکنہ من الاستیفا و تسلیم محل الی المستاجر حیث لا مانع من الانقضاء
 اور قدرت استیفاء و منقذ سے مراد تسلیم محل کی ہے مستاجر کی طرف اس طرح کہ کوئی مانع ہو منقذ کے لینے سے فلو سلمہ العین الموجبہ بوقت
 بعض احوال الموجبہ فلیس لاجلہ ای الاقتناع من التسليم والتسلم فی باقی المسئلة او الم یکن فی عقد الاجارۃ وقت یرغب فیہ لاجلہ
 تو اگر سوجر نے مستاجر کو اجاڑنے کی چیز بیکار بنائے بعض مدت اجاڑ کے تسلیم کی تو دونوں میں سے کسی کو باقی مدت میں دینے اور لینے سے اقتناع
 جائز نہیں بشرطیکہ اجاڑنے کی مدت میں ایسا کوئی وقت مخصوص نہ ہو جس کے واسطے اجاڑ لینے کی خواہش ہوتی ہو یعنی تمام مدت یکساں ہو تب متعلق دینے
 اور لینے سے جائز نہیں فان کان فیہا ای فی العین الموجبہ وقت کذا کی بیعت مکہ و منی و حوائطہ من الموم فاما لا یرغب فیہ بعد التسمی
 فلو تسلیم فی الوقت الذی یرغب لاجلہ خیر فی قبض الباقی لکان البیع کذا فی البحر اور اگر اجاڑنے کی چیز میں دوسرا وقت ہو جس کے واسطے اجاڑ لینے
 کی خواہش ہو تو اگر سوجر نے مستاجر کو اس وقت میں تسلیم نہ کرے جس کی خواہش ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا باقی مدت کے قبض میں چاہے بے چاہے
 نہیں رہتی تو اگر سوجر نے مستاجر کو اس وقت میں تسلیم نہ کرے جس کی خواہش ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا باقی مدت کے قبض میں چاہے بے چاہے
 نہ لے چنانچہ بیع میں کذا فی البحر یعنی اگر بیعت مکہ و منی نہ ہو تو سوجر کے تسلیم نہ کرنے سے مستاجر کو اختیار ہوگا باقی مدت کے قبض میں چاہے بے چاہے
 میں اختیار ہوگا و سلمہ المتنازع فلم یقدر علی الفسخ فضاہ ان المذنب الفسخ بلا کفۃ وجب الاجراء الا الاشباہ اور اگر سوجر نے مستاجر کو مکان کی کنبی دی
 سو مستاجر اس کے کھولنے پر قادر نہ ہوا بسبب کم ہو جانے کنبی کے تو اگر اس کو کھولنا بلا کفۃ اور شفقت مکن ہو تو لایہ واجب ہوگا اور زمین
 تو واجب نہیں کذا فی الاشباہ ہم اور اگر مالک نے کہا یہ مکان ہے اور اس میں رہ کر اس سے دروازہ کھول نہیں دیا اور مستاجر نے مدت کے بعد کہا
 میں اس میں نہیں رہا تو اگر مستاجر بلا مؤنت کھولنے پر قادر تھا تو لایہ لازم ہوگا اور نہیں تو نہیں اور سوجر کیوں حجت نہ کرنا جائز نہیں کہ تو نے کیوں نہ
 قفل توڑ ڈالا اور کیوں نہ اس میں داخل ہوا کذا فی عالمگیری قلت ولذا وجب المستاجر عن الفسخ بہذا الفسخ لم یکن تسلیم لان التخلیۃ لم تسع فی غیرہ من کتابہ
 اور اگر اس طرح مستاجر عاجز ہو کھولنے سے بواسطہ اس کنبی یعنی موجب کی دی کنبی کے تو تسلیم نہ ہوگی اس واسطے کہ تخلیہ نہ صحیح ہو کذا فی العیین
 ولو اختلف حکم الحال اور اگر دونوں میں اختلاف پڑا تو ظاہر حال حکم کرے گا یعنی بعد مدت اجاڑ اختلاف ہوا اور حالانکہ کنبی مستاجر کے پاس ہے
 مستاجر کتا ہو کہ میں قفل کھولنے پر قادر نہ ہوا اور سوجر کتا ہو کہ تو قادر ہو اور دونوں کے گواہ نہیں ہیں تو ظاہر حال پر حکم ہوگا اور شاید کتا ظاہر حال
 سے مراد یہ ہو کہ مستاجر سے کہا جائے کہ قفل کو کھول تو اگر کھول نہ سکے تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر کھول سکے تو سوجر کا قول مقبول ہو کذا فی الطحاوی
 ولو برہان فیئۃ الموجبہ خیر اور اگر دونوں گواہ لاویں تو سوجر کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی الذخیرۃ وکذا البیع اور سیخرج بیع کا حکم ہے یہ تشبیہ ہے جو مستاجر
 کی ساتھ بیع الفکار میں کہا کہ خرید کیا اور کنبی اس کی اور گھر کی طرف نہیں گیا تو اگر کنبی ایسی ہو کہ بلا کفۃ حل سکے تو قابض ٹھہرے گا اور زمین تو نہیں
 کذا فی النسخ وقیل ان قال لہ قبض الفسخ وانفتح الباب فهو تسلیم والا لکما بسطہ المصنف اور قول مصنف یہ ہو کہ اگر سوجر نے مستاجر سے کہا کہ کنبی ہے اور
 دروازہ کھول تو یہ تسلیم ہو اور اگر کنبی دی اور قول مذکور نہ کیا تو تسلیم نہ ہوگا چنانچہ اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے و لیس وجہ طلب الاجر
 المارہ والارض کی یوم واللہ اقبہ کل مرحلۃ اذا طلقہ و یومین قیین اور سوجر کو جائز ہو گھر اور زمین کا کہ یہ دانگنا ہر روز اور جائز کا
 کے مترادف و لیس یا طلقہ و نحو ہا من التنازع و افرغ و سلمہ فلو قبل تسلیمہ بیع فلو الاجراء و سنیے اور مانند اس کے اور پیشوں

کی مزدوری مانگنا جائز ہے جب کہ اس کام سے فراغت حاصل کرے اور مستاجر کو تسلیم کرے یعنی اس میں مزدوری کا مطالبہ ہر دن نہیں بلکہ کام کر چکے اور پہنچا دینے کے بعد ہی تو اس چیز کا تلف ہو جانا قبل تسلیم کے مزدوری کو ساقط کر دیتا ہے مگر اگر ایسی چیز کو دیا سو مزدوری سے سبب اور اس کی بلاتقدیر جل گیا تو مزدوری ساقط ہو گئی بسبب عدم تسلیم کے اور درزی پر تاوان کی طرح لازم ہو گا کیونکہ وہ بلا تقدیر میں ہو گا کذا کل من لعلہ اثر اور اس طرح ہر ایک اس پیشہ ور کا حکم ہے جس کے عمل کا اثر موجود ہو چنانچہ برصعی اور لوہار اور معمار اور جولاہ اور سارکار کے عمل کا اثر لکڑی اور لوہے اور مکان اور کپڑے اور زیور میں موجود رہتا ہے تو مزدوری مانگنا بعد فراغ اور تسلیم کے جائز ہو گا والا اثر کہ کمال لہ الاجر کا فرغ وان لم تسلیم بجز اور جس کے عمل کا اثر نہیں ہو تا چنانچہ حال تو اسکو مزدوری مانگنا بجز در فراغت کے جائز ہے اگرچہ تسلیم نہ واقع ہو مگر تو بعد فراغت کے تلف ہو جائے سے مزدوری ساقط نہ ہوگی کذا فی البحر وان وسیلۃ عمل فی بیت المستاجر و دخت وغیرہ کی مزدوری لازم نہیں بدون فراغت اور تسلیم کے اگرچہ دخت وغیرہ کا کام مستاجر کے گھر میں کیا ہو مگر مصنف کا یہ قول اس کو مقتضی ہے کہ مستاجر کے گھر میں عمل سے فارغ ہو تا تسلیم نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اس واسطے کہ زلیلی میں ہے کہ غیاطت وغیرہ میں مستاجر کے گھر میں تسلیم حاصل ہوتی ہے بجز در فیل کے اس واسطے کہ وہ مستاجر کے گھر میں ہے اور مگر اسکے قبضے میں ہے تو اس میں تسلیم حقیقی کی حاجت نہیں تو اجرت واجب ہوگی بجز و عمل کے انتہی تو ہو جب اسکے اگر کپڑا وغیرہ تلف ہو گا بعد فراغت عمل کے قبل تسلیم حقیقی کے تو اجرت واجب ہوگی بسبب تسلیم عملی کے اور صاحب عیالہ نے اگرچہ یہ تعیم مذکور کی ہے لیکن تسلیم بیان نہیں کی ہے عیالہ میں یوں ہے کہ دھوبی اور درزی کو مطالبہ اجرت کا نہیں تا وقتیکہ عمل سے ان فراغ نہ ہو اس واسطے کہ بعض عمل سے نفع حاصل نہیں تو بعض عمل سے مستوجب اجرت کا ہو گا اور اس طرح اگر مستاجر کے گھر میں عمل کرے مستوجب اجرت نہ ہو گا قبل فراغ کے کذا فی الطحاوی اور صدر الشریعہ میں ہے کہ جب مستاجر کے گھر میں بعض ثوب کی دخت کرے پھر اسکی چوری ہو جائے تو بعد دخت اسکی اجرت ثابت ہے تو یہ دلیل ہے کہ اجرت بعد عمل واجب ہوتی ہے انتہی در میں ہے کہ بجز ہر ایک کے مستاجر کے گھر میں عمل کا قبل ان فراغ عمل مستحق اجرت نہیں اور مبسوط اور فوائد لایہ تہ اور ذخیرہ اور شروع جامع صغیر میں مذکور ہے کہ جب بعض دخت واقع ہو مستاجر کے گھر میں عمل کا قبل ان فراغ عمل مستحق اجرت نہیں اور مبسوط اور فوائد لایہ تہ اور ذخیرہ اور شروع جامع صغیر موافق استحقاق اجرت کا ہو گا انتہی نعم لورق بعد ملاحظہ بعد انہم بعد انہما فلا الاجر بجز علی الذہب بجز و ابن کمال بان اگر کپڑا چوری ہو جائے بعد اسکے کہ درزی نے اسکو کچھ یا کچھ دیوار گر پڑی بعد بنا سیکے تو اسکا اجرت ثابت ہو گا اسکے حساب کے موافق بامسند مذہب صحیح کے کذا فی البحر و ابن کمال ہم پستہ لکھتے ہیں اس واسطے کہ اگر غیاطت مستاجر کے گھر میں ہے تو اجرت واجب ہے خواہ سب دخت ہوئی ہو یا بعض بسبب وجوہ تسلیم اور اگر درزی کے گھر میں ہے تو کل یا بعض کچھ اجرت نہیں بدون تسلیم کے اور دیوار ٹھکانا تو نہیں ہوتا مگر مستاجر کے پاس بحر اللائق میں ہے کہ مسئلہ بنا خود بل میں مستند ہے بجز بعض عمل سے اجرت اسکی واجب ہوتی ہے بسبب تسلیم کے اور کفری نے اسکو ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے اور اس پر یقین کیا ہے غایت البیان میں ہے ہر ایک پر ذکر ہے تو یہی مذہب ہے اور انہما مستند یعنی صاحب کثر نے مستثنیٰ میں اسکو پسند کیا ہے اگرچہ اسکی عبادت کے معنی مطلق ہو کذا فی الطحاوی ثوب خاطر الخیاط باجہ فقط مگر قبل ان یقبضہ رب ثوب فلا اجر بل یہ تعصیبات الفاتی کی طرح ہو جسکو درزی نے سبب مزدوری پر سو سیون اور دیگر ڈال کسی شخص کے مال کے قبضہ کرنے سے پہلے تو اسکے واسطے مزدوری نہیں بلکہ درزی کو سیون اور دیگر ڈالنے سے تاوان لینے کا اختیار ہے والی بجز علی اعادۃ وان کان الخیاط ہو الفاتی فعلیہ الاعادۃ کا نہ لہذا بحر اللائق الفاتی اور درزی پر اعادہ دخت کا جبر نہ ہو گا اور اگر درزی ہی سیون کا ادھیرے والا ہو تو اس پر دوبارہ سبب واجب ہو گیا اس نے نہ سبب تباہی و خرابی سے بیضا جہنی شخص کے ادھیرے سے درزی پر اعادہ دخت لازم نہیں و بل الخیاط بجز التعمیل بلایا فی اللہ الاصل لا اشتباہ لکن فی حاشیتہا معزیا لہذا المستثنیٰ یہ تم وقال لمصنف یعنی ان یکم العروت انتہی تم رایت فی التاتار غایتہ معزیا لہذا لکبریٰ ان النشوی علی الاول فیما اور

کتاب النجاشی

کیا خیال کے واسطے کپڑا جو تن سے بدون دوخت کے مزدوری ہو یا نہیں قول اصح یہ ہو کہ قطع کرنے سے بدون سینے کے مزدوری نہیں کذا فی الاستیفاء
لیکن اشباہ کے حاشیہ مضمرات سے منقول ہو کہ قول مضی یہ ہو کہ ان اجرت ہو اور معنف نے اپنی شرح میں کہا جواب لائق یہ ہو کہ رواج پر حکم ہو
انہی پھر میں نے تا ناغانہ میں فتاویٰ کے کبرے سے منقول دیکھا کہ قول دل پر فتویٰ ہو تو قائل کہ صورت مسئلہ یہ ہو کہ جبکہ کپڑا درزی کو سینے کے
واسطے دیا سو اسے قطع کیا اور مرگیا بدون سینے کے اور اگر فقط کپڑا قطع کرنا مقصود ہو تو بلا شک اجرت واجب ہوگی اس واسطے کہ عمل مقصود ہی
تا ناغانہ سے نقل کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ صاحب مضمرات اور صاحب کبری دونوں نے ذکر کیا ہو کہ وجوب اجرت پر فتویٰ ہو اور شراح کی نگاہ پر
سے نکلتا ہو کہ عدم مزدور پر فتویٰ اور اہل مالک ایسا نہیں ہو قائل کذا فی الطحاوی وللجواز طلب الاجر لغیر فی بیئ المستاجر بعد اخراجہ من المتناول
بذلک و باخرج بعضہ بحسابہ جوہر اور روئی پکائے والے کو روئی کی مزدوری مانگنا جائز ہو مستاجر کے گھر میں تنوع سے نکالنے کے بعد اس واسطے
کہ تنگی کی تامل اس طرح نکالنے کے بعد ہو اور بیض روٹیوں کے نکالنے سے اس کے حساب کے موافق اجرت لازم ہوگی کذا فی الجوهر و فان
احرق بعدہ اسی بعد اخراجہ بغیر قلم الاجر لتسلیم بالوض فی بیئہ ولا غرم لعدم التقدی وقالا یزعم مثل دقیقه ولا اجر وان شاء مضمر
النجاشی اعطاء الاجر سو اگر تنور سے نکالنے کے بعد بلا فعل طبخ روئی مل جائے تو اس کا اجر ثابت ہو بسبب تسلیم کر دینے طبخ کے مستاجر
کے گھر میں رکھ دینے سے اور طبخ سے طبخ پر تاوان نہیں بسبب اس کی بے نقوری کے اور صاحبین نے کہا کہ طبخ تاوان دے اس کے
اٹنے کے برابر اور اس کی مزدوری نہیں اور اگر مستاجر چاہے تو طبخ سے مجتہ روئی کا تاوان لے اور اس کو روئی پکانے کی مزدوری دے و لو
احرق قبلہ لا اجر لہ و یزعم اتفاقا لتقصیرہ درو بحر اور روئی جل گئی تنور کے نکالنے سے پہلے تو اس کی مزدوری نہیں اور وہ تاوان دے
روئی کا اتفاق نام اور صاحبین کے بسبب اس کی تقصیر کے کذا فی الدرر والبحر وان لم یکن النجاشیہ اسی فی بیئ المستاجر سو اگر کان سے
بیئ النجاشی و لا قاحرق او سرق قلم الاجر لہ لعدم التسلیم حقیقتہ ولا ضمان لہ و سرق لانی یدہ امانتہ خلافا ما وہی مسئلۃ الاجیر المشترك
جوہر اور اگر مستاجر کے گھر میں روئی نہ ہو خواہ نان پخت کے گھر میں ہو یا کہین اور پھر جل جائے یا چوری جائے تو اس کے واسطے مزدوری نہیں
بسبب نہ ہونے تسلیم کے فی الحقیقت اور اگر تاوان نہیں اگر چوری جائے اس واسطے کہ اس کے پاس امانت ہو بر خلاف صاحبین کے کہ ان کے
زودیک تاوان ہو اور یہ مسئلہ ہو اگر مشترک کا کذا فی جوہر ہم امام کے نزدیک اگر مشترک کے پاس امانت ہو تو ضمانت صاحبین کے کہ ان کے
صاحبین اور اگر مشترک کی تعلیف اگے معلوم ہوگی وان احرق النجاشی و سقط من یدہ قبل الاخراج فعلیہ الضمان ثم المالك بائع
فان ضمنہ قیمۃ قبحوزا قلم الاجر وان ضمنہ قیمۃ دقیقاً قلم الاجر لہ لولاک قبل التسلیم ولا یضمن الخطب والمخ اور
اگر روئی جل گئی یا اس کے ہاتھ سے گر پڑی تنور کے نکالنے سے پہلے تو نان پر ضمان ہو پھر مالک کو اختیار ہو کہ اگر اس سے پہلے روئی کا تاوان لے تو اس کی
مزدوری ثابت ہو اور اگر لے نہ تو مزدوری نہیں بسبب صانع ہوجانے کے قبل تسلیم کے اور اگر کسی اور ملک کا تاوان نہ ہو
وللطبخ بعد العرف الا اذا کان لابل بیئہ جوہر والاصل فی ذلک العرف اور دیگر دن ہانڈی پکانے کی مزدوری واجب ہوتی ہو نکالنے
کے بعد یعنی جب دیگر سے پیالوں اور کاسیوں میں باورچی نکال چکے تب مزدوری کا مستحق ہو مگر جبکہ نیت مستاجر کے گھر والے کے واسطے نہ اہل
دعوت کے واسطے تو نکالنا لازم نہیں کذا فی النجاشیہ اور قواعد کلیہ اس میں رواج ہو یعنی اگر مرد رواج ہو کہ نکالنا باورچی کے ذمہ نہ ہوتا ہو تو نکالنے کے بعد مزدوری
لازم ہوگی اور نہیں تو قطع پکانے کے بعد نہ ملے گا کہ جس محل میں نص نہیں وہاں عادت کا اعتبار ہو فان فسد اوی الطعام الطبخ او
احرقہ اولم یضجہ فهو ضمان للطعام پہل گرا ہو چنے کھا نا بگاڑ دیا یا جلاد لایا کھا خوب نہ پکایا تو دو کھانے کا ضمان ہو یعنی طعام کی قیمت کا

اس پر تاوان لازم ہوگا و لودخل بنا لیں اور بطبع بہا تو قیمت منہ شترانہ فاحرق البیت لم یضمن ملاذن ولا یضمن صاحب الدار لو احترق سے من السكان
 لزم التقدی جو برو اور اگر مستاجر کے گھر میں باد چلی آگ لگی یا روٹی یا نانڈی پکانے کے واسطے اور اس میں سے ایک چنگاری گھر میں پڑی
 اور گھر جل گیا تو اس پر تاوان نہیں بہت اذن صاحب خانہ اور صاحب خانہ بھی تاوان نہ دیگا اگر کچھ جل جائے رہنے والوں کا بوا سطرہ عدم تقصیر کے
 ہم لکھا دیئے کہ کیا یہ مسئلہ مخصوص یا حیر طبع نہیں بلکہ کر ایہ دارا و مستعیر اور مالک خانہ کو بھی شامل ہے و بضرط اللبن بعد الاقامۃ قال ابو حنیفہ
 اسی بعدل یعنی علی بعض و بقول ابی نعیم ابن کمال مغیر اللیون اور کچی اینٹ پاتھنے کی مزدوری کا مطالعہ اینٹ کھڑی کر دینے کے بعد ہوا و صاحبین کے
 کہ تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگا دینے کے بعد واجب ہوگی اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہونے کی کیا ہوا بن کمال نے عیون سے و ہذا
 اذا ضرب فی بیت المستاجر فلونی غیر ملکہ فلا اجرتی بعد منصوب باعذہ و شترانہ ہذا زلیلی اور یہ اس وقت ہو جبکہ مستاجر کے گھر میں اینٹ پاتھی ہو اور اگر
 مستاجر کی غیر ملک میں اینٹ پاتھی ہو تو اجرت واجب نہیں جب تک شمان نہ کر دے کھڑی کر کے امام کے نزدیک در ڈھیر لگا کر کے صاحبین کے نزدیک کذا فی الزلیلی
 ہم مستعفی میں طبع شترانہ کی ہر شمارا و شترانہ تسلیم ہے ہر ہر اس واسطے کہ اگر تسلیم ہو بدون شمار کے تو اجرت ثابت ہوگی کذا فی البحر فروع مسائل لمقتضی شترانہ کے
 الملین علی اللبان فالشترانہ علی المستاجر و اذ قال الجمل المنزل علی الجمل لا صبی فی الجوالق او معوڈہ للفرقة الا بشرط اینٹ پاتھنے کا سا پانی اینٹ پاتھنے والے
 ذمہ پر ہوا و مٹی اینٹ پتھانے والے مستاجر پر اور بوجہ کا مکان کے اندر رکھنا بوجہ اٹھانے والے پر نہ اٹھکا ڈالنا اور بھرتا یوں میں یا اٹھکا ڈھیر یا لیا یا پتھانے
 پر گھر طر کر لینے سے و ایکاف داجہ للعلی علی المکاری و کذا الجبال والجوالق اور بوجہ لا دینے کے واسطے یا لان جانور پر یا نہ جانور پر یعنی کر لیا و لے پر ہوا و
 اسی طرح رسیان اور کوئین مکاری پر ہیں و البحر علی الکاتب انشراط الارق علیہ یفسد یا نہیں یہ اور و شنائی لکھنے والے کے ذمہ پر ہوا و کذا جند
 شترانہ کا کاتب پر اجارہ کثابت کا مفسد ہے کذا فی التبیہ و من کان لعلہ اشرفی العین کا الصبیغ والقصاص بنسبہ الاجل والاجرا و جبر الجبر کے عمل اور کام
 کا اثر یہ موجود ہو چہ میں چنانچہ رنگ زرد دھوبی کا تو وہ اس چیز کو رکھے اور مستاجر کو نہ دے اپنی مزدوری لینے کے واسطے ہم دھوبی سے وہ
 دھوبی مراد ہے جو کپڑا دھوئے نشا ستہ وغیرہ کا کپ لگا کر فقط فاسل ثوب و جبر ہے ہر کہ مقصود علیہ وصف ہے جو محل میں ثابت ہے تو حق حبس بدل لینے کے
 واسطے یہ چنانچہ بیع میں کذا فی الدرر بدل مراد بالاثربین ملوکہ للعامل کالتشراء والغرام مجر و ما یسا بن ویری فیہ قولان اصحہما الثانی ففاسل الثوب کا
 الفسق والحطب والطمان والخیاط و الخفاف و الخلق لاسل علیہم حبس العین بلا اجر علی الاصح محبتی اور کیا اثر سے کام کرنے والے کی کوئی
 چیز ملوک مراد ہے چنانچہ نشا ستہ اور صابون یا فقط وہ چیز اثر سے مراد ہے جو نظر پڑے اور دکھائی دیے اس میں دو قول ہیں یعنی ایک قول یہ کہ
 چیز ملوک عامل مراد ہے اور دوسرا قول یہ کہ جو نظر آئے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں قولوں میں سے صحیح تر دوسرا قول ہے کہ کپڑا دھو نیوالا
 اور پسینہ توڑ لینے والا اور کپڑی چیرنے والا اور لٹا پسینے والا اور درزی اور موڑنے دوزا و غلام کام سونڈنے والا ان سب کو رکھنا چیر کا اجرت
 لینے کے واسطے جائز ہے بموجب قول اصح کذا فی المجتبیٰ ہم بحر الرائق میں ہے کہ مستعفی میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ صحیح قول ہے کہ محمد بن ابی یمن
 حق حبس میں ہیں تو تصحیح مختلف ٹھہری ویری قول لائق ترجیح کے ہوا و صاحب ہلایہ نے غسل ثوب کو محل کے مانند ٹھہرایا ہے کذا فی الطحاوی و درمیں
 نہایہ عن قاضی خان مذکور ہے کہ جب دھوبی کے عمل کا اثر نہ ہو سوا اسے میل چھڑانے کے اس میں اختلاف ہے صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کو حق حبس ثابت ہے حال
 بدل سوا اس کے سفیدی مخفی تھی جو ظاہر ہو گئی دھوبی کے عمل سے تو گویا اسے سفیدی ملی یا در دی گئی ہے نہ ہذا افدا کان حال لانا اذ کان الاجر موحدا
 قلمی یکمل حبسہر الملکہ فی بیت المستاجر تسلیم کیا اور یہ یعنی حق حبس اس وقت ہو جبکہ اجرت کی مدت نہ ختم ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجرا سے
 حبس کے رکھنے کا مالک نہیں جیسے مستاجر کا گھر عمل کے مدین میں اس کا اختیار نہیں اسبب تسلیم ملی کے و لیکن بالتقدیری و لونی فی بیت المستاجر غایۃ اور اجرت تاوان

لازم ہوگا کہ تعدی سے اگر پہلے ہی مستاجر کے گھر میں واقع ہو گا تا فی النایہ فان حبس فضاغ فلا اجر ولا ضمان لعدم التعدی سوا اگر اجیر نے چیز روک رکھی اور وہ تلف ہو گئی تو اس کی مزدوری نہیں اور نہ اس پر نذران ہو بلواسطہ عدم تعدی کے ومن لا اثر لعمله کالحال علی غلظہ وادبہ والمحال ج وغاسل ہو الثوب اسی تطہیرہ لا تحسینہ مجتبیٰ فلیحفظ لک حبس العین لا اجر ولا ضمان جیر کے عمل کا اثر موجود نہ ہو چیز میں چنانچہ اپنی ہتھ پیر یا جانور پر وجہ لادنیوالا اور طلع اور کپڑا دھوئے والا چیز کو نہ روک رکھے مزدوری لینے کے واسطے غاسل ثوب سے وہ کپڑا دھوئے والا مراد ہو جو کپڑا دھوئے اس کے ظاہر کر نیکی کے واسطے نہ تحسین کیواسطے کہ ان کی التجرہ تو اس کو یاد رکھنا چاہیے تم تحسین ثوب سے مراد سفید کرنا ہو اسواسطے کہ سفید ہی مخفی تھی جو کچھ کھنڈل سے ظاہر ہو گئی تو گویا اس نے سفیدی کو ایجاد کیا تو محسن ثوب حبس کا مالک ہو گا نہ غلظہ ثوب درمیں کہ اگر غلام گریختہ کے کپڑا لایا و لے کو حق حبس رہتا ہو اگرچہ اس کے عمل کا اثر نہیں فلو حبس ضمن ضمان انصاف و یجوز فی باب پس اگر اجیر نہ کر جو حبس کرے تو غصب کا تاوان دے اور ضمان بخصب کے آدیا کا منصب کے باب میں ہم یعنی اگر حبس میں وہ چیز تلف ہو جائے تو مثل کا تاوان دے اگر وہ چیز تیشلی ہو تو قیمت کا تاوان دے اگر وہ قیمتی ہو و صا حوا بما بالحبس اور ان شاء الله تعالیٰ قیمت کا ایسا شرعاً محمولہ ولہ الاجران شاء غیر محمولہ والا اجر ہرہ اور محمول چیز کا اس مختار ہو اگرچہ اسے حال سے اسکو محمول بتایا کر کے اسکی قیمت لینے کے عوض شرعی کا تاوان دے اور حال کی مزدوری دے اور اگرچہ یہ غیر محمول کا تاوان دے اور مزدوری دے کذا فی الجوبہ و اذا شرط علیہ بقسم بان یتول نہ اعل بنفسک و بیدک لا یتعمل غیرہ الا انظر فلما استعمال غیر یا بشرط وغیرہ خلاصہ اور اگر مستاجر میرے عمل ذاتی شرط کرے اس طرح کہ افس سے کہے کہ تو خود اپنی ذات سے یا اپنے ہاتھ سے کام کر تو جیسے اپنے سوا اور شخص سے یا م نہ لے کر دیکھ کر اسکو غیر عورت سے دودھ پلوا دینا جائز ہی شرط اور بلا شرط ہر طرح سے کذا فی الخلافہ ہم غایہ میں ہے کہ درزی سے کہا کہ تو خود کپڑا سی سے یا دھو بی سے کہا کہ تو خود دودھ دے پھر اس نے اپنے غلام یا شاگرد سے کام کروا دیا تو اجرت دینا واجب نہ ہو گا کذا فی الطحاوی وان طلاق کان لکوی للاجیر ان یستاجر غیرہ فانما لا یتجوز الا ان یؤتی الاجر من الاصل انسانی وہی صریح فی الخلافہ اور اگر مطلق بلا قید عمل ذاتی اجارہ واقع ہوا تو اجیر کو جائز ہے کہ اپنے غیر سے مزدوری کر لے مصنف نے استنباط کے نقطہ سے اشارہ کر دیا اسکا کہ اگر اجیری کو اجیر کا بلا استیجار تو اصل شخص تاوان دیگا و بصورت تلف ہو نیکی نہ شخص ثانی اور خلاصہ میں اسکو مصرح بیان کیا ہے و قد بشرط العمل نہ لو شرط یوم او امر بالمعروف و عا لمیرا مافرق حتی سرق لا یضمن واجاب ہمسل لائمۃ بال ضمان کذا فی الخلافہ اور مصنف نے شرط عمل کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر مستاجر نے اپنے یا افس کے دن کی شرط کی سوا اس نے اسدن کام نہ کیا اور سنا جر نے اجیر سے چند بار مال لے لیا سوا اس نے کوئی برائی نہ کی وہ چیز چوری ہو گئی تو تاوان اجیر پر لازم نہ ہو گا اور شمس الہ نے وجوب ضمان کا جواب دیا ہے کہ کذا فی الخلافہ وقولہ علی ان تحمل طلاق لا تقیدہ مستصغی فلو ان یستاجر غیرہ اور سنا جر کا یون کو نہ اسکا استیجار ہی تیرے عمل پر یہ اطلاق ہو یہ قید کا لگانا کذا فی المستصغی تو اجیر کو جائز ہے کہ غیر شخص سے مزدوری کر لے اور اسے لیا تہی بعضی اوقات بعضہم فی الجمن بقی فلو اجیرہ بحسب ما لہ و فی بعض المعقود علیہ مستاجر نے شکی کیا کہ اجیر اس کے اہل و عیال کو لے آوے سو انہوں کوئی شخص مر گیا اور وہ باقی لوگوں کو لے آیا تو اسکی مزدوری ثابت ہوگی اس کے حساب کے موافق اسواسطے کہ اس نے بعض معقود علیہ کو پورا کیا یعنی عقد اجارہ تمام عیال کے لئے پر منعقد ہوا تھا اور وہ مسکونہ لایا تو پوری مزدوری کا مستحق نہ ہو گا پھر اگر جنکو لایا نصف عیال چون تو نصف اجرت کا مستحق ہو گا اور اگر ثالث ہوں تو ثلث اجرت کا مستحق ہو گا و قد یقولہ لو کا تو ای عیال معلوم میں اسی لیساقین لیکن الاجر ہر ہر ما یجوز اور مصنف نے اس قول سے قید لگائی کہ اگر اسکا اہل و عیال معلوم ہوں یعنی ماقرین انکو جانتے ہوں تب بقدر حساب بعض عیال بعض اجرت کا مستحق ہو گا تا کہ اجرت سب کے مقابلہ میں پڑے والا لیکن لو استلزم فلو کہ لکن الاجر و نقل بن النکال ان کانت الموترۃ نقل نقضان عدد ہم بحسابہ والا فلو کذا و اگر عیال غیر معلوم ہوں تو اجیر کے واسطے تمام اجرت واجب ہوگی و لیکن بحال نہ فی کذا یعنی اہم ہندوان سے کہ اگر لائے کی شقت کم ہو جاتی ہو عیال کے کم ہونے سے تو بقدر اس کے حساب اجرت لازم ہوگی و اگر شقت کم نہ ہو جاتی ہو تو تمام اجرت لازم ہوگی

لا یصل خط ای کتاب او را الی زیدان رده ای المکتوب والذالموتہ ای زیداً وغیبہ لاشیء لہ لانہ نقصہ یجودہ کالخیاط اذا خاط تم
 فنق تمسکہ مقرر کیا ایک مرد سے خط یا توشہ پہنچا دینے کا مثلاً زید کے پاس لگا خیر خط اور توشہ پھیر لایا زید کی موت یا غائب ہونے سے تو اس کے واسطے
 کچھ مزدوری نہیں اس واسطے کہ اسے معقود علیہ یعنی ایصال مکتوب یا زاد کو باطل کر دیا اس کے پھیر لانے سے جس طرح دزدی نے جبکہ سیاح پھر اس کو
 اوپر ڈالا مہصنفت کو لازم تھا کہ خط پہنچا نا اور جواب لانا دونوں کو ذکر کرنا اس واسطے کہ اگر جواب لانا نہ کرے تو خط پھیر لانے سے تمام اجرت لازم
 ہوگی چنانچہ شرح مجمع بین مصرح ہے اور امام محمد کی جامع صغیر میں خط لایا نا اور جواب لانا دونوں مذکور ہیں کذا فی الطحاوی مختصر او فی النہایتہ استاجلہ فی سبب
 لموضع کذا ویدجو فلا نا باجر سیمی فذہب لموضع فلم یجد فلا نا وجب الاجراء غایمین ہر کہ اجارہ کیا تا فلا نے کی طرف جائے اور فلا نے شخص کو بلا لائے
 معین مزدوری پر پسل جیروان گیا اور اسے اس شخص کو پنا یا تو مزدوری واجب ہوگی م غایمہ میں تبلیغ رسالت مذکور ہے نہ بلا لانا اور شایع نے رسالت اور
 بلا لانا کو یکساں قرار دیا کذا فی الطحاوی فان وقع الخط الی ورثتہ فی صورتہ الموت او من یسلم النیۃ اذا حضر فی سورۃ غیبہ وجب الاجر بلا لایاب
 وہو نصف الاجر المسمی کذا فی الدرر والفر و تبعہ المصنف ولکن تعقبہ المحشون وعولوا علی لزوم کل الاجل کما فی التمسکاتی عن النہایتہ انہ ان شرط الجہی بالاجاب
 لنقصہ والافکار لیکون التوفیق پس مسئلہ ایصال مکتوب میں اگر اجیر نے خط دیا زید کے وارثوں کو در صورت موت زید کے یا اس شخص کو دیا جو زید کو پہنچا ہے
 جب کہ وہ اسے در صورت غائب ہونے زید کے توجانے کی مزدوری واجب ہوگی اور وہ نصف اجرت معینہ ہے کذا فی الدرر والفر اور مصنف پر ہوا ہے
 صاحب درر کا ولیکن در پر محشیوں نے اعتراض کیا ہے اور تمام اجرت کے لازم ہونے پر اعتقاد کیا ہے لیکن قسمستانی میں نہایت سے منقول ہے کہ اگر جواب لانا
 شرط کیا ہے تو نصف اجرت لازم ہے اور نہیں تو تمام اجرت لازم ہے تو توفیق بین القولین ہو گئی یعنی صاحب درر اور مصنف کا کلام اشتراط جواب پر محمول
 ہے اور محشیوں کا قول عدم اشتراط پر محمول ہے وان وجہہ ولم یوصلہ الیہ لم یجب لہ شیء لان شفاء المعقود علیہ ہو الا ایصال در اگر میر نے زید کو
 پایا اور خط اور توشہ اس کو نہ پہنچا یا تو کچھ مزدوری اس کی واجب ہوگی بسبب نہ ہونے معقود علیہ کے یعنی ایصال خط پر اجارہ ہوا تھا سو پایا گیا و اختلف لہما
 لوقرہ اور اسمین اختلاف ہے اگر جیسے خط کو پہلے الی الی یعنی بعضوں کے نزدیک سمین مزدوری واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک اجیر نہیں متولی ارض لوقف
 اجیر یا غیر اجیر المثل یلزم مستاجر بالے مستاجر ارض لوقف لا المتولی کما غلط فی بعضہم تمام اجرا المثل علی الفتی کما فی الجرمین اتلافین غیر متولی ارض
 وقف نہ زمین وقف کو بغیر اجرت مثل لینے کم از اجرت مثل پر اجارہ دیا تو مستاجر ارض وقف کو پوری اجرت مثل دینی لازم ہوگی بنا بر قول مفتی بیچنا پھر الرائی میں ہے تلخیص
 وغیرہ سے اور متولی پر اجرت مثل لازم ہوگی چنانچہ بعض علما غلط سمجھے ہیں و کذا ظم دمی و اب کما فی مجمع الفتاویٰ اور اس طرح کا حکم ہے دمی و اب کا چنانچہ
 مجمع الفتاویٰ میں ہے یعنی اگر دمی یا اب صغیر کے زمین کم از اجرت مثل پر اجارہ دے تو مستاجر پر پوری اجرت مثل لازم ہوگی نہ دمی و اب یا بعضی اصحاب
 فی غضب عقار لوقف وغضب منافعہ و کذا لفتی کل ما ہو النفع للوقف فیما اختلف فیہ العلماء حتی نقصوا الاجارۃ عند الزیادۃ الفاحشۃ نظر اللفظ
 و معیانہ لحن اسد تعالیٰ حادی القدر ہی فتویٰ دیا گیا ہے غاصب کے تادان پر زمین یا مکان وقف کے غضب کرنے میں اور منافع زمین یا مکان وقف کے غضب
 کرنے میں اور اس طرح ہر ایک اس چیز کا فتویٰ ہے جو وقف کیواسطے نافع ہے ہر جمیع عالموں کا اختلاف واقع ہوا ہو تو نقص اجارہ کا حکم کیا ہے فقہائے زیادت
 فاحشہ کمز دیک بلحاظ وقف کے اور حق اسد کی مخالفت کے واسطے کذا فی حادی القدر سمی زیادت فاحشہ سے مراد فی النفسہ اجیر مثل کا زیادہ ہو جانا ہے
 بلا انت چنانچہ غریب نفع میں مذکور ہوگا مات الآخر علیہ دیون حتی منیع العقد بعد تمییل العبد فالمستاجر العین فی یدہ ولو بقدر فاسد اشباہ الحق
 بالمستاجر میں غرضائے حق استوفی الاجرۃ العجلۃ مرگیا مالک اجارہ کا دینے والا اور اس پر لوگوں کے دین ہیں تا انیکہ عقد اجارہ نسخ ہو گیا بدل اجارہ کی تکمیل کہیں تو مستاجر زیادہ
 تر حق دار ہے اجارہ کی چیز کا اس کے اور تر منہ ہوں سے تا انیکہ مستاجر پیشگی اجرت کو حاصل کرے بشرطیکہ اجارہ کی چیز مستاجر کے قبضہ میں ہو اگر یہ بقدر فاسد اس کے نقص میں ہو

کذا فی الاشباہ ہم یعنی جبکہ موجود گر گیا اور اسپر غیر مستاجر کے دیون میں پھر جاری کی چیز بھی گئی تو مستاجر باقی الثمن جو باقی ترنخواہوں سے کذا فی الخطای ہی یعنی
 مستاجر اسکے ثمن سے اپنی پیشگی دی ہوئی اجرت ایگاہہ اسکے اگر کچھ ثمن باقی رہیگا تو در ترنخواہ پاویں گے الا انہ لا یستقط الی ین ہر لاکہ اسی ہر لاکہ ہا المستاجر
 لائے لیس برسین سن کل وجہ مگر یہ کہ دین مستاجر کا ساقط نہ ہوگا اس اجارہ کی چیز کے ہلاک ہو جانے سے اس واسطے کہ یہ چیز ہر وجہ سے دین نہیں جو مستقط دین ہو بجز ان
 الرهن فنانہ مضمون باقل سن قیمت ومن الدین کماسیجی فی بابہ جمیع الفتاوی نکات مرہون کے ہلاک ہو جانیکے اس واسطے کہ مرہون کی ہلاک میں مرہون پر نادان
 ہو کتر کہ مرہون کی قیمت سے اور دین سے چنانچہ باب الہین میں اور لگا کذا فی جمیع الفتاوی صم قولہ باقل من قیمت ومن الدین بکثیر یا سہر ہر سواسطے کہ اس سے غیر غنم ہر قاتل
 کہ جو چیز قیمت اور دین سے کتر ہو وہ نادان ہو اور نہ لائے کہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قیمت اقدوں دیکھ اچانے سے در دقون میں سے ہر قاتل ہو وہ نادان واقع ہو تو
 ترکیب صواب یوں ہے باقل من قیمت ومن الدین تو اس صورت میں من ہیاتیہ ہوگا نہ تنفیسی نہ کذا فی الخطاوی ہر فرع مسائل لمختہ شائع کے الزیادۃ فی الاجر ومن
 المستاجر یصح فی لمدة ولید با زیادہ کر دینا اجرت کا مستاجر کی جانب سے صحیح ہو اجارہ کی مدت میں اور بعد مدت کے لمختہ شائع میں لکھا صحت زیادہ مدت اشیاء
 اور بیع الفکار کے مخالف ہو واما الزیادۃ علی المستاجر فان فی المالک ولو لتقیم لم تقبل کما لو رخت اور مستاجر پر اجرت کا زیادہ ہو جانا اگر زیادتی آدمی کی ملک میں ہو
 اگر غیر تعمیر کی ملک ہو تو مقبول نہیں چنانچہ اگر اجرت ارزان ہو جائے تو قبر نہیں مین یعنی بعد اجرت معین ہو چکنے کا جرت کا نرخ گران ہو گیا یا ارزان تو غیر وقت میں اسکا
 اعتبار نہیں مستاجر پر فقط اجرت معینہ لازم ہوگی و ان فی الوقت فان الاجارۃ فاسدۃ اجارہ بالناظر یا معرض علی الاول لیکن الامع بحتہا باجر المثل ولو ادعی حل ہذا
 بغير فاش اور اگر زیادت مذکورہ وقت میں ہو تو اگر اجارہ فاسد ہو تو وقت کا ناظر اسکو دوسرے مستاجر کو اجارہ دے دیون پہنچنے مستاجر اول کے لیکن قول اصح
 صحت اجارہ مذکورہ ہو یعنی اجرت مثل کے اگر چہ مرد دعوی کرے کہ اجارہ بغین فاحش کے ساتھ ہو و ام اشباہ میں لیکن الامع کے مقام پر لیکن اصل قول تو جرحہ
 باجر المثل واقع ہو فان اخیر القامنی ذو خیرۃ انہا کذا لک نفاہا پھر اگر قاضی کو ہوشیار وقت خبر کرے کہ اجارہ اچھا بیع ہو چکا ہے اس سے بھی نہ بیع فاحش کے ساتھ تھا تو
 قاضی جا رہ کو فسخ کر ڈالے م شائع کو یوں کہنا خوب واضح تر تھا کہ اگر مرد دعوی کرے کہ اجارہ بغین فاحش تھا تو صحت اجارہ با جرحل اصل ہو چکا ہے قاضی کو خبردار
 شخص خبر کرے یعنی بچہ مرد دعوی مذکور مرد صحت کا قاضی حکم کرے بلحاظ اصل مذکور بلکہ اہل بصیرت اور صاحب دانت کے قول کی طرف رجوع کرے و تقبل الزیادۃ وان شکر
 وقت العقد انہا باجر المثل و زیادت مقبول ہوگی اگر چہ گواہوں نے گواہی دی ہو وقت عقد کے کہ اجارہ با جرحت مثل ہو و ان انکانت فخر او غفلت لم تقبل و در
 اگر قاضی کو خبردار شخص خبر نہ کرے کہ اجارہ بغین فاحش ہوا تھا تو اگر زیادت مستاجر کی ضرر رسائی اور تزلزل کے واسطے ہو تو مقبول نہ ہوگی مقرر اور تزلزل
 کی زیادت وہ ہو جسکو قبول نہ کرے گمراہ ایک شخص یا دو شخص بیابیع میں ہو کہ کسی شخص نے اجارہ کی اجرت زیادہ کی تو اسکی طرف التفت نہ ہوگا شاید کہ وہ شخص تنفست او
 ضرر رسائی ہو کذا فی الخطاوی وانکانت الزیادۃ اجرا المثل فالتفت رقبو لہا فیفسخ المتولی فان امتنع فالقاضی ثم یوجر بامور او اگر زیادت اجرت مثل ہو تو اسکو
 قبول کر لینا قول مختار ہو تو متولی جا رہ فسخ کر ڈالے سو اگر وہ فسخ کرے تو قاضی فسخ کرے پھر اسکو اجارہ دے اس شخص سے جو زیادہ اجرت دے م زیادت اجرت مثل
 مراد اس سے یہ ہو کہ فی نفسہا اجرت زیادہ ہو جائے سبب شخصوں کے نزدیک بسبب گران ہو جائے نرخ کے اور اگر اجرت زیادہ ہو جائے لوگوں کی رغبت کے
 سبب کسی چیز کے اجارہ لینے میں تو ایسی زیادتی زیادتی جرت مثل نہیں کذا فی الخطاوی صی شرح الجمع للعتیقی فان کانت دارا او حاقو را او سنا فارغہ عرضہا
 علی المستاجر فان قبلہا فواحق بہا و لزمہ الزیادۃ من وقت قبولہا فقط پھر اگر اجارہ کی چیز گھر ہو یا دکان یا خالی زمین ہو تو اسکو مستاجر اول پر پیش کرے سو اگر
 مستاجر زیادت نہ کرے تو قبول کرے تو وہی اسکا زیادہ تر حقدار ہو اور اگر زیادت لازم ہوگی قبول کر لینے کے وقت سے فقط یعنی زمانہ قبول کے پہلے اجرت معینہ سابقہ لازم
 ہوگی اور بعد قبول کے زیادت نہ دیکھو کہ لازم ہوگی و ان انکر زیادۃ اجرا المثل و ادعی انہا اضطر فلا بد من البران علیہ و اگر مستاجر اجرت مثل کی زیادہ ہو نیکی انکار کرے
 مرد دعوی کرے کہ زیادت ضرر رسائی ہو تو ضرر ہی اسکو گواہ قائم کرنا یعنی زیادت کا معنی گواہ دینے منکر پر و ان لم قبلہا اجرا المتولی و اگر مستاجر زیادت کو قبول نہ کرے تو متولی اسکو

شخص کو اجارہ دے مطلقا وہی نے کہا بہتر یہ تھا کہ اس قول کو شرائع الحکام زیادت پر مقدم کرنا وان کا وقت مزرعہ لم یصح اجارہ تھا فیہ صاحب الزرع کلہ انہ لم یزیدوا
 من وقتہ انوار کر زمین وقت مزرع ہو تو اسکا اجارہ دینا سوائے کشتکار کے جائز نہیں لیکن اجرت سابقہ سے زیادہ ملائی جائے مستاجر پر زیادہ ہو نیکی وقت سے
 وان کان بنی او عرس فالحکام استاجرہ مستاجرہ فاما توجہ لیس فی فروع الشرائع لم یقبلہ لانقطاع ما عندہ اس کل شہر اور اگر مستاجر نے زمین میں عمارت بنائی ہے یا
 لکھے ہوں تو اگر ماہر اسی اجارہ لیا ہو تو زمین غیر مستاجر کو اجارہ دیجائے جبکہ عینہ ہو چکے اگر مستاجر زیادت کو قبول کرے بسبب منعقد ہونے اجارہ ماہر اسی کے
 پر عینہ کے سر پر ہم محیط میں ہو کہ غیر کو اس صورت میں اجارہ دیا جائے جبکہ رفع عمارت کے بعد اجرت زیادہ ہو جائے اور اگر بعد در ہو جائے عمارت کے اجرت
 سابقہ سے زیادہ نہ ہو تو کسی اجرت سابقہ کے ساتھ مستاجر کے پاس باقی رکھی جائے کہ ان فی المطلقا وہی والبناء یتکلف النافذ بقیہ مستحق القلع الوقت اور عمارت کا ناظر
 مالک ہوگا وقت کیواسطے عمارت مستحق القلع کی قیمت دیکر او بصیر حتی یخلص بناؤہ یا مستاجر بصیر کے یہاں تک کہ اُسکی عمارت خلاصی پائے یعنی ہندرام کے
 بعد اسکی اینٹ اور لکڑی پر تصرف کرے وان کا وقت المدۃ باقیہ لم یزید وغیرہ وانما تنعم علیہ الزیادۃ کا لزیمہ الزیادۃ اور اگر اجارہ کی مدت باقی ہو تو غیر مستاجر کو زمین کا
 اجارہ نہ دیا جائے اور اس کے سوا کچھ نہیں کہ مستاجر پر اجرت مثل کی زیادت ملائی جائے جیسے زراعت والی زمین کی زیادت مستاجر پر لائی جاتی ہو واما اذا زاد
 التخل فی نفسه من غیر ان یزید فی التخلی منہا وسیلۃ لفتویٰ اور جبکہ اجرت مثل فی نفسه زیادہ ہو جائے بدون اسکے کہ کوئی شخص بڑھ جائے تو متولی کو نفع اجارہ کا
 اختیار ہو اور اسی پر فتویٰ ہوا لم یفسخ کان علی المستاجر المستحق شہادۃ معزۃ بالسنن فی اور جب متولی اجارہ کو نفع نہ کرے تو مستاجر پر اجرت عینہ واجب ہوگی چنانچہ
 اشتباہ میں فتاویٰ صغریٰ سے منقول ہو قلت وفما ہو قولہ والبناء یتکلف النافذ الخ انہ یتکلف کچھ الوقت تہا علی صاحبہ واما الاذن فی نقص بالقلع والا شرط زمانہ کہانی
 عمارت الشریع منہا البحر والمع فیقول علیہا الاذن الموضوۃ لنقل المذہب بخلاف نذال لفتاویٰ میں کہتا ہوں اور اسکا یہ قول والبناء یتکلف النافذ الخ اخرہ استیلا
 کرتا ہو کہ ناظر عمارت کا مالک ہو جانا ہو بہت وقت کے صاحب عمارت پر جبر اور زبردستی کر کے اور یہ یعنی زبردستی سے مالک ہونا ناظر کا اس صورت میں ہو کہ زمین ناقص
 ہو جائے عمارت کے کھودنے سے اور اگر ناقص نہ ہو تو قیمت دیکر مالک ہو نہیں صاحب عمارت کی رضا مندی شرط ہے چنانچہ اکثر شریع میں مصرح ہے انما یجوز الجرائع اور
 شیخ الذہبی تو شریع کی روایت پر اعتماد کیا جائے اس واسطے کہ نقل مذہب کے واسطے شریع ہی موضوع اور یہ ضرور ہر برطان نقول فتاویٰ یعنی گرفتار دیکر
 نقول شریع کے مخالف ہوں قواعد کے لائق نہیں ہم منجملہ فتاویٰ مذکورہ فتاویٰ مؤید زمانہ ہے جسکی عبارت شاریح اسکے بعد ذکر کریگا اور تہنیں اور فانیہ سے
 اچھین منقول ہو کہ متولی عمارت کا زبردستی مالک نہ ہو جائے اگر ان فی المطلقا وہی مختصہ رافعی فتاویٰ مؤید زمانہ من الوقت معزۃ بالافصولین حالت وقت بنی فیہ ساکنہ
 بلا اذن متولیہ ان لا یزید فی نفسه وان مرفوہ المذہب مالہ فلیتصرف لہ ان یخلص والسنن تحت البناء ثم یاخذہ اور مؤید زمانہ کے فتاویٰ میں ہو کتاب الوقت سے منسوب
 بعضوں کہ ایک مکان ہو وقت کی حسین کے لئے ہے کچھ عمارت بنائی بلا اذن متولی وقت کے اگر عمارت کا کھودنا ضرور کرے تو اسکو کھود دے اور اگر مزرعہ
 کرتا ہو تو بنا دے والا خود مصلح کرے والا ہو اپنے مال کا تو چاہیے کہ یہاں تک شفا کرے کہ اسکا مال تحت عمارت سے خلاص ہو پھر اسکو دے ولا یكون بناؤہ
 فانما من صیغۃ الاجارۃ لیس ذلک علی ذلک البنا وحیث لا یک رفقہ اور عمارت اس شخص کی غیر شخص کے اجارہ دینے کی مانع نہ ہوگی اس واسطے کہ اسکا کاشت
 اور قبض نہیں اس عمارت پر اس واسطے کہ وہ اسکو ہندرام نہیں کر سکتا ولو اسطرحوا ان یجملوا ذاک للوقت ثم لا یجوز اقل القیمتین مزرعہا حبس فیہ صرح اور اگر
 اس اتفاق کریں کہ اس عمارت کو وقت کے تحت میں کر دیں بعد ازاں اس شخص کے جو اقل القیمتین سے تجاوز نہ کرے یعنی ہندرام عمارت کی قیمت اور طیار عمارت کی قیمت
 میں سے جسکی قیمت کمتر ہو اس سے اسکا ثمن زیادہ نہ ہو تو یہ صحیح ہے و لکن الحق الاجرین رفع الامار لہ فافضی القصد ولیس لامر لہ بفسخ بنفسہ علیہ لفتویٰ اور اگر
 موجب کو دین لافن ہو تو قاضی سے نا لاش کرے تاکہ قاضی عقد اجارہ کو فسخ کر ڈالے اور بار دینے والے کو جائز نہیں کہ خود اجارہ فسخ کرے اور اسی پر
 فتویٰ ہو ہم یہ اس صورت میں ہو جبکہ ادائے دین کا طریقہ باقی نہ رہے تب قاضی سے فسخ اجارہ کر کے اس چیز کو بیچ کر دین اور اگر سے وجہ ہمسٹل

البینۃ فی البینۃ بنیۃ المستاجر لانتہای الزیادۃ خلاصۃ اور اگر دونوں گواہ لاویں تو مقبول گواہ مستاجر کے گواہ ہیں بواسطۃ اثبات زیادت کذا فی الخلافۃ
 وغیرہ استاجر لاقتفاریۃ فلیحد ارادۃ ان التحدیر ہوا اور خلاصہ میں ہے کہ گھر اجارہ دیا گا ذری کے واسطے تو اسکو اسمین آہنگری درست ہو اگر گا ذری اور
 آہنگری کا مضر یکساں ہو ورنہ فلیحد ارادۃ ان التحدیر ہوا اور خلاصہ میں ہے کہ گھر اجارہ دیا گا ذری کے واسطے تو اسکو اسمین آہنگری درست ہو اگر گا ذری اور
 نہیں ہے تو اسپر کرایہ دینا لازم ہوگا اور اگر کس کام سے عارت منہم ہو جائے تو اسکا تاوان دے اور اس صورت میں کرایہ نہیں ہے اسواسطے
 کہ تاوان اور کرایہ باہم جمع نہیں ہوتے والہ السکنی بنفسہ واسکان غیرہ باجارۃ وغیرہ یاد کذا فی الخلافۃ بالمتعلیٰ فیہ التقدیر لانیۃ
 غیر مفید اور مستاجر کو جائز ہے کہ رہنا اور غیر کو رکھنا کرایہ لیکر اور بدوین کرایہ کے اور اسبطر جو عمل کہ مختلف اور متفاوت نہیں ہوتا استعمال
 کرنے والے کے اختلاف سے اسمین استعمال کرنے والے کی قید لگانا باطل ہے اسواسطے کہ تقدیر کو مفید نہیں یعنی بسبب عدم تفاوت کے بخلاف
 ما یختلف بہما سببی بخلاف اس عمل کے جو متفاوت ہو جاتا ہو استعمال کرنے والے کے اختلاف سے چنانچہ آگے مذکور ہوگا کہ چنانچہ رکوب اور کپڑا پہننا
 کہ انہیں تفاوت ہوتا ہے باعتبار اختلاف استعمال کے تو تاوان لازم ہوگا در صورت مخالفت شرط کے ولو اگر بالشرع قدق بالفصل اور مستاجر دوسرے شخص کو
 اجارہ دے اکثر اجرت مقرر کر کے تو یا دتی خیرات کرے م یعنی اگر چار روپیہ کو خود اجارہ لیا اور دوسرے شخص کو پانچ روپیہ پر کرایہ دیا تو ایک روپیہ خیرات کرے
 اپنے مرن میں نہ لاوے لانی مسلکین اذا اجر بالخیلاف الجہاد اصل فیہا شکیا مگر دوسرے میں مستاجر کو زیادہ کرایہ لینا درست ہے جبکہ گھر کو کرایہ دے مخالف
 جنس پر یا گھر میں کچھ درست کر دی ہو م خلاف جنس یہ کہ روپیوں کا کرایہ دیتا ہو اور شرفی یا پیسوں یا اناج کا کرایہ لیتا ہو اور اصلاح اور درستی
 کی صورت یہ کہ مثلاً گھر میں چونہ کاری کرے یا چھت پر پیرے لگا دے حیوی نے کہا جہاں اور دینا اصلاح میں داخل نہیں ولو اگر جہاں الموصلا تصح وتنفس الاجارۃ
 فی الاصح بحسبہ یا الجہاد تصحیح خلافہ فقہیہ اور اگر مستاجر نے گھر کرایہ دیا خود مالک موجد کو تو اجارہ صحیح نہیں اور اجارہ منسوخ ہوگا قول اصح میں چنانچہ جہاں لانی
 میں چہرہ سے منقول ہوا اور آگے اسکے مخالف قول کی تصحیح اور کی تو خبر دار ہو یعنی متفاوتات اجارہ میں عدم منسوخ کو شایع و ہیبتہ وغیرہ سے نقل کرے گا
 تو تصحیح اجارۃ ارض للزراعۃ مع بیان ما یرفع فیہا او قال علی ان الزرع فیہا ما اشاء وکیلتا تقع المذازع والافنی فاسدۃ للجماعۃ وتنتقلب صحیحہ
 بزعمہ وایجاب المسلمی اور صحیح ہے اجارہ زمین کا نہ اذاعت کے واسطے اس بیان کے ساتھ کہ کون چیز اسمین بولی جاوے گی یا مستاجر یون کہے کہ اجارہ دیتا ہوں
 اس شرط پر کہ زمین میں زراعت نہ ہو چنانچہ کہ چارونگا بیان مزرع یا عموم مزرع اسواسطے شرط ہوا تاکہ آئندہ بھگڑا نہ ہو اور اگر بیان مزرع یا عموم
 مزرع نہ ہو تو اجارہ فاسد ہے اور اجارہ فاسدہ پلٹ کر صحیح ہو جائیگا اس کی زراعت کرنے سے اور اجرت سببہ واجب ہوگی م چونکہ مزرع باعتراف نفع اور
 مزرع کے متفاوت ہوتا ہے تو دفع نزاع کے واسطے بیان کرنا ضرور ہوا اور نزاع دفع ہو جاتا ہو مستاجر کو اختیار دینے سے اور در صورت عدم بیان زراعت
 کرنے سے اسواسطے اجارہ صحیح ہو گیا کہ معقود علیہ استعمال سے معلوم ہو گیا اور فساد تھا بسبب نادانستگی مزرع کے تو جبکہ جہاں دفع ہر کی زراعت
 کرنے سے تو گویا جہاں اول ہی سببہ تھی وللمستاجر الشرب والطریق اور زمین کے اجارہ میں پانی لینے کی باری اور راہ مستاجر کے واسطے ثابت
 ہوا م اجارہ میں پانی کی باری اور راہ بدون شرط کے بھی داخل ہوا اور زمین کی خرید میں بلا ذکر حقوق وغیرہ داخل نہیں اسواسطے کہ اجارہ ہوا ہوا انتفاع
 کے واسطے اور بدوین دونوں چیز کے زمین سے فائدہ لینا نہیں ہو سکتا اور بیع سے مقصود ملک رقبہ ہے نہ انتقال عین زمین سے و لہذا شور زمین کی بیع جائز
 ہے اور اسکا اجارہ نہ اذاعت کے واسطے جائز نہیں کذا فی الخطوط اسی و مزرع زمین ریبعا وغیرہ اور مستاجر دواہ زراعت کرے ریبعا اور خریف میں
 ہم یہ اس صورت میں ہے جبکہ سال بھر کا اجارہ ہو مگر فی القنیۃ ولو لم یکنہ الزراعۃ لالحال لا اعتبارا بستی او کسی ان اکنۃ الزراعۃ فی مدۃ القنۃ
 جائز والا لا تمامہ فی القنیۃ اور اگر مستاجر کوئی الحال زراعت ممکن نہ ہو ستنچنے کی حاجت سے یا نہر کے صاف کر کے سے تو اگر نہ اذاعت ممکن ہو

خدا جادہ کی مدت میں تہ اجارہ جائز ہو اور اگر اس قدر مدت میں ممکن نہ ہو تو جادہ جائز نہیں ہو اور پورا اسکا بیان فقہ میں ہے اگر باوجود ہستی مستغلوں میں
غیر و امکان الزرع بخوبی لایکچرا الا جادہ لیکن لوحصرہ وسلم ان انقلابت جائزۃ زمین اجارہ دی یک مستاجر کو اور حالانکہ وہ زمین غیر شخص کی زمین
سے مشغول ہو تو اگر زراعت ازاد حق ہو یعنی مزایع بظریق اجارہ یا عاریت کے ذراعت کی ہو تو جادہ جائز نہیں لیکن اگر کھیت کاٹنے اور زمین
مستاجر کو تسلیم کرے تو جادہ بد لک جائز ہو جائیگا مالم یستحضر الزرع فقیر و یومر بالمحصا و التسلیم بلفظی برزازیہ ذراعت والی زمین کا اجارہ جب اگر
نہیں جیتا کھیت نہ کئے تو اب جائز ہوگا اور کھیت کاٹنے اور تسلیم کا امر ہوگا اسی کا فتویٰ ہے کہ انانی البرازیہ الا ان یوجرہا بمضافۃ اسے
المستقبل فقیر مطلقا مگر جبکہ زراعت والی زمین کو زمان مستقبل کی طرف منسوب کر کے اجارہ دے تو مطلقا جادہ جائز ہے خواہ زراعت واجبی ہو یا غیر
واجبی بشرطیکہ زمین زراعت سے خالی ہو جائے مدت مستقبلہ مذکورہ تک کنذانی الطحاوی و سی وان کان الزرع بغیر حق صحیح لا مکان التسلیم مگر
ظنی قلہ اور کمال افتاد سی قاری المداہ اور اگر زراعت غیر واجبی ہو یعنی بطور عصب کے ہو تو زراعت والی زمین کا اجارہ صحیح ہے بسبب ممکن ہونے
تسلیم کی زبردستی کھیت اٹھا کر خواہ زراعت پختہ ہو یا خام کنذانی فتاویٰ قاری المداہ ذلی الوہبانیۃ تصح اجارۃ الارض المشغولۃ یعنی دیہہ بالفرق
وایتبار المدة من حین تسلیمہا اور وہبانیہ میں ہے کہ دار مشغولہ یعنی جس گھر میں موجد وغیرہ کا اسباب ہو تو اسکا اجارہ جائز ہے یعنی اور موجد کو حکم ہوگا اسکے
خالی کر دینے کا اور ابتداء سے مدت اجارہ اس کی تسلیم کے وقت سے ہوگی ذلی الاشباہ استاجر مشغولا دار فاصح فی الفایض فقط سی فی المنقرات اور اشتداد
چین ہو کہ بھری اور خالی جیکر اجارہ لیا تو فقط خالی چیز میں اجارہ صحیح ہوگا اور اسکا ذکر باب المنقرات میں آگے آوے گا و تصح اجارۃ ارض اللبنا و
والفرس و سائر الاشغالات لطیف آجر درخت و مقبلا و مراعاتی تلزم الاجرة بالتسلیم امکن زعماء ام لا بحدود صحیح ہے اجارہ زمین کا مکان بنانے اور
درخت لگانے کے واسطے اور باقی فوائد کے واسطے چنانچہ پختہ اینٹ اور مٹی کے برتن وغیرہ کے پکانے کے واسطے اور جانوروں کے رہنے کے واسطے
نصف روزادرات کے وقت تو تسلیم سے اجرت لازم ہوگی خواہ اس زمین کی زراعت ممکن ہو یا نہ ہو کنذانی البحر ص یہ اجارہ زراعت کے واسطے
نہیں ہوتا و عدم امکان زراعت سے اجارہ فسخ ہو کنذانی البحر فان منعت المدة فلعلمہا و سلمہا فارفعہ لعدم نہایت اسو اگر اجارہ کی مدت
گذر جائے تو مستاجر مکان اور درخت کو کھودے اور زمین خالی موجد کو تسلیم کرے بسبب ہونے دونوں کی نہایت کے ہم عمومی رائے کا
اور یہ کھودنے کے زمین کا برابر کر دینا مستاجر کے ذمہ ہے ہر اس واسطے کہ اسی رائے زمین کو خراب کر ڈالا الا ان یفرم لہ الموجد قیمۃ امی البناء و الفرس
مقلوباً بان یقوم الارض بہا و بدوہا فیضمن البینا اختیار مستاجر کو زمین خالی کر دینا لازم ہو مگر جب کہ موجد مستاجر کو کھودے مکان یا درخت کی
قیمت کا تاوان دے اس طرح کہ زمین کی قیمت مکان اور درخت کے ساتھ اور بدوہا مکان اور درخت فقط خالی زمین کی قیمت ٹھہرائی جائے تو موجد
تاوان دے مابین قیمتین کا کنذانی الاختیار و یتبنا کہ بالتصحب عطف علی یفرم لان فی نظر الھما اور قیمت دیکر موجد مکان و درخت کا مالک ہو اس واسطے کہ
اسمین مستاجر و موجد دونوں کے واسطے رعایت منظور ہو شارح نے کہا یتبنا کہ لفظ منصوب یفرم پر عطف ہے و قال فی البحر و ذال استثنای من لزوم
الظلم علی المستاجر فاذا نہ لایدرہ الظلم و یرفع الجبر بدفع القیمۃ امکن الحکانت تنقص یتبنا کہ اجارۃ علی المستاجر و الابن و ابنا و بحر الرائق میں کہا اور یہ
استثنای یعنی الا ان یفرم کا استثنای دوم قریب ہے المستاجر سے ہے تو مصنف نے فائدہ بتایا استثنای سے کہ مکان کا کھودنا مستاجر پر لازم نہیں اگر
موجد قیمت مکان کی دے لیکن اگر زمین ناقص ہو جائی ہو کھودنے سے تو مستاجر پر جبر کے زمین کا مالک ہو اور اگر ناقص نہ ہوتی ہو تو اسکی ضمانت
سے مالک ہو یعنی بوجہ قیمت اویرضی الموجد عطف علی یفرم تیر کہ امی البناء و الفرس فی ثلث البناء و الارض لہذا
یا کہ موجد مکان یا درخت کے باقی رکھنے پر راضی ہو تو مکان اور درخت اسکا ہو گا یعنی مستاجر کا اور زمین اس کی لینے

تو جس کی شراعت نے کہا پر مٹی علف ہو تو ہم پر ہذا ترکہ ان یا جبراً یا جبارۃ و الا فاعازۃ فلما ان بنوا جرد و ہا لثالث و یقتسموا الاجر علی قیمت الارض بنا و بنا و علی قیمتہ البناء و بنا و الارض فیما خذ کل حصۃ مجتبیٰ اور یہ ترک قطع یعنی مکان اور درخت کا نہ کو دینے دینا موجب کا اگر بعض اجرت کے ہو تو یہ اجارہ ہا جی والا اگر بلا اجرت ہو تو عاریت ہو تو مستاجر اور موجود و لون کا اجارہ دینا تیسرے شخص کو جائز ہے اور دونوں شخص اجرت کو زمین کی قیمت پر بدون مکان کے اور مکان کی قیمت پر بدون زمین کی قسمت کریں پھر ہر شخص اپنا حصہ لے گا انے المجتبیٰ ہم مثلاً اگر زمین کی قیمت دوسو ہو اور مکان کی قیمت ایک سو اور اجرت تین درم ہو تو دو درم موجود لے اور ایک درم مستاجر و فی وقت القنیتہ بنی فی الدار المستحبۃ بالما اذن القیم و نزع البناء یفسد بالوقت سبب القیم علی رفع قیمتہ للبناء الخ اور قنیتہ کی کتاب الوقف میں ہے کہ فی سبیل اللہ گھر میں کسی شخص نے کچھ مکان بنایا بدون اجازت متولی کے اور حالانکہ اس مکان کا کھو و نا وقت کو ضرر کر تا ہو تو متولی پر اسکی قیمت دلائے پر مکان بنانے والے کے واسطے زبردستی کی جائے الی آخر العبایۃ یعنی حاکم زبردستی قیمت دلاوے بشرط اصلاح وقت و لا استا جرایض وقت و غیرہ دینی ختم بھنت مدۃ الاجارۃ فلمستاجر استبقھا کو یا جبراً المشتل اذ لم یکن فی ذلک ضرر بالوقت و لا الی الخ و قوف علیہم الا ان القیم لیس اہم ذلک کذا فی القنیتہ اذ اگر وقت کی زمین اجارہ لی اور زمین درخت لگائے اور مکان بنایا پھر اجارہ کی مدت گزر گئی تو مستاجر کو درختوں کا باقی رکھنا بدوئل اجرت شل کے جائز ہے جبکہ اس باقی رکھنے میں وقت کو ضرر نہ ہو اور غیر زمین وقت ہو وہ مانین سولے کو دینے کے تو انکو اسکا اختیار زمین کذا فی القنیتہ ہم فہر بیان مصنف اسپر دلالت کرتا کہ وہ جو سابق ذکر ہو چکا کہ مستاجر بعد انقصائے مدت درخت اور مکان کو ذکر خلی زمین تسلیم کرے وہ زمین ملک کا مسئلہ تھا اور یہ حکم وقت پر اور اسعاف اور عہادہ بین قنیتہ کے مخالف منصوص ہے کہ عمارت جب وقت کو ضرر نہ کرے تو اسکے کو دینے پر بنانے والے پر زبردستی کی جائے اتنی اور علانیہ ذکر کیا ہے کہ قنیتہ کا قول لا ینقزل لائق محل کے نہیں تو کیونکر اسپر عمل ہو گا جو مشہور کتابوں کے مخالف ہو یا اسکو اختلاف مشایخ پر محمول سمجھئے گا انے الخطاوی مختلفہ قال فی البحر و ہذا تعلم مسئلۃ الارض المحتکرہ وہی منقولۃ ایضاً فی وقایف النضا و برالرائق میں کہا او قنیتہ کے اس قول سے ارض محتکرہ کی صورت کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور وہ تو اوقات خصاف میں بھی منقول ہے ہم یعنی اگر مستاجر مکان بناوے بشرط استبقا عمارت تو بعد مدت اجارہ اجرت مثل دیک جائز ہے اور اسکو حق قرار نہایت ہو گا بشرطیکہ وقت کو ضرر نہ ہو اب متولی اسکا مالک نہ ہو گا وقت کے واسطے مگر اسکی رضا مندی سے اور یہ مسئلہ ہو ملک و جواد کتاب البیع میں مذکور ہو چکا کذا فی الخطاوی و الرطبہ لدرم نہایت کا الشجر قطع بہ مضافی مدۃ الرطبہ درخت کے مانند ہو بسبب نمونے اسکی نہایت کے تو کھو دا چا سے مدت گزرنے کے بعد ہم بطہ ما بین شجر اور گیاہ کے ہر فارسی میں اسکو پست کتے ہیں نیل کے مانند ایک بار برس سے سا لہا سال رہتا ہے و ہذا وہ در حکم شجر ہے در حکم زراعت ثم انظر اذ بالرطبہ یا سقی اصلہ فی الارض بیا و نا یقطع و رقمہ ہر و بیاع پھر دریافت کرنا چاہیے کہ بطہ سے مراد وہ چیز ہے جسکی چڑھ میں ہمیشہ باقی رہے اور اسکے تپے یا پھولی توڑے جاویں اور بیج ہوں و اما اذا کان نہایت معلومہ کما فی الفجل و الجرد و البان و انجانی فیہی ان کیون کا لزج ترک اجازۃ الی نہایت کذا حررہ المصنف فی حواشی اللک و قواہ کافی معالۃ الخانیۃ فی حفظ اور جبکہ اسکی نہایت معلوم ہو جیسے کہ مولیٰ اور گاجر و پینگن تو لا ینقزل یہ ہے کہ اسکا حکم زراعت کے مانند ہو کہ اجرت مثل دیگر اسکی نہایت تک جوڑی جائے اسی طرح کی تحریر کی ہے مصنف نے حواشی کنز میں اور اسکو تقویت دی ہے خانیہ کے قول سے جو کتاب المسافات میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم مولیٰ اور گاجر کی مثال درست نہیں بلکہ اسطے کہ ایک بار اٹھا لے سے پھر باقی نہیں رہتی قلت بقی لو نہایت معلومہ لکننا بعد مدۃ طویلۃ کا القصب فیکون کا الشجر کما فی فتاویٰ ابن الجلی فیلیخہ فقیرہ میں کہتا ہوں یہ احتمال باقی رہا کہ اگر ایک چیز کی نہایت معلوم ہو لیکن بعد از طویل ہو چنانکہ ملک اور نہ تو وہ چیز درخت کے مانند ہو کہ اسنے خداد سے ابن اسحلبہ تو تجرید یاد رکھنی چاہیے و الزرع تیر کہ با جبراً المشتل لے اور اگر رعایہ الی نہیں لان نہایت کہ امر اور کھیت سے تعرض نکلیا جائے اجرت مثل دیگر اس کے

برابر یا اس سے کمتر کو حاصل کرے تو جائز نہیں ورنہ بالقرضا لا یشتیر فی المال صحیح اور منجملہ غیر جائز کے کہ جلد دانا
مردنی کا جو برابر ہو گیہون کے وزن کے ذلاد ناجو کا قریل اصح میں ہم یعنی اگر سن بھر گیہون لادنے پر کہ یہ ٹھہرا سر مستاجر نے من بھر روئی جانور پر لادی تو
جائز نہیں اس واسطے کہ روئی پیچھے پر گیہون سے زیادہ پھیلتی ہو اور اس میں گرمی بھی زیادہ ہو تو اس کا ضرر زیادہ ٹھہرا گیہون سے اور گیہون کی غرض
اگر جو اس حد قدر لادے اور جانور مر گیا تو نادان نہیں بقول اصح اس واسطے کہ جب جرد اور گیہون وزن میں برابر ہوں تو چو کا ضرر جانور کی پیٹھ پر
کمتر ہوتا ہو بسبب پھیلا جانے کے یہی فتویٰ ہو صدر رشید کا الحاصل اگر سے محمول ہو چر اسے اور چیر لادی اور وزن دو وزن کا برابر ہو کر
محمول کمتر پھیلتا ہو جانور کی پیٹھ پر سمنی سے تو در صورت ہلاکی تاوان لازم ہو گا بسبب ضرر کے چنانچہ گیہون کے وزن کے برابر پتھر یا لوہا لادنا
اگر محمول ننگ زیادہ پھیلتا ہو لادنے کے مقام پر سمنی سے تاوان نہیں چنانچہ گیہون کے عوض جرد لادنا اس واسطے کہ یہ آسان تر ہو تو خلاف کرنے سے
تاوان لازم نہ آوے گا مگر جبکہ موضع محل سے زیادہ تر متجاوز ہو چنانچہ روئی عوض گیہون کے کہ لافانی الطحاوی بطور وزن من ستمسک نہضت عظیم الذاہر
یضمین الخفیف و اگر مستاجر نے جانور پر اپنے پیچھے اس شخص کو سوار کر لیا جو بذات خود بلا اعانت جانور پر پیٹھا رہے اور اس کا وزن ہلاک ہو تو مستاجر نصف قیمت کا تاوان
خمس اور اگر مستاجر پیچھے پیٹھا ہو تو تمام قیمت کا تاوان مستاجر لازم ہو گا لافانی الغایہ ولا اعتبار بالنقل لان الاکرم غیر موزون اور اعتبار نہیں گرافی وزن کا اس واسطے
کہ آدمی غیر موزون ہو یعنی آدمی کے تولنے کی عادت نہیں تو عدد دراکب کا اعتبار ہو گا نہ گرافی کا اور دوسری وجہ یہ ہو کہ تفیل سوار می کے واقفکار سے جانور کو
نہر نہیں ہوتا اور خفیف نا واقف سے ضرر ہوتا ہو ہذا اذا کانت الذراجه تطیق حمل لاشئین والا فالکل یحک بال حال در یعنی نصف تنان اچھوت
ہو جبکہ جانور دشمن کا جو چہرہ اٹھا سکتا ہو اور اگر اٹھا نہ سکتا ہو تو تمام قیمت کا تاوان ہے مستاجر پر پر حال میں یعنی خواہ بذات خود مستمسک ہو یا نہ ہو کا لو
حکمہ الراكب علی عاتقه فانه یمنی کل وان کانت تطیق حملہ لکون فی مکان واحد چنانچہ اگر دوسرے شخص کو مستاجر اکب نے اپنے کندھے پر بٹھا یا تو
مستاجر تمام قیمت کا تاوان لازم ہو گا اگر چہ جانور دونوں کے جو چہرہ اٹھا سکی طاقت رکھتا ہو بسبب ہونے وجہ کے ایک مقام پر یعنی جب دونوں کا جو چہرہ
ایک جگہ پڑا تو جانور پر شاق ہو کر ہلاک کا موجب ہوا وان کان الریدین صغیرا لایستمسک یضمین بقدر ثقله اور اگر پھیلا سوار ایسا غفلت سے ہو کہ برائے
جانور پر نہ پیٹھ رکھتا ہو تو مستاجر تاوان دے بقدر جسکی گلاباری کے یعنی بقدر وجہ جہادی ہو گیا مغیر کے سوار کرنے سے آنا تاوان لازم ہو گا کھوشیا
آخر دوسن ملک ما جہرا کو لانا تاہم لدم الاذن چنانچہ دوسری چیز کے اٹھا لینے سے بقدر جسکے قتل کے تاوان لازم ہوتا ہو اگر چہ وہ چیز محمول جانور
کے مالک کی ملک ہو چنانچہ آؤٹنی کی سولہی پر ادٹنی کے بچے کو اٹھانا تاوان لازم ہو گا بواسطہ عدم اجازت مالک کے ولیس المراد ان الرجل
یعنی بل ان یسال بل الخجۃ کم زید اور تاوان بقدر زیادت نقل سے یہ مراد نہیں کہ مرد تو لا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل دانش سے پوچھا جائے کہ کتنی
جو چہرہ زیادہ ہو گیا محل صغیر یا محل شے آخر سے دلو رکب علی موضع العمل فمن کل الامر اور اگر وجہ کی جگہ پر سوار ہو گیا تو ہلاک کی صورت میں کل کا تاوان
دیگا جو حبس بیان کے کہ اگر بد گزند یعنی سوار می اور بوجہ کا قتل ایک ہی جگہ ہو گیا وکذا لو لبس ثیابا کثیرۃ اور یہی حکم ہو اگر مستاجر بہت سے کپڑے پہن کر سوار
یعنی بہ صورت ہلاک تاوان کل کا دیگا کہ ایک ہی جگہ بہت بوجہ کر دیا و لو ما یلبسہ الناس ضمن بقدر تاوان جتنی اور اگر اس قدر ہوں جتنے لوگ پہنتے ہوں تو بقدر
زیادتی کے تنان دیگا کہ الی الحبس واذ ہلکت بعد بلوغ المقصد وجب جمیع الاجر کو بہ بنفسہ مع التفتیش ہی الخفیف الخفیف لکوب عیدہ اور پیچھے سوار
کر لینے کی صورت میں اگر جانور بد منترلی مقصد پر پہنچنے کے ہلاک ہووے تو ساری اجرت واجب ہو اس وجہ سے کہ مستاجر خود سوار ہوا اور تاوان بھی
نصف قیمت جانور کا دیوے اس لیے کہ دوسرے کو سوار کیا ان ضمن الراكب یرجع وان منمن الریدین یرجع و مستاجر اس المستاجر لا لا چہرہ اگر سوار یعنی
مستاجر اکب نے تاوان یا تو ریدین سے نہ بھر لے اور اگر ریدین نے تاوان دیا تو مستاجر سے بھر لے اگر اسے مستاجر کو کر لیا یا نہ کیا ہوا اگر ریدین بطریق جرد

سوار ہو جاوے بلکہ بلبل لائق عاریت سوار ہو جاوے جو جمع جائز نہیں کہ ان فی الخطاوی قید کو نہ عطلت لانہ الرسلت لزوم المسی قطعاً مصنف نے مسئلہ ردیف
 میں جانور کے ہلاک ہونے کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر جانور باوجود اداۃ سلامت رہا تو فقط مقررہ کر یہ لازم آوے گا نہ تاوان یعنی جمیع صورت مذکورہ
 میں گذارنے اس فی الخطاوی و مکرر اردن نہ لانا واقعہ فی السراج صافاً صافاً اداویہ جو عن الغایۃ اور مصنف نے مسئلہ مذکورہ میں اداۃ ردیف
 کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر مستاجر اسکو زمین پر بٹھائیگا اور آپ پیچھے پیچھے گا تو غاصب ٹھہرے گا تو اس پر اجرت لازم ہوگی یعنی فقط تاوان اس پر لازم ہوگا نہ
 اگر ایہ کہ ان فی البحر عن الغایۃ لکن فی السراج الوہاج عن المشکل لا یخلو لفظ فلیتا مال عند الفتوی کیفیت و فی الاشباہ و غیرہ ان الاجر و الضمان لا یجتمعان لیکن سراج
 و ہاج میں مشکل سے وہ قول مذکور ہو جو قول مصنف وجوب اجر مع التعین کے مخالف ہو تو مفتی کو تا مل کرنا چاہیے فتویٰ دینے کی وقت کیونکہ نہ ہوا و
 حالانکہ اشباہ و غیرہ میں یہ مذکور ہو کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے ہم سراج میں مشکل سے یوں مذکور ہو کہ اداۃ کی قید اتفاقی ہو تو خواہ مستاجر کو گے
 سوار ہو یا پیچھے دونوں صورت میں حکم یکساں ہو سراج نے امر بالتامل سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں خطاوی نے کہا اشباہ کی عبارت کا
 ذکر بلا وجہ ہوا اس واسطے کہ اجرت بمقابلہ رکوب مستاجر ہو و تاوان بمقابلہ رکوب ردیف ہو تو ایک راہ سے اجتماع اجرت اور تاوان کا ناپا و اجتماع
 تاوان کا اجرت کے ساتھ وہاں متفق ہو جان تاوان سے اجارہ کی چیز کا مستاجر مالک ہو جائے اور یہاں ایسا نہیں و اذا استاجر بالہیمل علیہا مقدار
 فہل علیہا اکثر منہ قطبیت محتمل مازا و الثقل و جبکہ جانور کر یہ لیا تاکہ اس پر مقدار معین لادے اور اس پر اس سے زیادہ تولد اور وہ ہلاک ہو گیا
 تو تاوان سے بقدر زیادہ ہو جائے بوجہ کہ ہم مثلاتین من لادنا مقرر ہوا سو اسنے چار من لادنا جانور کی جو محتالی قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہوگا
 اس واسطے کہ ہلاکی ہوئی تمام بوجہ سے گرتین من کا لادنا مازون تھا سو اسکا حصہ بنا قطع ہو گیا اور ایک من میر مازون تھا اور وہ چار من ہو لہذا چار من
 قیمت کا تاوان لازم ہوا و لادنا اعلیٰ المستاجر فان حملہا صاحبہا بیدہ و حدہ فلا ضمان علی المستاجر لانہ ہولہا شرعاً دیتہ اور یہ حکم اقصوت ہو جبکہ
 مستاجر اس پر بوجہ لادے سوا کہ جانور کا مالک اپنے ہاتھ سے تنہا اس پر لادے تو مستاجر پر تاوان نہیں اس واسطے کہ مالک ہی تو مباشر ہو کہ ان فی العادیہ و مالک
 زیادتی کو جانشاہ ہو یا خائن ہو مستاجر پر تاوان لازم نہ ہوگا اور اگر مالک کہے کہ بوجہ زیادہ تھا تو اسکو جواب دیا جائے کہ تو نے کیون نہ قول لیا تھا علامہ فقہری
 نے کہا اس میں تامل ہو اس میں اشارہ ہوتا و ان مستاجر کا بسبب نہ معلوم ہونے مالک کے اور یہ بحث ہو مقررہ کی نہ روایت اور دعا دیر کے مانند
 حتمہ الفتاویٰ میں بھی مذکور ہو کہ ان فی الخطاوی و ان حملہا الحمل معاً و ضماہ علیہا و جب نصف علی المستاجر لہذا ہر دلیل بہا مقبلیہ اندک مستاجر
 مالک جانور نے بوجہ ساتھ اٹھایا اور جانور پر دونوں نے رکھا تو نصف قیمت کا تاوان مستاجر پر واجب ہوگا اس کے نفل کے سبب سے اور اسکے مالک کا
 نفل باطل بلا عین ہوگا کہ ان فی الجنبی و لو کان البشائی جلقین فحمل کل واحد منہما جلقاً لے دعا و کدیل مثلاً و حدہ و ضماہ علیہا معاً و متعاقباً
 الا ان حمل المستاجر و حمل حمل المستاجر کان مستحقاً بالنقد غایۃ اور اگر مثلاً گھوڑا ہو دو گھوڑا اور مستاجر مالک ہر واحد نے ایک ایک گھوڑا
 تنہا اٹھائی اور دونوں نے جانور پر ساتھی یا آگے پیچھے رکھی تو مستاجر پر تاوان نہیں یعنی در صورت ہلاکت اور مستاجر کا اٹھانا اور لادنا مستحق بقدر
 اجارہ ٹھہرا یا جاوے گا کہ ان فی الغایۃ شارح نے کہا جو لقی یعنی ایک طرف ہو گئے کے مانند مثلاً و مفادہ اند لا ضمان علی المستاجر معاً و تقدم اداہ و ہوا و ہوت
 ثم عرنا علیہ علی خلاف مافی الخلف کہ ان فی شرح المصنف اور غایۃ التحقیق کی تعلیل سے مستفاد ہوا کہ مستاجر پر تاوان نہیں خواہ وہ گھوڑا کو پیلے رکھے یا
 پیچھے اور یہی وجہ فتویٰ پر اسی سبب سے ہوتے اس پر اعتماد کیا فلا صمد کے بظان ایسا مذکور ہو مصنف کی شرح میں قلت وافی الخلفا صمد ہو یا بوجہ دنی
 بعض شیخ المتن من قولہ کہ ان فی الضمان لوجہ المستاجر و لا ثم رب الذاب و ان حملہا رہا اولاً ثم المستاجر من نصف القیۃ انتہی
 فتنبیہ کہتا ہوں اور جو فلا صمد میں ہے وہ اس متن کے پیشے شیخوں میں موجود ہے مصنف کا یہ قول دراصل مستخرج تاوان نہیں اگر مستاجر نے پہلے گھوڑا لادے

پھر جانور کے مالک نے اور اگر اسکے مالک نے اول لادی پھر چھتا جرنے تو مستاجر نصف قیمت کا تاوان دے انتہی مافی الخصاصہ تو خبردار ہو اس قبل
 غیر مستاجر سے و نہ ای امرن الحکم و اکانت الیابہ المستاجرة تطبق مثلمہ وری یعنی مسئلہ اول میں جو حکم گذر گیا تاوان بقدر زیادت ثقل کھ استوت
 ہو جسکے کرایہ کا جانور ایسے بوجھ کی طاقت رکھتا ہو ادا اکانت لا تطبق فمجمع القیمة لازم علی المستاجر یلی و یوجب علیہ کل الاجر علی الضمان
 لزیادۃ غایۃ اور جبکہ جانور اتنے بوجھ اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو جانور کی پوری قیمت لازم ہوگی مستاجر پر کذا فی الزیلعی اور مستاجر پر تمام اجرت واجب
 ہوگی اجرت واجب ہوئی لادنی کے سبب سے اور تاوان لازم ہو زیادہ لادنی کی جہت سے کذا فی غایۃ التحقیق ہم شایع نے یہ جواب دیا سوال
 مستقر کا سوال یہ ہے کہ یہ ان اجرت اور ضمان کا کیونکر اختلاف ہوا حالانکہ اشیاء سے منکر ہو چکا کہ دونوں مجتمع نہیں ہوتے خلاصہ جواب یہ ہے کہ
 لزوم تاوان کی وجہ اور ہر اور وجوب اجرت کی اور ہر اور منع وہ اجتماع ہر جو ایک ہی وجہ سے ہو ادا بالزیادۃ انما من جنس المسعی فلو من غیرہ
 ضمن الكل كما لو حمل المسی و حده حمل علیہ بالزیادۃ و صدا ہر اور نصف نے لفظ زیادت سے فائدہ ظاہر کر دیا کہ زیادت حمل معین کی جنس سے ہر
 تو اگر زیادت اس کے مناسبت ہو تو کل قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہو گا چنانچہ اس صورت میں تمام تاوان لازم ہوگا اگر فقط حمل معین بلا غلط زیادت
 لاد پھر جانور پر فقط زیادت لاد سے کذا فی البحر قال ولم یعرضوا لاجرة اذا سلط لثور و وجوب المسعی فقط وان حملها المستاجر لان منافع الغنم من ذی
 صاحب حرکت کے کہا اور نصفین نے تعرض نکلیا اجرت کے بیان کا جبکہ جانور سلامت رہا سبب ظاہر ہونے اجرت معینہ کے وجوب کے اگرچہ زیادت کو فقط
 مستاجر نے لاد ہوا سو اسے کہ زیادہ لادنا غصب ہو اور غصب کے منافع کا ہمارے نزدیک تاوان نہیں ومنہ علم حکم المکاسب فی طریق مکہ اور طور وجوب مسعی
 سے معلوم ہو گیا کہ غصب کی راہ میں کر لے دار کا حکم یعنی جبکہ حمل معین پر کچھ بوجھ زیادہ لاد اور جانور سلامت ہو چکا تو زیادہ لادنے سے کسی چیز کا اختلاف
 ثابت نہ ہو گا فقط اجرت مقررہ لازم ہوگی لیکن زیادہ لادنا حلال نہیں کذا فی الطحاوی ومن یضر بہا و کجا بلحاظ التقیید لاذن بالسلامۃ اور مستاجر
 تاوان سے در صورت ہلاکت جانور کے اریسے اور اسکی گام کھینچنے سے بسبب مقید ہونے اذن کے سلامتی کے ساتھ معنی ہر خیر تاوان اور گام کھینچا کھر کر نیکیہ اسطے
 مالک کے اذن سے ثابت ہو لیکن یہ اذن وہاں تک ہر جب تک کہ جانور تلف نہ ہو جائے حتی لو ہلک الصغیر یضرب لابل والوصی للتادیب فمن لوقوعہ بضر و
 تفرک تو اگر صغیر یا ب یا وصی کے ادب دینے کی نافر سے مر جاے تو تاوان یعنی دیت لازم ہوگی بسبب واقع ہونے تادیب کے جو کہ کئے ادا کاں ٹوٹنے سے
 وقالا لا یضمان بالتعارف اور صاحبین نے کہا کہ باپ اور وصی پر تاوان نہیں ضرب متعارف اور مریج سے اور اسی طرح مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے
 مارنے اور گام کھینچنے سے بشرط ضرب متعارف کذا فی الطحاوی وفي الغایۃ عن التتمۃ الاصح رجوع الی الام قولا اور غایۃ التحقیق میں تہ سے ذکر ہو کہ گام کا رجوع کرنا چنان
 کے قول کی طرف رجوع تر قول ہو لایضمن بسبب قوما اتفاقا مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے ہانکنے سے باتفاق اہام و صاحبین و ظاہر ہدایت ان للسلامۃ الغنم
 لاذن العربی اور ہدایہ کا ظاہر قول سپر دالت کرتا ہو کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہو اذن عرفی کے سبب سے ہم شایع نے ہدایہ کا قول اسوا سے ذکر کیا کہ
 اباحت ضرب معتاد معلوم ہو بشرط سلامت و اما بضر لادنیہ نفسہ فقال فی القتیۃ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لایضربہا اصلا و یا صدمہا و یا علی الخاریب
 اور مالک کا مارنا اپنے جانور کو پس قنیہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہو کہ اسکو اصلا نہ مارے اور اس سے مواخذہ ہو گا اس ضرب میں جہاد میں زیادہ ہو
 صم یعنی ہر شخص کو منع کرنا جائز ہو علی الخصوص جبکہ مالک جانور کے منہ پر مارے ومنہ نزع السرح و دفع الایکاف سوا یرکف بقتلہ ام لا و تاوان میں
 زین کے امار لینے اور پالان کے باندھنے سے خواہ ویسا پالان آہر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو صم ظحاوی نے کہا شاید کہ شایع پر ایک ان مشتبہ ہوا
 اکاف کے ساتھ اسوا سے کہ ایکاف مصدر ہو یعنی پالان نہادن اور اکاف یکسر اول یعنی پالان ہو لہذا لفظ وضع کو شایع نے زیادہ کیا حالانکہ اسکی جہا
 نہ تھی اسوا سے کہ ایکاف خود یعنی وضع ایکاف ہو وبالاسراج کمالا یسرج ہذا الحمار مثلمہ جمیع قیمتہ اور اس طرح کے زین باندھنے سے کہ ویسا زین اس

سرخ رنگ کے لکھا تھا اور اگر لاکھ چاہے تو زرد رنگین کرے اور زنگین کو آٹا دے قیمتی سفید کپڑے کی زردی سے زیادہ جو گئی اور زنگین کے واسطے
 اجرت نہیں یعنی سرخی کی دلو میں زردیاں لہر لہر کی صنف فاحشا لا یقیم الصباغ وان کان فاحشا عند اہل فنہ منہن قیمتہ قوب ایض غلامہ اور
 اگر زنگین نے ناقص رنگ تو اگر دنگ نہایت ناقص ہو تو زنگین پر تاوان نہیں اور اگر نہایت ناقص ہو زنگین کے پیشے والوں کے نزدیک
 سفید کپڑے کی قیمت کا تاوان دے کہ ان کی غلامہ فروغ مسائل طبقہ مشاج کے قال الخیاط اقطع طولہ وعرضہ وکذا فی اوقات ان قدر الصنف ونحوہ غنوی ان
 اکثر غنوی دزدی سے کہا کہ قبا یا قمیص قطع کر جب کا طول و عرض اور استین اس قدر ہو سو وہ کم ہو مقدار و حسین سے سو اگر بے در انگلی یا اسکے ہاتھ کم ہو تو
 مہمان پر اور اگر زیادہ ہو تو اس کا تاوان دے قال ان کفانی قیصا فاقطعہ بدرہم وخطہ فقطعہ ثم قال لایکفیہ لک التین مالک نے دزدی سے کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے
 قمیص کے واسطے کفایت کرتا ہو تو اس کو قطع کر ایک درہم کی مزدوری پر اور اس کو سی دزدی نے قطع کیا پھر بولاکہ یہ کپڑا تیرے قمیص کے واسطے کافی نہیں تو تیرے
 تاوان لازم ہو گا یعنی سو اسطے کہ اس نے دھوکا دیا تو قال لیغنی عنی فیہ صا انتقال نعم فقال قطعہ فقطعہ ثم قال لایکفیہ لک التین اور لاکھنے کا دزدی سے کہ لکڑی
 کیا میرے قمیص کو کافی ہو اور دزدی نے کہا کہ ہاں پھر لاکھنے نے کہا اس کو قطع کر اور اسے قطع کیا پھر دزدی بولاکہ تجھ کو کفایت نہیں کرتا تو اسپر تاوان لازم
 نہیں ہم اس واسطے کہ مالک کے حکم سے قطع کیا اور کلام سابق اخبار پر نہ مکمل کذا فی الخطاوی نزل الجہال فی سفارۃ ولم یجزل حتی فسد المال استرقہ او غنوی
 استرقہ وغلط غایبہ خلاصہ ساربان آخر اسیدان میں اور وہاں سے کہ چ نہ کیا ایمان تک کہ مال فاسد ہو گیا چوری یا بارش سے تو اگر چوری اور بارش
 وہاں اکثر ہو کرتی ہو تو تاوان اسپر لازم ہو گا یعنی سو اسطے کہ غالب الوقع بنزلہ متحقق الوقع کے ہو تو وہ متعدی ٹھہرا وہاں کے چھوڑنے سے اور اگر
 غلاب الوقع ہو تو تاوان نہیں کذا فی الخطاوی وفي لا لاشیاء استعان برجل فی السوق لیبیع متاعہ فطلب منہ اجرا فاجبر لعا دہم در اشیاہ میں اور
 مدد گاری چاہی ایک مرد سے بانا میں تاکہ اس کا مال بچدے سو اس نے مزدوری مانگی تو ان کی عادت کا اعتبار ہی یعنی بلا فقر اجرت اس نے مال ہی یا پھر مزدوری
 مانگی تو اہل بازار کی عادت کا اعتبار ہو کہ اگر اجرت لیکن بیچ دیتے ہوں تو اجرت مثلہ واجب ہوگی اور اگر بلا اجرت کام کر دیتے ہوں تو اجرت لازم نہیں بلکہ اگر
 ادخل رجلا فی حانوتہ لیسئلہ لہ اور اسید طرح حکم ہی اگر اپنی دکان میں کس مرد کو داخل کیا اپنے کام کرانے کے واسطے یعنی عادت کا اعتبار ہو گا وجوب یہ
 اجرت میں وفي الدرر دفع غلامہ او ابنہ لک مالک مدد لکذا یصلہ النسیج وشرط علیہ کل شہر کذا جازو لہ لم یشتہر فیہ التعلیم طلب کل من المعلوم الموالی جہا من اکثر غنوی
 عرف البلدۃ فی ذلک الحال ودر میں ہو کہ مولی نے اپنا غلام یا بیٹا جو اپنے کو سپرد کیا مدت معینہ تک تاکہ وہ اس کو کپڑا بننا سکھادے اور مولی نے استاد پر
 ہر مہینہ میں کچھ اجرت شرط کی تو یہ جائز ہے اور اگر اجرت شرط نہ کی اور تعلیم کے بعد ہوا واد علم اور مولی سے اجرت طلب کرے دوسرے سے تو راجح شہر کا اس کام
 میں مہتر ہو گا ہم یعنی اگر وہ شہر استاد کا شاہد ہو تو اس کام کی تعلیم کی اجرت مثل استاد کو دلائی جائے اور اگر عرف مولی کے واسطے شاہد ہو تو غلام کی اجرت
 مثل استاد لازم ہوگی کذا فی الدرر عن قاضی خان و فیہ استاجر دابۃ الی موضع فجاوز بہا الی آخر ثم عاد الی الاول فوطبت منہ مطلقا فی الاصح کما فی لہاریہ و ہونہ
 والیر رجع الامام کما فی مجمع الفتاوی اور در میں ہو کہ جواز کرایہ لیا ایک مکان چاک اور دہانے بڑھا کر اور مکان تک ایک لیا بعد اسکے اول مکان کی طرف پھرا یا اور جواز
 ہلاک ہو گیا تو مستاجر پر مطلقا تاوان لازم ہو گا اصح قول میں جیسے کہ واریت میں تاوان لازم آتا ہے مطلقہ اور صاحبین کا قول ہے اور اسی قول کی طرف
 امام نے رجوع کیا کذا فی مجمع الفتاوی ہم مطلقا یعنی خواہ آمد در رفت دونوں کے واسطے کرایہ ہو یا خواہ فقط جانے کے واسطے ہر صورت تاوان لازم ہے اور یہی
 حکم ہو واریت لیا نیک کہ تاوان لازم آوے گا مطلقا مکان معمو کے تجاوز سے و فیہ قولہ لک الخیاط فرج و عا د الحجل لمحالہ الاول لا اجبر لیسئلہ فی بحیر علی الاعادۃ لو کہ
 نے مکان پر یعنی جاننے کے کرایہ دینے والے کو خوف دلا یا سو وہ پھرا یا اور مکان اول کی طرف بوجھا پیر لیا اس کی مزدوری نہیں اور لائق یہ ہو کہ اسپر بزدلی
 کیواسے دوبارہ لیا جائے پر کذا فی مجمع الفتاوی و فیہ دفع اریس الی الصباغ لیسبغہ بکلام قال التبعیغ ودد علی لہم یہ ثم ہلاک لہما ان مجمع الفتاوی میں ہو کہ شہر دار اگر کسی

قاعدہ مذکور سے استثناء نہ ٹھہر لیں۔ اگرچہ قاضی خان فی شرح الجارح علی کل الاستثناء وفتنہ لیکن قاضی خان نے مسئلہ مذکور کو جہالت سببی کی طرف پھیرا اور تو اسکو سمجھنے اور ہر تقدیر پر استثناء تو نہیں ہے تو اگر وہ یہ سوچم خطاوی نے کہا مطلب بحر الرائق اور قاضی خان کا ایک ہی ہے تو استدلال بدو بہ ہے اور ہر تقدیر کہتا بھی بلا وجہ ہے اس واسطے کہ جو بحر الرائق اور قاضی خان میں مذکور ہے وہ ایک ہی چیز ہے قلت یعنی استثناء الوقت لان الواجب فیہ المثل انما بالماضی متناول بین کتابوں اور وقت کا استثناء ناقصہ مذکور ہے لائق جو واسطے کہ وقت میں باوجود تسمیہ جرت مثل واجب ہے جس قدر کہ اجرت مثل ہو سو غور کر فان جردارہ تقریباً علی جہالت سببی ہے جہول فسخن ہذا ولم یذفعہ فخلیہ للردۃ اجرت مثل انما بالماضی ولفسخ فی الباقی من المدة سو اگر اپنا گھر کر لیا دیا بوض جہول غلام کے ہر مستاجر گھر میں ایک مدت تک رہا اور غلام اسکو نہ دیا تو مستاجر پر کسی مدت کے واسطے اجرت مثل واجب ہوگا جس قدر کہ ہو اور باقی مدت میں اجارہ منسوخ ہوگا شائع نے کہا یہ مسئلہ جہالت سببی پر متفرع ہے اگرچہ حوائج تامل شہر بکذا صرح فی واحد فقط وقت الباقی لجہالتہا کان کر لیا یہ دسی ہر مہینہ کا کر لیا نہ تو فقط ایک مہینہ میں اجارہ صحیح ہوگا اور باقی مدت میں فاسد ہوگا سبب جہول ہونے مدت کے یعنی معلوم نہیں کہ باغ ہینہ یا دوسرے واسطے انہ متنی دخل کل فیما لا یرون منتہا تعین ادانہ فاذا قام الشہر فاکمل شہرا بشرط خضرة الاخر لا نتموا العقد الصحیح اور قاعدہ کلیہ اس کا یہ ہے کہ جب کل کا لفظ داخل ہو مہینہ جسکی نہایت معلوم نہیں چنانچہ ایام اور شہر تو اسکا کلمہ معین ہوگا یعنی ایک دن یا ایک مہینہ یہ سبب جہالت تمام ہوگا اور مستاجر ہر ایک ایام منسوخ کر دینا جائز ہوگا بشرط حاضر ہونے دوسرے شخص کے سبب ہو چکنے عقد صحیح کے کوئی کل شہر سکون فی اولہ ہو السیلة الاولیہ اور عارفانہ یعنی صحیح عقد فیہ ایضا اور جس مہینہ کے اہل میں مستاجر رہے گا دن یا گھر میں تو اس مہینہ میں بھی اجارہ صحیح ہوگا اولہ سے مراد پہلی رات یعنی چاند رات اور اسکا دن ہر رات میں اسکی کافتی ہر مہینہ بلاتعین شہر ہر مہینہ کا اجارہ مذکور ہوا تو ایک ہی مہینہ کا اجارہ صحیح ہوگا لیکن اگر مستاجر دوسرے مہینہ کی پہلی رات اور دن میں وہاں سکونت کر لیا تو دوسرے مہینہ میں بھی اجارہ صحیح ہو جائیگا یہ قول ہے بعض متاخرین کا اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ اول ماہ ثانی میں دو دنوں کو منسوخ کیا جائے اختیار ہے ہر چند اول ماہ رویت ہلال ہے لیکن چونکہ اس کے اعتبار میں ہر چہ تھا انہ چاند رات اور اسکا دن معتبر ہو لہذا فی الدرر وشرح القوابی ولسلم جہالت جہتی یقتضیہ لا بعد لہا واما عمل جردہ شہرین فاکثر لکنہ کالمسی زلیلی وری سکونت اول ماہ مویج کو مستاجر کے اخراج کا ماہ ثانی میں امتیاز نہیں جب تاکہ وہ مہینہ آخر نہ ہو جائے مگر عند سے اخراج کا ہر چہ چنانچہ اس صورت میں اخراج جائز نہیں اگر مستاجر دوسرے مہینہ یا زیادہ کی اجرت پیشگی دے ہو واسطے کہ پیشگی دینا اثر کالمسی کے مانند ہو لکن فی الزلیلی الا ان سیمی الکل ای حلیہ شہر معلومہ فیصع لزوال المانع ہر مہینہ کے اجارہ میں فقط ایک مہینہ کا اجارہ صحیح ہے مگر یہ کہ تمام یعنی سبب شہر معلومہ کا نام ہے تو اجارہ سبب میں صحیح ہوگا زوال مانع کے سبب ہم یعنی مویجوں کے کہ میں نے اپنا گھر مہینہ کو اجارہ دیا ہر مہینہ کا کر لیا اتنا کہ فی المنع واذا جردا مستمک بکذا صرح وان لم یسیم جرد کل شہر ولفسخ سوتیہ اور جبکہ گرجا دیا ایک سال کو اتنے کر لیا یہ وقت صحیح ہے اگرچہ ہر مہینہ کی اجرت مذکور نہ کی ہو اور سال کا کر لیا ہر مہینہ پر برابریست ہوگا واول المدة ماسمی ان سبی اور ابتداء مدت اجارہ وہ ہے جو مذکور ہو اگر نام لیا ہو یعنی یوں مذکور ہو کہ اس سال کے رجب یا رمضان سے اجارہ ہوا والا فوقت العقد ہوا لہذا اور اگر ابتداء مدت مذکور نہ ہو تو وقت عقد اجارہ وہی اصل مدت ہے فان کان العقد حین پہل یعنی ففتح اے یصبر اللہ والہا والیوم الاول من الشہر اعتبار الایام سو اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اس وقت جبکہ چاند دیکھا گیا تو مہینہ کا شمار چاند دن کے دیکھنے سے معتبر ہوگا شائع نے کہا میں نے نفہم یا فتح یا بعنے دیدہ شود ہلال اور مرا اس سے مہینہ کا پہلا دن ہو لکن فی الشہر والافا لا یام کل شہر ثلاثون اور اگر اجارہ چاند دیکھنے کے وقت ہوا ہو تو مہینوں کے شمار کے واسطے دن معتبر ہونگے ہر مہینہ تیس دن کا و لا تیم الاول بالایام و الباقی بالاہلۃ اور صاحبین نے کہا کہ پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جائیگا اور باقی مہینے چاند سے معتبر ہونگے م یعنی اگر دیکھ کر دسویں تاریخ سال ہجر کا اجارہ ہوا تو امام کے نزدیک سال پورا ہوگا دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دیکھ تیس دن کا ہوا

تو سال تمام ہوگا دوسرے سال کی ذبح کی رسم میں تاریخ اور گزیر کی تیس دن کا ہوگا تو سال تمام ہوگا ذبح کی گیارہویں تاریخ کو ذبح کی شرح التواریخ میں
عبدالباقر معلوم و بطحا علیہ السلام نے لکھا کہ اگر کسی کے غلام کو اجرت معین اور اسکی خوراک پر تو جائز نہیں بسبب مجہول ہونے بعض
اجرت کے چنانچہ ذکر ہو چکا ہے یعنی اگر شتانہ دوسرے اور خوراک پر تو کرکھا تو بعض جہتی خوراک مجہول ہی یعنی معلوم نہیں کہ خوراک کس قدر و دوسرے یا نہیں
اور جہالت بعض جہالت کل کی موجب ہے جس قدر میں ہر کہ جس اور میں خوراک یا چارہ یا بوز کا شرط ہو وہ اجارہ فاسد ہے مگر دیکھ کہ اجارہ کھاتے
اور کپڑے پر درست ہے انتہی فتاویٰ عالمگیری میں ظہیر سے منقول ہے کہ فقہیہ ابو الیث نے کہا کہ بوز کے اجارہ میں چارہ کے ساتھ ہم تقدیر میں کے
قول پر عمل کرتے ہیں یعنی عدم جواز پر اور ہمارے زمانہ میں تو غلام کھاتا ہی مستاجر کے مال سے بنا پر و اج اور عادت کے کذا فی الطحاوی و جاز اجارہ تمام
لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دخل حمام الخفۃ و لتعارف الناس اور حمام کے نہانے کا اجارہ جائز ہے اسواسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا
لے گئے تھے اور بسبب رواج لوگوں کے ہم اتفاق نے کہا وہ جواز ہے کہ تمام مشرکوں میں لوگ حمام کی اجرت دیتے ہیں اگرچہ استعمال کے پانی کی اور دیکھ
شہر نے کی مقدار مجہول غیر معین ہے تو مسلمین کا اجماع اسکے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اگرچہ قیاس سے جواز ثابت نہیں ہوتا موابہدینہ میں ہے کہ دیکھ
حمام جحفہ کی حدیث موضوع ہے کذا فی الطحاوی و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام راکعہ للمؤمن حسنہ و عندہ حسنہ قلت و لم یروہ و فہ علی بن مسعود و کما
ذکر ابن حجر و آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس چیز کو سب مسلمان نیک جانین تو دینے خدا کے نزدیک نیک ہے میں کتابت ہوں اور انہی حدیث
کے نزدیک مشہور ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر موقوف ہے یعنی یہ قول صحابی کا ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چنانچہ ابن حجر نے اسکو بیان
کیا ہے ہم مقام حسنہ میں ہے کہ مسند احمد میں عن ابیہ و اہل عن ابن مسعود مروی ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ احد قتالی نے بنو نعل کے دل دیکھے وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اصحاب پسند کیے اور انکو اپنے دین کا مددگار ٹھہرایا اور اپنے نبی کو وزیر بنایا سو بسکو مسلمین نہکجا نین و عند اللہ یکا
اور بسکو مسلمین بد جانین و عند اللہ مدبر ہے اور یہ حدیث موقوف حسن ہے اور اسطرح بزاز اور طحاوی السیوطی نے ابن مسعود کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کذا فی الطحاوی
یہ حدیث جمعیت اجماع کی دلیل ہے و جاز بناؤہ للرجال النساء و الصبیح لواجبہ بل حاجتہن اکثر لکثرة اسباب اغتسالہن اور حمام کا بنانا مردوں اور عورتوں
کے نہانے کے واسطے جائز ہے یہی قول صحیح ہے بسبب حاجت اغتسال کے بلکہ عورتوں کی حاجت حمام کی طرف زیادہ تر ہے اسواسطے کہ عورتوں کے نہانے کے اسباب
بہت ہیں و کما ہتہ عثمان مجہول علی وافیہ کشف عورة زلیعی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکر وہ کہنا حمام کو مجہول ہو جس حمام چھپیں کشف عورت اور
یہ بزرگی ہو کذا فی الزلیعی و فی حکامات الاشباہ و کما دواخل الحمام فی قول قتیل اللہ لہ لہ و النساء و المتحدان لاکرہتہ مطلقا قلت عنی زماننا الاشکال لاکرہتہ
لتمت کشف العورة و قدر منہ النفقة اور اشباہ کے احکامات میں ہے اور کدوہ عورت کے واسطے حمام میں جانا ایک قول میں اور قول ضعیف ہے کہ عورت بیمار اور
انفاس والی کو جائز ہے اور قول معتبر ہے کہ مطلقا کراہت نہیں میں کتابوں اور ہمارے زمانے میں مکر وہ ہونے میں کچھ شک نہیں ہے بزرگی کے ثبوت اور
البتہ اسکا ذکر کتاب النفقة میں مذکور ہو چکا ہے و الحی ام لازم علیہ السلام و الحکم و اعطى الاجرة و حدیث النبی عن کسبہ منسوخ و جوام میں بھی لکھے گئے والے کا ادارہ
جائز ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون نکھوایا پھنکھن سدا و اسکی مزدوری دی اور کسب حجام کی حدیث منی شریح ہے و الطبرکس
نقوۃ المصنعة باجر معین لتمام الناس بخلاف بقیۃ المعبونات لعدم التعارف اور دیکھ کہ اجارہ اجرمین پر جائز ہے بسبب اچ لوگوں کے بخلات باقی حیوانات
کے یعنی شیشہ نوشی کیواسطے گائے بکری کو اجارہ لینا یا اجارہ دینا جائز نہیں عدم رواج کے سبب شایع ہے کہ لاکر بکرا و مچھو و سکون ہمزہ و دوحہ بلائہ الی
عورت پر و کذا الطحاوی و کسوتہا و ہا الوستہ و ہذا عند الامم بحریان العادۃ بالتوسط علی الشر فبقیۃ لہا و اسطرح دیکھ کہ لاکر بکرا و کھانا اسکے کھانے اور کپڑے پر کھانا
اور اسکے واسطے متوسل خوراک و پوشاک یعنی عمدہ تر نہ ناقص تو لازم ہوگا اور یہ جواز امام کے نزدیک ہے اسواسطے کہ دیکھ چوراک و پوشاک کی کشائش کی عادت جاری ہے

بچہ کی محنت اور شفقت سے ہم فتادی کبریٰ میں ہر کہ دایہ کے اجارہ میں توقیت یعنی دودھ پلانے کی مدت معین کرنا بالاجماع شرط ہو انہی اور صاحبین
 اور امام شافعی کے نزدیک خوراک اور پوشاک پر اجارہ جائز نہیں اور یہی تیس ہوا سو اسٹے کہ اجرت بھول ہو امام کی طرف سے جواب یہ ہر کہ جب جہالت
 نزاع کی موجب نہ تو صحت کی مانع نہیں ہو ولا زوج ان یطبا با خلافا لمالک اور دایہ کے شوہر کو دایہ سے قربت کرنا جائز ہو بر خلاف امام مالک کی کہ اسٹے
 نزدیک جائز نہیں لانی ثبت المستاجر لانه ملکہ فلا یدخلہ الا باذنہ دایہ کا شوہر قربت نہ کرے اس سے مستاجر کے گھر میں اسوا اسٹے کہ گھر میں جاکر ملکہ اور
 تو اس میں داخل نہ ہو کر اسٹے ان سے ولا زوج فی نکاح ظاہری معلوم بغیر الاقراسی مطلقا ساتھ جار تھا اولانی الامح او شوہر کو ظاہر نکاح یعنی اس
 نکاح میں جو معلوم ہو بدون اقرار زوجین کے بھی منسج اجارہ جائز ہو قول صحیح میں ہر طرح خواہ اجارہ موضوع سے اسکو عیب لگتا ہو بواسطہ اسکی تھیک
 یا عیب لگتا ہو ولو غیہ ظاہر بان علم اقرار ہوا لا یفسخہ لان قولہما لا یقبل فی حق المستاجر اور اگر نکاح غیہ ظاہر ہو اس طرح کہ نکاح معلوم ہوا ہو دونوں کے
 اقرار سے تو زوج اجارہ منسج نہ کرے گا اسوا اسٹے کہ دونوں کا قول مستاجر کے حق میں مقبول نہیں وللمستاجر فسخا بکملہا وضرعها ونحوہا فاجوز ابینا
 ونحو ذلک من الاعذار اور مستاجر کو دایہ کا فسخ اجارہ جائز ہو دایہ کے حاملہ ہو جانے سے اور اسکی بیماری اور اسکی ظاہر زنا کا رسی سے اور مانند اس کے
 اور عذر سے منسج اجارہ جائز ہو ہم بجماعت عنذات مذکورہ یہ ہر کہ اسٹے دودھ کو تو کر ڈالتا ہو یا دایہ سار تم ہو یا لڑکا اسکا دودھ نہ پیتا ہو
 الباصل جو امر صغیر کو مضر ہو تو اسکا منع مستاجر کو پہنچتا ہو چنانچہ زبان طویل دایہ کا غائب ہونا اور جو مضر نہ ہو اسکا منع جائز نہیں ولا سفار اجارہ مستحبی
 ہو گا نماز کے اوقات کے مانند گزرنے لفظا وی ولا یفر بالانہ لا یضر بالصبی ورفسخ اجارہ جائز نہیں دایہ کے کفر سے اسوا اسٹے کہ کفر اسکا صغیر کو ضرر نہیں تا
 ولو مات الصبی والطرہ انتقضت الاجارۃ اور اگر لڑکا مر گیا یا دایہ تو اجارہ ٹوٹ گیا ولو مات ابوہ لا اور اگر صغیر کا باپ مر گیا تو اجارہ نہیں ٹوٹتا
 ام اسوا اسٹے کہ اجارہ صغیر کے واسطے ہی نہ اس کے باپ کے واسطے خواہ صغیر کا مال ہو یا نہ ہو اور بعضوں نے کہا بشرط مال صبی جاہ باطل ہو گا وعلیہا
 غسل الصبی وثیابہ واصلاح طعامہ وودہنہ نتیجہ الدالی ظاہر بالذہن المعروف ہو معتبر فیما لا یضر فیہ و دایہ پر لازم ہو صغیر اور اس کے کپڑے کا دھونا
 اور اسکا کھانا درست کرنا اور اس کے بدن میں تیل لگانا بسبب رواج کے اور رواج کا اعتبار وہاں ہو جہاں نفس شرع نہیں شائع نے کہا کہ جن نتیجہ دا
 عبارت ہی تیل لگانے سے ہم قاعدہ کلیہ یہ ہر کہ جب کسی کام پر اجارہ ہو تو جو چیز اس کام کی توابع سے ہو اور اجیر پر اسکی شرط نہ ہو اجارہ میں تو ہمیں
 رواج کا اعتبار ہو کفایہ میں ہر کہ صحیح قول یہ ہر کہ صغیر کے کپڑے کا گوہ پیشانی سے دھونا دایہ پر ہو اور میلے کپڑے کا دھونا اس پر نہیں اور جو امر الفنا وحقن
 اس قول کو صحیح نہ کہا ہو اور اصلاح طعام سے مراد یہ ہر کہ دایہ طعام کو چبا کر صغیر کو دے اور ایسی چیز نہ کھائے جس سے دودھ فاسد ہو بلکہ اس صغیر کا
 کھانا پکانا بھی لازم ہو کہ انی الطیبا وی لایاتر جہا ثمن شیء من ذلک وما ذکر محمد بن النبیان علیہما فادۃ اہل الکوفۃ اور دایہ پر لازم نہیں
 آتن چیز نہ کا ثمن یعنی تیل وغیرہ کا دایہ جو محمد نے ذکر کیا ہر کہ تیل اور ریحان دایہ پر لازم ہو سوا اہل کوفہ کی عادت تھی وہو ای شمنہ واجرة عملہا علی
 امیہ ان لم یکن لہ اسی للفقیر مال والافقی مال لانه کالتفقۃ اور وہ یعنی تیل وغیرہ کا ثمن اور اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے باپ پر ہو اگر صغیر کا
 مال نہ ہو اور اگر اسکا مال ہو میراث یا ہبہ سے تو اسکا ثمن صغیر کے مال میں ہو گا اسوا اسٹے کہ وہ نفقہ کے مانند ہر فاذا رضعتہ بل شیئۃ او غدرہ لطعام
 ومضت المدة لا اجر لہا سو جبکہ دایہ نے لڑکے کو کبریٰ کا دودھ پلایا یا اسکو کھانے کی غذا دی و مدت گذر گئی تو اسکی اجرت نہیں لان الصبی ان
 لم یولد علیہ ہوا الارضاع والتربیۃ لا اللہن والتغذیۃ عنایہ اسوا اسٹے اجرت نہیں کہ قول صحیح یہ ہر کہ جب عید اجارہ واقع ہو ہو یہ آدمی کا دودھ پلانا ہو
 اور پرورش نہ مطلق دودھ اور غذا دینا کہ لانی العنا یہ بچلاؤں مالود فقیرۃ الخ وادمتہا حتیٰ ارضعتہ او استاجرہ من رضعتہ حیث استحق الاجرۃ الا اذا
 اشتراطہا علی الاصح شرہا لایعین الذخیرۃ بر خلاف اس صومہت کے کہ اگر دایہ نے صغیر کو اپنی خادمہ کو لڑکی کو تو اس نے اسکو دودھ پلایا دایہ نے اس عورت کو

ہا کر کھا جسے سفیر کو دودھ پلایا تو دایہ اپنی اجرت کی مستحق ہوگی مگر جبکہ خود دایہ کا دودھ پلانا شرط ہوا جاوے میں تو غیر کے دودھ پلوانے سے مستحق
اجرت کی نہ ہوگی بقول اصح کذا فی الشرع بلایہ عن الذیضوم فتاویٰ مالکیری میں ذیضوم سے قول صحیح مذکور ہے نہ اصح پھر فتاویٰ مسفری سے منقول ہے
کہ قول ذیضوم پر کہ مستحق اجرت ہوگی انتہی جبکہ دایہ دوسری عورت کو نوکر کر کے دودھ پلوانے سے تو دایہ پوری اجرت پاوے گی اور دوسری عورت
کی اجرت دایہ پر لازم ہوگی کذا فی الطحاوی ولو اجرت نفسها لذلک القوم آخرین ولم یسلم الاولون فارفقوا وفرغت ائمت ولما الاجر کذا فی التتبع
شعبہ بالاجیر الخاص والمشرک واما مدنی النایہ اور اگر دایہ نے اس واسطے یعنی دودھ پلانے کے واسطے اپنی ذات جاریہ دی دوسری قوم سے اور پہلے
مستاجروں کو اجارہ ثانیہ معلوم نہیں ہوا اسنے دونوں لڑکوں کو دودھ پلایا اور فاسخ ہوئی مدت اجارہ سے تو دایہ گنہگار ہوگی اور اسکی پوری اجرت لازماً
ہوگی دونوں فریق پر بسبب مشایہ ہونے دایہ کے اجیر خاص اور اجیر مشترک سے اور پورا اسکا بیان عنایہ میں ہے ہم اور اگر اول مستاجر کو دوسری جنگی
نوکر سے معلوم ہو تو دایہ پر گناہ نہ ہوگا اجیر مشترک کے ساتھ تشابہ کی یہ وجہ ہے کہ دایہ کو ایذا و عمل دونوں پر ممکن ہے نہیاد کے مانند اور صحیح قول شرح
اسبغیانی میں یوں مذکور ہے کہ اگر دایہ کے گھر میں ضعیف کو دیا دودھ پلانے کو تو دایہ اجیر مشترک ہے اور اگر دایہ کو مستاجر نے اپنے گھر میں رکھا تو وہ اجیر خاص
ہوگا کذا فی الطحاوی لا تصح الاجارۃ لعسب لیس و ہونہ و علی لاناث صحیح نہیں اجارہ بکری کی جفتی کا یعنی زکے ڈالنے کا مادہ پر گناہ نہیں کرنے
کے واسطے م لیکن لوگ باج یا دس روپیہ دیکر عمدہ گھوڑے کو گھوڑیوں پر چھوڑتے ہیں بچہ لینے کے واسطے سو جائز نہیں حدیث شریف میں اس اجرت
کو اور تمہیکہ خرچہ کی حرام فرمایا ہے اور اس واسطے کہ گناہ کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو اس پر اجرت لینا جائز نہ ہوگا حاشیہ طبری میں ہے اور اگر فیصل
بطریق عاریت کے ہو تو مستحب ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے ولا لاجل للمناسی مثل الفنا و التفریح والملاہی من لواخذ بلا شرط بیاع اور نہ اجارہ صحیح ہوگا اگر
کے واسطے چنانچہ راگ در نوہر گری اور باجون کے واسطے اور بلا شرط اجرت ہے تو بیاع ہر گز یہ کہ میت پر دوسرے اور اسکی خریدان میں ان
کے واسطے اور غلامی سے مراد باجے ہیں چنانچہ مزامیر اور طبل وغیرہ یعنی اموال و لعب کا طبل اور گانہ یوں کا طبل ہو یا شادی کا طبل تو جائز ہے اور اسی طرح طبل
درست ہے نفقہ میں ہے کہ مال کسب کیا تو نہ گری اور طبل بازی سے تو وہ اسکے مالکوں کو پھیر دے اگر وہ لوگ معلوم ہوں اور نہیں تو اسکو خیرات کرے
اور اگر بلا شرط ہو تو مال بیاع ہر آدمی استاد نے کہا کہ بلا شرط بھی مال جلال نہیں اس واسطے کہ معروف مشروط کے مانند ہر انتہی اور ہائے زمانہ میں یہی قول
بالیقین ماخذ ہوا سو اسطے کہ خوب معلوم ہے کہ گانیوالے اور بجائیوالے بدون اجرت کے نہیں جائز کذا فی الطحاوی مختصراً ولا لاجل لطاعات مشیل
الاذان والحد والامامۃ وتعلیم القرآن والفقہ ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن الفقہ والامامۃ والاذان بحال المستاجر علی وقع
تعلیم الیوم بقدر ما جاز المشاۃ المذکر فی شرح وہبانیہ فی الشریکۃ ویحیی بسبب بقیہ اور نہ اجارہ صحیح ہو طاعات کے واسطے انشاء اذان اور حج اور اذان تعلیم
قرآن اور تعلیم فقہ کے اراج یعنی اس زمانہ میں فتویٰ دیا گیا ہے صحت اجارہ کا تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان کیوں اسطے اور مستاجر پر ہر قسم کی ہوگی
اعمال کے دیے پر جو اس نے قبول کیا ہے تعلیم قرآن وغیرہ کیوں اسطے اجرت معین عقد اجارہ سے واجب ہوگی اور اجرت مثل واجب ہوگی جبکہ مدت
اجارہ مذکور نہ ہوگی ہوا کذا فی شرح وہبانیہ من کتاب الشریکۃ اور مستاجر اجرت مذکورہ کے نہ دینے سے قید کیا بلکہ اسی قول کا فتویٰ ہے ہم اسل پر کہ عبادت پر
اجارہ جائز نہیں لیکن متاخرین مشائخ پنج نے تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان پر نوکری کرنا کا فتویٰ دیا ہے اس دلیل سے کہ زمان سابق میں اہل علم کی کما
بیت المال سے مقرر تھی در لوگ تعلیم علوم دینی کی واجب جانتے تھے اور فلق کو تحصیل علوم کا شوق بہت تھا اور اسوقت میں اسلام سعادت ہو گیا اور مذکورہ
سبب ہم پر ہو گئے اور اہل علم تحصیل مناش میں مشغول ہوئے اور وہ لوگ دیندار کم ہو گئے جو تعلیم کریں تو اگر تعلیم بالاجہ کی فتح باب نہ ہو تو قرآن اور
فقہ مشغول ہو جائیں انہو اجارہ مذکورہ کا فتویٰ ہوا اور مشائخ مذکورین نے فرمایا ہے کہ احکام مختلف ہو جاتے ہیں زمانہ کے اختلاف سے کذا

مشاور الیہ ہونا جائز ہر اسی طرح اسکا دین فی الذمہ ہونا بھی جائز ہو اور مستاجر کو انشاء ہے کہ اسی گروہ کے آٹے سے اجرت مذکورہ دے
 کہ ثانی الدالیکر یہ عن محیط ولو استاجر و لعل لم یضف ہذا للعلم بضعف الآخر لا اجرا اسما لغير و رتہ شریکا اور ایک شخص سے اجارہ کیا اسکا کہ ملک الغنیف
 نقد لادے بعد من نصف ثانی کے تو اجیر کے واسطے اصلا اجرت نہیں یعنی خرابہ سسی نہ اجرت بل سبب ہو جائے اجیر کے شریک م صورت اسکی یہ کہ شکار زید
 من ہر یعنی پالیس سیغل ہر آٹے خالہ سے کہ اس میں سیر لاد لعل الیہ میں سیر باقی اپنی اجرت میں لے سو آٹے پور من لاد تو اسکی کچھ مزدوری ثابت
 ہوگی کیونکہ خالہ زید کا شریک ہو گیا زلیبی نے کہا اور جو شخص اس غلہ کو لے جو اس میں اور اسکی غنیمت مشترک ہو وہ مستحق اجرت نہیں ہوتا اسواسطے کہ عمل الخ
 شریک کے واسطے کہ کیا تو بغیر عمل اپنی ذات کیواسطے بھی واقع ہوگا لہذا مستحق اجرت کا ہوگا و اما اشتکال الزلیبی جاب عند المصنف اور جو زلیبی ہے مسئلہ مذکورہ
 میں اشکال بیان کیا ہو مصنف نے اسکا جواب دیا ہو یعنی اپنی شرح میں جو زلیبی ہے اس مسئلہ میں دو اشکال مذکور کیے ہیں اشکال اول یہ کہ اجارہ تو فطرہ ہے اور
 فطرہ اگر ادا ہو مصیوم میں اجرت فقط عقد سے ملو کہ نہیں ہوتی تو یہاں بلا تسلیم اور بلا اشتراط تعمیل کیونکہ اجیر مالک ہوگا یعنی جب اجیر مالک نہ ہو تو شریک کیونکر
 ہوگا اشکال ثانی یہ کہ عدم استحقاق اجرت اور ملک میں منافات ہے ہر جہل میر مستحق اجرت نہوا تو کون سبب مالک ہوگا مصنف نے اول اشکال کو جواب
 یوں دیا کہ صورت مسئلہ تعمیل اجرت میں فطرہ من ہو اور تعمیل اجرت سے فی الحال ملک ثابت ہوتی ہے سبب اشتراط تعمیل سے ملک ثابت ہوتی ہے اور اشکال ثانی کا
 یوں جواب دیا کہ ملک فی الحال عدم استحقاق میں منافات نہیں اسواسطے کہ ملک فی الحال کا مطلب یہ ہے کہ اگر تکلیف میں ایسا اجرت کا مالک ٹھہرا ہو جو عقد
 اور تسلیم اجرت کے اور عدم استحقاق کا مطلب یہ کہ اجرت کا مستحق نہیں ہو بل ان عقد کے سبب قیل از عمل باوجود مالک ہو جائے اجرت کے تسلیم سے کیونکہ
 شریک ہو گیا اگر ملک غلہ میں قبل انفا و معقود علیہ کے تو دونوں طلبوں میں تنافی نہ ہوئی بلکہ اول مودی ہر ثانی کی طرف انتہی لیکن اس جواب میں غلط ہے
 کہ یہ عقد فاسد ہو اور فاسد میں بدون عمل کے اجرت واجب نہیں ہوتی اور حالانکہ ہنوز عمل واقع نہیں ہوا اور یہ بھی ہے کہ تعمیل نہیں ہو سکتی بدون جدا
 کر دینے اجرت کے اور حالانکہ یہ واقع نہیں لہذا بعضہ فصلانے کہا کہ ملک فی الحال کا کلام ہے سبیل الفرق التقدر واقع ہوا ہو تو قدر کلام یوں ہے کہ اگر صورت مفروضہ میں اجرت
 واجب ہوتی تو اجیر مالک ہوا اجرت کافی فی الحال تعمیل سے کہ لفظ الطحاوی مختصراً قال مرحوا بان دلالة النص لا عموم لہا فخص ہذا شیء بالعرف کا عدم مشایخ بلع مصنف
 نے اپنی شرح میں کہا اور علانے تصریح کی ہے کہ دلالة النص میں عدم نہیں تو دلالة النص کسی چیز کی تخصیص نہ ہوگی جیسا کہ مشایخ بلع نے لگان کیا ہے زلیبی میں ہے کہ مشایخ
 بلع اور نسفی نے عمل طعام کو بعض محمول درجہ ثوب کو بعض منوع کا اجرت پر جائز رکھا ہے لہذا مالک کے تعامل در دواج کے سبب اور جو اسکو جائز نہیں جانا وہ اسکو فقیر محمول پر
 محمول کرتا ہے حالانکہ قیاس متروک ہو جاتا ہے تفاوت سے اور اگر یوں کہیے کہ عدم جواز لطریق قیاس نہیں بلکہ فقیر محمول کے نفع اسکو شامل ہے باعتبار دلالت کے تو اسکو
 ہوجاتی ہے تعامل در دواج سے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ استصناع میں قیاس متروک ہے اور قواعد شریعہ سے اسکی تخصیص ہوگی ہر تعامل کے سبب اور ہمارے مشایخ اس
 تخصیص کی جائز نہیں رکھتے اسواسطے کہ ایک مال شریک کا رواج ہو اور اس حدیث فقیر محمول کی مخصوص نہیں ہو سکتی بخلاف استصناع کے کہ اس کا رواج مع بلا دین ہو گیا
 ہے اور ایسے رواج سے لہذا قیاس متروک ہو جاتا ہے اور حدیث اور اثر مخصوص نہ ہوا ہر امتی و ضمایہ میں ہر اگر کوئی کہے کہ ہم قیاس کی ترک نہیں کرتے بلکہ دلالة النص سے
 بعض نے معنی فقیر محمول کو تفاوت اور رواج کے سبب مخصوص کر کے ہیں چنانچہ مشایخ بلع نے ثیاب میں تخصیص کی ہے اپنے شہر کے رواج سے میں کہتا ہوں دلالت نہیں
 میں عموم ہے نہیں کہ اسکو مخصوص کیجیے کہ ثانی الطحاوی اسکا مستاجر خیار النجیر کہ لکھتے دقیق الیوم بدرہم سندت عند الامام مجہد میں العمل الوقت ولا ترجع لذلک
 سیفنے لکھا انما ینفذ عند قول الیوم او علی ان تفرغ الیوم ما باند اجماعا یا مانا پر سے اجارہ کیا کہ اسکو اتنے آٹے مثلاً ایک فقیر ہر اشکال آج روٹی پکا دے یا کہ دم کہ مزدور کا
 ہر تھا اجارہ فاسد ہو اہم کے نزدیک بسبب طار دینے مستاجر کے عمل در وقت کو اور دونوں ایک کو ترجیح نہیں تو مجھ لاد ہوگا تو اگر بجائے الیوم کے فی الیوم کے یا اس طریق
 اجارہ کر کے اگر اجیران پر کسی کج فراموشی کے تو اجارہ جائز ہوگا اتفاق امام اور صاحبین کے ہم جب عمل در وقت میں اجتماع ہوا تو دونوں اجارہ کی لیاقت رکھتے ہیں

اور کوئی نہیں ہے اولی نہیں تو جمالت باعث نزاع مفسد بقدر ہی اور اگر فی الیوم کیسا تودہ طرف ہوگا اور ضرورت طرف کا مستغرق نہیں ہوتا تو کیوں کہا کہ اگر
 زمین پریم بین تو فراغت ہو تو یہ قول تعیل کا مفید ہر توان پر ہی معقود علیہ شہری بخلاف لفظ الیوم کہ انی العنایہ مختصر اور ارضاً بشطران میں نہایت مختصر
 زمین اور کیوں کہا ہمارا انظام اولیہ فیہما لبقا اثر ہذا الانفعال لربلا من فلو لم یبق لم تعسدا یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر کو دو بار جوئے یا
 شہر پر کہ زمین کی بڑی نہ ہو نہ کو کو دے اور ضامن کرے یا زمین میں مستاجر چاروں لے تو اس کو سبب باقی بہت ان کا مونکہ اخذ کے مالک زمین کے واسطے تو اگر
 انکا کچھ اثر باقی نہ رہے تو اجارہ فاسد ہوگا ہم دو بار جوئے سے مراد یہ ہے کہ ایک بار مستاجر اپنی زراعت کے واسطے جوئے اور دوسری بار مدت اجارہ کے بعد پھر جوئے
 جسے اور انہار عظام کی قید اس واسطے لگا لی کہ جداول یعنی نالیوں کے کو دینے کی شرط زراعت مستاجر کے سینچنے کے واسطے مفسد اجارہ نہیں اور اس کا قیاس
 یہ ہے کہ جو شرط اجارہ کی مناسب ہو وہ مفسد نہیں اور اجارہ اراضی کا فقط مستاجر کی منفعت کے واسطے ہوتا ہے جو جس فعل سے فقط مستاجر نفع ہوتا ہے جوئے
 اور بونا اور سینچنا تو وہ مناسب عقیدہ ہے اور جس فعل سے فقط موجد کو فائدہ ہو وہ مستاجر کو وہ شرط خلاف عقیدہ ہے مثلاً اجارہ ہے چنانچہ عظیم کا کوئی اور بعد مدت اجارہ پانچ
 ڈالنا اور زمین کو جوئے کہ موجد کو دینا کہ انی الخطاوی او بشرط ان زیر عہد بزر اعمر ارض خری لما یجی ان الحبس بانفراد و بحرم النساء یا اس شرط سے
 اجارہ لیا کہ مستاجر زمین میں زراعت کرے دوسری زمین کی زراعت کی اجرت پر یعنی اجرت زراعت یہ مقرر ہو کہ موجد مستاجر کی زمین میں زراعت کرے مگر
 اجارہ فاسد ہے اس واسطے کہ ان کے ذکر ہو گا کہ فقط اتحاد جنس یعنی بلا تحقیق مقدار تاخیر کو حرام کر دیتا ہے ہم او یہ ہے کہ ایک نوع کا اجارہ دوسرے جنس نوع سے
 چنانچہ اجارہ کیسے کا سکتے سے اور کو ب کا کو ب فاسد ہے اور شایع کی تعلیل میں اعتراض یہ ہے کہ حرمت تاخیر کی مقدرات میں ہے اور یہ ان مقدرات میں گنجا
 نہیں تو بہتر تعلیل یہ ہے کہ اجارہ غلات قیاس جائز ہو یا ہر حاجت کے واسطے اور متحد الحبس والمنفعت کے اجارہ میں کچھ حاجت نہیں تو اپنی اصل پر ناجائز باقی رہا بخلاف
 مختلف الحبس اور اتحاد جنس میں اگر استیفاء و منفعت ہو گا تو طہار الہ و ایتہ میں اجرت مثل واجب ہو گی کہ لانیہ الزیلعی بتقریر و قول و سندت جو بارہ ان شرط ہو
 جو دفعی الخ اور اتان کا یہ قول یعنی سندت کا لفظ جواب ہے اس شرط کا یعنی و لو دفع غلا الخ کا یعنی شرط مذکور ان کے سبب معطوفات کا جواب ہے و صحت لو استاجر اعلی
 ان یکریہا ویزعما ویتقیرہا ویزعما لانہ شرط تعین القدر و اجارہ ہمیں ہر اگر زمین اس شرط پر اجارہ کی کہ مستاجر جوئے اور جوئے یا اس کو سینچے اور جوئے
 اس واسطے کہ اس شرط کو وہ مقتضی ہے و لکن استاجر لعل طعام مشترک بینہما فلا اجر لہ لانہ لا یعمل بشیئا الا لایق بعضہ لنفسہ ولا یتحق الاجر اور اگر ایک شریک نے
 دوسرے شریک سے اجارہ کیا اس غلہ کے لادنے کا جو دونوں میں مشترک ہے تو اس کے واسطے کچھ اجرت نہیں اس واسطے کہ شریک امیر کوئی چیز عمل میں لاوے گا
 مگر بعض عمل خود امیر کے واسطے واقع ہو گا تو اس واسطے اجرت کا مستحق نہ ہو گا ہم اور اگر شریک کی ناو یا خرمی طعام مشترک کیواسطے اجارہ لے تو صحیح ہے اور اگر شریک
 غلام یا جانور کو اجارہ لے تو صحیح نہیں کہ انی الاولو الحیۃ کہ امین استاجر الہ من الہ من فائدہ لا اجد النفع بلکہ بطرح راہن اگر مرہون کو کہ یہ مرہون ہے تو مرہون
 کے واسطے اجرت نہیں بسبب فائدہ لینے راہن کے اپنی ملک سے ہم حقیقت اجارہ یہ ہے کہ ملک منافع بعوض ہو اور مرہون تو منافع مرہون کا مالک نہیں
 ملک کا مالک ہو اور راہن ہر چند بسبب تعلق حق مرہون کے مرہون میں تصرف نہیں کر سکتا پھر جب حق مرہون کا اجارہ دینے سے باطل ہو گیا تو وہ اپنی
 ملک سے منفع ہوا زوال لانے کے سبب سے وہی جواب الفتاویٰ لو استاجر عما فا دخل الموضع بعض اقدار الحام لا یر علیہ لانہ لیسر بعض المقود طایر ہو منفعت
 الحام فی اللقۃ ولا یسقط شی من الاجر لانہ لیس معلوم اور جہار الفتاویٰ میں ہے اگر عام اجارہ لیا سو موجد اپنے بعض جناب کے ساتھ تمام میں داخل ہو اپنی
 کیواسطے تو موجد پر اجرت ثابت ہوگی اس واسطے کہ بعض معقود علیہ یعنی حرام کی منفعت مدت کے اندر خود واپس لے لیا اور کوئی چیز اجرت سے ساقط ہوگی اس واسطے
 کہ بعض معقود علیہ معلوم نہیں استاجر عظام نہ کہ انہ زیر عہد او اسی شہری زیر عہد سندت الا ان تم عظام الدار و عمارت السکنی بکما مرہون اجارہ لی
 اور یہ بیان کیا کہ اس میں زراعت کے لگا یا کوئی چیز کی زراعت کے لگا تو اجارہ فاسد ہوگا مگر یہ کہ مستاجر قیام کے واسطے کہ جو چیز چاہو نہ لگا کر نہ لگا تو فاسد

من الجارۃ ودر اسمین جمالت مفید جارہ نہیں بسبب واقع ہونے عقد کے سکنی پر اور سکنی مختلف چیز نہیں چنانچہ اول باب میں مذکور ہو چکا واما
 نہت فزیرہما یعنی فی الجارۃ یا جیحا فلا المسلمی فی مسانادہ الذلوم یعنی لا جمل لا ارتفاع الجملۃ بالزراعتہ قبل تمام المقدلت فارزین قولہ فی الجارۃ فی الجارۃ
 فی شریع الجارۃ نکاح لے اور جارہ مذکور ہو چکا فاسد ہوا پھر مستاجر نے کوئی چیز دوسری سوہت جارہ منقض ہو گئی تو جارہ بھی ہو گیا اور اس کے واسطے اجر بھی
 بطریق استحسان کے لازم ہو گا اور اس طرح اگر مدت منقض ہو گئی تو جمل جارہ صحیح ہو جائیگا بسبب در ہو جانے جمالت کے زراعت کرنے سے قبل تمام ہونے
 مقدس قبل از مدت میں کہتا ہوں تو اگر مصنف اپنا یہ قول یعنی فی الجارۃ کو حذف کرنا صریح قاضی خان نے شرح جامع میں حذف کیا ہے تو بہتر ہو گا تمام
 طحاوی نے کہا کہ اگر شراح پہلے تمام العقد تمام المدة کتا تو بہتر ہوتا و ان مستاجر جارا لے بنادو لم یسجد فہو لہ العقد فمالک الحار لم یضیع لہ العتق و لایا قریب
 الا نہ کما فی السیوۃ اور اگر گد یا بناد تک کر لیا اور جو بھی بیان نہ کیا کہ کتنا پھر اس پر حمل متنا و لا داسو گدھا م گیا تو مستاجر پر ضمان نہیں ہے بسبب فاسد ہونے
 جارہ کے تو عین یعنی جارہ کی چیز امانت ہے جیسے جارہ میسومین امانت ہو م بہتر تعلیل مسئلہ یہ ہے کہ حمل متنا و لا داسو گدھا م گیا تو مستاجر پر ضمان نہیں ہے بسبب فاسد ہونے
 کی طرف منصرف ہے اور گدھا امانت اس واسطے ہو کہ باذن مالک مقبوض ہو اور اس کا خلاف امر نہ پایا گیا تو تادان کی کیا وجہ ہر فان بلغ فہو المسلمی لہما فی الجارۃ
 پھر اگر گدھا لے کر بناد میں ہو چکا تو اجر بھی ثابت ہو گا اس دلیل سے جو زراعت میں گذر گئی یعنی جمالت منفع ہو گئی قبل اتمام عقد فان تنازع قبل التزیر
 فی مسئلہ الزراعتہ او الحمل فی مسئلہنا فسخت الا جارۃ و فہو للفاسد و لقیامہ بعد پھر گرد و وزن میں نزاع واقع ہو ا کھیت ہونے سے پہلے زراعت کے مسئلہ
 میں یا حمل میں نزاع واقع ہو ہمارے اسی مسئلہ میں تو جارہ نسخ کر ڈالا جائے دفع فساد کے واسطے بسبب قائم ہونے عقد کے ہنوز مستاجر واجب ہے جارہ کی
 بعض الطریق وجب علیہ اجر و اگر قبضہ لانکار و لا یجب لما بعدہ عند ابی یوسف لانہ بالجور و ما یجانبہ والابۃ الضمان لا یجتمعان و عند محمد
 یجب المسلمی در دکانہ لا قول الامام بانہ جارہ لیا پھر جارہ کا انکار کیا پھر راء پھر کہ تو مستاجر پر تدر اس مسافت کے جس میں وہ سوار ہوا قبل انکار کے اجر نہ
 لازم ہو گا اور یہ اس مسافت کے اجر واجب ہو گا ابی یوسف کے نزدیک اس واسطے کہ مستاجر انکار جارہ سے غاصب ہو گیا تو اس پر تادان لازم ہوا اور
 اجر تادان مجتمع نہیں ہوتے اور محمد کے نزدیک تمام اجر واجب ہے کہ ان فی الدرر و شاید کہ اس مسئلہ میں امام کا کوئی قول نہیں ہے بلحاوی نے کہا انکار
 کہ انکار جارہ کے بعد گواہ قائم ہوں چنانچہ کام فقہا اس پر دلالت کرتا ہے و فی الاشباہ و قصر الثوب المجود فان قبل ذلہ الجارہ والا و لا ذلہ الصباغ و النشاج اور اس بنا
 میں ہے کہ جو بیٹے دھوئے سے انکار کیا پھر کڑا اعلیٰ یعنی مقرر ہو کر تو اگر کڑا اسے دھو یا انکار سے پہلے تو دھو بی کی اجرت ہے اور نہیں تو اجرت نہیں ہے
 یہی حکم ہے زنگریز اور جولا ہے کام یعنی اگر زنگریز نے کڑا رنگا انکار سے پہلے تو اجرت ہے اور اگر بعد انکار کے رنگا تو صاحب ثوب مختار ہے چاہے کڑا لے اور اس قدر
 قیمت لے جس قدر رنگت لے کر کڑے کی قیمت زیادہ کر دی اور چاہے رنگین کڑا لے اور سفید کڑے کی قیمت کا تادان زنگریز سے بھرے اور جولا ہے لے کر کڑا
 انکار کڑا لے تو اس کی اجرت ہے اور اگر بعد انکار بنا تو اجرت نہیں تو کڑا جولا ہے کا ہر اور اس پر سو ت کی قیمت ہے کہ لے لے لولہ لولہ لولہ اس بیان سے اشباہ اور شایع کا احوال
 مفصل ہو گیا جارۃ المنفعۃ بالمنفعۃ کذا اذا اختلفا جیسا کہ مستاجر سکنی و ازبنا زراعتہ ارض جارہ و ایک منفعت کا دوسری منفعت سے جائز ہے جبکہ دونوں
 منفعتب مختلف الجنس ہوں جیسے جارہ لینا گھر کی سکونت کا زمین کی زراعت کے حق ادا ہو کر لا تجوز لا جارۃ السکنی واللہس باللبس والکوب بالکوب و نحو
 ذلک لما اقران الحبس بالزنا و حرم المسلم ان یجوز للثقل باستیفاء النفع کما مر لفساد العقد و جبکہ دونوں منفعتب متو الجنس ہوں جیسے جارہ سکنی کا سکنی سے لے لے
 لے لے لے لے اور سواری کا سواری سے اور مانند اسکے اس واسطے کہ مستحق ہو چکا ہے کہ جس نقطہ بذات خود بلا متعلق مقدار دھار کر مقرر کر دالتی ہے تو استیفاء
 سے اجرت شل واجب ہو گئی چنانچہ مذکور ہو چکا بسبب فاسد ہونے عقد کے استاجرہ لیسید لہ و یحیط لہ فان وقت لذلک و وقتا جارہ ذلک شیک کا مقرر کیا
 ایک شخص سے مستاجر کیو اسلے شکار کرے یا لکڑیاں اُسکے واسطے لائے تو اگر اُسکے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو یہ شیک جائز ہے م چنانچہ پہلے سے شام تک اس کے واسطے مقرر کیا جائے

مانند اسکے چنانچہ یہی جیسے والا اور بوجھ والا اور دلال و درخیزا اور دینے والے عمل مختلف مختلف محل مجتبیٰ اور اجیر مشترک کو دیکھنے کے بعد اختیار میں ہر ایک کے عمل میں جو مختلف ہو جائے گا ہر عمل کے بدلے سے کدائی لکھیں ہم تجویز میں ہر کہ دھوبی سے شرب مری کے دھوئے کی شرط کی ایک دم کی اجرت پر اور وہ راضی ہو گیا بھر جب دھوبی نے کپڑا دیکھا تو بولا میں راضی نہیں تو یہ اسکو جائز ہو اور اس طرح درزی کا مکمل ہو اور اصل یہ ہر کہ جو کام کہ مختلف ہو جائے گا ہر عمل کے اختلاف سے اس میں خیال و لذت ہر عمل کے دیکھنے کے بعد اور جو مختلف نہیں اس میں اسکو اختیار نہیں چنانچہ عین کیوں کا کلیل کرنا یا ستار کے غلام کی سجا کرانے الخ والا یضمن مالک فی ردوان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الامانة باطل بالمووع ویرقی کما فی مائتہ المعتبرات ویرقیم الصواب بالمواعظ کما فی المائتہ غلاما لاسیاء اور اخیر مشترک پر تادان لازم نہوگا جس چیز کا جو اسکے پاس تلف ہو جائے گا اگرچہ اس پر تادان دینے کی شرط ہو گئی ہو اس واسطے کہ تادان شرط کرنا امت میں باطل ہو جیسے محاذ و دینت پر شرط تادان باطل ہو اور اسی قول کا فتویٰ ہے چنانچہ اکثر کتب مستبر میں ہے اور اسی قول پر بعض فقہاء نے بعض یقین کیا ہے جو یہی مذہب ٹھہرا بر خلاف اشہار میں ہر کہ اگر تادان مشروط ہو تو اجیر مشترک پر بالاجماع تادان ہر انتہی امام کا یہی مذہب ہے ہر کہ اجیر مشترک پر ضمان نہیں خواہ ایسے سبب سے تلف ہوا ہو جس سے چنانچہ ممکن ہو چنانچہ سر قریا ممکن ہو چنانچہ اکثر کتب مستبر میں (ادعا نگاری) اور یہ قول مروی ہے فاروق رض اور مرتضیٰ رض سے اور یہاں عین لکھا کہ اس پر تادان ہر کہ جس امر سے احتراز ممکن نہیں وہاں ضمان نہیں اور یہ قول بھی مروی ہے فاروق رض اور مرتضیٰ رض سے زلیعی میں ہر کہ ضمان کے قول پر فتویٰ ہے اس واسطے کہ پیشہ ور دغا باز ہو گئے ہیں اور لازم تادان سے لوگوں کے اموال محفوظ رہیں گے اور غائبہ اور محیطہ اور عمدہ میں ہر کہ امام کے قول پر فتویٰ ہے تو اس مسئلہ میں فتویٰ مختلف ٹھہرا کذا فی المطاوی وافتی المتأخرون بالصالح علی نصف القیمہ اور متأخرین نصف قیمت پر صلح کر لینے کا فتویٰ دیا ہر جم غلبہ میں ہر کہ جو کہ ضمان اور عدم ضمان اجیر مشترک میں صحابہ مختلف ہیں اور متأخرین نے نصف قیمت کی صلح پر فتویٰ دیا انتہی بڑا ہی ہے کہا اور بعضوں نے زبردستی صلح پر فتویٰ دیا ہر تادان و نون قول پر عمل ہو یعنی جب جس دم کی قیمت والی چیز کی پانچ دم پر صلح ہوئی تو ہر نصف قیمت کی صلح پر عمل ہوا اس واسطے کہ ایک نصف ساقط ہو اور ایک واجب کذا فی المطاوی وفتی المتأخرون بالاجیر مصلحا لایضمن بن بخلاف یضمن ان يستوعر المحال یومر بالصالح غایہ اور بعضوں نے کہا کہ اگر اجیر مشترک دیندار نیکو کار ہو تو اس پر تادان نہیں اور اسکے برخلاف ہو یعنی فاسق یا سبک ہو تو تادان اس پر ہے اور اگر اسکی نیکی کا کار اور بیکاری کا حال غنی ہو تو صلح کا حکم ہو کذا فی العادۃ قلت وہاں بجز علیہ حررتے تو بیکار بعد از نعم کن تمت مدتی فی وسط البحر واد البرتقی لاجلہ بالبحرین کی تعلیوں اور صلح پر کیا زبردستی کی جائے یا نہیں تنویر البصائر میں تحریر ہے ہر کہ ان زبردستی ہوگی صلح پر تادان اس شخص کے کہ اسکی موت اجارہ پوری ہو گئی ہو سند کے دینا یا جنگل کے بیج تو اجارہ باقی رکھا جاوے گا زبردستی صلح کا حکم ہے کہ منہ الفنا میں مذکور ہے کہ زبردستی صلح کے قابل یعنی ذلیلین نے اپنے اس قول کو ترک کیا ہے اور علامہ ترمذی کا فتویٰ جو اصل پر ہے ہر لا جبر و یضمن بلکہ لکھتے تخریق الشوب من قدر لوق الجمال مغرق السفینۃ من وجہ جوار المتأخرون بالاموال انجمہ و کما یأتی عمادہ اور اجیر مشترک پر اسکا تادان لازم ہوگا جو تلف ہو گیا اسکے عمل سے جیسے بھاڑنا یا کپڑے کا دھوبی وغیرہ کے کوٹنے سے اور باؤن ٹپنا یا جمال کا اور ڈوبنا یا ڈکالاج کے کھینچنے سے خواہ مکان متنازع ہو یا بر خلاف حمام وغیرہ کے چنانچہ اگے مذکور ہوگا کذا فی العادۃ مغرق لغتی میں کھینچنے کی قیادہ اس واسطے لکھا کہ اگر کسی اندھی یا مسوج یا اسپر کوئی چیز گرنے یا پھانسی لگنے سے غرق ہوگی تو امام کے نزدیک تادان لازم ہوگا و الفرق فی الدرر وغیرہ علی خلاف ما یجحد صدر الشریعہ و تادان در دھوبی وغیرہ کا فرق دروغیہ میں صدر الشریعہ کے برخلاف بحث کے مذکور ہے سو تامل کریم حاصل تقریر در یہ ہے ہر کہ کپڑے کی مضبوطی اور باریکی سے دھوبی اپنی شکل سے دریافت کر سکتا ہے ہر کہ کپڑا متعل کوٹنے کا ہے یا نہیں لہذا اسکے فعل میں سلاستی شرط ہوئی بخلاف قصدا ورجامت کے کہ وہ قوت طبیعت اور ضعف پر مبنی ہے تو رجام اور قصدا اسکے دریافت نہیں کر سکتا لہذا اسکے فعل میں سلاستی شرط نہیں صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں کہا ہے جو غرض ہے کہا ہر کہ جو اجیر کے فعل سے تلف ہو تو اس پر تادان جو میں کتابوں لائق ہے ہر کہ اسکے فعل سے وہ فعل مراد ہو جس میں مقدار عتدا سے تجاوز واقع ہو گیا ہو چنانچہ رجام کے

اعلیٰ میں عدم تادان سے عدم تجاوز عن المتعاد مراد ہو لیکن قومی تقسسانی قول صدر الشریعہ فقہیہ لیکن تقسسانی نے صدر الشریعہ کے قول کی تقویت کی ہے جو غیرہ کا قول نقل کر کے تو خبر دار ہنہام شارح نے اس تنبیہ سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جو تقسسانی میں محیط وغیرہ سے منقول ہے وہ آسان اور لائق تر شریعت ہے کہ ان فی الخطاوی و فی المقتیہ ہذا اذ المکین رب المتاع او کیلہ فی السفینۃ فان کان لا یضمیر فی الم تاج و المتعاد لان محل العمل غیر مسلم الیہا درینہ میں ہو کہ یہ یعنی کشتی کے غرق ہونے سے تادان لازم ہونا اسوقت ہے جبکہ اسباب مالک یا اسکا وکیل کشتی میں موجود نہ ہو اور اگر موجود ہو تو ملاح پر ہنمان ہنو کا جبکہ وہ درختہ سے تجاوز نہ کیا ہو اسواسطے کہ عمل کا محل ملاح کی طرف غیر مسلم ہے یعنی فقط اجیری رہا ان نہیں بلکہ صاحب متاع یا وکیل کشتی ان ہی تو قصور نقطہ اسکی طرف منسوب ہوگا و فیہا محل بل المتاع متاع علی الاربعہ در کہہا فسا قما المکاری نفی و نفس المتاع لا یضمیر لہا جماعا اور دینہ میں اگر کہ اسباب کے مالک نے اپنا اسباب جانور پر رکھا اور اس پر سوار ہوا پھر اسکو گریہ کرنے والے نے ہانکا اور وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور اسباب تباہ ہو گیا تو اس پر تادان نہیں بالاتفاق یعنی اسواسطے کہ محل عمل اسی کی طرف مسلم نہیں تلت و قد منع ان الاشباہ معز یا لیل علی ان الودیۃ بجاہر مضونۃ علیہ غفلت ان کتا ہوں ہمیشہ اشباہ سے نسبت بنیلی مقدم مذکور کیا ہو کہ و لدیت بیوضا جرت کے لازم النمان ہو جاتی ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم خطاوی نے کہا اس مسئلہ کی مناسبت اختلاف میں مجبوعہ معلوم نہیں ہوتی والا یضمیر بہ ہنکی و دم مطلقا مع غرق فی السفینۃ او سقط علی الاربعہ وان کان بسوقہ او قودہ لان الادی لا یضمیر لہا جماعا و اجتنایہ لازمیہ جو آدمی ناؤ میں ڈوب گئے اسکا تادان یعنی ویت لازم نہیں ہوتی طالع پر طرح خواہ آدمی سفیر ہو یا کبیر بقول صحیح کذا فی الزلیلی یا آدمی اگر پڑا جانور سے تو تادان نہیں اگرچہ مکاری کے جانور ہا نکتہ یا کینچنے سے گر گیا ہو اسواسطے کہ آدمی کا خون بہا اعتداسے لازم نہیں ہوتا بلکہ جنایت سے لازم ہوتا ہے اور یہ ان جنایت نہیں اسواسطے کہ اسکا اذن ہو اس میں یعنی کشتی چلانے اور جانور کے ہانکنے میں وان انکسرون فی الطريق ان شاد الما مالک ضمن المحال تمیتہ فی مکان حملہ و لا اجزائی موضع الکسۃ وجہ حساب اور اگر مٹا گارہ میں ٹوٹ پھوٹ گیا اگر مالک چاہے حال سے تادان ہے اس قیمت کا جو شکے کی قیمت ہے جو محل کے مکان میں اور اسکو اجرت نہ دے یا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تادان ہے اور راہ کے حساب کے موافق اسکی اجرت دے یعنی اگر نصف راہ چل گیا ہو تو نصف اجرت اور اگر بیچ راہ چلا ہو تو بیچ اجرت دے و ہذا لو انکسر یصنعہ والابان زاحم الناس فی انکسر فلا نمان خلافا لما اذیرہ تادان اسصورت میں ہے اگر اسکا اسکیل اور کتبے ٹوٹا اور اگر ایسا نہ ہو یعنی لوگوں نے اس پر هجوم کیا ہو پھر وہ ٹوٹ گیا ہو تو محال ہے تادان نہیں نکلات صاحبین ہم صاحبین نے کہا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تادان واجب ہے اور اجرت اسکی لازم ہے اور مالک کو اختیار مذکور نہیں ہو کہ ان فی الخطاوی ولا ضمان علی حجام و زلیلی ہی بظاہر و قصدا و لم یجوز الموضع المقتضی اذ تادان نہیں حجام پر یعنی پچھنے لگانے والے پر اور سلوتری پر اور دیون کی قسط کھولنے والے پر جو مکان متاع سے تجاوز نہیں کر گیا ہم یعنی جس نے موضع مقرر ہی سے پچھنے لگائے اور نشتر زنی میں تجاوز نہیں کیا اور آدمی یا جانور تلف ہو گیا تو حجام یا جراح پر تادان نہیں فان جاوز المتعاد ضمن الزیادۃ کلہا اذ الم یہلک المجنی علیہ پھر اگر جراح وغیرہ مکان متاع سے بڑھ گیا یعنی بے موقع اپنے نشتر لگایا تو پوری زیادت کا اس پر تادان لازم ہوگا جبکہ شخص زخمی ہلاک ہو گیا ہو ہم خطاوی نے کہا تادان زیادت کا طریقہ بیان نہ کیا اور شاید کہ سلوتری میں یہ مراد ہو کہ جانور کی قیمت متور کیجئے اسے زخم ماؤن کہ ساتھ پھر اسکی قیمت لیجئے زخم زائد کے ساتھ واسطیخ غلام کی قسط اور حجامت میں دونوں طرح قیمت ٹھہرائی جائے اور اگر زائد ہو تو وہ غلام ٹھہرایا جائے بکیفیت متقدمہ و اصل علم وان ہلک ضمن نصف و فیہ النفس تلفا بماؤن فیہ وغیرہ ماؤن فیہ نصف اور اگر زخمی ہو گیا تو جان کی نصف دیت کا تادان اس پر لازم ہوگا اسواسطے کہ جان کی ہلاکی ہوئی ہو فعل سے ایک ماؤن دوسرا غیر ماؤن تو تادان نصف نصف ہوگا یعنی مالک کا اذن یہ تھا کہ موضع متعاد میں نشتر لگایا جائے پھر جب موضع متعاد سے زیادہ ہو گیا تو یہ غیر ماؤن ہے پھر جب دونوں فعل سے ہلاکی ہوئی تو ماؤن کا حصہ سا قہ ہو گیا اور غیر ماؤن کا تادان لازم ہوتا ہے ہم ترجمہ علیہ بقولہ قلع النمان الحشفۃ وبری القطع و ب علیہ دیت کا طہ لاند لما بری کان علیہ عثمان الحشفۃ و ہی عضو کا مل کا لسان

پھر سخت نے قول سابق پتھر میں اپنے اس قول سے کی تو اگر قنہ کر لیا لے لے سپاری کاٹ ڈالی اور شخص متعلق چنگا ہو گیا تو جراح پر پوری دیت لینے جو ہر
 پر واجب ہوا اس واسطے کہ جب وہ اچھا ہو گیا تو اس پر سپاری کا نادان واجب ہوا اور سپاری عضو کا مل ہی زبان کے مانند منہ عضو کا مل ہی یعنی عضو مقصور
 ہو چکا ثانی نہیں نفس میں تو اس کا بیل مقدمہ بیل نفس ہو گا چنانچہ قطع لسان میں ہی رازی نے کہا یہ عجیب مسئلہ ہے کہ حصول محبت میں تو اکثر واجب
 ہوا اور ہلاکت میں اقل کذا فی الخطا دی وان مات فالواجب علیہ فیضہا لوصول ثلث النفس بفعلیں احدہما اذن فیرد ہو قطع الجملۃ والاخرہ فی اذن
 فیرد ہو قطع الحشفۃ فیضہا لوصول ثلث النفس اور اگر مختون مرگیا تو جراح پر نصف جو ہر واجب ہے سبب حاصل ہونے ہلاکی جان کے دو فسلون سے ایک فعل تو
 نہ ہے جبین اذن تو حاشی کھڑی کا کاٹنا اور دوسرا فعل وہ ہے جبین اذن نہیں یعنی سپاری کاٹ ڈالنا تو جراح پر اس سبب سے نصف تاوان میں لینے
 نصف دیت لازم ہوگی وگرنہ لعل علی العمام او نحوہ العمل علی وجہ الایسری الیصلح لانه لیس فی وسعہ الا اذ نزل غیر العنا فیضہم جہاد یہ اور اگر جہاد سے اس طرح
 کا عمل شرط ہوا جو ملک کی طرف نہ ہو تو اسے تو یہ شرط صحیح نہیں اس واسطے کہ یہ بات اس کے اختیار اور قابو میں نہیں مگر جبکہ فعل غیر متناظر ہو گیا تو تاوان کا کذا
 فی العمدۃ وغیرہ اسل صاحب الجلیط من فساد قال لغلام او عبد ففسد فی نفسه ففسد معناه دافات بسبب قال تجب یہ الحروف یتیم العبد علی عاقبتہ الفساد لا نہ خطا
 اور عادیہ میں ہو کہ صاحب محیط سے اس فساد کو حکم ہو چکا گیا جس سے نابالغ آزاد یا غلام نے کہا کہ میری فساد کھول سو لے فساد معناه دافات بسبب قال تجب یہ الحروف یتیم العبد علی عاقبتہ الفساد لا نہ خطا
 وہ مرگیا صاحب محیط نے جواب دیا کہ آزاد کا جو ہر اور غلام کی قیمت فساد کی حمایت والی برادری پر واجب ہوگی اس واسطے کہ قتل خطا کی راہ سے ہو یعنی اس کو
 اگر اسے قتل کا قصد نہیں کیا بسبب عدم مجاوزت فعل معناه دافات بسبب قال تجب یہ الحروف یتیم العبد علی عاقبتہ الفساد لا نہ خطا اور اگر جہاد سے اس طرح
 فساد کے حکم کا سوال ہو اجنبی سے سوتے آدمی کی فساد کھولی اور اس کو چھوڑا بلا بندش زخم یہاں تک کہ وہ مرگیا خون کے بہنے سے جو بیدار فساد پر مقصود واجب ہے
 یعنی اس واسطے کہ بھاڑ یدال چیز سے اس کو قتل کیا و الثانی وہ ہو الا جیر الخیاص و بیعی جیر و قد اور مردور کی دوسری قسم امیر خاص ہو اور اس کو اجیر و بیعی کہتے ہیں
 یعنی ایک شخص کا اجیر و بیعی ہو من لعل لہ احدہما موقتاً با تخصیص اور اجیر خاص وہ ہے جو ایک مستاجر کا عمل موقت کرے تخصیص کے ساتھ ہم مقدر ہی نے کہا
 کہ اگر چند شریکوں نے اپنی مشترک مجموع بکریاں چرانے کی واسطے ایک شخص کو بقدر واحد مقرر کیا اس شرط پر کہ ہمارے سوا اور کسی کی بکریاں نہ چرائے تو وہ بھی
 امیر خاص ہی اور اس طرح بزازید اور محیط میں ہی تو معلوم ہوا کہ مستاجر واحد عام ہے حقیقی ہو یا محلی اور عمل موقت کی قید اس واسطے لگائی تا وہ اجیر نکلا جائے جو ایک
 مستاجر کا کام کرے بلا موقوفیت چنانچہ خیار دیگر ایک شخص کی کڑا سیر اور سینے کی مدت مذکور ہو تو تخصیص کی قید سے وہ اجیر خارج ہو گیا جو ایک شخص کا کام کرے
 مقرر کر کے اور مستاجر نے اس سے یہ شرط نہ کی ہو کہ میرے سوا کسی اور کا کام نہ کرنا کذا فی الخطا دی و سیحی الاجیر بتسلیم نفسہ فی اللہ جو ہر وہ ان لم یعمل کمین استوجر
 شہر الخیر مہ اشہر الرغ الغنم المسبی اجیر مسی و اجیر خاص اجیرت کا مستحق ہوتا ہے اپنی ذات کی تسلیم سے یعنی مدت میں حاضر ہونے سے کذا فی الجوہرہ اگر بعد
 حاضر ہونے کے کام نہ کرے مانند اس شخص کے جو ایک مہینہ نوکر ہوا خدمت کے واسطے یا ایک مہینہ معین بکریاں چرانے کے واسطے معین درما ہے پر
 سم خدمت سے مراد مستاجر کی خدمت اور اس کی خدمت ہو اور واد کی خدمت ہو اور خدمت معناه دافات بسبب قال تجب یہ الحروف یتیم العبد علی عاقبتہ الفساد لا نہ خطا
 بخلاف مالو اخرہ لرد بان اساجر لری شہر احیث کیون مشترک الا اذا شرط ان لا یخدم غیرہ ولا یرعی لیسر فیکون مالکاً و تحقیقہ فی اللہ پر خلاف اس صورت کے
 کہ مستاجر عمل کو اول ذکر کرے اور مدت کو پیچھے ذکر کرے اس طرح کہ اجیر کو اجارہ لے چلائے کہ واسطے ایک مہینہ تو اب وہ اجیر مشترک ہو گا مگر جبکہ مستاجر یہ شرط کرے
 کہ اجیر کسی کی خدمت نہ کرے سوا اس کے اور کسی کی بکریاں نہ چرائے سوا اس کے تو اس تخصیص سے باوجود خیرات مدت اجیر خاص ٹھہر گیا اور تحقیق اس کی جبین
 جزم درمیں یوں مذکور ہے کہ خدمت اور چرانے کا اجیر اس وقت اجیر خاص ہوتا ہے جبکہ عدم خدمت غیر شرط ہو یا مدت اول مذکور ہو اور جہاد اس کا یہ کہ جب مدت
 اول کام واقع ہوا تو منافع اس کے مستاجر کے واسطے اس مدت میں مخصوص ہو گئے اور غیر کے واسطے منافع کا ہونا بھی ممکن ہو گیا اور بعد اس کے ذکر خدمت یا چرانے کا

احتمال رکھتا ہے کہ عقد عمل کی واسطے ہو تو وہ اجیر مشترک ہو جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جو عمل اجیر خاص پر واجب ہو اس کا بیان نوع مدت خاص میں منظور ہو اس واسطے کہ اجیر خاص کی مدت کا اجارہ بلا بیان نوع عمل صحیح نہیں تو پہلا حکم یعنی مدت کا احتمال سے متغیر نہیں ہو سکتا تو وہ اجیر خاص ہی باقی رہے گا بیشک اس کے خلاف کی تفصیص تعمیل عمل کی شرط سننے ہو تو اب تعمیل سے اجیر مشترک ٹھہرے گا اور اگر مدت کو سمجھے ذکر کرے گا تو اب اجیر مشترک ہوگا بدلیل مذکور استہے معتقد و لیس الخاص ان یعمل لغيره فلو عمل لنفس من اجرتہ بقدر ما عمل فتاویٰ النوازل وان ملک فی المدة نصف النعم او اکثر من نصفه فله الاجرة کا طے مدام رسمی ترا سکی اجرت سے بقدر اس کے عمل کے کم کر ڈالا جائے کہ انی فتاویٰ النوازل وان ملک فی المدة نصف النعم او اکثر من نصفه فله الاجرة کا طے مدام رسمی ترا شیا لما مران المقتود علیہ تسلیم نفسہ جو ہر ذہابہ التعلیل بقا والاجرة لو ملک کما ہو بر سخی فی العادۃ اور مدت اجارہ میں آدمی یا زیادہ بھٹی بکریاں ہلاک ہو گئیں تو اجیر کی پوری مزدوری ثابت ہے بیشک کہ بعض کو انہیں سے چارے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ معقود علیہ تسلیم نفس اجیر خاص ہی نہ عمل کندا فی الجوبہ اور ذہابہ التعلیل یہ ہے کہ اجرت پوری باقی ہے اگر سب بکریاں ہلاک ہو جائیں اور یہ سبکی نصیحت کی ہے عمادیر میں م یعنی جب معقود علیہ تسلیم نفس ہو انہ عمل تو بعض یا کل کا ہلاک ہو یا برابر ہو اور یہی قول متون اور زیلعی کے موافق ہے تو یہ قول جو ہر کی تقلید ہلاک بعض پر مقدم ہے و لا یضمن ما ملک فی یہ او لیجہ کتخلف الثوب من دقة الا اذا قلنا ان النعمان فی النعمان کا موعود اجیر خاص تاوان اس کا نہ دے جو اس کے ہاتھ میں یا اس کے عمل سے تلف ہو گیا جیسے چھینا کپڑے کا اس کے کوٹنے سے مگر جبکہ وہ قصداً بگاڑے تو تاوان دے امانت دار کے مانند مصورت تعمیر نسا دم عدم تاوان اس وقت ہے جبکہ عمل معتاد ہو اور اگر بکری کو ایسا مائے کہ اس کی کھوپری پھوٹ جائے یا پافون ٹوٹ جائے تو تاوان آویگا اس واسطے کہ ضرب چڑانے کی عقد میں داخل نہیں بلکہ چڑاؤ کا کارٹر اور ضرب خفیف سے بھی ہو سکتا ہے تو مخرج علی ہذا الاصل بقولہ فلا ضمان علی من سرق من الغنم من الغنم لکن انما یؤثر فی الجوبہ و حیر مصنف نے اس قاعدہ پر تفسیر کی کہ اپنا اس قول سے تو تاوان نہیں دیا یہ پائس لکے میں جو اس کے پاس ملے ہو گیا یا جو یوزر سپر تھادہ چوری کیا اس واسطے کہ دایہ اجیر خاص ہی م اجیر خاص اس وقت ہو جبکہ مستاجر کے گھر رہتی ہو اور اگر اپنے گھر لکے کو لینگے ہو تو اب اجیر مشترک ہی ہی قول صحیح ہے کہ لفظ الاتفاقی و کنہ الا ضمان علی حارر السلوق و حافظ الخان اور اس میں طرح تاوان نہیں بازانہ کے چوکیدار اور مسافر خانہ کی حفاظت کر نیوالے پرم چوکیدار اور محافظ فقیر ابو جعفر کے نزدیک اجیر خاص ہی اور صاحب محیط کے نزدیک اجیر مشترک ہی لیکن ذخیرہ میں ہے کہ اول قول پر فتویٰ ہے کہ لفظ المحمی عن البرجندی و صحیح تردید لاجب بالردید فی العمل کان خطہ فارسیا فیدرہم اور میا فیدرہم اور اجرت کی تردید صحیح ہے عمل میں تردید کرنے سے چنانچہ مستاجر کا خیال اس سے یوں کہنا کہ اگر تو قبائک و مثلاً بطور فاسیون کے سے گا تو ایک دم اجرت ہی اور اگر تو دوسریوں کے طرز پر مہیسیے گا تو دو دم اجرت ہیں م تردید اس واسطے صحیح ہوئی کہ مستاجر نے عمل کی دو معین متیوں کو نہ کیا اور ہر ایک کی اجرت ملے ہو بیان کر دی تو جو حالت باقی نہ رہی و زمانہ فی الاول کذا بخط المصنف ملحقاً فی شرح تردید و تردید صحیح ہے اول ملین سبطر ہے مصنف کے خط سے متن کے ساتھ ملحق اور مصنف نے اس قول کی منع الفقاریں شرح نہیں کی اور تردید زمانی کا مطلب کے واضح ہو گا یعنی تولد و محل کی شرح میں م یعنی تولد و زمانہ فی الاول منع الفقاریں داخل نہیں لیکن ششمین میں داخل ہے و مصنف قابل تخیل الرطلی و معناه یوزر فی الیوم الاول و ان الثانی کان خطہ الیوم فیدرہم او فدا بقدر نصف ہمارے استاد در ملی نے کہا کہ و زمانہ فی الاول کا مطلب یہ ہے کہ تردید جائز ہے پہلے دن میں و دوسرے دن میں چنانچہ مستاجر کا خیال ہے یوں کہنا کہ اگر تو نے آج کے دن قبائس تو ایک دم مزدوری ہی یا کل کے دن سی تو نصف دم مزدوری ہی ہو و ممکنہ کان مسکنت ہذا فیدرہم و ہذا فیدرہم اور مکان عمل میں تردید صحیح ہے چنانچہ موجوگا مستاجر سے یوں کہنا کہ اگر اس گھر میں تو رہے گا تو ایک دم کر لیا ہو یا اس دوسرے گھر میں رہے گا تو دو دم کر لیا ہو و العمل کان مسکنت عطا فیدرہم او فدا فیدرہم اور تردید صحیح ہے عمل کر نیوالے میں چنانچہ موجوگا یوں کہنا مستاجر سے کہ اگر تو اس گھر میں عطا کر رکھے گا تو ایک دم کر لیا ہو یا اگر تو رکھے گا تو دو دم کر لیا ہو و المسافرة کان بہت للکو فیدرہم و البصر فیدرہم و الی تردید صحیح ہے مسافت میں چنانچہ مستاجر کا یوں کہنا اجیر سے کہ اگر تو

کو نہ بیک گیا تو ایک دم اجرت پر یا بھر تک گیا تو دودم اجرت ہو و انھل مکان خلعت شیرافندہ ہم اور بفرہ ہمین اور بفرہ لادنے میں ترے یہ صحیح ہے جو بیک
یون کہنا حال سے کہ اگر تو جو لا دیگا تو ایک دم اجرت ہو یا گیون اور دیگا تو دودم و کذا الخیر و بین ثلثہ اشیا ما و اداس طرح ترے یہ صحیح ہے جو بیک و نہ مان اور
مکان محل در داخل در ساف و داخل میں اگر اسکو اختیار دے تین چیزوں میں دو بین اور بیک تم خبر کا الی البین اور اگر چار چیز میں اختیار دے ترے یہ سے
تو چار نہیں جیسے یہ میں چار چیز کی تخمیر صحیح نہیں و بیک جہ و جہ و انانی تخمیر الزمان و بیک بخلاف فی الاول ماسی و فی الثاني جہ و بیک جہ و بیک جہ
فلا یزاد علی نصف درہم و فیہ ظنا فیما اور تر دیدات مذکورہ میں سے جو چیز پائی یا بیک کی اسکی اجرت واجب ہوگی سولے تخمیر نہ دانی کے سو پہلے دن کی و دخت
میں اجرت سی واجب ہوگا اور دوسرے دن کی و دخت میں وہ اجرت مثل جو درم سے زیادہ نہ ہو واجب ہوگی اور اگر تبا کو پرسوں سے گاہ تو اسکی اجرت
مثل نصف درم سے زیادہ نہ ہوگی اور تخمیر زانی میں مہاجین کا خلاف ہم مہاجین کے نزدیک تخمیر زانی میں دو دن و شطین صحیح ہیں تو شمال مذکورین کی اجرت
میں ایک دم اور دوسرے دن کی و دخت میں نصف درم واجب ہوگا اور ذکر کے نزدیک دو دن و شطین صحیح نہیں اور احوال ثلثہ کے دلائل میں ہے
ہیں بنی المستاجر تنویرا و دکانا عبادة الله و دکانا فی الدار المستاجرة و اقترانی البضیوت الحیران و اول الدار لایضمان علیہم طلاقا سوا ربنا ذن
ارب لدار ام لا اجارہ کے گھر میں مستاجر نے تنویرا دکان بنائی اور ہمسایوں کے بھنے مکانات یا پورا گھر جنگلیا تو مستاجر پر ہر طرح تاوان نہیں خدا و اسے صاحب
کے ذن سے تنوع وغیرہ بنایا ہو یا بلا ذن شایع نے کہلادر کی عبارت میں کانون یعنی جھنسی بجائے دکان مذکور ہم کانون احتراق کے مناسب ہو غلام دکان
لیکن اگر دکان سے گاہ یا شیشہ کسی دکان مراد بھیجے تو مناسب ممکن ہو الا ان سجاد و زایہ مستعمل الناس سے و منفعہ اذا قاندا لایؤد شملہا فی التنویر و الکا نون
مستاجر مذکور پڑوان نہیں مگر یہ کہ جس طرح لوگ تنوع بناتے ہیں اور رکھتے ہیں اسنے مستاجر یا دانی کے اسکی دفع میں اور اگر جلائے میں کہ دیسی اگر نہ جلائی
جاتی ہو تنویر و جھنسی میں تو اب تاوان لازم ہوگا مستاجر جو افضل عن الطریق ان علم انه لایسجد و بعد الطلب لایضمن کذا راع ذن قطیقہ شاة فحاش
علی الباقی اما ان تبعھا لاند انما ترک الخطیئہ و فلا یضمن کذا فی الودیۃ حال الفرق مثلا کہ عا کر یہ لیا سودہ راہ سے گم ہو گیا اگر مستاجر جائے یعنی نفس غلب
کہ اسکو نہاد دیگا تلاش کہنے کے بعد تو اسپر تاوان نہیں اس طرح وہ چرائے والا مسکی ریوڑ سے شاد و نہ بیک بجا کا سو چرائے والا دکان اگر اسکا بچھا کر گیا تو باقی
باجا تو زلف ہو جائیگے تو اسپر تاوان نہیں اسواسطے کہ اسنے تو محافظت عذر سے چھوڑی جیسے و دلیت کا دینا غیر شخص کو ڈوبنے کے وقت میں یعنی ہر چیز میں و حفظ
و دلیت کی بذات خود لازم ہو لیکن بعد غرق دوسرے کو دینا جائز ہو تو عذر سے ترک حفاظت موجب ضمان نہیں و قالان کان الراعی مشرقا معنیا و درھا جمین
نے کہا کہ اگر چرائیو والا میر مشترک ہو تو تاوان دے و لو غلط النعمان اکتہ التمیمہ و لا یقبل القبول لدنی تقسیم الذواب ہذا غلام اور اگر چرائے والے نے لوگوں کی بھیر
کریاں ملاؤ الین اگر اسکو جہا کر دینا اسکا ممکن ہو تو اسپر تاوان نہیں اور جلاؤ دن کے معین کر دینے میں اس کا قول مقبول ہے کہ یہ جائز فلائے شخص کا ہر
تاوان لم یکنہ منمن تمہا یوم الخلط و القول لدنی تندر القیمہ عمار اور اگر اسکو جہا کر دینا ممکن نہ ہو تو تاوان دے اسے اس تمہا کا جلائے کے دن میں اس کا نوکر کیست
ہو و بعد تقسیمت میں چرائے والے کا قول مقبول ہوگا کہ ذانی العادیر و لیس للراعی ان ینزی علی تسی منہا بلا ذن رہا خان فعل قطیعت منہ و ان ینزی بلا غلط
فلا ضمان جو ہر دور چرائے والے کو چار نہیں چڑھانا نہ کہ وہ پر بدن ذن و لک کے پھر اگر ایسا کر گیا اور باؤ زلف ہوگا تو اسپر تاوان لازم ہوگا اور اگر نہ خود چڑھا یا وہ
بلا فضل راعی کے تو اسپر ضمان نہیں کہنے الی جو ہر معنی اسواسطے کہ اسکی مرادات راعی کو ممکن نہیں کہ لطف المحادی و لا یسافر بعد استاجرہ للحدیثہ لشقتہ اور
مستاجر سفر میں نہ لجاے اس غلام کو جسکو اسنے خدمت کے واسطے پا کر کھا سفر کی شقت کے سبب سے یعنی سفر کی خدمت زیادہ تر شاق ہے سفر کی خدمت سے
الاب شرط لان الشرط اذک علیک لام کاسا مگر سفر میں لیمانے کی شرط سے البتہ ساتھ لیمانہ اذکست ہر اسواسطے کہ شرط تیری مضرت یا منفعت کے واسطے زیادہ تر
ملکیت یا ملکیت کا سبب ہے یعنی شرط مشرق کے پورا کر تین آدمی کو چارہ نہیں نفع ہو اس میں یا نقصان و کذا الوعون بالسفر لان المعروف کالمشیر و لا یریطع اگر

مستاجر کا سفر میں جانا معلوم ہو تو غلام مذکور کا سفر میں لیجانا درست ہو اس واسطے کہ معروف مشروط کے مانند ہر دم معلوم ہونے کی صورت یہ ہو کہ اجارہ کے وقت وہ شخص سفر کا سامان کرتا ہو کذا فی الزلیلی قبل ان العبد الموصی بخیر متہ فان لم یکن ایسا فرما بہ مطلقا لان متہ علیہ برخلات اس غلام کے جس کی خدمت کرنے کی مولیٰ نے موصی لہ کے واسطے وصیت کی ہو تو اسکو غلام کا سفر میں لیجانا درست ہو ہر طرح خواہ سفر میں لیجانے کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس واسطے کہ اس کا خیر موصی ہر جہت میں بخیر غلام اجیر کہ اس کا خیر مولیٰ پر ہو نہ مستاجر پر و لو سافر المستاجر بہ ملک ضمن قیمتہ لانه غاصب ولا اجیر علیہ وان سلم لان الاجر والضمن لا یجتمعان وعند الشافعی لہ اجر المثل و اگر مستاجر غلام کا سفر میں لے گیا پھر غلام مر گیا تو اس کی قیمت کا تاوان لازم ہو گا اس واسطے کہ مستاجر بلا شرط لیجانے سے غاصب ہو گیا اور اس پر اجرت واجب نہ ہوگی باوجود تسلیم اس واسطے کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے اور ان کا شافی کے نزدیک اس کے واسطے اجرت مثل ہو ولا یشتر مستاجر من عبد لا یوصی بحیوۃ و دفع الیہ الاجل عملہ لعودہ بالفرغ صحیحہ استحقاقا و مستاجر غلام یا سفیر ممنوع التفرق سے وہ اجرت پھر نہ ملے جو اس نے مکتوسی اس کے عمل کی جرت سے اس واسطے کہ اجارہ قرائع عمل کے بعد صحیح ہو گیا بطور استئصال کے م و وہ غلام اور صغیر اور جو جسے بلا اذن مولیٰ اور ولی کے آپ لو کہی کی اور اجرت سے اجرت مثل مراد ہو کذا فی الطحاوی ولا یضمن غاصب عبدہ ما اکل انما غاصب من اجرو الذی اجر العبد بنفسہ بل عدم تقویۃ عند ابی حنیفہ اور تاوان نہ دے گا وہ غاصب غلام کا جس نے اس غلام مغضوب کی اجرت کھائی جس نے اپنی ذات کا اجارہ کیا اجرت ٹھہرا کہ بسبب نہ متقوم ہونے اجرت کے کام اعظم کے نزدیک م تاوان لازم کتا ہی مال محرز مشقوم کے اطلاق سے اور یہ مال محرز نہیں اس واسطے کہ غاصب نہ مولیٰ ہو غلام کا اور نہ اس کا نائب اور غلام اپنے اختیار میں نہیں بلکہ وہ غاصب کے تصرف میں ہو تو مال مستقیم نہ ٹھہرا اور صاحب کے نزدیک تاوان ہو اس واسطے کہ غاصب ملے پر ایسا مال بلا اذن بلا تاویل تلف کیا کذا فی الزلیلی کما لا یضمن اتفاقا و اجرو الغاصب لان الاجر لہ لمالکہ چنانچہ غاصب پر تاوان نہیں باتفاق حنفیہ و ائمہ ملتئمہ اگر غلام کو غاصب اجارہ دے اس واسطے کہ اب اجرت غاصب کی ہوگی غلام کے مالک کی م اگر کسی غاصب لے گا اور غاصب پر مالک کے واسطے اجرت مثل لازم ہوگی کذا فی الطحاوی و جاز للعبد قبضہ ما لو اجیر فہو لہ لوالو اجرو المولے ابو کاتر لانه العاقد غنا یہ اور غلام کو اجرت کا قبض کرنا جائز ہے اگر اس نے آپ اجارہ کیا ہو نہیں جائز ہو غلام کا قبض کرنا اگر مالک نے اس کا اجارہ کیا ہو کہ مالک کی وکالت سے قبض جائز ہو اس واسطے کہ پہلی صورت میں عاقد غلام ہو اور دوسری میں عاقد مولیٰ ہو کذا فی لغنا یہ فلو وجہ ہا م و لا ہ قائم فی یہ اختصار بقا ملک کہ موقی بعد القطع پھر اگر غلام کا مالک غلام کی اجرت کو غاصب کے پاس موجود دیا دے تو اسکو لے بسبب باقی رہنے مالک کی ملک کے مال موقوف کے مانند قطع دیکھے بعد ہر چند وہ مال متقوم نہیں لیکن مالک کی ملک اس میں ہنوز باقی ہو لہذا اسکو مالک لے گا کذا فی الزلیلی

استاجر عبد اشہرین شہر باربعہ و شہرا بحسبہ صحیح علی الترتیب المذكور ہتے کو عمل فی الاول فقط فلو اجیرت و یکسبہ خمسہ دو جینے کو اجارہ لیا غلام کا ایک جینے کی اجرت چار درم اور دوسرے جینے کی اجرت پانچ درم تو صحیح ہو ترتیب مذکور پر تو اگر اول جینے میں فقط عمل کرے گا تو چار درم پاویگا اور دوسرے جینے میں پانچ درم اختلاف الاجراء المستاجر فی ابقا للعبد و مرضہ و جری و الرحی حکم الحال فیکون القول قول من شہر لہ الحال مع کدیمہ و جریا و مستاجر نے اختلاف کیا غلام کے بھاگنے یا اس کی بیماری میں یا پانچ پک کے پانی جاری ہونے میں تو حال حکم اور بیخ فیصلہ کہ نبوالا ہینا یعنی قول اس کا معتبر ہوگا جس کے قول کا شاہد ظاہر حال ہوگا اس کی شہر کے ساتھ کما یکم الحال کو باج شجر افیہ شمر و اختلاف فی بیعہ ای التمر و ما ائی الشجر فالقول قول من فی یدہ التمر جس طرح حال حکم ہوتا ہو اگر وخت بیجا جس میں پھل لگے ہیں اور باجے اور شتر ہی پھل کی بیج میں مختلف ہیں درخت کے ساتھ تو مقبول قول اس کا قول ہو جس کے ہاتھ اور قبض میں پھل ہو و الاصل ان القول لمن شہر لہ الحال اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ اس شخص کا قول مقبول ہو جس کے واسطے ظاہر حال گواہی دے و دفعہ الخلاصہ قطع باو الرحی سقط من الاجر

بحساب و قیاس و عادات و در خواص میں ہر کچھ کی کو پائی جہ ہو گیا تو اسکے سبب کے سوا حق و اجرت ساقط ہوگی اور اگر باقی بچ رہا ہو تو اسے بجز اس کے کہ
 اولاً اختلاف فی تدریج الانقضاع فالقول المستاجر لونی فتنہ حکم احوال و اگر دونوں نے اختلاف کیا پائی کی مقدار و انقضاع میں تو مستاجر کے قول مقبول ہوگا
 اور اگر خود پائی میں اختلاف ہوگا تو ہر مال حکم رجب و القول قول ربك لشوب بیمنہ فی التخصیص والقبای و المحرق و المستفاد و لکن انما الابر و مددہ
 اور کچھ کے لئے ہاں کہ قول مقبول ہو قسم کے ساتھ فیصل و رقبای میں اور سرخی اور ندوی میں اور اسی طرح اجرت اور مدد اجرت میں ہم پائی کی
 کتا ہو کر میں نے فیصل سہ یا تھا اور غیا لک کتا ہو کر قبا سہ لک تھی تو ہاں کی کہ قول قسم کے ساتھ سمیع ہوگا یا مالک کتا ہو کر سرخے رنگ کو میں نے کتا تھا
 اور رنگی کتا ہو کر نہ ہو کر کتا تھا تو مالک ہی کا قول مقبول ہوگا اور اسی طرح اجرت اور مدد اجرت میں مالک ہی کی بات سمیع ہوگی و قال بوریقہ
 اصل منہ ما لزمہ الاجر والا اور بوریقہ نے کہا کہ اگر مالک قوب سے اجرت کے ساتھ معاملہ ہوگا تو اجرت اس کی مزدوری زب ہوگی اور بقیہ نہیں
 بیٹے گرفت اس کو سی دیتا ہو تو اجرت نہیں ہو قیل ای و قال محمد ان کان الصانع معرفاً بمرئذ الصنفۃ بالاجر و قیام حالہ ہر اسی ہرہ الصنفۃ
 کان القول قولہ بشہادۃ الغاہر والا فلا وہ بقیہ فی زلیعی اور بعضوں نے کہا میں نے کہا کہ اگر مالک جس پیشہ کے ساتھ مشہور ہو اجرت لیتے ہیں اور
 اس کا قیام معاش سی پیشہ سے ہو تو مالک کا قول مقبول ہوگا تاہم مال کی شہادت کے سبب سے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ مالک کا
 قول سمیع ہوگا اور اسی قول پر فقہی ہے کہ ان فی زلیع و لا بعد العمل یا قبلہ لیس فی الفان اختیار اور یہ یعنی حکم نہ کر مسوقت ہو کہ اختلاف ہوا عمل کے بعد یعنی
 سینے اور گنے کے بعد مثلاً اگر قبل عمل اختلاف ہوا ہو تو مالک و پیشہ در دونوں کا میں کھائیں کہ ان فی اختیار و رفع مسائل لمقتضیہ کے فعل و اجیر فی کل
 الصنائع لیس ان لا ستاد و لا مکتفہ لیس ان لا ستاد اختیار سب پیشوں میں مزدور کا کام اسکے استاد کا ریکر کی طرف منسوب ہوگا سو جس چیز کو مزدور تلف کرے گا
 تو اس کا تاوان استاد و دو کا غار و مالک ان فی اختیار یعنی الم یقتضیہ ہر عادیہ یعنی استاد اس وقت تاوان دے جب تک مزدور کی طرف سے زیادتی
 اور قصور نہ ہوا ہو اور در صورت تصور مزدور ہی تاوان دے گا کہ ان فی عادیہ ہم استاد یعنی صاحب دکان خیالہ یا رنگر یا چرم شیشہ ہر لہذا اس پر
 تاوان ہر اور مزدور اجیر خاص ہی و گذار کا لہذا اس پر تاوان نہیں مگر در صورت تصور و فی الشبہ ادی نازل الخان و داخل الحمام ہوگا ان لا یلزم لہ تاوان
 التمس لم یصدق والا جبر واجب قلت و لکن ان فی التیم علی الفتی برقیہ و اولیاءہ میں ہر کچھ کے لئے تیر نیوالے اور حمام کے داخل ہونے والے اور جو مکان کہ
 کر ایر کے واسطے بنا اسکے رہنے والے نے غصب کا دعویٰ کیا ایسی میں بلا ذن مالک بطور غصب کے رہا ہوں مجھے کہ ایر واجب نہیں بل واسطہ عدم ایار و
 تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور کر ایر واجب ہو میں کتا ہوں اسی طرح مال تیر کا حکم ہر لینے دعویٰ غصب سے اس کی بھی اجرت ساقط نہیں ہوگی
 مفتی بر تو اگر وہ سیو و غیرہ الاجر و لارض کا خراج علی المقدر فاذا استاجر بالزراعت فاسلم الزرع اکتہ وجب و قبل الاسلام و سقط و بعد قلت و
 ہوا عندہ و فی الولو الجیمہ اور اولیاءہ میں ہر کچھ زمین کی اجرت خراج کے مانند ہر بنا بر قول مستند کہ پھر جبکہ زمین اجارہ کی زراعت کے واسطے پیرا فست
 سوا دی یا ارض نے کھیت بر باد کر دیا تو قبل زراعتیصال کی اجرت واجب ہوگی اور بعد استیصال کی اجرت ساقط ہوگی میں کتا ہوں اور اسی قول
 کو مستند کیا ہو لول الجیمہ میں ہم یہ قول و لول الجیمہ کے مخالف ہو اس واسطے کہ اس میں خراج اور اجرت میں فرق بیان کیا ہو یعنی اکتہ رسیدگی سے خراج واجب
 نہیں ہوتا ہو یہی قول مستند ہو انتہی ہر جو کہا کہ بعد استیصال کی اجرت ساقط ہوتی ہو سو قول مفتی بر کے مخالف ہو اس واسطے کہ محیط میں ہر کچھ
 سہرہ کر جب زراعت تلف ہو جائے کے بعد اتنی مدت باقی رہے جس میں عادیہ زراعت ممکن ہو تو مستاجر پر اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر وہ بار و زراعت
 کرنا ممکن ہو مانند اول کے یا جس سے کسر تو اجرت واجب ہوگی اور یہی حکم ہر منع غاصب کا لکن الخادمی کمن جزم نے الخانیہ بردایہ عدم سقوط سے
 حیث قال صاحب الزراع اکتہ مالک او عرق ولم یثبت لزم الامر لانه قد عرق قبل ان یزرع فلا اجر علیہ اسے لیکن لکن ادی قاضی خان میں

خلل انداز نہ ہو یا جو جس عیب کو زائل کر دے یا مستاجر قتل وال چیز سے نفع حاصل کرے تو اس کا اختیار منقطع ہوا کہ اس کا سبب زائل ہو جائے سبب
منقطع کے ہم عیب غیر قتل چنانچہ نوک کا کا نا ہو چنانچہ اس کے بال جھڑ جائے اور زالہ عیب کی یہ صورت ہے کہ دار منہ ذمہ کو وجہ ہلہ تیار کر دے
وعاۃ الیٰ الرّسالتا جہ و تطہیرا واصلاح المیزاب وماکان من البنا علی رب الدار وکذا کل ما یجمل بالسنیٰ اور اجارہ کے
گھر کی مرمت اور اس کو مٹی لیسنا اور پر نالہ درست کرنا اور جو چیزیں قبیل تعمیر کے ہو گھر کے مالک پر ہو اور اسی طرح جو چیز سکونت میں خلل
ہو وہ صاحب خانہ کے ذمہ پر ہو مٹی لیسنا ہو چسکا ترک خلل انداز ہو اور بعضی کتابوں میں چھت کی مٹی لیسنی مذکور ہے
کذا فی الطحاوی فان ابی صاحبہا ان یفعل کان المستاجر ان یمکن المستاجر استاجرا و ہی کہ لک و قدر اہا
افشاء بالعیب پھر اگر صاحب خانہ تعمیر وغیرہ سے انکار کرے نہ بناوے تو مستاجر کو اس گھر سے نکلنا درست ہے مگر یہ کہ مستاجر نے نادرست گھر دیکھا
اجارہ لیا ہو تو اب نکلنا ناجائز نہیں سبب راضی ہو جائے مستاجر کے عیب پر واصلاح ماوالکبر والبالوۃ والمخرج علی صاحب الدار
لکن لا جبر علیہ لانه لا یجبر علی اصلاح ملک فان فعل المستاجر فو متبع ولہ ان یخرج ان ابی رہا غانیۃ اسی لا اذرا ہا کما اور کوئین کے پانی
اور جس پانی کے پیچہ اور بدر کوئی اصلاح اور درستی گھر کی مالک کے ذمہ پر ہو لیکن اس پر دوستی نہیں اس واسطے کہ مالک پر محمول کے درست
کرنے کو نہ برہمستی نہیں کیجاتی پھر اگر مستاجر نے اشیاء مذکورہ کو بنالیا تو وہ محسن بلا عوض ہو اور مستاجر کو اس گھر سے نکلنا ناجائز ہے اگر اس کا مالک اس
مذکورہ کی درستی سے انکار کرے کذا فی النہایت یعنی مگر اس صورت میں نکلنا درست نہیں جبکہ اس نے نادرست گھر دیکھا اجارہ لیا ہو چنانچہ عقیقہ
ملک پر چکا ولی الجورہ ولہ ان ینفرد بالفسخ بلا قننا و اور جوہرہ میں ہے کہ مستاجر مذکور کو جائز ہے کہ تنہا اجارہ کو منقطع کر دے بلا حکم حاکم و لو استاجر
دارین استقلت او تعیت ادا ہا فائدہ ترکھا لو عقد علیہا صفقۃ واحدة اور اگر دیکھ کر اجارہ لیا سو ایک گھر منہ دم یا معیوب ہو گیا تو اس کو دوزن
کا چھوڑ دینا جائز ہے اگر دوزن پر ساتھی کیا اس کی عقد کیا ہو یعنی اگر جبراً عقد ہوا ہو تو ایک گھر کے سقوط سے دوسرا گھر نہیں چھوڑ سکتا قلت
ولی ما شیت الاشباہ مغز بالبنایۃ ان العذر ظاہر انفراد شتہما لا ینفرد وہو الاعم بین کتابہوں اور عاشیہ اشباہ میں بنایہ سے منقول ہے
کہ اگر عذر ظاہر ہو تو مستاجر منقطع اجارہ نہ بلا حکم حاکم کر سکتا ہے اور اگر عذر شتہ ہو تو بلا حکم حاکم منقطع نہیں کر سکتا اور یہی قول اصح ہے مگر اگر عذر
سے منقطع اجارہ کی حاجت ہو تو صاحب عذر منقطع میں متفرد ہو یا قننا یا رضائی حاجت ہے اس میں روایات مختلف ہیں اور قول صحیح یہ ہے کہ اگر عذر
ظاہر ہو تو متفرد ہے اور اگر شتہ ہو تو متفرد نہیں کذا فی فتاویٰ تانینان و بعد زعفت علی بخیر شرط لزوم ضرر لم یستحق بالعتذر ان یقصر
کافی سکون ضرر سل مستوجر لقلعہ و موت و عزل و اختلافہما استوجر بطیخ بطیخ ولیمہ تھا اور منقطع کیا جاتا ہے اجارہ لزوم ضرر غیر مستحق بالعتذر
کے عذر سے اگر عذر باقی رہے یعنی اگر عذر اجارہ کو قائم رکھے تو مستاجر کو ضرر لازم ہو جس کا استحقاق عقد سے ثابت نہیں چنانچہ اس ڈاٹر کے
در دساکن ہو جانا جس کے اکھاڑنے کے واسطے امیر معین کیا اور اس زومہ کامر جانا اس کا فائدہ جس کی شادی کے کھانا پکانے کے واسطے باورچی
کو اجیر کیا م یعنی جب رد ٹھہر گیا تو ڈاٹر اکھاڑنے میں ضرر مستاجر کا ضرر ہی اسی طرح زومہ مردہ یا مختلہ کے ولیمہ کرنے میں سراسر مال
کا فائدہ کہ ناہی تو اس عذر سے منقطع ہی شایع ہے کما قولہ و بعد زعفت علی بخیر شرط لزوم ضرر لم یستحق بالعتذر ہے کہ عذر سے مراد عاجز ہونا ہی
اور العاقدین کا اجارہ قائم رکھنے میں گرجل مرزہ اند جو عقد سے مستحق نہیں و بعد لزوم ضرر دین سوار کان ثابتاً بعیان بن النہای و بیان
اسے بنیۃ او اقرار و الحال نہ لا مال لم غنیہ وہ اسے غیر المستاجر لانه یجیس یہ فیقتدر لہ اذا کانت الاجرۃ المجلۃ تستغرق قیمتہا اشباہ
اور اجارہ منقطع کیا جاتا ہے لزوم دین کے عذر سے خواہ دین ثابت ہو لوگوں کی دانست سے یا لوگوں کے بیان سے یا موجد کے اقرار سے اور مالک

اسکا کچھ مال نہیں ہے اگر جارہ والی چیز کے مبادلہ کے واسطے نہ بھی جائے جارہ کے سبب سے موجد مجبوس ہو گا تو اسکو ضرر پہنچے گا کہ جبکہ پیشگی دی ہوئی اجرت اس چیز کی قیمت کے برابر ہو تو اب دین کے عذر سے جارہ منسوخ نہ ہو گا کذا فی الاستنباء

م بین اگر قیمت گھر کی سودم ہو اور مستاجر نے اس قدر اجرت موجد کو پیشگی دی ہو تو انقضائے مدت جارہ تک صاحب دین انتظار کرے تو دین کے عذر سے اس وقت جارہ منسوخ ہو گا جبکہ قیمت زیادہ ہو اجرت سے و بعد از افلاس مستاجر و کان لیتجر اور جارہ منسوخ کیا جاتا ہے اس کے بعد اگر کے مفلس ہو جائے سے جسے دکان جارہ لی سودا گری کے واسطے یعنی اس واسطے کہ افلاس میں تجارت ممکن نہیں و بعد از افلاس خیال علیہ مالہ لایارہ استاجر عبد الخیط فقرک علمہ اور جارہ منسوخ کیا جاتا ہے اس خیاط کے افلاس سے جو اپنی سوئی اور مقراض سے کام نہیں کرتا بلکہ اپنا مال خرچ کر کے اس طرح کام کرتا ہے کہ غلام کو سینے کے واسطے مزدوری لگاتا ہے سو غلام نے اس خیاط کا کام چھوڑ دیا اس کے افلاس کے سبب سے اور اگر خیاط فقط اپنی سوئی اور مقراض سے کام کرتا ہو تو اسکا افلاس منسوخ جارہ میں عذر نہیں ہے و بعد از بد و کسری و اتبہ من سفہ اور جارہ منسوخ کیا جاتا ہے اس عذر سے کہ جانور کے کرایہ لینے والے کا دل ہٹ گیا سفر کرنے سے م اگر جانور کے کرایہ لینا بند کر دیا تک پھر اسکو سفر کرنا بہر معلوم نہ ہوا یا حج کے واسطے اونٹ کرایہ کیا پھر اس سال حج کا ارادہ موقوف رکھا یا وہ شخص بیمار ہو گیا یا سفر سے عاجز ہو گیا تو یہ عذر ہے منسوخ جارہ کا کذا فی تاضیحان ولونی نصف طریقہ فلف نصف الاجل ان استویا مع وجہ دھولہ و الا بقدرہ شرح و ہدایہ اور اگر نصف راہ میں دل ہٹا سفر سے تو جانور کے مالک کو نصف کرایہ دینا اگر راہ کے دونوں نصف سختی اور آسانی میں برابر ہوں اور اگر برابر نہ ہوں تو بقدر آسانی زیادتی یا کمی کے طے کرنا فی شرح الوہبانیہ و الخانیہ بخلاف بدلہ المکاری فانہ لیس بعد از قیامہ ارسال جبرہ بر خلاف دل ہٹ جانے مکاری کے کہ وہ منسوخ جارہ کا عذر نہیں ہے اس واسطے کہ مکاری یعنی جانور کے مالک کو اپنے مزدور کا بھیجنا جانور کے ساتھ ممکن ہے و فی الملتحق ولومض عذر فی روایت الکریخی دون روایت الاصل قلت وبالا و لیس فی روایتی اور ملتی میں ہے اور اگر مکاری بیمار ہو تو وہ عذر ہے مکاری کی روایت میں نہ مبسوط کی روایت میں کہتا ہوں اور پہلی روایت یعنی کہ مکاری کی روایت پر فتوے ہوئے م قال ولواستاجر دکانا لعل لعملا لئلا یموت فقرک لعل اخر و عذر پھر صاحب ملتقی نے کہا اور اگر دکان کرایہ کی خست کے عمل کے واسطے پھر اسے دوخت کو چھوڑا دوسرے عمل کے سبب سے تو یہ منسوخ جارہ کا عذر ہے ہم بقول تفصیل فتاویٰ کبریٰ کے مخالف ہے فتاویٰ عالمگیری میں کبریٰ سے منقول ہے کہ اگر مستاجر دوسرے عمل کے واسطے دکان میں مستعد ہو تو اسکو نقص جارہ دسست نہیں اور نہیں تو نقص جائز ہے انتہی اور اسی کو شارح بعد اسکے دلو الجبرہ سے نقل کر کے لگا دیا ولواستاجر عقالا ثم اراد السفر انتقی اور اسی طرح کا عذر ہے اگر نو میں کو جارہ لیا پھر سفر کا ارادہ کیا انتہی فانی الملتقی فی القوسانی سفر مستاجر دکان لکن عذر دون سفر موجد اور قوسانی میں ہے سفر کہ نا اس مستاجر کا جس نے گھر جارہ لیا رہنے کے واسطے عذر ہے نہ جس کے موجد کا سفر یعنی صاحب خانہ کا سفر منسوخ جارہ کا عذر نہیں دلو اختلاف فالتقولی المستاجر یجوز بانہ عزم علی السفر اور اگر موجد اور مستاجر نے سفر اور عدم سفر میں اختلاف کیا تو مستاجر کا قول مقبول ہے تو دینوں قسم کھائے کہ اسے سفر کا ارادہ کیا ہے وہ لول الجبرہ تحولہ عن صنعتہ غیر از قوسانی لم یفلس حیث لم یکنہ ان یتما طافا قیہ اور لول الجبرہ میں ہے پھر نا مستاجر کا اپنے پیشہ سے دوسرے پیشہ کی طرف عذر ہے منسوخ جارہ دکان کا اگرچہ وہ مفلس نہ ہو گیا ہو جبکہ اسکو اس پیشہ کا دکان میں ممکن نہ ہو یعنی اگر ممکن ہو گا تو عذر نہیں دے

الاشباہ لایلزم للمکاری الذی اب معاولا از سال غلام و انما یجب الاجر بخلیفہا اور اشباہ میں ہے کہ مکاری کو جانور کے ساتھ جانا لازم نہیں اور نہ بھیجنا غلام کا اور اجرت تو خلیفہ جانور سے واجب ہوتی ہے و بخلاف ترک خیالہ مستاجر عبد الخیط لعل شغلک فی الصرف لامکان الجمع بخلاف اس خیاط کے جسے غلام کو مزدوری لگایا دوخت کے واسطے پھر دوخت ترک کی تاکہ غلام صراف کرے تو یہ عذر نہیں منسوخ کا اس واسطے

اگر جمع بین انگلیں ممکن ہو مینہ دونوں کام ہو سکتے ہیں اس طرح پر کہ مکان کی ایک طرف خیاطی کرے اور دوسری طرف سرائی ہم ٹھکانا دسی نے کہا
 قولہ و تجلات ترک خیالہ الخ ترکیب رکبک اللمنی ہر باوجود تنایع اصناف کے تو اگر یوں کہتا دو تجلات خیاطی استاجر عبد الخیاطۃ ترک الیصل نے
 الصنف) تو واضح تر ہوتا و تجلات بیع ما جردہ فانه ایضا الیس بغیر بدون حقوق دین کم امرو یوقت بیعہ الے اقتضا و مدہ تھا و بیو المختار
 الکن لوقتی پورا وقت نامہ نے شرح الدہبانیۃ اور بر غلات پیچڑا لےنے موجد کے اُس چیز کو جسکو اُس نے اجارہ دیا کہ وہ بھی غرضت سے نہیں
 بدون لاحق ہونے دین کے چنانچہ گذر گیا اور بیع اُس کی موقوف رہی مدت اجارہ کے منتفی ہونے تک اور یہی قول مختار پر
 لیکن اگر قاضی جو بیع کا حکم دے گا تو نافذ ہوگا اور پورا اسکا بیان شرح دہبانیۃ میں ہی وہ فیہ مغزیا الخانیۃ کہ باع الاجر المستاجر فاراد المستاجر
 ان فیسخ بیعہ لیسلمک ہو الصبیح و لوباع الراہن المرتن نسخہ اور شرح دہبانیۃ میں ہی فانیہ سے کہ اگر موجد نے اجارہ کی چیز بیچی اور مستاجر نے چاہا
 کہ اُسکی بیع کو منسوخ کرے تو وہ اسپر قادر نہیں اور اگر لہ بہن مرہون کو بیچے تو مرتن کو اختیار ہو کہ اُسکی بیع منسوخ کرے م لیکن عادیہ میں فتاویٰ سے
 صغریٰ سے ہو کہ بیع مرہون کی راہن اور مرتن کے حق میں نافذ ہو راہن اور مرتن اُسکو منسوخ نہیں کر سکتے اجارہ والی چیز کی بیع کے مانع
 کہ ان فی الخیادی و منسوخ بلا حایۃ الے الفسخ بموت احد العاقدین عندنا لا یجوز نہ مطبقا عقدہ بالفتنہ بدون منسوخ کرنے کے اجارہ منسوخ ہو جاتا ہی
 احد العاقدین کی موت سے پہلے نزدیک راہن کو جنون مطبق ہو جانے سے موت سے وہ اجارہ منسوخ ہو جاتا ہی جسکو اپنی خاص ذات کے واسطے
 عقد کیا ہوا الفروۃ کو متنی طریق مکہ و لا مکہ فی الطريق فتبقی الے مکہ فیہ جمع الامر الے القاضی لیفعل بالاصل فیوجہ بالہ لوا مینا و بیعہ بالیقینہ و یدفع بالوجہ
 الا یا ب ان بہن غلے و فہما و تقبل البیتہ ہذا بلا خصیم لانہ یرید الاخذ من ثمن ذانی یدہ اشتباہ احد العاقدین کی موت سے اجارہ منسوخ ہوتا ہی لیکن ضرورت
 کے سبب سے منسوخ نہیں ہوتا چنانچہ موجد کا مرعانا کہ منسوخ راہن اور مال کا راہن کوئی حاکم نہیں تو اس ضرورت سے تابع مکہ اجارہ باقی رکھا جائے گا
 پھر یہ مقدمہ وہاں کے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قاضی جو بہتر ہو سو کرے اس طرح پر کہ جانور اجارہ دے مستاجر کو اگر وہ
 امانت دار ہو جانور کو یقینت پیچڑا لے اور مستاجر کو پھرنے کی اجرت دے اگر مستاجر آئے ہائے کی اجرت دینے کو گواہوں سے ثابت کر دے
 اور اس مقام میں بدون مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہونگے اس واسطے کہ مدعی اُس چیز کے ثمن سے لیا چاہتا ہو جو اُسکے قبضے میں ہی گذرانے
 الاشیاء و نے الخانیۃ استاجر دارا و دارا و ما شہر اسکن شہرین ہل یلزمہ اجل الشہر الثانی ان معد الاستغفال نعم والا لا بہ یقینا اور فانیہ
 میں ہو کہ گھریا حام یا زین ایک ہینہ کہ اجارہ لی پھر مستاجر نے اس میں دو ہینے سکونت کی اسپر دوسرے ہینے کی اجرت لازم ہوگی یا نہیں اُسکا
 جواب یہ ہو کہ اگر وہ چیز فقط کرایہ کے واسطے دی گئی ہو تو ہاں دوسرے ہینے کی اجرت لازم ہوگی اور اگر کرایہ کے واسطے دیا نہیں ہو تو اجرت
 لازم نہیں اسی قول کا فتویٰ ہی قلت فلذا الوقت و مال الیتیم و کذا لو تقاضا مالک و مالک بالاجر سکون یلزمہ لاجر بکذاہ بعدہ بین کہتا ہوں
 اسی طرح مکان وقف اور مال یتیم میں دوسرے ہینے کی اجرت لازم ہوگی اور اسی طرح اگر موجد نے مستاجر سے شہر ثانی میں تقاضا کیا اور شہر
 شہر ثانی کی مالگی پھر مستاجر ساکن رہا تو اسپر اجرت لازم ہوگی اُسکی سکونت کرنے سے بعد اس تقاضے کے و لو سکون المستاجر بعد موت الموجد ہل
 یلزمہ اجر ذلک تبیل نعم لفتنیہ علی الاجارۃ و قیل ہو کہ مسئلۃ الاولیٰ اور اگر مستاجر ساکن رہا بعد موت موجد کے کیا اُسکو اُسکی اجرت لازم ہوگی
 یا نہیں بعضوں نے کہا ہاں اجرت لازم ہوگی بسبب چلنے مستاجر کے اجارہ سابقہ پر اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ پہلے یعنی سکونت شہرین کے
 مانع ہو مینے اگر وہ مکان کرایہ کے واسطے بنا ہو یا موجد کے وارث نے شہر ثانی میں تقاضا اجرت کا کیا تو اجرت لازم ہوگی اور نہیں تو
 لازم نہیں و نبی ان لا یطر الانفساخ ہما عالم یطالیہ الوارث بالقرین او بالترام اجر آخر و لو معد الاستغفال لانه فصل مجتہد فیہ ہل یلزم اسے

اور اجرت مثل ظاہر القیۃ الثانی و تمامہ فی شرح الوہابیۃ اور لائق بقواعد فقہیہ ہر کہ یہاں اجارہ فسخ ہو یا ناظاہر نہ موجب کہ وارث موجب کا مکان خالی
کر دینے کا مطالبہ نہ کرے یا التزام اور اجرت کا نہ ہو اگرچہ وہ مکان کر ایہ لینے کے واسطے بنا ہوا سو اسطے کہ یہ مسئلہ مجتہد فقہیہ ہوا اور کیا اجرت
معینہ لازم ہوگی یا اجرت مثل لازم ہوگی ظاہر فقہیہ اجرت مثل پر دلالت کرتا ہے اور اس کا پورا بیان شرح وہابیہ میں ہے و فی المبیۃ ما تدریج
قبل یقبل انعقد بالمسی حتی یدرک و بعد المدة باجر المثل اور فقہیہ میں ہے کہ اگر اجارہ القادین مر گیا اور کھیت ساگ ہی یعنی ہنوز کھیت خام ہے تو عقد اجارہ
باقی رہیگا چنگی تک بعد من اجرت معینہ کے اور بعد انقضاء مدت کے اجرت مثل پر باقی رہیگا و فی جامع الفصولین اور رضی الوارث و ہو کبر
بقاۃ الاجارۃ و رضی بہ المستاجر جازا انتہی ہی فیعمل لرضی بالبقاۃ و انشاء عقد ای لجازا بالتمامی فتاویٰ اور جامع الفصولین میں ہے اور اگر موجد کا وارث
بالغ بقاء اجارہ پر رضی ہوا اور مستاجر بھی اسپر رضی ہو تو جائز ہے انتہی مافہی الفصولین یعنی تو باقی رہنے کی رضامندی ایجاد عقد قرار دیا گی یعنی
جازا اجارہ کے واسطے رضامندی انشاء عقد ہوگی بواستطہ تعالیٰ کے اسکو تامل کرنے مافیۃ الاشیاء المستاجر و المرتین و الشتر علی حق البینین
سائر الغرام و البعد صحیح و لو فاسد فاسوۃ للفرار فلیفظ اور اشباہ کے حاشیہ میں ہے کہ مستاجر اور مرتین اور مشتری زیادہ تر مقدار ہیں عین کے باقی دنیا
والون سے عقد اجارہ اور مرتین اور بیع صحیح ہو اور اگر عقد فاسد ہو تو مستاجر اور مرتین اور مشتری برابر ہیں اقدین و الذلکے اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم
یعنی اگر موجد مر گیا اور اسپر دیون ہیں تو اوروں سے مستاجر زیادہ تر مقدار ہے اور اسی طرح مرتین حق ہے اور اگر چیز خریدی کہ اور ہنوز قبض میں نہیں آئی
کہ بائع مر گیا اور اسپر دیون ہیں تو مشتری حق ہے یعنی در مشتری اپنا حق لیکر پھر اگرچہ زیادہ باقی رہیگا تو اور باب دیون پادین کے فان عقد بالفیۃ لا تنفس
لو کیل لے بالاجارۃ پھر اگر عاقد نے اپنے غیر کے واسطے اجارہ منعقد کیا تو عاقد کی موت سے اجارہ فسخ نہ ہوگا چنانچہ اجارہ دینے کا دلیل یعنی
مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ میری یہ حویلی کسی کو اجارہ دے اور اس نے محمود کو اجارہ دی تو خالد کے مرنے سے حویلی کا اجارہ فسخ نہ ہوگا سو اسطے
کہ اجارہ عاقد کے واسطے نہ تھا و اما لو کیل بالاستیجا اذا مات تبطل الاجارۃ لان التوکیل بالاستیجا توکیل بشر ان المنافع فصار بالتوکیل بشراء الاعیان
فیصیر مستاجر النفس ثم یصیر موجد التوکیل فہو مضمی قولنا ان الوکیل بالاستیجا بمنزلۃ المملک کذا نقلہ المصنف عن الذخیرۃ قلت و مشکہ فی شرح الجمع
البرائۃ و العادۃ و اجارہ لینے کا دلیل اگر جائے گا تو اجارہ باطل ہوگا سو اسطے کہ اجارہ لینے کی توکیل خریداری منافع کی توکیل ہے تو یہ شراء
اعیان کی توکیل کے مانند ہے تو وکیل مستاجر ٹھہریگا اپنی ذات کے واسطے پھر موجد ٹھہریگا اپنے موکل کے واسطے سو یہی مطلب ہے ہمارے
اس قول کا کہ اجارہ لینے کا دلیل بمنزلۃ مالک کے ہے ایسا نقل کیا ہے مصنف نے ذخیرہ سے میں کہتا ہوں اور اسی کے مانند شرح جمع اور بزاز
اور عادیہ میں ہے ثم قال المصنف قلت ہذا مستقیم علی ما ذکرہ الکفری من ان المملک یشیت للوکیل ثم ینقل الی الموکل و اما علی ما قالہ البوط اہم
من ان یشیت للوکل ابتداء و بہ جزم فی الکفر و ہواصح کما فی البحر فلا یشتقیم و اما علم انتہی پھر مصنف نے اپنی شرح میں کہتا ہوں یہ یعنی مستاجر کے
وکیل کی موت سے اجارہ باطل ہونا مستقیم ہوتا ہے کہ خ کے اس قول کے بموجب کہ مالک وکیل کے واسطے ثابت ہوتی ہے پھر موکل کی طرف منتقل
ہوتی ہے اور وہ جو بوطا ہرے یہ کہنا ہے کہ مالک موکل کے واسطے ابتدا سے ثابت ہوتی ہے اور اسی قول پر یقین کیا ہو کر میں اور یہی صحیح تر قول ہے
چنانچہ ہر لائق میں ہے تو بلطمان اجارہ مستقیم نہیں و اما علم انتہی تو ال مصنف قلت و تقبہ شیئا بانہ غیر مستقیم علی ما ذکرہ الکفری ایضا لا تنافہ علی
عدم متق قریب لوکیل لان ملک غیر مستقر و الموجب للعق و الفناء و المملک المستقر شایع ہے کہ میں کہتا ہوں اور مصنف کے قول پر ہمارے استاد
نے اعتراض کیا ہے اسطے کہ بلطمان اجارہ بموجب اس قول کے بھی جسکو کہ خ نے ذکر کیا ہے غیر مستقیم ہے بسبب متفق ہونے فقہاء کے قرابت و
وکیل کی عدم آزادی پر اسو اسطے کہ وکیل کی ملک مستقر اور قائم نہیں اور عق و فساد کا موجب ملک مستقر ہے نہ غیر مستقر ہم سادہ سے مراد منشا

مخرج ہر جگہ کہیں اپنی زود برونڈی کو اس کے مالک سے خرید کر کے اپنے موکل کے واسطے کذا فی الجلبی ثم قال والماصل ان الاستحسان ان الاجارۃ
 لا تنسخ بموت المستاجر وانما تنسخ بغيره ایسے استاد نے کہا اور ماصل حکام یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اجارہ نسخ نہیں
 ہو جاتا اجارہ لینے والے کی موت سے اور اس قول کی نقل فقہاء میں مشہور اور معروف ہے رافق قولہ داد ماصل ثم ووصی واب وجہ وقت اخص
 و متولی الوقت بقا الاستحقاق علیہ والمستحق حتی لو مات الموقوف لم یملک در اور چنانچہ وصی یتیم اور باپ اور دادا اور قاضی در وقت کے
 متولی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا بسبب باقی رہنے مستحق علیہ اور مستحق کے تو اگر وہ شخص مر گیا جس کے واسطے اجارہ منعقد ہوا تو اجارہ
 باطل ہو گا اس کی موت سے کذا فی الدرہم مستحق علیہ سے مراد موجد ہو اور مستحق سے مراد وہ ہے جس کے واسطے اشخاص مذکورین نے اجارہ
 لیا چنانچہ موکل برقیع اور منیر اور موقوف علیہم کذا فی الطحاوی مع التوضیح الا اذا کان متولی وقت خاص بہ وجع غلۃ لکما فی وقت الاشیاء
 معزالو ہبانیۃ قال والطلاق المتون بخلافه قلت وبالطلاق المتون انفقے قاری امدادیہ فکان ہوا المذہب المتعبر کا قالہ المصنف فی ماضیۃ علی الاشیاء
 متولی وقت کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا مگر جب کہ ایسا متولی ہو کہ وقت اسی کی ذات کے واسطے خاص ہو اور سب غلہ وقت کا اسی کی ذات
 کے واسطے ہو تو اس متولی کی موت سے اجارہ نسخ ہو گا کذا فی وقت الاشیاء عن الوہبانیۃ صاحب اشباہ نے کہا اور متون فقہاء الملاق
 اس مسئلہ کے مخالف ہیں کہ متا ہون اور اطلاق متون کا فتویٰ دیا ہے قاری ہلایہ نے تو وہی اطلاق مذہب معتد ٹھہر گیا ایسا کچھ مصنف نے کہا ہے
 اپنے ماضیہ میں جو اشباہ پر ہو کذا قال فی الاشباہ بعد اربع اوراق لا تنسخ الاجارۃ بموت موجد الوقت الا فی سکتین ما اذا اجر بالوقت ثم ارد
 ثم مات بطلان الوقت بردہ دنیا اذا اجر امدنہ ثم فقہائے معین ثم مات تنسخ اور ایسا واسطے اشباہ میں کہا ہے چارہ وقت کے بعد کہ اجارہ نسخ نہیں
 ہو جاتا موجد وقت کے مرنے سے گرد و مسئلہ میں ایک مسئلہ یہ ہے جبکہ زمین کو اجارہ دیا وقت کے کرنے والے نے پھر وہ مرتد ہو گیا
 پھر مر گیا بسبب باطل ہو جانے وقت کے واقع کے ارتداد سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے جبکہ مالک نے اپنی زمین اجارہ دی پھر وہ زمین
 وقت کر دی ایک شخص معین پر پھر واقع مر گیا تو اجارہ نسخ ہو گا یعنی اس واسطے کہ ابتداء عقد اپنی ذات کے واسطے تھی اور پہلی صورت میں وقت
 میراث ہو جائیگا وہی وقت فتاویٰ ابن نجیم مسئلہ اذا اجر لنا ثم مات فاجاب لا تنسخ الاجارۃ فی الوقت بموت الموجد والمستاجر کذا راۃ نے مدۃ
 نسخ لکن مخالف لما فی الاجارۃ فتاویٰ قاری لمدایۃ نقیبہ اور فتاویٰ ابن نجیم کی کتاب الوقت میں مذکور ہے کہ ابن نجیم سے یہ سوال ہوا کہ جب غلہ وقت
 نے اجارہ دیا پھر وہ مر گیا تو جواب دیا کہ اجارہ وقت میں موجد اور مستاجر کی موت سے نسخ نہیں ہو جاتا اسی طرح میں نے دیکھا ہے فتاویٰ مذکور
 کے کئی نسخوں میں لیکن وہ مخالف ہے فتاویٰ قاری ہلایہ کی کتاب الاجارہ کے تو گاہہ رہیہوم مخالف نقطہ ہیں ہے کہ اس میں لفظ مستاجر
 زیادہ ہے کذا فی الجلبی وغیرہ ایضا لا تنسخ بموت المتولی ولو الفلۃ لم یفر وقتبہ اور اسی فتاویٰ میں یہ بھی ہے کہ متولی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں
 ہو جاتا اگرچہ وقت کا غلہ نقض متولی کے واسطے ہو خبر دار رہنا ہم شایع نے خبر داری سے اشارہ کیا وہ مذکور کی طرف سے وہبانیۃ کا قول
 جو اشباہ میں مذکور ہے اس قول سے بھی رد ہو گیا وہ فی الفضل الوقت لو اجر الوقت بنفسه ثم مات ففی الاستحسان لا یبطل لانه اجر لغيره
 انہی و مشکلی البرزانیہ اور فیض میں ہے کہ وقت کرنے والا اگر وقت کو اجارہ دے بذات خود پھر مر جائے تو استحسان میں اجارہ باطل نہیں ہوتا
 اس واسطے کہ اس نے غیر دن کے واسطے اجارہ دیا یعنی غلہ کے مصرف موقوف علیہم ہیں نہ واقع اور اسی طرح ہذا یہ میں ہے دوسرے
 استدلالیہ و حکم عزل الثانی والتمولے کا مدت فلا تنسخ اور سراجیہ میں ہے اور قاضی در متولی کی معزول کا حکم موت کے برابر ہے تو ان کے
 عزل سے اجارہ نسخ نہ ہو گا و تنسخ ایضا بموت احد متاجرین او موجدین فی خصمۃ او حصۃ المیت الوقت لا تنسخ

و یقیناً فی حصۃ الحی اور دو مستاجر و ن یا دو موجد و ن میں سے ایک مستاجر یا ایک موجد کے مر جانے سے بھی اجارہ نسخ ہو جاتا ہے فقط اس کے جب زمین یعنی میت کے حصہ میں نسخ ہوتا ہے اگر میت نے بذات خود اجارہ منقذ کیا ہو اور باقی رہے گا اجارہ زندہ مستاجر یا موجد کے حصہ میں فروغ مسلم ملحقہ شاریح کافی وقت الاشباہ تخلیۃ البعید بالاطلہ فلو استاجر قریہ وہو بالمصر لم تصح تخلیۃ اعلی الاصح فینبی التولی ان یریب للقرت مع المستاجر و غیرہ فیخلع بینه و بینہما اور یسل وکیلہ اور رسولہ احوار مال الوقت یلیح فقلت لکن نقل متشیہا من المصنف فی زواہر الجواہر عن بیع فتاوی قاری قاری الہدایۃ انہ متی مضی مدۃ یتکون من الذباب الیہا و الدخول غیرا کان قابضاً و الا فلا متنبہ استنبہ اور اشباہ کی کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ مکان البیہ کا تخلیہ یعنی اجارہ کی زمین کو مستاجر کے قبض و تصرف میں کر دینا باطل ہے تو اگر قانون اجارہ لیا اور جالانہ مستاجر شہر میں ہے تو اس کا تخلیہ صحیح نہیں بنا بر قول صحیح ترکے تو متولی وقت کو لائق ہو کہ قانون میں جائے مستاجر کے ساتھ یعنی اسکے وکیل کے ساتھ پھر تخلیہ کرے دیوان مستاجر اور دیوان قانون کے یعنی با مزامحت احد کے اسکے تصرف میں کرے یا متولی اپنے وکیل یا پیغام رسان کو اس کے ساتھ بھیجے مال الوقف کے قائم رکھنے کے واسطے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے میں کہتا ہوں لیکن اشباہ کے منشی مصنف کے فرزند نے زواہر الجواہر میں فتاوی قاری ہدایہ کی کتاب البیوع سے نقل کیا ہے کہ جب اتنی مدت عقد اجارہ کے بعد گذر جائے کہ جس میں مستاجر قانون کی طرف جائے اور اس کے داخل ہونے میں تاخیر ہو تو وہ قانون کا قابض ٹھہرے گا اور اگر اتنی مدت منقضی نہ ہو تو فقط مستاجر کے اعتراض سے قابض نہ ٹھہرے گا انتہی مانے زواہر الجواہر ہم ذخیرۃ الناظرین میں ہے کہ اگر قانون اجارہ لیا اور وہ شہر سے دور ہے اور مستاجر نے اسکے قبض کا اقرار کیا تو تخلیہ باطل ہے اور اقرار اس کا باطل ہے تا وہ قلیک اتنی مدت نہ گذرے جس میں وہاں جائے اور قبض کرے یا اس قدر مدت گذر جائے کہ بد اقرار کرے یا موجد اور مستاجر اپنے وکیل یا رسول بھیجیں کہ انانی اللعطاوی مسائل ششہ یہ چند مسائل متفرقات ہیں احرق حصلاً مدلی بقایا اصول تعصب مخصوص فی ارض مستاجرة او مستعارۃ جلا میں باقی جہین تعصب متطوع کی جوارہ یا عاریت کی زمین کے اندر واقع ہیں ہم تعصب یعنی بانس اور نزل کلہ سرق مثال کے ہو اس کی خصوصیت نہیں بلکہ گماں اور ہر قسم کے کھیت کی ٹھوٹھوں کے جلانے کا یہی حکم ہے کہ ذلے شرح المحیی و مثله ارض بیت المال المحدثۃ لحملہ القوافل والاحمال و مرعی الدواب و طرح المحملات قلت و ما صلہ ان لم یکن الحق الاقتناع فی الارض یعنی ما اخرجہ فیہ کا نہ بنفس الوضو لا باقتناعہ الریح علی اعلیہ الفتوی قاری شیخنا اور اجارہ اور عاریت کی زمین کے ماتحت بیت المال یعنی سرکاری زمین ہے جو قانون اور جاری اسباب کے استار کرنے کے واسطے اور جاور و ن کی چراگاہ اور کھلیاؤن کے ڈالنے کے واسطے مقرر ہیں کہتا ہوں اور خلاصہ یہ ہے کہ اگر جلانے والے شخص کے واسطے حق اقتناع نہ ہو زمین میں تو اس پر تاوان لازم ہو گا اس چیز کا جس کو اگ سنے جلا دیا اسی مکان میں بجز در کھنے اگ کے نہ اس چیز کا تاوان جس کو ہوانے ہلایا اگ اڑا کر بنا بر قول مفتی بر ایسا کچھ کہا ہے ہمارے استاذ ذخیر الدین رحلی نے فاحشرق شتی من ارض غیرہ ولم یضمن لانہ تسبب لامباشرة اجارہ یا عاریت کی زمین میں کھیت کی ٹھوٹھیاں جلا میں تو غیر شخص کی زمین سے کوئی چیز جل گئی تو جلانے والے پر تاوان نہیں اس واسطے کہ احتراق مذکور تسبب ہر احتراق کا نہ مباشرت یعنی اور تاوان کی شرط مباشرت ہے نہ تسبب ان لم یضطرب الریح فلو کانت منقطعہ بمن لانہ یعلم انہا لا تستقر فی ارضہ فیکون مباشرۃ عدم تاوان اس شرط پر ہے کہ ہوا میں زور سے نہ چلتی ہوں اور اگر ہوا تیز ہوگی تو جلانے والا تاوان دیگا اس واسطے کہ وہ جانتا ہے کہ ہوا کی تیزی سے اگ اس کی زمین میں ٹھہری نہ رہیگی تو وہی شخص احتراق کا مباشرتینے جلا دینے والا ٹھہراؤن اکل موضع کان الموضع حق الوقف فیہ اسی نے ذلک الموضع لا یضمین علی کل حال اذا تاملت بذلک الموضع شتی سوا تاملت بر و ہوئے مکان او بعد ما ذال عنہ اور اسی طرح جس موضع میں کہ

۱۰

رکھنے والے کو رکھنے کا حق ہو اور ان نہیں ہر حال یہ کہ اس رکھی چیز سے کوئی اور چیز تلف ہو جائے خواہ چیز تلف ہو اس مال میں کہ
 شے موضوع اپنے مکان میں ٹھہری ہو یا تلف ہو اپنے مکان سے ہٹ جانے کے بعد بخلاف ما اذا لم یکن للواضع فیہ حق الوضیع حیث
 یفنی الواضع اذا تلف برتشی دھونی مکانہ وکذا بعد ما زال لایزال کو منع جبرۃ فی الطريق ثم اخر افری فتمد حرجتا فانکسر تاضمن کل جبرۃ صاحبہ ان
 زال بزمیل کریم وسیل لایفنی الواضع ہذا مو الاصل فی ہذہ المسائل کما حققہ فی الثانیۃ برضوان مکرم سابق یہ صورت ہے جبکہ رہنے والے کا اس مکان میں
 رکھنے کا حق نہ ہو اس واسطے کہ رکھنے والا تاوان دیگا جب کہ کوئی چیز اس رکھی چیز کے سبب سے تلف ہوگی اور حالانکہ شے موضوع اپنے مکان میں
 ہو اور اسی طرح تاوان لازم ہوگا شے موضوع کے خود ٹپ جانے کے بعد بدون ٹانے والے کے چنانچہ کٹار کھنا راہ میں پھر دوسرے شخص نے
 دوسرا کٹار ہن رکھا پھر دونوں گھر سے ڈھکے اور ڈکھار کٹ گئے تو ہر شخص دوسرے شخص کے گھر سے کا تاوان دے اور اگر شے موضوع
 مل گئی کسی چیز کے ٹانے سے چنانچہ ہوا سے یا سیلاب سے تو رکھنے والے پر تاوان نہیں ہی قاعدہ کلیہ ہے ان مسئلوں میں چنانچہ اس کی
 تحقیق فانیہ میں کی ہر ثم فرغ علیہ بقولہ فلو وضع حجرۃ فی الطريق فاحرق بذلک شئی ضمن التدریج بالوضع پھر مصنف نے اپنے قول پر
 تفسیر کی اس قول سے تو اگر چنگاری رکھی راہ میں سوا اسکے سبب سے کوئی چیز جل گئی تو تاوان دے گا بسبب اپنی تقصیر کے اگر رکھنے سے
 م سوا اسٹے کہ راہ میں چلنے کا حق ہو نہ اگر رکھنے کا وکذا ایضاً فی کل موضع لیس فی حق المرور اسی طرح تاوان دیگا ہر ایک اس موضع
 میں جہاں چلنے کا حق ثابت نہیں مگر مرد فانیہ میں مذکور نہیں اس میں حق وضع اور عدم حق وضع مذکور ہے اور مرد کے حق کو صاحب خلاصہ
 نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہو کہ ان فی الطحاوی الا اذا ذہبت بہ اسی بالموضع السیح فلا ضمان لشیئہ فخلہ وکذا لودرج السیل
 الحجۃ ویرفتی فانیہ مگر جبکہ رکھی ہوئی چیز کو وہاں سے ہوا آ کر ایسا سے تو اب تلف ہونے سے تاوان نہیں اس واسطے کہ ہوا سے رکھنے والے
 کا فعل مشاویا یعنی اب احراق ہوا کی طرف منسوب ہوگا نہ رکھنے والے کی طرف اور اسی طرح اگر سیلاب نے پتھر ڈھلکایا اور کوئی چیز تلف ہو گئی
 تو رکھنے والے پر تاوان نہیں اسی قول پر فتویٰ ہو کہ ان فی الثانیۃ ولواضع المرور الحدیدین الکیر نے دکانہم ضربہ بطرقہ فخرج الشرار الی الطريق و
 احرق شیعنا ضمن ولوم یغیرہ وخرہ السیج لازمی اور اگر کہار نے دکان کا لاجب سے اپنی دکان میں پھر گھس پھوڑا اور سوراہ کی طرف چنگاری ٹپکائی
 اور اسنے کوئی چیز جلادی تو ہر تاوان دیگا اور اگر گھس پھوڑا نہیں مارا اور چنگاری ہوائے نکال تو اب چلنے سے تاوان نہ ہر نہیں کڈانے
 الذلیلی سقے ارضہ سقیلا لا تحتملہ فتعذر فی النماء الی ارض جارہ فانسد باضمن لان مباشر لا متسبب ایک شخص نے اپنی زمین اس قدر
 بکثرت پیچنی کہ زمین اسکو نہ تمام سکی سو بانی ابلکہ اسکے ہمسایہ کی زمین کی طرف بہا اور اسکو خراب کر دیا تو سینچنے والے پر تاوان لازم ہوگا اس واسطے
 کہ وہ مباشر ہے نہ دکانہ سبب انگیز احمی خیاط او صباغ نے حانوتہ من یطرح علیہ العمل بالنصف سوا و اتحاد العمل ام مختلف کئی موضع
 مع اتحسانا لا نہ شکرہ الصنائع فہذا بوجاہتہ یفعل دہنا بمناقتہ لعل خیاط یا رنگیر نے اس شخص کو اپنی دکان پر بٹھا یا جو دکاندار کو سینے یا رنگنے کا
 کام لیکر دے لفظا شفت اجرت پر خواہ دونوں کا عمل ایک ہی ہو یعنی دونوں خیاط ہوں یا دونوں رنگیر یا عمل مختلف ہو جیسے خیاط دعویٰ کے
 ساتھ تویر درست ہے باعتبار استحسان کے اس واسطے کہ یہ شرکت ہے صنائع کی نہ شرکت وجوہ جیسا کہ صاحب ہدایہ سمجھا ہے تو یہ شخص سبب اپنی وجہ
 اور روادری کے کام لیتا ہے اور یہی دکاندار اپنی کاریگری کے سبب سے کام کرتا ہے اسکی جارحی لعل علیہ محمل اور اکبیر اسنے کہ
 ولہ العمل المعتاد ورویتہ احب وکذا اذا لم یطرحہ و الطرحۃ واللحان جیسے صحیح ہو کر ایر لینا غیر معین اونٹ کا تا اس پر محمل لا داجا سے اور د
 سوا اس پر سوار ہوں کہ منظرہ نگ اور حالانکہ محل رواج کے موافق ہو اور دیکھ لیتا محمل کا مستحب ہے یعنی قطع نزاع کے واسطے اور اسی طرح اجارہ

جائز ہو جب کہ بچو تا اور اور نہتا نہ دیکھا ہم شامی بین مذکور ہو کہ دو اونٹ مکہ معظمہ تک کر ایسے تا ایک اونٹ پر حمل کسے اور دو شخص اس پر سوار ہوں اپنا اور نہتا بچو تا لیکر سو کا رہی نے سوار ہونے والوں کو دیکھا اور انکا اسباب مذکور نہیں دیکھا اور دوسرے اونٹ پر کیسی من ستوا اور پانی اور سرکہ اور تیل وغیرہ لادے اور اسکی مقدار بیان نہ کی یا یہ شرط کی کہ مکہ معظمہ سے پہلنے کے وقت تحائف لاد لاوے گا جس قدر لوگ لاد لائے ہیں تو یہ اجارہ فاسد ہی قیاس میں بسبب غیر معین ہونے بوجہ کے اور باعتبار استحسان کے جائز ہی اس واسطے کہ اسکا رواج جاری ہو انتہی زینتی نے کہا وجہ استحسان یہ ہے کہ معقود علیہ مالک ہی معلوم ہو اور حمل تابع ہو اور اسکی جہالت معتاد کی طرف پھرنے سے زائل ہو جاتی ہے اور اسی طرح اور غصہ بچھونے کی جہالت دور ہو جاتی ہے کذا فی الطحاوی فی الولو الجویۃ ولو نکاحی الی مکہ ابلا مسماۃ بغیر عیانہا جائز و یجمل المعقود علیہ خلاف فی ذمہ المکارہی والابلا لہ وجہا لہا لا تقدر قلت فایفعلہ الحجاج من الاجارۃ لحمل والکوب الی مکہ بلا تعینین الابل صحیح وادعا علم اور والو الجویہ میں ہی اور اگر چاہے یا دس اونٹ بلا تعینین کر ایسے مکہ معظمہ تک تو جائز ہی اور معقود علیہ بوجہ قرار دیا جاتا ہے مکارہی کے ذمہ پر اور اونٹ بوجہ لادنے کے آلات ہیں اور انکی جہالت اجارہ مذکور کی مفید نہیں ہی بین کہتا ہوں کہ وہ جو حاجی لوگ اجارہ کرتے ہیں بوجہ لادنے اور سواری کے واسطے مکہ معظمہ تک بلا تعینین اونٹوں کے تو صحیح ہو وادعا علم وجہ جوازیہ ہے کہ مطلق متعارف کی طرف متصرف ہی استاجر حمل حمل مقدار من الزاد واکل منہ وعضو من زاد وعضوہ ایک اونٹ کر ایسے تو شہر کی مقدار میں کے لادنے کے واسطے سو تو شہر میں سے کچھ کھا یا گیا تو اسکی عمن تو شہر یا ماوند اسکے اور چیز پھر اس پر لادی جائے قال لغاصب دارہ فرغوا والا فاجر ترا کل شہر کذا فلم یفرغ وحب علی الغاصب السمس لان سکوتہ رضی صاحب خانہ نے گھر کے غصب کرنے والے سے کہا کہ گھر خالی کر دے اور نہیں تو کر ایسے اسکا ہر ماہ اتنا دینا ہوگا سو غاصب نے گھر خالی نہ کیا تو غاصب پر کر ایسے مذکورہ واجب ہوگا اس واسطے کہ اسکا سکوت رضامندی ہی اجارہ کی الا اذا انکر الغاصب ملکہ وان اثبتہ بنیتہ لانہ اذا انکرہ لم یکن راضیا بالاجارۃ بل افس صورت میں کر ایسے واجب نہ ہوگا جبکہ غاصب صاحب خانہ کی ملک کا انکار کرے اگرچہ صاحب خانہ اپنی ملک کو ہونے ثابت کرے اس واسطے کہ جب وہ ملک کا منکر ہو تو اجارہ پر راضی نہ ٹھہرا اور عطف علی کر یہ اسے بلکہ و لکن لم یرض بالاجارہ اذ صرح بعدم الرضی یا غاصب نے اسکی ملک کا اقرار کیا و لیکن اجرت پر راضی ہو تو بوجہ اجرت واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ اس نے عدم رضی کی تصدیق کر دی فی الاشباہ السکوت بالاجارۃ رضی و قبول فلو قال للساکن اسکن کذا والا فانتقل او قال لراعی لارضی بالسمس بل کذا فسکوت لزوم مامی اور اشباہ میں ہے کہ جب رہنا اجارہ میں رضا اور قبول ہی تو اگر مالک نے گھر یا دکان کے رہنے والے سے کہا کہ بعض استقدیر کر ایسے سکونت کر اور نہیں تو نکلیا یا چرائے والے نے کہا کہ میں اجرت سابقہ پر راضی نہیں بلکہ استقدیر اجرت لوں گا پھر اس نے سکوت کیا تو استقدیر اجرت لازم ہوگی یعنی اس نے معین کی بقی سکون ثم لما لمایہ قال لم اسمع کلامک بل یصدق ان بہ صمم ثم لا لاعلا بالظاہر باقی رہی یہ بات کہ اگر ساکن مذکور نے سکونت کیا پھر جب مالک نے کر ایسے مانگا تو بولا کہ میں نے تیرا کلام نہ سنا تھا تو اسکی تصدیق ہوگی یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر وہ شخص بہرا ہو تو ان تصدیق ہوگی اور اگر وہ شخص بہرا نہ ہو تو تصدیق نہ ہوگی بنا برعلیٰ ظاہر جائز المستاجر ان یوجر الموجه بعد قبضہ قبل و قبلہ من غیر موجب نہ و اما من موجه فلا یجوز ان یخلل ثالث یہ لیتے لزوم تملیک المالك مستاجر کو جائز ہے کہ اجارہ والی چیز بعد اسکے قبضہ کرنے کے اسکے مالک کے سوا اور شخص کو اجارہ دے بعضوں نے کہا کہ قبل از قبضہ بھی اجارہ دینا جائز ہے اور اسکے مالک اجارہ دینے والے کو اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ تیسرا شخص درمیان میں واقع ہو اس طرح کہ مستاجر اول مستاجر ثانی کو اجارہ دے اور مستاجر ثانی موجه کو اجارہ دے اسی قول پر فتویٰ ہی بسبب لزوم ہونے تملیک مالک کے م یعنی عین کا مالک منافع کا بھی مالک ہے اور مستاجر اس کے قائم مقام ہے کذا فی الطحاوی و قول قبل لایسے

بالاجارۃ لملک الصبیح لارہبانیۃ قلت وسمیۃ بنیان وغیرہ فی المسخرات وعلیہ الفتویٰ اور کیا پالا اجارہ مالک کو اجارہ دینے سے باطل ہو جاتا ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں اور عدم بطلان کو صحیح کہا ہے قاضی بنان وغیرہ نے اندر مخرات میں ہر اور اسی قول پر فتویٰ ہے و قد مرنا من البحر معزیا للبحر بقرۃ الاصح نعم و اقروا المستفتیۃ و نقل ہنا عن الفتاویۃ بالیقیۃ ان ان قبضہ من بعد استاجر بطلت والا لا فلیکن التوفیق فتاویٰ اور ہتھ بجر الرائق سے نسبت بجر ہو پہلے نقل کیا کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ ہاں اجارہ باطل ہو جاتا ہے مالک کو اجارہ دینے سے اور ثابت رکھا ہے اس قول کہ مستفتی نے وہاں اور اپنی شرح میں یہاں غلامہ سے و نقل کیا ہے جو اسکا مفید ہے کہ اگر موجد نے مستاجر سے اجارہ کی چیز قبض کی بعد اسکے اجارہ لینے کے تو پہلا اجارہ باطل ہوگا اور نہیں تو باطل نہ ہوگا تو اب تو وزن قولوں میں اختلاف رفع ہو گیا اتفاق ہو گیا سو اسکو خور کر لے ہم یعنی بطلان اجارہ ادلی کا قول عدم قبض موجد پر محمول ہے اور بطلان کا قول قبض موجد پر محمول ہے جو کہ موجد نے مستاجر سے لیکر قبض نہیں کیا تو مستاجر اول پر اجرت لازم ہے و ہل تسقط الاجرۃ ما دام فی ید الموجد فکذا مبسوطہ نے شرح الاربانیۃ اور کیا اجرت ساقط ہوگی جب تک اجارہ کی چیز موجد کے قبض میں ہے اس میں اختلاف ہے جو شرح وہبانیہ میں شرح مذکور ہے و کلہما باستیجار عتقا ففعل لوکیل قبض و لم یسلیم ہما ای لم یسلیم الوکیل لین المجرۃ الیہ لے الے الموکل حتی مضت المدة فالاجر علی الوکیل لانما سل فی الحقوق ورجع الوکیل بالاجر علی الامر لنبایۃ منہ فی القبض فصار قابضا حکما ایک شخص نے دوسرے کو غیر منقول کچھ اجارہ لینے کا وکیل کیا سو وکیل نے ویسا ہی کیا اور اسے قبضہ کیا اور وکیل نے اجارہ کی چیز موکل کو تسلیم نہ کی یہاں تک کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اجرت وکیل پر ہی اس واسطے کہ وہ اصل ہو عقہ کے حقوق میں اور وکیل جبر بھر لے موکل امر کرنے والے سے بسبب نائب ہونے وکیل کے موکل کی جانب سے قبض کرنے میں تو موکل حکما قابض ٹھہر گیا م وکیل موکل سے اجرت بھرے خواہ وکیل نے موکل کو اجارہ کی چیز سے باز رکھا ہو یا نہ رکھا ہو کذا فی الدرر و کذا فی العلم ان شرط الوکیل تعجیل الاجر و قبض الدرر و مضت المدة و لم یطلب الامر الدار منہ فانہ یرجع ایضا لصیورۃ الامر قابضا یقبضہ الم تلمیر المنع اور اسی طرح حکم ہے اگر وکیل نے پیشگی اجرت کا دینا شرط کیا اور وکیل نے گم قبض کیا اور مدت اجارہ گزر گئی اور امر کرنے والے نے اس سے گھر نہ لگایا تو وہ وکیل بھی اپنے پاس سے موجد کو اجرت دینگا اور موکل سے اجرت مذکورہ بھر لے گا بسبب ہوا جانے موکل کے قابض وکیل کے قبضہ کرنے سے جب تک کہ وکیل کی جانب سے منظر ظاہر نہ ہو یعنی تا وقتیکہ موکل کو تصرف سے باز نہ رکھے وان طلب الامر الدار منہ و الی الوکیل تعجیل الاجر لا یرجع لانہ لم یصل الدار منہ لم یبق زیادہ دینا بتہ فلم یصل الموکل قابضا حکما و لا یلزم الاجر اور اگر موکل نے وکیل سے گھر لگایا اور وکیل نے نہ دیا تعجیل اجرت کے سبب سے تو اب اجرت فقط وکیل پر ٹھہریگی اور وکیل موکل سے رجوع نہ کر سکے گا اس واسطے کہ جب سنے گھر کو بسبب حق کے روک رکھا تو وکیل کا قبض ثابت کا قبض باقی نہ رہا تو موکل حکما قابض نہ ٹھہرا تو موکل پر اجرت لازم نہ ہوگی مستحق القاضی لاجر علی کتبنا لوثائق والمانہ والسجلات قدرہا بجزو لکثیر قاضی مستحق اجرت ہوتا ہے و ستا ویزاد محضون وادسجولون کے لکھنے پر جس قدر غیر قاضی کو اجرت لینا جائز ہو تم قاضی پر حکم کرنا واجب ہے نہ لکھنا انرا لکھنے سے مستحق اجرت کا ہوا لیکن یہ جائز نہیں کہ جس قدر قاضی چاہے اجرت لے بلکہ قاضی اجرت اور شخص اس قدر لکھنے پر لیتے ہوں اسی قدر قاضی بھی اجرت لے اپنے علو منصب سے زیادہ طلبی نہ کرے کا مفتی فانہ یستحق اجر المثل علی کتابہ الفتویٰ لانہ بالواجب علیہ الجواب باللسان دون الکتابۃ بالبنان ومع ہذا لکفت اولے اخترازا عن القلیل والقال وصیانتہ لما والوجہ عن التبدال بزارۃ و تمامہ نے انشاء الاربانیۃ چنانچہ فتوے دینے والا عالم کہ وہ بھی اجرت مثل کا مستحق ہوتا ہے فتوے لکھ دینے پر اس واسطے کہ مفتی پر زبان سے جواب دینا واجب ہے نہ لکھنا اور باوجود اسکے اجرت نہ لینا بہتر ہے تاکہ قلیل در قال سے بچے اور اگر او بقتل سے محفوظ رہے کہ لکھنا

البرائید اور پورے بیان اسکا وہیانیہ کی کتاب القضا میں ہونی الصیرفیہ حکم و طلب جرحہ لیکتب شہادۃ جاز و کذا المفتی لونی المہلذہ وغیرہ وقیل
 مطلقا لان کتابہ لیست بواجبہ علیہ اور صیرفیہ میں ہو کہ قاضی نے حکم کیا اور خبرت طلب کی تاکہ اپنی گواہی لکھ دے تو جائز ہے اور یہی حکم ہر
 مفتی کا اگر اس شہر میں اسکے سوا اور کوئی بھی فتویٰ دینے والا ہو اور یقیناً نہ کہ خواہ ہو یا نہ ہو مطلقا طلب جرحہ تحریر شہادۃ پر
 جائز ہے اس واسطے کہ لکھنا واجب نہیں مفتی پر ہم ملنا وہی نے کہا شاید کہ گواہی سے مراد قاضی کا وہ خط ہو جو دستاویز پر لکھا جاتا ہو یعنی قاضی
 کے دستخط یا مہر والا بیان تو گفتگو قاضی میں ہونے شہادہ میں اور فراموش لکھی ہو جو مذکور ہو چکا کہ اجرت لینا بقدر کتابت غیر قاضی جائز ہے نیز زیادہ
 دینا استاجر لیکتب کہ تعویذ الاجل السمر جاد ان ہیں لہذا لکھنا غلط و المکتوب اور صیرفیہ میں ہو کہ ایک شخص نے اجارہ دے کر کیا تاکہ وہ اسکے
 واسطے دفع سحر کا تعویذ لکھ دے تو جائز ہے اگر اس سے کاغذ اور خط و کتابت کی قدا بیان کر دے ہم اس واسطے کہ کاغذ کی مقدار مذکور ہو گئی تو معلوم
 ہو گیا اس قدر دستور کی ہمیں گنجائش ہی باعث بار عرض کے اور تفاوت بعض کلمات کے زیادہ ہونے کا معاف ہے اور ظاہر اخط سے مراد
 عدد دستور ہے اس واسطے کہ بیان مقدار کاغذ سے عدد دستور کا بیان لازم نہیں تو اس صورت میں لفظ مکتوب کی کچھ حاجت نہیں اور لفظ مکتوب
 منع انفار میں صیرفیہ کی نقل عبارت میں نہیں ہے اور خط سے کاتب کا خط مراد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ عادیہ ہو کہ کاتب کا خط اول
 دیکھ لیتے ہیں کذا فی الطحاوی المستاجر لا یكون خصی المدعی الاجارۃ والرسن والشرا لان المدعی لا یكون الاعلی مالک لعین مستاجر وعلایہ
 نہیں ہوتا اجارہ اور رہن اور خرید کے مدعی کا اس واسطے کہ دعویٰ نہیں ہوتا مگر مالک عین پر اور مستاجر تو مالک نہیں ہم مثلاً ایک گنہگار نے لکھا
 سو دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرے اجارہ میں ہے یا میرے پاس گرہ ہے یا میں نے اسکو خرید لیا ہے تو اسکی جوابدہی مالک سے متعلق
 ہو نہ زیادہ سے بخلان المشتري والموہوب مالک العین بر خلاف مشتری اور موہوب کہ کہہ سبب مالک ہونے کے دونوں کے یعنی مشتری اور موہوب
 عین کے مالک ہیں تو وہ دعا علیہ ہو سکتے ہیں اجارہ اور رہن اور خرید کے دعویٰ کے پہلے شہادۃ و حلف و الاجماع مع المشتري تو لان اور کیا حاضر ہونا
 موجب مشتری کے ساتھ دعویٰ ایارہ میں شرط ہے اس میں دو قول ہیں ایک قول میں شرط ہے اور دوسرے قول میں نہیں و تصحیح الاجارۃ و فسخہا
 والمزارعۃ والمعاملۃ والمضاربتۃ والوکالۃ والکفالۃ والایصاۃ والوصیتۃ والقضاۃ والامارۃ والطلاق والعقاق والوقف حال کن
 کل واحد مما ذکر من انما المستقبل کا جرح تک اوفاستحقک راسل الشہر بالاجماع اور صحیح ہے اجارہ اور اسکا فسخ کرنا اور مزارعت اور معاملۃ
 یعنی ساقاۃ او مضاربت اور وکالت اور مضامنی اور کسی کو دمی کرنا اور کسی کے واسطے وصیت کرنا اور قضا اور سرداری اور طلاق اور عتاق اور وقف
 جب کہ ہر ایک امور مذکورہ سے زمان مستقبل کی طرف مضاف ہوں چنانچہ میں نے مجکو اجارہ دیا یا مجھے اجارہ فسخ کیا شروع ماہ میں اور صحیح ہے
 بالاتفاق ہم ایسا کی مثال یہ ہو کہ میں نے فلاں کو دمی کیا اپنی موت کے بعد اور وصیت کی مثال یہ ہو کہ میرے مال سے سوم حصہ فلاں نے شخص کو میری موت
 کے بعد قسطنطینی نے عادیہ سے نقل کیا کہ عاریت اور ان فی التجارۃ بھی مضاف بزمان آئندہ صحیح ہیں کذا فی الطحاوی لا یصح مضافا للاستقبال
 کل من کان تمیکک الحال مثل البیع و اجازتہ و فسخہ و القسمۃ و الشریکۃ و الہبتۃ و النکاح و الرجعتۃ و الصلح عن مال و ابراء الیقین و قریبہ
 متفرقات البیوع صحیح نہیں مضاف بزمان مستقبل جو شے کہ فی الحال تمیکک ہو مانند بیع اور اسکی اجازت اور فسخ کے اور مانند قسمت اور شرکت
 اور ہبہ اور نکاح اور رجعت اور صلح عن المال و ابراء الیقین کے اور یہ مذکور ہو چکا کتاب البیوع کے متفرقات میں ہم اجازت بیع کی یہ مثال فضولی نے
 غیہ کا غلام بیچا سو مالک نے کہا کہ میں نے اس بیع کی اجازت دی اور صلح میں داخل ہیں کل صلح مرال کی قید سے دم محمد کی صلح نکل گئی اس واسطے کہ
 اسکی مضافت بزمان مستقبل کی طرف صحیح ہے و زاد اجرا المثل فی نفسہ من غیر ان یزید احد فلم یولی فسخا و مالہ یفسخ کان علی المستاجر المبی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

مکروہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو اور امام سے بھی اسکی ایک روایت ہو کذا فی الطحاوی عن شرح الوہبانیہ لعبد البر بن عبد الوہبانیہ سے
فی الکعب والیانسی قولان والیہما کام القری اذا ضربت الیس قویہ اور وہبانیہ میں ہے اور کہتے اور بار کے اجارہ میں اختلاف ہے جیسے کہ مکہ معظمہ کی
عمارت میں اختلاف ہے اسواسطے کہ وہاں کی زمین کا اجارہ نہیں ہوتا مگر کئے اور بار میں اگر مدت مذکور ہو تو بیفنون کے نزدیک اجارہ جائز ہے
اور علی کا اجارہ جو پہلے پڑنے کے واسطے بالاتفاق جائز نہیں کذا فی الطحاوی ولو دفع الدلال تو بالاجارہ یقلبہ لیل لیس نسخہ اور اگر دلال نے
وفات کا لیکر دیا اور جس مستاجر نے موجد سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ سفر کروں سو اجارہ کو منسوخ کر تو اسکو قسم دے یا اس کے رفیقوں سے سوال کر تا وہ
میان کر دیں ہم یعنی اگر مستاجر سفر کرنے کا ارادہ کرے اور منسوخ اجارہ چاہے اور موجد کے کہ یہ سفر نہیں کریگا منسوخ اجارہ کے واسطے حیلہ انگریزی کرتا
ہو تو قاضی مستاجر سے سفر جانے کی قسم لے یا اہل قافلہ سے پوچھے کہ تمہارے ساتھ مستاجر بھی مستند سفر ہے یا نہیں اگر وہ کہیں کہ ہاں تو غرض منسوخ نہ ہوتا
ہوگا و منسوخ من ترک التجارۃ و ما کتری و ولو کان فی بعض الطرق و موجد نے سفر کلمات نہا معین و بالصفیہ مذکر اور ترک تجارت
سے منسوخ ہوگا اجارہ اس جائز کہ کسکو سودا کرنے کے لیے لیا اگرچہ ترک تجارت کچھ راہ چلکر واقع ہو اور موجد کو اجارہ منسوخ کرنا جائز ہے اگر معین اوٹھوں کے اجارہ
میں ایک معین اوٹھ مر جائے اور ابویوسف نے مطلق کہا ہے یعنی اوٹھ معین ہوں خواہ غیر معین بہر کیف منسوخ جائز ہے اور یہ قول ابویوسف کا
ضعیف کے ساتھ مذکور ہے یعنی قول ضعیف ہے لائق عمل کے نہیں ہم یعنی اگر موجد نے معین اوٹھوں کا کہہ لیا سواری اور بوجھ لادنے کو موجد اوٹھ
مر گئے تو اجارہ منسوخ ہو گیا اور اگر اہل التین اوٹھوں کا اجارہ ہوا اور موجد نے مستاجر کو اوٹھ تسلیم کیے تو اب موجد سے اجارہ منسوخ ہوگا ہو چکرے
اجارہ حاصل اوٹھوں پر واقع نہیں ہوا تو موجد پر واجب ہوگا کہ اوٹھ لارے اور یہ جزا ظم نے کہا کہ موجد کو منسوخ کا اختیار ہے اسکی کچھ حاجت نہیں
اسواسطے کہ اجارہ خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے معین کی موت سے کذا فی الطحاوی و ایبار ذی ضعف من کل جائزہ و ولوان اجارہ التل من ذلک اکثر اور اجارہ
دیہا یا کا تمام مال سے جائز ہے اگرچہ اجرت مثل سکے اجریعین سے زیادہ تر ہو م صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کا ہلکی مال مثلاً پانچ اوٹھ ہیں اور وہ
شخص بیمار ہے جن الموت ہے اور اسے دیوں ہیں اور اس کے وارث ہیں سو بیمار مذکور نے پانچ اوٹھ اجارہ دینے اجرت مثل سے کمتر کو تو اجارہ
مذکور جائز ہے اسواسطے کہ بیمار کا وہ تصرف جائز نہیں جس میں ارباب دیوں اور وارثوں کا حق متعلق ہو اور احکام حق تو اعیان سے متعلق ہے
و منافع سے اسواسطے کہ منافع بعد موت کے باقی نہیں رہتے تا فاعل حق متصور ہو کذا فی الطحاوی عن عبد البر بن عبد الوہبانیہ بتصرف و من مات
دیونہ و اجر عتقارہ + قوفہ للمستاجر الحبس اجدرا و رجوع شخص دیون مر گیا اور اس نے اپنا مال غیر منقول اجارہ دیا اور اسکی اجرت پیشگی بھری تو
مستاجر کو جس لائق تر ہے یعنی تا انتفا و مدت اجارہ مستاجر استیفا و منافع کر گیا تو اس کے ارباب دیوں میں زمین وغیرہ میں پناہ نہ کر سکے و انہ اعلم و اتقوا الله و انکم
عندہ

کتاب المکاتب

یہ کتاب ہے غلام مکاتب کے احکام میں مناسبتہ للاجارۃ ان کی کل منہا ملک لرتبہ الشخص و منفعۃ لرتبہ کتاب المکاتب کی مناسبت کتاب الاجارۃ سے ہے کہ دونوں
میں قبیہ تو ایک شخص کا ملک ہے اور منفعۃ اسکی غیر شخص مذکور کی مکاتب کا قبیہ مولیٰ کا ملک ہے اور منفعۃ مکاتب کی اجارہ میں قبیہ غیر ملک ہے اور منفعۃ مستاجر کی
کتابت میں لکھتے ہیں جمع الحروف سہی بلان فیہ ہم حرۃ الید لہ حرۃ الرتبۃ کتاب الفت مکاتب بالفتح مشتق ہے اور کتب عبارت ہے حروف کے جن کے لئے سے عقد کتابت کو
کتابت اسواسطے نام رکھا کہ اسمین حریت ہے کہ حریت رتبہ کے ساتھ ملانا اور جمع کرنا ہم بہرہ و نفع کہ شایع دیون کتابت عبارت ہے جس سے یعنی جمع حروف نہ کہست
اسواسطے کہ جمع حروف کتابت کی تفسیر ہے کہ کتب کی حروف جمع الفخار میں کہا کہ مکاتب اسم مفعول ہے کہ کتب مکاتب سے اصل مکاتب ہے کہ کتب اور اصل اسکی کتب سے

ہو جائے گا سبب مطلق ہونے قول حقیقہ کے اس قول کے لڑکا تبوہم یعنی غلام کو مکاتب کہہ دینا یعنی امر قرآنی غلام منفر اور کبیر اور مال نقد اور مہجول اور منجم سب کو شامل ہے والا المراد علی الصحیح اور امر کتابت کا استحباب کے واسطے ہی بنا بر قول صحیح کے نہ وجوب کے واسطے چنانچہ داؤد و ظاہری کا مذہب ہوا اور نہ اباحت کا چنانچہ بعض علماء منصفی جیسے ابن الراد بانیر ان لا یغیر بالسلیم بعد التیق اور غیر سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو غلام ضرر نہ پہنچائے آزاد ہونے کے بعد ہم یعنی یہ برقرآن شریف میں وارد ہو کر اگر تم غلاموں میں غیر مجھو تو انکو مکاتب کہو تو غیر سے مراد عدم منفرت مسلمین ہے بلو غیر فلا افضل ترکہ تو اگر آزاد ہونے کے بعد مسلمانوں کو ضرر پہنچا دے تو افضل یہ ہے کہ اسکو مکاتب نہ کرے و لوفعل یسخر اور اگر باوجود اسکے مکاتب کرے گا تو صحیح ہو گا و لو کتابت نصف عبیدہ جاز و نصفہ الاخر فاذا ذون لہ فی التہارۃ و لو اراد منہ ایس از لکب کیلا یطل علی العبد حق التیق و تمار فی التنازلیات اور اگر اپنے نصف غلام کو مکاتب کیا تو جائز ہے اور نصف باقی فاذا ذون لہ فی التہارۃ ہو گا اور اگر مولی اسکو شک کرنا چاہے تو اسکو جائز نہیں تاکہ غلام کا حق عتیق باطل ہو جائے اور پورے بیان اسکا تارخانیہ میں ہے و اذا صححت الکتابۃ خرج من یرہ ذون بلکہ حتی یوردی کل البذل لحدیث ابو داؤد و لو کتابت عبد باقی علیہ دم اور جبکہ کتابت صحیح ہو گئی تو مکاتب حکمایا مولی کے ماتحت ہے یعنی اسکے تصرف سے نہ اسکی ملک سے یہاں تک کہ تمام بدل کتابت او کرے بدلیل حدیث ابی داؤد کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اسپر ایک دم باقی رہے اور یہی مذہب ہے زید بن ثابت کا اور اسی پر عمل ہے علامہ امجدی کا تم فرغ علیہ بقولہ و عمرہ المولی العقران و طی مکاتبہ لحرمتہ علیہ پھر مصنف نے خروج تصرف مولی پر تفسیر کی اپنے اس قول سے اور تاوان دے مولی شریعت کا اگر اپنی لڑکی مکاتبہ سے و طی مکاتبہ ملام ہونے و طی مکاتبہ کے مولی پر دم عقار آزاد عورت میں ہر شل ہو اور لڑکی میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ اگر وہ باکرہ ہو اور اگر تیسرہ ہو تو دسواں حصہ قیمت کا کذا فی المطاوی عن ابی السعد و اوجبی علیہا فانہ غیر ذم لہا یا مولی مکاتبہ پر جنایت کرے یعنی اسکو قتل کرے تو اسکی ویت کا تاوان دے اوجبی علیہ و لہ یا مکاتبہ کے ولد کو مولی قتل کرے تو ویت دے او اتلف للمولی ما لہا لانہ بعد الکتابۃ مباح کل منھا کلا لا جنسی نعم لاحد و لا قو علی المولے للشیبۃ شنی یا مولی مکاتبہ کا مال تلف کرے تو تاوان دے اسواسطے کہ کتابت کے سبب سے مولی اور ملک ہر ایک اجنبی کے مانند ہو گیا ان یہ البتہ ہے کہ مولے پر حد نہیں و طی سے اور قصاص نہیں قتل سے سبب شبہ ملک کے کذا فی الشمنی و لہا اعتقہ عتیق حیانا لا سقلا حقیقہ اور اگر مولی مکاتب کو آزاد کر دے تو وہ مفت آزاد ہو گا سبب ساقط کرنے اپنے حق کے یعنی ملک فہم اسکو کا حق ہو اسکو اسکے اسقاط میں اختیار ہے بلا اخذ بدل و فسخان کا تبہ علی خمر او خمر سے عدم البیہر نے حق المسلم فلو کان ذمیم جاز او فاسد ہوگی کتابت اگر مولی نے غلام کو مکاتب کیا شرب یا سو پر اسکے مال نمونے سے مسلمان کے حق میں تو اگر میان اور غلام دونوں ذمی ہوں تو کتابت مذکورہ جائز ہے ہم کتابت جائزہ اور فاسدہ میں فرق یہ ہے کہ فاسدہ میں مولی کو اختیار ہے کہ اسکو پھر غلام بنا دے اور کتابت کو منسوخ کر دے بدون رضا مندی غلام کے اور کتابت جائزہ میں بلا رضا مندی غلام کے منسوخ جائز نہیں اور غلام کو جائزہ اور فاسدہ دونوں میں بلا رضا مندی مولی کے منسوخ جائز ہے کذا فی غایۃ البیان او علی قیمتہ امی قیمتہ نفس العبد کجاء التقدیر یا کتابت فاسدہ ہے اسکی قیمت پر یعنی غلام کی ذات کی قیمت پر بسبب مہجول ہونے اسکی مقدار کہ ہم یعنی قیمت کی مقدار مہجول چیز اور اسواسطے کہ تعین قیمت یعنی مالیت میں قیمت کرنے والے مختلف ہوتے ہیں اور علی بن موسیٰ بن نفیرہ و بعضہ عن سلیم ملک النیر یا کتابت فاسدہ ہے غیر شخص کی معین چیز پر بسبب عاجز ہونے غلام کے ملک غیر کی تسلیم سے ہم معین کی تہید سے نقد و خارج ہو گئے تو اگر غیر کے نقد پر کتابت ہو تو جائز ہے اسواسطے کہ عقد معاوضہ اور فرسخ میں نقد و معین نہیں ہوتے کذا فی المطاوی و علی ما تہ و عیالہ و سیدہ علیہ صیفا غیر معین کجاء التقدیر یا کتابت فاسدہ ہے سو و نیار پر تاکہ اسکا مولی اسکو ایک غلام نابالغ غیر معین پھر بے بسبب مہجول ہونے مقدار قیمت غلام کے یعنی اسواسطے کہ غلام فکرا کہ مستثنا دانیہ سے ممکن نہیں مگر باعتبار قیمت کے اور عدم تسمیہ قیمت کا فاسدہ عتد ہے اور

اگر غلام معین ہو تو کتابت جائز ہے بالاتفاق کذا فی الطحاوی فتاویٰ عقد کتابت فاسد فی الکمل لما ذکرنا توفہ یعنی عقد کتابت سبب منور تو نہ مذکورہ میں
 فاسد ہوا نہ وجہ کے سبب سے جنکو ہم نے ذکر کیا فان ادسی الکاتب الخمر عتق بالاداء کذا الخمر یزال لیتھا فی الجملة وسمی فی قیمتہ بالغترہ بالعتق
 یعنی قبل ان تیرافعا لقا فی ابن کمال پھر اگر پہلی صورت میں مکاتب شراب اور اسبیح سوراد اگر سے تو آزاد ہو جائے گا بسبب مال ہونے شراب
 اور سورہ کے فی الجملہ یعنی اگر چہ اہل اسلام کے نزدیک مال نہیں لیکن کافروں کے نزدیک مال ہے اور کوشش کرے مکاتب مذکور اپنی قیمت میں
 جس قدر کہ اس کی قیمت ہو قبل اس بات کے کہ اس کا مرافعہ قاضی کے پاس پہنچا ہو کذا ذکرہ ابن کمال ہم یعنی قیمت ادا کرنے سے قبل "الجمال قاضی
 آزاد ہوگا اس واسطے کہ قبل دفع عین قاضی کے ابطال سے عقد مذکور کا عدم ہو کذا فی الطحاوی والعلم انہ متی سمی مالا وفسد است
 الکتابتہ بوجہ من الوجوہ لم یقیمت من المسمی بل بزیادہ علیہ اور معلوم کہ جبکہ مال سمی ہوا اور کتابت فاسد ہو جائے کسی وجہ سے وجہ مندرہ سے
 تو مال سمی سے نقصان نہ کیا جائیگا بلکہ اس پر زیادہ کیا جائیگا ولو کا تب علی قیمتہ و نحوہ کالدم لعل العقد عدم مالیتھا اسلامہ زائد فلا یتفق بالا دار
 الا اذا علقہ بالشرط صریحا یتفق الشرط لا العقد اور اگر غلام کو مکاتب کیا مرد یا پر اور مانند اس کے چنانچہ خون پر تو کتابت باطل ہوگی اس واسطے کہ
 مرد اور خون اسلام مال نہیں کسی کے نزدیک تو مکاتب آزاد نہ ہوگا مرد اور خون کے ادا کرنے سے مگر جبکہ بولی صریح شرط کے ساتھ عتق کو معلق کرے
 تو غلام آزاد ہوگا شرط کے سبب سے نہ عقد کے سبب سے ہم یعنی اگر مولی نے یون کہ غلام سے کہ اگر تو مرد یا خون ہو تو مکاتب ہی
 پیروہ مرد یا خون لایا تو آزاد ہوگا تلیق کی جہت سے نہ عقد کتابت کے سبب سے و صحیح العقد علی حیوان بہن جنسہ فقط اس کے لایعوم
 و صفقہ ویو دمی الوسطہ او قیمتہ بجز علی توبہا اور عقد کتابت صحیح ہے اس جاندہ پر جسکی فقط جنس بیان ہوئی نہ اس کی نوع او صفقہ اور مکاتب
 اس جنس کا متوسط حیوان یا اس کی قیمت ادا کرے اور اگر مولی انکار کرے تو قبول قیمت پر اس پر بر دستی ہوگی و صحیح ایضا من کافر کا تب قنا
 کافر اتملہ علی ما لایعوم عندہم معلوم ہم ای مقدرۃ لیعلم البذل اور صحیح ہے کتابت مالک کافر سے بھی جسے اپنا سا کافر غلام مکاتب کیا شراب معلوم الزنا
 او اظن پر تاکہ بدل معلوم ہو جائے بھول باقی نہ رہے شراب پر اس واسطے کہ کتابت صحیح ہوئی کردہ کافروں کے نزدیک مال ہے و اسی من المولے
 والعباد سلم فلم یقیمت الخمر و عتق بقبضہما التلیق عتقہ باء اخر لکن مع ذلک یسمی فی قیمتہ کما مر اور مالک و غلام سے جو شخص اسلام قبول کرے تو شراب
 کی قیمت دینی اس کو لازم ہوگی اور آزاد ہوگا شراب کے لینے سے بواسطہ معلق ہونے عتق غلام کے شراب کے ادا کرنے پر لیکن باوجود اس کے غلام
 کوشش کرے اپنی قیمت کے دینے میں چنانچہ عنقریب گذر گیا و صحیح ایضا علی خدمتہ شہر الہ ای المولے او لقیہ اور کتابت صحیح ہے ایک جینے
 مولی کی خدمت یا غلام کی خدمت پر بھی و حضیر پر و بنا و دارا و بین قدر الممول والا جبا یرفع النزاع لحصول الکن والشرط یا کتابت صحیح ہے
 کنوین کو دینے پر یا لیکر کے بنانے پر جبکہ بنائی چیز اور اثینوں کی مقدار کا اس طرح بیان ہو جائے کہ نزاع کو رفع کی دیکھ سبب ما حاصل ہونے رکن اور شرط
 کتابت کے م رکن ایجا بل در قبول ہے اور شراب معلوم ہونا بدل کا لا تقصد الکتابتہ بشرط لشہبہا بالکلیک ابتداء لانا مبادلۃ بفی مال و ہوا التقریر
 کتابت فاسد نہیں ہوتی شرط سے سبب مشابہ ہونے کتابت کے نکاح سے باعتبار ابتداء کے اس واسطے کہ کتابت مبادلہ ہی غیر مال ہے اور غیر مال
 تصرف غلام پر ہم اگر مولی نے غلام کو مکاتب کیا مقدار مال پر باین شرط کہ غلام شہر سے باہر نہ جائے تو شرط باطل ہے اور عقد صحیح ہے اس واسطے کہ کتابت باعتبار
 ابتداء عقد کے نکاح سے مشابہ ہے یعنی صریح نکاح میں مبادلہ مال کا ہونا ہی غیر مال سے یعنی تمتع سے اسی طرح کتابت میں بھی مبادلہ غیر مال
 سے ہے یعنی آزادوں کا ساتھ تصرف ہونا غلام کا تو جیسے نکاح فاسد نہیں ہوتا شرط سے ویسی ہی کتابت بھی فاسد نہیں ہوتی الا ان
 یلین الشرط فی صلیب العقد فتفسد لشہبہا بالبیع انتہا ولا فی البذل فہا ہوا الاصل مگر یہ کہ شرط صلیب عقد یعنی عقد کتابت کے اندر واقع ہو

تو کتابت فاسد ہوگی بسبب مشابہ ہونے کتابت کے بیچ سے انتہائی راہ سے اس واسطے کہ فساد بدل میں واقع ہوا ہے یہی قاعدہ کلیہ ہر مصلحت عقیدین شرط ہونا چاہئے نہ مستحکم ہو کہ غلام پر شرط ہو یا شراب یا سویر پر کتابت ہو کتابت بیچ سے اس واسطے مشابہ ہو کہ مبادلہ ہر مال کا مال سے انجام کار میں تو جیسے بیچ فاسد ہو جاتی ہے شرط سے ویسی ہی کتابت بھی حکایت طریقیہ میں ہو

باب مایجوز للمکاتب ان یفصلہ

والمایجوز یہ باب پر کن افعال میں جن کا نام کتاب کو جائز ہو اور جو افعال کے جائز نہیں للمکاتب البیع والشرار ولو بجا باء یسیرہ مکاتب کو خرید و فروخت جائز ہے اگرچہ خرید و فروخت بفقہان قلیل ہوں اس واسطے کہ سودا گروں کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مفقہ میں کا ہے نقدان قیوم کے ہیں تاکہ دوسرے میں فائدہ حاصل کریں کذا فی الدرر و السفر و ان شرط المولی عدمہ اور مکاتب کو سفر کرنا جائز ہے اگرچہ مولی نے عدم سفر شرط کیا ہو یہی اس واسطے کہ سفر میں سودا گروں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے تو بدل کتابت جلد حاصل ہوگا و قرض بیچ امتہ و کتابت عہدہ اور مکاتب کو اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اجنبی سے اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے اس واسطے کہ نکاح سے مہر اور نفقہ ثابت ہوگا اور کتابت توبیخ کے مانند نافع ہے بلکہ اس سے زیادہ تر و الوالہ ان امدی الثانی بعد عتقہ اور دلائل میراث مکاتب ثانی کی مکاتب دل کے واسطے ہے اگر وہ کتابت ثانی بدل کتابت ادا کرے مکاتب دل کے آزاد ہو جائیکے بعد والا بان اداہ قبلہ او ایا معا فلسفہ اور مکاتب ثانی نے ادا کیا مکاتب اول کی آزاد سی کے بعد اس طرح کہ قبل اس کی آزاد سی کے ادا کیا یا دونوں نے ساتھ ہی بدل کتابت ادا کیا تو اس کا مولی یعنی پہلا مالک دونوں مکاتبوں کی میراث لے لیا لا التزوج بغیر اذن مولی مکاتب کو نکاح کرنا اپنے مولی کی اجازت کے بدون جائز نہیں یعنی اس واسطے کہ یہ اکتساب میں داخل نہیں اور مسیون مولی کا غیر بھی ہے اگرچہ مکاتب کی گردن پر لازم ہوگا ولا الہبہ ولو بقبض ولا التصدیق الا بیسر نہما اور نہ ہبہ کرنا مکاتب کو جائز ہے اگرچہ ہبہ بالقبض ہو اور نہ فیثرت کرنا جائز ہے مگر ہبہ قلیل اور خیرات کثر جائز ہے م ذہرہ میں ہے ہبہ اور خیرات بقدر ایک پیسے اور ایک روٹی کے جائز ہے اور طعام موجود سے نہیں یہ وہ درست ہے ولا التکفل مطلقا ولو باذن مولی بغض و تزویج اور مکاتب کو ضامن ہونا جائز ہے مطلقا اگرچہ مولی کے اذن سے حاشا نہ مانی کرے اس واسطے کہ مناسی تبرع ہے اور مکاتب تبرع کا اہل نہیں ہے ولا الاقراض واعتاق عہدہ ولو بحال اور نہ مکاتب کو قرض دینا اور اپنے غلام کو آزاد کرنا جائز ہے اگرچہ اعتاق بقبض مال کے ہو و بیع نفسہ منہ اور بیعنا جائز ہے غلام کی ذات کا غلام سے اس واسطے کہ یہ فی الحقیقتہ اعتاق علی المال ہے و تزویج عہدہ نقصہ بالہر و النفقہ اور نہ مکاتب کو اپنے غلام کا نکاح کرنا جائز ہے بسبب ناقص ہو جانے غلام کے زوجہ کے ہر اور نفقہ لازم ہونے سے م مکاتب کو اپنے غلام کی تزویج داپنی لونڈی سے درست ہے نہ غیر کی لونڈی سے نہ وہ سے داب و وصی و قاض و امینہ سے فقہ رقیق صغیر تحت حجر ہم مکاتب فیما ذکر اور باپ و دوسری اور قاضی اور اسکا امین اس صغیر کے غلام میں جو ان کی پرورش میں ہے مکاتب کے مانند ہیں تصرفات مذکورہ کے ثبوت اور نفی میں یعنی باپ یا قاضی کو صغیر کی لونڈی کا نکاح اور اس کے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے اور اعتاق عہدہ اور عہدہ کو اس کے ہاتھ پہنچنا اور غلام کا نکاح کر دینا جائز نہیں بخلاف مضارب و مازون و شریک ولو غاۃ علی الاشیاء لاختصاص فہم بالتجارة بظان مضارب و عہدہ مازون اور شریک کے اگرچہ شرکت مفاد منہ ہو بنا بر قول شہبہ یعنی مضارب در مازون اور شریک لونڈی کی تزویج کے مالک نہیں اس واسطے کہ اگرچہ تصرف تجارت میں مخصوص ہے اور باپ و قاضی کا تصرف تجارت اور غیر تجارت دونوں کو شامل ہے ولو اشترا علی باہ و اہنہ یکتب علیہ بقرۃ و المازون قراۃ الولاد لا غیر اور اگر مکاتب نے اپنا باپ یا بیٹا خرید کیا تو وہ بھی اس کی کتابت میں داخل ہوگا تبعیت کی راہ سے باپ و بیٹے سے قرابت ولادت مراد ہے نہ قرابت سوائے اس کے کہ یعنی جب مکاتب آزاد ہوگا اور اسے بدل کتابت سے اس کا باپ و بیٹا بھی آزاد ہوگا اور اگر مکاتب

اذا سے بدل سے عاجز ہوگا تو باپ بھی غلام بنارہیگا بکرم تبیت ولو اشتري محمد بن غفر اللہ کا لاج والعلم لایکتاب علیہ فلا لہا اور کتاب نے اپنے محمد بن غفر اللہ کو خریدیکھا چنانچہ بھائی اور چچا تو وہ مکاتب کی کتابت میں داخل ہوگا برخلاف مذہب صاحبین کے کہ انکے نزدیک داخل ہوگا ولو اشتري ام ولد مع ولده منہا وکذا الو اشترا لہا تم شرابا جو ہرہ لم یخیر بیہما التبیتا الولد با وکذا لا تدخل فی کتابتہ اور اگر مکاتب نے اپنی ام ولد خریدیکر اپنے اس فرزند کے ساتھ جو اسی ام ولد سے پیدا ہوا تو ام ولد کی بیع جائز نہوگی اس واسطے کہ ام ولد اپنے دل کے تابع ہے ولیکن فرزند کی کتابت میں وہ داخل نہوگی ہم دل کے تابع ہو یعنی جس طرح ولد کی بیع جائز نہیں اسی طرح ام ولد کی ولد کی تبیت سے درست نہیں اس واسطے کہ حدیث میں وارد ہو کہ ام ولد کو اس کے دل سے آزاد کر دیا فلا تعقیق بعثتہ ولا ینفسخ نکاحہ لانه لم یلکھا فجاز لہ ان یطابا بملک النکاح و ام ولد آزاد نہوگی اس کے آزاد ہونے سے اور در کتاب کا نکاح منسوخ ہوگا خرید کرنے سے اس واسطے کہ وہ اس کا مالک نہیں ہوگی تو مکاتب کو جائز ہو کہ ام ولد کی وطنی کرے ملک نکاح کے سبب سے نہ ملک یمن کے سبب سے وکذا لا مکاتبتہ اذا اشتريت بعلہا اور اسی طرح نوڈی مکاتبتہ کا نکاح منسوخ نہ ہوگا جیکہ وہ اپنے شوہر کو خرید کرے تو اس کے شوہر کو اس کی وطنی ملک نکاح جائز ہو غیر ان لہا بیعہ مطلقا لان الحریرہ لم تثبت من جنتہا مگر ان فرق ہو کہ مکاتبتہ کو شوہر مذکور کی بیع مطلقا جائز ہو اس واسطے کہ شوہر کا آزاد ہونا مکاتبتہ کی جہت سے ثابت نہیں ہوا مینی برخلاف مکاتبتہ کہ اگر وہ اپنے ام ولد کو خرید کر لے گا وکذا ساتھ تو آزادی مینی حق آزادی کا ولد کی جہت سے ثابت ہوگا اور مطلقاً سے ظاہر یہ مراد ہو کہ بیع شوہر کی جائز ہو اگرچہ مکاتبتہ اپنے ولد کو شوہر کے ساتھ خرید کرے کذا فی المطحوی ولو لکھا بدو نہ ای بدو فی الولد جائز لہ بیعہم فلا لہا اور در کتاب اپنے ام ولد کا مالک ہوا بدو وکذا تو اس کو ام ولد کا بیچنا جائز ہو برخلاف مذہب صاحبین و ان ولده من امته ول یأخذہا فیکتاب علیہ تبیتا اور اگر مکاتبت کا ولد پیدا ہو اس کی نوڈی سے پھر اس نے اس کی نوڈی کا دعویٰ کیا تو نوڈی تبیہ اس کی کتابت میں داخل ہوگا باپ کی تبیت سے ہم بدو نہ اعراض کیا ہو کہ مکاتبت کو اپنی نوڈی سے وطنی کرنا جائز نہیں اس کا جواب یہ ہو کہ نسب ملت پر موقوف نہیں چنانچہ اپنے فرزند کی نوڈی کی وطنی میں یا مشترک نوڈی کی وطنی میں در صورت اعدا نسب ثابت ہوتا ہو حالانکہ وطنی مطلق نہیں وکان کسبہ لہ لانه کسب کسبہ اور مکاتبت کے فرزند کا کسب مکاتبت کا مملوک ہوگا اس واسطے کہ مکاتبت کے کسب کا کسب ہو یعنی فرزند کسب ہو باپ کا تو فرزند کی کمائی کسب کا کسب ہوئی تو بیع المکاتب امته من عبده وکذا تجا فولات افضل فی کتابہا وکسبہ ویمتہ لقتل لہا لان تبیتہا راجع مکاتبت سے اپنی نوڈی کا نکاح کر دیا اپنے غلام سے پھر دونوں کو مکاتبت کیا پھر مکاتبت کو اپنی تو لڑکا مکاتبتہ کی کتابت میں داخل ہوگا اور اس کی کمائی اور اس کی قیمت اگر اس کو کوئی قتل کر لے مکاتبتہ کی ملک ہو نہ اس کے شوہر کی اس واسطے کہ ان کی تبیت غالب تر ہو باپ کی تبیت سے ہم و جہرجان یکہ مولود میں وہ صفات شریعہ جو ان میں ثابت ہیں چنانچہ تدبیر اور استیلا اور حریت اور ملک سرایت کر جاتی ہیں کذا فی المطحوی مکاتبت او ماذون نکاح امتر رعیت انہا حرۃ باذن مولاهم تعلق بکلم فولات منہم استحققت فالولد رقیق فلیس لہ اخذہ بالقیمۃ فلا لہا لہم لہ ولد المفور غلام مکاتبت یا ماذون نے اپنے مولے کے اذن سے نکاح کیا اس نوڈی سے جس نے آپ کو آزاد ظاہر کیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اس کا تب یا ماذون سے پھر وہ نوڈی مستحق ملک غیر نکلی تو لڑکا غلام ہو نوڈی کے مالک کا تو مکاتبت یا ماذون کو لڑکا لینا قیمت دیکر جائز نہیں بخلاف محمد اس واسطے کہ وہ مفور یعنی دھوکا کھائی لے گا فرزند ہو محمد کا یہ مذہب ہو کہ مکاتبت یا ماذون قیمت دیکر اپنے فرزند کو لے لے گا اس واسطے کہ اس کو دھوکا ہو کہ نوڈی کو آزاد سمجھا لیکن ان کے نزدیک قیمت دینا مکاتبت یا ماذون کے آزاد ہونے کے بعد لازم ہوگا ذبا الفعل کذا فی المعنایہ وخصا المفور بالحرا باجماع الصحابہ اور شیخین نے مفور کو آزاد کے ساتھ مخصوص کیا ہو صحابہ کرام کے اجماع کی دلیل سے یعنی اگر آزاد کو دھوکا ہو جائے تو وہ اپنے فرزند کو قیمت دیکر لے نہ مکاتبت یا ماذون واستشکلہ الرستیعے اور

از بعضی نے اس مسئلہ کو مشکل بنا یا جو ہم وہاں اشکال یہ ہو کہ غلام پر جبکہ دین لازم ہو تاہی مول کے اذن کے سبب سے تو وہ دین مولیٰ پر لازم ہوتا ہوا اور اس سے
 نے احوال مطالبہ ہوتا ہوا اور یہاں نکاح باذن مولیٰ مفروض ہے تو چاہیے کہ مولیٰ پر نے احوال قیمت لازم آوے نہ مکاتیب پر اس کے آزاد ہونے کے
 بعد چنانچہ محمد کا مذہب ہر اس کا جواب رازی نے یوں دیا ہے کہ مولیٰ نے تو نکاح کا اور اس کے تعلقات یعنی ہر اور فقہ کا اذن دیا ہے نہ فریب کھانے کا
 تو مولیٰ اس سے راضی ہوگا قیمت دینا متوطن رہیگا مکاتیب کے آزاد ہونے پر کذلک الطحاوی مختصر اولو اشتری المکاتیب اس سے
 شرائط فاسد را فوطیہ نامہ ردہا للفساد و الشرار با او شرارہا صحیحی و استحقت وجب علیہ العقر نے حالتہ للکتابتہ قبل منقہ لہذا فی کتابتہ
 لان الاذن بالشرار اذن بالوطی اور اگر مکاتیب نے لونڈی مولیٰ خریدنا سدا کہ پھر اس سے قربت کی پھر مالک کو پھر دی مشاویع کے سبب سے یا اس کے
 پھر بیع مولیٰ یا بیعتی پھر مولیٰ کی سو وہ مستحق ملک غیر نکاحی تو مکاتیب پر عشر قیمت واجب ہوگا کتابت کی حالت میں اس کے آزاد ہونے سے پہلے سبب
 داخل ہونے خرید نہ رفت کے اس کے عقد کتابت میں اس واسطے کہ خرید کر کے کا اذن دہی کر نیک اذن ہر ہم لازم عتقی بہر تفسیل ہے کہ کتابت موجب ہر خرید کی
 اور خرید موجب ہر سقوط فسخ کی اور سقوط حد موجب ہر عتقی تو کتابت ہی موجب ٹھہری عتقی اس واسطے خرید کا اذن دہی کا اذن نہیں اور دہی تجارت میں داخل
 نہیں کذا فی الطحاوی مختصر اولو ولیہا بشکاح بلا اذن اخذ بہ بالعقر منہ تحقیق امی بعقبتہ لعدم دخولہا امراد و کتابت نے لونڈی مذکور سے قربت
 کی بواسطہ اس نکاح کے جوئے بلا اذن مولیٰ کے کیا تھا تو مکاتیب سے عتق لیا جائیگا شروع عتق سے یعنی مکاتیب کے آزاد ہونے کے بعد سبب نہ
 داخل ہونے نکاح کے کتابت میں چنانچہ اول باب میں مذکور ہو چکا کہ مکاتیب کو نکاح کرنا بلا اذن مولیٰ جائز نہیں والمذاون کا مکاتیب فیہما
 فی التفسیل اور غلام باذن مکاتیب کے مانند ہر دونوں فسلون میں یعنی لونڈی مذکور کے شرائط فاسد اور صحیح میں اور نکاح کی صورت میں و اولیٰ رت
 مکاتیب من سیدہ یا فلان اختیار ان شاورت مصنف علی کتابتہ و انما خذ العقر منہ او ان شاورت عجزت ان شاورت وہی ام مولیٰ و بیعت سبب بلا نقد یقینا
 لہذا ہذا رقبۃ اور میکہ لونڈی مکاتیب جنہ اپنے مولیٰ سے تو اس کو اختیار ہوا اگر چاہے جلی باسے اپنی کتابت پر یعنی اپنی کتابت کو قائم رکھے اور مولیٰ سے عتق یا اگر چاہے
 اپنی ذات کو خارج کرے یعنی اداسے بدل کتابت سے عاجزی کا اقرار کرے اور مولیٰ کی ام دلد ہو اور مولیٰ کو نسب مکاتیب سے بدول اس کی تصدیق کے ثابت ہوگا
 اس واسطے کہ مکاتیب مولیٰ کی ملک ہو باعتبار گردن کے اگر یہ باعتبار شرف کے ملک نہیں ہوگا تو مکاتیب متخلص ام ولدہ او مدبر و صح و عتقت ام الولد
 محبانہ موتہ بالاستیلا و اور اگر ایک شخص نے اپنی ام ولد یا اپنا غلام مدبر مکاتیب کیا تو درست ہو اور ام ولد مفت آزاد ہوگی اس شخص کی موت سے سبب
 استیلا کے بلا اداسے بدل کتابت و سہلی المدبر نے تلتی قیمتہ ان شاء اوستی فی کل البیدل بحوت سیدہ فقیر الم تیک غیرہ اور سہی کے بیزہ کر اپنی
 قیمت کے وثلث میں یا چاہے سہی کرے تمام بدل کتابت میں اپنے مالک کی محتاج ہو کر مرنے سے اس طرح کہ اس سے کچھ متروکہ نہیں چھوڑا اس واسطے اس مدبر کے
 ولود بر مکاتیب صح فان عجز بقی مدبر و الا سہی فی تلتی قیمتہ ان شاء او فی تلتی البیدل موتہ امی المولیٰ مفسر الم تیک غیرہ اور اگر اپنے مکاتیب کو بیک
 تو صحیح ہو پھر اگر وہ اداسی بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو مدبر باقی رہیگا اور اگر عاجز نہ ہوا اور کتابت کو قائم رکھا تو سہی کرے اپنی قیمت کے وثلث کے اور اگر نے
 اور اگر وہ چاہے یا سہی کرے بدل کتابت کے وثلث میں اپنے مولیٰ کے اس طرح محتاج ہو کر مرنے سے کہ مولیٰ نے کچھ متروکہ چھوڑا اس واسطے اس مدبر کے واثکان
 مات موسر البیث نخیر المدبر من التلتی عتق بالتدبر و سقط عنہ بدل کتابتہ کما لو اعتق المولیٰ مکاتیبہ فانہ یقتی بجانہ التیام کما لا ذکر مولیٰ
 اس طرح والد ار ہو کر مر گیا ہو کہ مدبر ثلث متروکہ سے نکلتا ہو تو وہ آزاد ہوگا تدبیر کے سبب سے اور اس سے سابقہ ہوگا بدل کتابت کا چنانچہ اگر مولیٰ اپنے مکاتیب
 کو آزاد کرے تو وہ مفت آزاد ہوگا سبب قیام ملک مقبہ کا تبہ علی الت موجل ثم مالحمہ علی نصفہ حالاصح استخانا مولیٰ نے مکاتیب کیا غلام کو بیزہ
 حالے پھر مکاتیب سے صلح کر لی اس کی نصف یعنی پانسون نقد پر تو صحیح ہو استخسان کی راہ سے طرفین کے نزدیک مریض کا تربیع مدبر علی الفین

سنۃ فوات الریض والجالین قیمۃ المکاتیب الف درہم ولم تجز الوثۃ التاجیل ولم ترک خیرہ او می المکاتیب ثلثی البذل وعتہ محمد
 ثلثی قیمۃ مال والبیاتی الیہ اجلہ اور در قیقا القیام البذل مقام الرقبۃ فیغنی فی ثلثہ یارے اپنے غلام کو کتاب کیا دوا ہزار پر ایک سال کی
 مدت مقرر کی پھر بیار گیا اور حالانکہ مکاتیب کی قیمت ایک ہزار درہم ہیں اور مولیٰ کے وارثوں نے تاجیل کو جائز رکھا اور مولیٰ نے سوائے اس مکاتیب
 کے اور مال نہیں چھوڑا تو مکاتیب بدل کتابت وثلث نقد ادا کرے اور محو کے نزدیک قیمت کے وثلث نقد ادا کرے اور باقی ثلث بدل قیمت
 کا مدت مذکورہ کے بدلہ ادا کرے یا ادا نہ کر سکے تو پھر کہ غلام بنایا جائے بدل کتابت کے وثلث ادا کرے بسبب قائم ہوئے بدل کے بقیمہ
 کے مقام پر تو حجابۃ تاجیل کے ثلث میں نافذ ہوگی وانکاتیب علی الف والی سنۃ والجالین قیمۃ الفان ولم تجز وادی ثلثی قیمۃ مال
 وحق الباتی اور در قیقا الفان والی التوحی المحابۃ فی القدر والتاخر فیغنی بالثلث ادا کر غلام کو مکاتیب کیا ہزار پر سال ہجر مدت مقرر کر کے اور حالانکہ
 اسکی قیمت دوا ہزار ہیں اور حالانکہ وارثوں نے کتابت مذکورہ جائز نہیں تو غلام مذکور قیمت یعنی دوا ہزار کے وثلث نقد ادا کرے اور ثلث باقی اس
 ساقط ہوگا یا اگر ادا نہ کرے تو پھر کہ غلام بنایا جائے اتفاق شیخین اور محو کے بسبب واقع ہوئے حجابۃ کے مقدار تاجیل میں تو حجابۃ قرین ثلث
 میں باقی ہوگی حرقال مولیٰ عبد کا تب عبد فلان الغائب علی الف درہم الی فی ان ادیت الیک الفانہ حرقال تلمیذ مولیٰ علی ہذا
 الشرط وقبل مولیٰ ثم ادی الحرقال غائب عبد بکلم الشرط وکنذ الولم یقل ان ادیت فادی لیش استحسانا لنفوذ تصرف الغنولی فی کل ما لیس فیہ
 ولا یرجع الحرقال عبد لہ تبرع شیخوں زاد نے غلام کے مالک سے کہا کہ اپنے فلانے غائب غلام کو کتاب کر ہزار درہم پر اس شرط سے کہ اگر میں بکروں تو درہم
 ادا کروں تو وہ غلام آزاد ہو سو مولیٰ نے اس شرط پر اسکو مکاتیب کیا اور مولیٰ نے قبول کیا پھر آزاد مذکور نے ہزار درہم ادا کیے تو غلام آزاد ہوگا وجب شرط
 مذکورہ کے اور اسی طرح اگر اس شخص نے اپنے ادا کرنے کو ذکر کیا پھر اس نے ہزار درہم ادا کیے تو غلام مذکور آزاد ہوگا استحسان کی راہ سے بسبب نافذ ہو جانے
 تصرف غنولی کے ہر ایک سال میں جو ہزار نہیں اور شخص زاد غلام مذکور سے ہزار درہم بھر لے گا اس واسطے کہ وہ محسن ہو نہ معاوضہ مقرر قبل مالک سے
 شائع نے ضمیر کا مرجع مولیٰ کو قرار دیا اور زلیلی اور شرح ملا مسکین میں قبل لرحل واقع ہو اور یہی بلا تکلف مناسب ہو وادایع العبد بالانقرض
 حصار مکاتیب انما یتجای لقبولہ لاجل لزوم البذل علیہ اور جبکہ غلام غائب کو اسل مرکی خبر ہو چکے یعنی قبل ادا کرنے حر مذکور کے سو غلام نے کتابت قبول کی
 تو وہ مکاتیب ہو جائیگا قبول غلام کی حاجت تو فقط اسی واسطے ہو کہ بدل کتابت تسلیم لازم ہو جائے یعنی عت کتابت غلام کے قبول پر موقوف نہیں
 بلکہ لزوم بدل قبول پر موقوف ہو قال عبد بن محمد بن السید کا تبقی عن نفسی وعن فلان الغائب فکا بہما لقبول لالعبد الحاضر صح القدر استحسانا
 فی البانۃ امالۃ والغائب تبعا غلام حاضر نے اپنے مالک سے کہا کہ میرے ساتھ عقد کتابت منعقد کر میری ذات کیلئے سے اور فلا نے غلام کیلئے
 سے سو مالک نے دونوں غلاموں کو مکاتیب کیا سو حاضر غلام نے قبول کیا تو عقد صحیح ہو باعتبار استحسان کے غلام حاضر میں امالۃ صحیح ہو اور غائب
 غلام میں تبعا وایہما (ادی) بدل الی الکنانۃ عتقا جمیعہ بلا رجوع ویجوز لیمولی علی القبول للبذل من احدہما اور دونوں میں سے جو غلام کہ بدل کتابت
 ادا کرے گا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیگے بلا رجوع یعنی ادا کرنے والا غلام دوسرے غلام سے بقدر اس کے حصہ کے مطالبہ نہ کر سکے گا اور مالک پر نہ برستی ہوگی
 قبول بدل کتابت پہلے ایک کی طرف سے یعنی دونوں غلاموں کا بدل کتابت اگر ایک غلام ادا کرے گا تو مالک کو مجبور قبول کرنا ہوگا ولا یطالب
 العبد الغائب بشئ لزم التزامہ اور غلام غائب سے کسی چیز کا مطالبہ اور معاخذہ نہ ہوگا اس کے عدم التزام کے بسبب سے یعنی اس نے عقد کتابت قبول
 نہیں کیا کہ اس سے کچھ مطالبہ ہو تو قبول لکن کتابت لغو لا یعتبر کردہ آیا یا اور غلام غائب کتابت قبول کرنا لغو ہو یعنی مقبر نہیں جیسے اس کے رد
 کرنے کتابت کا اعتبار نہیں ہم قبول در عدم قبول غائب سوائے معتبر نہیں کہ عقد کتابت بدون اس کے قبول کرنے کے نافذ اور تمام ہو چکی تو بعد اس کے

قبول اور عدم قبول کا کیا اعتبار ہو اور جو حصہ اس سے منقطع ہو اور اگر مالک نے حاضر غلام کو آزاد کر دیا یا بلا اخذ بدل کتابت تو حاضر سے اس کا حصہ بدل
 اس وقت ہوگا کہ اس واسطے کہ غائب مقتدرین قصد داخل ہو اگرچہ مقصود بالخطاب نہیں تو بدل کتابت دونوں پر منقسم ہو گیا اگرچہ اس سے
 مطالبہ بدل کا نہیں بلکہ جو مال حاضر ادا ہو اس کا حصہ مالدار و قنات اور اگر حاضر غلام آزاد کیا گیا یا وہ مرگیا تو غلام غائب اپنا حصہ بدل
 کتابت سے فقدا کرے اور نہیں تو پھر غلام بنایا جائے دلا بر الحاضر اور وہ حصہ کہ عتقا جمیعاً اور اگر مالک نے غلام حاضر کو تمام بدل کتابت سدا کر دیا
 تمام بدل کتابت اس کو سب سے دیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائینگے مفت ہم اور اگر بعض بدل معان کرے تو باقی کا مطالبہ ہوگا حاضر سے نہ غائب سے
 کذا فی الفقہ اسی وان کا قبل لا متہ عن نفسہا وعن ابنتین صغیرتین لہا وقہلت صح استخسا لہا امر اور اگر مالک نے اپنی لونڈی سے عقد
 کتابت منعقد کیا اس کی ذات سے اور اس کے دو چوڑے بیٹوں سے اور لونڈی نے قبول کر لیا تو عقد صحیح ہو باعتبار استحسان کے بدلیل گذشتہ یعنی اصولاً
 لونڈی کی طرف سے اذیت جاسکے بیٹوں کی طرف سے عقد کتابت صحیح ہو و اسی اسی من ذکر کلمہ مرجع علی الآخر لا نہ متبرع و بحسب علی القبول الی آخر الامر اور اشخاص
 مذکورین میں سے جو شخص کہ بدل کتابت ادا کرے یا وہ دوسرے سے رجوع نہ کرے یا اس واسطے کہ وہ محسن ہو اور مولیٰ پر شخص کے ادا سے بدل کتابت قبول
 پرچہ ہوگا تا آخر احکام مذکورہ سابقہ میں یہی ہیں کہ اولاد کا قبول اور عدم قبول کتابت میں معتبر نہیں اور اگر مالک ان کو آزاد کرے تو اولاد پر بدل کتابت
 باقی رہے گا بقدر اس کے حصہ کے اس کو فی الحال داکرین اور مولیٰ کا تہ بدل کا ان کی مان سے کرے نہ کہ غائب اور مولیٰ کو آزاد کرے تو ان کی مان پر سے اس کا حصہ
 ساقط ہوگا اور اگر مالک اولاد کو دین معاف کرے یا اس کو سب سے تو صحیح نہیں اور اگر ان کی مان کو دین معاف کرے یا یہ کہ کرے تو ان بھی آزاد ہوگی اور اس کے
 ساتھ اس کی اولاد بھی انتہی تو یہ مسئلہ نظیر ہے مسئلہ سابقہ کا جمیع احکام میں گذرنے والی اسی فرج مسئلہ محکم شایع کا کتابت نصف عیدہ فادھی الکتابہ عن حق
 نصفہ کسی فی بقیۃ تیرتہ وقال العبد کہ مکاتیب علی ذکال لہا مال رہہ یا فادھی القدرسی مالک نے اپنا نصف غلام مکاتیب کیا سو اس سے بدل کتابت ادا کیا تو
 غلام ادا ہوگا اور کوشش کرے گا اپنی باقی قیمت کے ادا کرنے میں اور ما جبین نے کہا کہ نصف غلام کی کتابت سے تمام غلام مکاتیب ہوگا اسی قدر مال پر اور اسی
 قول صاحبین کو ہم لیتے ہیں گذرنے والی اسی

باب کتابۃ العبد مشترک

یہ باب ہر عبد مشترک کی کتابت کے احکام میں عبد مشترکین اذن احدہما صاحبہ ان یکاتب خطہ بالف ولیقبض علیہ لکتابتہ کا تب
 الشریک لہما اذن لہ نفذ فی خطہ فقط عند الامام تجزی الکتابۃ عندہ ولیس لشریک منفعہ لاذنہ غلام ہر دو شریکوں کا ایک شریک نے اپنے ساتھی دوسرے
 شریک کو اس کا اذن دیا کہ وہ اپنے حصہ کے ہزار درہم پر کتابت کرے اور بدل کتابت پر قبضہ کرے سو جس شریک کو اذن ملا اس نے غلام کی مکاتیب کیا تو
 اسی کے حصہ میں کتابت نافذ ہوگی اہم اعظم کے نزدیک سبب قسمت پذیر ہونے کتابت کے ان کے نزدیک مانند اعتاق کے اور اس کے شریک کو
 منفعہ نہ کتابت کا جائز نہیں اس کے اذن کے سبب سے اذن شریک کا فائدہ یہ ہو کہ اس کے واسطے حق منفعہ باقی نہ رہے اور صورت عدم اذن اس کو منفعہ
 میں بافتیار ہو اور اذن بالقبض کا فائدہ یہ ہو کہ مال مقبوض سے اس کا حق منقطع ہو جائے تو مقبوض مقبوض بقایض ہوگا اس واسطے کہ قبض کا اذن گویا غلام
 کو اس کا اذن ہو کہ مال کتابت کو حاصل کرے شریک کو اسے اپنے حصہ کا احسان کیا غلام مکاتیب پر مان اگر قبض داسے بدل وہ مکاتیب کو
 منفعہ کرے تو بھی صحیح ہوگا اس واسطے کہ احسان ہنوز تمام نہیں ہوا گذرنے والی یعنی محضاً و اذا قبض بعضہ بعضاً لائف فبعضاً فاما مقبوض کا قبض
 لاذنہ لہ بالقبض نہیں متبرعاً و لو قبض لائف عن حق خطہ القایض و جبکہ ہزار درہم سے کچھ درہم قبض کیے پھر کہ کتابت داسے بدل سے عاجز ہو گیا تو بالکل مال
 مقبوض قابض کا ملوک ہوگا نہ دوسرے شریک کا اس واسطے کہ قبض کا اس نے اذن دیا تو وہ محسن ٹھہرا غلام پر اپنے حصہ کی بابت اور اگر ہزار درہم

شریک سے تو اسکو رجوع جائز ہوا مگر کے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک فرج مسئلہ ملحقہ شایع کا عبد بن جلیل درود اہم حردہ الا فرغیا او عکسا اعتزل الیہ
ان تاروا استسعی فی الصورتین او من شریک فی الاذی و درودن کا ایک غلام ہر ایک نے اسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا حالانکہ وہ
مقدور والا ہی یاد دونوں نے اسکے بالکس کیا یعنی دل عتاق غنی واقع ہوا پھر تدبیر تدبر کرنے والا پاس ہے مدبر کو آزاد کرے یا دونوں صورتوں میں
غلام سے سعی کرے یا نقطہ پہلی صورت میں یعنی جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو اپنے شریک سے تاوان لے

باب موت المکاتب وعجزہ وموت مولاه

یہ باب ہر مکاتب کی موت اور اسکے عاجز ہونے اور مالک کی موت کے احکام میں مکاتب عجز عن اور انجم ان کا مال سیدصل الیہ لم یعجز
الحاکم الی ثلثۃ ایام لانما مہریت لایلا ولا مذار لیک مکاتب ہر کہ عاجز ہو گیا ادا کرنے ایک قسط سے اگر اسکا ایسا مال ہو کہ عتق دے سکے لیکن
چنانچہ اسکا دین کسی پر قریب لو سول ہو یا اسکو دل ملنے والا ہو بطریق ہبہ کے کذا فی الطحاوی تو مالک اسکو عاجز نہ ٹھہراوے تین دن تک اسو سول
نہ مدت ہر کہ انوار عذرت کے واسطے مقرر کی گئی ہر م چنانچہ تین دن اختیار کی مدت ہو اور مرتد کی حمت و پیشی مدت اور مدعا علیہ کی حمت یعنی کی
مدت دفع دعویٰ کے واسطے والا عجزہ الحاکم فی الحال و اگر مال قریب لو سول نہ ہو تو مالک مکاتب کو فی الحال عاجز ٹھہراوے و قسحرا بطلاب مولاه
و قسح مولاه برضاہ اور طاکم بد تہنیک کے کتابت کو نسخ کر دے اسکے مولیٰ کی خواہش سے یا اسکا مولیٰ نسخ کرے مکاتب کی رضامندی سے م نسخ کو تہنیک کے
بعد واسطے ذکر کیا کہ مجرد عجز سے کتابت منفسخ نہیں ہوتی بدون نسخ کرنے کے ولو کانت الکتا جافاسدۃ فالقو لہ الفسخ بغير رضاه اور اگر کتابت
فاسد ہو تو مولیٰ کو نسخ کتابت کا اختیار ہو بدون رضامندی مکاتب کے م بلکہ مولیٰ پر در صورت فساد کتابت نسخ واجب ہو گناہ مثلاً کہ اسو سول و مالک
المکاتب فسحرا مطلقا فی الجائزۃ و الفاسدۃ وان لم یرض المولیٰ اور مکاتب نسخ کتابت کا مالک ہر طرح کتابت جائزہ میں اور فاسد میں بھی اگرچہ
مولیٰ راضی نہ ہو وفاقہ بفسحرا و اسکی غلامی پر زدگی و دونوں کے نسخ کرنے سے یعنی جیسے قبل کتابت غلام تھا ویسا ہی پھر ملک ہوگا تصرف اور تہنیک و ماسے
یہ مولاه اور جوال کہ اسکے پاس ہو گا وہ مولیٰ کا ملک ہو اگرچہ خیرات ہو اور مولیٰ غنی ہو بقول صحیح کذا فی الطحاوی و الکتا بامات ولہ مال کس
بدل لم تنفسخ و تو دوسری کتابتہ من مالہ اور اگر مکاتب مر جائے اور اسکا اتنا مال ہو جو بدل کے واسطے کفایت کرے تو کتابت نسخ نہوگی اور بدل
کتابت اسکے مال سے ادا کیا جائیگا مگر بعد موت کے بقاے کتابت اور اسے بدل کتابت سے فائدہ یہ ہر کہ ہنگام کتابت کے فزندہ اسکے آزاد ہوں و اگر مال
ادائے کتابت سے بچے تو وہ اسکے وارث ہوں و حکم معتقہ فی آخر حرم من اجزاء حیاتہ اور حکم ہوگا اسکی آزادی کا اسکے اجزائے حیات میں سے اخیر جن میں
یہ مذہب ہو ہوگا اور بعضوں کے نزدیک بعد موت کے آزاد ہوگا مگر حکم معتقہ اولادہ المولودین فی کتابتہ لا قبلہا چنانچہ حکم ہوگا اسکی اولاد کی آزادی کا
وہ اولاد جو اسکی کتابت کے زمانے میں پیدا ہوئی نہ اسکا جو قبل کتابت کے پیدا ہوئے م اس کلام سے معلوم ہوا کہ جن اصول و فروع کو مکاتب نے حال کتابت میں
خزید کیا وہ آزاد نہ ہو گئے حالانکہ انکی آزادی کا بھی حکم ہوگا تو یوں کہنا حق تھا کہ ایک معتق من دخل فی کتابتہ یعنی چنانچہ ان شخصوں کی آزادی کا حکم ہوگا جو داخل ہو گئے
اسکی کتابت میں کہ اننے الحبلی والبقاتی من مالہ میراث اور شہرہ اور جو مکاتب مذکور کے مال میں سے اداسے بدل کتابت سے باقی رہیگا وہ اسکے وارثوں کی
میراث ہر م یعنی اگر قرابت والے ہوں مکاتب کے تو وہ اسکے مال کے وارث ہو گئے اور انہیں سے کوئی نہ ہو تو مال باقی مولیٰ کو ملیگا بطریق ارث کے کہ اننے المحموسے
جو لم یحرک مالا و ترک ولدا و لد فی کتابتہ ولا وفاء بقیۃ کتابتہ و سعی الابن فی کتابتہ ابیہ علی نجومہ للقسطۃ اور اگر مکاتب مر گیا اور کچھ مال خیر ہو گیا
اور لیکہ اسنے وہ بیٹا پھر مژا جزوان کتابت میں پیدا ہوا اور اسے کتابت کیواسطے کچھ مال نہیں تو مکاتب کی کتابت باقی رہیگی اور بیٹا اپنے باپ کی کتابت
میں کو شش کرے جو جہاں سکے اتنا معینہ کے فاذا ادا دی حکم معتق ابیہ قبل موثرہ و معتقہ تبعاً پھر جہاں سکے بیٹا بدل کتابت ادا کرے گا تو اس کے

باب موت المکاتب وعجزہ وموت مولاه

باپ کی آزادی قبل از موت پر حکم ہوگا اور بیٹے کی آزادی پر حکم ہوگا باپ کی تبعیت سے ولو ترک و ذرا اشتراہ فی کتابتہ ادسی البطل حالا اور د
 اس کے حالہ رقیقہا و سوا باہنہا اور اگر کتاب نے وہ بیٹا چھوڑا جس کو اس نے اپنی کتابت کی حالت میں مول لیا تھا تو وہ بیٹا بدل کتابت کو فہ الحال
 اور اگر یہ یا اگر فی الحال نہ ادا کر سکے تو اپنی غلامی کی حالت کی طرف پھیرا جائے یعنی جس طرح کہ غلام تھا ویسا ہی غلام بنارہے گا نہ وہ آزاد ہوگا نہ اس کا باپ اور
 صاحبین نے دونوں بیٹوں کو برابر کہا ہے یعنی جو بیٹا کہ کتابت میں پیدا ہوا اور جو کہ خرید ہوا دونوں حکم میں برابر ہیں یعنی بموجب اقتضا ط کے بدل کتابت
 ادا کر کے آزاد ہونگے و اما الابوان فیہ ان للرق کما مات و قال ان ادا یا حال اعتقاد الالا اور کتابت مذکور کے مان باپ کا تو یہ حال ہے کہ بھجور موت مکاتب
 کے ملک کی کی طرف پھیرے جاویں گے اور صاحبین نے کہا کہ اگر دونوں نے الحال بدل کتابت کو ادا کر لیا تو آزاد ہونگے اور نہیں تو آزاد ہونگے ہم شرح
 جمع اور شرط اللہ میں منسج ہے کہ صاحبین کے نزدیک اصول مکاتب کے فروغ کے مانند ہیں ادا سے بدل کتابت میں بموجب اقتضا ط معینہ کے تو نظر نہ
 چاہیے کہ شارح نے یہ حکام کہاں سے لیا یعنی تفریق بین الامول والفرج کذلک فی الحلی اشتراہی الکتب لعمروہ فحات عن وفاء و رتہ ابنہ لمدنہ حرا
 عن ابن حرکام کہ کتاب نے اپنا بیٹا خرید کیا چہ وہ مر گیا اتنا مال چھوڑ کر کہ ادا سے بدل کتابت کے واسطے کافی ہو تو اس کا بیٹا اس کا وارث ہوگا اس واسطے
 کہ مکاتب آزاد ہو کر مر گیا اپنے آزاد بیٹے کو چھوڑ کر چنانچہ مذکور ہو چکا ہے یعنی جب بدل کتابت ادا ہوا تو آخر حیات میں مکاتب آزاد و شہر سے گا اور اس کے ساتھ
 اسی وقت اس کا بیٹا آزاد ہوگا تو دونوں آزاد ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ باپ آزاد مر ادا بیٹا چھوڑ کر کہ ذاتی ازلیلی و کذا لیر شلوکان جو اسی الکتب
 و انبہ الکبیر کتابتیں کتابتہ و احده لیسر و رہا شخص و ان و مروتہ اتحاد القدر و اسی طرح مکاتب کا بیٹا اس کا وارث ہوگا اگر مکاتب اور اس کا بائع
 بیٹا مکاتب ہوں ایک کتابت سے بسبب ہو جائے دونوں کے ایک شخص کے مانند اتحاد عقد کی ضرورت کی جوت۔ سہم ہانے کی تہرگ ناظما و صرح غرق کے
 مخالف ہر حیث قال (او کو تب ہو دابنہ سفیر او کبیر امیر) کذلک فی الحلی طحفا و سی نے کہا یرون جواب ہو سکتا ہے کہ کبیر کی تہرگ ہوا سٹے لگا کی کہ بادا کوئی تو ہم
 کرے کہ بالغ بسبب اپنے بالغ کے مستقل ہو کتابت میں فان ترک الکتب ولای من حرۃ اسی مستتہ ترک دینا یکفی بیدلوا فنجی الوانہ نقصی حاجی علی
 عاقلہ امرۃ ضرورۃ ان الاب لم یلتحق بحد حکم بن و لک لتقتا تعجز الانبیہ لعمروہ المنافاۃ پھر اگر کتابت نہ ہو و اچھوڑا حرہ سے یعنی معتقہ سے اور کتابت نے
 لو غیر اتنا دین چھوڑا جو بدل کتابت کی واسطے کافی ہے پھر ولد سے قتل خطا و اتع ہوا سو قاضی نے بموجب جنایت اس کی مان کی برادری پر دیت کا حکم کیا
 اس ضرورت سے کہ اس کا باپ ہنوز آزاد نہیں ہوا عدم ادا سے بدل کتابت سے تو یہ قاضی کا حکم کہ اس کے باپ کو عاجز ٹھہرائیں نہین ہر دلت عدم سنا ناۃ یعنی حکم
 مذکور کتابت کے منافی نہیں کہ حکم تعزیر ہو مکاتب کا حکم حرہ کی تفسیر معتقہ اس واسطے کہ حرہ اصلی کے ولد پر کسی شخص کا ولا نہیں اور جنایت سے جنایت خطا
 مراد ہے اس واسطے کہ جنایت عدم میں برادری پر دیت نہیں کذلک فی الطحاوی ولا رجوع اور رجوع نہیں یعنی مان کی برادری باپ کے مولی سے دیت کو
 رجوع نہیں کر سکتی اس واسطے کہ جب اٹھون نے دیت دے دی تھی تو اس کے واسطے حق ولا ثابت تھا اور باپ کے مولی کو توقع ولا مکاتب کے آزاد ہونیکے
 بعد ثابت ہوگا قید بالذین لان فی الذین لاتیاتی القضا بالالحاق بالام لانکان الوفاۃ فی الحال مصنف نے دین کی قید اس واسطے لگا کی کہ اگر مکاتب کا
 مترکہ غنیم ہوگا تو ان کی طرف ولہ کے الحاق کا حکم نہیں حاصل ہوتا بسبب ممکن ہونے ادا سے بدل کتابت کے فی الحال ولو قضی بہ بالولا لرقوم احد
 بعد خضوتہم مع قوم الاب فی ولائمہ فموا القضا بما ذکر تعجز لان فی فصل مجتہد فیہ اور اگر قاضی نے اس کی مان کی قوم کے واسطے ولا کا حکم کیا ان کی خصوصیت
 کرنے کے بعد باپ کی قوم کے ساتھ اس کی ولایت میں تو حکم مذکور عاجز ٹھہرائے ہو مکاتب کا اس واسطے کہ قضا متخلف فیہ بین واقع ہوئی بھم یعنی جبکہ بیٹا مر گیا مکاتب
 کی موت کے بعد بھجور ادا ہو باپ کی قوم اور ان کی قوم کے درمیان اس کی میراث میں سو قاضی نے مان کی قوم کی واسطے ولا یعنی میراث کا حکم دیا تو یہ قضا
 کتابت کا نسخہ کرنا ہے اس واسطے کہ خصوصیت واقع ہوئی بقا اور عدم بقا سے کتابت میں ادب لڑا کسی قوم کے واسطے ثابت نہ ہوگی بدین اس کے یعنی اگر کتابت باقی

جنایت خفا واقع ہوئی اور قاضی کا حکم ہو گیا موجب جنایت پر تو وہ سبھی کے قیمت میں اگر وہ کمتر ہو دیت سے بھر بعد اسکے اگر جنایت ثانیہ واقع ہوگی
 تو اس پر قیمت ثانیہ لازم ہوگی اور علیٰ نذر القیاس قیمت متعدد ہوگی تعدد جنایت سے ولو اقرب جونا یہ خطا و لغو سے کہ کسب بعد حکم رہا اور اگر مکاتب نے
 اپنی جنایت خطا کا اقرار کیا تو اس پر قیمت لازم ہوگی اسکے کسب میں بعد اسکے کہ موجب جنایت یا قاضی کا حکم ہو گیا یا ہود و لو لم حکم علی جزی عجزت بطلت اور
 اگر قاضی کا حکم اس پر نہ ہوا ہو بیان تک کہ وہ عاجز ہو گیا بدل کتابت سے تو جنایت باطل ہو کر ذانی الدین عن القایۃ یہ معنی در حق مولیٰ جنایت باطل ہو اور اسکا
 مواخذہ اور مطالبہ ہوگا آزاد ہونے کے بعد لازم کے نزدیک خلافا للصلاحین کہ فی الحال مطالبہ ہوگا کذا فی المحیط وی وان مال لیس فی نظم نفسخ المکاتیب
 الکاتبہ و امومتیہ الول و کاجل الدین اذ مات الطالب اور اگر مولیٰ مرگیا تو کتابت فسخ نہیں ہو جاتی جیسے تدبیر اور ام ولد ہونا باطل نہیں ہوتا اور
 یا عجز دین کی مدت باطل نہیں ہوتی جبکہ طالب بین مرعوسے و یو دمی المال لی و رشتہ علی نجومہ جاعل الدین اور اد کیا جادے مال کتابت کامولی کی
 موت کے بعد اسکے وارثوں کو اسکی قسطوں کے موافق دین کی مدت کے ماترینہ کی وارث کبیر ہو تو اسکو مال دیا جائے اور اگر صغیر ہو تو اسکے وصی کو دیا جائے
 کذا فی القسطنطینی اختلاف موت المطلوب خراب دستہ بر خلاف موت مطلوب کے بسبب سمجھئے اسکے دوسرے ہم یعنی اگر دیون مر جائے تو مدت باطل ہوگی
 اسواسطے کہ اسکا ذمہ خراب ہو گیا اور دین ترک کر کے طرف منتقل ہو اور ترکہ میں ہو نہ دین کذا فی الزیلعی ہذا اذا کاتبہ و ہو صحیح و لونی من مخرجه لایصح تاجید لایصح
 یہ یعنی داسے مال اقتضا سابقہ کے بموجب اس وقت پر جبکہ مولیٰ نے اسکو مکاتب کیا ہو اپنی صحت کی حالت میں اور اگر اسے بیمار ہی میں مکاتب کیا ہو تو اسکا مدت
 شہرانا باطل ہو مگر ثلث مدت کہ سنہ یعنی بدل کتابت کے و ثلث فی الحال داکر سے اور ایک ثلث اقتضا معینہ کے موافق کذا فی الشرع و لایحی و ان حرر وہ
 ای کل الورثۃ فی مجلس واحد متفق مجاہد استسنا یا و یعمل برار اقتضا و اور اگر وارثوں نے یعنی تمام وارثوں نے مکاتب کر آزاد کر دیا ایک ہی مجلس میں تو وہ مدت
 آزاد ہونا چاہیے استسنا کی راہ سے اور اگر آزاد کرنا برار دیا جائے بالقرین اقتضا کے مقیاس پر کہ مکاتب آزاد و وارثوں کے آزاد کرنے سے اس واسطے کہ
 آزاد و کرتا ہو جو مالک ہوا و حالانکہ وارث مکاتب کے مالک نہیں اسواسطے کہ مکاتب محلوک نہیں ہوتا کسی سبب ملک سے تو میراث سے بھی محلوک نہیں ہوتا
 و ہذا استسنا یہ یہ کہ اعتناق برار قرار دیا جائے بدل کتابت سے اسواسطے کہ بدل کتابت وارثوں کا حق ہو اور میراث اس میں جاری ہو تو اعتناق بدل کتابت کا سبب
 کر دینا ہو گیا بالقرین اقتضا کے یا حصول بدل کتابت کا اقرار ہو گیا انکی طرف سے تو مکاتب بری الذمہ ہوا آزاد ہو گیا کذا فی المحیط وی فان حررہ فہم فی مجلس
 و الاخریہ آخر لم یبقہ عتقہ علیہ صحیح لایصح علیہ کتبہ اگر مکاتب کو بعض ورثہ نے ایک مجلس میں آزاد کیا اور دوسرے وارث نے دوسری مجلس میں آزاد کیا
 تو اسکا عتق ناقض نہ ہوگا ہر مذہب صحیح اسواسطے کہ وارث اسکا مالک نہیں و لوی عجز و موت المولے اعادہ و اگر مکاتب عاجز ہو گیا اسے بدل کتابت سے
 بعد موت مول کے تو اسکی نذر نامی عجز و دیگر معنی جیسا غلام محلوک قبل کتابت کے تھا ویسا ہی ہو جائیگا مکاتب تحتہ امتہ مطلقہ ثلثین فلکما لا یحل الی طیار
 حتیٰ منکح تر و جا غیرہ مکاتب کے نیچے کسی کی لونڈی ہو بطریق نکاح کے اسکو اسے دوبار طلاق دی پھر مکاتب سکا مالک ہوا تو اسکو اسکا ولی کرنا حلال نہیں
 یہاں تک کہ وہ لونڈی سوائے اسکے اور نہ ہر نکاح کرے و کذا فی القیاس و تفرعہ فہم علیہ حکم ہو آزاد کا چنانچہ ثابت ہو چکا ہے اپنے مقام میں یعنی اگر آزاد
 لونڈی منکوحہ کو و للاق عجز پھر اسکو خرید کرے تو وہ حلال نہیں تا وقتیکہ اسکے سوائے اور شوہر نہ نکاح کرے اور مکاتب کے اندر تین در بدر مالک دیکھنا اور غلام ساعی
 ہو اسواسطے کہ عدد ملاقات میں عورت کا اعتبار نہ ہو نہ رکابینہ اگر عورت لونڈی ہو تو دوبار کی طلاق سے حرمت غلیظہ ہو جاتی ہے خواہ اسکا شوہر غلام ہو خواہ
 آزاد اور اگر عورت آزاد ہو تو تین بار کی طلاق سے حرمت غلیظہ ہوتی ہے خواہ شوہر غلام ہو یا آزاد کا تبعاع بعد از کتابت و احدہ ای بقدر واحد و عجز المکاتب
 یعجزہ القاضی حتیٰ یجہتہا لانہا کو احد بخلات الورثۃ فان القاضی یجوزہ لطلب حدہم معتبر و مالکون نے غلام کی ایک کتابت کی یعنی دونوں نے غلام کو
 مکاتب بقدر واحد کیا اور مکاتب چنانچہ ہوا تو قاضی اسکو عاجز نہ ٹھہرے تا وقتیکہ دونوں مالک ملین اسواسطے کہ دونوں ایک شخص کے مانند ہیں برخلاف وارثوں کے

اس واسطے کہ قاضی غلام کاجز شہر اور یکا ایک وارث کی طلب سے کذا فی الحقیقیہ دفیہ کاتب عبدیہ بمرور فخر احد ہا فردہ المولیٰ فی الرق ادا القاضی لم یسلم
 ایکتابہ الآخر لم یصح فان غاب هذا المردود و بالآخر تم غیر فانیس الآخر ردہ فی الرق ادر یقینی میں ہو کہ ایک مالک اپنے دو غلاموں کو مکاتب
 کیا ایک بار بینی بقصد واحد پھر ایک عاجز ہو گیا سو مولیٰ نے اسکو پھر غلام کر لیا یا قاضی نے اور حالانکہ قاضی کو دوسرے غلام کی کتابت معلوم نہیں تو
 یہ غلام کر لینا درست نہوگا پھر اگر یہ غلام مردود یعنی جو مکاتب ہو چکے بعد پھر عبدیت کی طرف پھیرا گیا ہو غائب ہو اور دوسرا غلام مکاتب یا پھر وہ
 بھی عاجز ہو گیا اور اسے بدل کتابت سے تو دوسرے کو اسکا پھیر دینا غلامی میں جائز نہیں م عالمگیر یہ میں محیط سے یوں منقول ہو کہ جب دوسرا مکاتب
 آیا اور مولیٰ نے اس سے ایک قسط یا دو قسط میں سعی کروائی پھر وہ عاجز ہوا سو مولیٰ یا قاضی نے چاہا کہ جسکو غلامی کی طرف پھیریں تو جائز نہیں کذا
 فی الخوطا دسی فرغ مسائل موقعہ شائع کا اختلاف المردود و المکاتب نے قدر البذل قال قول للمکاتب عند تاسو الی در مکاتب نے اختلاف کیا بدل کتابت کی بقا
 میں تو قول مکاتب ہی کا مقبول ہی ہم خفیون کے نزدیک اس واسطے کہ وہ منکر زیادت اور نانی نمان ہی اپنی ذات پر سے ولا یجسب لمکاتب فی دین مولانا
 نے الکتا بہ و فیما سوی دین الکتا بہ قولان سرا جیہ اور محبوس نہ ہوگا مکاتب اپنے مولیٰ کے دین میں جو دین کے حال کتابت میں مکاتب پر لازم ہو اور اسوی
 دین کتابت میں دو قول ہیں جس در عدم جس میں کذا فی السراجیم سوائے دین کتابت چنانچہ دین استملاک یا وہ دین جو اسنے اپنے مولیٰ سے لیا تھا
 قبل از کتابت جبکہ وہ مافون فی التجارۃ تھا یا قرض لیا تھا یا اسپشن حسین تھا قلت و فی عتاقی اور جہانہ شہر و فی غیر جنس الحق مجتہد سید اہ مکاتب العبد
 بندہ اخیر میں کتا ہوں اور وہاں یہ کہ کتاب لفتاق میں یہ ہو اور غیر جنس حق میں مکاتب اپنے مالک کو جس کر گیا اور غلام قبول اور عدم قبول کتابت
 میں مختار ہو م اس بیت میں تین مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہو کہ اگر مولیٰ مسلط ہوا مکاتب کے اس مال پر جو بدل کتابت کی غیر جنس ہو یعنی شل بدل کتابت
 دوسرے میں اور مولیٰ نے مکاتب کا گھوڑا یا تھان چھین لیا تو مکاتب کو مولیٰ سے مطالبہ جائز ہو اور ظالم مولیٰ کو جس کر گیا دوسرا مسئلہ یہ ہو طریق مقوم کے کہ اگر جنس
 بدل کتابت سے مال ہو اور مولیٰ اسکو لیکر بدل کتابت میں مگر کرے تو مکاتب مطالبہ نہیں کر سکتا تیسرا یہ مسئلہ ہو کہ قبول کتابت اور بیع کتابت میں
 غلام کو اختیار ہو اگر چہ مولیٰ راضی نہ ہو کذا فی شرح الوہبانہ شہر و لا اولاد اولاد و ولین حر و امولیٰ ابیم لیس لام معبر اولاد و ولین متقین کی میراث
 انکے باپ کے مولیٰ کی ہونان کے مولیٰ کو اس میں دخل نہیں م بہن اولاد و ولین حر و امولیٰ ابیم لیس لام معبر اولاد و ولین متقین کی میراث
 کے مانند لہذا باپ کے مولیٰ میراث اولاد کی پادینکے نہ مولیٰ مان کے شعر و فے و ذانی فاما ملیت من الولد لہ و الحمی لشی و تحضر مکاتب مگر کیا اور اسنے
 بدل دہا نہیں کیا تو مکاتب کی اس لام ولد کو جسکا بیٹا مگر گیا بیٹا مال بدل کتابت کے اور انکے واسطے اور ولد زنیہ کی مان میں کرے اور بدل کتابت کو حاضر
 کرے قسط بندی کے موافق لگے نام لیکن مہر ولد بیعت ذان کان استسیت علی قبضہ صغیر کان ولدا او کبیرہ عند ہا تسی مطلقا یعنی اگر ام ولد مکاتب کے ساتھ
 ولد نہ ہو تو ام ولد بھی جائے اور اگر ہو تو ام ولد سے سنی کر دانی جائے مکاتب کی قسطوں پر ولد وغیرہ ہو یا کبیرہ اور صاحبین کے نزدیک ام ولد سنی کرے مطلقا
 خواہ ولد زنیہ ہو یا مردہ و امدا علم و استغفر اللہ الحسین الکرم

کتاب الاول

یہ کتاب ہو لا کے احکام میں ہم کتاب اول کو مصنف کتابت مکاتب کے بعد اس واسطے لایا کہ ولاد وال ذلک قبر کے انمار سے ہو کذا فی المنع ہو لفتہ
 النضر و المحبۃ مشتق من الولی و ہوا القرب و لا لفت عرب میں یعنی نصرت و محبت کے ہر شتق ہو و لے لفتح و او سکون لام سے اولی عبارت ہو
 اور زنیہ کی ہم اور قرب و لا و صطلح میں اصل ہے اس واسطے کہ ولاد کا حکم یعنی ارث قریب ہو اور حاصل ہوا یا ہو یا فضل جبکہ انکی شرط یا لی جائے و شرعاً عبادۃ
 عن القنا صر لہا العنا قتمہ او بولا لہا الموالاۃ بزیلعی و در شرع میں ولای عبارت ہے باہم کی مدد گاری سے بسبب ولاد عتاق یا بسبب ولاد مولات کے

کذا فی الزیلعی ہم تنامر اعتاق سے حاصل ہوتا ہو ورنہ اعتاق کی طرف سے اسکا مولیٰ دیت دیتا ہو ملا علی قاری نے ولا شرعی عبارت اس قرابت سے لکھی ہے جو
قرابت نسبی کے بعد ہی جس قرابت سے مولیٰ غلام آزاد کا وارث ہوتا ہو اور اس کے کلمہ کرنے اور اس پر غارت پر غنہ کی ولایت اسکو حاصل ہوتی ہو انتہی اور یہ قرابت
بہتر ہو مصنف کی تعریف سے اس واسطے کہ تنامر ولا کے آثار سے ہی اور اسی کی طرف شاہجہاد کا آئندہ یہ قول بل قرابت حکمیتہ راجع ہو کہ زائد الطحاوی و من ثار الارث
والفصل و ولایۃ الامکاح و ہذا علم ان الولاء لیس نفس المیراث بل قرابت حکمیتہ فصل سبب الارث اور ولا کے آثار سے ہوا رث اور دیت اور کلمہ کرنے کی ولایت
مولیٰ کو اس واسطے اور مصنف کے اس کلام سے معلوم ہو گیا کہ ولا نفس میراث نہیں ہے بلکہ ولا قرابت حکمیتہ ہے جو میراث کے سبب ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے ہم
قرین ہی صدر الشریعہ کی طرف کہ انھوں نے ولا کی تفسیر میراث کی ہے قستانی نے اسکا جواب دیا کہ یہ تفسیر با حکم ہی اور تفسیر با حکم غیر الوجود نہیں ہے سبب
العتق علی ملکہ لا الاعتاق لان بالاستیلا وارث القریب یحصل التلق بلا اعتاق اور ولا کا سبب آزاد ہونا ہی مولیٰ کی ملک پر نہ فقط آزاد کا سبب ہی
ولا کا اسلئے کہ استیلا دینی جاریہ کے ام ولد کرنے سے اور قرابت دار کے وارث ہونے سے آزاد ہی حاصل ہوجاتی ہے بدوں آزاد کرنے کے م ام ولد آزاد ہوجاتی ہے جو
کی موت کے بعد بدوں آزاد کرنے کے اور قرابت دار بجز میراث کے آزاد ہوجاتا ہو بلا اعتاق تو صحیح قول ہی ہے کہ سبب ولاعتق علی ملک مولیٰ ہو نہ اعتاق فقط
واما حدیث الولاء لمن اعتق مجری علی الغالب اور یہ حدیث کہ ولا اس کے واسطے ہے جو آزاد کرے سو جاریہ ہی غالب حال ہے جواب ہی سوال مقدرہ کا لینے
اگر فقط اعتاق سبب ولا کا ہوتا تو میراث وغیرہ حدیث مذکور میں آزاد کرنے والے کو مخصوص نہ ہوتی شاہجہاد نے جواب دیا کہ یہ خصوصیت بنا برکت کے ہے
من عتق ای حصل عتق باعتاق ولین وصیہ او بقرع لہ کتابة و تدبیر و استیلا و اوہما یک قریب فولا و ہمسیدہ جو شخص کہ آزاد ہو اپنی اسکو آزاد ہو کر
ہوئی مالک کے آزاد کر دینے سے اگر یہ اعتاق مالک کے وصی سے صادر ہو اسو یا آزاد ہی حاصل ہوتی ہو اعتاق کی فرع سے چنانچہ کتابت و تدبیر و استیلا
سے یا آزاد ہی حاصل ہوتی ہو قرابت دار کے مالک ہونے سے تو اس آزاد ہوجانے والے کی ولا اس کے مالک کے واسطے ہم اعتاق وصی کی صورت یہ ہی
کہ وصی نے وصی کو اپنے غلام کے اعتاق کی وصیت کی سو وصی نے موت کے بعد اسکو آزاد کر دیا تو اسکی ولا وصی کی ہو اس واسطے کہ وصی کا فعل وصی
کی طرف منتقل ہو کہ زانی الطحاوی یہاں اعتراض وار د ہو کہ تدبیر اور استیلا سے کس طرح مالک کو ولا حاصل ہوگی حالانکہ ام ولد اور بدو مولیٰ کی موت کے
بعد آزاد ہوتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ صورت اسکی یہ ہے کہ مولیٰ مرتد ہو گیا اور دلا عرب میں جا ملا تو اس کے بدو اور ام ولد کا عتق کا حکم ہوگا پھر مولیٰ مسلمان ہو کر
آپ اسو اس کے ام ولد اور بدو گئی تو اب دونوں کی ولا اس کے کو حاصل ہوگی اور بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہیے کہ مراد یہ ہے کہ عصبہ مولیٰ کے واسطے بدو اور ام ولد کی ولا کا
ثابت ہونا تو اسی سبب سے ہے کہ نبوت ولا مولیٰ کے واسطے ہو چکا ہے اس واسطے کہ ولا کا مستحق اول ہی ہے کیونکہ سبب عتق اسی سے تو عدا دیہو ہے پھر ولا مولیٰ کی
طرف سے اس کے عصبہ کو پہنچتی ہے کہ زانی الدردر و لوا مراد او دنیا او عیالتی تنفذ و صایا و تقضی دیونہ منہ ولا مالک کا حق ہے اگرچہ مالک عورت ہو یا ذمی ہیست تو
مالک ہیست کی وصیتین نافذ ہونگی غلام آزاد کے مال سے اور مالک کے دیون اس سے ادا کیے جائیں گے حق ولا مولیٰ کا ہے اگرچہ عتق کفارہ قتل اور کفارہ افکار
اور کفارہ ظہار سے یا عتق مذکور اور ایمان وغیرہ اوجبات سے ہو کہ لائفہ شرح الحموی ولو شرط علیہ لکھا لفتہ للشرع فیبطل ولا حق مولے کا ہے اگرچہ
عدم ولا مولیٰ شرط ہو گیا ہو بسبب مخالفت ہونے اس شرط کے شرع شریف سے تو شرط باطل ہوگی ومن عتق امۃ و امال ان تر و جہا قن الغیر
قولہ لاقل من نصف حول نہ مقت لا ینقل ولا و امال لوجود عند التلق عن موالی الام ابدا اور جسے کہ اپنی لونڈی آزاد کرے اور حالانکہ اس کا
شوہر غم کا غلام ہے بھر وہ جنی نصف سال سے کثرت میں جب سے کہ وہ آزاد ہوئی تو جو حمل کہ موجود تھا آزاد کرنے کے وقت اسکا ولا منتقل نہ ہوگا
اسکی مان کے موالی سے کہی یعنی اگرچہ اسکا باپ بعد اس کے آزاد ہی ہو مگر جب لونڈی آزاد ہی کے بعد چھ مہینے سے کثرت میں جنی تو بالیقین
معلوم ہو گیا کہ وقت عتق کے حل موجود تھا تو جب لونڈی آزاد ہوئی تو اسکا حل بھی آزاد ہو گیا اس واسطے کہ حل اسکا جن تھا اور اعتاق واقع ہوا اس کے

اور اگر آزاد کرنے والا ہو تو اصحاب الفرض پر میراث نہ ہوگی آزاد کرنے والا اسکو لگا و مقدم علی ذوی الارحام اور آزاد کرنے والا مقدم ہر ذوی الارحام پر یعنی نازلی وغیرہ رشتہ داروں پر مؤخر عن العصبۃ النسبیۃ لانہ عصبۃ سببۃ آزاد کرنے والا مؤخر عن عصبۃ نسبی سے اسو اس کے آزاد کرنے والا عصبہ سببی ہر اور نسبی مقدم ہر عصبہ سببی پر فان مات المولی ثم المعتقد ولا وارث لہ شیء فیما لا تقرب عصبۃ المولی الذکور مستحقین باپ و اگر مولی سے پہلے اس کے بعد غلام آزاد کرے اور غلام کوئی وارث نہ ہو تو میراث اسکو مولی کی عصبات ذکر میں سے اس عصبہ سببی جو مولی سے زیادہ تر قریب ہو اور اگر ہم اسکو محقق بیان کریں گے اس کے باب میں کتاب الفرائض میں میراث مذکور کی تفصیل تحقیق مذکور ہوگی ولینساک من الولد الا ما اعتقن کما فی الحدیث الذکور فی الدرر وغیرہ اور عورتوں کے واسطے ولا عتیق میں کچھ حق نہیں مگر جس غلام یا لونڈی کو عورتیں خود آزاد کریں تو انکی دولا یا دنگی چنانچہ اس حدیث میں یہ صرح ہے جو دروغ یا میں مذکور ہے ہم لفظ حدیث یہ ہو کہ لیس للنساء من الولد الا ما اعتقن اداعتق من المعتقدن و کاتبین او کاتب من کاتبین او برن او برن دبرن او برن ولا معتقن او معتقن قال العینی وغیرہ ان حدیث منکر لاسل لہ وسیجی الجواب عنہ فی الفرائض غلام عینی وغیرہ نے کہا کہ وہ حدیث منکر ہے کچھ اسکی اصل صحیح نہیں اور اسکا جواب کتاب الفرائض میں آویگا م جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث شاذ ہو لیکن یہی ایک بار کے حکام سے ہو کہ یہ تو بزرگ حدیث مشہور کے ہو گئی علی مرفعی اور ابن مسعود اور زید بن ثابت عورتوں کو میراث دیتے تھے مگر انکو جنگو انھوں نے مکاتب کیا یا آزاد کیا ثم فرغ علیہ الاسباب الذکور بقولہ فلو مات المعتقد ولم ترک الا ابنته معتقۃ فلا شیء لہا امی لابنته المعتقد ویوضع مالہ فی بیت لمال بھر مصنف نے قاعدہ مذکور پر یہ قول مستخرج کیا کہ اگر غلام آزاد شدہ مر گیا اور اس نے کوئی وارث نہ چھوڑا سو اسے اپنے آزاد کرنے والے کے بیٹی کے واسطے غلام آزاد کی کچھ میراث نہیں ایسی کہ وہ حق مردوں کا ہو اور اسکا مال بیت المال میں رکھا جائیگا نہ ظاہر الروایۃ و ذکر الزلیس معز اللہ تا یہ ان بت المعتقد ترث فی زیاتنا لنساء و بیت المال و کذا افضل عن فضل جلالہ و میں یہ عدلیہ و کذا المال کیون لما بن و البت مضاعفا لذلک ان فی الفرائض الاشباہ و اقراء المصنف وغیرہ یہی قول عدم میراث کا ظاہر الروایۃ میں ہے اور زلیس نے نہایت کی طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ آزاد کرنے والے کی بیٹی ہمارے زمانہ میں وارث ہوگی غلام آزاد کے مال کی سبب بگڑ جانے بیت المال کے یعنی حکام بیت المال کے مال کو اہل اعتقاد کو نہیں دیتے اپنی شہوات میں صرف کرتے ہیں اور اسنیلے جو مال کہ فضل باقی رہے نہ وہ بیا زوج کے حصہ سے وہ اسکو پھر دیا جائے اور اسی طرح فرزند رضاعی یا دختر رضاعی کے واسطے مال ہوگا اور بیت المال میں نہ دیا جائے کزانے فرائض الاشباہ اور مصنف وغیرہ نے اس قول کو ثابت رکھا ہے و در نہیں کیا و اذا ملک لدمی عبد او لوسلما و اعتقہ فولد لہ لا لولاء لکاتب فیتوارثون بر عند عدم الحاجب کالمسلمین فلو سلما لایرثہ ولا یقتل عنہ و بهذا الفسخ فساد القول بان الولاء ہو المیراث حق الاتفاح اور جبکہ کافر ذمی غلام کا مالک ہو اگرچہ غلام مسلمان ہو اور وہ اسکو آزاد کرے تو اس غلام آزاد کی ولادہ ذمی کے واسطے ہی اسواسطے کہ ولادہ عتاق منسوب کی مانند سبب ہے میراث کا تو اہل ذمہ والکی جہت سے باہم وارث ہوتے ہیں مسلمانوں کے مانند جبکہ کوئی میراث کا حاجب نہ ہو تو اگر ذمی کا غلام مسلمان ہو اور وہ اسکو آزاد کرے تو ذمی اسکی میراث نہ دیا و اگر اس طرف سے دیت دیگا اور اس قول سے یعنی ذمی مولی کو ولا حاصل ہوتی ہے میراث اس قول کا فساد نہایت مرتبہ صریح سے واضح ہو گیا کہ ولادہ وہی میراث ہر ذمی کو ولا عتیق مسلم ثابت ہوتی اور میراث اسکی حاصل نہ ہوتی تو صاف معلوم ہو گیا کہ ولا اور میراث تھیں تحقیق نہیں اور سابق مذکور ہو چکا کہ میراث ولا کا حکم اور اثر ہے اور ترقیب بال حکم جائز ہے ذمی مولی اپنے عتیق مسلم کا اسواسطے وارث نہ ہوگا کہ اگر ثقی شرط حاصل نہیں یعنی اتحاد ولایت وارث و مورث تو اگر ذمی مسلمان ہو جائے اور عتیق مسلم اس کے بعد مرے تو اسکو میراث اسکی بیگی کذا فی الحکمادی و لو عتیق حر بے فی دار الحرب عبد احر بیا لا یعتق بمرد اعتاقہ الا ان یخلی سبیلہ فاذا خلا عتیق حینئذ ولا ولا لہ حتی لو فیہ جالینا مسلمین لیرثہ خلافا للشافعی اور اگر بلی نہ دار الحرب میں مولی غلام آزاد کیا تو بجز اعتاق بلکہ خلیہ وہ آزاد نہ ہوگا مگر یہ کج ذمی غلام مذکور کو خلی الطبع کر دے پھر حرایب اسکو مطلق العنان کر دے یعنی اپنے قبضہ و

تصرف میں نہ کرے تو وہ اس وقت میں آزاد ہو جائیگا اور اسکی والد اسکو نہ بیگی تو اگر عرنی اور اسکا عقیق دونوں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آدیکے تو عرنی اسکا وارث نہ ہوگا برخلاف مذہب ابو یوسف کہ انکے نزدیک میراث پادیکا وکان لہ ان یرالی من شہار لانہ لا ولا ولا علیہ اور عرنی کے غلام آزاد کو جائز ہے کہ جس سے چاہے عقد والات منع کرے اسواسطے کہ کسی کی دلا اسپر نہیں ہو جو عقد موالات دوسرے سے کر سکے و لو دخل مسلم نے دارالحرب فاشتری عبد اثمة فاعتقه بالقول عتیق بلا غلیۃ اور اگر مسلمان دارالحرب میں گیا سو اسنے دہان غلام خرید گیا پھر کوفی بلا تخلیۃ آزاد کیا یعنی دارالحرب میں تو وہ آزاد ہو جائیگا ہم یہ روایت شریکالی کی اس روایت سے مخالفت ہے کہ جب مسلمان غلام عرنی کو دارالحرب میں آزاد کرے تو اسکو اسکی والد حاصل نہ ہوگی امام کے نزدیک کہ لانی الطحاوی اور اس منافات کا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ مصنف نے عتیق کو لیکر اس پر مذکور اور شریکالی میں نفی عتیق کی اور سابق مذکور ہو چکا ہے کہ دلا اور میراث مستحکم الحقیقۃ نہیں والد العلم و لو کان العبد مسلما فاعتقه مسلم او حربی فی دارالاسلام قولہ اسی لمعقۃ اور اگر غلام مسلمان ہو سو اسکو مسلمان یا حربیے دارالاسلام میں آزاد کرے تو اسکی والد اسکو بیگی نہ دے سکے او اوکرنے والے کو فروغ مسائل ملحقہ شارح کے ادعیاء ولا وصیت و برہن کل انہ اعتقہ یقفہ بالوالد والیراث لہما و دشمنوں نے میت کی والد کا دعویٰ کیا اور ہر شخص اسکے گواہ لایا کہ اسی نے اسکو آزاد کیا تو دونوں دعووں کے واسطے دلا اور میراث کا حکم ہوگا بسبب عدم ترجیح الموکلے یشترق الولاء ولا ستی تقدر نہ وصایا ہ و قفصے منہ دیو نہ مولیٰ آزاد کرنے والا استحق ولا ہوتا ہر عصبات سے پہلے تو عتیق کی میراث سے مولیٰ کی وصیتیں نافذ نہ ہوں گی اور اس کے دیوں اس سے ادا کیے جاویں گے اگرچہ عتیق کتابت یا تدبیر یا استیلا سے ہو کہ لانی الطحاوی لکھتا ہے فقہر فی ولا العتاقۃ لفتق التاجر کیف لفتق العطار و الذباغ ہمسر زوجین ولا عتاقۃ میں معتبر ہے تو آزاد غلام سوداگر کا برابر ہے عطر فروش کی آزاد لونڈی سے نہ دباغت کرنے والے کا غلام لازم تو اگر اس کی مصنفہ دباغت کے عتیق سے نکاح کرے تو اسکے مولیٰ کو منع نکاح کا اختیار ہے تا وقتیکہ ولادت یا حامل نہوا ہو کہ لانی الطحاوی الام اذا كانت حرۃ الاصل یعنی عدم الرق فی اصلہا فلا ولا علی ولدہا جبکہ عورت حرہ اصلی ہو یا بنی کہ جسکی اصل میں لونڈی اور غلام نہوا ہو تو اسکے فرزند پر ولا نہیں ہو اگرچہ اسکا باپ غلام ہو اسواسطے کہ حریت اور رقیت میں لڑکا مان کا تابع ہوتا ہے نہ باپ کا کہ لانی الطحاوی ہم حراصلی فقہ کے نزدیک و ممنون میں شامل ہے کہ جسکی ذات پر رقی یعنی کسی کی ملک نہ جاری ہوئی ہو بلکہ وہ پیدا ہوا ہو معتقہ سے ہو گزرے چھ جیسے کے نکاح اور علق کے وقت سے یا اس شخص سے پیدا ہوا ہو جسکی اصل میں رقیق ہو اور دوسرا یہ کہ جسکی اصل میں اصلا رقیق نہو کہ لانی الدرر والاب اذا کان کذا تک فلا یرعیہ لا ولا علی عتاق اور باپ جبکہ اسی طرح کا حراصلی ہو تو اگر وہ عربی ہو تو اسکے دلہ پر ولا نہیں مطلقا یعنی نہ باپ کی قوم کے واسطے ولا نہ مان کی قوم کیواسطے ولو نجی لا ولا علی عتاق اور میراث مقتق الام و عصبۃ فلا ولا للثانی اور اگر باپ نجی ہو تو اسپر ولا نہیں باپ کی قوم کو اور ولد کی میراث پادیکا مان کا آزاد کرنے والا اور اسکا عصبہ برخلاف مذہب ابو یوسف ہم ابو یوسف کے نزدیک بیلا تابع ہے باپ کا ولا میں چنانچہ شخص عربی میں تابع ہوتا ہے اسواسطے کہ نسب باپ کیلئے ہے اگرچہ نسب نفیعت ہو اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ولا ثابت ہوتی ہے نفرت کے سبب سے اور ولد کے واسطے نفرت نہیں نجی باپ کی طرف سے ہو اسطے عرب سو اجمہ میں متنازع قبائلس سے نہیں ہے درمیں ہے اصل اگر والدین حراصلی ہوں یعنی مذکور تو دلہ پر ولا نہیں اور اگر دونوں مقتق ہوں یا اسکی اصل میں عتیق ہو تو ولا باپ کی قوم کے واسطے ہے اور اگر ان معتقہ ہو اور باپ حراصلی یعنی مذکور تو اگر باپ عربی ہو تو ولہ پر قوم مادر کی ولا نہیں اور اگر باپ غیر عربی ہو تو قوم مادر کے واسطے ولا ہے امام احمد کے نزدیک ابو یوسف کے نزدیک لانی الطحاوی

فصل فی ولا الموالاة

فیصل ہر ولا موالاة کے احکام میں ہم موالاة لغت میں یعنی متابعت ہے اور شرع میں چنانچہ بیسیابی بنے کافی مالک کی شرح میں فقہ کی ہے کہ موالاة یہ ہے

مروسانہ دوسرے شخص سے لے کر میری برادری نہیں اور نہ کوئی مددگار ہو جو کوئی طرف مالے اور اپنی قوم کی طرف تائین تیری جماعت میں گناہاؤں
سوی میری مدد کیجو اور میرے اوپر سے نوازش اور مصائب دو کیجو اور اگر میں مر جاؤں تو تو میرے مال کا وارث ہو تو دونوں شخصوں میں عقد موالاة
منفرد ہوگی یعنی بشرط قبول شخص ثانی مصنف نے ولاعتاقت کو دلائے موالاة پر اس واسطے مقدم کیا کہ وہ قریبی ہو قابل انتقال نہیں جمیع احوال میں بھلاں
دلائے موالاة کہ وہ نقل پذیر ہو قبل از ادائے دیت اور ولاعتاقت بالاتفاق سبب میراث ہو بھلاں دلائے موالاة کہ امام مالک اور ثنائی کے نزدیک
اسکا کچھ اعتبار نہیں والدلائل فی الموطا و فی السنن و فی المستدرک علیہما و فی الشرح و فی المغنی و فی المستدرک علیہما و فی المستدرک علیہما و فی المستدرک علیہما
یہ شرط اذامات و یعقل عنہ اذاجنی صحیح ہذا العقد اسلام قبول کیا ایک مرد مکلف نے دوسرے شخص کے ہاتھ پر اور اسکا تابع ہوا یا اس کے سوا اور شخص کا تابع
ہو یا اس شرط پر کہ قبوع اسکا وارث ہو جبکہ تابع مرے اور شخص قبوع اسکی طرف سے دیت دے جبکہ تابع سے نقل خطا صادر ہو تو یہ عقد موالاة صحیح ہے شراح
نے کہا بشرط موالاة کی عجمی ہونا ہی نہ مسلمان ہونا بنا بر بیان گذشتہ اور اگر کچھ نہ کہو رہو گام اسلام کی قید باعتبار غالب مالک ہے بشرط نہیں عاقل بالغ
ہونے کی قید اس واسطے لگائی کہ عقد موالاة بقرن دائر ہر نفع اور ضرر میں اس واسطے کہ اس میں ایجاب میراث اور التزام دیت ہو تو بدو عقل و بطن کے
صحیح نہ ہو مگر باذن اور عجمی کی قید اس واسطے لگائی کہ تنازع عرب کا قبائل سے ہو تو عقد موالاة کی عرب کو کچھ حاجت نہیں کذا فی الدرر و عقلم علیہ وارثہ اور
دیت اسفل کی اعلیٰ پر ہے اور میراث اسفل کی اعلیٰ کے واسطے ہو کذا فی شرط الارث من الجانبین اور اس طرح عقد موالاة صحیح ہے اگر میراث دونوں جانبوں
سے مشروط ہو یعنی اگر اسفل مرے تو اعلیٰ میراث اسکی ہے اور اگر اعلیٰ مرے تو اسفل اسکی میراث ہے ثم توارث من الجانبین اس طرح اکثر کتابوں میں ملا
مخلان مذکور ہے لیکن علامہ مقدسی نے ابن سنیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ معاجین کا قول ہے اور امام کے نزدیک نالی ہولی ہوگا اہل کا اور اہل کی ولا باطل ہو جائیگی
اس واسطے کہ تابع قبوع نہیں ہوتا اور نہ قبوع تابع واسطہ علم کذا فی الموطا و فی السنن و فی المستدرک علیہما و فی المستدرک علیہما و فی المستدرک علیہما
منفرد کرے صغیر عاقل اپنے باپ یا اس کے بھئی کے اذن سے تو عقد صحیح ہے بسبب عدم مانع کا لو والے العبد باذن سیدہ آخر فان یصح و یکن و کیلا
عن سیدہ بعقد الموالاة جیسے کہ اگر غلام اپنے مالک کے اذن سے دوسرے شخص سے عقد موالاة منع کرے تو صحیح ہے اور غلام وکیل ٹھہر گیا اپنے مالک
کی طرف سے عقد موالاة کا غلام وکیل ٹھہر گیا نہ اصل اس واسطے کہ وہ میراث اور التزام مال کا اہل نہیں ہو بلکہ اہل کی جانب سے وکیل ہے و آخر اذاجنی صحیح
ہو می الرحم لضعفہ اور موالاة کی ارث نامالی رشتہ دار سے ہو کر ہو اس کے ضعف کے سبب سے م اس واسطے کہ موالاة عاقرین کا عقد ہو تو اس کے غیر پر وہ
لازم نہ ہوگی اور نامالی رشتہ دار وارث شرعی ہو تو عاقرین اس کے ابطال کے مالک نہیں ولہ النقل عنہ مجتہد نے لے غیہ ان لم یعقل عنہ او عن طرفان
عقل عنہ او عن لہ لا ینقل لک یہ اور عاقر اسفل کو عقد موالاة کا نقل کرنا عاقر سے اس کے ساتھ اس کے نزدیک کی طرف جائز ہو اگر عاقر نے اس کی طرف
سے یا اس کے والد کی طرف سے دیت نہ دی ہو اور اگر دیت دی ہو اس کی طرف سے یا اس کے والد کی طرف سے تو دلائے موالاة منقول نہ ہوگی اس واسطے کہ مولے
نے اس کو مال اور مضبوط کر دیا دیت کے دینے سے ولا یوالی معق احد للزوم ولا العاقرۃ اور عقد موالاة منع کر کے غلام آزاد کسی شخص کے سبب
لازم ہونے دلائے عتاقت کے امرأۃ والدت ثم ولدت مہول النسب یقبحہا المولود فیما عقدت ایک عورت نے موالاة منع کر کے پھر وہ ایک لڑکا
جس کا باپ معلوم نہیں) حتیٰ تو وہ لڑکا اپنی ماں کا تابع ہو عقد مذکور میں وکذا الرأۃ بعقد الموالاة وانشاء والولیٰ مہر لا ینفع محض فی حق بغیر طہر یا بائ
اور اسی طرح لڑکا ماں کا تابع ہوگا اگر اس کی ماں عقد موالاة کا اقرار کرے یا عقد منع کرے اور مالک کہہ دیا اس کے ساتھ موجود ہو تو ماں کا تابع ہوگا عقد میں
اس واسطے کہ وہ نفع محض ہے اس کے غیر کے حق میں جس کا باپ معلوم نہیں و عقد الموالاة شرطہ ان یکن حراً مہول النسب بان یسب الی غیرہ ان سیدہ
غیر الی غیرہ مانیہ اور عقد موالاة کی شرط یہ ہے کہ عاقر اسفل آزاد مہول النسب ہو یعنی اپنے سوا اور شخص کی طرف منسوب نہ ہو وغیرہ منسوب ہونا اس کی طرف

مجبوریت نسب کا مانع نہیں کذا فی النہایم اور دوسرا قول مالکیہ یہ کہ محیط سے یہ منقول ہے کہ بھول النسب ہونا شرط نہیں کذا فی المطہادی
والثانی ان لایکون عربیا اور دوسری شرط موالاة کی یہ ہے کہ مولا سے اسفل جزل ہو والثالث ان لایکون لہ ولادۃ عتاقہ ولا موالاة مع احدہ
قد عقل عنہ اور تیسری شرط یہ ہے کہ اسکے واسطے ولادۃ عتاقہ نہ ہو اور نہ ولادۃ کسی شخص کے ساتھ اور حالانکہ وہ شخص اسکی
طرف سے دیت دے چکا ہو والرابع ان لایکون عقل عنہ بیت المال اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اسکی طرف سے بیت المال سے دیت نہ دی گئی ہو
اگر اسکی دیت بیت المال سے دی گئی ہو تو اسکی میراث ہر امت مسلمین کی واسطے ہے شرح لمطہادی میں ہے کہ لقیہ کذا دہر او جنایت جسکی بیت المال پر ہے
اسکی میراث بھی بیت المال لے یعنی اہل اسلام کے واسطے ہے پھر جب وہ جوان ہو تو اسکو اختیار ہے جس سے چاہے موالاة کرے مگر جبکہ اسکی طرف سے دیت نہ
گئی ہو بیت المال سے تو اسکو کسی کے ساتھ موالاة کرنا درست نہیں کذا فی المطہادی والہذا مسلم بن شیطہ العقل المارث اور باجوہ میں شرط یہ ہے کہ دیت
اور میراث مشروط ہو واما الاسلام فلیس بشرط تجوز موالاة المسلم الذمی وعسکۃ الذمل الذمی وان اسلم الاسفل لان الموالاة کا وجوب تکمیل بطنہ فی البدن اور
اسلام عقد موالاة میں شرط نہیں تو جائز ہے موالاة کرنا مسلمان کا ذمی سے اور ذمی کا مسلمان سے اور ذمی کو ذمی سے اگرچہ مولا سے عقل اسلام قبول کرے
اسواسطے کہ موالاة وصیت کے مانند ہے چنانچہ اسکو شرح بیان کیا ہے یدائع میں م یعنی جسطرح وصیت صحیح ہے مسلم اور ذمی سے مسلم اور ذمی کے واسطے بھی
ہی موالاة بھی صحیح ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ ذمی کو وصیت کا مستحق ہوتا ہے موسیٰ کی موت کے بعد باوجود اختلاف دین کے اور موالاة کا موالی
وارث نہیں ہوتا اختلاف دین کے ساتھ کذا فی الخبئی ونے الوہابیۃ شعر وعق عبد عن ابیہ ولاؤہ + لہ والوہ بالمشیتہ یوجزہ اور وہابیہ میں ہے اور
غلام آزاد کرنے والے کو اپنے باپ کی طرف سے میراث غلام آزاد کرنے والے کے واسطے ہے اور اسکا باپ بمشیت ربانی ماجر ہے یعنی اعتق عبدہ عن ابیہ
الیت فالولاء والاجر لایبیشا واللہ تعالیٰ من غیر ان ینقص من اجر الا ان یعنی ایک شخص نے اپنا غلام آزاد کیا اپنے میت باپ کی طرف سے تو میراث
غلام کے آزاد کرنے والے کے واسطے اور ثواب باپ کے واسطے ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے بلا نقصان ثواب فرزندم ایسا کوئی جیسے کہ اعتناق کا ثواب کچھ باپ کو
ملے گا اور کچھ فرزند کو بلکہ دونوں کو پورا ثواب اعتناق کا حاصل ہوگا لکن فضل اللہ یؤتیہ من یشاء وافتقر فی الفضل النظیم شارح وہابیہ علامہ عبد اللہ بن
مشیت الہی کی قید ناظم نے اسواسطے لگائی کہ یہ مسئلہ ثابت ہے خبر احاد سے اور اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا کذا الصدقات والدعوات لا یورہ دکن
مومن کیون لا اجر لہم من غیر ان ینقص من اجر الا ان منقرات اور اسطرح صدقات اور دعوات والدین کیواسطے اور یا نثار کیواسطے کرنے سے والدین
اور مومنین کو ثواب ہوتا ہے بدون اس بات کے کہ فرزند او بافاعل کا کچھ ثواب کم ہو جائے کذا فی المفصرات م علامہ عبد اللہ بن کما کہ بنا ہے مسئلہ اسپر ہے کہ
زندوں کے اعمال کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور ائمہ قاضی القضاۃ سرحدی وغیرہ نے رسائل تصنیف کیے ہیں اور کچھ تصنیف ہمارے استاذ قاضی القضاۃ
سعد الدین دیرمی کر ہی جسکا نام کوکب زیارت ہے علامہ تالیفات مذکورہ یہ ہے کہ جو عظام کا مذہب صحیح ہے کہ اموات کو ثواب پہنچتا ہے یعنی صدقات اور دعوات کا کذا فی
المطہادی واللہ اعلم ومنتفقہ اللہ النظیم الکریم

کتاب الاکراہ

یہ کتاب ہے اکراہ یعنی جبر اور زبردستی کے احکام میں ہولتہ محل الانسان علی شے لیکر یہ اکراہ لغت عرب میں عبارت ہے انسان کو برا ٹکڑہ کرنے سے
اس چیز پر جسکو وہ ناپسند رکھتا ہو یعنی کسی دمی سے وہ کام کرنا جو اسکو برا لگتا ہو خواہ کراہت طبعی ہو یا شرعی وشرعاً افضل لو جہد من الکفر فی رث
فی المحل معنی یہ ہے دفعو علی الفعل الذمی مطلب منہم اور شرع میں اکراہ زبردستی کرنے والے کے ایسے فعل خواہ دھمکانے کو کہتے ہیں جو طر
ثانی کے دلیں وہ اثر پیدا کرے کہ جس فعل کو اول شخص اس سے چاہے اسکو بنا چاہی کہ ناپسند سے فعل دل شامل ہے فعل حقیقی اور دمی کو اکراہ ہے

قول کو بھی چنانچہ نہ بانی دھمکی نعل عسکی کی یہ صورت مذکور ہے قسستانی میں کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کے قتل کا امر کیا اور اسکو کسی چیز سے تہیہ نہ کی اگر مامور بے انتہائی دلالت دال سے کہ اگر اسکو قتل نہ کریگا تو امر اسکو مار ڈالیا گیا اسکو کوئی عضو کاٹیا گیا تو یہ بھی کراہ ہے اور محل سے مراد مکہ بالفتح ہے یعنی حبیہ کراہ واقع ہے اور معنی سے مراد خون ہے کہ انی الطحاوی و زرغورین ہی کہ اگر اہ شرعی غیر سے فعل کروانا بواسطہ اس تہیہ کے جو ورنہ سے غیر کو نیست و نابود کرے نہ اس کے اختیار کو لیکن تہیہ گاہ ہے اختیار کو فاسد کر دیتی ہے اور گاہ ہے نہیں انجاء فعل عدم رضا معتبر ہے اگر اہل سبب و تہمین اور اصل اختیار ثابت ہو سبب صورت میں لیکن بعض صورت میں اختیار فاسد ہو جاتا ہے اور بعض صورت میں فاسد نہیں ہوتا انتہائی و تحقیق اسکی شرح و قیاس میں یونہی مذکور ہے کہ رونا کے مقابلہ میں کراہت ہے اور اختیار کے مقابلہ میں جبر ہے جس میں ضرب کے کراہ میں بلا شک کراہت موجود ہے تو رونا مندوم ہی لیکن اختیار ثابت ہر مع وصف السلامہ اسواسطے کہ اختیار فاسد ہو جاتا ہے بمقابلہ تلف نفس تلف عضو کے تو صبر میں جان یا عضو کی ہلاکی ہے تو واقعہ اس سبب حیوانات کی پیدائشی ہے کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ قوت ماسک انسان بلکہ جمیع حیوانات کو کس طرح روک کھتی ہے اور اپنے مکان کے گرنے اور گاہ میں گھسنے سے در صورت گمان تلف تو اس سے باز رہتا اگرچہ اختیار ہی ہے لیکن ظاہر اختیار ہے جو جبر سے تہیہ ہے اس واسطے تلف جان یا عضو کے وقت اختیار یا قیاس ہے لیکن اختیار فاسد اگر اسواسطے کہ انسان اپنے مخلوق ہے اس اہ سے کہ طبیعت اس پر مجبور ہے یا وجود اس کے طبیعت خطاب شرع باقی ہے اگر اہ طبعی و غیر طبعی میں بواسطہ تحقق عقل و برانوع کے و ہونہ ان تمام دیوانہ طبعی یا نفس و عضو اور ضرب سبب والا فاقص ہو غیر طبعی اور اگر اہ و قسم ہو کہ ملل و ناقص کراہ کا ملل درودہ کراہ طبعی ہے یعنی جو امور کو منظر کراہ جان یا عضو کے تلف ہونے سے یا نہایت سخت مار سے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ ناقص ہے اور وہی کراہ غیر طبعی ہے جس میں شدید سے مراد وہ ضرب ہے جو موجب ہوا تلف نفس یا عضو کی چنانچہ بانی میں ہے و لہذا تقاضی سے کہ اگر اہ طبعی چنانچہ درانا قتل نفس و قطع عضو اور ضرب شدید متوال سے جس سے تلف ہونیکا خون ہوا و غیر کراہ چنانچہ درانا محسوس کرنے اور تہیان پالون میں ڈالنے اور ضرب ایسی سے کہ انی الطحاوی و شرط اربعہ امور قرار الملک و علی القیاس ما درودہ سلطانا اولصا او خودہ اور اگر اہ کی شرطین چار چیزیں ہیں ایک شرط فادہ ہونا کراہ کرنے والے کا اس چیز کے واقع کرنے پر جس سے اس نے تہیہ یا تو خوف کی ہو خواہ مکہ پادشاہ ہو یا چور کراہ یا فدا اس کے دشمن جس جرم ماندا اس کے زور پر اپنی نوجو کے حق میں اور غیر غیر محتلم سلاط سے اور مجنون سلاط سے کراہ ممکن ہے تو اگر مجنون مذکور ایک شخص سے دوسرے کو قتل کر دے تلف نفس کی تحویل سے تو قاتل پر قصاص نہیں اور نہ دیت تو قاتل مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا اگر اس کا وارث ہو اور دیت مجنون کی تو مہر ہوگی کہ انی الطحاوی و الثانی خوف الملک و بالفتح القیاس علی القیاس ما درودہ فی الحال بملیہ فتنہ یسیر طہارہ اور دوسری شرط خون ہو مکہ بالفتح کا یعنی حبیہ کراہ اور زر بردستی ہوئی وہ اپنے ظن غالب سے نہ دتا ہو تہیہ والی چیز کے واقع کر دینے سے فی الحال تاکا اس گمان شدہ مضطرب اور مضطرب طہارہ جہم اور اگر ظن غالب ہو اس کے نہ واقع کرنے کا یا کراہ کرنے والا وہاں سے مل گیا تو کراہ ثابت نہ ہوگا و الثالث کوئی لاشی الملک و تہیہ نفسا و عضو اور وجوہا علیہم الرضی اور تیسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کے سبب کراہ ہو وہ چیز جان یا عضو کی تلف کرنے والی ہو یا موجب ہوا تہیہ اندوہ کہ جو رضامندی کو نیست و نابود کرے جس شرح و قیاس میں ہے کہ اگر اہ و قسم ہی ایک یہ کہ رضامندی کو تلف کر دے اور یہ کراہ صبر یا ضرب سے ہوتا ہے اور اگر اہ فانی ہند اختیار ہو وہ قتل اور قطع عضو کے خون سے ہوتا ہے تو قوت رضامندی فساد اختیار سے عام ہے تو جس یا ضرب میں رضامندی ہے لیکن اختیار صحیح باقی ہے اور قتل میں رضامندی نہیں لیکن اسکو اختیار غیر صحیح ہے بلکہ اختیار فاسد ہے انتہائی اور موجب غم گاہ ہے جس سے ہوتا ہے اور گاہ ہے ضرب اور اگر اہ میں مقدار جس سے غم صریح حاصل ہو اور ضرب کی مقدار یہ ہے جس سے درد شدید پیدا ہوا و احسن ایسی کوئی حد نہیں جس سے کسی دہر یا دتی نہ ہو اسواسطے کہ نسب مقادیر سے متبع ہے بلکہ یہ عالم کی تجویز و مفوض ہے کیونکہ مختلف باختلاف اشخاص ہے کہ انی الطحاوی و صلی الزلیلی و ہذا انی مراد ہے مختلف باختلاف الاشخاص فان الاشراف یعون بکلام حسن والا زوال بکلام لایفون الا بالاضرب المبرج ابن کمالی و برہمنی و جہم کما تہیہ کراہ کا اور وہ مختلف باختلاف اشخاص

طلاق کہانی القیستانی و لزیمہ قیمہ وقت الاتفاق و لو معسر از اہری لائمانہ بقصد فاسد اور مشتری کو قیمت اسکی جو اعتاق کے وقت ہوگی لازم ہوگی
 اگر مشتری مفلس ہو کہانی الذاہدی بسبب تلف کرنے مشتری کے عقد فاسد سے فان قبض ثمنہ او سلم المبیع طوعاً قید لکن کو برین نقد یعنی
 لازم الماسان عقود المکرہ نافذہ عندنا و المعلق علی الرضی و الاجارة لزومہ لانفاذہ اذ الزوم امر و لا النفاذ کا حقیقہ ابن کمال پھر جیسہ اگر اہ ہوا اگر
 ثمن اسکا خوشی سے لے یا مبیع کو رضامندی سے مشتری کو تسلیم کرے تو بیع نافذ ہوگی یعنی لازم اسواسطے کہ گذر گیا کہ مکرہ بالفتح کی عقود یہاں سے
 نزدیک نافذ ہیں اور اسکی رضامندی اور اجازت پر لزوم عقد معلق ہو نہ اسکا نافذ ہونا اسواسطے کہ لزوم نفاذ کے سوا امر ہی چنانچہ ابن کمال
 نے ایضاً بیان اسکو تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہم بعد قبض اور تسلیم بیع لزوم ہوگی ثمنہ فاسد بقلب بہ صحیح ہو کہ لازم ہو جاوے گی اسطرح کہ اب اسکو شرح کا اعتبار
 باقی نہیں کیا اور شراح نے جو نفاذ عقود کا اگے مذکور کیا اسکی تاویل بھی مذکور ہو چکی اور ابن کمال نے شرح لفظ اوی سے نقل کیا ہو کہ عقود مذکورہ
 نافذ ہیں مگر اسکو اختیار ہے منسوخ کر ڈالنے کا یا رضامندی کے سبب انتہی ظاہر نفاذ سے مراد افادہ ملک ہو نہ یہ کہ عقود صحیح ہیں اسواسطے کہ خود
 ابن کمال نے تصریح کی ہو کہ تمامی بیع کی اسکے منقلب ہو جائے سے صحیح ہو کہ بائع کی رضا اور اجازت پر یہ عقود ہی تو اسکا شن قبض کرنا اور تسلیم
 کر دینا بطل کہ بیع کو صحیح کر دیتا ہو اسواسطے کہ قبض اور تسلیم رضا اور اجازت پر دلالت کرتا ہو اور بجز الرأی میں کتاب البیوع کے اندر شروط صحت بیع کے
 نزدیک تصریح ہو کہ تنہا شروط صحت رضامندی ہو تو مکرہ بالفتح کی بیع اور شرافا سہ ہو اور سنا را در اسکی شرح میں مذکور ہے کہ مکرہ کی بیع فاسد ہی یعنی فاسد
 منعقد ہوتی ہو ہی عدم رضا کے سبب جو نفاذ کی شرط ہو کہانی المحظوظی لم یغفلت و الضابطان لا یصح مع الزل ینقد فاسداً فله ابطالہ میں کتاب ہوں
 اور قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو عقد کہ صحیح نہیں ہر حال در بیوہ کی سے چنانچہ بیع اور شر اور اجازت وہ اگر اسے فاسد منعقد ہوتی ہو تو مالک کو اسکا باطل کر دینا جائز
 ہو یا یصح یصح قبض الحاکم کی سبھی اور جو عقد کہ ہر حال در بیوہ کی سے صحیح ہو چنانچہ عتق و تدریر اور طلاق وہ اگر اسے صحیح ہی تو تاوان لے مالک یا یعنی
 اگر اسے دالے سے چنانچہ اسکا ذکر عنقریب دیگا و ان قبض التین مکرہ بالایزیم اور اگر مالک نے ثمن اگر اسے قبض کیا تو بیع لازم نہ ہوگی و ردہ و لم یضین ان
 مالک الثمن لانه امانہ و در ان بقیمائی بدہ لعمادہ اور ثمن کو پھر دے اگر اسکے پاس باقی ہو کیونکہ عقد فاسد ہو گیا اور تاوان نہ دیگا اگر ثمن تلف ہو گیا ہو
 اسواسطے کہ وہ امانت ہی کہانی الذم امانت اسواسطے تھا کہ اسنے مشتری کی اجازت سے لیا تھا لالی سبیل التملک تو تاوان اسپر لازم نہ ہوگا لکن حقیقہ
 البیوع الفاسد سے اربع صورتیں لیکن بیع مکرہ مخالفت ہی بیع فاسد کے چار صورتوں میں بیحوز بالاجارۃ القولیۃ و الفعلیۃ پہلی صورت یہ ہے کہ بیع کو جائز
 ہو جاتی ہو اجازت قولی اور فعلی سے برخلاف اور بیع فاسد کہ وہ اجازت سے منقلب یصح نہیں ہوتی و التانی انہ ینقص ثمن مشتری سے و ان
 نادانۃ الاذی و در دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کا تصرف اس سے توڑا جاتا ہو اگرچہ دست بہمت چند بار اسکی بیع ہوگی ہو برخلاف اور بیوع فاسد کے سوا اسکے
 اور بیوع فاسد میں حق شرع کی جہت سے فساد ہو اور بیع مکرہ میں حق العبد کی جہت سے فساد ہو اور حق العبد حق سہ پر مقدم ہو کیونکہ عید حاجت ہے اور حقیقہ
 فی کذا فی المحظوظی و الثلاث تعبر القیمۃ وقت الاتفاق دون وقت القبض و تفسیری صورت یہ ہے کہ بیع مکرہ میں وقت اعتاق کی قیمت مشتری نے
 قبض کے وقت بخلان اور بیوع فاسد کے کہ انہیں وقت قبض کے قیمت معتبر ہو نہ وقت اعتاق کے و الرابع الثمن فی الثمن لمانہ فی یہ المکرہ نافذہ باذن مشتری
 لمانہ ان بلا قید بخل افغانی لفساد برائزید اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ثمن اور ثمن یعنی بیع امانت ہو مکرہ بالفتح کے ساتھ میں سبب لینے ثمن کے مشتری کے اذن سے
 یا بسبب لینے بیع کے بائع کے اذن سے تو بر دون نقدی کے تاوان نہیں برخلاف ان دونوں ثمن اور ثمن کے بیع فاسد میں کہ امانت نہیں ہو سکتے کہانی
 فی لایزادہ ہم ثمن اور بیع اسوقت امانت ہو جبکہ بائع پر ثمن لینے کا اگر اہ ہوا اور مشتری پر بیع لینے کا امر سلطان اگر اہ وان کم یہ تو یہ پادشاہ کا امر اگر اہ
 ہو اگرچہ اسنے قتل یا جہس کی وجہ سے تدرید نہ کی ہو مگر ثمن لمانہ میں ہو کہ پادشاہ نے ایک مرد کے کما کہ یہ ثمن لپی یا یہ مرد کا یا اس مرد کا گوشت کھان

اور نہیں کہ میں جو قتل کر دیکھا تو اسکو کھانا جائز ہی بلکہ فرض ہو چکا جسکو لوگ غالب ہو کر اگر دیکھا تو قتل ہو گیا پھر اگر اس نے نہ کھایا اور قتل
ہوا تو گنہگار ہو گا پھر اگر واپس میں اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ وہ گنہگار ہو گا اور اپنے خون میں ماخوذ ہو گا لیکن اگر حالت ضرورت کی اجابت
سے باہل ہو گا اور نہ کھائے سے قتل نہ کر گیا خوش طبعی سے تہدید قتل کی کرتا ہو تو اسکو کھانا درست نہیں اور اگر پادشاہ ایک مرد پر اگر دیکھے کہ وہ
اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اسکو ہاتھ کاٹنا جائز ہو اگر وہ چاہے اور اگر پادشاہ نے کہا کہ تو اپنی ذات کو قتل کر نہیں تو جو قتل کر دیکھا تو اسکو اپنا قتل کرنا
جائز نہیں انتہی مختصر اور ملتی اور جسکی شرح میں ہر اور اگر وہ تہدید قتل ہوا اسکو کہ ہاتھ پیرے گر پڑے یا آگ میں گھسن جائے یا اور ملک چیز
تو اسکو اختیار ہو امام کے نزدیک چاہے اقدام کرے چاہے صبر کرے اور صاحبین نے کہا کہ اس پر صبر لازم ہو گا لہذا طوطاوی مختار و امر غیرہ لا ان
المسلم المأمور بدلالة الحال نہ لو لم یقتل امره یقتلہ او یقطع یدہ او یضربہ ضرباً یخاف علی نفسه او تلف بعضہ و منیۃ الفتی و ینتی اور پھر
کے سوا اور کسی کا امر اگر وہ تین بشرطیکہ امور دلالت حال سے بخانا ہو کہ اگر اسکا کھانا نہ کر لیا تو وہ اسکو قتل کر لیا یا اسکا ہاتھ کاٹ ڈالیا یا اسکو
اس طرح مار لیا جس سے اسکی جان یا عضو کے تلف ہو گیا خون ہو گا کھانے منیۃ الفتی اور اسی قول کا فتویٰ ہے ہر ذی الزامیۃ الذی وجہ سلطان و وجہ تہدید قتل
اگر وہ اور بزار یہ میں ہو کہ شوہر پادشاہ ہو اپنی زنجیر کا تو اس سے اگر وہ ثابت ہو کہ تہدید زنجیر اس صورت میں اگر وہ جیکہ قادر ہو اسکے کرے پیر اور
یہ دو روایتوں میں سے ایک معایت ہو امام سے کہ ذاتی الطحاوی اگر وہ المحرم علی قتل صید فابی حتی قتل کان ماجوراً عند اللہ تعالیٰ اشیاء ابرار
باندھنے والے پر اگر وہ ہوا شکار کے مارنے کا سوا اسنے انکار کیا یہ ان تک کہ وہ دیکھا تو وہ نواب پادشاہ حقیقتاً کے نزدیک کھانے الا شہابہ ہم پیر اگر محرم
شکار ہو گیا تو قیاس میں اسکو کچھ نہیں اور استحسان میں قابل پر کفارہ ہو نہ اسکے امر پر اور اگر امر اور امور و وزن محرم ہوں تو دونوں پر کفارہ ہو
کھانے الطحاوی ولو اگر البائع علی البیع لا المشتري و ہلک المبیع فی یدہ ضمن قیمۃ البائع تقبضہ بقدر فاسد او اگر بائع کے بیچنے پر اگر وہ ہلاک شد
پر اور بیع تلف ہو گئی مشتری کے ہاتھ میں تو مشتری اسکی قیمت کا بائع کو تاوان دے بسبب قبض کرنے مشتری کے بیع کو عقد فاسد سے ہم تاوان
قیمت کا مشتری پر لازم ہو اگر بائع ضمن اسکا لے چکا ہو اور فائدہ لازم تاوان کا یہ ہو کہ اگر قیمت زیادہ ہو شن سے تو تاوان کو بائع مشتری سے بھلے
اور اگر مشتری پر بھی اگر وہ ہوا اور بیع اسکے پاس تلف ہو جائے بدون نقدی کے تو تاوان اس پر نہیں کیونکہ وہ اس صورت میں اسکے پاس ضمانت
ہو کہ ذاتی الطحاوی عن المحموی عن الصغری و البائع المکولہ ان یضمن الی اشیاء من المکولہ بالکسر مشتری اور مکولہ بالبائع یعنی بائع کو اختیار ہو کہ بیس سے
تاوان لے مکولہ بالکسر یعنی اگر وہ کھانے والے سے اور مشتری سے فان ضمن المکولہ رجوع علی مشتری بقیمۃ پیر اگر مالک تاوان لے کر دے گئے سے تو وہ مشتری
سے قیمت اسکی بھر لے یعنی اس واسطے کہ وہ اداے ضمان سے اسکا مالک ہو گیا و ان ضمن مشتری تو تاوانی جائز لا امر کل شرعاً و لا ینق و لا قبل
لضمن مشتری الثانی مثلاً بصیر و مکولہ فیمز ما یدہ لا ما قبلہ اور اگر مالک مکولہ نے مشتری سے بیع کا تاوان لیا تو تاوان ذی بئیل گذشتہ جائز ہو جائے گی
ہر خریدار کہ بعد تاوان کے واقع ہوئی اور فائدہ ہو گی وہ خریدار کہ تاوان سے پہلے واقع ہوئی اگر شلاً مشتری ثانی تاوان دے کیونکہ بیع قیمت کے تاوان
دینے سے مشتری ثانی کی ملک ہو گئی تو اسکے بعد کی خریداری جائز ہو گی بقول کی ہم معذرت نے ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ کے ضمن میں بیان کر دیا
پہلا مسئلہ یہ ہو کہ اگر بائع پر اگر وہ ہونہ مشتری پر بعد بیع تلف ہو جائے تو مالک چاہے اگر وہ کہے تو ایسے تاوان قیمت کا لے چاہے مشتری سے
دوسرا مسئلہ یہ ہو کہ بیع مذکور کو مشتری اول مشتری ثانی کے ہاتھ بیچ کرے اور ثانی ثالث کے ہاتھ شلاً اور مالک مشتری ثانی یا
مالک سے تاوان قیمت کا لے تو تاوان کے بعد کی خریداری جائز ہو گی نہ پہلے کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لینا تو تمام خریداریاں جائز ہو جائیں گی

لفظ دوسرے کا کہ بہتر یہ تھا کہ معصوم اس مسئلہ کو علی ہذا ذکر کرتا اس واسطے کہ یہ مسئلہ نزاع الیدی میں مفروض ہے اور پہلا مسئلہ مشتری واحد میں مفروض
 ہے فیہ فی مشتری الضامن بالتمن علی بآئہ تو تاوان دینے والا مشتری ثمن مبیع کا اپنے ہائے سے بھر کے بخلاف ما اذا اجازت لک مالک حد الیاءات
 حیث يجوز الجمع یا عند التمن من مشتری الماقل لزوال المانع بالاجازة برضات سابق یہ صورت ہے جبکہ مالک کسی بیع کو بیوع مذکورہ میں سے
 جائز رکھے اگرچہ بعد از یہ اجازت واقع ہو کہ اس نے لفظ دوسری تو سب اکل اور بچھلی بیوع جائز ہو جائیگی اور مالک مشتری دل سے ثمن لیگا
 وجہ جواز کل بیوع زوال بان ہی یعنی مانع صحت بیع نارضا مندی تھی مالک کی سوا اس کی اجازت سے مانع دفع ہو گیا فان اگر علی کل میتہ او دم
 او لحم خنزیر و شراب خمر یا کراہ غیر طبعی یا حبس او ضرب او قبیح لم یحل ان لا یصور فی کراہ غیر طبعی پھر اگر ایک شخص پر کراہ واقع ہو امر وار یا خون یا سو
 کے گوشت کھانے یا شراب کے پینے پر بواسطہ کراہ طبعی کے چنانچہ جس یا ضرب یا قید کی تہذیر سے تو کھانا حلال نہیں اس واسطے کہ کوئی ضرورت نہیں
 کراہ غیر طبعی میں یعنی محرمات مذکورہ تو بضرورت مباح ہو جاتے ہیں چنانچہ تخصیص میں او بجز جان یا عضو کے تلف ہو نہ خون نہ ہو اور ضرورت
 ثابت نہ ہوئی کہ لانی المانع نعم لای المشرب للشبہ بان یہ البتہ ہو کہ کراہ مذکور سے اگر شراب کوئی پیے تو اس پر حد امرتہ جائیگی شہابحت کے سبب سے
 وان اگر طبعی بقتل و قطع عضو اور سیرج ابن کمال حمل لفعل بل فرض اور کراہ طبعی واقع ہوا سبب تہذیر قتل یا قطع عضو یا ضرب شدید متعلق
 کذا صرح ابن کمال تو فعل مذکور حلال ہے بلکہ فرض ہی یعنی اس واسطے کہ محرمات مذکورہ عند الضرورت مباح ہیں اور جان بچانی سے زیادہ کون ضرورت ہو
 مسائل کراہ کے تین قسم ہیں ایک مستم ہر جسمین اقدام غریب ہی یعنی جسکے کرنے پر کراہ واقع ہوا اسکا گنا افضل ہے اور اگر نہ کیگا یہاں تک کہ قتل ہو گا
 تو گنا گار ہو گا اور وہ شراب خمر اور متناول مردار اور مانند اسکے ہو دوسری قسم میں عزیمت امتناع ہو اور اقدام رخصت ہے اور وہ معافانہ اجراء
 کا کفر اور دشنام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو اور جو کہ کفر ہی اور استحقاق دین کا سبب ہی تیسری قسم میں امتناع عزیمت ہے اور اقدام میں رخصت نہیں
 کسی حال میں اور وہ قتل نفس معصوم محرم ہے یا اسکا قطع عضو کذا فی الاثنانی فان من غیر قتل الخ ثم الا اذا ارادہ منافیۃ الکفر فلا یاس بہ پھر اگر محرمات مذکورہ کھانے
 میں مہکیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تو گنا گار ہو گا اگرچہ اس امتناع سے کفر کی غضبناکی اور گنا جانے کا ارادہ کرے تو کچھ معافانہ نہیں جم وجہ عصیان یہ ہے کہ
 نزاع اول محرمات اس حالت میں مباح ہو اور جان یا عضو نہ کھائے سے تلف کرنا حرام ہے کذا فی الزیلعی و کذا فی العلم الا بآئہ بالکراہ لایا ثم تحقیق فیہذا بالاجل لکل
 یا خطاب فی اول الاصل فی الزیلعی و راسی طرح اگر بضرورت بآئہ محرمات مذکورہ کے کراہ سے بچنا ہو تو گنا گار نہ ہو گا بسبب مخفی ہونے اباحت کے تو معذور ہو گا
 ما و انتہی سے جیسے احکام شرعیہ کی نداشتگی ابتداء اسلام میں یا دار الحرب میں مذہب اہل اباحت محرمات عند الضرورت محل خطا ہے اور اہل اختلاف
 بھی علماء اور صابر کے گمان امتناع معصیت سے احتراز ہے تو معذور ٹھہر کذا فی الزیلعی ابتداء اسلام میں مراد یہ ہے کہ کافر مسلمان ہو اور ہندو
 احکام شرعی کے سیکھنے کی فرست نہیں پائی یا دار الحرب میں مسلمان ہو تو جہل سے معذور ہے کہ ان کی انحصارہ کما قدینا فی الحج جیسے شدت گرسنگی میں محرمات
 مذکورہ کے نہ کھائے اور جانیسے گنا گار ہو گا چنانچہ ہم نے اسکو کتاب الحج میں بیان کیا ہے وان اگر علی الکفر باعدا سبب الی علی باعد علیہ وسلم جمع و
 تدری لقطع او قتل رخصت لہ ان ظہر امر علیہ علی لسانہ ویورسی و قلمہ مطمئن بالایمان اور اگر کراہ ہوا فہل کے انکار کا یا نبی علی علیہ وسلم کی دشنام
 کذا فی الحج والقدری خواہ قطع عضو سے کراہ ہو یا قتل سے تو اسکو جائز ہے کہ زبان سے ظاہر کرے جسکا اسکو امر ہو اور دل سے تو یہ کرے درانحالیکہ
 اسکا دل مسلمان ہو ایمان کے ساتھ یعنی ثابت ہی بلا تفریق عقیدہ تہذیر عبارت ہے لہذا غیر مراد اور خلاف مقصود سے ظم ان درسی لایکفر و بآئہ امراتہ
 قضا لادیانہ پھر اگر کراہ بالفتح نے تو یہ کیا لہذا کفر میں تو کافر ہو گا اور اسکی عورت کا نکاح ٹوٹ جائیگا ظاہر حکم میں نہ عندا دم تو یہ کی صورت
 یہ کہ کفر باعد میں خبر کا ذکر قصدا کرے اور انشاء کفر کا قصد کرے کذا فی الحج و چنانچہ اسکو کسی نبی کے دشنام کا امر ہو اور اسنے نہ کہ دشنام

و وجہ و ایلاؤہ و فنیہ فیہ اسی فی الایلا و بقول و فعل اور صحیح ہو اگر اہ سے مذکور کی ہاد قسم جسکی اور طہار اور رخصت جسکی اور ایلا و اسکا اور رجوع
کر اسکا ایلا میں قول سے یا فعل سے گذانی لکھ کر المنقذ اور علی و در درین نقطہ قول مذکور ہی نہ فعل و واسطہ صمد و نوسا کا ہوا طلاق نہیں بل مثل
و ما فی الخانیہ من التفصیل نقیض الامتحان معتبر مطلقاً فی حقہ اور صحیح ہو اسلام کردہ کا اگرچہ مذکور سے اسلام ظاہر کرے چنانچہ اسی طرح کا ہوا طلاق اگر کثرت
اشناخ کا اور جو غانیہ میں تفصیل ہو کہ جنرل کا اسلام اگر اہ سے صحیح ہی نہ مذکور کا سو و قیاس ہو اور امتحان صحت اسلام ہی حلقہ خواہ حبلی ہو یا ذلی سکر
یا در کتنا چاہیے کہ عمل امتحان ہو ہوتا ہی نہ قیاس پر و اسے چند مسائل کے کہ یہ مسئلہ انہیں سے نہیں ہو تو اعتماد امتحان ہی ہوا گذارنے الخطا و سے
بلا قتل اور رجوع شہرہ کا امر فی باب المرتد اسلام کردہ صحیح ہی بدون اس کے قتل کے اگر وہ اسلام سے پھر و اسے قتل نہیں بے سبب شہرہ چنانچہ باب مرتد
میں گذر گیا ہم شہرہ یہ ہو کہ شاید اسے دل سے اسلام قبول نہ کیا ہو تو وہ بالیقین مرتد نہ ٹھہرا جو قتل ہوا و کو کیلک لطلاق عتاق و ما فی الاستیلاء
من خلافہ قیاس و الامتحان وقوعہ اور صحیح ہو وکیل کرنا کردہ کا طلاق اور عتاق کی واسطہ اور جوا استیلاء میں اس کے مخالف مذکور ہی سو قیاس ہی اور
امتحان وقوع طلاق اور عتاق ہی وکیل کی تطبیق اور عتاق سے ہم استیلاء میں ہی کہ کردہ کے وکیل کا طلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتا و چہ قیاس یہ ہی
کہ وکالت باطل ہو جاتی ہی ہزل سے تو اسطرح اگر اہ سے چنانچہ صحیح اور ما نہ اس کے وجہ امتحان یہ ہی کہ اگر اہ مانع انتقاد ہی نہیں بلکہ اس کے منشا
موجب ہی تو اسی طرح توکیل اگر اہ سے منقذ ہوتی ہی اور شرط فاسدہ کا اثر وکالت میں نہیں ہوا گذارنی الخطا و و الاصل عندنا ان کل ما یصح مع الزل
یصح مع الکراد لان ما یصح مع الزل لا یصح مع الکراد و در باب الیث فی خزانہ الفقہ ثمانیہ عشر و ستا و فی باب الطلاق
نظم عشرین اور قاعدہ کیہ عقود نہ کردہ کی صحت میں یہ ہی کہ جو عقد صحیح ہی ہزل کے ساتھ وہ اگر اہ کے ساتھ بھی صحیح ہو اس واسطے کہ ہزل کے ساتھ صحیح ہی
اس میں نسخ کا احتمال نہیں اور صمدین نسخ کا احتمال نہیں انہیں اگر اہ اثر نہیں کرتا اور جو عقود کہ ہزل اور اگر اہ کے ساتھ صحیح ہیں کو ثقیلہ الیث سے
خزانہ الفقہ میں اثنا عشر شمار کیا ہی اور باب الطلاق میں ہم نے انکو نظم میں ہمیں گنا ہم غیر محتمل القسح میں اگر اہ اثر نہیں کرتا یعنی صحت عقد کا مانع نہیں ہوتا
اس واسطے کہ اگر اہ رضا مندی کو فوت کر دیتا ہی اور فوت ہونا رضا مندی کا موثر ہی عدم لزوم عقد میں اور عدم لزوم کہ وہ کو قارہ کر دیتا ہی نسخ عقد پر تو اگر اہ کو
تبدلت دیتا ہی نسخ پر ثابت ہو چکنے کے بعد موجب عقد میں کہ نسخ کا احتمال نہیں انہیں اگر اہ عمل نہیں کرتا کہ انی المنع لا یصح مع الکراد و ابراؤہ و دیوٹہ اور
ابراؤہ کیلک بے نفس اور مال لان الا بر لا یصح مع الزل صحیح نہیں اگر اہ کے ساتھ ہی بلکہ کر دینا کر و بالفتح کا پلنے دیون یا اپنے مناس کا خواہ و اشرفا من ہوا
مال مناس اس واسطے کہ بطلت صحیح نہیں ہزل یعنی ہیو دگی کے ساتھ اگر اہ کے بھی ساتھ صحیح نہ ہوگی و کہ الکرادہ الشفع علی ان یسکت عن طلب الشفعہ فسکت
لا یصل شفقتہ اور اسی طرح اگر الشفع پر اسکا اگر اہ ہو کہ وہ طلب شفقتہ سے ساکت رہے سو وہ ساکت رہا تو شفقتہ اسکا بالبل نہوگا و لار دہ بلسانہ و فانیہ من بال بل
فلتا بین زوجہ لاند لا یفر بہ و القول لا استحسانا قلت و قد مناع النوازل خلافہ فہ قیاس فتاویٰ اور نہ اسکا زبانی مرتد ہونا صحیح ہو اگر اہ سے اور اگر اہ
اسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن اور ثابت ہی تو اسکی زوجہ چھوٹ نہا وگی اس واسطے کہ زبردستی کے ارتداد سے وہ کافر نہیں ہوتا اور عدم ارتداد قلبی میں
اسکا قول معتبر ہو امتحان کی دلیل سے بین آتا ہوں اور اس سے پہلے ہم نے خلاف نقل کیا ہی نوازل سے تو شاید کہ نوازل کا قول قیاس ہی نہ امتحان
سو اسکو مائل کریم نوازل اور جمالیہ سے شایع نے تفصیل نقل کی ہی کہ در صورت تو زبرد و جتنا و چھوٹ جاوگی نہ دیانتہ اور اگر تو زبرد کا قصد نہ کیا اور
اس کے دل میں خطورہ ہونے کے تو دونوں طرح سے چھوٹگی کہ القاضی رجلا لیرتد و قتل رجل رجلاً و لیر قطع ید رجل لیرتد و قاتل رجل لیر قطع
ید و قتل علی ذکر ان کان المقتر موصوفاً بالصلاح اقتض من القاضی وان تمہا بالسرۃ معروفاً بہا و بالقتل یقتض من القاضی استیلاء
الشبہ غانیہ قاضی نے زبردستی کی ایک مرد پر تادہ چوری یا کسی مرد کے قتل عدا کا اقرار کرے یا عدا کسی شخص کے ہاتھ کاٹنے کا اقرار کرے سو اسے

اسکا اقرار کیا تو اسکا ماتم کاٹا گیا یا وہ مقتول ہوا اپنے اقرار کے بموجب سوا اقرار کرنے والا موصوف بصلاح یعنی نہ بخت پر نہیں گاہے تو قاضی سے
تقصاں لیا جائے اور اگر مقتول نہ ہو تو قاضی سے قصاں نہ لیا جائے استحسنان کی دلیل
سے مسبب شہد واقع ہونے کے کذا فی النہایت میں شہد ہو کہ شاید کہنے کیا ہو جسکا اسنے اقرار کیا و قیل لہ اما ان تشریب بد الشرب لا یصح کہ
فواکراہ ان کا ان شرابا لا یحیل کا نحو والا فلا تہیہ قال وکذا الزنا سائر المحرمات ایک شخص سے کہا گیا کہ یا اس مشروب کو پی لے یا اپنا انکر کا باغ
بیج کر توہ کراہ ہو اگر مشروب یعنی پینے کی چیز شریعت میں حلال نہ ہو چنانچہ شراب درگم مشروب حلال چیز ہو تو اگر وہ نہیں کذا فی القندیہ صاحب قندیہ
نے کہا اور اسی طرح کا حکم ہو زنا اور باقی محرمات کا ہم در صورت کراہ جو اسے پہا تو اس میں وہ بعد زوال کراہ کے مختار ہو چاہے بیع و فسخ کرے چاہے
فائم کہ جسے خدا و رہ السلطان و علم بعین بیع مالم یمنع صح لعمد تعینہ ایک شخص سے بادشاہ نے زبردستی مال طلب کیا اور اس کے مال بیچنے کی تعمین
نہیں کی سوائے کوئی چیز بیچنے والی بادشاہ کے دینے کے واسطے تو بیع صحیح ہو یعنی لازم ہوگی بیع بلا خیانت اس کے عدم تعمین کے سبب ہم نے بادشاہ
نے مال طلب کیا اور یہ نہیں کہا کہ فلائی چیز بیچ کر دے تو وہ بیع میں قاضی اور راضی ٹھہرا اس واسطے کہ ادا سے مال بیچ کے سوا فرض لینے سے بھی سیکھتا ہو
کذا فی العالمیۃ و الحلیۃ ان یقول من ابن اعطى و لا مال لی فاذا قال انما بیع کذا فقد صار مکرا فیریزا یر اور حلیۃ خیانت کا یہ ہے کہ ظالم سے کہے کہ میں
کمان سے دون میں سے پاس تو مال نہیں پھر جب حاکم ظالم یوں کہے کہ فلائی چیز بیچ کر دے تو اب وہ مکہ ٹھہر گیا اسکی بیع میں کذا فی الزنا یر خوف الزنا و
بالضرب حتی و ہیبتہ ہر مالم تصح الہبتہ ان قدر الزنا و بیع علی الضرب عورت کو اس کے شوہر سے مارنے پر دھمکا یا یہاں تک کہ اسنے اپنا نہ جان کر دیا
تو بحثنا صحیح نہیں اگر شوہر مارے پرتا در ہوم ظاہر اطلاق مصنف ضرب متلف اور غیر متلف دونوں کو شامل ہو لیکن قاضی کے فتاویٰ میں ضرب
متلف کی قید ہو اور عدم صحت ہر صاحب میں کما قول ہوان ہد و بالطلاق او تزویج علیہا و تسفیس یا کراہ خانیۃ اور اگر شوہر نے عورت کو طلاق دینے کی تردید
کی یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کی یا لڑائی کے سر پر بیٹائی کی تو یہ کراہ نہیں کذا فی النہایت ہم اس واسطے کہ طلاق در دوسرا نکاح اور لڑائی کو ہم
کرنا یہ افعال شرع شریف ہیں درست ہیں اور افعال شرعیہ کراہ نہیں ہو سکتے و فی جمع الفتاویٰ منع امر اہل المرتضیٰ عن المسیرۃ ابو ہریرہ الان تہجد بافت
بعض لہر فانیۃ باطلۃ لانہا کالمکہ بہت قلت و یخضع منہ حجاب مادۃ الفتویٰ ہم ہی زوج بختہ البکیرین بطل فلما ارادہ الزفاف منہما الابل لا ان یجوز
انہما استوفت منہ میراث او ما فاقرت ہم اذن لہما بالزفاف فلیصح اقرارہ لکونہما فی معنی المکرہ و بافتی ابو السعد و مفتی الروم فی شرح مشکوٰۃ تفتۃ الاثر
نے بحث الہبتہ اور مجمع الفتاویٰ میں ہو کہ شوہر نے اپنی زوجہ پر کون کیا اس کے والدین کی طرف جانے سے گریہ کہ وہ اسکو اپنا جہنم سے سوائے کچھ خوشی
تو یہ باطل ہو اس واسطے کہ وہ اس عورت کے مانند ہو جسپر کراہ ہوا بین کتابوں اور اس روایت سے ماخوذ ہوتا ہو استفتا سے حادث کا جواب وہ
استفتا یہ ہو کہ ایک شخص نے اپنی لڑی بیٹی کا نکاح کیا ایک مرد سے پھر جب اسنے اپنے شوہر کے گھر جانے کا ارادہ کیا تو باپ نے اسکو منع کیا مگر اس طرح کہ وہ
شاہد حق کو اپنے اسل قرار پر گواہ کر دے کہ اسنے اپنی ماں کی میراث باپ سے چھپی ہوئی ہے اسکا اقرار کیا تو یہ یقیناً صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ اس
عورت کے مانند ہو جسپر کراہ ہوا اور اسی کا فتویٰ دیا ہو ابو السعد و مفتی روم نے یہ کہا ہو مصنف نے اپنے رسالہ منظومہ کی شرح میں جسکا نام تحفۃ الاقران
ہے ہیکل بحث میں ہم ظاہر مرص سے وہ مرص مراد ہے حسین والدین کی طرف جانے کی حاجت ہو اور خفیف مرض میں منع عن الخروج شرعا بائیں اور
ہے کل جہنم لہ بعض قدر کے ہو اور بیع اور شرا اور بارہ اقرار اور ہبہ کے مانند ہو اور جو دل کہ قادر ہو منع یہ وہ باپ کے مانند ہو اور اسی طرح کہایت
قیدی نہیں کذا فی الطحاوی المکرہ باخذ المال لا یضمن ما اخذہ اذا نوى الاخذ وقت الاخذ انہ یروہ علی صاحبہ الا فیمن حزن نفس بلکہ لہ وادوہ وکسر شخص کے مال
چھین لینے کا تو اس پر تادان نہیں جڑا سنے یا بشیر لکھ لینے والے نے لکھنے وقت یہ نیت کی ہو کہ مال مذکور پھر دیکھا اس کے مالک کو اور اگر یہ نیت نہیں کی تو تادان

لہ شہادت عورت
کہا کہ خدا کا مال چھین لینے
و شہادہ اور شہادہ
مال کیا تو کہ چھین لینے
کی نیت سے یا تو
پر تادان نہیں جڑا
جو کہ

اس پر لازم ہو گا کہ معنی پھر دینے کی نیت سے اس نے مال لیا پھر وہ مال تلف ہو گیا تو یہ کہتا ہوں ان کے کہنے والے پر ہر نہ لینے والے پر خدا کا اختیار ہے
 مال کا مالک و مالک کے فی الحقیقۃ فالقول لکمر مع مینہ ولا یغنی عنہ اوجہ مالک دال بر فہم نے اختلاف کیا نیت میں معنی مالک کہ کتاب ہو کہ اس نے پھر دینے
 کی نیت سے نہیں لیا تھا اور لینے والا کتاب ہو کہ میں نے پھر دینے کی نیت سے لیا تھا تو کہہ کا قول قسم کے ساتھ معقول ہی اور پھر تاوان لازم نہ ہو
 کہ ان کی التجبی یعنی اس واسطے کہ ظاہر کر اہل عالم قرینہ ہو کہ وہ کے مدق کا و قید الملک علی لاندہ والذی رفع انما یعدہ و ام حاضر عند الملک و اللہ علیہ السلام لیسوا لہ لاندہ
 والہما بالبعید و بہذا بین انہما لاندہ لاندہ ان الطلۃ فی لاندہ فی غیبتہ الامیر اور رسولہ فلیحفظ اور مجتبیٰ میں ہر کہ جس شخص پر کر اہل ہوا حیرنے مال لینے یا دینے کا تو
 اس کو لینا اور دینا اس وقت تک جائز ہے جب تک اس کے پاس کر اہل کر نے والا عالم حاضر اور موجود ہو اور اگر حاضر نہ ہو تو لینا اور دینا علال نہیں پس سبب اکل
 ہو جائے قدرت ظالم اور مجبوری مظلوم کے اس کے دور ہو جانے سے اور اس قید سے ظاہر ہو گیا کہ حکام ظالمین کے نوکر چاکر و دربار و نوکر کو کچھ دینے یا لینے
 ناحق مال چھین لینے میں حاکم یا اس کے فرستادہ کے موجود نہ ہونے کے وقت تو اس کو یا در کھنا چاہیے م بسو ط میں ہر کہ تہذیب قتل سے امیر کے سامنے
 غیر کا مال چھین لینا جائز ہے نہ تہذیب بس اور قید سے اور نہ امیر کی غیبت میں اگر چہ اس کو یہ خون ہو کہ امیر قتل کر گیا اگر چہ چھوٹا دیکھا ہوا اگر چہ فرستادہ
 کو کے ساتھ ہوا سطح اگر کہ یہ شخص وہ کام نہ کرے تو اس کو بکڑا دے اور قتل کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ جائز ہو گا کہ ان فی الخطا و سی فروع مسائل الحق
 شایع کے کہ اہل اکل طعام نفسہ ان جائعاً لا یرجع وان شبعان یرج البیئہ علی الملک و حصول منفعة الاکل لہ فی الاول لا لالثانی ایک شخص پر اپنے طعام
 کے کھانے کا کر اہل ہوا تو اگر صاحب طعام چھو کا ہو تو رجع نہیں اور اگر اسودہ ہو تو قیمت طعام کی بھر لے کر اہل کر نے والے سے بسبب حاصل ہونے کھانے
 کی منفعت کے مالک کو پہلی صورت یعنی گرسنگی کے حال میں نہ دوسری صورت میں یعنی سیری میں قال اہل الحرب لبس اخذ وہ ان قلت لست بسبی
 لک لک والافعلناک لا یستقر قول ذلک وان قیل لیس فی ان قلت ہذا لیس بیہی ترکنا بنیک وان قلت بیہی قتلناہ وسعد لا قتلناک کذب علی الانبیاء
 کفار حبیبوں نے اس میں سے کہا جس کو انھوں نے گرفتار کیا کہ اگر تو یوں کہے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ہم تجھ کو چھوڑ دیں گے اور اگر نہ کہیگا تو ہم تجھ کو قتل
 کرینگے تو نبی کو یہ قول کہنا درست نہیں اور نبی کے سوا اور شخص سے کہا گیا کہ اگر تو اس شخص کو یوں کہے کہ یہ نبی نہیں ہے تو ہم تیرے نبی کو چھوڑ دیں اور
 اگر تو کہے گا کہ یہ نبی ہے تو ہم اس کو قتل کرینگے تو اس کو یہ کہنا جائز ہے بسبب فتح ہونے کذب کے انبیاء علیہم السلام پر مطلق سے اگر غفلت انبیاء کا بیان
 واقعی منظور ہو تو ظاہر ہے اور اگر نبی پر حکم کرنا منظور ہو تو غیر ظاہر ہے اس واسطے کہ حکم شرعی نبی سے معلوم ہوتا ہے یہ غیر نبی سے کہ ان فی الخطا و سی قال حزقی
 لرحل ان وفعت جارتیک لاندہ ہر او فعت لک الف امیر لم یحل کافر حزقی نے مسلمان مرد سے کہا کہ اگر تو اپنی لونڈی مجھ کو دے تاکہ میں اس سے بچاؤں
 کہ وہ تو میں مجھ کو ہر ارقید ہی مسلمان دونوں تو لونڈی دینا حلال نہیں م اس واسطے کہ یہ کر اہل نہیں اور قیدیوں کی تکفیل پر قادی مطلق قادر ہے چاہے
 خلاص کرے چاہے بلا پر مبر عطا فرمائے اقرب بقیع عبدہ مکالم بقیع نے الاصح اقرار کیا اپنے غلام کی آزادی کا مجبور ہو کہ تو وہ آزاد ہو گا صحیح تر
 قول میں ہل لکراہ باخذ المال معتبر شرعاً ظاہر القیدیہ نعم اور مال چھین لینے کا کر اہل شرعاً معتبر ہے یا نہیں ظاہر قیدیہ سپر ولالت کہ تاہر کہ بیان معتبر ہو منہاج
 میں ہر کہ سلطان نے وصی یتیم پر قتل یا اتلان عضو کی تہذیب کی تاکہ یتیم کا مال سلطان کو دے سو اس نے دیا تو وصی پر تاوان نہیں اور جس اور قیدی کی تہذیب
 میں ضمان ہے اور اگر وصی نے مال چھین لینے کی تہذیب کی تاکہ مال یتیم تسلیم کرے اگر وصی جانے کہ سلطان بعض مال لیکھا اور بعض چھوڑ گیا اور مال شریک
 اس کو کفایت کرے گا تو تسلیم جائز نہیں اور اگر دیکھا تو تاوان مثل اس پر لازم ہو گا اور اگر وصی ڈرے کہ تمام مال چھین لے گا تو وہ معذور ہے یتیم کے مال لینے میں
 اس پر تاوان نہیں اور اگر سلطان نے یتیم کا مال وصی سے آپ چھین لیا تو یہ صورت میں وصی پر ضمان نہیں کہ ان فی الخطا و سی فی لو بہایتہ قال شعروان
 انقل لہ یوں لے مارے + تبری فی لکراہ معنی معصور + اور وہاں یہ میں کہا ہے اور اگر دیوں لے گا دامن سے کہ میں تیرا بھید ظاہر کرنے والا ہوں مالک سے

ورنہ تو جو کہ اپنے دین سے بری کر دے تو یہ قول معنی الکرہ متصور ہو گا مگر شرعی ہونے کی وجہ سے کہ اس کے متناہی کا وثیقہ پھیر دے اور یہ
اقرار کر کے میرا پھر کچھ اوجہ نہ رہا اور اگر قبول نہ کرے گا تو میں حاکم سے ظاہر کر دینگا کہ تیرے پاس فلاں شخص کا اس قدر سونا ہے یعنی اور حاکم اس مال
کی تلاش میں ہو سوندا میں نے وثیقہ مذکورہ پھیر دیا اور اپنے دین نہ ہو دینکا اقرار کیا انجم الائمہ بخاری نے جواب دیا کہ یہ درمنا الکرہ ہے اور اس کو جاننا
ہو کہ اس پر اپنے دین کا دعویٰ کرے یہ جواب اس صورت میں ہو جبکہ حاکم خلیج کو کہ جلی سنگر مال پھین لیتا ہو کہ انی الطحاوی شہر ریح فی الاستحسان
اسلام کر دے و لا قتل ان یہ تردد بعد یہ پھر اور استحسان میں صحیح ہو اسلام لانا مذکورہ بالفتح کا اور اگر وہ بعد اسلام کے مرتد ہو جاوے تو قتل نہیں ہو گا اور پھر
جبر ہو گا قبول اسلام میں ہم مسئلہ شریعت کا بیان ہو چکا ہے سو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ شراب پی یا یہ مردار کھا ورنہ میں تیرے باپ یا بیٹے یا کسی اور قریب دار
میرے کو قتل کر دینگا یا تیرے باپ کو جس کو دنگا ورنہ تو اپنا غلام ہزار دہم کو بیچ کر دے سو اس نے غلام کو بیچا تو قیاس میں یہ بیع جائز ہے اور استحسان میں
باطل ہے اور تصرف مذکور نافذ نہیں اس واسطے کہ یہ الکرہ کی زانی الطحاوی مختصر اوائد العلم و تنقیر الفہم

کتاب الحج

یہ کتاب ہے حج کے احکام میں ہم مصنف کتاب الحج کو کتاب الکرہ کے بعد اس واسطے لایا کہ دونوں میں سلب اختیار ہو گیا کہ الکرہ تو یہ ہے حج سے اس واسطے
کہ الکرہ سلب اختیار اس شخص کا ہو جو صاحب اختیار صحیح کا اور صاحب ولایت کا کہ ہے خلاف حرم الکرہ مقدم ہوا اور محرم ہوا اور محاسن حج رعایت اور شفقت
ہے حج میں پادار گاہی غیر محجورہ شفقت اور رعایت منظور ہوتی ہے چنانچہ دیون اور سفید کے حج میں بقول صاحبین اور حج غلام بر رعایت حق موسے ہے
لغۃ المنع مطلقاً حرج لغت میں معنی منع ہے مطلقاً یعنی باز رکھنا اور روکنا ہر طرح سے خواہ منع تول سے ہو یا فعل سے یا اور بطلب سے یا قانس میں حج محرمات ثلاثہ
ما و جملہ وسکون جیم مذکور ہے و شرعاً منع من نفاذ تصرف قولی لان الفعل بعد وقوعہ لایکن ردہ فلا یتصور ارجع عنہ اور اطلاق شرع میں حج منکر کرنا
اور روکنا ہے تصرف قولی کے نافذ ہونے سے نہ تصرف فعلی سے اس لیے کہ فعل کا پھر نابعد اسکے واقع ہوجانے کے ممکن نہیں تو فعل سے روکنا متصور
نہیں ہم تصرف فعلی چنانچہ قتل و اطلاق مال اور تصرف قولی چنانچہ بیع اور شرا اور یہ نفاذ سے مراد لزوم ہے اس لیے کہ محجور کا عقد و موت ہی طحاوی نے
کہا بہرہ یہ تھا کہ مصنف لزوم کتابتاً عوض نفاذ کے اس واسطے کہ نفاذ عام ہے لازم سے اور تصرف قولی سے مراد وہ تصرف ہے جس میں شرع ہوا اور جب تصرف
قولی میں سر اس نفع نہ ہو چنانچہ قول ہے اور اسلام تو اس میں معنی مانع کے مانند ہے قلت لیشکل علیہ الرقیق لمنع نفاذ فعلہ فی الحال بل بعد القیق کما صرح بہ
فی البیان اللہ الا ان یقال الاصل فیہ ذکات لکنہ اخر لثقتہ لقیام المانع فتأمل میں کتابتاً و تصرف فعلی کے اخراج پر غلام کے فعل سے اشکال
واقع ہوتا ہے اس واسطے کہ اس کے فعل کا نافذ ہونا فی الحال ممنوع ہے یعنی اگر غلام مال قرض لے اور تلف کر ڈالے تو وہ نے الحال ماخوذ نہ ہو گا
بلکہ آزاد ہونے کے بعد ماخوذ ہو گا چنانچہ بدائع میں مصرح ہے بار خدایا مگر یوں جواب دیا جائے اس اشکال کا کہ اسمین اصل تو یہی ہے کہ غلام اپنے
افعال میں نے الحال ماخوذ ہوتا لیکن مواخذہ میں تاخیر واقع ہوتی اس کے آزاد ہونے تک بسبب قائم ہونے مانع کے اس کو تا مل کرے م مانع
حق مولیٰ ہے یعنی اگر غلام اپنے فعل پر نے الحال ماخوذ ہو تو اسمین بیجا جاسے اور اسمین حق مولیٰ کا البال ہی طحاوی نے کہا اشکال اس وقت میں
منازع ہوتا جبکہ غلام اپنے فعل میں گاہے ماخوذ ہوتا تصرف قولی کے نافذ ہونا و جملہ وسکون جیم مذکور ہے و شرعاً منع من نفاذ تصرف قولی لان الفعل بعد وقوعہ لایکن ردہ فلا یتصور ارجع عنہ اور اطلاق شرع میں حج منکر کرنا
کما سیب فی المآذون اور حج کا سبب طفلی اور وہ جنوں ہے جو شامل ہو تو سی دیوانگی اور ضعیف دیوانگی کو چنانچہ معتوہ میں اور حکم معتوہ کا طفل معتوہ
کے مانند ہے چنانچہ کتاب المآذون میں آویگا ورق اور سبب حج کا رقی ہی یعنی ملکیت یعنی لڑکی غلام ہونا م چونکہ صغیر ناقص العقل و مجنون و غیرہ قتل
ہو کر اپنے نفع و ضرر کو نہیں پہچانتے لہذا شرع میں ان کے تصرفات کو یہ ممنوع غیر معتبر ہوے اور لو کہ ہر چنانہ عاقل ہو لیکن چونکہ جو اس کے پاس ہے وہ موسے

کی ملک ہو تو بر عایت حق مولے اسکا تصرف جائز ہو فلما یصح طلاق صبی ومجنون مغلوب اسی لایفنیق بحال واما الذی یجن ویفنیق محکمہ منہ ترہایہ
 اگر صبیع نہیں طلاق دینا صغیر اور مجنون مغلوب کا یعنی وہ مجنون جو کسی وقت ہوش میں نہیں آتا اور جو کہ کبھی دیوانہ ہو جاتا ہو اور کبھی ہوشیار
 تو اسکا حکم طفل مہر کے مانند ہو کذا فی النہایہ م نہایہ اور غایۃ البیان میں ہے کہ معتود یعنی جو گاہے دیوانہ ہو اور گاہے ہوشیار وہ معتبر کے مانند ہے اور معتد
 میں ہے کہ وہ ماقبل کے مانند ہے مثلی محشی زلیعی نے توفیق بین القولین میں کہا کہ اگر اسکی ہوشیاری کا وقت مقرر ہو اور وہ حال فاقہ میں ہو کہ کسی وقت
 معتد کرے تو اس میں فساد عقد کا حکم ہو ماقبل کے مانند اور اگر اسکی ہوشیاری کا وقت معین نہ ہو تو حکم اس میں توقف کا ہو صغیر کے مانند تو زلیعی کا حکم حق
 اول پر محمول ہے اور نہایہ اور غایۃ البیان کا شق ثانی پر کذا فی الطحاوی ولاحاظا قہا و اقرار ہما نظر الیہما اور نہ صغیر اور مجنون کا اقرار کرنا اور اقرار کرنا
 صبیع ہو بر عایت اُن کے حال کے یعنی عدم صحت طلاق و اعتاق اور اقرار کی بظہر رحمہ اور شفقت کے ہوا نکلے حال پر صبیح طلاق عبد و اقرار دینی حق نفسہ
 فقط لاسیدہ اور صبیح ہو طلاق غلام کی اور اسکا اقرار فقط اسکی ذات کے حق میں نہ اس کے مالک کے حق میں فلو اقرار مال خالی عقدہ لونیہ مولادہ ولولہ ہ
 تو اگر غلام مال کا اقرار کرے تو اسکا مطالبہ پیچھے ڈالا جائیگا اس کے آزاد ہونے تک اگر عیز مولی کے مال کا اقرار ہو اور اگر غلام اپنے مالک کے مال کا اقرار کرے
 تو لکھو اور باطل ہے یعنی اس واسطے کہ مالک اپنے غلام پر مستوجب مال نہیں ہوتا کذا فی الدرر وجمہود و اقسام فی الحال بقاۃ علی اصل الحرۃ فی حقہا
 اور اگر غلام نے حد اور قصاص کا اقرار کیا تو حد اور قصاص اس پر نہ فی الحال قائم کیا جائیگا بسبب باقی رہنے غلام کی حد اور قصاص کے حق میں اصل حریت پر
 ومن عقد عقداید و برین نفع و ضرر کما یصح فی المآذون منہم من ہولاء المحجورین و ہو یعلقہ یموت ان البیع سالب للملک والشرایع جالبہ جائز لیم
 اور ولد جو کہ ان محجورین نہ کو یمن میں سے وہ عقد معتقد کرے جو دائر ہے درمیان نفع اور ضرر کے چنانچہ تصریح کتاب المآذون میں آئیگی اور حالانکہ
 حادث اس کو منتقل کرتا ہو یعنی اتنا سمجھتا ہو کہ بیع ملک بائع کو سلب کر دیتی ہے اور شر الملک مشتری کو کھینچ لاتی ہے تو عاقد کا ولی چاہے عقد کو جائز
 رکھے اور چاہے رد کر ڈالے منہم کی خیر صغیر اور غلام اور معتود کی طرف پھرتی ہے اس واسطے کہ مجنون مغلوب میں تعقل مذکور نہیں ولی سے بعد اذانی
 باطل درداد اور وصلی و رسولی ہے اور اگر قاضی صغیر کو تصرف کا اذن دے اور اسکا باپ ناسا ہو تو قاضی کا اذن صبیح ہے کذا فی الطحاوی و فی ان لم
 یعقل فباطل نہایت اور اگر شخص مجبور عقد کو سمجھتا نہ ہو تو عقد باطل ہے کذا فی النہایہ وان اتلفوا اسی ہولاء المحجورین سوا وعلیہا ولا و شہدائیا مقولان
 مال و نفس نعموا اذ لا حرج فی النعلی اور اگر یہ مجبورین مذکورین خواہ بوجھتے ہوں یا نہ بوجھتے ہوں کذا فی اللہ تلف کر ڈالیں شے مقوم کو مال ہو وہ شے یا
 جان تو ضمان انچہ لازم ہوگا اس واسطے کہ تصرف فعلی میں مجبور نہیں کہ انکا تلف کر ڈالنا معتبر نہ ہو لکن ضمان العید بعد التعلق علی مامر لیکن غلام پر تاوان
 تلف کا بعد ازاد ہونے کے چہ چنانچہ گزریا و فی الاشباہ السببی المحجور مواظبا فمالہ فیض مالہ من المال للمال فاذا اتلف فمالہ علی عاقبتہ لانی مسائل
 والمعن ما اقرضہ ما اذع عنہ بلا اذن ولیہ و ما یمنع منہ بلا اذن اور لاشباہ میں ہے کہ صغیر مجبور یا خود اور مطلق ہو اپنے افعال سے تو اس پر کیا کذا فی
 دیگانی فی الحال جسکو اسنے تلف کر ڈالا اور جبکہ قتل کر گیا تو دیت اسکی برادری پر واجب ہوگی مگر چار مسئلوں میں صغیر جرہ تاوان نہیں اگر اسنے تلف کیا وہ
 مال جو اسنے قرض لیا اور تلف کی وہ چیز جو اس کے پاس دلیعت رکھی گئی بدون اذن اس کے ولی کے کو تلف کی وہ چیز جو صغیر کے واسطے عاریت کی گئی اور تلف کی وہ چیز جو
 بیچ گئی اس سے بدون اذن کے مدم اذن ولی چاروں مسئلوں کی قید ہے تو اتلاف بعد الاذن میں تاوان لازم ہوگا شرع تو یہ الاذن میں ہے اگر غیر کا مال تلف
 اذلیع یا قراض تلف کر گیا تو تاوان لازم ہوگا کذا فی الطحاوی و یستثنی من ایداعہ ما اذا اذع صبی مجبور شہد وہی ملک غیر ہما ذلما الک تضمین الذایع والاخذ
 اور اذلیع صغیر سے مستثنی ہے وہ صورت جبکہ صغیر مجبور نے اپنے مانند دوسرے صغیر کے پاس کوئی چیز دلیعت رکھی اور مالانکہ وہ چیز صغیر میں کی ملک ہے تو ملک
 کو جائز ہے چاہے دلیعت دینے والے صغیر سے تاوان لے چاہے دلیعت رکھنے والے سے اس مسئلہ میں یہ قید بھی ہے کہ صغیر نے بلا اذن مالک دیت کی ہو کذا فی الطحاوی

اولیٰ کچھ علیٰ حدیث کے بقسم ہوتی ہیں بلکہ علیٰ خلاف مقتضی الشریعہ اور العقل در ردہ لوئی الخیر کان یصیر فی بنا المساجد و نحو ذلک فی عجیب علیہ غرض ہوا کہ نامہ
نوائذ شتی الاشباہ اور جو نہیں کیا جاتا امام کے نزدیک آزاد بالغ عاقل پر سبب سفاہت کے اور سفاہت سے مراد بیان اسراف مال اور اسکا ضائع کرنا
ہو خلاف مقتضائے شریعہ یا عقل کے کذا فی الدرر اور اگر امر خیر میں اسراف مال کرے چنانچہ بنائے مساجد اور قسکے مانند امور دین میں مال ضائع کرے
تو اسکا تصرف منع کیا جائیگا جہاں کے نزدیک اور پورا بیان اسکا اشباہ کے نوائذ شتی میں ہر دم سفاہت میں لغت میں عبارت ہر حاجت اور غفلت عقل سے اور
شرع میں سفاہت سے مراد صرف یہودہ ہو خلاف شریعہ یا عقل کے تو اسکا سوا اور عامی کا ایک چنانچہ شرابخواری و زنا کاری سفاہت مصطلح
میں داخل نہیں ہوتی لکن اگر کسی کی عادت ہر اسراف کرنا فقہ میں اور تصرف بلا غرض کرنا یا ایسی غرض میں صرف کرنا جسکو قلعے دینا رضی شمار
نہیں کرتے چنانچہ مثنیین اور لاعبین کو ال دینا اور انہی واسطے کہ ترقی کو گران قیمت خرید کرنا اور خرید و فروخت میں بلا محنت نقصان اٹھانا اور اگر
کہ اول شید تھا جس پر سفاہت ہو گیا اور اگر بالغ ہو سفاہت کی حالت میں تو اسکا مال اسکو نہ بایا جائیگا جب تک وہ بچپن میں کانٹا کذا فی الطحاوی و فسق و دین
و غفلت اور حدیث کے مجملہ القوت ہو گا کہ گناہی در آمد حاصل کرنے اور غفلت کے سبب سے امام کے نزدیک م دین سے وہ دین مراد ہر جو اس کے اموال
محلہ سے زیادہ ہو غفلت سے مراد یہ نہیں کہ مفسد ہو بلکہ سلیم القلب ہو لا سیدھا آدمی ہو جو تصرفات نافعہ نہ کرنا جانتا ہو اور تجارت میں نقصان اٹھایا کرتا ہو
کذا فی الطحاوی بل منع سفت حاجن لعل الباطلہ التعلیم الردة لتبیین من زوجا و تسقط عنہا الزکوۃ بلکہ منع کیا جائے فتویٰ دینے سے مفتی حاجن یعنی
مفتی بیباک جو لوگوں کو باطل چیلے سکھا دے جیسے ازہر و سکھا تاکہ عورت اپنے زوج کے نکاح سے چھوٹ جائے یا اس سے نہ کوۃ دینا ساقط ہو جائے مہملی نے
کہ مفتی حاجن وہ ہو جو حیل باطلہ سکھائے اور حرام کے حلال کہنے اور حلال کے حرام بنا دینے میں بے پروا اور بیباک ہو جائے قاضی خان میں ہر مفتی حاجن
وہ ہو جو حیل باطلہ التعلیم کرے اور فتویٰ جمالت سے دے یعنی علم فقہ نہ جانتا ہو اور فتویٰ دینے پر جرات کرتا ہو وہ طبیب جاہل اور منع کیا جائے علیٰ گ کرنے سے
طبیب جاہل م طبیب جاہل وہ ہو جو بیمار کو دوائے ہلک پلا دیتا ہو خواہ اسکو دملک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور جبکہ دوا مریض پر شدت کرے تو اسکا نہ رد و
نہ کر سکتا ہو کذا فی الطحاوی فتاویٰ قاضی خان میں ہر مفتی حاجن وہ ہو جو لوگوں کو مضر اور دملک دوا پلا دے اور وہ اسکو شفا اور دوا جانتا ہو
وہ اسکا مفلس اور منع کیا جائے مکاری مفلس یعنی جان کر کہ یہ کر فی الامام موسیٰ نے اپنی شرح میں کہا کہ جبکہ اسباب تین ہیں یعنی طفلی و رملوکی و جنون اور
ان کے ساتھ تین اور ملحق ہیں یعنی مفتی حیلہ آموز اور طبیب جاہل اور مکاری مفلس یہ روایت ہو امام اعظم سے اور تینوں سے تین اور ملحق ہیں جنکارتی
جو تعلیم غلط دینے پر آمادہ فروش جبکہ بیع میں قدمی کرین بسبب زیادتی قیمت کے اور اگر فرومی کا غلام مسلمان ہو جاوے اور وہ اسکو نہ بیچے تو قاضی اسکو
بیچ دے چنانچہ ابن فرشتہ نے شرح مجمع میں بیان کیا ہے اور صاحبین کے نزدیک سفیلہ و طفلی و دیوان بھی مجبور التصرف ہیں ابن ضیائے شرح مجمع میں کہا کہ جمیع
امام سے مروی ہے ہر کہ ان کے نزدیک جو نہیں مگر تین پر مفتی حاجن اور طبیب جاہل اور مکاری مفلس پر سو مرد اس سے حقیقت مجبر نہیں ہے یعنی عدم نفوذ نظر
اس واسطے کہ اگر مفتی فتویٰ دے جو کہ بعدا ورہ فتویٰ ٹھیک دیر سے تو جائز ہے اسی طرح اگر طبیب دوائے جو کہ بعد تو بیع اسکی نافذ ہو تو معلوم ہوا کہ مجبر
حقیقی مراد نہیں بلکہ منع جس سے ظاہری مراد ہو اس طرح ہر کہ وہ لوگ اپنے کام سے روکے جاویں اس واسطے کہ مفتی حیلہ آموز لوگوں کے دین میں فساد ڈالنا
اور طبیب جاہل ان کے ابدان فاسد کرتا ہو اور مکاری مفلس ان کے اموال تباہ کرتا ہو اس واسطے کہ جب مکاری نے اونٹ کا گریہ کیا اور حالانکہ اسکو پاس
اونٹ ہے اور باز پر سپر بار برداری کرے اور نہ اسکو پاس مال ہے جس سے جاوہر بار بردار خرید کرے اور لوگ سپر اعتقاد کر کے اپنا مال گریہ میں دیتے ہیں اور
وہ مال کو اپنی حاجات میں صرف کرتا ہے مگر جب سفر کا وقت آتا ہے تو وہ چھپ رہتا ہے اور لوگوں کے مال تلف ہوتے ہیں اور فساد اس شخص کا خلق اللہ
کو پہنچتا ہے مفتی حاجن اور طبیب جاہل کے فساد کے مانند تو الحاق مضر خاص واسطے دفع کرنے ضرر عام کے جائز ہے اور یہ از قسم امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مہر اذ باب مجرور تاقض لازم ہو گا کہانی الطحاوی و عندہ ہر کچھ علی کچھ بالسقم و النفقة بہ اسی بقولہما یفتی میانہ لمانہ اور صاحبین کے نزدیک
موجر کیا یا نہ آزاد بالغ پر سبب سفاهت اور عقلیت کے ہیں قول پر فتویٰ ہو اسکے مال کے پانے کے واسطے دلی تو ہما المفتی فیہ کیوں فی الحکم
معنی اور بموجب قول مفتی بر صاحبین کے سفیہ اور غافل اپنے احکام میں سفیر نابالغ کے نام نہ ہیں م یعنی اس سپر نابالغ کے عقد و جھٹول الفسخ میں قاضی کو اختیار ہو گا
لیا بہ جاری رہے کہ باب بے فسق کے وہ شتم ہذا اعتدات فی تصرفات متعل الفسخ و بیظہا انزل پر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ احتمالات صاحبین کا امام کے ساتھ ان تصرفات
میں ہر جنہن شتم کا احتمال ہو اور نہ ہل اور بیہوگی باطل کر دیتی ہو دسے ہم یعنی امام کے نزدیک سفیہ تصرفات کو نہ کرنا اور صاحبین کے نزدیک دیکھنا مخصوص
تصرفات نہ کرنا ہر چہ کہ بیچ اور شر اور یہ و غیر ذلک و اما لا یتحملہ ولا یستلہ النزل فلا یجوز علیہ بالاجماع فلذا قال لانی نکاح و طلاق و عتاق و استیلا و
و تہبیر و وجوب زکوۃ و فطر و حج و عبادات و زوال و ولایۃ امیہ و جدہ و فی ہمتہ اقرارہ بالعقوبات و فی الاتفاق و فی حجتہ و صایا ہ بالضرر
سن الثالث فتوا سی فی ہرہ کیابالغ اور ان تصرفات میں کہ جو فسق کے محل نہیں اور انکو نہ ہل باطل نہیں کرتا سفیر پر بالاتفاق مجبر نہ ہو گا اسی واسطے
مستثنیٰ ہے کہ امام کہ سفیہ سفیر کے مانند ہو مگر نکاح اور طلاق اور عتاق اور استیلا و تہبیر اور زکوۃ اور صدقہ فطر اور حج اور عبادات بدنیہ کے واجب ہونے
اور اسکے باپ اور دادا کے ولایت داخل ہو جانے میں اور اقرار عقوبات یعنی مرد اور قصاص کے صحیح ہونے میں اور اتفاق یعنی نفقہ و وجہ اور دلی لاہما
کے موت اقرار میں اور سنات کے و مایا کے صحیح ہونے میں ثلث مال ہو کہ سفیہ ان امور مذکور میں بالغ کے مانند غیر مجبور ہو یعنی جس طرح بالغ غیر مجبور کے
تصرفات صحیح ہیں اسی طرح سفیہ کے بھی یہ تصرفات بالاتفاق صحیح ہونگے انہیں صاحبین کے نزدیک بھی حیر نہیں و فی کفارہ کعبہ شاہ اور سفیہ کفارہ میں غلام کہ
مانند ہو کہ انی از شاہ ہم خزانہ اکمل میں ہو کہ قسم اور نذر اور نذر اور قتل کے کفارہ میں قاضی سفیہ کا مال صرف ہونے سے بلکہ وہ روزہ رکھے کذا فی الطحاوی
والحاصل ان کل ما یستوی فی النزل والجر یفتی من المجور والافلا الا باذن القاضی خانہ اور خلاصہ کلام یہ ہو کہ جس تصرف میں نہ ہل و وجہ برابر ہو وہ
مجبور کا بھی نافذ ہو اور جو برابر نہیں وہ تصرف مجبور کا نافذ نہیں مگر قاضی کے اذن سے کذا فی الخانیہ فان بلغ الصبی غیر رشید لم یسلیم الیہ مالہ حتی یملح خصا
و عشرین مستثمنہ پھر اگر غیر رشید ہی بالغ ہو یعنی باوجود بلوغ ایسا ہوشیار نہ ہو کہ اپنا نفع اور ضرر پہچانے تو اسکا مال اسکو نہ دیا جائے یہاں تک کہ وہ
۲۵ برس کو پہنچے مگر درمیں ہو کہ ۲۵ برس کی قید اس واسطے رکائی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ عقل مرد کی انتہا کو پہنچ جاتی ہو جبکہ وہ ۲۵ برس کو
پہنچ جائے پھر خزانہ اکمل میں ہو کہ جب تیم بالغ ہو تو وصی اسکا مال اسکو جلد نہ دے بلکہ توقف کرے اور اسکو کچھ مال سودا گری کی واسطے دیکر آزاد کر دے پس اگر
اسکو مصلح پادے تو اسکا مال اسکو دے اور اگر مفسد پیدا کر دیکھے تو مال نہ دے پھر جب ۲۵ برس کو پہنچے تو مال اسکو دے خواہ وہ مصلح ہو یا نہ ہو کذا فی الخانیہ
نصف تصرف قدریہ قبل المقدار الذکور من المدة تو صحیح ہر تصرف بالغ غیر ہوشیار کا قبل اسکے یعنی اس مدت کی مقدار مذکور سے پہلے یعنی اگر ۲۵ برس پہلے بالغ
غیر رشید سے وغیرہ کا تصرف کر گیا پانے مال میں تو صحیح ہو گا اس واسطے کہ بالغ ناقص چھ نہیں امام کے نزدیک در ۲۵ برس تک غیر رشید کو نہ دینا صحیح رہتا بلکہ تا وہ
کیواستحوا و بعدہ یسلیم الیہ و جہ ہستی و تہبیر و تہبیر و تہبیر و تہبیر و غیرہ کا مسمیٰ و غیرہ قالہ شیخنا اور ۲۵ برس کے بعد دینا واجب ہو گا یہاں تک کہ
اگر اسکا ولی اسکو مال دے اسکے مانگنے کے بعد تو ولی پر تاوان لازم ہو گا دیورت ہو کہ ہو جائے مال کے اور مانگنے سے پہلے تاوان نہیں چنانچہ جہتی غیر رشید کے
کدام سے معلوم ہوتا ہو ایسا کہ ہر ہارے استاد نے وان لم یکن رشید او قال لا یقع حتی یؤنس رشیدہ و لا یجوز تصرف فیہ ۲۵ برس کے بعد مال دیا جائیگا اگر
وہ رشید اور ہوشیار رہے ہو اور صاحبین نے کہا کہ مال نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اسکی ہوشیاری معلوم نہ ہو اور اسکا تصرف بھی قبل از ہوشیاری جاری نہیں
اگرچہ وہ غیر ذلت ہی ہے نیز فی الرشد الذکور کے قول لغائی ذاک قسم نہم رشید ہو کہ نہ مصلح فی مالہ فقط ولو فاسقا قال ابن عباس اور وہ رشید جو نہم رشید ہے
اقول میں کہ اگر تم تمیز نہ کر رشید معلوم کر دو تو اسکے مال کو نہ دو تو مراد اس سے یہ ہو کہ یہ فقط اپنے مال میں مصلح ہونے مفسد نہ ہو مگر یہ فاسق ہو ایسا کہ ہر رشید میں اسکی

نہم اصلاح فی الحال سے مراد یہ ہو کہ مال کو حلال میں صرف کر کے نہ حرام میں اور صرف نقد کو بیچ نہ ہو اور امام شافعی کے نزدیک شدہ سے مراد اصلاح فی المال و اصلاح فی الدین دونوں میں ہوں کہ ان فی الطحاوی والقاضی کی بیس لحد المدیون لیسبج مالہ لدینہ اور قاضی مجوس کے اندام مدیون کو تاکہ وہ اپنا مال بیچ لے اپنے قرض ادا کرنے کی واسطے مہم ادا کرنا دین کا واجب ہو مدیون پر اور مملکت یعنی طائفاً اجمال کے وعدے پر ظلم ہو تو مالک کو مدیون کا مہین کرنا وظلم کے واسطے لازم ہوا و قضی در اسم وینہ من در اسم یعنی بلا امر و کذا لو کان ذانیہ اور ظلم اسکے دین کے رد پے کو مدیون کے رویوں سے ادا کرے یعنی بلا امر مدیون کے اور اسی طرح اگر دین اشرفیان ہوں تو مدیون کی اشرفیوں سے ادا کرے و بایع ذانیہ و لدراہم دینہ و بالعکس استحسنانا لا قادم ہا فی التعمید اور قاضی مدیون کی اشرفیان بیچ لے ادا کرے و رویوں کے واسطے اور رویہ بیچے اشرفیوں کے ادا کرنے کے واسطے استحسنان کی وجہ سے اس واسطے کہ جن ہونے میں اشرفی اور رویہ دونوں متحد ہیں لایسبج القاضی عرفہ و لا عقارہ للذین خلافا لہما و بیای بقولہما یسبعا للذین یفتی اختیار و سبغ فی تصحیح القاروری نہ بیچے قاضی مدیون کے اسباب کو اور نہ زمین اور بلوغ وغیرہ مال غیر منقول کو دین کے واسطے بر خلاف مذہب صاحبین کے اور فتویٰ ہو صاحبین کے اس قول پر کہ قاضی مدیون کے اسباب و مال غیر منقول کو اداسے دین کے واسطے بیچ لے چنانچہ اختیار شرع مختارین ہوا و بیچ کیا ہو اس قول کو تصحیح قدری میں و بیچ کل الا یحتاجہ فی الحال و بموجب قول مفتی بکے مالک بیچ لے ہر وہ چیز جسکی مدیون کو فی الحال حاجت نہیں ملے مدیون کے واسطے اول نقد کی بیچ ہو پھر اسباب کی پھر غیر منقول کی اور جسکی فی الحال حاجت نہیں وہ بیچی جائے تو خدا اولاد فی قالین موسم گرمی میں بیچا جائے اور شطر حیان موسم سرما میں اور موسم کی انگلیشی بھی بیچ جائے سنی کی انگلیشی سے مدیون اپنا کام نکالے کہ ان فی الطحاوی و اولو قرض مالہ بعد المدیون مالک میں ثابتاً بینتہ او علم قاض فی اسم الغرام و مال استمرکذا فلا یجوز فی الفعل کام اور اگر مدیون کسی شخص کے مال کا اقرار کرے تو اسکو ادا کرنا لازم ہوگا ببدلہ ا ہو جائے ان دیون کے جبکہ واسطے وہ مجبوس ہوا تا وقتیکہ مال مذکور گواہوں سے یا قاضی کے علم سے ثابت نہ ہو اور اگر ثابت ہو تو مقدار اولہ سمائیون کام فرام ہوگا یعنی انکے ساتھ وہ بھی اپنا دین لیگا مانند اس مال کے جسکو مدیون نے تلف کر ڈالا اس واسطے کہ مجبوس نہیں ہو فعل میں چنانچہ مذکور ہو چکا ہے عمل مستعد یہ ہو کہ قاضی کو اپنی دانست پر بد و ن گواہوں کے حکم دینا جائز نہیں کہ ان فی الطحاوی و افلس و معہ عرض شرا و نقد بضمہ بالاذن من یأثمہ لعلہ یقتضی قیامہ اسوۃ للفرمان غنہ ایک شخص غلس ہو گیا اور اسکے پاس وہ متاع ہو جو اسنے خرید کر نقد بضمہ کیا ہو اس متاع پر اسکے بائع کے اذن سے اور ہوا اسکا ضمن اور انہیں کیا تو اسکا بائع اودین والوں کے برابر ہو متاع کے ضمن میں ہم یعنی بائع منع بیچ کے کے متاع کو نہیں لے سکتا بلکہ وہ متاع بیچ ہو کہ بائع اود باقی اباب یونہی کو اسکا ضمن حصہ رسد دیا جائیگا اور باقی دین کے واسطے تا حصول قدرت مدیون کو مصلحت دینا نیکی آدریہ جو حدیث میں وارد ہو کہ جو اپنی متاع بعیدہ مفلس کے پاس پادے کہ پادے تو وہ احق بالمقام ہو اپنے عین سے اور امام احمد کی روایت میں ہو کہ جو اپنی متاع بعیدہ مفلس کے پاس پادے تو زیادہ تر وہ اسکا حقدار ہو تو اس متاع سے مراد وہ متاع ہو جو بطریق غصب و عاریت اور ودیعت اور اجارہ اور رہن کے ہو کہ وہ بعیدہ اسکا مال ہو اور بیع تو بائع کا مال نہیں رہی اور نہ اسکی وہ متاع ہوگی بلکہ بیچنے تو مشتری کا مال ٹھہر گئی کیونکہ وہ بائع کی ملک تکملگی اور بیع اود بیع سے اسکا ضمان لازم ہو گیا کہ ان فی الطحاوی بتوضیح فان انفس قبل قبضہ اوبعدہ لکن بغیر اذن بالغنہ کان لہ استردادہ و صیبتہ بالضمن و قال لشافعی للبائع الفسخ سیر اگر مشتری غلس ہو قبل قبض بیع کے یا بعد قبض کے لیکن قبض بیع بغیر بائع کے اذن کے تھا تو بائع کو بیع کا پھر لینا اور اسکا روک رکھنا ضمن کے واسطے جائز ہو اور امام شافعی نے کہا کہ بائع کو بیع کا اختیار ہے جو بھیر القاضی علیہ ثم رفع الی قاضی آخر فالظلمہ اجاز مامع المحجور کہ ان فی الخانیہ و ہوا قاضی المدیون المتع جازاً ظلم القاضی نے ایک شخص پر چکر کیا یعنی بیع اور شرا وغیرہ سے اسکو روک دیا پھر اسکا مراغہ دوسرے قاضی کے پاس ہو اسونے اسکو کھول دیا مطلق الننان کر دیا اور پائے کر دیا اس تصرف کو مجبور سے کیا کہ ان فی الخانیہ تو قاضی ثانی کا اطلاق جائز ہو اور وہ یعنی مجازات تصرفات مجبور کی ساقط اور وہ دہ گئی ہو اور بیع القاضی

وہ اسے مجبور نہ مانے۔ بلکہ اس سے قبل اطلاق ثانی اور بعد اس کے وہ جائز ہوگا اس واسطے کہ قاضی اول کا مجبور کرنا محض اشتکات مجتہدین ہر جس مقبوض
 رہے گا دوسرے قاضی کے جاری نہ کئے پر فروع مساوی ملحقہ شائع کے یصح المجہول علی الغائب لکن لا ینجیہ الم علم غائبہ صحیح ہر مجبور کرنا شخص غائب
 ہے لیکن وہ مجبور نہ ہوگا جب تک اس کو معلوم نہ ہوگا کہ قاضی نے میرا تصرف منع کر دیا ہو کہ انی انما ینصم اور اگر غائب مجبور نہ صرف کرے تو بل علم بعد مجبور اس کے
 تصرفات نافذ ہیں اور اگر تیسرے بلوغ ہو سفاہت کی حالت میں تو قبل از مجبور قاضی مجبور نہ ہوگا ابویوسف کے نزدیک اس کے تصرفات نافذ ہونگے اور
 محمد کے نزدیک مجبور ہوگا بدین مجبور کرنے کے کہ انی انما ینصم و لایرتفع المجبور بالرشد اور رش کے پیدا ہوتے ہی مجبور نہیں اسٹہ جاتا بل اطلاق القاضی بلکہ جب
 قاضی اس کو اسٹہ کا حکم دیوے و لو ادعی الرشد و ادعی خصم لقا و علی اسٹہ و برہنا یعنی تقدیم بدینہ بقاء و السفلا شہادہ اور اگر دعویٰ کیا رش اور ہوشیاری
 اور اس کے غایب ہونے کے باقی رہنے کا سفاہت پر اور دونوں گواہ لائے اپنے دعوے پر تو بقاے سفاہت کے گواہوں کو مقدم رکھنا لائق ہو کہ ان کے
 ادشیاہم طحاوی نے کہا صاحب اشباہ کی یہ بحث مخالف ہے منقول کے اس واسطے کہ تیسرے میں ہو کہ ایک مرد صالح تھا پھر فاسد ہو گیا قاضی نے اسے
 مجبور کیا ایک انسان نے اس سے کچھ خرید لیا پھر مجبور اور مشتری میں اختلاف ہوا مشتری نے کہا کہ میں نے تمہارے اس کو خرید لیا تھا تیری صلاح کی حالت
 میں اور مجبور نے کہا بلکہ مجبور کی حالت میں تو مجبور کا قول مقبول ہو اور اگر دونوں گواہ لادین تو دعویٰ کے صحت کے گواہ مقبول ہیں انہوں نے تیسرے وغیرہ میں
 قبل کے سفاہت سے زوال سفاہت کے گواہ مقدم ہیں و فی الدہ بیانہ شہر و من یہی اقرار و قیل مجبور و من یعدی وقتہ فہو مجبور و اور یہ بیانہ میں
 اور جو دعویٰ کہے مجبور کے اقرار کا مجبور ہونے سے پہلے سوچو شخص کا اقرار کا دعویٰ کرے مجبور کے وقت کا تو وہی لائق تر قبول ہو م شائع وہ بیانہ نے
 مطلب یوں بیان کیا ہو کہ اگر مجبور نے کہا صالح ہو جانے کے بعد کہ میں نے جو اسٹہ لاک دلاہم کا اقرار کیا تھا سو حالت مجبور میں کیا تھا حال صوابال
 نے کہا کہ تو نے اس کا اقرار اپنی اصلاح کی حالت میں کیا تھا تو متروک قول مقبول ہوگا اس واسطے کہ حالت مجبور میں صحت اقرار ہو تو حقیقت وہ منکر تھا تو اس کا
 قول مقبول ہوگا اور وہ بنی علیہ بالکے ہوا کہ انی اللہ ما دی شعرو و لوباع و القاضی اجاز و قال لا تو دمی لبا اداہ من بعد تیسرے اور اگر مجبور نے بیع کی
 قاضی نے بیع جائز رکھی و قاضی نے مشتری سے کہا کہ تو اس کا ثمن مجبور کو نہ دیکھو سو مشتری نے مجبور کو ثمن ادا کیا بعد اس کے تو مشتری کا نقصان ہوگا
 اس واسطے کہ جب قاضی نے مشتری کو ادا سے ثمن سے منع کیا تو قبض ثمن کا قاضی کے واسطے ثابت ہوگا تو اب مجبور کو دینا ایسا ہو جیسے اجنبی کو دینا
 مشتری نے اپنا مال ضائع کیا یعنی اس کا ثمن دوبارہ اس کو دینا چاہیگا اور اگر قاضی نے بیع مجبور کی جائز رکھی اور ادا سے ثمن سے مشتری کو منع نہیں کیا
 اور مشتری نے مجبور کو ثمن دیا تو جائز ہو اس واسطے کہ اجازت بیع درحقیقت موقوف ثمن کی اجازت ہو کہ لاف الطحاوی فصل یہ فصل ہر مجبور کے
 بالغ ہونے میں مطلق نفی میں ہمیشہ وصول ہو اور اصطلاح میں عبارت جو انتہائے حد فطری سے اور چونکہ فطری ایک سبب تھا اسباب مجبور سے اور اس کی ایک
 نہایت تھی تو اس کی انتہا کا بیان واجب ہوا اور یہ فصل اس کے بیان میں ہوئی کہ انی المنع بلوغ الغلام بالاحتمال و الاحبال الخ الا انزال الاصل ہذا
 بان بن الحنفی صغیر کا ثابت ہوتا ہر احتمال سے یعنی خواب میں منی ٹپکنے سے اور غور تکے حال کہ دینے سے اور انزال منی سے اور بلوغ میں اصل انزال ہی
 ہر م اصل انزال اس واسطے ہوگا احتمال معتبر نہیں بدین انزال کے اور عورت عالمہ نہیں ہوئی مگر انزال سے تو وہی اصل مجبور اور احتمال ہوا
 اس کے علاوہ سے ہو و الجاریہ بالاحتمال و الخفیض و الخلیل و لم ینکر الانزال صریحاً نہ لایرشد نہما اور بالغ ہونا صغیر کا ثابت ہوتا ہر احتمال و وجہ
 و دلاہم ہوا جیسے اور مصنف نے منی و بلوغ میں انزال کو صریحاً ذکر کیا اس واسطے کہ صغیر کا انزال بہت کم دریافت ہوتا ہے مگر اگر ہونا اور شہادہ کا انزال ہونا
 میں معتبر نہیں اور اس طرح چٹائی اور منیچہ اور نفل کمال ہوا اور کاجاری ہو جائے معتبر نہیں بلوغ معتبر نہیں کہ انی انما ینصم و لایرتفع المجبور بالرشد و لایرتفع

خمس عشر سنۃ بہ یقینی لفظ اعمار اہل زمانہ پھر اگر صغیر اور صغیرہ میں امور نہ کو رہیں سے کوئی امر نہ پایا جائے تو بلوغ کا حکم ہوگا یہاں تک کہ صغیر اور صغیرہ کی پندرہ برس کی پوری عمر ہو اسی قول پر فتویٰ ہو سبب کم ہونے ہائے اہل زمانہ کی عمر میں کم ہونے سے عدم وجود علامات بلوغ امام کے نزدیک صغیر کی بلوغ اٹھارہ سال اور صغیرہ کی پندرہ سال اور صاحبین کے نزدیک پندرہ سال ہوا امام سے اس کی روایت ہے وجہ فتویٰ عادات غالبہ یہی اس واسطے کہ علامات بلوغ کی اس مدت میں اکثر ظاہر ہو جاتی ہیں تو اس مدت کو علامت بلوغ کی ٹھہرایا اس شخص کے حق میں صغیرین علامت بلوغ ظاہر ہونے کی گدائی اندر اور شائع نہ ہونے کو تا ہی ہم اہل زمانہ کو دلیل فتویٰ قرار دیا وادنی مدتہ انسا عشر سنۃ ولما تسع سنین ہذا الخ کا الی احکامات قرار دیا کہ مدت صغیرہ کے بالغ ہونے کی بارہ برس ہیں اور صغیرہ کی نو برس ہی قول مختار ہے چنانچہ احکام سنار میں ہر شرح مجمع میں ہر فقرہ کا اتفاق ہو کر ہے یا اس اکثر سال کی صغیرہ اگر نو دیکھے تو وہ خون حیض نہیں اور نو برس یا زیادہ کی صغیرہ خون دیکھے تو وہ حیض ہے اور اختلاف ہے چھ اور سات اور آٹھ سال میں اور کافی میں بعضوں سے منقول ہے کہ کثرت گیارہ سال ہر گدائی الطحاوی فان را حقا ای بان بلغنا السن فقال لا بلوغنا صدق ان لم یکنہا انما ہر گدائی فی العمد دیو غیر یافید بنتی عشر سنۃ لیسۃ عشر سنۃ اقرارہ بالبلوغ وہو ان یکون بحال علم شدہ والا لیسۃ عشر سنۃ شرح وہبانیہ صغیر اور صغیرہ قریب بلوغ ہوں یعنی اس دلی مدت کو پہنچ گئے ہوں اور دونوں کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان کے قول کی تصدیق ہوگی اگر ظاہر حال ان کی تکذیب کو نہ کا سبب عدم تکذیب کی تصدیق میں قید لگائی ہے عمار دیو غیر اربعین اور بارہ برس کے بعد ایک اور شرط ہے کہ بلوغ کے اقرار صحیح ہونے کے واسطے وہ شرط ہے کہ صغیر کا ایسا حال ہو کہ ویسے صغیر کو احتلام ہوتا ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا گدائی شرح وہبانیہ یعنی اگر صغیر بارہ برس کا ہو تو صغیرہ نو برس کے بلوغ کا دعویٰ کریں اور نہایت ناتوان اور لاعلم و مستہ حال ہوں تو ان کی تصدیق ہوگی کیونکہ ظاہر حال ان کا ان کے قول پر دلالت نہیں کرتا اور ہر چند کہ بالغ حکما فلا یقبل وجود بلوغ بعد اقرار مع احتمال حالہ انقضائے سنۃ ولایبدا و صغیر اور صغیرہ اس وقت میں یعنی اقرار بلوغ کے وقت میں بعد شرط مذکورہ کے بالغ ہوں گے مانند میں حکم میں پس ان کا بلوغ کا مقبول نہ ہوگا اقرار کے بعد باوجود احتمال رکھنے اس کی حالت کے تو اس کی تسہیل اور بیع منقوض نہ ہوگی ہم فتاویٰ قاضیان میں ہے کہ ایک لڑکا خرید فرودخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں پھر اگر بعد اسکے کہے کہ میں بالغ نہیں تو صحت اسکے بلوغ کا اظہار کیا تھا وہ محتمل بلوغ کا تھا یعنی بارہ برس یا زیادہ کا تھا تو اب سکا انکار معتبر نہیں اور اگر بارہ برس سے کم کا ہے تو اقرار اس کا صحیح نہیں اور جمہور میں ہے کہ دونوں کے احکام بالغوں کے مانند ہیں باقی تصرفات میں گدائی الطحاوی و فی اکثر شرط بلوغ لیسۃ فیصل فی حال بلوغ قبل بلوغنا مع تفسیر کل ما ذالغ بلایہ میں ہر گدائی صغیر بلوغ کا یہ قول مقبول ہے کہ البتہ ہم بالغ ہو چکے ہیں جس کے اس بیان کے ساتھ کہ کون علامت سے وہ بالغ ہوا وہ وقت قسم کے ہم یعنی تصدیق قسم پر موقوف نہیں لیکن بیان کیفیت بلوغ البتہ ہم بلوغ ہر وہی شرط انہ اقرار بلوغ قبل اتنی عشر سنۃ الا بالیسۃ ولیدۃ لیسۃ انتہی اور خزانہ میں ہے کہ صغیرہ بلوغ کا اقرار کیا تو بارہ برس سے پہلے صحیح نہیں مگر گواہوں سے اور بعد بارہ برس کے اقرار بدون شرط صحیح ہوا انتہی کلامہ مع ما انتہی انزال کی گواہی سے اقرار بلوغ کا صحیح ہوگا و انتہی علم و متفقہ لیسۃ لیسۃ

کتاب الماذون

یہ کتاب ہے عبد الماذون کے احکام میں ماذون وہ غلام ہے جس کو مالک اس کا سودا گری کی اجازت دے صنف اس کتاب کو کتاب التجار کے بعد اس واسطے لایا کہ اذن بلوغ حج کو مقتضی ہے الاذن لیسۃ الاعلام اذن لغت میں عبارت ہے اعلام میں بتایا اور حدیث سے قاضیوں میں اذن یعنی علم و اجازت مذکور ہے و شرعاً فک التجار فی التجارۃ لان التجار لا یفک عن العبد الماذون فی غیرہ بالبلوغ ابنا کمال اور شرع میں اذن عبارت ہے منہ تصرف کے دور کرنے سے یعنی تجارت میں اس واسطے کہ حج یعنی منع تصرف جہا نہیں ہوتا عباد و اذن سے تجارت کے سوائے میں گذار کر ابن کمال ہم یعنی فک

سے اطلاق جبر طلاق اور نہیں اس واسطے کہ عید ماذون کو تبرع اور اعتاق اور تکفیر یا مال جائز نہیں بلکہ فقط امور تجارت کا اطلاق مراد ہو اسقاط الحق
 شرح میں اذن عبارت ہوا سقاط حق سے مراد اسقاط حق منع ہو نہ فقط مولی کا حق اس واسطے کہ اس صورت اذن فقط غلام کو شامل
 ہو گا نہ صغیر کو اور حالانکہ اذن غلام اور صغیر دونوں کو شامل ہو اسقاط ہو مولی لولہ المازون رقیقا والولی الوصیدا حق منع کا ساقط کرنے والا
 مولی ہو گا اگر ماذون غلام ہوا ولی ہو گا اگر ماذون صغیر ہو و عن ذوق الشافعی ہو تو کیل و اناجہ اور زفر اور رام شافعی کے نزدیک اذن عبارت ہوا کیل
 کرنے اور نایب کرنے سے شہر خلاف کا ظاہر ہوتا ہے ہمیں کہ تخصیص اذن کی کے نزدیک صحیح ہوتی ہے کہ غلام اس کے خلاف نہیں کر سکتا کیل کا نہ زور نہ ہائے نزدیک نہیں
 نہیں ہوتی شہر تصرف العبد لنفسہ بالیہ قلیا متیوقت بوقت ولا تخصیص بنوع التفریع علی کو نہ اسقاط یعنی جب مولی نے اذن دیا تو جو منصف ہو گیا
 پس تصرف کر گیا غلام اپنی ذات کی واسطے بسبب اپنی اہلیت کے تو اذن اور تصرف کیس وقت کے ساتھ مقید نہ ہو گا اور نہ کسی قسم کی تجارت کے ساتھ مقید ہو گا
 ہو گا یہ قول متفرع ہے اذن کے اسقاط ہونے پر غلام عقل و بر بوع کی بہت سے تصرف کی لیاقت رکھتا ہو لیکن وہ ممنوع التصرف ہو ولی کے حق کے سبب
 پھر جبکہ مولی نے اپنا حق ساقط کر دیا تو غلام ٹھہر اپنی اہلیت اصلہ کی وجہ سے کذا فی الزیلعی متصرف اور لا یرجع بالعہد علی سیدہ و فلک الجہاد و تصرف
 غلام کی رجوع اس کے لئے نہ ہو گی بسبب و کر دینے مولی کے منع تصرف کو م یعنی جب مولی نے غلام کو تصرف کا اذن دیا تو اگر غلام کو ولی میر خیر کیا تو اس کے لئے
 مطالعہ مولی سے نہ ہو گا یہ قول متفرع ہے تصرف لنفسہ پر فلو اذن لعبد و تصرف علی فاک لکیر لوما او شہار صا را و ذلہ طلاقا حتی کچ علیہ لان لا سقاط
 لا متوقت پھر اگر مولی نے اپنے غلام کو ایک دن یا ایک جینے کے تصرف کا اذن دیا تو وہ ماذون ہو گیا مطلقا یعنی ہمیشہ یہاں تک کہ مولی اس کو منع کرے اس کے
 اسقاطات توقیت اور تقدیر کو قبول نہیں کرتے شرح نے کہا اذن غلام متفرع ہے رنگ حبر پر و لم تخصیص بنوع فاذا اذن فی نوع عم اذن فی
 الانواع کلہا لانہ فاک لکیر لولہ اذن اور تصرف ایک قسم کی تجارت کے ساتھ مخصوص ہو گا پھر جبکہ مولی نے ایک قسم میں اذن دیا تو اس کا اذن عام
 اور شامل ہو جائیگا تجارت کی سبب قسموں کو اس واسطے کہ اذن تک حبر پر نہ تو کیل عام نہ ہو سکے پس اگر دیکی تجارت کا اذن دیا اور خشکی کی تجارت
 منع کیا تھا تو خشکی کی تجارت کا بھی اذن ہو گیا اگرچہ غلام خشکی کی تجارت کو بخانتا ہوا اور مالک اس سے بھی واقف ہو کذا فی التقرستانی ثم اعلم ان لا اذن
 بالتصرف النوعی اذن بالتجارة و بالتخصی استخدام پھر اس کو دریافت کر کہ تصرف نوعی کا اذن تجارت کا اذن ہے اور تصرف شخصی کا اذن استخدام یعنی خدمت لینا ہے
 نہ اذن تجارت ہم فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ہر مداخل تجارت اور استخدام میں یہ ہر کہ اگر غلام کو عقوق کا بار بار اذن دیا اور معلوم ہو کہ مراد مولی کے طلب
 منفعت ہے تو وہ اذن تجارت کا اذن ہے اور اگر عقد و احد کا اذن دیا اور معلوم ہو کہ منفعت مقصود نہیں تو وہ تجارت کا اذن نہیں بلکہ وہ استخدام ہے و عن اور
 عادت میں یعنی اگر مولی نے کہا کہ کپڑے کی خرید و فروخت کر تو وہ ماذون تجارت میں ہوا اور اگر کہا کہ فلا نے شخص کے پاس فلا نے کام میں ضروری کر تو وہ ماذون
 شخصی التجارة نہیں اس واسطے کہ ایک ہی عقد کا امر کیا اور اگر کہا کہ لوگوں کے یہاں فلا نے کام میں ضروری کر تو یہ اذن تجارت کا بسبب عدم تعیین مستاجر و عقود و تنویر کا
 اذن ہوا اتحی القانی نے کہا کہ اگر عمل خاص کا اذن بھی اذن عام ہو جائے تو بطری نگلی کو نوپڑی کی ایک پیسہ سناگ خرید کر لینے سے غلام ماذون التجارة ہو گا
 اور استخدام کا مضمون فوت ہوتا اسی صورت سے ہر اذن اذن عام نہیں ہوتا بلکہ وہ استخدام اور تو کیل ہو کذا فی الطحا و مختصر الوصیت الاذن دلالتہ فیہ
 سیدہ بیع ملک حبشی فلو ملک سواہ لم یخیر حتی یاذن بالنطق بزایرہ و در عن الخانیۃ اثبات ہوتا ہے اذن دلالتہ حال سے تو جیس غلام کو اس کے کسی شخص کی
 بیع کرنے کیجا تو اگر مولی نے اپنے غلام کو اپنی ملک بیچنے دیکھ کا تو فقط سکوت سے اذن جائز نہ ہو گا جب تک کہ یاں سے اذن سے چنانچہ بزایرہ اور در میں ہوا بیع ہم
 اذن جائز نہ ہو گا یعنی اذن ثابت نہ ہو گا اس تصرف میں جس میں سکوت واقع ہو گا ذکرہ غری زاہدہ اور میراد نہیں اس تصرف کے سوا اور تصرفات میں بھی اذن
 ثابت نہ ہو گا بیساکہ شربلہ لیرہ کا مصنف سمجھا ہو کذا فی الطحا و عن ابی اسعود و لکن سہمی عن ابی الزیلعی غیرہ و جزم بالتسویلی علی ان صاحب اللغنی

و جہ فی الشریعۃ لیس بان فانی المتون والشروح اولى معانی کتب الفتاویٰ ولی حفظ لیکین مال جنہا و مال ہمی کو برابر کہ ماہر زیلعی وغیرہ نے اور ابن کمال اور
 صاحب تفتی نے دونوں مالوں کی برابری کا یقین کیا ہے اور شریعۃ لیس بان دونوں کی برابری کی ترجیح دی ہے اس طرح کہ جو روایت کہ متون اور شروح میں
 ہے وہ مقدم اور اولیٰ ہے اس روایت سے جو فتاویٰ کی کتابوں میں ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم یہ استدلال کے بعد قطع ہوا اس واسطے کہ زیلعی کا کلام غلام
 ماذون ہو جائے اس فعل کے بعد یہ سکوت واقع ہوا اور یہ بزرگ اور در کے مناسبت ہے اس واسطے کہ بزرگ اور در کا جو منفعہ فعل سکوت عنہ ہوا یہ
 مقتضی ہے فصل اول کے فرق کا تو اگر اجنبی کا مال ہو تو سکوت سے غلام ماذون ہو گا فصل سکوت عنہ میں اور اسکے بعد میں اور اگر مولیٰ کا مال ہو گا تو غلام
 ماذون ہو گا بعد میں نہ اس فعل سکوت عنہ میں کہ ان فی المظاہر دی ولیستری مارا و وسکت السبب ماذون خبر مقتدا و تو غلام کم کر اسکے ہونے کی ممکن
 اجنبی کو بیع کرتے اور جو چاہا اس کو خرید کر لے دیکھا اور ایا اسکے سکوت کیا تو وہ غلام ماذون فی التجارۃ واللہ لا نفقا ہے شراح نے کہا ماذون خبر مقتدا کی اور مقتدا
 ہے مقتدا راہ الا اذا کان المولیٰ قاصدا لاشباہ سکوت مولیٰ کا اذن ہے کہ جو جیکہ مولیٰ قاضی ہو تو سکوت اذن نہیں کہ ان فی الاشباہ و لکن لکیون ماذون فی بیع
 اولک الشئی راو شراک فلا ینفذ علی المولیٰ بیع ذلک المتاع لانہ یرم ان لیس ماذون ناقض لہ لیس ماذون ہوا باطل لیکن غلام ماذون نہ ہو گا اس خبر سے سکوت
 کی بیع یا اس کی خرید میں تو مولیٰ پر اس متاع کی بیع نافذ نہ ہو گی اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ غلام ماذون ہو جائے ماذون ہو جائے بیع ماذون ہو جائے بیع ماذون ہو جائے بیع
 قلت لکن قید القسستانی مغیر بالذخیرۃ بالبیع دون الشرا من مال مولاه لیس فی بیع وغیرہ فی حق الفرق واللہ للوفق میں کہ اس ہوں لیکن عدم اذن عیام
 نفاد ذوقستانی نے ذخیرہ سے نقل کر کے قید کیا ہے بیع کے ساتھ نہ اس خرید کے ساتھ جو مولیٰ کے مال سے ہو یعنی تو ان میں بھی خرید بیع ہو گی اور بیع واجب قید
 ذخیرہ کے بیع اور شرا کے فرق بیان کرنے کی حاجت پڑی اور حق تعالیٰ توفیق سے فرق بیان کر لیں کہ مولیٰ نے اپنے غلام کو خرید کر لے دیکھا
 مولے کے دراپہم یا دانا نہ سے اور اس کو منع نہ کیا تو وہ ماذون ہو گیا انتہی تو غلام اسی عقد میں ماذون ہو گیا جو مولیٰ نے کہا وہ فرق یہ ہے کہ خرید میں بیع فعل
 ہو جاتی ہے مولیٰ کی ملک میں تو جو چیز زمین بخلاف بیع کہ اس میں زائل ہو جاتی ہے مولیٰ کی ملک سے تو اس بیع میں سکوت اذن نہ ہو لیکن اس میں خلل یہ ہے کہ
 بیع اور شرا دونوں میں اذخالی اور خلیج ہو چکی ہے کہ شاید وہ فرق وہ ہو جو فقہائے باب الفضول میں مذکور کیا ہے کہ شرا سے بیع بظاہر بیع سے اور
 شرا لیس نے اس عقد کو موت رکھا ہے مولیٰ کی اجازت پر یعنی اگر مولے اجازت دے تو بیع نافذ ہو گا اگر باطل کرے تو باطل ہے کہ ان فی المظاہر دی ولیستری
 فلو اذن مطلقا بقیہ صحیح کل تجارۃ منہ اجماعا اور اذن ثابت ہوتا ہے ہر مباح تو اگر غلام کو اذن دیا مطلقا بدون قید تو یہ تجارت غلام کی بالاتفاق صحیح
 ہو گی اذن مطلق کی یہ مثال ہے کہ مولیٰ نے کہیں کے تجار کو اذن دیا سو اگر یوں میں یا یوں کہہ کر اذن دیا سو اگر یوں میں یا یوں کہہ کر اذن دیا سو اگر یوں میں یا یوں کہہ کر اذن
 اور نہ کوئی قسم ہو اگر کی بیان کی کہ ان فی الممنع اذوق قیدنا یم خلافا للشافعی اور اگر اذن میں قید عام لگا دے گا تو پھر بزرگ یا یک قید ہے نہ ہو گی اذن عام
 ثابت ہو گا بخلاف مذہب شافعی کے قید بیع ولیستری ولیعقب فاحش خلافا لہا تو عبد ماذون بیع اور خرید کرے اگر یہ بیع اور شرا عنہ بن حش کے
 ساتھ ہو بخلاف مذہب حنابلین کہ اس کے نزدیک بیع اور شرا عنہ بن حش کے ساتھ ہو بخلاف مذہب حنابلین کہ اس کے نزدیک بیع اور شرا عنہ بن حش کے ساتھ ہو بخلاف مذہب حنابلین
 لانہ عادیۃ التجار اور خرید و فروخت میں غیر کو وکیل کرے اور اپنی چیز دوسرے کے پاس کر دے اور غریب کی چیز اپنے پاس بہن رکھے اور کچھ لے اور جانور کو عاریت
 دے اس واسطے کہ یہ سودا گروں کی عادت ہے ویصالی عن قصاص جب علی عبد اور مال نہ کیلئے کرے اس قصاص سے جو واجب ہو ماذون کے غلام
 پر بیع میں مولانا مثل القیمۃ و اما باقل منہ اقل اور ماذون بیع کرے اپنے مولے سے قیمت کی برابر اور قیمت سے کم کر کے بیع تو جائز نہیں ہے اور بیع
 اکثر قیمت سے بقیہ اقل جائز ہے بیع مولانا منہ مثل القیمۃ و اقل اور مولیٰ عبد ماذون بیع کرے برابر قیمت یا کمتر سے و لکھو لیس المبیع فی بیع
 متممہ من العبد و مولے کو جائز ہے ہر دو کہ مبیع کا اسکے نہیں کہنے کے واسطے عبد ماذون کو بیع الی الثمن خلافا لما شوہر من بیع مبرا لیس المبیع لیس المبیع

اسرائیل اور فضول خریدی شمار نہ ہوا اور اس قبل سے مستغنا ہو تا ہوا کہ کھانے کے سوا اور غیر مصالحہ نہ دے کہ مذکورہ ابن کمال اور یقین کیا اس پر شہید
 ہم ابن شہید نے تحفہ دینا مذکور نہیں کیا بلکہ ضیافت اور تصدق ماکول قلیل کو اُسے بیان کیا ہوا کہ ذانی الطحطاوی و الحجور لاییدی شیدنا اور غلام محجور تحفہ
 نہ دے کسی کو نہ قلیل نہ کثیر نہ طعام نہ غیر طعام وعن الثانی اذا دفع للبحر قوت یومہ فذاع بعض فقہاء لال محفل باس خطا مالودض المیہ قوت شہر اور ابویوسف
 سے روایت ہے کہ جب غلام محجور کو ایک دن کا کھانا دیا گیا سو اُسے اپنے کسی ساتھی کو اپنے ساتھ کھانے کے واسطے بلایا تو کچھ مضائقہ نہیں بخلاف اُس صورت
 کے کہ اگر اُس کو اپنے بھر کا کھانا دیا گیا تو کسی دشمن کو اپنے ساتھ کھانا درست نہیں دلا باس لمرآۃ ان تصدق من بیت سید یا اور دہا بالیسیر کثیفہ و دعوہ
 ملتفتی اور عورت پر کچھ مضائقہ نہیں اسکا کہ اپنے موئے یا اپنے گھر کے گھر سے ٹھوڑی سی خیرات کرے چنانچہ ایک روٹی اور مانند اسکے کہ ذانی ملتفتی ہم یعنی بدو
 اطلاع شوہر حضور اصدقہ دینا جائز ہے اس واسطے کہ ہتھکڑی کو منع کرنا رائج نہیں ولو علم منہ عدم الرضی لم یجوز اور اگر ہتھکڑی تصدق دینے کی ناراضماندی
 مولیٰ یا شوہر کی معلوم ہو تو اتنا بھی جائز نہیں و الضیف من طعمہ اور ما ذون ضیافت کرے اُس شخص کی جو شکوہ کھانا کھاتا ہے و خذہ فیضا فیہ لیسر بقدر
 مالہ اور کم خرچ تھوڑی ضیافت کرے بقدر اپنے مال کے ہم محمد سے مروی ہے کہ اگر ما ذون کے پاس ہو داری کا مال دس ہزار درہم ہو تو دس درہم ضیافت میں خرچ
 کرنا قلیل ہیں داخل ہے اور اگر مال تجارت دس درہم نہ ہو تو ایک دانگ بھی ضیافت کثیر ہو کذا فی الطحطاوی عن الحیط و الحیط من الثمن لعیب قدر یا حیط التجار
 اور ما ذون کم کر دے ثمن سے بیع کے عیب کے سبب سے ہتھکڑی سود اگر کم لے ہو یعنی زیادہ کم کرنا درست نہیں ہے و یجانی و یو جمل تجتبی اور ما ذون ثمن بیچے
 اُسکے ثمن سے کتر اور ثمن لینے کی مدت مقرر کرے کہ ذانی لہجہ ہم قاسوس میں ہے کہ جبا عمارت ہر عطایہ بلا عوض اور بلا احسان سے اور مجاہدہ عمارت ہر
 تصرف اور اختصاص اور سیلان سے انتہی اور بہان ان معانی سے کوئی مراد نہیں بیان تو مراد جنس کا بیچنا ہے اُسکے ثمن سے کتر کے ساتھ تفیل ثمن اور تاجیل
 اس واسطے ما ذون کو جائز ہوئی کہ اپنی تجارت کو کبھی اسکی حاجت پڑتی ہے کہ ذانی الطحطاوی و لایتر و ج الاباذن اور ما ذون نکاح نہ کرے مگر مالک کے
 اذن سے اس واسطے کہ یہ تجارت کے باب سے نہیں ہے اور اس میں ضرر ہے مولیٰ کا ہر وجہ ہو جائے سے و لایتر سری وان اذن کہ المولیٰ اور سر یعنی
 لونڈی کو حرم نہ بناوے اگرچہ مولیٰ نے اُسکو اذن دیا ہو ہم اس واسطے کہ حرم بنانا مالک رقبہ پڑتی ہے اور ما ذون کسی خیر کا مالک نہیں و لایتر و ج رقیقہ فقال
 ابو یوسف یزوج الامۃ اور اپنے ملک کو کا لونڈی ہو یا غلام نکاح نہ کر دے اور ابو یوسف نے کہا لونڈی کا نکاح کر دے و لایکا تہ الا ان یخیرہ المولے و
 لادین علیہ و ولایہ یقبض للمولیٰ اور ما ذون نکاح نہ کرے اپنے ملک کو مگر سطر کہ مولیٰ اسکی اجازت دے اور حالانکہ ما ذون پر دین ہو اور بدل کتابت
 کے قبض کرنے کی ولایت مولیٰ کے واسطے ثابت ہے و لایعق بکمال الی ان یخیرہ الی آخر ما ذون ملک کو بعض مال کے آزاد نہ کرے مگر یہ کہ بولے اُسکو
 جائز رکھے تا آخر شرط نہ کر یعنی مولیٰ اجازت دے اور ما ذون پر دین ہو اور ولایت قبض مولیٰ کے واسطے ہے نہ ما ذون کے واسطے و لایغیرہ اور نہ بدون
 مال کے آزاد کرے و لایقرض و لایئیب و لو بعوض اور نہ ما ذون قرض دے اور نہ ہب کرے اگرچہ ہبہ بالعوض ہو و لایقل مطلقا بنفس مال
 اور ضامنی نہ کرے مطلقا نہ حاضر ضامنی نہ مال ضامنی و لایصلح عن قصاص و جب علیہ اور ما ذون صلح نہ کرے اس قصاص سے جو ہبہ و جب
 ہو و لایعفو عن القصاص و نہ قصاص کو معاف کرے و یصلح عن قصاص موجب علی عبدہ خزائنہ الفقہ اور ما ذون صلح کرے اس قصاص سے
 جو اُسکے غلام پر واجب ہو کذا فی خزائنہ الفقہ و کل دین و جب علیہ تجارت اور ہما ہونی مغایرۃ لادب المیع و شرا و اجارۃ و استیجار
 و ائیلۃ الثانی عزم و دلیعۃ و غصب و ائیلۃ حیدما جبارۃ الدردر دیگر ما یلیم فنبہ و عفر و جب بوطی مشرتہ بعد الاتحفاق کل ذاک متعلق
 برقبۃ کدین الاستملاک و لہم دفعۃ الزد و جب بیع فیہ اور جو دین کہ واجب ہو ما ذون پر اسکی تجارت کے سبب سے یا اس غیب سے جو معنی تجارت کے
 ہے اول کی مثالین چنانچہ بیع اور شرا و اجارہ اور استیجار اور زانی یعنی معنی تجارت کی مثالین چنانچہ و دلیعۃ کا ما ذون و اس غصب و ائیلۃ کا ما ذون

مازون انکار کر چکا اور وہ ہر جہاد واجب ہوا استحقاق کے بعد خریدی نوڈی کی دلی سے ہر ایک دین مذکور متعلق ہر اذن کی گردن سے دین استہلاک اور ہر
اور نفقہ زوجہ کی مانند مازون بچا جاوے گا اس دین میں یعنی اسکو قاضی بیع کرے گا تیار کرے گا اور در کی عبارت یوں ہے (و غرم و دلیعہ و غصبہ انہ
و غیرہ جہاد) بدو ن میم کے سوا گاہ رہنہام معصفت کی عبارت میں ضمیر تنقیہ کی ہر تو انکار فقط غصب اور امانت کو مخصوص ہے اور در کی عبارت میں
و دلیعہ اور غصب و امانت وغیرہ کو شامل ہو گیا و ہم استسما و ایضا زلیعی اور دین و لون کو مازون سے سعی اور کوشش کرنا بھی جائز ہے کہ فی الزلیعی
یعنی اس سے کسب کرنا اور اس کے کسب سے اپنے دیون کو لینا درست ہے و مفادہ ان زوجہ لو خمار استسما و نفقہ کل یوم ان کیون لہا ذلک ایضا بحر
من النفقہ اور ثبوت استسما سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مازون کی زوجہ اس سے محنت ضروری کرنا اختیار کرے ہر دن کی خوراک کے واسطے تو اسکو بھی
یہ جائز ہے کہ فی البحر من باب النفقہ بحضرة مولانا و انما یہ الاحتمال ان فیہ بخلات بیع کسب فائدہ لا یتحتاج لکفہ المولی لان العبد یضم فیہ دیون مذکورہ
میں مازون بچا جاوے گا اس کے مالک کے سامنے یا اس کے نائب کے روبرو مالک کے فدیہ دینے کے احتمال سے برخلاف کسب مازون کہ اس میں نہ ہونے کی
حاجت تین اس واسطے کہ عید مازون صاحب معاملہ پر اپنے کسب میں اور اس کی ذات کی بیع میں اسکا مولی صاحب معاملہ پر و فیہ قسمتہ با محصل در
مازون کا تمسک مقوم ہو گا دین و لون میں حصہ رسد و یتعلق بکسب حاصل قبل الدین اول بعدہ اور دین مذکور متعلق ہو گا مازون کی کمائی سے خواہ
کمائی قبل دین کے حاصل ہوئی یا دین کے بعد و یتعلق بما وہب لہ و ان لم یحضر مولانا اور دین مذکور متعلق اس خیر سے ہے جو مازون کو اسے
کی گئی اگرچہ اسکا مولی حاضر نہ ہو و ہذا قید کسب و الایہاب لکن یشترط حضور العبد لانه تقسم فی کسب یعنی عدم حضور قید ہر کسب اور یہ قبول کرنے
کی یعنی کسب اور یہ وہب کی بیع میں ادا دین کے واسطے مولی کا حاضر ہونا شرط نہیں لیکن غلام کا حاضر ہونا شرط ہے اس واسطے کہ وہ صاحب معاملہ پر اپنی
کمائی میں تم نمایاں بالکسب و عند عدم بیعتی و من رقبہ ہر ریافت کرنا چاہیے کہ ادا دین کے واسطے کسب ہی سے ابتدا ہوگی اور کمائی کے نہ ہونے کے
وقت اسکی گردن سے دین ادا کیا جاوے گا یعنی مازون کو بچکر قلت و مال کسب کا حاصل قبل الاذن بحق المولی طرہ اخذہ مطلقا قان یخینا و مفادہ انہ لو کسب المجر
و اودع عند آخر و ملک فی یہ المودع للمولی التمیم لانه کودع الغاصب قتالہ میں کہنا ہوں اور وہ کسب جو حاصل ہوا ہر اذن سے پہلے سودہ مولی کا حق ہے تو
مولی کو اسکا لینا مطلقا جائز ہو خواہ مازون پر دین ہو یا نہ ہو ہمارے استاد خیر الدین رملی نے کہا کہ مولی کے حق ہونے سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر غلام مجھ کو
خیر کسب کرے اور دوسرے شخص کے پاس و دلیعہ رکھے اور مودع کے ماتحتین وہ خیر کسب ہو جائے تو مولی کو اس سے تاوان لینا جائز ہے اس واسطے کہ غاصب
مودع کے ماتحت ہر سو سکتا ہے کہ لا یتعلق الدین باخذہ مولانا منہ قبل الدین دین متعلق نہ ہو گا اس مال سے جو مازون کے مولی نے اس سے کیا دین ہونے سے
پہلے اس واسطے کہ اسے اپنا خاص حق لیا طو لب المازون بما بقی من الدین نہ اندا عن کسبہ و منہ بعد عتقہ و لا یباع تانیا اور مازون سے اس دین کا جو باقی
باقی رہ گیا مازون کے کسب اور میں سے مطالبہ ہو گا اس کے آزاد ہونے کے بعد اور دوسری بار وہ بچا جاوے گا جو میں باقی ادا کرنے کے واسطے یعنی
اس واسطے کہ اگر اسکی بیع دوبارہ جائز ہو تو کوئی مشتری اسکو جان کر خرید نہ کرے گا تو بیع اسکی منتع ہوگی بالکلیہ تو دین و لون کا ضرر ہو گا و مولانا
اخذہ غلۃ مثله لوجود دنیہ و ما راو للفر ما یعنی لو کان المولی یاخذ من العبد کل شہر عشرۃ درہم مثلا قبل حقوق الدین کان لہ ان یاخذ با بعد کونہ استسما نا
لانہ لو منع منہا بخر علیہ فقید باب الکتساب اور مازون کے مولی کو شل مازون کے کمائی لینا باوجود اس کے مدیون ہونے کے جائز ہے اور جو اس سے زیادہ ہو
تو وہ دین و لون کا حق ہے یعنی اگر مولی غلام سے ہر مہینے دس درہم مثلاً لیتا ہو قبل لاشی ہونے دین کے تو اسکو دس درہم کا لینا دین لاشی ہونے کے بعد بھی
بطریق استحسان کے جائز ہے اس واسطے کہ مولی اگر ہتھکڑی لینے سے روکا جائے تو وہ اپنے غلام کو ممنوع التفرک کر دے تو کمائی کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جاوے گا
تو دین و لون کا نقصان ہو گا و ہر حجر حجرہ ان علم ہونفہ لدفع الضرر عنہ اکثر اہل سوقہ ان کان الاذن شائعاً اور عید مازون مجر ہوا دیکھا

مولیٰ کے حجر کے اور رک دینے سے بشرطیکہ خود ما ذون کو اور اس کے اکثر اہل بازار کو حجر کرنے کا علم ہو اگر مولیٰ کا ما ذون مشہور ہو بازار میں ما ذون کا علم اس واسطے شرط ہو گا کہ ضرر اس سے دفع ہو یعنی اگر ما ذون مجبور ہو سکے بدو ان کی اطلاع کے تو جو کچھ وہ تصرف کرے گا بعد حجر کے وہ دین اسکو دینا پڑے آزاد ہونے کے بعد اپنے خاص مال سے اما ذون علم ہی ای بالاذن الا العبد و حدہ کفی فی حجر علمہ بقسط ولا یشترط مع ذلک علم اکثر اہل سوق لا یشترط انصراد جبکہ اذن مولیٰ کو کوئی بجاتا ہو تنہا غلام کے سوا تو اس کے مجبور کرنے میں فقط اسی کا علم کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اکثر اہل بازار کا معلوم کرنا شرط نہیں ہے نہ ضرر کے و فی البزارۃ باع عبده الما ذون علمین علیہ دن صا رجور علیہ علم اہل سوق بیعہ ام لا بیعہ البیع وان علیہ دین لا مال یقبضہ مشتری لیساد البیع اور بزاریہ میں اگر کہ مولیٰ نے اپنے عبد ما ذون کو بیجا اگر کسی کی کا دین نہ ہو تو وہ مجبور ہو گیا خواہ اہل بازار کو اس کے باب جانے کا علم ہو یا نہ ہو بسبب صحیح ہونے کی بیع کے اور اگر کسی دین ہو تو مجبور نہ ہو گا جیسا کہ اسکا مشتری اپنے قبضہ میں نہ لاوے بسبب فاسد ہونے بیع کے ہم بیع فاسد میں قبض کے بعد مشتری مالک ہو تا ہے وہل لاخرافضہ ان دیونہم حالۃ نعم الا ذکا ان بائعین فاوہا ورا وعبدا وادامی المولیٰ وتمامہ فی اسرار جتہ او کیا دین والوں کو فسخ بیع ما ذون کا اختیار یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر اس کے دیون بلا دت کے فی کمال ہوں تو ان فسخ اس کے اختیار میں ہے مگر جبکہ ما ذون کے نفس سے ادا دیون ممکن ہو یا دین والوں نے اسکو وفات کر دیا ہو تو مولیٰ نے دین ادا کر دیا ہو تو فسخ نہ ہوگی اور پورا یا اسکا سر اجیہ میں ہے و موت سیدہ و جنونہ مطبقا و کذا کہ جنون الما ذون و جنونہ انضاد ار اگر بے تردا و ان لم یعلم احد بہ لانہ موت علما و ما ذون مجبور ہو جاتا ہے اپنے مالک کی موت سے اور اس کے جنون مطبق ہونے سے اور اس کے دار الحرب میں بجانے سے مرتد ہو کر اور انہی طرح ما ذون کے جنون سے اور اس کے لاحق ہونے سے دار الحرب میں مرتد ہو کہ اگر بحقوق دار الحرب کو کوئی نہ جانتا ہو اس واسطے کہ وہ علمی ہوتے ہیں محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنون مطبق وہ ہے کہ سالی بھر سے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہو وہ مطبق نہیں کذا فی النحلاوی و صحیح ما باقہ و ان لم یعلم احد بخونہ و لو عا و منہ و افاق من جنونہ لم یعد الا ذون فی الصحیح ظہری و قسطنطینی اور ما ذون مجبور ہو جاتا ہے اس کے بھاگ جانے سے اگرچہ کوئی نہ جانتا ہو مانند جنون ہو جانے ما ذون کے اور اگر وہ بھر آوے بھاگنے کے بعد یا ہوش میں ہو جائے اپنے جنون سے تو اذن سابق عود نہ کرے گا صحیح قول میں کذا فی الذہبی و القسطنطینی و باستیلا و بایان و دلت منہ فادعاہ کان حرا و لانتہ مالہ یصرح بخلافہ و جاریہ ما ذون مجبور ہو جاتی ہے استیلا دے اس طرح پر کہ جنی مولیٰ سے بھر اس کے دل کا مولیٰ نے دعویٰ کیا تو یہ استیلا و حجر ہو گا کما باعتبار دلالت حال کے جیسا کہ مولیٰ اس کے خلاف کی تصریح نہ کرے ہم استیلا دے اس واسطے حجر طہی ہوا کہ عادت میں جاری ہے کہ ام ولد پردہ میں رہتی ہے اور مالک اس کے نکلنے سے اور لوگوں کے ساتھ اختلاط کرنے سے خرید و فروخت میں راضی نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے حجر کی تا ان اگر مولیٰ استیلا دے تب تصحیح کر دے اذن تجارت کی تو حجر ثابت نہ ہو گا اس واسطے کہ دلالت سے صرح فوق ہے کذا فی النحلاوی لاخر بالتمیز ما ذون مجبور نہیں ہوتی تبذیر سے یعنی ہوا سلیکہ بدہ کو پردہ میں رکھنے کی عادت نہیں تو دلیل حجر کی نہ پائی گئی و ضمن بہا قیمتہا فقط للفرار و علیہا دین بیعت اور مولیٰ استیلا اور تبذیر سے ام ولد اور بدہ کی فقط قیمت کا تاوان دے گا دین و اذن کو بشرطیکہ دونوں پر دین بیعت ہو و ہم فقط کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر قیمت سے زیادہ دین ہو تو اسکا مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہو گا اقرارہ بتدایعہ جرحہ ان مامعہ امانۃ و غصب و دین علیہ لا تصحیح خبر مجبور ہونے کے ہی ما ذون کا یہ اقرار کرنا کہ جو اس کے پاس ہے وہ امانت ہے یا غصب ہے یا اس پر دین ہے دوسرے شخص کا صحیح ہے نہ اس نے کما اقرارہ بتدایعہ اور صحیح اسکی خبر فی قصصیہ منہ و قال لا یصح تو دین غیر ادا کرے اپنے مال مقبوض سے اور صاحبین نے کہا کہ اسکا اقرار نہ صحیح نہیں و احاطہ دینہ بہ مالہ و قیمتہ لا یمکن سیدہ مامعہ ما ذون کا دین محبط ہو گیا اس کے مالی اور اس کے ذات کو تو اسکا مالک اس کے پاس کے مال کا مالک نہ ہو گا م اس واسطے کہ وہی اپنے غلام تاجر کے مال کا اس وقت مالک ہوتا ہو اسکا خلیفہ ہو کر جب اسکی حاجت سے فارغ ہو وراثت کے مانند اور جس مال کو دین محبط ہو وہ اسکی حاجت میں مشغول ہے تو مولیٰ اس میں خلیفہ ہو گا اور وہ مال اسکی

ملک میں داخل نہ ہوگا فلم یعقوب عبد من کسبہ بخریر مولادہ و قال لیکلہ قیتق و علیہ قیمتہ موسر اولو مسر قلم ان یمنیوا العبد یعقوب ثم یرجع علی المولیٰ ابن
کمال تو آزاد نہ ہوگا و غلام جو مازون مدیون کی کمائی سے ہوا اسکے مولیٰ کے آزاد کرنے سے اور صاحبین نے کہا کہ مولیٰ مازون کے مالی کام مالک ہو تو اسکے
آزاد کرنے سے اسکا غلام آزاد ہوگا اور مولیٰ پر اسکی قیمت یعنی لازم ہوگی اگر مولیٰ مقدور والا ہو اور اگر تنگ دست ہو تو مازون کے دینے والوں کو اختیار
ہوگا کہ غلام آزاد سے تاوان لین بخر غلام آزاد مولیٰ سے بھرے کذا مرص ابن کمال دلو اشتیری ذر حم حرم من المولیٰ لم یعقوب دلو ملک یعقوب اور اگر
مازون مولیٰ کا قرابت دار حرم خرید کرے تو آزاد نہ ہوگا اور اگر مولیٰ مازون کی کمائی کا مالک ہو تا تو اسکا حرم آزاد ہو جاتا بخر و خرید کے ہم یہ کہ
اور اسکے بعد کا مسئلہ اسپر متفرع ہو کہ مولیٰ کسب مازون مستغرق بالمدین کا مالک نہیں دلو املت المولیٰ مافی یدہ من الرقیق فمیں
لو ملک لم یمنن خلافا لما بنا علی ثبوت المملک و عدلہ اور اگر مولیٰ ملت کر ڈالے اسکو جو مازون کے قبضہ میں غلام ہو تو مولیٰ پر تاوان لازم
ہوگا اور اگر مولیٰ اسکی کمائی کا مالک ہو تا تو تاوان نہ دیتا بخر خلافت مذہب صاحبین کے بنا اس خلافت کی ثبوت مالک اور عدم ثبوت مالک پر
وان لم یخط دینہ بالمد و قبضہ صحیح تحریرہ اجماعا اور اگر مازون کا دین اسکے مال اور اسکی ذات کو محیط نہ ہو تو مولیٰ کا آزاد کرنا مازون کے غلام کا اتمام
امام اور صاحبین کے درست ہو و صحیح اعتقادہ حال کون المازون مدیون تا و محیطا و صحیح ہو مولیٰ کو آزاد کر دینا مازون کا مازون کے مدیون ہونے کی
حالت میں اگرچہ دین محیط ہوم اعتقاد مازون بالاجماع صحیح بخر خلافت توفیق مازون کے کسب میں مستغرق دین کے وقت بخر و ضمن المولے للغیر
الاقل من دینہ و قیمتہ اور تاوان دے مولیٰ مازون کے دین والوں کو کتر اسکے دین و قیمت سے ہم یعنی اگر دین کم ہو قیمت سے تو دین کا تاوان
دے اسواسطے کہ انکا حق نہیں مگر دین میں اور اگر قیمت کم ہو دین سے تو قیمت کا تاوان دے اسواسطے کہ انکا دین مستغرق ہو اسکی ذات سے اور ذات
اسکی ملت کر دیا یعنی آزاد کرنے سے کذا فی الدرر و انشار و استبوا العبد یصل دیونہم و بائع احدہما لایبرأ الا فیهما لکفیل مع کفول غنہ اور اگر دین دے
چاہیں تو غلام آزاد کا بیچا کریں بخر تمام دین کے واسطے اور مولیٰ اور غلام آزاد دین ایک کے بیچا کرنے سے دوسرے شخص بری الذمہ نہ ہوگا تو مولیٰ اور
اسکا غلام کفیل یعنی ضمان کے مانند ہو کفول غنہ کے ساتھ ہم یعنی بیچ کفیل کے مطالبہ کرنے سے کفول غنہ بری الذمہ نہیں ہوتا اور کفول غنہ کے بغیر
سے کفیل بری الذمہ نہیں ہو جاتا و طلب ہما بقی من یمیم اذ لم یقت قیمتہ بعد عنقہ لغیر ذمی ذمتہ اور جو انکا دین باقی رہ گیا اسکا مطالبہ ہوگا و
کی آزادی کے بعد بسبب ثابت ہو جانے دین کے اسکے ذمہ بخر مطالبہ اسوقت ہوگا جبکہ اسکی قیمت ادا سے دین کے واسطے کفایت نہ کرے گی و صحیح
تبدیر و لا یجوز و غیر الغیرا عنقہ الا ان یختار احد الشئین لیس لہ الرجوع شرح تملکہ اور صحیح ہو مازون کو بدر کرنا اور بدیر سے وہ مجوز استقر نہ ہوگا و
دین والوں کو اختیار ہوگا قضین مولیٰ اور استعمار مازون میں اسکے حق کے مانند مگر عتی اور بدیر میں متنازع ہو کہ جو دین والا ایک بخر اختیار کرے گا
اسکا بخرنا درست نہیں کذا فی شرح التملکہ ہم یعنی اگر دین دے مولیٰ سے غلام کی قیمت کا تاوان لین تو وہ غلام سے مطالبہ نہیں کر سکتے اسکے آزاد ہونے تک
اور وہ مازون بنا رہیگا بحال سابق اور اگر غلام سے سی کر دین تو اسکی تحت ضروری ہے اپنے دیون لین اور وہ بطور سابق مازون بنا رہیگا کذا فی الخطا دی
وفی الهدایہ و لو کان المازون مدبرا و لم یمنن قیمتہا لان حق الغیرا لیس علیہ قیمتہا لانہما لایبا عان بالمدین اور ایہ میں ہوا اور اگر مازون مدبر
ام ولد ہو تو انکی قیمت کا تاوان مولیٰ پر لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ دین والوں کا حق انکی گردن سے متعلق نہیں ہوا کیونکہ ام ولد اور مدبر دین میں بیع نہیں
ہوتے ہم یعنی اگر مدبر یا ام ولد کو مولیٰ مازون کرے اور اپنے لوگوں کا دین لازم ہو پھر انکو مولیٰ آزاد کر دے تو مولیٰ پر تاوان قیمت لازم نہ ہوگا و لو عنق
المولیٰ یا ذن الغیرا قلم قضین مولیٰ و لا یزلی و اگر مازون کو مولیٰ نے دین والوں کے اذن سے آزاد کر دیا تو انکو اسکے مالک سے تاوان لینا جائز نہ
کذا فی الزیلعی ہم یہ مسئلہ اعتقاد سے متعلق ہو نہ مسئلہ مدبر سے و المازون ان یا عہ سیدہ باقل من الدیون و عقیبہ اشتیری قیدہ لان الغیرا ان

تقدیر و اعلیٰ العبد کا نام فسخ البیع کامر ضمن الغرماء البائع قیمتہ تعدیہ اور اداؤں کو اگر اٹکے مالک نے دیوں سے کمتر کو بچا اور مشتری نے اسکو غائب کر ڈالا تو دین دالے بچنے دالے سے اسکی قیمت کا تاوان لین بسبب تعدی مالک مصنف نے غائب کر ڈالنے کی قید اسواسطے لگائی کہ دین دالے جب غلام پر قادر ہوں تو انکو فسخ بیع کا اختیار ہر چنانچہ گذر گیا خان رو عبد علیہ عیب قبل القبض مطلقا پھر اردیہ و شرط اول بعد القبض و حج البقیۃ علی الغرماء و عا و حقتهم فی العبد لرد الی المانع سو اگر غلام پیر دیا جائے عیب کے سبب سے قبل از قبض مشتری کے مطلقا خواہ قضا سے یا رضا سے یا پھر اجا سے خیار اردیہ یا خیار الشرط سے یا قبض کے بعد حکم قاضی پھر اجا سے تو مالک اسکی قیمت پھر بے دین دالوں سے اور دین دالوں کا حق غلام مذکورین پھر ثابت ہوگا بسبب درود ہوجانے مانع کے ہم یعنی تاوان مولیٰ کا سبب زائل ہو گیا یعنی بیع اور تسلیم کذا فی المنع وان رو بعد القبض لا یقبض فی غلام سبیل ہم علی العبد و لا یملو علی العقیۃ لان الرد بالشرعی اقلہ وہی بیع فی حق غیرہما اور اگر غلام پیر دیا قبض مشتری کے بعد بلا حکم قاضی دین دالوں کو اسواسطے کہ انہیں غلام پر نہ بیع کی ہوتی ہوگی اور نہ مولیٰ کیو اسطے کوئی راہ ہر قیمت پر یعنی مولیٰ نے جو دین دالوں کو قیمت دی تھی اسکا استرداد نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ رد بیع رضائی سے در حقیقت اقلہ ہر بیع کا اور اقلہ بیع ہر غیر عاقدین کے حق میں یعنی غلام کے حق میں کذا فی الخطا دی ان فصل من دینہم شئی رجواہ علی العبد بعد اخریہ کامر اور اگر بعد ضمان ہوئی دین دالوں کے دین سے کچھ باقی رہے تو وہ لوگ غلام سے اسکو پھر لین اسکا آزاد ہونے کے بعد چنانچہ مذکور ہو چکا و ضمنہ و مشتری غلط علی البائع ای انشاء و ضمنہ مشتری و رجوع مشتری بالثمن علی البائع یا دین دالے تاوان لین عیب بسبب تعدی مشتری سے یعنی اگر چاہیں تو مشتری سے تاوان لین اور مشتری اسکا ثمن بائع سے پھر بے قراض نہ لے گا تو لا و ضمنہ مشتری بائع غلط ہر صطلحاوی نے کہا یوں کہ انشاء کو بہتر تھا کہ ضمن الغرماء و غلط ہر او اجازت و البیع و اخذ و الثمن لاقیۃ العبد یا دین دالے سے بیع کو جائز رکھیں اور اسکا ثمن لین نہ قیمت غلام کی ہم دینی میں ہر خلاصہ یہ ہے کہ دین دالوں کو تین چیزوں میں اختیار ہر چاہیں بیع کو جائز رکھیں اور چاہیں بائع سے تاوان لین چاہیں مشتری سے اور جس سے تاوان لینا اختیار کر لے تو دوسرا بری الذمہ ہو جائیگا و ان باعہ اسید علما بدینہ میں مقررہ لا منکر اما سبھی مشتری لخاصۃ و یسقط خیار مشتری لا الغرماء اور اگر اداؤں کو اٹکے مالک نے بچا اسکا دین جبار یعنی سقر دین ہو کہ نہ منکر ہو کہ چنانچہ اسکا مسئلہ غریب آدیکھا غلام دین کی قید اسواسطے لگائی تا خاصۃ مشتری کی ثابت ہو اور خیار مشتری کا ساقط ہویم تو لغتہ قہر بقیہ ما قبل کی صلاحیت نہیں رکھتا تو یوں کہ انشاء شارح کو بہتر تھا و اقر مشتری بہ تا حرز واقع ہوتا اس صورت سے جبکہ مشتری دین کا منکر ہو بائع کی غیبت میں تو اس حالت میں وہ خاصہ نہ شہرے گا کذا فی الخطا دی فلفلسر ما کہ رو البیع یعنی اگر مالک نے دین جبار بیع کی اور مشتری دین کا مقرر ہو تو دین دالوں کو رد بیع میں اختیار ہر ان لم یصل ثمنہ لہم لان قبضہم ثمن وکیل الرضی بالبیع رد بیع میں اختیار ہر بشرطیکہ دین دالوں کو اسکا ثمن نہ پہنچا ہو اسواسطے کہ اسکا ثمن قبض کرنا بیع کی رضامندی کی دلیل ہر الا و ان کا خیر مجاہدہ قبض ثمن رضامندی کی دلیل ہر جبکہ ثمن میں مجاہدہ ہو یعنی ثمن قیمت سے کمتر ہویم یعنی اگر ثمن قیمت سے کمتر ہوگا تو دین دالوں کو رد بیع جائز ہو اگر چہ ثمن قبض کر چکے ہوں اسواسطے کہ وہ کہیں گے کہ ہم نے اس خیال سے قبض کیا تھا کہ وہ قیمت سے کم نہیں ہر اور اسکا محل وہ ہے جبکہ ثمن اٹکے دین کی کفایت نہ کرے اور اگر کفایت کر گیا تو بیع نافذ ہوگی اگرچہ آئین مجاہدہ ہو اسواسطے کہ ثمن مالک کا نقصان ہو نہ دین دالوں کا کذا فی الخطا و دی غلام ان رفیع و فیض البیع ابن کمال اور اگر ثمن قیمت سے کم ہو تو یا ثمن ٹھہرا جاوے یا بیع منقوض ہو کہ ذکرہ ابن کمال و قال لمصنف ہذا و ان کان الدین جالا دکان البیع بلا طلب الغرماء و ثمن لابقی بدینہم و لا فالبیع نافذ لرد الی المانع اور مصنف نے شرح میں کہا کہ یعنی دین دالوں کو رد بیع کا اختیار اسوقت ہو جبکہ اسکا دین بلا مدت ہو اور بیع انکی خواہش سے نہ ہو اور ثمن غلام کا اٹکے ادا سے دین کیو اسطے کفایت نہ کرنا ہو اور ثمن تو بیع نافذ ہوگی نہ مانع کے سبب سے یعنی اگر دین بوجہل ہر یا بیع انکی خواہش سے ہو یا ثمن ادا سے دین میں کافی ہو تو انکو فسخ بیع کا اختیار نہ ہوگا اسواسطے کہ مانع نافذ ہو

یا معتود کا ولی کا باپ ہو یا اس کا وصی اس کی موت کے بعد میراث کے وصی کا وصی چنانچہ قہستانی بن بن عماد سے تم بعد ہم جہدہ الصبیح وان علامہ
وصیہ تم وصی وصیہ قہستانی زاد قہستانی والی یعنی تم والی بال طریق الاولی عمران بنیون کے بعد صبیح کا ولی ہے اگرچہ جد علی ہو یعنی یہ دادا سردا
میر اس کا وصی ہو دادا کے وصی کا وصی کذا فی القہستانی قہستانی اور بنیون نے اتنا زیادہ کہا ہے میر والی یعنی حاکم ولی ہے بال طریق اولی قہستانی اور بنیون نے ولی
کو قاضی کے بعد ذکر کیا ہے اور مردودہ والی ہے جسکی ولایت میں قصاص جو حاکم کہ قاضی نہیں اس کا اذن جائز نہیں کذا فی الطحاوی ثم القاضی او
وصیہ ایما تصرف بیع فلذلک یقل تم میر قاضی یا اس کا وصی ولی ہے قاضی اور اس کا وصی جو کوئی نہیں سے تصرف کرے گا تو صبیح ہو گا سو ہی دے
معتد نے لفظ تم نہ کہا یعنی یون نہ کہا کہ تم وصیہ کیونکہ تم صبیح پر ولایت کرتا ہے اور قاضی اور اس کے وصی کے تصرف میں ترتیب نہیں دونوں لام
او وصیہما ہذا فی المال بخلاف نکاح کا معہ نہ مان یا اس کا وصی یعنی مان صغیر کی یا اس کا وصی صغیر کا ولی نہیں تفصیل ولایت کی مال میں ہے نکاح
نکاح کی ولایت کے چنانچہ کتاب النکاح میں گذر گیا ہم اور مانند مان کے چچا اور بھائی اور کو تو ال شہر ادعہ اور خالہ صغیر کی ولی نہیں کذا فی الطحاوی وصی
راہی القاضی الصبیح معتودہ او عبدہما اور عبدہما کما مر بیع و شتری فسکت لایکون مکوتہ اذنا فی التجارۃ قاضی نے صغیر یا معتودہ یا
دونوں کے غلاموں یا اپنے غلام کو دیکھا بیع کرتے اور خرید کرتے پس سکت رہا تو قاضی کا سکوت تجارت کا اذن ہو گا بعد قاضی کا مسئلہ سابق مذکور
ہو چکا والقاضی لہ ان یا ذلک لیسقیم و المعتودہ اذلم یکن لہ ولی ولعبدہما اذکان کل واحدہما من الصبیح و المعتودہ ولی و التبع والولی
من الاذن عند طلب ذلک منہ ای من القاضی یعنی قاضی کو جائز ہے کہ یتیم اور معتودہ کو تجارت کرنے کا اذن دے جبکہ یتیم یا معتودہ کا کوئی ولی نہ ہو اور یتیم
معتودہ کے غلام کو اذن تجارت دینا قاضی کو جائز ہے جبکہ صغیر اور معتودہ ہر ایک کا ولی موجود ہو اور ولی اذن دینے سے انکار کرے جس صورت میں کہ اذن مطلوب ہو قاضی
سے کذا فی الزیلعی ہم یہ ترکیب مصنف کی فحش ہے بہر یون تھا کہ اذکان کے مقام پر اذکان ہونا فتادی عالمگیری میں ہے کہ اگر صغیر یا معتودہ کا باپ یا اس کا وصی
یا دادا ہو میر قاضی کے نزدیک صغیر یا معتودہ کو تجارت کا اذن دینا مساحت معلوم ہو سو اسے اذن دیا اور اس کے باپ نے نہ مانا تو قاضی کا اذن جائز ہے
اگر قاضی کی ولایت متاخر ہو باپ کی ولایت سے چنانچہ صحابین ہے اور اگر قاضی نے صغیر کے غلام کو اذن دیا تجارت کا اور صغیر کا باپ زندہ ہو اور اذن کو
مکروہ جانتا ہے تو جائز ہے چنانچہ منہی میں ہے اتنی مختصر اور طلب اذن فیہ نہیں چنانچہ صاحب محیط کے قول سے معلوم ہوتا ہے اور وہ ہما نہ کی اول بیت
سے نکلتا ہے کذا فی الطحاوی قلت ولی البرجدی عن اخراۃ لوالی ابوہ او وصیہ صبح اذن القاضی لہذا شارح الوہبانیۃ والایجر بعد ذلک اصلا
لانہ حکم الاجتزاض آخر فتدبرین کہتا ہوں اور جندی میں خزانہ سے منقول ہے اگر صغیر کا باپ یا اس کا وصی اذن سے انکار کرے تو قاضی کا اذن اسکے
واسطے صبیح ہے شارح وہبانیہ نے اتنا زیادہ کہا اور اسکے بعد صغیر اصلا مجبور نہ ہو گا سو اسے کہ قاضی کا اذن حکم ہے اور حکم دفع نہیں ہونا اگر وہ میر
قاضی کے رد کے واسطے اس کو غور کر فرورع مسائل ملحقہ شارح کے کو اقراران یا معما من کسب اور اث صبح علی لظاہر کہنا دونوں اگر صغیر
اور معتودہ اقرار کریں کسی آدمی کے واسطے اس مال کا جو دونوں کے پاس ہے کمائی سے یا میراث سے تو اقرار انکا صبیح ہے بموجب ظاہر الروایت کے غلام
ما ذون کے اقرار کے مانند کذا فی الدرہم یعنی اگر یون اقرار کریں کہ جو مال ہکو میراث میں ملا ہے وہ درحقیقت فلائے شخص کا ہے تو یہ اقرار صبیح ہے اور
غیر ظاہر الروایت کا یہ قول ہے کہ سب میں اقرار صبیح ہے میراث میں صبیح نہیں الما ذون لایکون ما ذون قبل العلم بالانی مسئلہ ما ذون اقال بالیو عبدہ
فانی اذنت لہ فبا یو او ہو لا یعلم بلک صار با ذونا بخلاف قولہ بالیو ای صغیر ما ذون ما ذون نہیں ہونا اذن کے دریافت ہونے سے پہلے
اگر اس مسئلہ میں جبکہ مولی نے کہا کہ خرید و فروخت کرو میرے غلام سے کہ میں نے اسکو اذن دیا سو لوگوں نے اس سے خرید و فروخت کی اور جانکہ
غلام اس اذن سے کہ نہیں جانتا تو وہ ما ذون نہیں جاوے گا بخلاف اس قول کے کہ باپ نے کہا لوگوں سے کہ میرے فرزند صغیر سے خرید و فروخت

گروہم اذن غلام بین دور و تین بین ایک رویت میں قبل علم ماذون ہو جاتا ہے اور دوسری روایت میں ماذون نہیں ہوتا اور اسی طرح صغیرین دونوں روایتیں مذکور ہیں چنانچہ تنویر الاذیان سے معلوم ہوتا ہے کہ کذا فی الخطا وی لا یصح الاذن للابن و لا یصح الجور و لا یتیمہ اذن صحیح نہیں غلام اگر کسی کے واسطے اور اس غلام کے واسطے جس کا غاصب غصب کرنے سے منکر ہو اور مالک کے گواہ نہیں ہے اور اگر مالک کے پاس گواہ ہوں اور غصب کی گواہی دین تو اذن صحیح ہوگا و لا یتیمہ بخیر و لا یصح علی الصحیح و شاہ اور غلام اذن صحیح نہیں ہو جاتا یا مالک جانے اور غصب ہو جائے سے بقول صحیح کذا فی الاشباہ و فی الوہابیۃ شہر و لواء اذن الفاضل لطف و قد ابی ابو یوسف الاذن صحیحہ اور یہاں میں ہے اور اگر فاضل اذن دے صغیر کو اور مالک اس کا باپ احکام کرتا ہے تو اذن صحیح ہے فاضل کی جانب سے صغیر تجارت کے شعر و ضمن یعقوب بصیر و دینہ و تعلیقہ فتنی چشما منکرہ اور ابو یوسف کا و ان لازم کیا ہے صغیر استملاک و دینیت میں اور صغیر کی قسم لینے پر فتویٰ دیا گیا ہے جبکہ وہ منکر ہو یعنی اگر صغیر گجڑ نے ودیعت تلف کر ڈالی تو ابو یوسف کے نزدیک اس شخص سے اور طرفین کے نزدیک ضمان نہیں اور اگر ودیعت خود تلف ہو گئی تو بلا اتفاق تاوان نہیں اور اگر ماذون ہو قبض و دینیت یا تجارت میں یا مالک ہو اور ودیعت تلف کر ڈالے تو اس پر اسکا تاوان ہے اور اگر صغیر ماذون پر کسی چیز کا دعویٰ ہو اور وہ انکار کرتا ہو تو اسکی تملیف میں اختلاف ہے کہ تاوان میں مذکور ہے کہ تملیف پر فتویٰ ہے کذا فی شرح الوہابیۃ بعد البشعر و لورین مجبور اذین و سترلی ہے بخود المولیٰ فاما یتیمہ فلو وقف لشرف المجور علی الاجارۃ اور اگر مجبور نے بین انگلیا یا ب او شراکی اور مولیٰ نے اسکو بازر کھا تو بین غیر تغیر یہ نہیں بسبب و قوف ہونے تصرف مجبور کے اجازت پر م خواہ مجبور غلام ہو یا صغیر ماحفل علوم بجز اذن نہ فی التجارۃ فاجازہ بعد جازہ امتحان و لو لم یاذن نہ فاحقہ فاجازہ ماصح اجازہ سوا اگر مولیٰ نے عقود مذکورہ کو جاز نہ کھا بلکہ مجبور تجارت کا اذن یا سوا عبد ماذون نے عقود مذکورہ کو جاز نہ کھا تو جاز ہے امتحان کی راہ سے اور اگر اسکو اذن تجارت کا نہ دیا ہو سو اسکو آزاد کر دیا سو اسے عقود مذکورہ کو جاز نہ کھا تو اسکی اجازت صحیح نہیں قال فلذا البسی المیر مصنف وہابیہ نے کہا اور ہی حکم ہے صغیر میں کہ جو بیع اور شرا بوجہ ہے قلت و لا یصح ان ابی طرح ابتدا و شمار غلام صحیح باذن ولی صغیر کا قرض میں کتا ہوں اور یہ بات بھی نہیں کہ جو عتد کہ ابتدا میں آسان بلا بدل ہے وہ مضرب و اہم مضرونی صغیر کے اذن سے صحیح نہ ہوگا چنانچہ قرض م شربلانی نے ذکر کیا کہ بچہ تصرفات موقوفہ قرض ہے اور قرض مضرب ہے تو تاخذ نہ ہوگا اگرچہ ولی اجازت دے جس نے کہا کہ اعتراض اس پر جو وہابیہ میں مذکور نہیں اور نہ اس سے مفہوم ہے و ہدایتی اہل و مستغفر اللہ العظیم

کتاب الغصب

یہ کتاب پر غصب کے احکام میں ہولناختہ افندہ انتہی مالا وغیرہ کا طر علی وجہ انقلاب غصب بفتح غین مجہد و سکون ماسد و ملہ لغت میں عبارت ہے کہ لینے سے برفق زبردستی کے خواہ وہ غیر مال ہو یا مال نہ ہو چنانچہ شخص آزاد کا پکڑ کر کھنا جہا از الہ میر حقیقہ و لو کما تجودہ لما اخذہ قبل ان یجوز لہ او مطلقا شرع میں غصب عبارت ہے جو قبض حق کے زائل کر دینے سے اگرچہ از الہ قبض حکمی ہو نہ حقیقی چنانچہ مودع کا انکار کرنا نقل مکان سے پہلے اس ودیعت کا جسکو اسنے مالک سے لیا حکام قبضہ مودع بافتح کا بعینہ قبضہ ہے مودع بالکسر کا انکار کرنے سے پہلے جو قبض اسنے ودیعت کا انکار کیا تو مالک کا قبضہ زائل ہو گیا حکما باتبات یہ مبطلة غصب عبارت ہے از الہ مذکورہ سے قبض سبطل کے اثبات کے ساتھ یعنی حقدار کا قبضہ دور کر دینا اور ناحق قبضہ کر لینا یا حقیقت ہے غصب کی م بعضوں کے نزدیک غصب عبارت ہے فقط از الہ چھتہ سے نہ اثبات یہ مبطلة و لہذا اگر ایک آدمی کے ہاتھ میں تھی ہوا و دوسرا آدمی اس پر ہاتھ مارے اور موتی دریا میں پڑے تو مالک لازم ہے حالانکہ اثبات قبض یہاں ثابت نہیں اور اکثر فقہاء کے کلام سے ظاہر ہے کہ از الہ قبض کے ساتھ اثبات قبض بھی ضروری ہے جو کہ غصب و قسم کا غصب وہ جو تاوان کا موجب ہے تو اس میں فقط از الہ شرط ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو بصیرت کے کام موجب ہے تو اس میں اثبات قبض بھی شرط ہے و عبارت اذنی اثبات الید فقط و الشترۃ فی الزوائد مقررہ بستان منصوب لا یضمن عندنا خلافا لہ و اور امام شافعی نے غصب کی تہریف میں فقط اثبات قبض کا اعتبار کیا ہے اور

اثر اختلاف کا منصوبہ کی زائد چیزوں میں تو باغ منصوبہ کا پھل ہمارے نزدیک مضمون نہیں برخلاف امام شافعی کے کہ ان فی الدرر یعنی اگر پھل غاصب
مختلف کر دے تو اس پر ادا ہوا ہمارے نزدیک نہیں بسبب عدم ازالہ کے اور ان کے نزدیک تا دین ہر اثبات یہ کہ سبب کے اور اگر مالک زوال کو طلب کرے تو بالاجاز
تا دین ہر کذا فی الخطا وی فی مال فلا یحقق نے مشتہ و حرار ازالہ اور اثبات ہوا مال میں تو غصب ثابت نہیں ہوا مگر دارا و فضل ادا میں اس واسطے کہ وہ
مال نہیں مقوم اسی مباح شرعاً قسمستانی فلا یحقق فی خبر مسلم ازالہ اور اثبات ہوا مال مقوم میں یعنی جو مقیم میں مباح ہو کذا فی القسمستانی تو غصب ثابت نہیں ہوا مسلم
کی شراب میں اس واسطے کہ شراب مسلمان کے حق میں مباح استعمال نہیں مگر فلا یحقق فی مال جری ازالہ اور اثبات ہوا مال مقیم میں تو غصب ثابت نہیں ہوا مگر اگر مال
مال میں اس واسطے کہ مال ختم نہیں قابل التسلط فلا یحقق بالاعتبار خلافاً لحدیث مال مذکور قابل ہو نقل کرنے کے تو غصب ثابت نہیں ہوا تا میں غیرہ غیر مقبول
میں برخلاف محمد کے کہ غیر وقف میں شہین کا قول صحیح ہوا اور وقف میں محمد کا قول صحیح ہوا کذا فی الخطا وی بغیر اذن مالک اثر زین الوذیۃ و علم ان الموقوف
مضمون بالاطلاق مع انہ یسین مخلوک صلحاً مع بیہ فی البدایع فلو قال بلا اذن من له الاذن کما فعل ابن کمال لکان اولی ازالہ اور اثبات ہوا مال مذکور میں اس کے
مالک کے بلا اذن مصنف نے یہ قید لگا کر ودیعت سے اثر کیا یعنی ودیعت وہی طرح عاریت میں ہر چند ازالہ یہ حقہ مال مقیم مقیم قابل التسلط ہے لیکن جو مالک اذن مالک
ہو لہذا غصب داخل نہیں اور یہ معلوم کر کہ مال موقوف لازم ضمان ہر تلف کر دے سے باوجود دیکھ وہ ہلا کسی کا مخلوک نہیں تصریح کی ہو اس کی بدائع میں تو اگر غصب
لیون کہتا کہ ازالہ قبض ہو بدو ن اذن شخص کے جسکو اذن کا اعتبار ہر چنانچہ مالک با ستولی وقف جیسا کہ ابن کمال نے کہا ہے تو البتہ خوب ہوتا یعنی اس واسطے
کہ وقف کو بھی غصب شامل ہو جائے لا یجفیۃ اثر زین السرقۃ و فیہ لابن الکمال کلام ازالہ اور اثبات ہوا فلو طریق خفیہ کے مصنف نے یہ قید لگا لی تا سرقہ
نکل جائے غصب سے اور ابن کمال کا کچھ کلام ہر م حاصل کلام ابن کمال یہ ہے کہ سرقہ کا حدود میں داخل ہونا اس کے داخل ہونے کا غصب میں نہانی
نہیں سوسرقہ غصب میں داخل ہوا باعتبار انہی اصل کے اور حدود میں باعتبار بعض خصوصیات کے داخل ہوا چنانچہ بیع الفضول غصب ہوا و مال مالک کتاب بیوع
میں مذکور ہوا بعض خصوصیات کی بیع کے سبب سے اور جسکو نکتہ معلوم نہ ہو اسنے لاعلی بسبب خفیہ کی قید لگائی تا سرقہ غصب سے نکل جائے فاستخدام
العبد و تحمیل الدابة یغصب لازالۃ لید الماک تو خدمت لینا غیر کے غلام سے اور غیر کے جانور پر جو جھالاذا غصب ہر سبب در کر دینے قبض مالک کے یعنی
اثبات قبض ناقص کے م غلام مشترک سے خدمت لینا بدو ن اذن شریک کے اس کے غصب ہونے میں اختلاف ہوا مگر قول راجح لزوم تاوان کا ہوا و مشترک جانور
پر سوار ہونا بدو ن شریک کے تاوان کا موجب ہوا لاتفاق چنانچہ قسمستانی کے کلام سے نکلتا ہے کذا فی الخطا وی عن ابی السعد ولا جلوب علی لبطاط عدم
ازالۃ لفلان غنیم بالمہلک بفعلة غصب نہیں ٹھیکنا اسکا غیر کے فرش پر سبب داخل کرنے قبض مالک کے تو جابلس پرتا دین لازم نہ ہو گا جب تک کہ فرش
مختلف نہ ہو جائے اس کے فعل کے سبب سے م اس واسطے کہ فرش بچھا نا مالک کا فعل ہے تو فقط جلوس سے اسکا ازالہ نہیں ہوتا بدو ن نقل اور تحویل کے کذا و اول
دار انسان و اخذ ثلثا و حید فوضا من دان لم یحو لم یحی لم یغن بالمہلک بفعلة کو خبر جن المدافینۃ اور ہی طرح کا حکم ہو اگر غاصب ایک آدمی کے گھوڑے
داخل ہوا اور کچھ سباب لیا اور شکر ہو گیا تو اس پر تاوان ہوا اور اگر اسنے سباب گھر سے باہر نہ نکالا اور اس کے لینے کا انکار نہ کیا تو تاوان نہیں جب تک کہ غیر ہلاک
نہ ہو جائے اس کے فعل کے سبب سے یا اسکو گھر سے نکال لیجائے کذا فی النجانی یعنی در صورت عدم انکار تاوان نہیں مگر ہلاک یا اخراج سے حکم لازم ملن علم
انہ مال بغیر اور حکم یعنی اثر مرتب غصب کا گناہ ہر شخص کے حق میں جو جانتا ہو کہ غصب غیر کا مال ہر م غصب کا حرام ہوا ما قرآن اور حدیث سے ثابت
ہو قال قتالی ولا تاکلوا الا مما یمنکم بالباطل حق تعالیٰ نے فرمایا نہ کھاؤ اپنے مالوں کو آپس میں ناحق اور حجتہ الوداع کی حدیث میں ثابت ہے کہ تم سارے
خون اور تمہارے مال تبرجرام ہیں جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک ایک شخص کا مال دوسرے پر حرام ہے اور متفق علیہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص
بالشت بھر زین غصب کرے گا اسکی گردن میں حق تعالیٰ سات ہلق زمین کا طوق ڈالے گا غصب کے گناہ ہونے میں دست کی قید لگائی کہ نادانی سے

گناہ و معاصی پر پناہ دوسرے شخص کا مال تلف کر ڈالنا اپنا مال جانکر لیکن تاوان علم اور عدم علم دونوں صورتوں میں واجب ہوگا کذا فی الخطا دی ورد
العین قائمہ و انعم بالملک فیلہ او غیرہ و اذنیہ سادۃ قہستانی اور حکم غصب کا پیر دنیا پر غصب کی چیز کا اگر وہ قائم اور موجود ہو اور ہنگامہ و ان فی کیا
وہ تلف ہو گئی ہو خود اس کے فعل سے یا غیر کی آفت سہادی سے کذا فی قہستانی ہم غاصب نے معصوب پیر دیا اور مالک نے نہ لیا سودہ ایسے ٹھرنے آیا
اور اس کے پاس تلف ہو گیا تو اس پر تاوان نہیں اس واسطے کہ غصب اس صورت میں امانت ہو گیا کذا فی الخطا دی و لغیر من علم الاخر ان غلام لانہ
و پیر موع باحدیث اور غصب کا حکم نادانستہ کے حق میں پیر نے اور تاوان دینے کا ہو تو غاصب نا وقت پر گناہ نہیں اس واسطے کہ یہ خطا اور چوک ہو
اور مالانکہ خطا پر موع نہ نہیں ہو جب حدیث کے لغصوب منہ مخبر میں لغاصب و غاصب لغاصب الا اذا کان فی الوقت
المعصوب بان غصبہ و قیمتہ اکثر و کان الثانی ملاسن لا اول فان ایضاً ان علی الثانی کذا فی وقت بخانیہ منصوب منہ یعنی جب کا مال غصب
ہو گیا وہ مختار ہو دو چیز میں غصب کرنے والے سے تاوان لینے میں اور غصب کرنے والے کے غاصب سے تاوان لینے میں یعنی چاہے غاصب سے تاوان
لے چاہے غاصب کے غاصب سے مگر جبکہ غصب ثانی وقت معصوب میں واقع ہو اس طرح ہر کہ غاصب ثانی نے غاصب اول سے غصب کیا ہو اور مال
اسکی قیمت زیادہ تر ہو گئی ہو اور غاصب ثانی سے زیادہ تر مالہ اور غاصب اول ہے تو بقیہ غاصب ثانی پر تاوان واجب ہوگا کذا وقت بخانیہ ہم اگر
مالک غاصب اول سے تاوان لے تو وہ غاصب ثانی سے بھرے اور غاصب ثانی سے تاوان لے تو وہ غاصب اول سے تاوان رجوع نہ کرے اور چوک نہ بھارت
خانیہ کی سوچ ہو لہذا عبارت خانیہ کا ترجمہ نقل کرنا ضرور ہوا وہ یہ ہے کہ ایک مرد نے وقت کی زمین غصب کی اور اسکی قیمت ہزار روپہم تھی پیر دوسرے
شخص نے غاصب سے وہ زمین غصب کر لی اور اب اسکی قیمت زیادہ ہو گئی دہزار روپہم کے برابر تو وقت کا متولی غاصب ثانی سے تاوان لے اگر وہ مالہ
یہ اس واسطے کہ غاصب ثانی سے تاوان لینا وقت کے واسطے زیادہ تر نافع ہو اور اگر غاصب اول زیادہ تر مالہ اور چوک اول یا ثانی جس سے چاہے تاوان
کذا فی الخطا دی و فی غصب غاصب عملاً فاستلک و یس لیس من قیمتہ لعل و نقصان الام او خانیہ کی کتاب لغصب میں ہے کہ غاصب نے پیر غصب کیا ہو
مالک کیا اور اسکی مان کا دوہرہ سو گھو گیا تو غاصب تاوان دے پیر کے قیمت کا اور اسکی مان کے نقصان کا ص اس واسطے کہ پیر کا غصب مان کے نقصان کا
موجب ہو اگر چہ غاصب کا فعل اسکی مان میں ظاہر نہیں تو یہ ضمان ہے تعدی کا نہ ضمان غصب و فی کوہنہا میں ہم حاکم غیرہ ضمن نقصانہ دلم یوم ہجرتہ الا فی ما
اسجد او خانیہ کی کتاب اگر اہت میں ہے کہ جسے غیر شخص کی دیوار ڈھائی تو اس کے ناقص ہو جانے کا تاوان دے اور اسکو حکم نہ ہوگا دیوار کے بنانے کا مگر چہ
کی دیوار میں بنادینے کا حکم ہوگا م قیمتہ میں ہے کہ غیر کی دیوار اگر ائی تو گھر کی قیمت کیجا دے دیواروں کے ساتھ پیر قیمت کیجا دے بدون دیواروں کے تو تاوان دے
ما بین قیمتین کے تفاوت کا و فی قیمتہ تصرف فی ملک غیرہ ہم ادھی انکان باذنہ فالقول لملک الا اذ تصرف فی مال امرأۃ فماتت و ادھی انکان باذنہا
انکر الوارث فالقول للزوج او قینہ میں ہے کہ ایک شخص نے غیر کے ملک میں تصرف کیا پیر دعویٰ کیا کہ تصرف مالک کے اذن سے تھا تو مالک کا قول مقبول ہوگا
مگر جبکہ اپنی عورت کے مال میں تصرف کیا ہو سودہ م لئی اور زوج نے دعویٰ کیا کہ تصرف اس کے اذن سے تھا اور وارث اسکا شکوہ تو زوج کا قول مقبول ہوگا
و یجب رد عین لغصوب مالم یتغیر تغیراً فاشاً مجتبیٰ اور غاصب پر واجب ہے پیر دنیا معصوب کا بعینہ جب تک معصوب متغیر تغیراً فاش نہ ہو گیا
کذا فی المجتبیٰ ہم جبکہ معصوب غاصب کے فعل سے اتنا متغیر ہو کہ اسکا نام اور اسکا عمدہ فائدہ زائل ہو جائے تو معصوب منہ کی ملک اس سے زائل
ہو جاتی ہے اور غاصب اسکا مالک ہو جاتا ہے اور تاوان اس پر لازم ہوتا ہے اور بلا ادا سے عوض غاصب کو اس سے نفع لینا حلال نہیں اور اگر معصوب
ناقص ہو گیا تو غاصب پر ضمان نقصان اور پیر دنیا لازم ہوگا اور اگر معصوب درآمد ہو گیا غاصب کے پاس تو مالک کو پیر لینا زیادت کے ساتھ
ہر کذا فی الخطا دی معصوب کا نام زائل ہونا چاہئے چنانچہ اگر قبایا تمیص سینا یا گیون میں کر دئی بیکانانی سکال غصبہ تفاوت اقیم باختلاف الاماکن

پیر دنیا عین مغموب کا وجہ ہو اسکے غصب کرنے کے مکان میں بسبب متفاوت ہونے قیمتوں کے مکانات کے اختلاف سے ویرا در بر دیا و لو بغیر علم
 المالك في الزاوية غصب در اجمال انسان بن كعبه ثم روم فيه بلا علمه بري وكذا لو سلمه اليه بعت اخرى كبتة او ايد ارح او شرا وكذا لو طعمه فاكهه
 خلافا للشافعي زليلى اور غاصب بري الذمه هو جاتا ہو عین مغموب کے پیر دینے سے اگرچہ پیر نا مالک کی نادانگی سے ہو نیز ایمن سے کہ غاصب نے
 کسی آدمی کے در اہم اسکی قبیل سے غصب کیے پیر انکو نہیں رکھ دیا بلا علم مالک کے تو غاصب بري الذمه ہو گیا اور اسی طرح اگر مغموب نے پیر کر دیا
 مالک کو دوسری جہت سے چنانچہ بطریق ہیہ یا دویعت رکھنے یا بچنے کے اور اسی طرح اگر مغموب معلوم ہو اور غاصب مالک کو کھلا دے اور مالک اسکو
 کھلا دے تو بري الذمه ہو گا برخلاف امام شافعی کے معلوم میں کذا فی الزلیلی وجب رد مثله ان ہلک وہ موشلی یا وجب پیر دنیا مثل مغموب کا
 اگر وہ ہلاک ہو جاوے اور حالانکہ وہ مثلی ہو یعنی کیلی یا ذری خیر جو وان انقطع مثل بان لا یوجد فی سوق الذی یباع فیہ دان کان یوجد فی البیوت
 ابن کمال فقیتہ یوم الخصومة ای وقت اقتضا و عند البی یومست یوم الغصب و عند محمد ر یوم الانقطاع ورجا تمستانی اور اگر مثلی کا مثل نفع ہو جاوے
 اس طرح پر کہ وہ یا یا بناوے اس بازار میں جہین وہ بچا جاتا ہو اگرچہ لوگوں کے گھروں میں موجود ہو کذا ذکرہ ابن کمال تو اسکی قیمت مغمومت کے دن
 یعنی حیووت حاکم کا حکم ہو اسوقت کی دنیا واجبہ اور ابو یوسف کے نزدیک غصب کے دن کی قیمت وجب ہو اور محمد کے نزدیک یوم الانقطاع کی
 قیمت وجب ہو اور قوی ثانی اور ثالث کی ترجیح دی گئی کذا فی الفقہ تانی میں غرضانہ میں عام کے قول کو اصح کہا اور اربعہ میں اسکو صحیح کہا اور دنیا میں
 ابو یوسف کے قول کو مختار کہا ہو اور ذخیرۃ الفناوی میں محمد کے قول کو منفی کہا ہو کذا فی الطحاوی وجب لقیمتہ فی لقمی یوم غصبہ اجماعا اور
 والی خیر مغموب کے دن کی قیمت وجب ہو اتفاق امام اور صاحبین کے مہم جز اخیرین پر کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کا پیر خالص کیا پیر وہ اسکی قیمت و پس لایا مالک نے
 کہا کہ میری قیمت نہیں جانتا ہوں اور میں شکو معاف کرتا ہوں تو غاصب حاکم سے مالش کرتے تاکہ وہ قبول کرنے پر مجبور ہو اور اگر مالش نہ کرے لیکن قیمت اسکی
 کو میں رکھ دے یا اسکے دونوں ہاتھوں میں تو وہ بري الذمه ہو جائیگا اور اگر اسکے سامنے رکھ دیا تو بري الذمه ہو گا اور دویعت و عین غصب کے سامنے
 رکھ دے سے بري الذمه ہو جاوے گا کذا فی الطحاوی والتملی المخلوط بخلاف غصبہ مگر مخلوط بشیر مخرج مخلوط برب و تو ذلک کہ میں جس قیمت کی قیمتہ یوم غصبہ
 اور جو مثلی خیر اپنے خلاف عین سے مل گئی ہو جیسے گہوٹ مخلوط جو کے ساتھ اور تیون کا تیل زیتون کے تیل کے ساتھ اور مانند اسکے چنانچہ جس تیل کے ساتھ مخلوط ہو
 تو وہ قیمت والی خیر جو مثلی باقی نہ رہی تو اسکے غصب میں اسکے غصب کے دن کی قیمت وجب ہو گی م فتاوی رشید الدین میں ہے کہ دو ذری چیزین جب
 ملجا دین اس طرح کہ جدا نہ ہو سکیں وہ مثلی بنیں رہتی ہیں قیمت والی ہو جاتی ہیں کذا فی الطحاوی و کذا کل موزون خلیف با صنعتہ مقیم و قدر در دین کرہ فی مالک
 اور اسی طرح قیمت والا ہو جاتا ہو ہر موزون صنعت اور کارگری سے مختلف ہو چنانچہ آفتابہ اور دیگ کذا فی الدرر خیا سچہ شہرہ رکجو رک کذا فی جواہر الفناوی
 زاد المصنف و رب و نظر لان کلا سہا تیقات با صنعتہ و لا یصح اسلم فیہا ولا یثبت دنیا فی الذمہ مغمفت نے اپنی شرح میں تناز یادہ کہا ہو اور چنانچہ برب
 عمارہ ترات کا اور ظہیر یعنی بچا کی خیر قیمت والی اسواسطے کہ ہر ایک انہیں سے صنعت سے مختلف اور متفاوت ہو تا ہو اور سب سلم نہیں صحیح نہیں و وہ ہونے
 قومہ بن ثابت نہیں ہوتا م یعنی متفاوت قیمتہ ہونا اور سب سلم کا امین جائز نہ ہونا یہ دلیل ہے کہ مثلی ہر قیمت و فی الذمہ و کہ میں فی الشمان مثلی فی غیرہ کا سلم میں
 کہتا ہوں اور ذخیرہ میں ہے اور پیر قیمتی ہر نادان میں اور مثلی ہر سوائے نادان کے چنانچہ سلم عین و فی لقمی السوئی تہی لتفاوتہ بالقبلی و قبل مثلی اور عینی میں ہے کہ
 قیمتی ہر بسبب تفاوت ہونے ستوکے ہونے سے اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ مثلی ہر ذی الاشباہ القم و اللحم و لونا و لا جرمی اور شباہ میں ہے کہ کو لیا اور
 گوشت اگرچہ بچا ہو اور پختہ نہ ہو قیمتی ہر مثلی و فی حاشیتہ مالان اصنف ہنا و فیما یجلب یفسر غیر بالخصولین و غیرہ کذا الصابون المشرق و المورق والا
 و بعضہ و بعضہ و بکلا وال بن اہس و کذا لقمی و کل موزون مشرف علی الاملاک مغموت لقیمتہ فی ذلک الوقف لضعفہ موقرۃ اخذت فی لقمی لقمی لقمی

افیماس کیل و سوزن و تخمین قیمتاً سادہ کافی کہ بتی و در فرزند منصف نے حاشیہ اشاہ میں بیان دلچسپ تیسرے قاعدہ میں فصولین وغیرہ کی طرف مہموب
 کر کے در درجہ اور اسی طرح صاحبون اور پانس اور درق یعنی درخت کی تیان اور سریان اور کسم اور کچا چمرا اور کچا چمرا اور ناپاک تیل اور اسی طرح شخصی بھر کی اور
 وزنی چیز در جو کیل اور سوزن کہ قریب الملک ہو اسکی قیمت لازم اخصان پر جو قیمت ہونے کے وقت اسکی قیمت ہو چنانچہ گرانہا کشتی جبے و بنے لگے
 اور اسوقت لاج نے جو کیل چیز اور وزنی چیز اس میں بھی گرا دی تو اس ساعت کی قیمت کا ما دان لیا جاوے گا کذا فی التبتی م درق سے یہاں کا غلہ
 مراد تین اسوا سٹے کہ کا غلہ کشتی پر کذا فی اعلالگیریہ و فی السیر فیہ صلب ما و فی خطۃ فاصدا و زاد فی کیلہا ضمن قیمتاً قبل عصبہ لہما و لا مثلاً نہرہ

اولم نیلما اخلو فقلما مکان ضمن اشل لا یغصبہ و ہر مثل بخلات مالو صب الما و فی الموضع الذی فیہ اخلو بغیر نقل انتہی و حاصل ہما فی الدور و غیرہ ان
 کل ما وجہ لہ مثل فی الاودانی بلا تفاوت بہتہ نہ متلی و مالیس کذا کہ قضی علیہ فیہ میں ہر کہ ایک شخص نے پانی ڈالیا گیہوں میں ہوا شگو بگاڑ دیا اور
 اسکی کیل میں زیادہ ہو گئی پھینکے سے تو وہ شخص تاوان دے اگر قیمت کا جوابانی ڈالنے سے پہلے اسکی قیمت تھی یہ اس صورت میں ہر کہ گئے گیہوں کو نہ ٹھایا یا
 اور اگر دوسرے مکان کی طرف اٹھا لے گیا اور پیر پانی ڈالا ہو تو ضمان مثل لازم ہوگا اسوا سٹے کہ اسنے اسکو غصب کیا اور حالانکہ وہ اسوقت متلی تھا بخل
 اس صورت کے کہ اگر پانی ڈالا اسی مکان میں جہاں گیہوں تھے بغیر نقل کے انتہی مافی السیر فیہ اور حاصل کلام اور خلاصہ مقام دور وغیرہ کے موافق یہ ہر کہ میں ہر
 کا مثل اور اندازہ زارون میں بلا تفاوت قابل شمار پایا جاوے تو وہ چیز متلی ہر اور جواسیادہ ہو یعنی جس میں تغیر فاحش اور تفاوت معتد بہ ہو وہ قیمت ورنہ

چیز تو اس قاعدے کو یاد رکھنا چاہیے خان ادعی ہر کہ مرتبہ بوجوب ردعین لاندہ الموجب الاصلی در مثل و قیمتہ مخلص علی اراج مجلس حتی اجماع ہر کہ
 انہ لو تھی نظر ای لا ظہر ہم قضی اسکا حکم علیہ البدل میں مثل و قیمتہ ہر اگر غاصب غصبوب کے تلف ہو جانے کا دعویٰ کرے تو وہ مجبوس کیا جاسے اسکا
 کہ حاکم یہ معلوم کر جاسے کہ اگر غصبوب باقی رہا ہو تا تو بہتہ ظاہر ہوتا یعنی غاصب اسکو ظاہر کر دیتا پھر حاکم اس پر عرض دینے کا حکم کرے مثل اور قیمت سے یعنی اگر
 غصبوب متلی ہو تو مثل دلاوے اور اگر قیمتی ہو تو قیمت دلاوے بتاریح نے کہا ادا عاے ہلاکت و جوب ردعین سے مراد بوط ہو اسوا سٹے کہ ردعین مجبوس
 اصل ہر اور در مثل اور قیمت مخلص ہر قول راجع پر ہم مخلص ہر یعنی جبکہ ردعین متعدد ہو اسوقت رد مثل یا رد قیمت کی طرف احتیاج ہوگی و لو ادعی الغائب
 الملک عند صاحبہ بعد ارد و مفس الملک اسی ادعی الملک عند الغائب و اما مالیر بان فیر بان الغائب انما صلب اندر وہ ہلاکت عند الملک

اولی خلاف لاشافی متقی اور اگر غاصب نے دعویٰ کیا غصبوب کے تلف ہو جانے کا اسنے مالک کے پاس عید دینے کے بعد و مالک نے بالعکس دعویٰ کیا یعنی
 اسنے تلف ہو جانے کا غاصب کے پاس دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائل کیے تو غاصب کی یہ گواہی کہ میں نے غصبوب کو بھیر دیا اور وہ مالک کے پاس
 ہو گیا مقدم ہر مالک کی گواہی پر بخلان ابو یوسف کے کہ انکے نزدیک مالک کے گواہ مقدم ہیں کذا فی التبتی و لو اخلو فی قیمۃ و ہر ہا فالبینۃ للمالک و
 سیتی اور اگر غاصب اور مالک نے غصبوب کی قیمت میں اختلاف کیا اور دونوں گواہ لائے اپنے دعویٰ پر تو مالک کے گواہ مقدم ہیں و ہر سکایان آگے آویگا
 و لو فی نفس لغصبوب فاقول للغائب و اگر دونوں نے ذات غصبوب میں اختلاف کیا یعنی غاصب کہتا ہو کہ غصبوب یہی چیز ہر اور مالک کہتا ہو کہ یہ نہیں ہر

غاصب ہی کا قول مقبول ہوگا یعنی ہوا سٹیکہ وہ قابض ہر و لغصبوب انما یحقق فیما یتقل اخلو اخذ عقار و ہلاکت فی یدہ بافتہ سادہ کیلۃ سبیل البینۃ علی
 محمد و بقولہ قالت التثنیہ و یفتی فی البفت ذکرہ یعنی اگر غصب ثابت ہو تا ہر مال منقول میں ہو اگر ایک شخص نے مال غیر منقول چنانچہ زمین و درخت اور درخت
 کسی کا لیا اور اسکے ہاتھ میں ہاں آفت سے تلف ہو گیا چنانچہ سیلاب کے غلبہ سے زمین ڈوب گئی یا گھر گر پڑا تو غاصب پر ضمان نہیں تنجین کے نزدیک بخلان
 محمد کے کہ انکے نزدیک غیر منقول کے غصب میں بھی تاوان ہر اور یہی قول ہر ائمہ ملکہ کا اور محمد کے قول پر فتویٰ ہر وقت میں علماء مدعی نے اسکو ذکر کیا ہر و ذکر
 طہیر الدین فی فتاویہ لغتوی فی غصب العقار و الدور الموقوفۃ بالضمانی ان لغتوی فی غصب منافع الوقف بالضمان اور طہیر الدین نے اپنے فتاویٰ میں مذکور

لیا کہ موقوف غیر منقول اور موقوف مگروں کے غصب میں لزوم تاوان کا فتویٰ ہر دو بناغ وقت کے غصب میں لزوم ضمان کا فتویٰ ہر مطلقاوی نے
 کہا کہ لفظ موقوفہ عقار اور دونوں کی طرف راجع ہر دو فی خواہ صاحب محیط استری اور اس کے تمام نظر انہا وقت اوکانت الصغیر لہذا برہنہا لہذا مال الیوم
 والصغیر اور صاحب محیط کے فوائد میں ہر کہ ایک شخص نے مگروں لیا اور اس میں ہر مطلقاوی ہر وہ مگر وقت تھا یا کہ وہ صغیر کا مملوک تھا تو شری پر اجرت
 مثل لازم ہوگی مال وقت اور مال صغیر کی حفاظت کیو اسطے وہی اجارۃ القیض تھا لہذا تحقیق الغصب عندہا فی العقار فی حکم انہما مال فاما ولزوم ان تحقیق الاتری
 تحقیق فی الرد فکذا فی الاتحقاق الاجرة اتی فی حفظ او قبض کی کتاب الاجارہ میں ہر کہ غصب شیخین کے نزدیک ثابت نہیں ہوتا غیر منقول میں فقط اور ان
 دینے کے حکم میں اور لزوم تاوان کے ماسوا میں تو غصب شیخین کے نزدیک بھی تحقیق ہر کیا تو نہیں جانتا ہر کہ غصب متفق ہر پھر دینے میں یعنی مغضوب غیر منقول کا
 پھیر دینا شیخین کے نزدیک بھی واجب ہر سو اسی طرح اتحقاق اجرت میں بھی غصب ثابت ہر یعنی اگر غاصب عقار میں سکونت کرے تو کرایہ پھر لازم ہوگا اگر
 وقت اور مال صغیر ہو اتی مافی القیض تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قبل قائلہ الاستروشی وعمال الدین فی تصویبہما والا صح انہ ای العقار لغضبن بالبیع
 والتسليم قول ضعیف یہ ہر کہ عقار یعنی غیر منقول مضمون ہر بیع اور تسلیم سے قائل اس قول ضعیف کا استروشی وعمال الدین ہر دونوں نے یہ قول اپنی
 نقول میں کہا ہر وہ کہ بائع و فی العقار الو دعیۃ اور اسی طرح ضمان لازم ہر غیر منقول ودعیۃ کے انکار کرنے سے یعنی اگر غیر منقول ودعیۃ ہو ایک شخص کے
 پاس پھر وہ ودعیۃ کا انکار کرے تو پھر بالاتفاق تاوان لازم ہوگا کذا فی المنہج وبالرجوع عن الشہادۃ بعد قضاہ اور اسی طرح تاوان لازم ہوگا ہر وہی
 کے پھر جانے سے قاضی کے حکم کرنے کے بعد صوبہ اسکی یہ ہر کہ وہ شاہد ہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ جو گھر اسکے پاس ہر وہ خانہ شخص کا ہر سو قاضی
 وہ مگر دوسرے کو ملا دیا پھر شاہد ہوں نے کہا کہ ہر وہی کو اپنی غلطی تو گھر کا تاوان شاہد ہوں پر لازم ہوگا ذلیعی نے کہا کہ یہ ضمان ملاف ہر نہ ضمان غصب و
 فی الاشتباہ العقار لا یضمن لانی سائل وعدیدہ التثبوت اور شہادہ میں ہر کہ غیر منقول میں تاوان نہیں مگر چند مسائل میں تاوان ہر اور نہیں تیوں سکون
 کو شمار کیا ہر یعنی بیع تسلیم اور انکار ودعیۃ رجوع عن الشہادۃ واذ نقص العقار لیسکناہ وذر اعتمہ ضمن النقصان بالاجماع او جبکہ غاصب
 ناقص کر دے غیر منقول کو اپنی سکونت اور شکاری سے تو نقصان کا تاوان دے بالاتفاق ہم نقصان کی تفسیر میں خلاف ہر قول صوابا وفتی بہ ہر کہ
 اس میں خریداری کا اعتبار ہر یعنی تامل کرنا چاہیے کہ گھر یا زمین کی کیا قیمت ہر قبل استعمال کے اور کیا قیمت ہر بعد استعمال کے تو حسبہ دونوں قیمتوں میں تفاوت ہو
 دی نقصان ہر فیعی علی ماراہنہ و صحہ فی محبتی ہر منصوب نہ غاصب کو سفدر سے حسبہ رجوع نے اسکی الیبت یا دہ کر دی اور تصحیح کی ہر اس قول کی محبتی میں ہم مسئلہ
 ظاہر ہر بط معلوم ہوتا ہر ما قبل سے حالانکہ ایسا نہیں ہر بلکہ یہ جدا گانہ مسئلہ جو زیادت ختم کی یہ صورت ہر کہ قیمت کی قیمت کیا دے تخم بزرگ کے ساتھ اور تخم بطلان
 تخم راد نہیں بلکہ وہ تخم جسکے درخت کو مالک اٹھا کر سکنا ہر پھر اسی قیمت کی قیمت بدون تخم کیا دے تو حسبہ دونوں میں تفاوت ہو مقدار مالک غصب کو دے
 اور اپنی زمین اس سے نکال دے کہ نہ فی الخطاوی عن انسانی مثل مذہرہ اور ابو یوسف سے یہ روایت ہر کہ غاصب کے تخم کی قیمت مثالی دینی ہے بقدر ماہیت کی تخم ہو وہ
 بلا اعتبار حق قطع وہی ہے ہر فیہ ہو پختا اور صیر فیہ میں ہر کہ ابو یوسف کا قول مختار ہر ولویت لظہرہ تمامہ فی محبتی اور اگر غاصب کا تخم جا تو مالک کو اٹھا کر سکنا دینا
 پختا ہر اور پھر اسکی یا محبتی ہر ہر کہ غاصب نے غیر کی زمین میں رعیت کی اور قیمت جاتا تو مالک کو اٹھا کر سکنا دینا ہر کہ غاصب کو اٹھے اٹھا کر سکنا دینا ہر کہ اگر وہ اٹھا کر
 لے وہ آپ اٹھا کر لے اور جیسے سے پہلے مالک مختار ہر چاہے رہے وہ یہاں تک کہ قیمت جے پھر اٹھا لے گا اگر اسے اور چاہے بقدر زیادت تخم غاصب کو
 دے کہ نہ فی الخطاوی کہ ایضاً اتفاقا فی النقصان بقضیۃ کما فی قطع الاشجار یہی کہ مغضوب منقول میں بالاتفاق اس قدر تاوان لازم ہر جتنا
 ناقص ہو گیا ہر غاصب کے فعل سے جتنا ہر بالاتفاق قطع اشجار میں ضمان لازم ہر منقول مغضوب کے نقصان میں مطلقا ضمان لازم ہر خواہ غاصب کے فعل سے نقصان
 ہوا ہر یا پھر اسکے فعل کے چنانچہ شرح مسکین میں مسرہ ہر تو نہ راح کی تفسیر غیر ضامہ ہر کہ نہ فی الخطاوی ولو قطعہا رجل اخرہم البنا و غصب لا یحق

در اگر اختیار کو دوسرے شخص نے قطع کیا یا عارت کو ڈھایا تو قاطع یا مادم نادان دے نہ غاصب کیا اور غصب عبد اور غیر نقصان سے مدد الا
ان استعمال و ہذا ساقا من شرح الشرح کہ خود تحت قولہ چنانچہ نقصان لازم ہو اگر غاصب نے غلام غصب کیا اور اس کو اجارہ بن دیا پھر غلام بن کر نقصان
عارض ہو گیا اجارہ کی مدت میں استعمال کے سبب سے قساح نے کیا اور یہ قول مصنف کی شرح کے نسخوں میں سے ساقا پر سبب داخل ہونے اس مضمون کے
مصنف کے قول آئندہ میں ہم طحاوی نے کہا یہ مضمون قول آئندہ میں داخل نہیں اس واسطے کہ تصدیق غلام نقصان کے متاعی و ان استعمال
فقطہ الاستعمال اور استعمال نقصان نقصان و تصدیق بجا بقی من الغلۃ والارۃ خلافا لابی یوسف کذا فی المتقی اور اگر منصوب کر یا میں دیا
سوا ملک نقصان عارض ہو کر ایہ دینے سے یا عارت کی چیز اجارہ دی اور ملک نقصان عارض ہو اجارہ سے تو نقصان نقصان کا دے اور جو باقی رہے
ضمان کے بعد کرایہ اور اجرت سے اس کو خیرات کرے بخلات ابو یوسف کے یعنی ان کے نزدیک تصدیق واجب نہیں کہ فی المتقی لکن نقل المصنف عن ابن الزبیر
ان ابنی تصدیق بکل الغلۃ فی الصحیح لیکن مصنف نے اپنی شرح میں بزانیہ سے یہ نقل کیا کہ غاصب تو اگر سب غلہ خیرات کرے صحیح قول میں ہم خلاصہ زبیر
کے کلام کا یہ کہ بعد ہاں عین منصوب اگر غاصب غنی ہو تو اسے ضمان غلہ سے جائز نہیں بلکہ سب غلہ تصدیق کرے اور اگر غاصب فقیر ہو تو اسے ضمان
غلہ سے درست ہو اور باقی کو خیرات کرے کذا فی الطحاوی کہ لو تصرف فی المصنوب والودیعۃ بان باء ورج فیہ اذا کان ذلک متعینا بالاشارۃ
چنانچہ اگر منصوب درودیت میں تصرف کرے اس طرح کہ اس کو بیچ دے اور اس میں نفع حاصل ہو تو منفعت کو خیرات کرے جبکہ ان منصوب درودیت بنام
کرنے سے متعین ہونے کی یہ صورت ہو کہ منصوب عروض یعنی اقسام اسباب کے ہوں دوم اور دنیا را و بالشر او بدرہم الودیعۃ او المصنوب
انقد یا متعین ہو خرید سے بواسطہ درہم و ودیعۃ یا غصب کے اور ضامن درہم کے اور کرنے سے محض اس کی کہ مختصر اور وضع خرید یا کسنا تھا اذا کان
متعینا اور غیر متعین و نقد یعنی بیع او غیر او منصوب کی منفعت کا تصدیق واجب ہو خواہ وہ متعین یا بالاشارہ ہو خواہ غیر متعین ہو مگر اسے ثمن منصوب کے
درہم سے کرے یعنی تصدیق بیع حاصل فیما اذا کان ما متعین یا بالاشارۃ یعنی تصدیق کرے اس منفعت کو جو حاصل ہوئی ہو غصب درودیت کے تصرف میں جبکہ
دولون اس قسم سے ہوں کہ اشارہ کرنے سے متعین ہو جائے ہوں ان کا نام لا متعین فعلی اربعۃ اوجہ فان اشار لہما و نقد یا نقد یا تصدیق اور اگر منصوب اور
ودیعۃ اس قسم سے ہوں کہ متعین نہ ہوتے ہوں چنانچہ درہم تو چار صورتوں میں ہو اگر درہم کی طرف اشارہ کیا اور ضامن کو ثمن میں ادا کیا تو متعین
کے نام نہ منفعت کو تصدیق کرے وان اشار لہما و نقد غیر یا و اشار الی غیر یا و نقد یا و اطلاق و لم یشر و نقد یا لا تصدیق فی تصور تلف عند اکر
قیل و یفتی و المختار انہ لا یحل مطلقا کذا فی المتقی و بعد ضمان ہو صحیح کما فی فتاویٰ النوازل اور اگر درہم غصب کی طرف اشارہ کیا اور ان کے سوا
اور درہم ادا کیے یا اشارہ کیا ان کے غیر کی طرف اور غصب کے درہم دیے یا مطلق درہم مذکور کی اور اشارہ کسی طرف نہ کیا اور غصب کے درہم دیے تو ان میں صور
میں منفعت تصدیق نہ کرے کخی کے نزدیک بعض مضمون نے کہا اسی قول بفتویٰ دیا ہو اور مختار قول یہ ہو کہ قلع مطلقا حلال نہیں کذا فی المتقی اگر چہ ضمان
دینے کے بعد بھی یہی قول صحیح ہو چنانچہ فتاویٰ النوازل میں مذکور ہو و مختار فیہم الفتویٰ علی قول الکرخی فی زمانا للکثیرۃ الحرم و ہذا کلمہ علی قولہما و عند
ابی یوسف ج لا تصدیق بشئ منہ ما لو اختلف الجنس ذکرہ الی علی حفظ اور بعض فقہوں نے کخی کے قول کا فتویٰ مختار جانا ہو ہمارے اس زمانہ میں
بسبب کثرت حرام کے اور یہ تمام مذکور طریق کے قول پر مبنی ہو اور ابو یوسف کے نزدیک منفعت غصب سے کچھ بھی تصدیق نہ کرے چنانچہ اگر جنس مختلف ہو تو
بالاتفاق تصدیق لازم نہیں بلکہ نے اس کو ذکر کیا ہو تو اس کو یاد رکھنا چاہیے معنی اگر ضمان اور بدل مضمون مختلف جنس ہوں اس طرح کہ تادم میں درہم
دیے ہوں اور غاصب کے یا تبدل مضمون معلوم یا عروض ہو تو بالاتفاق تصدیق نہیں ہو سکتے کہ منفعت تو ظاہر ہوتی ہو چنانچہ میں نے یہ
کذا فی الطحاوی عن الزلیعی مختصرا فان غصب وغیر انصوب خال اسہ و علمنا فہم اکثر مقاصدہ چھ غاصب نے غصب کیا اور غصب کو تنصیر دیا اس کو

نام اور عظم منافع یعنی اسکے اکثر مفاد حاصل ہو گئے مگر زوال ہم کی اس واسطے قید لگائی کہ اگر بکری غصب کر کے بیچ کر ڈالی تو مالک ضمانت اور ضمان
 نقصان میں محتسب ہے اس واسطے کہ قسط بیچ سے نام زوال نہیں ہوگا کیونکہ اسکو حلال بکری ہوتے ہیں احتراز عن درہم بسکھا بلا ضرب فائدہ دانی ال ایہ
 لکن بقی عظم منافعہ ولذا لا یقطع حق المالك عنه كما فی محیط وغیرہ فلم یکن زوال الا بم غیبا عن عظم منافعہ کما ظہر ولا ضرر وغیرہ منافع نے کہا عظم منافع
 کی قید ان درہم سے احتراز ہو جو غاصب نے کھلایا بلا ضرب سکے تو اگرچہ درہم کا نام زوال ہو گیا لیکن اسکا عظم منافع باقی ہے یعنی خس ہونا اور آبرو ہونا اور
 اسی واسطے مالک کا درہم سپرد کر کے قطع نہیں ہوتا چنانچہ محیط وغیرہ میں یہ تو زوال درہم عظم منافع کی قید سے غنی نہ ہو جیسا کہ صاحب درہم لا ضرر وغیرہ
 نے لگان کیا درہم عظم منافع کی مثال تلافیوں کو غصب کرنا اور پس نہ لانا ہو سیکے مسلم کیوں سے جو مفاد متعلق تھے چنانچہ انکا ہونا اور پس نہ پکانا وہ نیسے
 سے فوت ہو گئے کذا فی المنع او احتکط بالمغصوب بالمال لغاصب بحيث یمنع اقتیازہ کا قتل او بربہ او مکن کرج کبریتہ ضمنہ و ملکہ لاصل ارتفاع
 قبل او غممانہ ہی رضی مالکہ با دار او اور از التینین فاض یار مل گیا مغصوب غاصب کی ملک سے اس طرح کہ اگر انکا متعلق ہو چنانچہ مالک کے
 گیسوں کا لٹا یا غاصب کے گیسوں سے یا جدا کرنا حرج اور شقت سے ممکن ہو چکے کیوں کا احتلاط جو ہے تو ان تینوں صورتوں میں غاصب تان او انکا دے اور انکا
 مالک ہو جاوے گا بلا حلت ارتفاع قبل ادا کرنے اسکے تاوان کے ادا سے ضمان سے رضائے مالک مراد ہے خواہ رضاد ا سے ضمان ہے ہو یا مالک کے معاف کر دینے
 سے ہو یا قاضی کے تاوان لینے سے ہو مگر اگر مالک غائب ہو یا حاضر ہو مگر تان ادا لینے سے رضی ہو تو غاصب کو انکا کما یا یا غیر کو کھانا تاوان ادا ضمان قیمت
 جائز نہیں ہے اقتباس علم و ہر دو یہ فلو غصب العا لمغصوبه حتی صار مستلما لثقله حلالا فی ردیہ و دوا علی المقتدر حسا لمادۃ النساء و قیاس یہ ہے کہ زوال ہم اور احتلاط
 سے مغصوب بلا رضائے مالک حلال ہو اور ردیہ بھی ہے کہ طعام اگر غصب کیا سو اسکو چھایا یا ہاتھ لگا کر وہ مستلک ہو گیا تو اسکو حلال نکلے گا بوجہ ردیہ
 قیاسی کے اور حرام نکلے گا بابت احسان عمد کے تاکہ مادۃ فسادت جامع وجہ احسان یہ ہے کہ اگر قبل رضائے مالک ارتفاع حلال ہو تو غصب کا ردیہ کھانا
 اور حرام ہونے سے استیصال مادۃ غصب ہے کتب شاة التینین بدل الاضافۃ ہی شاة غیر ذکرہ ابن سلطان چنانچہ شاة یعنی ذبیحہ کرنا شایع نے کہا شاة
 کی تینوں ضمانت کے عوض ہے یعنی اپنے غیر کا ذبیحہ کرنا ابن سلطان نے یہ ذکر کیا ہے و طحا و شہا و طن برا و زرعہ و حمل حدیدہ سیفا و صغیراتہ چنانچہ غیر
 ذبیحہ کرنا اور اسکا پکانا اور بریان کرنا اور گیسوں کا بیٹنا یا اسکا کھیت میں ہونا اور بوسے کی تلوار بنانا اور پیل سے برتن بنانا یہ شاملین ہیں غیر مغصوب
 کی مع زوال ہم والبنسا و علی ساجہ اچھیم شہیمہ تبتہ اند و تبتہ اسی ہند اکثر منہما اسی قیمت اسکا ہو سیکے البانی بالقیمۃ اور چنانچہ عمارت بنانا ساگون کے
 ٹکے پر اور بالانہ قیمت عمارت کی زیادہ تہی ساگون کی قیمت سے مالک ساگون ہو گا عمارت بنانے والا اسکی قیمت دے کر شایع نے کہا ساجہ حرج
 جیم لکڑی غنیم کہتے ہیں ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے یعنی ساگون ہم یہ مثال ہے احتلاط مالک غاصب کی جسکی اقتیاز حرج کے ساتھ ممکن ہے و لکن او غصب ارضا
 فبئسی علیہا و غرس او تلبیت و باجہ کو تلوۃ او داخل بقدر اسے فی قدر او دوع فیصلہ فکبر فی بیت اودوع ولم یکن اخراجہ الا بدم بحد و سقط فیارہ فی
 بحرہ غیرہ ولم یکن اخراجہ الا بکسر او بخز و مالک یغنی صاحب اکثر قیمتہ الاقل والاصل ان یضر الا شدید زوال بالانہ کما فی ہذہ القاعدۃ من الاشیاء او
 اسی طرح اگر زمین غصب کی پھر پھر عمارت بنائی یا درخت لگائے یا مرغی موٹی نکل گئی یا بیل نے اپنا سردیگ بین ڈال دیا یا تواد و بیت رکھا سو دوع کی کوٹھی
 میں جو ان اوت ہو گیا اور ساکنا لکنا نہ ہو مگر دیوار دھا کر یا ایک شخص کی شرفی دوسرے کی دوت میں گر پڑی اور ساکنا لکنا متصور نہیں مگر
 دوت توڑ کر اور مانند اسکے اور شاملین تو ضمان دے اکثر قیمت کا مالک اکثر قیمت دے کو یعنی صورت احتلاط ملکین جسکے مال کی زیادہ قیمت ہو وہ کمتر
 قیمت دے کو ضمان دے کر اسکا مالک ہو اور قاعدہ کلیہ ان سائل کا یہ ہے کہ سخت تر ضرر بکسر ضرر سے مٹا جا یا تا جو چنانچہ اشباہ کے ہی قاعدہ یعنی ضرر اشباہ
 زوال بالانہ میں یہ سب کچھ مذکور ہے ثم قال ولو اتبع کو تلوۃ لمات الا شقی لطلنہ لان حرۃ الادی ظن من حرۃ المال و قیمتہ فی ترکہ و وجہ اشافیتہ قیاسا علی

الشیق لاخراج الولد قلت وقد سئانی بجزائری عن الفتح انه شیق ایضا خلاطان وفي تہذیب البصائر انہ الاصح فلیحفظ بھر صاحب اخبارہ نے کہا اور اگر انسان
موتی نکل گیا بھر گیا تو اس کا بیٹ بھر نجا ویگا موتی نکالنے کے واسطے اس لیے کہ آدمی کی عزت مال کی عزت سے عظیم تر ہے اور قیمت اس موتی کی ان شخص
کے متروکہ سے متعلق ہوگی اور شافعیوں نے موتی نکالنے کے واسطے بیٹ چیز جائز رکھا ہے اور نکالنے کے چیرے پر قیاس کر کے شارح نے کہا میں
گستاخوں اور ہم باب بجزائری عن الفتح سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ موتی کے واسطے بھی بیٹ چیز جائز ہے تو اب شافعیہ اور حنفیہ میں کچھ خلافت
باقی نہ رہا اور تہذیب البصائر میں ہے کہ موتی نکالنے کے واسطے بیٹ چیز صحیح تر قول ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے بقی لوگ ان قیمتہ الساجتہ ولینا سوار فان
جسٹس علی شریک جازوان تار عایا ع البصائر علیہما تقسیم الحسن مینا علی قدر ما لہما شریک علیہ عن البرزانیہ باقی یہی صورت کہ اگر ساگون اور عمارت کی قیمت
برابر ہو تو اگر غاصب اور مالک کسی چیز پر صلح کر لیں تو جائز ہے اور اگر تنازع کر لیں تو وہ عمارت ساگون کے ساتھ علی رحمہما صمدین بیع ہو اور ہر ایک غاصب
شخصوں پر بانٹا جاوے بقدر انکی مالیت کے کذا فی شریک علیہ عن البرزانیہ یعنی لو اور ان غاصب نقص البصائر ورواہا جہل کذا لکسان فحسب علیہ قیمتہ لک
وقبلہ لولا ان تصنیع لکال بلانائذہ وتمامہ فی الحقیقی باقی رہ گئی یہ ویت کہ اگر غاصب نے عمارت توڑی اور ساگون بھر دیے کا ارادہ کیا تو کیا یہ درست ہے یا
نہیں سو اگر غاصب قیمت دیے ساگون کا مالک نہ ہم دیا ہو تو عمارت توڑنا حلال نہیں اور حکم نام سے پہلے در قول ہیں باب قول میں جو آری اور دوسرے میں
عدم جواز وجہ عدم جواز ضائع کرنا ہر مال کا بقاء مند اور یوریا ان اسکا قیمتی میں ہر دو ان ضرب انجبرین در ہما او دینار او ناما وطم علیک وہو مالکہ مجا
خلا ناما اور اگر غاصب نے چاندنی اور سونے کے دم یا دینار بنائے یا برتن بنایا تو غاصب اسکا مالک نہ ہو گا اور وہ اس کے مالک کی ملک کی بر خلاف
صاحبین کے ہم امام کے نزدیک مالک اس واسطے مفت مالک ہو کہ صنعت سے فقط جودت اور عمدگی حاصل ہو اور جودت مال برہوی میں مقدم نہیں
فان فوج شاة غیرہ وخواہما ہو کل طرھا الما مالک علیہ واخذ قیمتہما واخذ ما وضمنہ نقصانہما غیر اگر غاصب نے خیر کا دھبہ بچ کر ڈالا اور دھبہ
مانند ہر جانور مالک لہم تو مالک کو اختیار ہے چاہے مالک مذہب کو غاصب پڑا ہے اور انکی قیمت اس سے ہے یا چاہے مذہب لے اور غاصب اس کے
نقصان کا تاوان ہے ہم مالک لہم کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر غیر مالک کو دھبہ لگا تو تا تمام قیمت کا تاوان غاصب پر لازم ہو گا اور ضمان نقصان جائز نہیں
امام کے نزدیک کذا فی الخطا وی وکذا ان حکمہ لوقطع یدہ ما قطع طرفہ دابر غیر اکولہ کذا فی الملتقی قبل ولفظ غیر سدید رہنا قلت قولہ غیر سدید سدید
اختیار فی المال کو کہ ایضا لک ان اختیار ہما اخذہ لا یضمنہ شینا وعلیہ الفتویٰ لکما نقلہ لمصنف عن اعمادہ فلیحفظ بخلاف طرفہ البصائر فان فیہ لارہ اور اسی طرح کا طرہ
یعنی مالک مختار ہے اگر غاصب نے جانور مالک لہم کا ہاتھ کاٹا یا جانور غیر مالک لہم کا ہاتھ یا ٹون کاٹا کذا فی الملتقی بعضوں نے ملتی کی عبارت پر اعتراض کیا کہ
یہاں لفظ غیر یعنی غیر مالک لہم میں غیر سدید یعنی خیار نہیں کہ تضمن اور اخذ میں مالک اور قریق میں ہر نہ غیر مالک میں ہر شایع نے کہا میں کہنا ہوں کہ غیر
کا قول خیر سدید خیار نہیں ہے بسبب ثابت ہونے اختیار مالک کے غیر مالک لہم میں بھی لیکن فرق اتنا ہے کہ جب غیر مالک کو مالک اسکا لینا کرے
تو اس سے کچھ ضمان نہ لے گا اور اسی قول پر فتویٰ ہے جیسا کہ مصنف نے اسے شرح میں ائمادہ سے نقل کیا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے بخلاف قطع دست غلام
اس میں تو خون بہا ہر دم عیون میں ہر امام عظیم نے کہا کہ جب ایک مرد غیر کا گد یا یا بچہ ہلاک کر دے اسکا ہاتھ کاٹ کر یا فی جرح کرے اگر مالک چاہے غاصب سے
ضمان لے اور مذہب بوجہ مطلق غاصب کو سپرد کرے اور چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور غاصب سے تاوان نہ لے اور اسی قول پر فتویٰ ہے ہر انتہی تو بطنی نہیں
تضمن نقصان غیر مالک کو مذکور ہر دو غیر فتویٰ ہے ہر حال میں خیار مالک مالک اور غیر مالک میں مختلف ہے سو مالک میں مالک کا ہر ذرے لینے میں ضمان نقصان
اور اس کے دینے میں مع اخذ قیمتہ مختار ہے اور غیر مالک میں اس کے دینے اور اسکی قیمت لینے میں مختار ہے لیکن غاصب پر کچھ ضمان نہیں علی ما علیہ الفتویٰ تو عام
ہو کہ کلام مصنف کا صاحب ملتی کے کلام کے مانند ہے مساک اور جوع بالنقصان میں حالانکہ بلا شک یہ حکم مخصوص مالکوں ہی پر تو ذکر کرنا لفظ غیر مالک

غیر صواب ہو کہ ان فی الخطا دی اور خرق تو یا خرقات اشتداد ہو ما فوٹ بعض العین بعض نفعہ لاکھ فلو مکہ غنم کھلایا غاصب نے کپڑا بچا اور خرق
کا خرق حق فاش دہو ہو فوٹ کہ پڑے اور کچھ انکی نفع کو نہ مل کو تو اگر کل کو فوٹ کہے تو تمام کپڑے کی قیمت کا نشان دے حاصل سکے یہ کہ خرق
فاش بین مالک مختار ہو یا ہے کپڑا غاصب پر چھوڑے اور انکی قیمت اُس سے لے چاہے کپڑا اپنا لے اور بقدر نقصان اُس سے تاوان لے و فی خرق
سیر نفعہ ولم یفوت شئی من النفع نقصان مع اخذ عینہ لیس غیرہ لقیام العین بن کل وجہ عالم بید و فیہ صنعتہ او کیون رہو یا کما بسط
الریعی اور جس بھاڑنے میں بلکا نقصان ہو اور خرق مذکور نے پھر نفع کو فوٹ نہیں کر دیا تو مالک نقصان کا تاوان لے بعینہ کپڑا لینے کے ساتھ اسکے
سوا مالک کسی بات کا مختار نہیں بسبب قائم ہونے ذات کے ہر وجہ سے تا دقیکہ غاصب نے انکے کچھ صنعت نازہ نہ کی ہو یا کہ دو مال جو میں پانچ
جاری ہو سکتا ہو چنانچہ بیع سے کہ کو شرح بیان کیا اگر غاصب نے صنعت جدید کی مثلاً کپڑا بچا کر ٹیص سیا تو ہمارے نزدیک حق مالک اس سے
منقطع ہو گیا انلیس سے کہ خرق فاش کا حکم یعنی خیر مالک سب چیز میں جاری ہو سوا اس حال رہو یہ کہ اسو سے کہ یہاں تعیب فاش ہو یا سیر مالک
کی خیر ثابت کرتی ہو اس کی عین میں بلا ضمان غاصب اتقلم عین میں تعین مثل یا قیمت کے ساتھ اسو سے کہ تعین نقصان متقدر ہو کہ نہ سے بیج
ثابت ہوتا ہو ومنہ بطور جواب حادثہ وہی غصب حیثہ صنعتہ مجموعہ بالذہب خزانہ ہو یا خیر مالک بن تعین عینہ عوہ او اخذ بلا شئی لہ تابع متکمل
اور اس سے یعنی او کیون رہو یا کے قول سے معلوم ہوتا ہے جواب ایک حادثہ کا وہ حادثہ یہ کہ غصب ہوئی چاندی کی چوڑی چیر سونے کا طبع ہو سو کا طبع غاصب
کے پاس نہ اکل ہو گیا تو مالک اسکا مختار ہو چوڑی طبع دار کے ضمان لینے میں یا چوڑی لینے میں بلا ضمان اسو سے کہ طبع کاری تابع متکمل ہر دم اور
اسو سے کہ بیج لازم آتا ہو کہ ان فی الخطا دی و لو کان مکان غصب شر او جزا نفعہ فلا رتعیہما ولا جوع بالنقصان للزوم الربا فانما فعل من صرح بہ
خالتینما اور اگر بجائے غصب چوڑی کی خریداری ہوئی اسکے برابر وزن چاندی سے پھر طبع اسکا نہ اکل ہو گیا تو بیع جائز نہیں بسبب عیب دار کر دینے
کے یعنی مشتری کے پاس عیب حادث ہو گیا اور وہ مانع رہی اور عیب قدیم کے نقصان کا جوع جائز نہیں بسبب لازم ہونے بیج کے تو غنیمت جانا
اس جواب کو اسو سے کہ کس قدر نقصان اسکی قدر کی ہو یہ کیا ہو ہمارے استاد یعنی خیر الدین رملی نے وین بنی او غرس فی ارض غیرہ بغیر اذن
اوہ بالقطع و اگر دو قیمتہ الساجہ اکثر کما عروہ عمارت بنائی یا درخت لگا یا غیر کی زمین میں اسکے بلا اذن تو اسکو عمارت و حانی اور درخت اکھاڑنے
کا اور زمین بھیر دینے کا حکم کیا جائے اگر قیمت زمین کی زیادہ تر ہو عمارت اور درخت سے چنانچہ مغرب مذکور ہو چکا و لہذا مالک ان یصلح لہم ترناک او شجر
یصلحہ امر مستحق القلع فیقوم بدو نہا مع احد ہما مستحق القلع فیضمن الفضل ان نقصان الارض ہو ایا بالقطع اور اگر زمین طبع کرتے سے نفع
ہو جاتی ہو تو مالک کو جائز ہو ضمان دینا غاصب کو اس درخت اور عمارت کا جسکے قلع اور قلع کرنے کا یعنی مستحق القلع کا وہ مامور ہو تو زمین کی قیمت بھر لے
چا دے بدو نہ عمارت اور درخت کے بھر قیمت مقرر کجا دے ساتھ اس عمارت یا درخت کے بھر حق القلع ہو سکتی ہے عمارت زیادہ ہو و فون قیمتین اتنا غاصب کو ضمان
دے و لوزر عینہ العرف فان استموا اخلہ انصافا و ادرا با حقہ والا فاکراج للزارع و علیہ اجر المتل و اما فی الوقت فحییہ حصہ او لاجہ کل حال فصول
اگر غاصب نے زمین میں درخت کی تو عرف اور رواج کا اعتبار ہوگا سو اگر مالک او ذرا ع نصفانصاف یا ہمارے بانٹ لیتے ہوں تو اسی رواج کا
اعتبار ہوگا اور اگر ثانی کا رواج نہ ہو تو غلہ غرارے کا ہو اور اگر زمین کی اجرت مثل و جب ہوگی اور زمین وقت کی زرعت جس میں توجہ ثانی کا یا اجرت
زمین کی ہر حال میں واجب ہوگی کہ ان فی الخطا دی ہم ہر حال سے مراد یہ کہ ناظر درخت باقی رہنے پر رضی ہو یا اسکے اکھاڑنے کا طالب ہو اور مالک بن تو بلا وقت
القائے زرعت حصہ یا اجرت واجب نہ ہوگی کہ ان فی الخطا دی غصب ہو یا فضیضہ لا عبرہ لالوان بل حقیقۃ الزیادۃ بالنقصان او سو یقینا فلسفہ میں قائل مالک
مخیر ان شاء فی حقیقۃ ثانیہ ثوبہ ہین مثل السوین غیر فی البسوط بالقیۃ بغیر القلی فلم یبق تلیا و سماء ہنا تلیا لقیام ایضہ مقامہ کہ ان فی اختیار و قدر

جو اربدون اذن مالک کے تو مالک کا حق اُس سے منقطع ہو گیا اور مستعیر پر ٹوٹے اُس کی قیمت واجب ہو گئی۔ فخر الموبہانیہ رُکب دار غیرہ لاشعاریہ
دفع فی البیضاء فاندہم شہی برکوبہ المضمین لان فخر الحرق عام فکان کل وقتہ جو بہرہ ایک شخص غیر کے گھر پر چڑھا اُس آگ بجھانے کو جو بہرہ میں واقع ہوئی سو
کچھ عمارت نہدم ہو گئی اُسکے چڑھنے سے نو اُس پر کچھ ضمان نہیں اس واسطے کہ آتش زنی کا فخر شامل ہو سب کو تو ہر شخص کو اُسکے دفع کرنے اور بجھانے کا
حق ہو گئی۔ لاجہرہ ولا يجوز دخول بیت انسان الا باذنه الا فی اغزو جائز نہیں آدمی کے گھر میں گھسنا مگر اُسکی اجازت سے مگر جہاد میں جائز ہو یعنی جہاد
میں غازیوں کو کفار کے گھروں میں بلا اذن داخل ہونا جائز ہو داسد اعلم دینا اور ہقطہ فی بیت غیرہ وفات لو علمہ اخرہ اور غیر کے گھر میں بلا اذن
مالک داخل ہونا اس صورت میں جائز ہو جبکہ ایک شخص کا کثیر اخیر کے گھر میں گر پڑا اور وہ راکہ الرین اُسکو خبر دے گا تو وہ اُسکو خود دبا رکھے گا
حفر قبر اخذ من غیرہ آخریتا فو علی ثلثۃ اوجہ ان الارض للحا فظہ غشہ دہ تسویۃ وان بقاء فلہ حقیقۃ فخرہ دان وقتا کذا لک ولا یرکھ لوالارض
مسعۃ لان الحافر لایدری باسی ارض موت ایک شخص نے اپنے واسطے قبر کھود لی سو زمین دوسرے شخص نے مردہ گاڑا تو وہ تین صورتوں میں ہو اگر
وہ زمین قبر کھودنے والی کی ملک ہو تو اُسکو مردہ اٹھانا اور زمین کو برابر کر دینا جائز ہے اور اگر زمین بیابان ہو تو اُسکو قبر کھودنے کی قیمت یعنی اجرت ملے گی
اور اگر وقت کی ہو تو اسی طرح اُسکی اجرت ثابت ہے اور یہ مکروہ نہیں اگرچہ زمین وقت کشادہ ہو اس واسطے کہ قبر کھودنے والا نہیں جانتا کہ کس زمین میں
مردے کا کام دلو پھیر میں ہے کہ ایک مرد نے مقبرہ وقت میں قبر کھودی پھر دوسرے نے اُیں دفن کر لیا ارادہ کیا اگر مکان میں دس مت ہو تو اول شخص
مراحت نہ کرے اور اگر دس مت ہو تو فرحت کرے اور پہلی صورت میں دفن کرے گا تو مکروہ نہیں ایسا کہما ہی فقیہ ابو الیث نے اس واسطے کہ جس نے اپنے
واسطے قبر کھودی ہے وہ جانتا نہیں کہ کس زمین میں مر گیا کذا فی الخطا وی لایجوز التصرف فی مالی غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ الا فی سائل مذکورہ فی کتاب
جائز نہیں تصرف کرنا غیر کے مال پر بدون اُسکے اذن کے اور بدون اپنی ولایت کے مگر چند سائل میں تصرف مال غیر جائز ہے جو اشباہ میں مذکور ہیں ہم کلیہ
سائل مذکورہ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ فرزند کو والد میں کیواسطے یا محتاج خرید کرنا بغیر اُسکے اذن کے جائز ہے اور اسی طرح والد کو فرزند کیواسطے اُسکے مال سے خرید
درست ہے لیکن اور چیز سو سے طعام اور دوا کے خرید کرنا بدون اذن کے جائز نہیں اس واسطے کہ محتاج میں اذن باعتبار عادت کے ناجائز ہے دوسرے
یہ کہ مودع کو صاحب و بیعت کے والدین پر بدون اُسکے اذن کے صرف کرنا اُس مکان میں درست ہے جہاں اسے قاضی کا حاصل ہونا ممکن نہیں اور اگر ضمان
لازم ہو گا باعتبار احتیاج کے تیسرا مسئلہ یہ کہ ایک رفیق سفر میں مر گیا تو باقی رفیقوں نے اُسکا سبب بچا اور اُسکی تدفین اُسکے نہیں کی اور باقی تین اُسکے
داروں کو دیا تو اُنہیں ضمان نہیں غصب حمارۃ فبقہا مجتہدا فاکلہ الذئب ضمنہ کذا فی حایۃ الموبہانیہ مشعر وغاصب شہی کیف یضمن غیرہ + ولس فعل بما یتغیر +
گدھی ایک شخص نے غصب کی سو اُسکا بچہ اُسکے چچے کا چلا گیا سو اُسکو بھڑا کھا گیا تو غاصب پر اُسکا تادان لازم ہو گا چنانچہ یہی مسئلہ وہبانیہ کی حدیث میں یون
ہو کر ہے اور ایک چچہ کا غاصب کیونکر ضمان دیتا ہے غیر مقصوب کا اور مال اُسکا ایسا فعل نہیں جس سے وہ تغیر ہو جائے عالمگیری میں ہے کہ غیر کی گدھی بلا اجازت
اُنکی لے گیا اور بھڑا اُسکا بچہ کھا گیا یا چچہ ضائع ہو گیا اور اُسے مالک کو گدھی پھر دی تو اگر غاصب بچہ کو گدھی کے ساتھ نہ لے گیا ہو پھر تادان لازم ہو گا اور
اگر بچہ چچے کا چلا گیا بدون اُسکے مانگنے کے تو پھر چچہ کا تادان نہیں ضائع وہبانیہ نے بھی یہی تفصیل نقل کی ہے وابتیہ کو اس صورت پر حمل کیا ہے کہ گدھی کے ساتھ
چچہ کو بھی وہ مال لے گیا ہے اس واسطے کہ اب تعدی شہر اشعر وغاصب ہر حمل لائے تہربہ + وبل فہم ظاہر لا ظہر + اور نہر کے غاصب کو اُیں سے مینا درست ہے یا نہیں
کیا دامن ظہر ظہر یا نہیں ہم سوال اول کا جواب یہ ہے کہ اگر غاصب نے تحویل مکان کی ہو یعنی نہر نے اُسکے مکان کو بٹھایا ہو تو اُیں سے پانی مینا اور نہر کرنا
مکروہ ہے اس واسطے کہ تحویل سے غصب کا اثر ظاہر ہو گیا اور بلا تحویل شرب اور نہر جائز ہے اس واسطے کہ نہر میں سے شرب کو مینا اور نہر درست ہے اور دوسرے سوال کا
جواب یہ ہے کہ مان دامن ظہر ظہر کر کذا فی الخطا دی شرح الموبہانیہ فصل فیصل فی کتاب النصب کی غیبی جعۃ ما غصبہ وضمن قیمۃ اما لکھ لکھ

عذر مالک مستند الی وقت الغصب قبلہ الا کتاب لا الادلہ متفق غاصب نے جو غصب کیا اسکو غاصب کر ڈالا اور اسکی قیمت کا مالک کو تاوان دیا
تو یہ سب نزدیک وہ مالک کا غصب کر کے وقت سے تو غاصب کو غصب کی کیا بیان ہلاں ہوگی نہ اولاد غصب کذا فی المتفق والفقول لیسبتہ فلو غاصب
فی قیمتہ ان لم یبرهن المالك علی الزیادۃ اور غاصب کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اگر غاصب اور مالک نے غصب کی قیمت میں اختلاف کیا ہو تو
مالک نے زیادتی قیمت کو اسی سے ثابت کرے کہ ہر خانہ پر جو بار ہر خانہ مالک و قابل غصب قیام علی نفسی الزیادۃ ہو اسے صحیح نہیں پیرا اگر مالک
کو اد لایا یا دونوں کو اد لائے اپنے دعویٰ پر تو گو اد مالک کے قبول ہوئے اور غاصب کے گو اد قبول نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ شہادت نہیں زیادتی پر
ناہم ہر اور نفسی کی گو اد قبول نہیں ہی قول صحیح ہو کہ ذی الزلیعی و نفس الغصب عن الجرح و الجور و قال الغاصب او المودع عندی لا حرج فی قیمت لیکن غصب
انہما اقل مما یقولہ فالقول للغاصب بینه و بجرمہ البیان اور مصنف کے شرح میں ہر الزلیعی اور جو اس سے نقل کیا کہ اگر غاصب اور مودع معدی کے کہ میں غصب
اور ودیعت کی قیمت نہیں جانتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ قیمت اسکی اس سے کتر ہو جو مالک کتنا ہو تو غاصب اور اسی طرح مودع کا قول قسم کے ساتھ قبول
ہوگا اور بیان قیمت پر جرح کیا جائے گا کہ ہر الزلیعی کی تالیف تو کتاب الاجارہ تک منسی ہوگی تو مصنف نے غصب کا مسئلہ اس سے کیز کر نقل کیا تاہم کہ
یہ سب صاحب بجر نے اختلاف میں نہ کر کیا ہو وہ اسد علم کذا فی الخطا وی خان لم یمن طفت علی الزیادۃ فان کل لزمۃ پیرا اگر غاصب قیمت مجملہ بیان نہ
کرے تو اس سے نفی زیادتی پر قسم بجا دے سوا اگر وہ قسم سے انکار کرے تو زیادتی قیمت کی اسکو لازم ہوگی ولو حلف المالك البقاء علی الزیادۃ اخذ ما د
اگر غاصب کی قسم کے بعد مالک نے بھی زیادتی پر قسم کھائی تو وہ اسکو لے گا غاصب سے قسم ان نظر غصب و غلط غاصب اخذہ و دفع نصبتہ اور وہ دفع نصبتہ
دہی من خواص کتابنا فلیخلف بعد اسکے اگر غصب ظاہر ہو تو غاصب کو جائز ہو غصب کا لینا اور اسکی قیمت دینا یا غصب کا مالک کو بحیر دینا اور اس سے
قیمت بحیر لینا اور یہ تفصیل مسائل مذکورہ ہمارے کتاب کی خصوصیات سے ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے فان نظر الغصب و یہی اسی قیمت اکثر ما غصب و منک
اور ذی علی الاصح غایہ فالاولی ترک قولہ دہی اکثر وقد ضمن بقولہ اخذہ المالك و رد حلفہ و مضی لضمان پیرا اگر غصب ظاہر ہو اور حالانکہ اسکی
قیمت دیا دو تہر جو اس سے جو غاصب نے ضمان دیا یا برابر اس کے یا کتر ہی اس سے بقول اصح کذا فی انہایہ اور حالانکہ غاصب ضمان دیکھا ہو اپنے قول کے
موافق تو مالک مختار ہو چاہے غصب کو لے اور حوض اس کے جو ضمان لیا ہو پیرا دے چاہے ضمان ہی کو جاری رکھے شراح نے کہا جب غایہ کی کہ یہ ہے
ثابت ہو کہ بقول اصح قیمت کا برابر ہونا اور کتر ہونا اور اکثر ہونا کیسے ہر حکم میں تو مصنف کو بہتر نہ لکھ اکثریت کی قید کو ترک کرنا ولا خیال للغاصب ولو قیمت علی
لزوہ با قرارہ ذکرہ الاولانی نعم متی لکھ بالضمان فلو ضار غیب و ردی مجتبیٰ اور غاصب کا صورت مذکورہ میں کچھ اختیار نہیں اگر قیمت غصب کی کتر ہو ضمان سے
بسبب لازم ہونے قیمت کے خود غاصب کے اقرار سے کذا ذکرہ الاولانی محشی الدرر بان جبکہ مالک ضمان کا مالک ہوگا تو اسکو خیار غیب اور خیار لاوت
ثابت ہو کہ ذی المجتبیٰ ہم اس واسطے کہ ضمان غصب ضمان معاخذہ ہو تو خیار غیب اور خیار لاوت اسکو لازم ہونا چاہیے ولو ضمن بقول المالك او
بسرانہ او نکولی الغاصب فلو لا خیال لالمالك رضاع حیث ادعی بذا المقدار فقد اور اگر غاصب نے ضمان دیا مالک کے قول یا اس کے گو اد لے
یا غاصب کے اسکا قسم کے سبب سے تو غصب ظاہر ہونے کے بعد غاصب کا مالک ہوگا اور مالک کا اس میں اختیار باقی نہ رہے گا اسکی ضماندی کے سبب کہ جو کہ
مالک نے فقط اسی مقدار کا دعویٰ کیا و ان باع الغاصب الغصب فضمنہ المالك نقد بقیہ اگر غاصب نے غصب کو جو جلا پیرا مالک نے اسکا تاوان لیا
تو غاصب کی بیع نافذ ہو یا دیگر و ان حررای الغاصب لان تحریر مشتری من الغاصب نافذ فی الاصح غایہ فضمنہ لان المالك المانقص لکنی انفاذ لبع
لا یعتق اور غاصب نے غصب کو آزاد کر دیا پیرا مالک نے اس سے اسکا تاوان لیا تو حق نافذ نہ ہوگا اس واسطے کہ مالک ناقص نافذ بیع کے واسطے کافی ہے اور
انفاذ حق کے واسطے کافی نہیں شراح نے غاصب کا آزاد کرنا اور مالک غاصب کے مشتری کا اس واسطے کہ مشتری نہ کرنا آزاد کرنا قول اصح میں نافذ ہے

کذا فی النہایہ اور زائد منصوص مطلقاً متعلقہ کہن حسن او منفصلہ کہ در ذمہ انہ الامین لا بالتعدی او المنع بعد طلب المالك لانہا امانہ اور
منصوص کی زائد مطلقاً خواہ زائد متعلقہ ہوں چنانچہ خبری اور جو بصورتی منصوص کی یا زائد منفصلہ ہوں چنانچہ دودھ اور چل امانت بین غاصب کے پاس
اٹکانا و ان نہیں مگر غاصب کی تعدی سے یا بعد طلب کرنے مالک کے اٹکے نہ دینے سے ابستہ ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ زائد مذکورہ امانت بین ہم بیان
دعویٰ اور دلیل ایک ہی ہو گیا تو اگر شراح یوں کہتا کہ زائد بین اس واسطے تاوان نہیں کہ نہیں غصب متحقق نہیں تو وضع تر ہو تا کذا فی الخطاوی و طلب
المنفصلہ الامین اور اگر مالک زائد متعلقہ کو طلب کرے تو تاوان نہیں و ما نقصتہ الجاریۃ بالولادۃ المحصون و بحیر لولدہ بالہیثمۃ و بغيرۃ ان ذی بہر مالا
فیستطاع جباہہ اور جباریہ منصوص ہے جو اپنی قیمت و ولادت کے سبب سے ناقص کر دی تو اٹکانا و ان غاصب پر لازم کیا جا دیکھا اور نوڈی کا خبر نقصان اٹکے
ولدہ کی قیمت یا اٹکے خرچہ سے کیا جا دیکھا اور اگر اٹکے ساتھ برابر ہو اور اگر قیمت و نقصان جاریہ کی برابر نہ ہو کم ہو تو اٹکے حساب کے موافق ضمان سے ساقط کیا جا
ہم یعنی اگر جاریہ منصوص کی قیمت سودہ مخفی اور ولادت سے ساتھ دم قیمت رہ گئی تو اگر اٹکے ولدہ کی قیمت ۲۵ دم ہو تو ۱۵ دم کا ضمان غاصب پر لازم ہوگا قیمت سے
مالک کو پھیر دیا جائے غاصب پر کچھ تاوان لازم ہوگا اور اگر ولدہ کی قیمت ۲۵ دم ہو تو ۱۵ دم کا ضمان غاصب پر لازم ہوگا قیمت سے
خبر نقصان اس وقت ہوگا جبکہ ولدہ زندہ پیدا ہو و الاخرہ سے خبر نقصان ہوگا خرچہ مراد یہ ہے کہ ایک مردنے جاریہ کے پیٹ پر ایسی ضرب ماری کہ لڑکا مردہ پیٹ
سے گر پڑا تو پیٹ خرچہ یعنی دیت واجب ہوگی اسی سے خبر نقصان کیا جاوے گا و امانت و بالولدہ و فارقی ہو صحیح اختیار را و اگر جاریہ منصوصہ غاصب کے پاس لگتی اور
اٹکے ولدہ کی قیمت اٹکے قیمت کے ساتھ برابر ہو تو یہی کفایت ہے یہی قول صحیح ہے کہ ذی الاختیار یعنی غاصب پر کچھ ضمان نہیں رہتی بابتہ منصوصہ ای غصب
افرد مالا امانت بالولادۃ ضمن قیمت یا یوم علفیت زنا کیا اس جاریہ سے جسکو غاصب نے خود غصب کیا پھر جاریہ حاملہ مالک کو پھیر دی سودہ ولادت سے
مرگئی تو غاصب پر اٹکی اس قیمت کا ضمان لازم ہوگا جو اٹکی قیمت حاملہ ہونے کے دن تمام ہو چکرے و فاسد تا اندہ اس ضمان لازم ہوا یعنی جب اپنے غصب کی حق
تو اس وقت ہوا جائے گا کوئی سبب نہ تھا و جب اپنے پھیر دی تو سبب تلف نہیں موجود تھا یعنی عمل تو پھیرنا صحیح ہے مگر اختلاف حرہ لانہ الامین غصب لیسقی
ضمان انہ سبب بعد فساد اور اختلاف حرہ منصوص ہے پھیر دینے کے یعنی اگر حرہ منصوصہ سے زنا کر کے حاملہ اٹکی پھیر دیا اور وہ ولادت سے مرگئی تو غاصب پر ضمان
نہیں اس واسطے کہ حرہ کا ضمان غصب سے نہیں ہوتا جو کہ ضمان غصب بعد فساد رہتی رہے و اور ما محوۃ فماتت الامین اور اگر جاریہ منصوصہ پھیر دی و حاملہ لگے
تب قبی سودہ مرگئی تو غاصب پر ضمان نہیں اس واسطے کہ تب بین غاصب کا کچھ دخل نہیں و کذا لوزن غنہ و ذرا فجلت فماتت لیسقی اور یہی طرح غاصب پر ضمان
موت نہیں اگر جاریہ منصوصہ نے غاصب کے پاس کسی فرد شخص سے زنا کیا پھر غاصب نے مالک کو پھیر دی پھر اسے سبب زنا کے کوڑے مارے گئے سودہ اٹکے سبب
مرگئی کذا فی الملتقی ہم یلمیٰ نے کہا لیکن غاصب نقصان اٹکا ضمان ابستہ لازم ہوگا و لوزنی ہما کہ تولى بالیت السبب و الولد یق در اور اگر غاصب نے جاریہ
منصوصہ سے زنا کیا اور اٹکی کو دم ولدہ پایا تو سبب ثابت ہوگا اور لڑکا مملوک مالک کا ہوگا کذا فی الدر و خلاف منافع الغصب استوفایا و عطلما فانہا
الامین عندنا و خلاف منافع غصب کے خواہ غاصب نے منافع کو حاصل کر لیا ہو یا اٹکی کو مغل جھوڑا ہو یا کچھ نہ تاوان ہمارے نزدیک نہیں ہے و یوجد نے
بعض المتون منافع الغصب فی منصوصہ لکن لا یلزمہ یا یا فی من علفیت مگر اس طرح معانہ غیر قدر یا و بقرن کے بعض نسخے میں یوں عبارت ہے و منافع الغصب غیر منصوص
ہے لیکن اس عبارت کی وہ عبارت جو آگے آئی یعنی علفیت کہ اخیر مسلم کا مناسب نہیں باوجودیکہ عبارت سابقہ زیادہ مختصر ہے و اسکو غور کر لانی استحب
اجرا یصل علی خیبار اہلہا فرین ان لم یکن الغصب و عفا للسکنی و لا استقلال منافع غصب کا ضمان نہیں مگر تین ہوں تین تو اجرت نسل واجب ہے و موجب
اختیار کرنے فقہائے متاخرین کے پہلی صورت یہ ہے کہ منصوصہ وقت ہو خواہ سکونت محلہ میں کے واسطے وقت ہو خواہ کرایہ لینے کے واسطے وقت ہو و اس
قیمہ الا فی مال سکنت اس مع زوجہ و جانی دارہ بلا اجسین اما ذلک دالہ علیہا کذا فی الاشباہ و معرا لوصا یا التفتیہ یا مال شہم کے منافع منصوصہ میں اجرت نسل

واجب ہو گا اس مسئلہ میں کہ یتیم کی مال اپنے دوسرے شوہر کے باقیہیم کے گھر میں بدو نہ کرے یہی توجہ میں کو یہ جائز نہیں اور اگر یہ بھی نہیں تو خیر نہیں
 میں قیاسی کتاب اور مایہ منقول پر قلت و کثرتی ایسا سکنی شریک استیفاء نقل الحنفیہ وغیرہ حق لقیستہ انہ لای علیہ وکذا الا فیہ بلا حقد ذیل و الا فیہ
 کا وقت نہیں ہے کتاب ہوں اور وجوب جرت مال یتیم سے سکونت شریک یتیم کا مسئلہ بھی کثرتی ہے اس واسطے کہ مسکن و غیرہ قیاسی سے نقل کیا ہے کہ شریک یتیم
 اگر وجوب نہیں اور اسی طرح اس اجنبی شخص پر وجوب نہیں جو یتیم کے گھر میں بلا عقد جاوے اور جو بیعتوں نے کہا کہ یتیم کا گھر وقت کی مانند ہے وجوب جرت
 اس میں مطلقاً اتنی قول الحنفیہ مثنیٰ ابو سعید نے کہا یہی قول معتبر ہے کہ مال یتیم وقف کے مانند ہے تو حقیقت کچھ استثنائیں قلت و کثرت میں حمل مطلقاً لافریقین
 علی قول الحنفیہ میں بوند اجرتہ و مال علی قول المعتد انما کا وقت فجب الاجرة علی الشریک الزیج لکن سکنی المرأة وجب علیہ ہونا حسب لای یتیم فتنہ لاجرة
 وجہ افقی ابن تیمیہ میں کتاب ہوں اور استثنائے دونوں سکون کا حمل کرنا متقدمین کے قول عدم اجرت پر مبنی ہے اور تاخرین کے قول معتبر پر یہ کہ یتیم کا گھر وقت
 کے مانند ہے تو اجرت گھر کی یتیم کے شریک اور اٹکی مان کے شوہر پر وجوب ہوگی اس واسطے کہ سکنی زوجہ کا زوج پر وجوب ہے اور زوج مذکور گھر یتیم کا غائب
 ہے تو اُس پر کرایہ لازم ہوگا اور اسی قول کا فتویٰ دیا ہے ابن تیمیہ صاحب اشباہ نعم اور اگر یتیم کی مان اسکے گھر میں رہے در صورتیکہ اس کا کوئی شوہر نہ ہو تو اُس پر
 اجرت نہیں لکڑانی لفظا دی عن محیط و مافی السیر قیاسی من التفصیل لولایتیم بقدر علی المنع فلا جرد الا علیہا خیر ظاہر اور حصر فیہ میں جو یہ تفصیل مذکور ہے کہ اگر
 یتیم منع پر قادر ہے اور اسے منع نہ کیا تو اجرت نہیں اور اگر منع پر قادر نہیں تو زوجین پر اجرت وجہ ہے خیر ظاہر ہے جم قول مذکورہ کی ظاہر اور خیر ظاہر ہونے کی
 یہ وجہ ہے کہ حصر غیر مکلف کا منع اور غیر منع لائق اعتبار کے نہیں ہے وجہ ہے قیاسی علیہا علیہا لکما افادہ فی تہذیب لیسار اور وجوب اسکے یعنی وجوب قوی معتبر
 تو اجرت زوج پر وجوب ہے نہ یتیم کی مان پر خیر ہے یہ افادہ تہذیب لیسار میں مذکور ہے یعنی اس واسطے کہ سکنت زوجہ کا منع پر وجہ ہے تو وہ غاصب شہر قائم نقل
 عن التاجانیہ ان علیہ لای علیہ لای علیہ ان کما فیہ اذ کان لای علیہ لای علیہ ان لیکن قدر شریک کا لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ
 سے نقل کیا کہ گھر کا مسئلہ زمین کے مسئلے کے بموجب ہے اور شریک حاضر جبکہ گھر میں سکونت کرے جس صورت میں کہ سکونت گھر کو ضرر نہ کرے تو شریک غائب کو
 جائز ہے کہ اُس میں بقدر اپنے شریک کے سکونت کرے علیہ لکما اور اُسی پر فتویٰ ہے جم غادیہ میں مذکور ہے کہ فتویٰ ہے کہ اگر زہمت زمین کو نقصان نہ کرے منع کرے
 تو شریک کو تمام زمین میں زہمت کرنا جائز ہے جب شریک غائب آوے تو وہ بھی تمام زمین زہمت کرے اتنی مدت تک اس واسطے کہ خاندانی مالک کی ایسا
 صورت میں باعتبار دلالت حال کے ثابت ہے اور اگر زہمت زمین کو ضرر نہ کرے تو جائز نہیں لکڑانی لفظا دی او معدا اسی وعدہ صاحبہ لای استغلال ان رہا
 لکڑانک اور تہذیب لکڑانک قبل و اجرة ثلث نہیں علی الاولیاء یا اس مضمون کے منافع کے اجرت مثل وجوب ہے جو میا ہو تو اختلال کی واسطے یعنی اسکے مالک نے اس کو بنا
 کیا ہو کر اپنے لئے کے واسطے سطر چکر اس کو بنا یا ہو اسی واسطے یا خرید کیا ہو اسی واسطے بعضوں نے کہا یا اس کو جاریہ دیا ہو تو میں اس علی الاتصال و فی الاشباہ
 لا فیہ الدار معدہ لہ با جرتہ بل بنائے اور تہذیب لکڑانک و لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ لای علیہ
 دینے سے بلکہ اسکے بنانے یا خرید کرنے سے کرایہ لینے کی واسطے اور نہ مانع کے میا کرنے سے نسبت بشتیری اختلال کی واسطے ہو سکتا ہے و بشرط علم استعمال کو نہ معدا
 حتیٰ بحسب الاجراء استعمال کرنے کے واسطے کرایہ جاننا شرط ہے کہ وہ گھر کی واسطے میا جرت اجرت مثل وجوب ہوگی وان لایکون استعمال مشہور یا غصب اور وجوب
 اجرت کی یہ شرط ہے کہ استعمال کرنے والا غصب کرنے میں مشہور ہو جم اور اگر مشہور ہو گا غصب میں تو اُس پر کرایہ نہیں اگرچہ گھر کرایہ کی واسطے میا ہو اور دونوں
 کی وجہ ہے کہ اسے سکونت نہیں کی کرایہ لازم کر کے لکڑانی لفظا دی قلت و کثرتی لکڑانی لفظا دی علم وعدہ ما نقلت لای میمنہ لای منکر و الا خرع میں کتاب ہوں اور
 اگر صاحب خانہ اور رہنے والا علم اور عدم علم میں مختلف ہوں یعنی صاحب خانہ کہتا ہے کہ تو جائز تھا کہ یہ گھر کرایہ کی واسطے بنا ہے اور رہنے والا کہتا ہے کہ گھر کو
 علم نہ تھا تو رہنے والے کا قول اسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اس واسطے کہ وہ منکر ہے اور دوسرا مدعی ہے اور قول منکر کا مقبول ہونا یہ مدعی کا اتنا اختیار ہے کہ

رب الدار وجعل لا یبطل الا بعد اہما سے اُستاد نے کہا کہ صاحب خانہ کی موت ہے اور اس کے بعد اپنے سے اعدا یعنی کرایہ کیو اسٹے مہیا ہو تا باطل مہیا ہوا
 ولو بنی لنفسہ ثم اراد ان یعده فان قال یسأه بخیر الناس جاز ذکر الغصب ہر ایک شخص نے مگر اپنے دستے بنا یا پھر چاہا کہ اس کو کرایہ کیو اسٹے مہیا کر دے تو
 اگر وہ اپنی زبان سے کہے کہ اسے اور لوگوں کو اس کی خبر دے تو جائز ہو گا مفسد نے اس کو اپنی شرح میں ذکر کیا کہ اگر لانی بعد الاختلال فلا ضمان فیہ اذا سکن
 بنا ویل ملک کبیت سکنہ احد شرکاء فی الملک ولو تعلیم لکام عن اہلینہ فقہ نے مگر میں ضمان نہیں جو کرایہ کیو اسٹے تیار ہو چکا ہے میں کسی شخص نے سکونت
 کی اپنی ملکیت کی تاویل اور توجیہ سے چنانچہ وہ مگر حسیان شرکاء ملک سے کوئی شرکاء بنا اگر وہ مگر مشترک قیم کا ہو چنانچہ غریب مذکور ہو چکا ہو قیم سے تو
 خبر در ہنہم شائع نے خبر در کرد یا اس بات پر کہ وہ قیمہ متقد میں کے قول پر مبنی ہو اور حالانکہ قومی تاخرین کے قول پر جو اجرت میں امانی الوقت اور
 احد ہما بالغیہ بلا اذن اہم الاجلین وقت کے مکان میں جبکہ ایک شرکاء اہمین سکونت کرے غالب ہو کہ دونوں کے تواجرت لازم ہوگی اور عقد کبیت اہم
 اور سکنہ المترن تم بان الغیر بعد الا جارة فلا شی علیہ یا سکونت کی عقد کی تاویل سے چنانچہ ہر کے مگر میں مترن رہا پھر ظاہر ہو کہ وہ مگر مشترک کا ہو در ہنہم
 ود اجارہ کیو اسٹے مہیا ہو تو مترن مذکور پر ضمان نہیں بقی لو جہ الغاصب احد ما فعلی استاجر ہسی الاجلین ولا یلزم الغاصب الاجلین رد ما بقضہ للملک انما
 وقیمہ باقی رہی یہ بات کہ غاصب نے بیوت نشہ مذکورہ سے یعنی وقت اور مال تسلیم اور بعد الا استقلال سے ایک مگر اجارہ دیا تو متاخر اجرت عین وجب ہوگی
 نہ اجرت مثل اور اجرت مثل غاصب کو لازم نہ ہوگی بلکہ جو غاصب نے اجرت لی ہو وہ مال کو پھر دے کہ انی الاشیاء وقیمہ دلی اثبات لیتہ و نزلہ و مطلق اہم
 بل نہیں الاجرة کما لو سکن او شرب لایلیہ ہر اور نہیں نظر اور تلاش کرنی چاہیے کہ صاحب تاویل ملک با عقد اگر مفسد کو معطل چھوڑے کیا اجرت کا
 ضمان ہوگا چنانچہ سکونت کے حال میں و خلافت خمر مسلم و خمرہ بان سلم و ہما فی یدہ اور اہم مسلم او ذمی فلا ضمان اور خلافت مسلمان کے شراب و خمر
 اس طرح کہ کافر مسلمان ہوا اور شراب اور سورہ کی ملک میں باقی رہے جبکہ دونوں مسلمان یا ذمی تلف کر ڈالے تو ضمان نہیں یعنی اسو اسٹے کے مسلمان کے
 حق میں شراب و سورہ مال متقوم نہیں و ضمن لیتہ مسلم قیمہ لان الخمر فی حقنا فیسی حکما کو کا مال نہ می اور مسلمان شراب و سورہ کا تلف کر نہ والا دونوں کی
 قیمت کا تاوان دے اگر شراب اور سورہ کا فردی کی ملک ہو قیمت کا تاوان ہوا اسو اسٹے کے شراب ہم مسلمانوں کے حق میں قیمت دالی چیز پر باعتبار حکم شریع
 ہم ضمان اسو اسٹے لازم ہو کہ ذمیوں کے حق میں شراب و سورہ مال متقوم ہو اور اگر شراب مثلی چیز پر قیمت دالی لیکن جو کہ مسلم کی ملک نہ ہو تو اس سے ممنوع
 ہو لہذا اہل قیمت مسلم پر واجب ہو کی و تلف غیر الامام او ما مورہ بری ذلک عقوبۃ فلا یضمن لانا ذلک خلافا محمد بنی ضمان ہر وقت وجب ہوگا جبکہ تلف کر نہ والا
 یا دشاہ یا ہکا ما مورہ ہو جو املاط کو تعزیر جانتا ہو تو اب ضمان نہ ہوگا اور شراب کی مشک کے تلف کر نہ کیا بخلاف محمد کے کہ انی لیتی ہر معنی اگر بادشاہ یا ہکا
 ما مورہ شراب اور سورہ کے انہا بیع پر انکو تلف کر ڈالے باعتبار تعزیر کے تو اہم ضمان نہیں بخلاف انہا میں ہر کہ ذمی نے دار الاسلام میں خمر اور خمر کی بیع علانیہ کی تو
 اسکو منع کیا جائیگا پھر اگر کوئی شخص شراب بہا دے یا خمر کو قتل کرے تو اہم ضمان ہو لیکن اگر امام یہ کہ تعزیر جانتا ہو تو اہم ضمان ان میں نہ مشک کا شراب
 کا نہ سورہ کا ولا ضمان فی عتیہ دوم اصلا اور مردار اور خون کے تلف کرنے میں اصلا تاوان نہیں خواہ مسلم کے ہوں یا ذمی کے اسو اسٹے کہ کسی اہل دین کے نزدیک
 یہ چیزیں مال نہیں بخلاف مالو خمر ہا اسی خمر منہ اسی الذمی و شرہا فلا ضمان ولا ضمان لانا فلعہ تسلیط با کعہ بخلاف عصبہا بمعنی بخلاف اس سلسلہ
 کے اگر شراب ذمی سے خرید کی اور پی تو نہ اہم ضمان ہو نہ اسو اسٹے کہ مشتری نے اس کے فعل اس کے بائع کے تسلط کرنے سے کیا بخلاف شراب کے غصب
 کرنے کے کہ اہم تسلیط مالک نہیں لہذا اہم ضمان ہر کہ ذمی لیتی ہر معنی وقیمہ تلف ذمی فردی ہر مال او احد ہما لانی علیہ لانی و ایتہ علیہ قیمہ خمر اور مجتبیٰ میں ہر کہ ذمی نے
 دوسرے ذمی کی شراب تلف کی پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک تو تلف کرنے والے پر کچھ تاوان نہیں مگر ایک روایت میں اہم تاوان مذکور ہے غصب خمر
 مسلم فلعہ ما با لا قیمہ کہ خطہ او ملح سیر لا قیمہ لہ او تمس غصب جلد عتیہ قد بقہ ہر ما لا قیمہ کہ شراب و مس لہذا ہما مالک جانتا شراب مسلمان

غصب کی چیز کو سرکہ بنایا اس چیز سے جس کی قیمت کم نہیں چنانچہ خود سے کیوں یا خود زناک ذرا کی جس کی قیمت نہیں با سرکہ بنایا اور جو بین رکھنا یا در رکھنا
 غصب کی چیز اس کی دباغت کی اس چیز سے جس کی قیمت کم نہیں چنانچہ بیٹی اور در جو پ سے تو مالک سرکہ اور جلد مدبوغ کو مفت سے گا و لکن لو طعنا ضمن لا
 و لیکن اگر سرکہ اور جلد مدبوغ کو غاصب لغت کرے گا تو ضمان دیکھا اور اگر وہ خود بخود تلف ہوں تو پھر ضمان نہیں دینی شرح الوہابیت یعنی قبیہ مدبوغہ اور عمدہ
 الملتقی اور شرح وہابیت میں ہے کہ جلد مدبوغ کا غاصب ضمان دے اور اسی قول پر ملتقی میں اعتبار کیا ہے ہم یہ ضمان صورت اطلاق پر محمول ہے کہ ذرا کی غلطی
 ولو خلعها بئذی قبیہ کا ملح الکثیر و کحل ملکہ ولا شی علیہ لما کہ فلا فاما اگر غاصب نے شرب کو سرکہ بنایا قیمت دالی چیز سے چنانچہ زیادہ نمک اور
 سرکہ ذرا کر تو غاصب اسکا مالک ہو جاوے گا اور مالک کے واسطے غاصب پر کوئی چیز واجب نہیں برخلاف صاحبین ولو مدبوغ پر بئذی قبیہ کہ غاصب
 اچلہ اخذہ الما مالک در و مارا ذالک یعنی اور اگر قیمت دالی چیز سے جلد کی دباغت کی چنانچہ بول کی حیاں اور بازو سے تو مالک اسکو لے اور حقیقت قیمت
 جلد کی دباغت سے زیادہ ہو گئی وہ غاصب کو بحیر دے اور غاصب جسے حتی یا خذ ضدا و غاصب کو جلد مدبوغ کا روک رکھنا اپنے حق کیلئے تاک درست
 ولو تلفتہ الیمنی لکما تو تلفت در اگر غاصب جلد مدبوغ نہ کر کو تلفت کرے تو ضمان نہ دے گا چنانچہ اس صورت میں ضمان نہیں اگر وہ خود بخود تلف ہو جاوے اور
 بالاطلاق لیتیہ ولو لدنی اور ضمان نہیں در کے تلف کر دینے سے اگرچہ درازی کا ہو و لا اطلاق متروک التسمیہ عمدا و لکن یہ تفسیق لان ولایۃ لکما جہا تابتہ اور نہ ہی
 کے اطلاق سے ضمان چہ بنام خذ عموما ترک کیا اگرچہ متروک التسمیہ اس شخص کا ہو جو اسکو مباح کتاب پر یعنی شافعی مذہب کا ہو کہ ذرا کی غلطی اس واسطے کہ قیمت
 انگیزی کا اختیار شافعی مذہب کو ثابت ہے ہم حجت غصبیہ ہے کہ اسکی قیمت نفس قرآنی سے ثابت ہے قال اللہ تعالی و لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی نہ کھاؤ
 اسکو جبر اللہ تعالی کا نام نہ لیا گیا و ضمن کسیر معترف کسیر لیم اللہ و لکما ذرا بن کمال قیمتہ خبا سخوا صا کا الغیر اللہ و اور باجے کے توڑنے سے اگرچہ باج
 کا ترک ہو کہ ذکرہ ابن کمال نادان دے اسکی قیمت کا یعنی کھدی ہوئی لکڑی جو گلنے جانے کے لائق نہیں اسکی قیمت کا ضمان دے شارح نے کہا معترف کسیر
 میم عبارت ہے آلہ ہوس یعنی گانے بجانے کا با جام معارف چنانچہ ربط اور فرما و درت اور طیل و طہور کہ ذرا کی غلطی خالی خالی نے کہا اصل غیر اللہ کا مطلب یہ
 کہ دت توڑنے میں اس دت کی قیمت کا نادان دے جس دت میں روٹی رکھتے ہیں اور ربط کے توڑنے میں اس جو پی یا لہ کا ضمان دے جس میں خرید و غیرہ
 طعام رکھا جائے و ضمن لقیمۃ لای اقل بار اقہ سکر و منصف جسمی بیان فی الاثرۃ و ضمان قیمت سے نہ ضمان مثل شکر اور منصف کے بہادینے سے کتاب الاثرۃ
 میں نکلا و منصف کا بیان آوے گام سکر نام ہے کجور کے پلے پانی کا جبکہ وہ گاڑھا ہو جاوے اور منصف وہ ہے جو آدھا چل جاوے آگ پر چوڑ کر نے
 سے کہ ذرا فی اللہ ایہ و صحیح بیعہا کلھا و لا لایمن ولا بیع بیعہا و علیہ الفتوی شافعی و در در طبعی و غیرہ و اقہ لضعف اور صحیح بیع آلات لہوکی بالکل
 اور صاحبین نے کہا کہ باجون کے توڑنے سے پڑا نادان نہیں اور تمام آلات لہو و ساز غنائی بیع صحیح نہیں اور اسی قول پر فتوی ہے کہ ذرا فی الملتقی و اللہ رد و در طبعی
 و غیرہ نا طیل الغزاة ناد فی نظر اطلاق و ایسا دین و الدت الذی بایع ضرب فی المعین فمضون اتفاقا اور غازیوں کا طیل خلاصہ کی کتاب الخیر میں یہ زیادہ
 کیا ہے اور کما ریون کو طیل اور وہ دت کہ کما بجا ناشادی میں بایع ہو تو اس کے توڑنے میں بالاتفاق نادان ہے کالامۃ المغنیۃ و نحو ما لکشف بطوح و
 حمایتہ و دیار و دیک متاعل و عبد خصی حیف حیف متما غیر صالحہ لندہ الامور حیف ضمان غصب اور بیع صحیح ہو گانے والی نو بندی اور اس کے مانند کی چنانچہ
 ٹکرانے والی ایندھا اور اڑنے والا کبوتر اور مرغ لڑنے والا اور جو غلام کیوں کہ انکی قیمت واجب ہے اس طرح پر کہ اگر نو بندہ کی صلاحیت نہ رکھے ہوں
 ہم یعنی جاریہ غیر معینہ اور غلام غیر خصی کی قیمت غاصب پر لازم ہوگی ولو غصب ہم و لہ فملکت لا یضمن بخلات موت اللہ بہ تقوم اللہ بہ رد و لہ
 و لا یضمنہا نقو و اور اگر ہم و لہ کو غاصب نے غصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گئی تو غاصب پڑا و ان نہیں برخلاف غلام بربر کے موت کے سبب مال تقیم نہیں
 کے نہ ہم و لہ کے ام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا ہم و لہ کا بھی ضمان غاصب دے اس کے مال تقیم ہوئے سبب ہم بربر کی قیمت و لہ ہر جن کی قیمت سے

و لای یضمن
 و لای یضمن
 و لای یضمن
 و لای یضمن

اور ام ولد کی قیمت صاحبین کے نزدیک سو ہی حصہ ہو چلی قید عبد غیرہ اور باطرا دہ اور فتح باب مصطلحہ اقصی طائرہ فدیہ بہت ہندہ المذکورہ
اوسعی لی سلطان بن یوزید و کمالہ لا یدفع بل ارفع الی سلطان اوسعی بن یاسر اسبق ولا ینفع نبیہ لوقال السلطان قد یغرم وقد لا یغرم
اقوال اندو جہد کنرا فغرمہ السلطان شینا لا یغرم فی غزہ المذکورہ ایک شخص نے دوسرے کے غلام کی بی بی یا اس کے جانور کے باندھنے کی سی کھول دی یا اس
مصطلح کا دروازہ کھول دیا یا اس کے چرایکے نیچے کی گھر کی کھول دی سو یہ چیزیں باقی رہیں یا کسی شخص نے بادشاہ سے ایسے آدمی کی چغلی کھائی جو اسکو ستا تا اور
اور جان یہ جو کہ بیرون حاکم سے ناش کرنے کے وہ تنگ کرنا نہیں یا ایسے کی چغلی کھائی جو حق کا مطلب ہو اور اس کے منع کرنے سے باز نہیں آتا یا کسی ایسے بادشاہ
سے کہ کبھی داند ڈالتا ہو اور کبھی نہیں دالتا یہ کہدیا کہ فلان شخص نے گڑا ہوا مال یا یا ہر چہ بادشاہ نے اس ہودی یا فاسق یا خزانہ پانے دے یہ کچھ
داند ڈال دیا تو ان مجرموں کے انب صورتوں مذکورہ بالا میں تاوان نہ لیا جاوے گا یعنی نہ غلام اور نہ دوسرے وغیرہ کا اور نہ بادشاہ کے داند ڈالنے کا ولو غرم
السلطان البتہ تبطل ہندہ اسعایہ ضمن اور اگر بادشاہ داند ڈالتا ہو قطعاً اور یقیناً اس طرح کی چغلی سے تو چغلی خور ضمان ہے و کہ ایمن اوسعی بغیر حق عند
رجرا لہ ای لاساعی و بیعتی و غزو لہ اسعایہ عبد اطول بعد لغت اور ہی طرح ضمان لازم آتا ہو چغلی خور محمد کے نزدیک اگر اس نے ناحق چغلی کھائی وجوب
ضمان چغلی خور کا جزا و توبیخ کیو اسطے پر نادبارہ مرکب نہ ہوا اور ہی قول پر فتویٰ ہو اور اسکو تخریر دیا جائے اور اگر چغلی خور غلام ہو تو اس سے تاوان کا مطالبہ کیا جا
آندا ہوئے کے بعد ولومات اسعایہ فلسطی سے بہ ان یا خد قدر انخران بن ترکتمہ ہوا صحیح جو اہر لغتا دی اور اگر چغلی خور مرگیا تو اسکو جلی اسے چغلی کھائی کہ
جانور جو کہ بقدر اپنے نقصان کے اس کے مترکہ سے یہی قول صحیح ہو کہ نہ فی جو اہر لغتا دی ونقل المصنف ان ولومات اسکو علیہ بقولہ من سطح کو خد غرم الشان کی دبتہ
الولومات بالضرر اندورہ و قد مر فی باب اسرقہ اور مصنف نے اپنی شرح میں نقل کیا یعنی عمادیہ سے اور جکا شکوہ کیا گیا حاکم کے پاس اگر وہ مرگیا قیمت پر
کر کے اس کے خوف کے سبب سے تو شکوہ کرنا والا اسکی دیت کا تاوان دے نہ تاوان دے اس موت میں کہ اگر ضرب سے وہ مرگیا سبب ندرت موت کے مرتبہ
اور البتہ یہ مسئلہ مذکور ہو چکا باب اسرقہ میں امر شخص عبد غیرہ بالا باقی و قال لہ قتل نفسک ففعل ذاک وحب علیہ قیمتہ ایک شخص نے فیر کے غلام کو
بھاگ جانے کا امر کیا یا غلام سے اسے کہا کہ تو اپنی ذات کو قتل کر سو وہ بھاگ گیا یا اسے اپنی جان ہلاک کی تو اس شخص پر قیمت غلام کی وجہ ہو گئی و لو قال لہ
آلف مال ہلاک فآلف لا یغرم لآمر و لفرق ان بامہ بالا باقی و قتل صار غاصباً لا ینفع فی ذاک البتہ لایغرم لآمر و لفرق ان بامہ بالا باقی و قتل صار غاصباً لا ینفع فی ذاک البتہ لایغرم لآمر و لفرق ان بامہ
لم تلیف و زما التلیف لایغرم لآمر و لفرق ان بامہ بالا باقی و قتل صار غاصباً لا ینفع فی ذاک البتہ لایغرم لآمر و لفرق ان بامہ بالا باقی و قتل صار غاصباً لا ینفع فی ذاک البتہ لایغرم لآمر و لفرق ان بامہ
مسئلہ اور مسئلہ سابقہ میں یہ ہو کہ بیٹا گئے اور قتل کرنے کے امر سے وہ شخص غاصب ٹھہر گیا سو اسطے کہ اسے غلام کو استعمال کیا اس فعل میں و اتلاف مال کے
امر سے وہ شخص مال کا غاصب نہ ٹھہرا بلکہ غلام کا غاصب ٹھہرا حالانکہ غلام موجود ہو تلیف نہیں ہو گیا و تلیف ہونا مالی کا غلام کے فعل سے ہو و علم ان الامر
لا ضمان علیہ لآمر لانی ستہ از کان لآمر سلطانا ادا یا اوسید ادا و اما مومسیا و عبد امرہ باتلاف مال عرسیدہ و اذا امرہ بخر باب فی حال غیر غرم کا خرد
رجع علی الامر شہادہ اور معلوم کر کہ امر کرنے والے پر تاوان نہیں ہے سبب امر کرنے کے مگر حیر امر کرنے والوں پر ضمان ہے جبکہ امر بادشاہ ہو یا باپ یا مولیٰ یا مامور مصلح ہو
یا وہ غلام جسکو امر کرنے والے کے سوا اور کسی مال کے تلف کرنے کا امر کیا ہوا و جبکہ اسکو فیر کی دیوار میں دروازہ کھودنے کا امر کیا ہو تو کھودنے والا تاوان دے
اور کھودنے والا امر کرنا اسے سے بھرے گزافی الاشباہ سلطان امر پر اسو اسطے ضمان ہو کہ اسکا امر اگر وہ ہو کیونکہ مامور جانتا ہے کہ اگر زمین اطاعت نہ کر دے گا
تو وہ عقاب کرے گا بخلاف غیر سلطان تو ضمان سلطان پر ہو گا نہ مامور پر و پندہ امر کی یہ صورت ہے کہ باپ نے اپنے فرزند بالغ کو امر کیا کہ اسکی زمین میں آگ
جلا دے سو اسے آگ جلائی اور دہ آگ زمین ہمسایہ میں جا پڑی اور کوئی چیز تلف ہو گئی تو ضمان باپ پر ہو گا سو اسطے کہ امر صحیح ہو اور ظاہر اس صورت کا
دلالت کرتا ہے کہ ہر امر باپ کا فرزند باغ کے واسطے ایسا نہیں تو اگر باپ امر کرے اسکو اتلاف مال یا قتل نفس کا تو ضمان فرزند پر ہو گا سبب فاسد

ہونے اور اے آدم مولیٰ کی صورت یہ کہ مولیٰ نے غلام یا مہر کو تلف مال نہیں کیا اور کیا تو ضمان اسکا مولیٰ سے آ رہا ہوگا اور غیر یا سور کی یہ صورت یہ کہ کسی مجبور سے
 کما کہ اس درخت پر چڑھا اور میرے واسطے پھل توڑ پھردہ چڑھا اور گڑا تو اسکی ذیت شخص آدمی کی برادری پر ہوگی اور عید یا مہر کا غصب نہ کرے اور نہ چکا جاسے غصب
 میں ہو اگر ایک شخص نے دوسرے سے کما کہ میرے واسطے دروازہ کو دینی خبر کی دیو ازین تو ضمان اسکا آ رہا ہوگا اور اگر یوں نہ کہ میرے واسطے کو در تو
 ضمان یا مہر نہ ہوگا یعنی حاضر ہوگا کہ انی اطمحادی استعمال عبد الغیر نفسہ مال واسطے فی حاجتہ وان لم یعلم انہ عبد اذ قال ذلک العبد الذی استعمالہ انی حرم
 ضمن قیمتہ ان مالک عبد عماد یہ کام لیا غیر کے غلام سے اپنی ذات کا اسطرح کہ اسکو اپنی حاجت میں بھیجا اگرچہ وہ نہ جانتا ہو کہ وہ غلام ہے یا اس غلام نے
 کما جسکو اسنے اپنے کام میں لگایا کہ میں آزاد ہوں تو اسکی قیمت کا تاوان دے اگر غلام ہلاک ہو جائے کذا فی اہمادی یعنی اس واسطے کہ استعمال سے وہ غاصب
 ٹھہر دیا جاوے اور علی الی آخر ذوال الی آخر اسنے فی عمل فاستعملہ فلما تم ظہر انہ عبد غصبہ علم ولم یعلم انہ عبد استعمالہ فی عمل فاستعملہ وکما وہ یہ میں ہر ایک مردود ہے کیا
 آیا اور ہلاک میں آ رہا ہوں سو مجھ سے کوئی کام لے سونے اس سے کام لیا تو وہ ہلاک ہو گیا پھر ظاہر ہو کہ وہ غلام تھا تو اسکا تاوان دے خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو
 اسوقت ہر جگہ اسنے اس سے اپنا ذاتی کام لیا ہو ولو استعمالہ غیرہ ای فی عمل غیرہ لاضمان علیہ لانہ لا یغیر غاصبا لقولہ العبد ارق بہذی تجربہ وانشاء لیس لیس
 انت فقط لم یغیر لایم ولو قال لکما کلمتہ وانا ضمن قیمتہ لاکہ استعمالہ کلمہ فی نفعہ اور اگر غلام کو استعمال کیا اپنے سوا اور شخص کے کام میں تو آ رہا ضمان نہیں اس واسطے
 اس سے وہ غاصب نہیں ہو جاتا چنانچہ اسکے یوں کہنے میں غلام سے کہ اس درخت پر چڑھ اور دروازہ کو کو چکاڑ تاکہ تو کھائے سو غلام کر کے گیا تو آ رہا ضمان
 نہ ہوگا اور اگر یوں کما تاکہ تو کھائے اور میں تو اسکی قیمت کا ضمان دیکھا اس واسطے کہ اسے تمام غلام کو اپنے نفع میں استعمال کیا مطلقا وہی نے کیا تعلیل وغیرہ
 گفتگو یہ یعنی تمام غلام آدمی کے نفع میں استعمال نہیں غلام جاوے الی قصدا فقال قصدا فی قصصہ قصدا مقصدا وغیرہ بالادنی فمات من مالک ضمن
 قیمتہ العبد عاقلہ اقصا وایک غلام قصدا کے پاس آیا سو ہلاک میری قصدا کوئی سوائے اسے اپنی قصدا کوئی جینی عادت میں کھولا کرتے ہیں وہ وہ مر گیا اس قصدا کے
 رحم سے تو قصدا کی برادری اس غلام کی قیمت کا تاوان دے شائع نے کہا اور قصدا غیر مقصدا میں تو بطریق اولیٰ ضمان لازم ہوگا م سوا اسے ضمان نہ جب ہو کہ غلام
 اذن معتبر نہیں اگرچہ وہ ما ذون ہو بلکہ مولیٰ کا اذن لائق اعتبار کے ہو کہ ذاکم فی الصبی تجب ذیہ علی عاقلہ اقصا وکما وہ یہ اور ایسا ہی حکم ہر صغیر یا بالغ
 کی قصدا کوئی اور اسکے مر جانے میں تو اسکی ذیت قصدا کی برادری پر ہوگانی بعد ازہ فرج مسئلہ ثلثہ تخرج کا غصب عیداً وھما مال المولیٰ صار غاصبا للمال
 ایضا بل قالوا یضمن ثیابہ تجا لاضمان علیہ بخلاف اہر عماد یہ غصب کیا غلام اور اسکے ساتھ مولیٰ کا مال ہو تو وہ مال کا بھی غاصب ہو گیا بلکہ فقہانے کہا کہ
 غلام کے کپڑوں کا غاصب تاوان دے باعتبار ذیہ ضمان فی غلام کے بخلاف آزاد کے کذا فی اہمادی یعنی آزاد کی ذات کا ضمان نہیں اور نہ اسکے کپڑوں کا
 و فی الوہبانیہ شعر ولوسی کجرات یضمن نقصا + ولوسی القرآن وشلح نیکر + اور وہاں میں نہ در اگر غلام مغبوب پیشوں کو بھول گیا تو اسکی نقصان کا غاصب
 تاوان دے اور اگر قرآن بھول جائے یا غلام جو ان پر ہو گیا تو اسی طرح ضمان نہ کرے سوائے مسائل نہ کرے میں علت شاملہ فوات وعت مرغوب فیہ چس سے مالیت
 نریا دہ ہوتی ہو شعر ولو علم الدلال فیہ سلطہ + حقوم للسلطان شخص خیر + اور اگر دلال قیمت تماش کی جانتا ہو چہ حکم کے واسطے کہ قیمت اسکی بیان کرے تو اہر
 تاوان لازم آوے گا شعر وملت احدی فردین لکلم + اہیۃ وجمع منہ یخیر + اور جوڑے میں سے ایک فرد کے تلف کرنے والے کو باقی فرد بھی دجا دے اور کل کی
 ضمان کو وہ حاضر سے جوڑے سے مراد وہ چیز ہیں جسے مالک کو متناع مقبوضہ حاصل نہ ہو دے بدون دونوں کے چنانچہ دو کوڑا اور دو مونرے اور دو جوڑے
 تو اگر غاصب ایک فرد ان میں سے غصب کرے تو دوسری فرد بھی اسکو مالک تسلیم کرے اور جوڑے کا تاوان اس سے قلیت دین الی دست لا یضمن الا
 اخف التی اطمحادی فی الغیر ازہ ہو المختار وقرہ بشر لالی میں آتا ہوں اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ غاصب سے تاوان نہ لیا جائے اگر ایک ہی مونرے
 کا جسکو اسنے تلف کر دیا اور بزازیہ میں ہر کہ میری قول مختار ہو اور بشر لالی نے اسکو ثابت رکھا ہو ذکر فیہ ان السلطان لیس بقید وانبہ سبحی القول میں

الاصح

التقاضی ایضا سیما فی استبدال الوقت و مال التیمیم فلیقفنا و اسد علم و شر نبلالی فی شرح و ہما نبہ بین وہ قول ذکر کیا جو اسکا مفید ہے کہ وہ ہما نبہ کی
بیت میں قبض قیمت دلال میں سلطان قید نہیں ہے اور یہ کہ تفتین قاضی کا بھی قوی لائق ہے خصوصاً استبدال وقت اور مال تسمیم میں تو اسکو یا دیکھا جائے
و اسد علم ہم یعنی احوال تباہی اور دیران اوقات کی قیمت اسیروں اور نو ابوں اور حاکموں کے واسطے قیمت کرنے والی مقرر کرتے ہیں اور شہین فہن
فنا حش ہوتا ہے اور قاضی اسکا حال جانتا ہے خصوصاً استبدال میں تو اسوقت میں لائق ہے کہ قاضی کی بھی ضمانت کے قائل ہو جیسے کہ
فی الخطا دی عن ابشر نبلالی مختصراً خاتمہ ایک شخص پر دین تھا سودہ بھول گیا پھر مر گیا تو اسکا مواخذہ ہو گا قیامت کے دن یا نہ ہو گا جواب اسکا
یہ ہے کہ اگر تجارت کا دین ہے تو اسید یہ ہے کہ مواخذہ نہ ہو گا اور اگر غصب کی جہت سے دین ہے تو مواخذہ ہو گا ایک شخص کا باب مر گیا اور اسیر دین تھا
اور وہ بھول گیا اور اسکا بیٹا جاتا ہے تو وہ ادھر سے اور اگر بیٹا بھی دین بھول کر مر گیا تو مواخذہ ہو گا ایک شخص نے باب کی چیز چوری کی پھر اسکا باب مر گیا
تو فرزند سے آخرت میں مواخذہ ہو گا اسودہ سیکہ دین اور ضمان مسروق منتقل ہو اور زندگی طرف باب کی موت کے بعد لیکن چوری کا گناہ لہتہ باقی رہا
اگر مسلم نے کا فر ذمی کی چوری کی یا غصب کیا تو اسکا عذاب قیامت میں ہو گا اور جگہ اذی کا قیامت میں سخت تر ہو گا اسودہ سیکہ کا فر ذفری ہو گا ہمیشہ اور
غیر کفر کے عذاب سے اسے سخت تر ہو گا کیونکہ اس سے اسید عفو کی نہیں اور مسلمان سے لہتہ اسید ہے اور جانور کی خصوصاً آدمی پر
نہایت سخت تر ہے آدمی کی خصوصاً سے آدمی پر غاصب اگر غاصب منسوب میں پیار ہو تو اسکی عبادت نہ کرنی چاہیے ابو یوسف نے کہا ایک شخص نے غصب
کی اور شہین مسجد بنائی اور دکانیں اور حمام تو اس مسجد میں نماز کا توجہ ان مضائقہ نہیں لیکن حمام میں نجاسا نا چاہیے اور دونوں کا گناہ نہ لیا جائے مگر خرید
کرنے کی دھڑلے دکانوں میں جانا جائز ہے شام نے کہا میں گروہ جانتا ہوں نماز اس مسجد میں یہاں تک کہ اس کے مالک رضی ہو جاوین اور ان دکانوں کو خرید
کرنا بھی میرے نزدیک مکروہ ہے اور جو سوداگر ان دکانوں میں رہتے ہیں منسوب جان کر انکی گواہی مقبول نہیں کنڈانی لفظ دی و اسد علم و استفادہ لکھ

کتاب التشفعہ

یہ کتاب ہر شخص کے مسائل میں مناسبتہ مال غیر تعمیر ثلک مال غیر تعمیر ثلک مال غیر تعمیر کے مال کا بدون اسکی ضماندی کے یعنی
غیر کے مال کا مالک ہونا بدون اسکی ضماندی کے غصب و شفعہ میں شریک اور نہ لکھ غصب کے بعد شفعہ کو نہ لکھنا ہی لکھ انہیں شفعہ لکھتے ہیں یعنی ہم
ملا نامہ بلوچے کہ شفعہ اخذ ہو شفعہ مجتبیٰ ہے جو صدقہ و تری اور ہی سے شفاعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گئے نگاروں نے واسطے اسلیے کہ حضرت کی شفاعت
سے بہترین تفتین کے ساتھ علیکے اور بیان شفعہ کا خود کو اپنی مالک ساتھ ملانا ہے لہذا اسکا نام شفعہ ٹھہرا اور شرعاً علیک لکھتے جبراً علی مشتری کا قیام
علیہ مثلاً لو شکیا والا ہیمنۃ اور شفعہ میں شفعہ عبارت ہے علیک لکھتے سے مشتری پر زبردستی کر کے بعض اُس مال کے جو مشتری پر خرید کرے نہیں پڑا اور یہ
علیک ہے بعض مثل غن مشتری کے اگر شہن شہلی ہو اور نہیں تو بار بار اسکی قیمت کے مشتری کی قید سے مالک بلا عوض سے حشر ہو گیا چنانچہ سبلا عوض اور
میراث اور صدقہ سے اور اس مالک سے جو بعض غیر عین کے ہو چنانچہ خراج اور جہاد اور طلع اور صلح و عہدے اس واسطے کہ اس پر مذکور دین شفعہ نہیں اور
اگر نہ بعض ہو تو وہ شفعہ ہے کیونکہ وہ باعتبار انہما کے یہ ہے وسیعہا اصال ملک الشفعہ مشتری بشرکتہ اور جواز اور شفعہ کا سبب متصل ہونا ہے ملک شفعہ
خریدی غیر خود اہمال شرکت کے ساتھ ہو خواہ ہمسائی کی جہت سے خود شریک شفعہ میں ہو خواہ حقوق میں یا غیرہ کے معلوم ہو گا از شفعہ کی حکمت یہ ہے کہ
مادی غنشی شخص کی ہمسائی سے تکلیف نہ پادے و شریک ان کیوں محل عقار اور شفعہ کی شرط یہ ہے کہ محل عقار ہم ذمہ دینی میں ہے کہ عقار سے مراد یہاں غیر منقول ہے
عقار میں کم اور جلی اور دیکھنا اور بالافانہ داخل ہو اگرچہ اسکی راہ منزل میں ہو اور عمارت اور تجارت عقار سے کل لکھی اس واسطے انہیں شفعہ نہیں مگر عقار کے ساتھ
اگرچہ عمارت اور شجر کی بیج میں حق اقرار میں انہما عن کل کنڈانی لفظ دی و سبلا کان و علوا شفعہ عقار ہے اگر چہ اسفل ہو یا علو یعنی نیچے کا مکان

یا اگر مکان میں شفعہ بالا خانہ کی مثال یہ ہو کہ وہ شخص شریک ہیں سفل اور علو میں سو ایک شریک نے بالا خانہ کا اپنا حصہ بیع کیا تو دوسرا شریک اس کا شفعہ ہو گا تبیت عقار سے کذا فی الخطا دی دان لم یکن طریقۃ فی السفل لانه الحق بالعقار لانه من حق القرار در شفعہ ثابت ہو اگرچہ بالا خانہ کی راہ نیچے واسے مکان میں نہوا سو اسلے کہ بالا خانہ یعنی بمقارہ سو اسلے کہ اس کے لیے حق ثبات اور قرار ثابت ہو کذا فی الدرر من انزل بالا اور منزل زیرین کی ایک ہی راہ ہو تو مستحق شفعہ بسبب طریقہ کے ہو سو جس سے کہ وہ شخص شریک فی الحق ہو اور اگر اسکی دوسری راہ ہو تو مستحق شفعہ بسبب ساسلے کے ہو اور اگر منزل زیرین کی بیع ہوئی اور منزل بالا نہدم ہو تو بقیاس قول ابو یوسف شفعہ نہیں اور بقیاس قول محمد شفعہ ہو اور اگر منزل زیرین ایک شخص کی ہو اور منزل بالا دوسرے شخص کی اور دونوں کے پاس گھر لکنا ہو تو اس میں دونوں کا شفعہ ہو کذا فی الخطا دی واما بزم بہ ابن اکیمال فی ابدل باب ما ہی فیہ من ان ابتداء اذ بیع مع حق القرار یعنی بالعقار خودہ و تینا الرلی واتی بعد ما تبنا للبزازیہ و غیرہ کا تحفظ اور وہ جو بن مکان نے اس باب کے اول میں جسے اندر شفعہ ہو سکا یقین کر لیا ہو کہ جب بیچی جائے عمارت حق قرار کے ساتھ تو عمارت یعنی بمقارہ تو اس میں شفعہ ثابت ہو سو اس کلام کو ہمارے استاد خیر الدین رحمہ نے دیکھا ہو اور فتویٰ دیا ہو کہ عدم شفعہ کا بزازیہ و غیرہ کا مانع ہو کر تو اسکو یاد رکھنا چاہیے عمارت مع حق القرار کی مثال یہ ہو کہ زمین وقف میں عمارت بنائی گئی اور بقا عمارت وقف یا متولی سے شرک کر لیا تو اگر عمارت مذکورہ کی بیع ہو تو ابن اکیمال اور مفتی ابو اسود کے نزدیک اس میں شفعہ ثابت ہو لیکن در التفتیح اور بزازیہ اور سراجیہ اور ضیہ بین عدم شفعہ صحیح ہو سراجیہ میں یونہی کہ ایک مرد کا گھر وقف کی زمین میں تو اس کے واسطے شفعہ نہیں اور اگر وہ شخص ہی عمارت بیچے تو اس کے واسطے بھی شفعہ نہیں کذا فی الخطا دی مختصرا و کرنا اخذ الشفع من احد الشفعا فین عند وجود سیدھا و شرطھا و شفعہ کارکن لینا ہو شفعہ کا بائع یا مشتری سے وجوب بسبب و شرط شفعہ کے معنی جبکہ انسان ملک شفع ہو اور عقد معاوضہ اور بیع عقار اور حکمہما جواز لطلب عند تحقق السبب و لو بعد تین اد حکم شفعہ جائز ہو تا ہو طلب کا سبب کے ثبوت کے نزدیک اگرچہ جواز لطلب چند سال کے بعد ہوم سالہا سال کے بعد طلب شفعہ اس وقت جائز ہوگی جبکہ شفعہ غائب ہو اور اسکو بیع کا حال معلوم نہ ہو و صفتھا ان الاخذ بہا بمنزلہ شرط ملتزم و کیفیت بہا ما یثبت بالشرکار کا رد بخیار ردیہ و عیب او شفعہ کی صفت یہ ہو کہ بواسطہ شفعہ کے لینا ابتداء خرید کے مانند ہو تو شفعہ سے وہ ثابت ہو تا ہو جو خریداری سے ثابت ہو تا چنانچہ میر دنیا بسبب بخار ردیہ و بخار جب کے تجب لہ لا علی شفعہ واجب ہو یعنی ثابت ہو شفعہ کی نفوت کی بواسطہ نہ اس پر ثبوت ہونے کو ہم شائع نے اس قول سے اشارہ کر دیا کہ بیان وجوب یعنی ثبوت کے یہ نہ وجوب معطل فقہا جس کے لئے گناہ لازم آوے تو اگر شفعہ طلب نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں بعد بیع و لو فاسداً منقطع فیہ حق المالك كما یاتی شفعہ واجب ہو بعد بیع کے اگرچہ ایسی بیع فاسد ہو جو میں مالک کا حق منقطع ہو گیا چنانچہ آگے آوے گا بیع فاسد میں حق مالک منقطع ہو تا ہو مشتری کے وقت کرنے اور وصیت کرنے سے اور بخیار مشتری یا شفعہ واجب ہو تا ہو بعد بیع کے مشتری کے بخار سے یعنی اگر بائع کا بخار ہو یا بائع اور مشتری دونوں کا تو شفعہ نہیں و مستقر بالا اشتہاد فی مجلس اسی طلب ہو تا ہو و شفعہ مستقر و ثبات ہو جانا ہو گوادہ کرنے سے اسکی مجلس میں یعنی طلب ہو تا ہو کی مجلس میں فلا یطل بعدہ تو شفعہ باطل نہ ہو گا بعد گوادہ کرنے کے معنی بعد اشتہاد کے اگر تاخیر کرے گا قاضی کے پاس رجوع کرنے سے تو شفعہ باطل نہ ہو گا بموجب ظاہر مذہب مفتی بہ کے و سیک بالاختیار بالشرعی او بقضاء القاضی عطف علی الاخذ لثبوت ملک الشفع مجرد حکم قبل الاخذ كما حرره ملا خسر و او عقار بیع ملوک ہو جانا ہو لینے سے باہم کی ضمانندی سے یا ملوک ہو تا ہو قاضی کے حکم سے شائع نے کہا قضاء قاضی اخذ پر عطف ہو بسبب ثابت ہونے ملک شفع کے مجرد حکم قاضی سے لینے سے پہلے چنانچہ در بین ملا خسر نے اسکو تحریر کیا ہو ہم شائع نے بیان عطف سے شبہ دفع کیا یعنی اگر قضاء قاضی کا عطف ترہنی ہو کوئی سمجھے گا تو مطلب یہ ہو گا کہ ملک شفعہ لینے سے ہوئی ہو خواہ لینا ترہنی سے ہو خواہ قاضی کے حکم سے حالانکہ مطلب خلاف تحقیق ملا خسر و بقدر رؤس الشعا و لا الملک خلافا لالشافعی شفعہ واجب

ہو تاہم بقدر دوسرے شفعاء کے نہ بقدر ملک شفیعوں کے برخلاف مذہب شافعی م عذر دوسرے شفعاء اور مقدار ملک کی صورت یہ ہے کہ ایک گھر تین شفیعوں میں
 مشترک ہو ایک کا حصہ آٹھین نصیب ہو اور دوسرے کا تینٹھ اور تیسرے کا سب سے سو صاحب نصف نے اپنا حصہ بچا اور باقی دونوں شرکوں نے شفعہ
 طلب کیا تو امام شافعی کے نزدیک حصہ بیع میں ثلاث کا حکم ہوگا بقدر ان کی ملک کے اور اگر صاحب سب اپنا حصہ بیع کرے گا تو دونوں میں خالص کا
 حکم ہوگا اور اگر صاحب ثلاث نے بیع کی تو اربع کا حکم ہوگا اور ہم شفیعوں کے نزدیک دونوں شرکوں میں برابر نصف نصیب کا حکم ہوگا سب عورتوں
 کذا فی الدرر یعنی جتنے شفعہ ہوں گے برابر حصہ پانچے اگر کسی کی زیادہ ملک ہو اور کسی کی کم الخلیطہ متعلق جب فی نفس المبیع شفعہ واجب ہو اور اسے
 خلیطہ کے یعنی جو شرک ہر ذات بیع میں شائع نے کہا لفظ الخلیطہ کا جب سے متعلق ہر مبیعہ صنف نے ترتیب شفعاء کا بیان شروع کیا ہم ان میں
 او سلم کہ فی حتی المبیع وہو الذی قاسمہ بوقتیکہ نہ شرکہ فی حق اعتقاد کا لشرب و اطریق خاصین بعد اسکے اگر شرک ایک نفس بیع کا نہ ہو یا ہر شرک
 کیو اسطے بیع کو سلم رکھ یعنی حق شفعہ کو طلب نہ کرے تو اس کا شفعہ واجب ہر جو حق بیع میں شرک ہو اور حق بیع کا شرک وہ ہے جسے شرک پر ثابت لی اور ان کی شرکت حق
 عقار میں باقی رہی جیسے مخصوص پانی لینے کی باری کی شرکت اور طریق خاص کی شرکت ختم نہ ہو کہ بقدر کہ شرب نہر صغیر یا تجری فیہ اسفن و
 طریق لایند بہر صفت نے خاص باری اور خاص طریق کی تفسیر کی اپنے اس قول سے یعنی چنانچہ پانی کی باری اس نہر صغیر کی تین چیتان بنین چلتیں
 اور جیسے کوچہ غیر نافذہ فلو ما بین لاشفعہ ہوا تو اگر پانی کی باری عام ہو یعنی کوچہ نافذہ ہو تو ان دونوں
 شرکوں سے شفعہ ثابت نہ ہوگا یا نہ شرک مشترک بین قوم نسفی الارض منہ بعیت ارض منہا خلک اہل الشرب لشفعہ ولو انہما واسلہ بجا ہما فالشفعہ للجار
 الملائق فقط بیان نہر خاص کا یہ ہے کہ نہر صغیر پانی لینے کی باری شرک ہر چند لوگوں میں کہ ان کی ارضی اس سے سچی جاتی ہیں ان ارضی میں سے ایک کسبت بکا تو
 سب پانی لینے والوں کے واسطے شفعہ ثابت ہو یعنی سب لوگوں کا حق ہر ان کی خرید میں اور اگر نہ عام ہے جیسے چیتان چلتی ہوں اور باقی مسئلہ بحال
 سابق ہو تو سب پانی لینے والوں کا وہاں کی زمین کی بیع میں شفعہ نہیں بلکہ فقط ہمسایہ ملاصق کا شفعہ ہم شارح نے طریق خاص کا بیان نہ کیا اسکے نظائر
 ہونے کے سبب سے ہم لجا رہے ملاصق و لود و دنیا و ما ذونا و مکاتبا ہر حق بیع کے خلیطہ کے بعد شفعہ ہمسایہ ملاصق کے واسطے واجب ہے اگرچہ ہمسایہ ملاصق
 ذمی یا عبد ما فون یا مکاتب ہو یا بعد فی سیکہ آخری و نہر دارہ نظر یا فلو یا بہ فی ملک اسکے فو خلیطہ مکام جار ملاصق و نہر بکا درازہ دوسرے کوچے میں
 ہو اور اسکے گھر کی پشت خانہ بیعہ کی پشت سے ملی ہو تو اگر اسکا دروازہ اسی کوچے میں ہو اور وہ کوچہ غیر نافذہ ہو تو وہ خلیطہ ہر حق بیع میں نہ جار ملاصق چنانچہ
 مذکور ہو چکا اگرچہ اسکا دروازہ سامنے ہو خانہ بیعہ کے ہم ترتیب شفعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک منزل یعنی کوٹھری یا دالان مشترک ہو دو شفیعوں میں اور وہ
 منزل واقع ہو ایک قوم کے گھر میں کوچہ غیر نافذہ کے اندر جبکہ احد الشریکین اپنا حصہ منزل سے بیع کرے گا تو منزل کا شرک اتنی ہر شفعہ کے ساتھ ہر
 اگر وہ تسلیم کرے تو گھر کے شرک اتنی ہوں کوچہ کے شرکوں سے اس واسطے کہ وہ اس میں صحن دار کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کریں تو پھر
 اتنی ہوں راہ کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کریں تو جار ملاصق اتنی ہر کذا فی الدرر مخطاوی میں ہے کہ ترتیب مذکور کی وجہ اس حدیث میں مذکور
 ہے اگر شرک اتنی ہوں خلیطہ و خلیطہ اتنی من الشفع یعنی شرک زیادہ تر مقدار ہر خلیطہ سے اور خلیطہ اتنی ہر شفع سے شرک سے مراد شرک فی نفس المبیع ہے اور
 خلیطہ سے خلیطہ فی حق المبیع مراد ہے اور شفع سے جار ملاصق مراد ہے جو بی نے ترتیب ان کی یوں مذکور کی ہے کہ اول شرک فی پشت ہے پھر شرک فی الدار پھر شرک
 فی الاساس پھر شرک فی الشرب پھر شرک فی طریق پھر ہمسایہ ملاصق اور ہمسایہ ملاصق وہ ہے کہ ان کی دیوار ہو اور دوسرے کی دیوار ہو اور دونوں دیواروں
 میں راہ نہیں چلتے بسبب تنگی عمر کے یا دونوں باہم ملحق ہوں تو اگر دونوں میں طریق نافذہ ہو تو ہمسایہ کا شفعہ نہیں اتنی و وضع جفروع علی حلیطہ
 شرک فی خشتہ علیہ جار اور گھنے والا دہیون کا دوسرے کی دیوار پر اور اس لکڑی کا شرک جو دیوار پر ہو ہمسایہ ہر نہ شرک فی حق بیع کذا فی اہدایہ

تو پاؤں کا چاہیے لیکن انکا اجارہ مکرہ ہے اور آگے ہم اسکی تحقیق بیان کرنیکے کتاب انظر اولاً بامتن میں شرح نے کتاب انظر میں اجارہ دہبانیہ اور تانازانیہ سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میں مکرہ جانتا ہوں بیوت مکہ کا اجارہ ایام حج میں اور امام فتویٰ دہے تھے اہل مکہ کے دستے کہ مکروں کو جاجیوں کے واسطے حالی کر دین بدیل قول حق تعالیٰ سوار ان لعلک فیدہ والیاد یعنی مکہ معظمہ میں نعیم اور سافر ایڑی اور امام نے اجارہ جائز کیا ہے ایام حج کے سواے میں تو انھی سے کہ است اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا کذا فی الخطا وی یعنی ایام حج میں اجارہ مکرہ ہے اور شریعت میں اجارہ صحیح ہے و فیہا ویصح المطالبین وکیل الشرائع ان یسلم الی موکلہ وان سلم لا یطلبت ہو اختیار اور انباء میں ہے اور صحیح ہے مطلب کتاب الشفعة کا مشتری کے وکیل سے اگر بیع اسنے اپنے موکل کو تسلیم نہ کر دی ہو اور اگر تسلیم کر دی ہو تو طلب الشفعة وکیل سے صحیح نہیں تو دعویٰ شفعہ اس سے باطل ہے یہی قول مختار ہے مسموع اور شریع کا کلام اسکا مؤید ہے کہ وکیل مشتری جبکہ شفعہ ہو تو اسکو اپنا شفعہ طلب کرنا صحیح ہے قبل تسلیم وکیل کا وکیل تسلیم باطل ہے حالانکہ در اور غریب میں یوں ہے کہ وکیل مشتری خصم پر شفعہ کا جبکہ موکل کو تسلیم نہ کرے اور تسلیم کے بعد تو موکل خصم پر نہیں تو یہیں طلب الشفعة مذکور نہیں اور یہی طرح بیعی میں مذکور نہیں کذا فی الخطا وی لہذا مخرج نے ترجمہ میں کتب مذکورہ کی رعایت کی ولا شفعۃ فی الوقت ولا لہ انزل ولا بجوارہ شرح مجمع وخانیہ خلافاً للصلۃ والبنزریۃ وعلی لاساقلۃ فالہ المصنف اور شفعہ نہیں وقت میں ورنہ وقت کیوں واسطے شفعہ ہے کذا فی النوازل اور نہ وقت کے جوار میں شفعہ ہے کذا فی شرح المحج وخانیہ بخلاف خلاصہ ویزازیہ کے اور شاید کہ لاساقلۃ ہی خلاصہ ویزازیہ میں ایسا کہا ہے مصنف نے شرح میں یہ وقت میں اس واسطے شفعہ نہیں کہ اسکی بیع جائز نہیں اور اگر کوئی گم یا مکان وقت کے قریب بیع ہو تو ہو سکود وقت کرنے والا بطریق شفعہ نہیں کے سکتا اور نہ متولی اور نہ متولی علیہ وقولہ لالہ ولا بجوارہ کا ایک ہی مطلب ہے تو شارح کو اعتبار لا بجوارہ پر بہتر تھا چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں ایسا ہی کیا ہے مصنف نے خلاصہ ویزازیہ کی روایت نقل یوں کی وکذا ثبت الشفعة بجوارہ وقت تو شاید اصل عبارت یوں ہی و لا ثبت الشفعة بجوارہ الوقت کذا فی الخطا وی تصحیص قلت محل تنجیہ المثل لا والاخذیہ واثباتی علی ائمة بنفسہ اذ بیع ففی بعض حق الشفعة یعنی علی صحتہ البیع اتالی میں کہتا ہوں درہارے اسناد خیر الدین ربی نے قول اول یعنی عدم جوار وقت کو محمول کیا ہے شفعہ لینے پر بسبب وقت کے یعنی اگر جوار وقت میں کوئی گھر لگتا ہو تو وقت اور متولی کو اسکا حق شفعہ کے بسبب جائز نہیں اور قول ثانی یعنی ثبوت شفعہ کو جو خلاصہ ویزازیہ میں مذکور ہے محمول کیا ہے وقت کے خرید کرنے پر بسبب ذات وقت کے جبکہ اس وقت کی بیع ہو سو فیض میں ہے کہ حق شفعہ بنی بر صحت بیع پر اتنی کلام ہم یعنی اگر شرعاً کسی وقت کی بیع جائز ہو اور وہ بیع ہو دے تو اسکے جوار کے وقت کے متولی کو اسکا خرید کرنا بحق شفعہ درست ہے کذا فی الخطا وی تمنا وہ ان لا یملک من الوقت بجا لا شفعۃ فیہ واما ملک بجا فغیرہ لشفعة تورلی کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ جو وقت کہ ملک نہ ہو سکتا ہو کسی حال میں تو اسکی شفعہ نہیں اور جو وقت کہ ملک ہو سکتا ہو کسی حالت میں تو اسکی شفعہ ہے ہم ملک ہونے وقت کی بیوت ہے کہ ایک شخص نے وقت کیا دوزخ زندوں پر بالناصفہ اور شفعہ کو اپنے حصہ کے استبدال میں شمار کیا سو ایک نے اپنا حصہ مقبضہ شرف کے بیع کیا بعد دوسرے نے اسی طرح اپنا حصہ بیچا تو مشتری اول کو بھی شفعہ حصہ ثانی کا لینا جائز ہے کذا فی الخطا وی واما اذ بیع جوارہ وکان بعض المبیع ملکاً وبعضہ وقتاً و بیع المملک خلا شفعۃ الوقت واما علم اور جبکہ جوار وقت میں کوئی چیز بیع ہو یا بعض بیع مسلوک ہو اور بعض وقت اور ملک بیع ہو تو وقت کیوں واسطے شفعہ نہیں اور علم

باب طلب الشفعة

یہ باب شفعہ طلب کرنے کے مسائل میں جو اکثر ثبوت شفعہ طلب پر وقت ہے لہذا اسکا بیان اور اسکی کیفیت اور تقسیم کا بیان شروع کیا ہے وطلبہما الشفعة فی مجلسین بنی خیر اور سولہ اعدال او عدد بالبیع اور شفعہ طلب کرے شفعہ بیع دریافت ہونے کی مجلس میں خواہ علم بیع مشتری سے ہو یا اسکے فرستادہ سے یا کسی اور ایک شخص سے کہنے سے یا بعد کثیر کی خبر دینے سے وانی تند مجلس کا لہجہ جو الاصح رو علیہ التون خلافاً لما فی جوارہ افتاد وی اہل الفہم وعلیہ الفتویٰ

جلس علم میں بیع طلب لازم ہو اگرچہ مجلس دراز ہو ورنہ خرید کی مانند بی بی قول صحیح کہ فی الدار اور بی قول یتون فہما شامل ہیں برخلاف قول
جو اگر انقضای کہ طلب علی الفور لازم و علی الفور قوی اسو غلطادی نے کہا جبکہ روایت علی الفور رفتی ہو تو مخالفت کی کیا وجہ ہو اور بی روایت پر
متفرع ہو نازل کا مسئلہ کہ جب بیع سلام کرے مشتری بر تو شفیع باطل ہو گیا یعنی اسو اسطے کہ طلب برائے سلام کو مقدم کیا کہ نہ کہ طلب بعد علم بیع
تو آد اجب غبی اور بی بی میں ہو اور اگر شفیع کو خبر اسطے خط کے ہوئی اور شفیع اول یا واسطہ خط میں لکھا تھا سو اسے تمام خط پر حاکم تو شفیع باطل ہو گیا
یعنی سبب تاخیر طلب کے بشرطیکہ علم مشتری اور شن ہو گیا ہو اسو اسطے کہ سکوت اسوقت زمانا ہوتا ہے جبکہ مشتری اور شن معلوم ہوتا ہے مافی الخطا
بلفظ یقین طلبہا کطلب الشفعة وجود کا ناظر اہما اور طلبہا ایسے لفظ سے شفیع طلب کرے جس سے طلب شفیع سمجھی جائے چنانچہ یون کہنا کہ میں
شفیع طلب کیا اور مانند اسکے چنانچہ یون کہنا کہ میں شفیع کا طالب ہوں یا میں اسکو طلب کرتا ہوں و بیو بی طلب المو اثبہ اسی البادۃ اور
علم بیع کے طلب کرنے کو طلب مو اثبہ یعنی طلب مبادرت کہتے ہیں م مو اثبت مفاطت ہو و ثوب یعنی رجعت سے اور وہ استعارہ ہے سرعت سے
اسو اسطے کہ جو ٹھیل کو درخت لیتا ہے وہ زمین کو جلدی اور شتابی سے قطع کرتا ہے و الا شہا و فیہ میں لازم بل الخالفتہ کجود و طلب مو اثبت میں گواہ کرنا لازم
نہیں بلکہ سہین شہاد خوف کے انکار کے دفع کرنے کے واسطے ہم گواہ کرنا اسوقت میں لازم نہیں جبکہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں و الا گواہ کرنا متعین اور
لازم ہو کہ فی الخ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اسوقت گواہ ہوں تو انکو اپنے طلب کرنے کا گواہ کرے اور اگر کوئی دمان نہ ہو تو اپنی زبان سے طلب شفیع کرے فائدہ طلب
کایہ ہو تا اسکا حق عند المرافقہ نہ ہو جاوے اور اگر مشتری طلب مو اثبہ کا منکر ہو تو شفیع کو قسم کھانا ممکن ہو اگر حاکم قسم کھلاوے و تم شہد علی البائع
الو اعقار فی یدہ او علی مشتری و ان لم یکن ذاید لائے مالک او عند اعقار غیر شفیع گواہ کرے البائع پر اگر عقار بیع اسکے قبضہ میں ہو یا مشتری پر گواہ
کرے اگرچہ وہ قابض نہ ہو اسو اسطے کہ وہ مالک ہو اسکا یا گواہ کرے فقار کے نزدیک فیقول مشتری فلان ہذہ الدار انا شفیعہا وقد کنت
طلب الشفعة و طلبہا الا ان فاشہدوا علیہ و ہو طلب شہاد و بیو بی طلب تفریہ تو شفیع یون کہے کہ فلان نے یہ گھر خرید کیا اور میں اسکا شفیع ہوں
اور قرین مجلس علم میں شفیع طلب کر چکا ہوں اور اب میں اسکو طلب کرتا ہوں سو تم گواہ رہو سپر اور طلب شہاد ہو اور اسکو طلب تفریہ کہتے ہیں م اور
اسکو طلب استحقاق بھی کہتے ہیں اور بیع طلب اول کو طلب اتفاق کہتے ہیں و ہذا المطلب لا بد منہ حتی لو تکلم ولو بکتاب او رسول و لم یثبت
بطلت شفیعہ او طلب ثانی ضرر ہو تو اگر شفیع فار ہو سپر اگرچہ اسو اسطے خط لکھنے یا رسول مجھنے کے ہو اور باوجود اسکے گواہ نہ کرے تو اسکا شفیع باطل ہو گا
و ان لم یکن مٹہ الا بطل اور اگر شہاد پر قادر نہ ہو تو شفیع باطل نہ ہو گا م منع انفراد میں و خیرہ سے ہے کہ اگر شفیع راہ مکر میں ہو اور بعد علم بیع طلب مو اثبہ
کرے اور طلب شہاد سے عاجز ہو کر کے نزدیک یا صاحب ید کے نزدیک تو سپر دلیل مقرر کرے اگر باوے بھر گناہ پاوے تو قاصد بھیجے یا خطا کرے بھی ہو سکے تو
اسکا شفیع قائم ہے بجز آوے طلب کرے اور اگر باوجود قدرت کچھ نہ کر سکا تو شفیع باطل ہو گا و لو شہد فی طلب مو اثبہ عند احد ہو لا کفادہ و قام مقام طلبین
اگر شفیع نے طلب اول یعنی طلب مو اثبہ میں کسی کے پاس ان یون ہیں یعنی گھر یا بائع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اسکو طلب ثانی سے یہ کفایت کرتا ہے اور وہ طلب
خاتم مقام و طلب کے ہو کی تم بعد نہیں طلبین بطل عند قاض فیقول مشتری فلان ارکذہ او انا شفیعہا بدارکذہ او قال سببکہ لکما فی التفتی فی
اشراک فی نفس البیع پیران دونوں طلب کے بعد قاضی کے پاس طلب کرے تو شفیع یون کہے کہ فلان نے شخص نے ایسی جو بی خرید کی ہے اور میں اسکا شفیع ہوں سبب فلا
گھر کے جو میرا ملک ہے شائع نے کہا اگر مصنف یون کہتا کہ میں شفیع ہوں فلانے سبب سبب شرکت یا جو کہ جس طرح تفتی میں ہے تو شرکاء نفس بیع کو بھی شامل ہوتا
م مصنف کی تعبیر میں حق بیع کا شفیع شامل ہے نہ شرکت نفس بیع کا و التفتی کی تعبیر میں دونوں شامل ہیں فہرہ سلم الدار الی ہذا و یقینا مشتری طلب خصوصہ
لا یردف علیہ سو جناب قاضی صاحب حکم بھیجے اسکو گھر کجودے شارح نے کہا یہ اس صورت میں ہے جبکہ گھر کو مشتری نفس کر چکے اور حالانکہ طلب خصوصہ

فقط مشتری پر وقت نہیں و ہوسنی طلب تملیک و خصوصاً اور اس طلب ثالث کو طلب تملیک اور طلب خصوصیت کہتے ہیں بتا خیرہ مطلقاً بخیرہ غیر
شہرہ اکثر لا تطل الشفعة حتی یسقطا لسانہ پر یعنی وہو ظاهر المذهب و دلیل یعنی بقول محمد بن خزیمہ "بلا عند الطلبت کذا فی الملتقی یعنی دفعاً للضرر ظناً و
برفعه للقاضی لیاخرہ بالآخرہ اور لشک اور طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ تاخیر غریب ہو یا بلا عند ایک مہینے کی تاخیر ہو یا زیادہ شفیع باطل نہیں
ہو تا جب تک شفیع اسکو اپنی زبان سے ساقط کر دے اسی قول کا فتویٰ ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ فتویٰ محمد کے قول پر چرینی اگر طلب
ثالث کو ایک مہینہ تاخیر کریگا بدون عذر کے تو شفیع باطل ہو جائے گا کذا فی الملتقی یعنی محمد کے قول پر فتویٰ دفع ضرر مشتری کے واسطے ہر ہم جواب میں
کہتے ہیں اس دلیل کے کہ دفع ضرر مشتری کی ناکش سے ممکن ہے تا قاضی شفیع کو حکم کرے لینے کا یا چھوڑنے کا سابق مذکور ہو چکا ہے کہ جب ظاہر مذہب پر فتویٰ
ہو اور غیر ظاہر پر بھی فتویٰ ہو تو ظاہر و ردایہ مقدم ہے کذا فی الخطا دی و اذو طلب الشفیع سالی القاضی الخصم ان مالکیت الشفیع لما شفیع بہ اور جبکہ
شفیع طلب خصوصیت کرے تو قاضی خصم یعنی مشتری یا بائع سے سوال کرے شفیع کے مالک ہونے سے اس چیز کا کہ جسکی ملکیت کے سبب سے وہ شفیع کا
دعویٰ کرنا ہو مگر زبانی نے کہا ملکیت شفیع کا سوال کرنا بعد طلب شفیع کے غیر مناسب ہے بلکہ قاضی مدعی سے اول سوال کرے قبل مدعا علیہ کے مگر کون شہرہ و در
میں ہے اور اسکی حدیں کیا ہیں اسواسطے کہ اسنے حق کا دعویٰ کیا تو وہ معلوم کرنا چاہیے اسواسطیکہ دعویٰ مجہول صحیح نہیں ہے و بیان کرے تو سوال کرے کہ مشتری
مگر کا قاضی پر یا نہیں اسواسطے کہ بلا قبض مشتری پر دعویٰ صحیح نہیں جب تک بائع حاضر ہو پھر جب اسکو بیان کرے تو شفیع کے سبب اور اسکے حد و دس سوال
کرے اسواسطے کہ لوگ ہمیں مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیر ملحق کے سبب سے دعویٰ کرنا ہو یا وہ اور شخص کے سبب سے مجبور ہو پھر جب سبب ملحق کا بیان
کرے اور مجبور ہو تو اس سے سوال کرے کہ تجھ کو علم ہے کہ ہے ہو اور تو نے کیا کیا محتاج سنا تھا ایسے کہ شفیع باطل ہو جاتا ہے طول زمان اور عرض یعنی طلب
اول اور طلب ثانی کے ترک کرنے سے تو اسکا بھی ظاہر ہو و نا ضروری ہے پھر جب اسکو بیان کرے تو طلب تقریر سے سوال کرے کہ کیونکر کی اور اسکے پاس شہاد و اقرار
ہو اور اسکے پاس شہاد و اقرار ہوا و اقرب تھا اپنے غیر سے یا نہیں پھر جبکہ شفیع یہ سب کچھ بیان کر دے اور کسی شرط کو اسنے قوت نہونے دیا ہو تو دعویٰ اسکا
یور اور کامل ہوگا تو اب مدعی علیہ کی طرف قاضی متوجہ ہو اور اس مگر کا سوال کرے جسکے سبب سے وہ شفیع چاہتا ہے کذا فی الخطا دی فان اقرب ہا ہی ملکیت
ما شفیع بہ و کل عن خلف علی اعلم او برہن الشفیع انہا ملک سالہ عن اشتر اہل الترتب ام لا و اگر مشتری اسکا اقرار کرے یعنی اس مگر کی ملکیت کا
جسکے سبب سے وہ شفیع چاہتا ہے یا انکار کرے قسم کھانے سے اپنی دست پر یا شفیع گواہ گذرانے کہ وہ مگر اسکا مملوک ہے تو قاضی خریدار سے سوال کرے
کہ آیا تو نے اسکو خرید کیا ہے یا نہیں ہم معصفت کو مناسب تھا کہ نکل کو گواہوں کے بعد مذکور کرنا اسواسطے کہ نکل و اقا کتب برمان سے عاجز ہونے کے بعد ہوتا ہے
فان اقربہ او کل عن یمن علی کما حصل فی شفیعہ و علی السبب فی شفیعہ و جوار خلاف انشا فی کما فی کتاب الدعوی او برہن الشفیع و قضی لہ
پر یا پھر اگر مشتری خرید کا اقرار کرے یا انکار کرے قسم کھانے سے حاصل ہر شفیعہ خلیطین یا قسم کھانے سے سبب ہر شفیعہ جوار سبب خلاف ہونے شافعی کے
خیرا جہ کتاب الدعوی میں مذکور ہو چکا یا شفیع گواہ لا دے اسکی خرید پر تو قاضی شفیع کیو اسطے ثبوت شفیعہ کا حکم کر دے ہم امام شافعی شفیعہ خلیط کے قائل ہیں ہر شفیعہ
کے تو اگر شفیعہ خلیط کا دعویٰ ہو تو مشتری حاصل قسم کھائے اس طرح کہ واسطہ شفیع میرے اوپر حق شفیعہ نہیں ہے اور شفیعہ جوار میں سبب شفیعہ قسم کھائے کہ وہ
میں نے یہ مگر خرید نہیں کیا نہ اذالم نیکر مشتری طلب شفیعہ فان لکرنا لقول لہ یمینہ ابن کمال یعنی شفیع کے واسطے شفیعہ کا حکم کرنا خرید کے اقرار کے بعد
اسوقت ہے جبکہ مشتری نے شفیع کے شفیعہ طلب کرنے کا انکار نہ کیا ہو سو اگر وہ منکر ہو اسکی طلب شفیعہ کا تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا گذر ذکر ابن
وان لم یحضر التمس وقت الدعوی قاضی بعد اقرار خرید شفیعہ کا حکم کر دے اگر شفیعہ نے دعویٰ کے وقت ثمن حاضر نہ کر دیا ہو یعنی اسواسطے کہ حضار ثمن
قبل قضاء جب نہیں و او قضی لہم حضارہ و لا مشتری جلس الہ الرقبض ثمنہ اور جبکہ قاضی ثبوت شفیعہ کا حکم کرے تو شفیعہ کو حاضر کرنا ثمن کا لازم ہوگا

اور مشتری کو گھر دار رکھنا شریعہ کی رو سے درست ہے۔ ہر قلو قیل للشفیع ای بعد بقضاء وادما قبلہ فیصل ضد مخرج لعدم التاكد كذا ذكره الدر المنثور
قوا خرم تطل شفعہ بجرار شفع سے کہا گیا کہ تم ادھر کو اپنے ناخبر کی اداسے تم میں تو اسکا شفعہ باطل ہوگا بعد حکم قاضی کے اور قبل از حکم تو شفعہ
باطل ہوگا تاخیر سے محمد کے نزدیک اس کے موکہ نہونے کے سبب سے کذا ذکره ابن ابي عمير و الحنفیہ للشفیع مشتری مطلقا و البائع قبل التسليم الاول علیہ التا
بیہ ابن کمال اور شفعہ کا ضم مشتری ہر طرح خواہ قابض ہو یا نہ ہو اور بائع ضم ہر قبل از تسلیم کے اول یعنی مشتری ضم ہو سبب اس کے مالک ہونے کے
اور ثانی یعنی بائع ضم ہو اپنے قبض سے کذا ذکره ابن کمال و لکن لا یسمع البیئہ علیہ حتی یخیر مشتری لانہ المالك و لیکن کذا و نہ نے جادینگے بائع پر
بیئہ مشتری حاضر ہو اسلے کہ مالک تو مشتری ہو و شفعہ بجنفہ و لو سلم للشری لایلزم حضور البائع لزوال الملك و لیس بجنہ ابن کمال اور بیع شفعہ
کجا بے بائع کے سامنے اور اگر بائع نے بیع مشتری کو تسلیم کر دی ہو تو بائع کا حاضر ہونا فسخ کے وقت لازم نہیں سبب زائل ہو جانے اسکی مالک اور قبض کے
کذا ذکره ابن کمال و فیصل القاضی البیئہ و البیئہ الثمان تین غنا لا تحقیق علی البائع قبل تسلیم بیع الی مشتری و بعد علی مشتری
تو بعدہ لما مر اور قاضی شفعہ کا حکم کرے اور لاکہ تین کے نادون کا مجدد تحقیق کے نزدیک بائع پر ہر قبل تسلیم کرنے سے مشتری کی طرف اور بعد ضمان
کا مشتری پر اگر بعد تسلیم کے تحقیق ثابت ہو و دلیل گذشتہ یعنی اسو اسلے کہ تسلیم کے بعد بائع سے اسکی مالک در قبض دونوں اہل ہو گئے تو وہ جلی ہو گیا
للشفیع خیار الرویہ و البیئہ و ان شرط مشتری الجراۃ منہ دون خیار شرط و الاول شفعہ کیواسلے خیار رویت اور خیار بیع ثابت ہو اگرچہ مشتری نے بیعت
بیعی کی شرط کر لی ہو نہ خیار شرط اور مدت کذا فی الاختیار یعنی خیار شرط شفعہ کے واسلے ثابت نہیں اگرچہ مشتری کے واسلے خیار شرط ہو اور دشمن کی مدت بھی
نہیں اگرچہ مشتری کا تین ہو و فی الاشبہ للشفیع بیع فی کل الاحکام الا ضمان الخ و لجز اور اشباہ میں ہے کہ شفعہ بیع جب حکام میں خرب کے نادون کے
سو اجبر کے سبب سے صورت اسکی ہے کہ شفعہ نے زمین کی سبب شفعہ کے بھر نہیں بھارت بنائی یا درخت لگائے پھر وہ زمین غیر کی ملک نکلی سو مالک
سستی نے ازالہ عمارت اور درخت کا جا یا سو اسے ویسا ہی کیا تو شفعہ تین بھر مشتری سے اسو اسلے کہ اب ظاہر ہوا کہ اگر مشتری کو ایسا دھوکا ہوگا تو
بائع سے وہ نقصان پھر لیگا سو اسلے کہ بائع نے ہا دھوکا دیا اور شفعہ کو مشتری کی جانب سے تو دھوکا نہیں ہوا سو اسلے کہ شفعہ نے تو مشتری سے زبردستی
شفعہ لیا کذا فی الطحاوی و ان خلفا الشفعہ و مشتری فی التین والدار مقبوضۃ و تین منقود صدق مشتری جینہ لایتمنکر ولا تینا لغان اور
اگر شفعہ اور مشتری تین میں اختلاف کریں اور حالانکہ مشتری کا مقبوض ہو اور تین بائع کو نقد لیا ہو تو مشتری کے قول مع قسم کی تصدیق ہوگی سو اسلے کہ وہ
سلک ہو و جب تسلیم بیع کا تین اول سے اور دونوں قسم نہ کھا دینگے سو اسلے کہ تحالف دہان ہوتا ہو جبکہ انکار دونوں جانب سے ہو اور دعوی بھی طرفین سے
ہو اور یہاں مشتری شفعہ پر کچھ دعوی نہیں کرتا کذا فی الدر المنثور و ان برہما فالشفیع حتی لان بلیئہ ملکہ اور اگر شفعہ اور مشتری دونوں گواہ
ناوین اپنے قول پر تو شفعہ کے گواہ مقدم ہیں سو اسلے کہ شفعہ کے گواہ ملزم ہیں مشتری کے کم اور مشتری کے گواہ شفعہ کے ملزم نہیں سو اسلے کہ مشتری
کی جانب سے تخیر ہر شفعہ کے اخذ اور رک میں ادھی مشتری غنا و ادھی یا احد اقل منہ بلا قبضہ فالقول لہ ای للبائع دعوی کیا مشتری
نے تین کا اور اس کے بائع نے اس سے کسکا دعوی کیا بعد دن اس کے قبض کرنے کے تو بائع کا قول قبول ہوگا یعنی شفعہ بائع کے تین تبا نے پر لیگا
و مع قبضہ للشری اور قبض تین کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا تو بموجب اس کے شفعہ لیگا و لو عکس بعد قبضہ لہو للشری قبل قبضہ لہو لغان
اور اگر دونوں نے بالکس کہا یعنی مشتری نے اقل تین کا دعوی کیا اور بائع نے اکثر کا تو قبض تین کے بعد مشتری کا قول قبول ہو اور قبل قبض کے دونوں قسم
کنا لازم ہوگا و انہی کل اعتبار قول صاحبہ اور اگر کسی نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کا قول قبول ہوگا و ان طافا فبیع یاخذ الشفعہ باحال البائع مشتری اگر
دونوں نے قسم کھائی تو بیع فسخ کجا سے اور شفعہ بائع کے قول کے موافق لیگا کذا فی المناقی و حط بعض نظر فی حق الشفعہ یاخذ البانی و لکن البیئہ بعض

لا اذا كانت بعد البضاعة او كم كذا انما بائع كما بعض ثمن كونه من ماله او حق شفع بين ثمن شفع كغيره لباقي ثمنه او ارجى طرح بعض ثمن حق شفع
 ظاهر من ماله كغيره سببه بعد قبض هو توده بيشترى كحق من ظاهر من ماله كذا في الاشياء بمعنى اوسطه كونه سببه جدا كانه من قبيل حط ثمن شهر كذا و حط الكل
 و انما ياولا شافعه بكل سمي و بائع كما كذا انما ثمن كذا و زياره كذا و ثمن سمي برحق شفع بين ظاهر من ماله او شفع كغيره لباقي ثمنه او ارجى طرح بعض ثمن حق شفع
 ثمن نصف باحد بالنصف لا خير اور اگر بائع نے نصف ثمن کم کر دیا بعد اسکے نصف باقی کو کم کر دیا تو شفع نصف خیر سے اسکو لیگا و لو علم انه شره بائع مسلم
 حط البائع بائع فله الشفعة كما لو باع بائع مسلم ثم زاد البائع لرجاءه او متاعا فله الشفعة و اگر شفع کو معلوم ہو کہ مشتری نے اسکو ہزار سے خرید کیا تب شفع دست اور
 ہو چکر بائع نے شفع سے سو کم کر دیے تو اب شفع کیونکہ اوسط شفع ثابت ہو یعنی نو سو دیکر وہ لیگا چنانچہ اگر اسکو عوض ہزار کے چا تو شفع سے انکار کیا بعد
 بائع نے مشتری کو ایک ٹونڈی یا کوئی سباب زیادہ کر دیا تو شفع کا ثابت ہو کہ انی تقبیل یعنی نو ٹونڈی در سباب کی قیمت ثمن سبی سے گٹ جائی م یہ
 و دونوں سئلے حط ثمن کے خزیات سے بین و فی اشرا و مثلی و لو کما کا تخم فی حق اسلم ابن کمال یاخذ بمثلہ اور خریدین مثلی خیر سے شفع لیگا عوض مثلی کے
 اگر چہ مثلی حکما ہو جسے کہ شراب سلم کے حق میں کذا ذکرہ ابن کمال م یہ کلام شفعی ہے کہ شراب مثلی جو حکما حال کر لیا نہین بلکہ وہ قبی جو حکما سلم کے حق میں اور
 اسکا شفعی جو کہ سلم اسکو شراب کے شل سے اور حالہ کہ ایسا نہیں اور ابن کمال کی عبارت میں کچھ غبار نہیں کذا فی حلی یعنی شراج کی تعبیر سے ظاہر ہو گیا کہ ابن
 کمال کی عبارت سے و فی اشرا و مثلی یا قیمتی اسی بوم شرار اور خریدین قیمت والی سے شفع لیگا قیمت سے یعنی جو اس خیر کی قیمت ہو خریداری کے وقت
 نفی مع غفار بعقار یاخذ شفع کلا من اشرا و ثمن قیمتی الاخر و غفار کی معین عوض دوسرے غفار کے یعنی زمین کا قطعہ یا گھر مع ہوا و دوسرے قطعہ یا
 گھر کے عوض تو شفع دونوں غفار کو لیگا و دوسرے کی قیمت سے یعنی اس گھر کا شفع اسکو کی قیمت سے لیگا اور اس گھر کا شفع اسکو کی قیمت سے لیگا و فی اشرا
 ثمن موجد یاخذ بحال و طلب الشفعة فی الحال و اخذ بعد الاجل و دردت و اے ثمن سے خرید کرنے میں شفع نے ثمن نقد بادت سے یا کہ شفع شفع
 فی الحال طلب کرے اور بعد مدت کے اسکو لے و لا یجمل باعلی مشتری لو اخذ بحال و جو ثمن موجد مشتری پر ہو وہ موجد ہوگا اگر شفع نے ثمن طے سے اسکو لیا یعنی
 اسواسطے کہ مدت حق مشتری جو تعمیل شفع سے باطل نہ ہوگا و لو سکت عنه فلم یطلب فی الحال و صبر حتى یطلب عند حلول الاجل طلبت شفعه خلافا لابی یزید
 اور اگر شفع ثمن موجد سکر جب رہا اس نے سوائے شفع فی الحال طلب نہ کیا اور صبر کیے رہا یہاں تک کہ طلب کیا مدت کے آنے کے وقت تو شفع باطل ہو گیا
 بر خلاف ابی یزید کہ آگے نذر یک باطل نہ ہوا و یاخذ بمثل الخمر و قیمتی الخمریران کا ان البائع و مشتری و شفع و میا لاد ان کیوں البائع ایضا و میا والا
 یفسد البائع طلبت الشفعة ابن کمال معزا لم یسوط و شفع شل شراب اور سو کی قیمت سے لے اگر بائع اور مشتری اور شفع ہر واحد می ہو یہ قید ضروری کہ
 بائع می دمی ہو اگر بائع دمی نہ ہوگا تو مع فاسد ہوگی شفع ثابت نہ ہوگا چنانچہ ابن کمال نے بیان کیا جو مبطو کی طرف نسبت کر کے و یاخذ بقیمتها الما
 لو کما و شفع مسلم المنة من قبلہا و تملکها و شفع لے شراب اور سو کی قیمت سے کہ بدل لے لے اگر شفع مسلمان ہو سبب منوع ہونے مسلمان کے شراب
 اور سور کے ناک کرنے اور ناک ہونے سے یہاں سوال در دقت ہے کہ خمر کی قیمت اسکے ذات کے قائم مقام ہوتی ہے اسواسطے کہ ثابت ہو چکا جو کہ قیمتی کی
 قیمت لینا اسکی ذات کے لینے کے برابر ہے تو در جب ہو کہ سلم پر تملیک قیمت خمر حرام ہو بخلاف قیمت شراب کے کہ اسکے فعل ہونے سے اسکی قیمت لینا اسکی
 ذات کے لینے کے مانند نہیں اسکا جواب شارح نے آمندہ قول میں و باقم قیمتی الخمریر ہنا قائم مقام الادرا مقام الخمریر و لذلہ الا حرم تملیکها بخلاف ہر و علی ہذا
 پیر معلوم کر کہ خمر پر کی قیمت یہاں یعنی شفع لینے میں گھر کی قائم مقام جو خمر پر کے قائم مقام ہو اور اسی دے اسکی تملیک سلم پر ان میں بخلاف دا و جوے دمی کے عاشر
 م یعنی قیمت خمر یہاں گھر کا بدلہ نہ خمر پر کا عوض جو اسکی تملیک حرام ہو بخلاف ہر و علی ہذا عاشر یعنی اگر دمی شراب اور سور سے کہ عاشر پر گذرے تو وہ اس
 سے کچھ نہ لے گا شراب کا حکم تو ظاہر ہے اور خمر پر کی وجہ یہ کہ اسکی قیمت لینا اسکی ذات کے لینے کے برابر ہے اور سلم کو اسکی ذات کا لینا جائز نہیں تو اسی

طرح اسکے قائم مقام کا لینا درست نہیں اور یہ ان قیمت سوائے خنزیر کے اور خیر کا بدلہ نہیں ہو سکتی کذا فی المطاوی و طریق معرفۃ قیمتہ الخ و خنزیر
 بالرجوع الی ذی اسلم و فاسق تاب و لو حلفت فیہ فاقول للشری عنایہ او طریق خیر و خنزیر کی قیمت کے معرفت کا رجوع کرنا ہی اس ذی کی طرف
 جو مسلمان ہو گیا یا اس مسلمان فاسق کی طرف جسے توبہ کی شرا بخواری سے اور اگر شفیع اور مشتری خیر اور خنزیر کی قیمت میں مختلف ہوں تو مشتری کا قبول
 مقبول ہوگا کذا فی الغنایہ و یاخذ الشفیع بالتمن و قیمتہ البنا و الخ و سخی الطاع کما فی الغصب و شفیع شفعہ نے شمس سے اور اس عمارت اور
 درخت کی قیمت سے جو سخی قلع ہو چنانچہ غصب میں مذکور ہو چکا قلت و اما لو دہنا بالادان کثیرہ او طلاء یا بعض کثیر خیر شفیع میں ترکہا اور اخذنا و طلاء
 ما زاد الشفیع فیما التعذر نقضہ و لا قیمتہ نقضہ بخلاف البنا و ما دی الزاہدی اور اگر مشتری نے بہت رنگوں کا روغن لگایا غرض میں یا بہت بکھاری کی زمین
 تو شفیع غرض اس گھر کے چھوڑ دینے میں یا اسکے لینے میں اور اس قدر کے دینے میں جبکہ گھر کی قیمت رنگ آمیزی سے زیادہ ہو گئی بسبب تعذر ہونے نقص
 رنگت کے اور حالانکہ اگر گھر کے رنگ کی کچھ قیمت نہیں بخلاف نقص عمارت کہ اسکی قیمت کچھ باقی رہتی ہو کذا فی ما دی الزاہدی لو نہی مشتری
 او غرس او کلفت الشفیع مشتری قلعہا شفیع شمس اور قیمت عمارت اور درخت کی دے کر لے اگر مشتری نے عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے ہوں
 یا کہ شفیع مشتری کو عمارت کھودنے اور درخت اکھاڑنے کی تکلیف دے الا اذا کان فی قطع نقصان الارض فانہ اشفیع لہ ان یاخذ باس قیمتہ البنا و الخ و
 معلومہ غیر ثابتہ ہستانی مگر جبکہ اکھاڑنے میں زمین کا نقصان ہو تو شفیع کو جائز ہو اسکا لینا کھودی عمارت اور اکھاڑنے درخت کی قیمت کے ساتھ
 کذا فی ہستانی و عن الثانی ان شار اخذ بالتمن و قیمتہ البنا و الخ و ترک و یہ قال اشافی و مالک طلائینی فیما غیرہ فیہ حق اقوی و لا یقدم علیہ فیقیمہ
 اور ابو یوسف سے روایت ہے اگر جائے شفیع کیوں شمس و عمارت اور درخت کی قیمت سے یا جائے کچھ چھوڑ دے یعنی قطع عمارت کی تکلیف نہیں دے سکتا یہی کہا جا رہا تھا
 اور مالک نے ہم اسکے جو اس میں کہتے ہیں کہ مشتری نے اس میں عمارت بنائی جس میں غیر مشتری کا قوی تر حق ہو و لہذا وہ مقدم ہو گیا اسکے لینے میں مشتری پر
 اسکو نقص عمارت اور درخت میں ہی اختیار ہوگا لکھا ناقض الشفیع و جمیع تصرفاتہ ای مشتری حتی الوقت و مسجد و مقبرہ و اہلہ و زعلی و ذرا بری طرح
 منقوض کر دینا ہو شفیع مشتری کے سبب تصرفات کو یہاں تاک کہ وقت اور مسجد اور قبرستان اور یہ کو بھی کذا فی الزاہدی و ان ابی ہم یعنی اگر مشتری نے خریدنے کے بعد
 اسکو وقف کر دیا یا مسجد بنائی یا قبرستان کیا یا کسی کو ہبہ کر دیا تو شفیع ان سبب تصرفات کو دفع کر سکتا ہو طحاوی نے ہستانی سے نقل کیا کہ ظہم میں ہو کہ نقص
 مسجد اور پیش حق ہو جائز نہیں اور شفعہ شفیع کا باطل ہو و اسد علم و اما الارع فلا یقطع استحسانا لانا لہ نہایت معلومہ و یہی بالا جرا و زرعت تو لہ اکھاڑی ہو
 اسواسیکہ کہ اسکی نہایت معلوم ہو اور لکھا باقی رہنا بوضاحت کے ہوگا یعنی اگر مشتری نے خریدنے کے بعد زرعت کی زمین میں تو وہ قائم ہوگی جنگلی تاکہ مشتری
 پر اسکی اجرت لازم ہوگی ورجع الشفیع بالتمن فقط ان اخذ بالشفعہ ثم نہی او غرس ثم اتحت و لا یرجع بقیمتہ البنا و الخ علی احد الا ان یسخر و بخلاف
 مشتری اور شفیع شمس کو بھیڑے اگر اسے شفعہ کے سبب سے یا پھر اس میں عمارت بنائی یا درخت لگایا پھر وہ زمین غیر بائع کی ملک ہو گئی اور عمارت اور درخت
 کی قیمت شفیع کسی شخص سے نہ لگایا اس واسطے کہ اسکو کسی نے نہیں نہیں دیا بخلاف مشتری و یاخذ کل تمن ان خربت الدار و جفت الشجر بلا فعل احد الا ان
 ان تمن یقابل الاصل لا الوصف اور شفیع کل تمن سے اگر گھر خود جو دویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ تمن مقابل ہو تا ہی اصل
 بیع کے نہ اسکے وصف کے ہم عمارت اور درخت وصف خانہ اور باغ نہیں بلکہ تابع ہیں تو یوں کہتا ہوں کہ تمن اصل کے مقابل ہو تا ہی نہ تابع کے
 کذا فی المطاوی و ہذا اذا لم یتم شمس نقض او شمس اور یعنی در صورت ویرانی خانہ اور جنگلی باغ کے کل تمن سے لینا ہو تو شمس جبکہ بنا منقوض ہو جائے
 کی لکڑیوں سے کچھ باقی نہ رہا ہو طحاوی و اخذہ مشتری لا یفصل لہ من الارض حیث لم یکن تبعا لارض فقط حصۃ من تمن بقیمتہ تمن علی قیمتہ الدار و الخ و یفصل
 قیمتہ نقص یوم الاخذ زعلی سوا اگر عمارت کا مصالحہ اور لکڑی باقی ہو اور مشتری نے اسکو لینا بسبب اسکے جدا ہونے کے زمین سے کیونکہ وہ زمین کا بائع باقی

ذرا تو بقدر اسکے حصہ کے من سے سا قط ہوگا تو من بامثل جاسے مگر کی قیمت پر جو یوم انعقد تھی اور مقوض کی قیمت پر جو شفع کے لینے کے دن پر کذا فی الزمعی
 قلت علوم یاخذہ مشتری کان ہلک بعد انفصالہ لم یسقط شی من ثمن لعدم حصہ ازہو من التوابع والتوابع لا یقال لمباشی من ثمن بالاضافۃ لشفعہ تحت
 الشفعۃ الی شفع فقہ ہلک ما دخل تبعا قبل قبض ولا یسقط بطلانہ شی من ثمن قالہ شیخنا میں کہتا ہوں سو اگر مشتری مصالحہ اور لکڑی کیلئے اس طرح پر کہ
 وہ تلف ہو جائے جدا ہونے کے بعد زمین سے تو من میں سے کچھ سا قط نہ ہوگا مشتری کے عدم حصہ کے سبب سے اس واسطے کہ مصالحہ اور لکڑی توابع ہے جو
 اور توابع کے مقابلے میں کچھ من نہیں پڑتا اور شفع کے لینے سے سبب شفعہ کے عقد کو مگر شفع کی طرف ہو گیا تو جو چیز بعد داخل سے ہی وہ قبل قبض ہلک ہوگی
 تو ایسی صورت میں کچھ من سا قط نہیں پڑتا یہ کہ اس پر ہمارے ہوتا ذخیرہ زمین ملی ہے بخلاف ما اذا تلف بعض الارض بغير حق حیث یسقط من الثمن
 حصہ لان انفصال بعض الارض علی زعمی بخلاف اس صورت کے جبکہ کچھ زمین تلف ہو گئی بسبب ڈوب جانے کے کہ وہاں بقدر اسکے حصہ کے من سا قط ہوگا اس واسطے
 فوت ہونے والا بعض ہی اصل سے کذا فی الزمعی ویاخذ بشفعہ اخر حصہ من ثمن ان نقض مشتری لہنا لانه قصد الاتلاف و فی الاول لانه ساقط
 وقسم الثمن علی قیمت الارض والبناء یوم انعقد بخلاف ہند اسہ کام مقوضہ بالجس اور شفع لے حصہ زمین کے ثمن کے عوض اگر مشتری نے عمارت گھر کی
 ڈھائی اس واسطے کہ اسے تلف کر ڈالنے کا ارادہ کیا اور اول میں یعنی جبکہ خود جو عمارت ویران ہو گئی قیمت آسانی تھی اور من مقوم ہوگا زمین اور عمارت
 کی قیمت پر جو یوم انعقد تھی بخلاف اسکے منہدم ہو جانے کے کہ وہاں یوم الاخذ کی قیمت معتبر ہوگی چنانچہ مذکور ہو چکا حصہ مقوض ہو اس واسطے سا قط ہوگا
 کہ مقوض مال مقوم ہو جائے مشتری کے سبب سے ونقص الاجنبی نقصانہ ای مشتری اور اپنی شخص کا عمارت توڑنا مشتری کے توڑنے کے مانند جو حکم
 میں یعنی بقدر اسکے حصہ کے من سا قط ہوگا ونقص بالکسر المقوض لہ ای مشتری کو میں شفع اخذہ لوال تبعیتہ بانفصالہ ونقص کسر والی یعنی مشتری
 کا جو اور شفع کو اسکا لینا نہیں چاہیے کیونکہ زمین سے جدا ہونے سے اسکا تابع نہ رہا ویاخذ بتمیرا استحسانا لاتصالہ ان تباع ارضا وملا وقر او قر بعد اشتراکی
 بیدہ اور شفع لے اسکے چلوں کو ساتھ تحسان کی وجہ سے اگر مشتری نے زمین درگچہ کے درخت اور پھل خرید کیے یا کہ پھل لے خرید کے بعد مشتری کے قبض
 میں بسبب متصل ہونے چلوں کے درخت سے وان جہ مشتری فلیس لشفع اخذہ امام اور اگر مشتری نے پھل توڑ لیے تو شفع کو پھل لینے کا اختیار نہیں
 یہ پھل گزشتہ یعنی پھل تابع ہیں نہ پھل اور تابع ہونا انفصال سے راکل ہو گیا اور ہلک بآفہ سماویۃ وقد اشتراک ثمرہما سقطت بھتہ من ثمن فی
 الاول ای شراک ثمرہما وبطل الثمن فی الثانی بعد قبض یا باع تلف ہو گیا آفت آسانی سے اور حالانکہ اسکو مشتری نے اسکے چلوں کے ساتھ
 خرید کیا تھا سا قط ہوگا اسکا حصہ من سے اول میں یعنی جس باغ کو پھل کے ساتھ خرید کیا اور کل ثمن سے شفع لیگاتانی میں یعنی جہاں پھل پیدا ہوا مشتری کے
 قبض میں بسبب حادف ہونے پھل کے بعد قبض کے یعنی تو مقابل اسکے کچھ من واقع ہوگا قضی لشفعہ لشفع لیس لہ ترکما شرع وہاں نہ تحول الشفعۃ لہ
 بخلاف ما قبل انفصال قاضی نے شفع کے واسطے شفعہ کا حکم کیا تو اسکو اسکا چھوڑنا جائز نہیں کذا فی شرح الوہابیہ بسبب پھر جانے عقد کے شفع کی طرف
 قضا کے سبب سے بخلاف اصل قضا کے مطلب فی بیع فاسد وقت انقطاع حق البائع اتفاقا طالب شفعہ کو بیع فاسد میں انقطاع حق بانی کے
 وقت ہر باتفاق و فی ہبتہ بعض شروط ولا شیء فیما وقت اتفاقا بعض اور اس میں جو بعض شروط ہیں اور حالانکہ بدین میں شیء نہیں مقابل البیہ لیس
 وقت طلب شفعہ ہر م یہ ایک روایت ہے اور دوسری روایت یہ کہ وقت عقد کے طلب شفعہ کذا فی لہا المیرۃ و فی بعض قولی اختیار رابع وقت البیع عند الثانی
 وقت الاجارۃ عند الثالث اور فضولی کی بیع میں اور خیار بانی کی بیع میں طلب شفعہ ہر وقت بیع کے ابو یوسف کے نزدیک اور اجازت بیع کی وقت ہر
 محمد کے نزدیک اختیار شفعہ وقت البیع اتفاقا مجتبیٰ اور خیار مشتری کی بیع میں بیع کے وقت طلب شفعہ ہر باتفاق کذا فی المجتبیٰ میں لم یر الشفعۃ
 بالجوہر کالتشافی مثلاً طلبہا عند حاکم یراہ یقول لہ لعل یعتقد وجوبہا ان قال نعم یعتقد ذلک حکم لہ بہا والا یقلل لہ حکم فیہ و ہذا زیہ جو شخص شفعہ

جو ارکا مقصد ہو چنانچہ ثانی نہ سبب نکلا اور وہ شفیع طلب کرے اس حاکم کے پاس جو شفیع جو ارکا مقصد ہو تو حاکم اس سے کہے کہ تو شفیع جو ارکا مقصد ہو
 مدعی کے کہ ان میں اسکا اعتقاد رکھتا ہوں تو اس کے واسطے شفیع کا حکم دے اور اگر مدعی وہ نہ کہ تو حاکم حکم نہ دے خبرت شفیع کا کہ ان فی المیتۃ والبرزخ
 ایک قول ہے اقول المیتۃ سے اور یہ طوائف کا قول حسن اقول یہ کہ حاکم حکم نہ دے کیونکہ مدعی کا مقصد میناں فی دیر سراقول یہ کہ حاکم حکم دے
 اس واسطے کہ حاکم تو اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہی ضرور ہو کہ ان فی المیتۃ والبرزخ سبب لطلب لکون القاضی لایرا با فومذ و شفیع نے سبب طلب
 شفیع میں تاخیر کی اور اس کے تافضی وقت وجوب شفیع کا مقصد نہیں تو شفیع معذور ہے یعنی اس غدر سے تاخیر طلب شفیع نہ ہوگی دیکھو اس طلب میں لقاضی غصہ ہوا
 بخلاف بہت لہو دیکھا ماتی اور یہی طرح شفیع تاخیر طلب میں معذور ہے اگر اسے قاضی سے شہری کا حاضر کرنا طلب کیا سو قاضی نے مانا یا شہری نے حاضر ہوا کہ ان
 ذکرہ ابو سعید بن خلفان یہودی کے بہت کے چنانچہ آگے آدیکھا یعنی اگر یہودی یوم السبت کی تعطیل کے سبب یا نصرانی یوم الاحد کی تعطیل سے طلب شفیع میں تاخیر کیا
 تو معذور نہ ہوگا کہ ان فی شہری شہری ارضیا بمانۃ فرخ تراہا و باء بمانۃ تم اخذ ما شفیع التشفیع اند با تحسین لان منما یقسم علی فیتۃ الاض یوم الشرا قبل یوم الشرا
 و علی فیتۃ التراب لای باء و ہما سو ایک شخص نے زمین خرید کی سودم کو بچھڑا مٹی اٹھائی اور سودم کو چھڑا اس میں تو شفیع نے کیا سبب شفیع کے تو شفیع کو
 ۵۰ دم سے لے سو ایک زمین کا فتن یعنی سودم باننا جانے زمین کی قیمت پر جو خرید کے دن مٹی لینی سے پہلے اور اس مٹی کی قیمت پر جس کو اسے بیج لیا اور
 دونوں قیمتیں برابر ہیں مخطاوی نے کہا یہ تحلیل ظاہر نہیں مگر جبکہ دونوں کی قیمتیں عند التقاد برابر ہوں دیکھو اسکا کانت فاجواب لای تفاوت و نقال لغت شری
 ارض کسبت فیما فو ملک حاوی الارا ہدی اور اگر شہری نے زمین نہ کو مٹی سے بھر دی جیسی کہ پہلے تھی تو جواب متفاوت نہ ہوگا یعنی شفیع شکو جاس ہی دم
 سے دیکھا اور شہری سے کہا بایکا کہ کمال ہے جو زمین کو نے مٹی بھر دی ہے کہ وہ تو شہری ملک ہے کہ ان فی حادی الزا ہدی دیر شہری دار الی الحما و فلیس للتشفیع ان
 یعمل لئن یاخذ با التشفیع لانه ملک با بیع فاسد اتی قلت و سبکی انہ لا تشفع فیما یس فاسد ولو بعد فیض الاحمال لفتح نعم او یسقط الفسخ بنیاد نحوہ و جبہ ادوا
 زا ہدی میں ہے کہ گھر خرید کیا کسٹ کے کی مدت تک تو شفیع کو جائز نہیں کہ فتن معجل دے اور گھر کو جوہ شفیع ہے سو ایک شہری گھر کا مالک ہو ہے بیع فاسد
 کے سبب سے اتنی مافی کاوی میں کتا ہوں در آگے آدیکھا کہ شہر شفیع میں جہیں بیع فاسد ہوئی اگر قبض کے بعد حمال فتح کے سبب سے مان جبکہ فتح ساقط ہو جائے
 شہری کی عمارت بنانے سے اور اس کے کوئی اور تصرف سے تو شفیع واجب ہوگا وہی کہ سو اہل بشرط احوض انما بہت ملک لہو ہوب لہ اذ قبض الملک
 فلو وہب دارا علی عوض اللت و بیع قبض احد انوشین دون الاخر تم سلم التشفیع التشفیع فلو باطل حتی اذ قبض احوض الاخر کان لہ ان یاخذ الدار بالتشفیع اور
 بسو طین ہے کہ پیش شرط عوض میں تو موہوب لہ کی ملک ثابت ہوتی ہے جو وقت کل مقبوض ہو یعنی دونوں مقبوض ہوں ہوب و ہوب لہ کا قبضہ ہو جائے تو اگر
 گھر نہ کیا ہوا درم کی عوض پر پھر ایک عوض پر قبضہ ہوا نہ دوسرے عوض پر پھر شفیع شفیع سے دست بردار ہوا تو وہ باطل ہی یہاں تک کہ جب دوسرے عوض مقبوض
 ہو تو شفیع کو اختیار ہے کہ گھرے شفیع کے سبب سے و اس اہم

باب ما یثبت فی فیہ اولاً و ثانیاً

یہ باب ہو اسکا جس میں شفیع ثابت ہوتا ہے یا ثابت نہیں ہوتا اولاً ثانیاً قصداً الا فی حقار ملک یا عوض خرج ابنت ہو مال خرج ابنت ہو مال خرج ابنت ہو مال
 اگر اس عتار میں جو ملک ہوئی ہے اس عوض کے بدلے جو مال جو عوض کی قید سے یہ بلا عوض خارج ہو گیا اور مال کی قید سے نہ نکلا گیا م قصداً کی قید ہو اسے لکائی
 کہ شفیع غیر قصدی غیر عتار میں بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شہر اور فتن میں شفیع ثابت ہوتا ہے مگر کے ساتھ اور ہی طرح اشباہ میں ہے خانہ آسیا کے ساتھ اور ہی طرح
 انہر میں ارضی کے ساتھ و ان لم یکن تقسیم غلاما لثانی کرھی ای سہ ارضی مع ارضی نہایت و حمام و سر و نہر و بیت صغیر لکن فیتۃ اگرچہ عتار اور مانع عتار ہے
 نہ ہو بخلاف ثانی چنانچہ آسیا اور حمام اور گنواں اور نہر اور ایسا جو مال گھر جسکی قسمت ممکن نہ ہو یعنی قسمت کرنے سے لائق تعلق کے نہ رہے نہایہ میں ہے

کہ آسیا سے مراد آسیا خانہ ہوا آسیا کے ساتھ یعنی اشعار مذکورہ پیش شفعہ ثابت ہو کر اسے نزدیک دفع ضرر جو اس کی وجہ سے اور امام شافعی کے نزدیک شفعہ نہیں
دفع ضرر قسمت کی علت سے لائی عرض بالسکون بالیس بعقار فیکون بالبعد من طلف الخاص علی الامام شفعہ ثابت نہیں عرض من عرض بفتح اول سکون
تانی وہ چیز جو عقار ہو جو عطوفات عرض کے بعد ہیں وہ نہیں غفلت خاص کے ہیں عام پر صحت میں عرض بالسکون عبارت ہو تو اس سے اور جو چیز و
عرض ہو دینار اور درہم کے سود و فحشیں حطام دنیا و فلک خلافا للمالک اور شفعہ ثابت نہیں تاؤمین برخلاف مذہب مالک کے و بناؤن لاجل اذابیع
قصدا و لم یمنع حق الفراق خلافا لما فیہ ابن الہمال الخافہ المنقول کما افادہ شیخنا ابوالکلام شفعہ من عمارت و دخلستان میں جبکہ انکی بیع بالقصد ہو بلا قیمت ان
کے اگر بیع حق قرار کے ساتھ ہو برخلاف اسکے جو کہ ابن ابی کمال بھی ہو سبب اسکے مخالف ہونے کے منقول ہے چنانچہ عمارت استاد فیر الدین علی نے انکو بیان کیا ہے
لا فی ارش و صدقہ و رہتہ بالبعوض شرط اور شفعہ ثابت نہیں بھرت میں اوصدقہ اور بہ بلا عوض شرط میں اگر ایک شخص گھر کا مالک میراث کے
سبب سے ہو تو نہیں شفعہ نہیں کہ انی الدرد و در قسمت اوجہلت اجرة و بدل خلع او عتق او صلح عن عم عمار و اور ان قول بعضہما ای الدار مال لا یصح
البيع تابع فیہ اور اس گھر میں شفعہ نہیں جسکی قسمت ہو گئی شرکون میں یا وہ گھر اجرت یا بدل خلع یا بدل عتق یا بدل صلح کا دم عمار سے ٹھہرا گیا یا گھر مقرر کر دیا
اگرچہ بعض گھر کے مقابلہ میں لاقع ہو اوسو اسطے شفعہ نہیں کہ بیع کے معنی ہیں تابع میں ہم بعض گھر کے مقابلہ میں لاقع ہونے کی صورت یہ کہ بیع
زوجہ سے نکاح کیا ایک گھر کے گھر برابری شرط کہ زوجہ زوج کو ہزار درہم پھر دے طحاوی نے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ مصنف بیع سے مراد بیع کے ہر ایک انبات کہ اجرة
عطف ہوتا اوسو اسطے کہ جب کہ گھر بدل ہو گا پھر اسطے کہ زوجہ ہر کے بدلے زوجہ کو گھر دے تو نہیں شفعہ ثابت ہو گا چنانچہ زیلعی میں مذکور ہے اوسو اسطیکہ وہ بدلہ
ہو مال کا مال سے اوسو اسطیکہ بدلہ ہو اسکا جو زوج کے ذمہ رہا یعنی ہر دو اجناس فی حصۃ المال او صاحبین ہر نے شفعہ واجب کہا جو حصہ مال میں لای شفعہ
گھر مال کے مقابلہ میں پڑا اتنے میں صاحبین رہ کے نزدیک شفعہ واجب ہے اور ورجع بخیار البائع و لم یسقط خیارہ فان سقط وجبت انی طلبت عند سقوط
اخیار فی البیع و قبل عند البیع و بیع یا اس گھر میں شفعہ نہیں جو بیع ہوا بائع کے اختیار پر اور ہوز اسکا اختیار ساقط نہیں ہوا پھر اگر ساقط ہو گیا تو شفعہ واجب
ہو گیا اگر شفعہ نے سقوط اختیار کے وقت طلب کی قول صحیح میں اور بعضوں نے کہا کہ بیع کے وقت طلب کی اور اس قول کی بھی صحیح ہوگی ہر او بیعت الدار
بیع فاسدا و لم یسقط فسخ فان سقط حق فسخ کان فی التشری فیما ثبتت الشفعۃ کما یأس گھر میں شفعہ نہیں جسکی بیع فاسد ہوئی اور ہوز اسکا فسخ ساقط
نہیں ہوا پھر اگر اسکا حق فسخ ساقط ہو گیا چنانچہ شتری نے یہاں کہ عمارت بنائی تو شفعہ ثابت ہو گا چنانچہ مذکور ہو حکام اسی طرح ہمہ سے اور زمین
وینے سے حق فسخ ساقط ہوتا ہے تو شفعہ قیمت دے کر شفعہ لگا کہ انی الریعی اور بخیار رویتہ او شرط او عیب بقضاً و متعلق بالاخر فقط خلافا لما فیہ
المصنف تبعا للدر یار بیع ہو بخیار رویتہ یا بخیار شرط کے سبب سے یا بیع ہو بخیار عیب سے حکم قاضی شارح نے کہا بقضاً فقط اخیر یعنی عیب سے متعلق اگر
برخلاف اسکے جو مصنف نے شرح میں بیان کیا ہے و در کا تابع ہو کہ مصنف نے شرح میں کہا کہ بقضاً متعلق ہر دوسے تو مسائل تشریح حکم قاضی متعلق
ہو گیا حالانکہ ایامین چنانچہ کلام مزاجی ہر جا اسکے مخالفہ ہو کہ انی المظاہر وی بعد کما مست ای او بیع و بعت الشفعۃ ثم رد البیع بخیار رویتہ او شرط
ماکان او عیب بقضاً فلا شفعۃ لانه فسخ لا یصح رویتہ ہو تاہم شفعہ کے بعد یعنی جب بیع ہوئی اور شفعہ سے شفعہ نے انکار کیا پھر بیع پھر دیا گیا بسبب خیار
الر ویتہ کے یا بسبب خیار شرط کے یا رویتہ ہو بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے تو شفعہ نہیں اوسو اسطے کہ یہ بیع نہیں ہر بیع یعلت ہر مسائل تشریح حکم قاضی
شفعہ واجب ہوتا ہے بیع کے بعد یعنی فسخ بیع کے بعد بخلاف الروی بسبب بعد بقضاً او باقالتہ فان لم یشفعہ لان الروی بسبب بقضاً و الاقالتہ
بشرط بیع ہند اور خلاف رویتہ عیب سے قبض کے بعد بدون حکم قاضی کے یا اقداسے اوسو اسطے کہ شفعہ کیو اسطے شفعہ ثابت ہے اوسو اسطیکہ عیب سے بیع
بدون حکم قاضی کے بشرط بیع کے ہر شروع سے اور طریق اقدالہ بیع ہوا گناہ ہر اوسو اسطیکہ عیب سے بقضاً پھر لینا چو کہ وجب نہیں اور باوجود اسکے

صحیح ہر امام کے نزدیک اپنی بعد بلوغ کے صغیر اسکو طلب نہیں کر سکتا خواہ یہ قیمت اکثر یا مساوی یا اقل ہوئی ہو اور امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ در صورت مسأدا
یا قلت قیمت تسلیم باب اور وصی کی بطل شفیع نہیں لوکیل بطلبہا اذ اسلم شفیعہ او اقر علی لموکل تسلیم شفیعہ لوکان تسلیم والا فزاد عند القاضی والا
لم یصح لکن یخرج عن خصوصہ طلب شفیعہ کا وکیل جبکہ شفیعہ تسلیم کرے یا اپنے موکل تسلیم شفیعہ کا اقرار کرے تو تسلیم صحیح ہے اگر تسلیم اور اقرار قاضی کے پاس ہو اور
قاضی کے حضور میں نہ ہو تو صحیح نہیں لیکن وکیل خصوصت سے خارج ہو جائے تو اسکو تسلیم و تسلیم تسلیم و تسلیم تسلیم و تسلیم تسلیم کا اختیار کرتا ہے تسلیم و تسلیم
باب یا وصی کو تسلیم کا اختیار ہے اور غرض ہے بیع کے وقت کوکب کیا طلب شفیعہ سے صغیر کو اسلے تو یہ سلوک بجائے تسلیم ہے و بطلبہا صلحہ نہما علی عوض اسے
غیر شفیعہ لیا یا تو اور شفیعہ باطل کرتا ہے صلحہ کرنا شفیعہ کا شفیعہ سے عوض پر یعنی عوض غیر شفیعہ پر بدلیل آمینہ قول آمینہ یہ ہے دوسرے کے بعد ولو صلح علی نصف شفیعہ
و علیہ ردۃ لانه ردۃ لورفع پر عوض کا پیر دنیا واجب ہے اسواسلک وہ ثروت ہرم جو نیکہ شفیعہ عبارت ہے حق نمک سے بلا ملک اندھا کا عوض لینا صحیح نہیں
و بطلبہا شفیعہ بمال لا یلزم المال اور شفیعہ کو باطل کرتا ہے چنانچہ اپنے شفیعہ کا مال سے اور اس سے بیع مال لازم ہوگا یعنی اسواسلک وہ ثروت ہے و کذا لکنا لہ بخلاف
القوادری طرح کفالت باطل ہو جاتی ہے بیع سے بخلاف قصاص کے کم کفالت سے یہاں مرد و حاضر ضامن ہے یعنی اگر صاحب حق نے حاضر ضامن کے لکھامین قریب
ماتر حاضر ضامن چھاپا ہونے مال پر تو حاضر ضامن ساقط ہو جائیگی اور مال واجب نہ ہوگا بخلاف قصاص کے کہ اسکا عوض لینا درست ہے اور اسی طرح ملک نکاح اور سقاط
رقی کا عینا ضرر درست ہے اسواسلک ان خیامین ملک ثابت ہے ولو صلح علی اخذ نصف لہ بعض ثمن صحیح اور اگر شفیعہ نے صلح کی نصف لکھ کے لینے پر عوض
بعض ثمن کے تو صحیح ہے ولو صلح علی اخذ نصف حصہ ثمن لا یجوز لہ ثمن عند الاخذ و لہ نصف شفیعہ اور اگر شفیعہ نے صلح کی لکھ میں سے ایک کان کے لینے پر بقدر
حصہ کے ثمن کے تو صحیح نہیں بسبب مجبول ہونے ثمن کے لینے کے وقت اور اس صلح غیر صحیح سے شفیعہ شفیعہ کا ساقط نہ ہوگا نصف لکھ کی صلح میں ثمن مجبول نہیں اسواسلک
کہ نصف لکھ کا ثمن نصف ثمن سے مسمی ہے اور تمام لکھ میں سے ایک کو ٹھری یا ایک دالان کا ثمن معلوم نہیں لکھ کتنا ہے لکھ اسلک سابقہ میں صلح صحیح اور شفیعہ باطل اور
اسنسلک میں صلح غیر شفیعہ اور شفیعہ ثابت ہے و بطلبہا موت اشفع قبل الاخذ بعد الطلب و قبلہ دلا تورث خلافا لالشافعی و لوبات بعد لقضاء لا یطل او شفیعہ کو
باطل کرتا ہے شفیعہ کا موانا شفیعہ لینے سے پہلے طلب کے بعد یا قبل طلب کے اور شفیعہ مودث نہیں ہوتا بظان شافعی کے اور اگر شفیعہ مر گیا قاضی کے حکم کرنے کے بعد
تو شفیعہ باطل نہ ہوگا و بطلبہا ان یہ کہ شفیعہ تو عبارت ہے جو مرد حق نمک سے اور وہ باقی نہیں تھا صاحب حق کے مر جانے کے بعد تو اس میں کیونکر میراث جاری ہو
لذا فی الدرر لا یطلبہا موت اشتری بقضاء اشتری شفیعہ کو باطل نہیں کوئی خستری کی موت بسبب باقی رہنے مستحق کے یعنی شفیعہ کے و بطلبہا بیع ما لشفیعہ قبل
القضاء بالشفیعہ مطلقا علیہ ہر امام لا ورجح زمین اور لکھ کے سبب سے شفیعہ لیا جاتا ہے اسکا بیعہ الناقب اسلک کہ قاضی ثبوت شفیعہ کا حکم کرے ہر طرح بطلان
شفیعہ کا خواہ شفیعہ کو اس لکھ کی بیع کا جسکا وہ شفیعہ ہر علم ہو یا نہ ہو و کذا لو صلح بالشفیعہ بیعہ و مقبرۃ او وقفہا سجلا در اور اسی طرح شفیعہ باطل ہوتا ہے اگر اس مقام
جسکے سبب سے شفیعہ ثابت ہوتا ہے چھ بنائی یا قبرستان یا وقف محل قرار دیا کہ فی الدرر یعنی اسواسلک شفیعہ ثابت ہوتا ہے ملک سے اور بیعہ وغیرہ سے ملک
زائل ہو جاتی ہے لکھ شفیعہ ثابت نہیں ہوتا بشرطیکہ قاضی نے ثبوت شفیعہ کا حکم دیا ہو و لا شفیعہ ثابت ہوگا کہ فی الخطا وی دلو باع بشرط ان یأخذ نصف لہ
بقضاء السبب و جبکہ سبب سے شفیعہ حاصل ہوتا ہے اسکو بچا بشرط اختیار اپنی ذات کے تو شفیعہ باطل نہیں ہوتا بسبب باقی رہنے سبب یعنی سبب تحقیق شفیعہ کا ملک ہے
اس مقام کی جو در شفیعہ سے متصل ہے سو ہر ملک بسبب بیع بشرط اختیار کے بائع سے زائل نہیں ہوتی و بطلبہا اشتراء لشفیعہ من اشتری اور شفیعہ کو باطل کرتا ہے خرید
کرنا شفیعہ کا مشتری سے یعنی جب شفیعہ نے در شفیعہ کو مشتری سے خرید کیا تو یہ خرید کرنا احضن ہو طلب سے اور عرض بطل شفیعہ ہو ظن دہ و کذا لکنا لہ بامنه بشفیعہ بقضاء
الاول و انتانی تو جو شخص کترہ شفیعہ مذکور سے اشتقاق شفیعہ میں یا اسکی برابر ہو تو اسکو در شفیعہ کا لینا شفیعہ سے جو شفیعہ درست ہے خواہ بقدر اول نے یا بقدر
ثانی اسواسلک کہ جب شفیعہ کا اشتقاق خرید کرنے سے باطل ہو گیا تو شفیعہ مادون کا حق بسبب زوال مانع کے ثابت ہو جائیگا بخلاف مالو اشتراک ابتدا و حث

لاشفعة لمن دون غلات اُسکے کہ اگر شفع نے گم کو خرید کیا شروع سے یعنی بائع سے اس واسطے کہ وہ ان شفع مادوں کا شفعہ ثابت ہو گا مگر سابق مذکور ہر حکم
اگر شرکاء خرید کر کے تو جابر ملاحق کو اپنے شفعہ نہیں دے گا بلکہ ایسا ہی ہے اور جابر ملاحق اور اسی طرح شفعہ کو باطل کرتا ہے اور اگر شفعہ نے مشتری
سے گم کو نہ لیا یا اسکی خرید یا اجارہ کی بات خیریت کی کذا فی ملتقی یعنی بعد علم مع کرایہ لینا یا مول چکانا دلیل بر تسلیم کی ابتدا شفعہ باطل ہوگا و طلب منہ ان
یولی عقد اشترایا شفعہ مشتری سے یہ طلب کرے کہ اُسکو عقد خرید کا متولی کرسم اس واسطے کہ مشتری سے تولیت عقد کو بطریق وکالت کے طلب کرنا تسلیم
کی دلیل ہے اور تسلیم مع بطلان شفعہ ہر لیکن خطاوی نے کہا کہ بیح التولید ارادہ ہے اور یہ مراد نہیں کہ اُسکو متولی عقد کرے بطریق وکالت کے اس واسطے کہ اس سے
شفعہ باطل نہیں ہوتا سبب اُسکے ہونے قبل عقد کے واند اعلم او ضمن الدرک مستدرک بما قرأنا فبقطل فی الکل دلیل الاعراض زلیمی یا شفعہ نفس کی ابتدا
کرے اشتقاق کے وقت شارح نے کہا ضمان درک کا مسئلہ انداز حاجت ہے سبب اُسکے کہ غرض یہ مذکور ہو چکا یعنی باب سابق میں توسیع یقینوں مورثوں
میں شفعہ باطل ہونا پر اعتراض کی دلیل سے کذا فی الزلیعی قبل الشفع انما یعتب بالفاصل ثم علم انما یعتب باقل او نبدا و شیخ راوندی عقاب قیمتیہ
البت واكثر فلم لا شفعة ولو بان انما یعتب بذاتہ او بدو صفتیہا الفت فلا شفعة والفرق بینہما ان ہذہ فی ذوالک مثالی واما یسل علیہ وان اکثر شفع
کہا گیا کہ گھر بیچا گیا بعض ہزار دم کے سو اسبیغ سلم رکھی پھر اُسکو معلوم ہوا ہزار دم سے کم ٹمن کو بیع ہوئی یا بعض گیون یا جو یا عدد دی تنقارب سے بیع ہوئی
شفع کا شفعہ ثابت ہوا اور اگر یہ ظاہر ہو کہ گھر کان دینا رون یا سباب کی عوض خلکی قیمت ہزار دم ہے تو شفعہ ثابت نہیں اور فرق دونوں میں یعنی شفاع میں اور
گیون جو میں ہے کہ یہ یعنی سباب وتعلق قیمت والی چیز ہے اور وہ یعنی گیون وجود وعدہ دی تنقارب مثالی ہے تو گاہے مثالی خیر شفع پر آسان ہو سکتی ہے اگرچہ زیادہ
ہرم مسئلہ اولیٰ میں شفعہ اس واسطے ثابت ہوا کہ تسلیم عملی گفت ثمن سے یا تعد جس سے بحرجب اُسکے خلاف ظاہر ہوا تو اُسکو شفعہ لینا جائز ہوا اس واسطے کہ رغبت
مختلف ہوتی ہے اختلاف ثمن سے تو تسلیم بعض وجہ سے کل وجہ کی تسلیم کی تسلیم نہیں اور مسئلہ ثانیہ میں اختلاف دینا اور دم سے اس واسطے شفعہ ثابت نہ ہوا کہ اگر
جنس واحد بن قیمت میں اور مسئلہ تلوع میں قیمت واجب ہے اور وہ درجہ یا دینار ہیں تو آسانی میں ظاہر نہیں کذا فی الخطاوی ولو علم ان مشتری زید تسلیم
ثم بان انه بکرقلمه لا شفعة اور اگر شفع نے جانا کہ مشتری زید سے سو اسبیغ تسلیم کی پھر ظاہر ہوا کہ مشتری تو بیکر ہے تو شفعہ کو اپنے شفعہ ثابت ہوا اس واسطے
آدمی اخلاق میں تفاوت ہیں سو پیشہ کی ہمسائی قبول ہوتی ہے اور بعض کی نہیں تو ایک کے حق میں تسلیم کرنا اُسکے غیر کے حق میں تسلیم کرنے کا مستلزم نہیں ولو علم
ان مشتری جو مع غیرہ کان لہ اخذ نصیب غیرہ لعدم تسلیم فی حقه اور اگر شفع نے جانا کہ مشتری زید سے دوسرے آدمی کے ساتھ تو اُسکو دوسرے آدمی
کا حصہ بطریق شفعہ کے لینا جائز ہوگا اس واسطے کہ دوسرے کے حق میں تسلیم حاصل نہیں ملے جلے اگرا اگر صرف بجائے لو علم کے نوٹ کرتا تو مناسب تر ہونا و ملحوظ
شراء نصف مسلم ثم بلغه شراء الكل فلم لا شفعة فی الكل وفي عكسه بان آخر شراء الكل مسلم ثم نشر شراء النصف لا شفعة له على الظاهر لان التسليم فی الكل تسليم
فی كل اباضة بخلاف عكسه اور اگر شفع کو نصف گم کے خرید کی خبر پہنچی سو اسبیغ تسلیم کی پھر اُسکو خبر پہنچی نام گم کے خرید کی تو اُسکے واسطے شفعہ ثابت ہے
سب گھر میں اور اُسکے بالعکس میں اس طرح کہ شفع کو خبر ہوئی تمام گم کے خرید کی سو اسنے تسلیم کی پھر ظاہر ہوا نصف کا خرید کرنا تو اُسکے واسطے شفعہ
نہیں ظاہر الروایت میں اس واسطے کہ کل میں تسلیم کرنا جمیع اجزاء میں تسلیم کرنا ہے و خلاص اُسکے عکس کے یعنی تسلیم میں تسلیم کی نہیں ثم شرع فی تحلیل قتال و
ان باع رجل عقارا لافرادا مثلا فی جانب احد الشفعين فلا شفعة لعدم الاتصال بغير ضعف في حیوان کا یعنی تدریس سقوط شفعہ کا بیان شروع کیا سو
یون کہا اور اگر ایک مرد نے زمین یا گھر بچا مگر مثلا ایک گرنہیں بچا شفعہ کی جانب میں تو شفعہ کو شفعہ ملے گا سبب عدم اتصال کے شفعہ کا سبب
اتصال ملک شفع تھا سو اگر اُس نے گھر یا مکان بچا یا البتہ بچا یا کل جز میں شفعہ کی جانب کی بیع کی تو اب شفعہ میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ
ملوک مستثنیٰ شفعہ کے تمام گم کو ملاحق ہو اور یہ حیلہ تو شفعہ جو اُسکے اسقاط کا والقول بان نصب ذراعاً سوداً سوداً قولی کہ ذراعاً کا نصب

سود سود و سود پر سود یعنی جو صاحب در کی طرف اسوٹیکہ صاحب در سے یوں کہتا ہے کہ وہ قایم بین جو تجارت والا فایع الا در اما نصیب ہر سود کا تیب کی
سود سے ہر شے کے لئے کہنا کہ اسکو سود کا سود ہو اسوٹیکہ کہ کلام نام موجب بین شے کی کا نصیب ہر وجہ سے کہ لا شفعہ لو وہب ہذا المقدار مشتری و
اور اسی طرح شفعہ نہیں اگر بقدر یعنی بقدر ایک گز طول میں بائع نے مشتری کو سبہ بلا عوض کر دیا اور اسے اُس پر نصیبی کر لیا مگر عدم ثبوت شفعہ کی وجہ سے کہ
جو متصل شفعہ تھا وہ موہوب ہو گیا اور موجب بین شفعہ نہیں خطا دی ہے کہ اسکا خواہ بہر قبل بیع کے ہو خواہ بعد بیع کے وان التبايع سوا منتهى ثمن التبايع
بقیہ تھا فالشفعة للحجار فی سهم الاول فقط والباقي للمشتري لا لشریک اور اگر مشتری نے اسکا ایک مثلاً دو اناجیم کو بیع کر دیا مگر خرید کیا تو باقی
کیونکہ شفعہ ثابت ہوگا فقط پہلے حصہ میں اور باقی گز مشتری کا ہوگا اسوٹیکہ کہ مشتری شرک ہو گیا بائع کا سهم اول کی خرید سے اور شرک مقدم ہو جائے
سهم اول میں اسوٹیکہ ثابت ہو کہ پہلے بیع اسی کی ہوئی اور مشتری مشتری کی بائع سے عقد ثانی کے وقت ہوئی شفعہ لینے سے پہلے اور اگر دیکر کہ شفعہ کو
خبر بیع کی نہ ہوئی مگر دونوں عقد کے بعد وحیلہ کلام ان مشتری الدرع و اسهم کل الشئ الا درہم بائع بالباقي اور تمام شفعہ کے استقاط کا یہ چلے کہ مشتری
خرید کرے ایک گز کو مسئلہ اولیٰ میں یا سهم کو خرید کرے اس مسئلہ میں تمام ثمن سے سو سے ایک درم کے اور باقی گز کو باقی ایک درم سے خرید کرے مثلاً ہزار
درم پر خرید کرنا منظور تو اس گز کا ہزار درم حصہ ۹۹۹ درم سے خرید کرے تو شفعہ کا شفعہ ہزار درم حصہ میں ثابت ہوگا ۹۹۹
درم کی شے سے اور باقی گز میں شفعہ نہیں اسوٹیکہ کہ مشتری شرک ہو گیا اور وہ حتیٰ ہر جارے کذا فی الدرر لوین کہ تخیلفہ بالدراروت یہ ابطال شفعہ کی اور
جائز نہیں شفعہ کو قسم دینا مشتری کو اس طرح کہ واسد تو نے اس فعل سے میرے شفعہ کے باطل کر دینے کا ارادہ نہیں کیا وہ تخیلفہ بالمدان اسع الاول ماکان
بلجیہ مؤذرا وہ عزایا للو غیر او شفعہ کو اس قسم دینے کا اختیار ہے کہ وہ سب بیع اول تخیلفہ تھی کذا ذکر مؤذرا وہ عزایا للو غیر بلجیہ اس بیع کو کہتے ہیں کہ بائع اور مشتری
بیع ظاہر کرین دشمن کے خوف سے اور حالانکہ وہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ وہ ہزل ہے اسکی تخیلفہ کا اسوٹیکہ اختیار ہوگا کہ وہ بلجیہ کا ذکر کرے تو بائع کی حالت ثابت
رہے گی اور شفعہ حجاز قائم رہے گا کذا فی الخطاوی وان التبايع ثمن کثیر ثم دفع ثوبا عنه فالشفعة بائع لا بالثوب فلا یغیب فیدر اگر بیع خرید کیا شے
سے پھر ثمن کی عوض لے کر دیا تو شفعہ ثابت ہوگا ثمن سے نہ کثیر سے تو اس میں خواہش نہ ہوگی مثلاً ایک گز کی قیمت سودم ہو اسکو ہزار درم کے ثمن سے خرید کیا پھر
ثمن کے عوض بائع کی رضا مندی کے ساتھ ایک تھان دیا تو اگر شفعہ دعویٰ کرے گا تو اسکو شفعہ ہزار درم کی عوض ملے گا تھان کی عوض اسوٹیکہ کہ ہزار درم کی
عوض تھان دینا دوسرے عقد ہے اور گز کی عوض تو وہی ہزار درم کا ثمن ہے ورنہ حیالہ تعین الشریک و بجا لکننا تفر لبائع اذ لم یزل الشئ ذالمتحق المتزلز اور یہ چلے
شرک اور جار دونوں کو عام ہے لیکن بائع کو مضر ہو اسوٹیکہ کہ بائع کو ثمن دینا لازم ہوگا جبکہ منزل میں غیر کی ایک ثابت ہوں فالاولیٰ بیع درہم ثمن
لبطل البصر اذ استحق تو بیع درہم ثمن کا ایک دینا سے بہتر ہے تاکہ یہ عقد صرف باطل ہو جائے جبکہ استحقاق ملک غیر کا ثابت ہو ثمن کے درہم مثلاً سو سے
مشتری کے دوسرے بیع بائع نے سودم کو ایک دینا سے مثلاً بیچا پھر جبکہ استحقاق ملک غیر کا ثابت ہوگا تو یہ عقد صرف فاسد ہوگی سوٹیکہ اب ظاہر ہو گیا کہ مشتری
کے دوسرے بیع نہ تھا تو جو مشتری نے دیا وہی بائع کو غیر دینا ہے گا یعنی دینا کذا فی الخطاوی و ذلک آخری حسن و اصل وہی استحقاق فی الامصار ذکر بقولہ و کذا
اشتری بدرہم معلومہ بوزن و قیاس مع قبضہ فلوس شیر الیہ ما و جمل قدر ما وضع لفلوس بعد قبضہ فی المجلس لان جہالت الثمن تمنع الشفعہ و قیاس بخلاف
فی المصنوعات اور ایک دوسرے جہاں بہتر و اصل تر سب جہاں مذکورہ سے اور وہی شہور ہے شہر دن میں اسکو مصنف نے اپنے اس قول سے لکھا ہے اور اسی طرح شفعہ ساقط
ہو جاتا ہے اگر مشتری نے درہم معلومہ سے خواہ تعین درہم کا درجہ ہو خواہ اشارہ سے خرید کیا اور اُس کے ساتھ مشعی غرض میں ہی دیے جنکی طرف اشارہ کر دیا گیا
اور انکی مقدار معلوم نہ ہو اور فلوس بائع نے تلف کر دیے بعد قبضہ کے مجلس کے اندر اسوٹیکہ کہ جہالت ثمن شفعہ کی مانع ہے کذا فی الدرر میں کہتا ہوں اور یہی کے
باند مصنف میں ہم جب فلوس شمار لیا یا بائع کا قبضہ ہوا تو ثمن عقد کے وقت معلوم اور تعین ثمن انہذا بیع صحیح ہوگی اور فلوس تلف ہو جانے کے بعد جہالت بعد از

شفعہ کے وقت منجبول ہو گیا معلوم نہیں کہ فلوس مذکورہ کتنے تھے اور حالت من شفیعہ کے وقت ثبوت شفیعہ کی مانع ہو چکا ہوگی کہانی مجلس کی قیہ منزع
الغبار میں مذکور نہ دریں اور اسکا تعلق دفع ضائع ہونے فلوس سے ظاہر ہوتا ہے نہ قبض سے اس واسطے کہ مدار عدم وقت مقدار ہی اور یہ برابر ہو خواہ مجلس میں
خواہ بعد مجلس کے یعنی ان شفیعہ لوقال اما علم قیہ فلوس وہی گذار ان یاخذ ما بالدرہم فیہ تھا لکھا نو شتری داما بوضو لغار للشفیع اخذ بالقبضہ
وقال لہست ثم نقل من مقطعات التیسرہ یا بوقت قلت ووقتہ فی تنویر لہما ودرہم شیعہ لکن تعقبہ فی نہ زوہر کجا ہر بانہ مخالفت للادل دانی لموتون و
الشروح مقدم علی الفتاویٰ کامرار انتہی اور لائق بقواعد فقہیہ ہر کہ اگر شفیعہ کے میں فلوس کی قیمت جاتا ہوں ودرہ فلوس تھے تو شفیعہ بے درہم
اور فلوس کی قیمت سے چنانچہ اگر شتری مخر خرید کرے متاع یا ضار سے تو شفیعہ کو گھر کا لینا متاع یا ضار کی قیمت سے جائز ہے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے کہ اگر شفیعہ
شرح میں ہر معنی نے قطعات التیسرہ سے وہ روایت نقل کی جو قول مذکور کے موافق ہیں کتا ہوں ودرہم کے موافق لکھا ہے تنویر لہما ہر حاشیہ ثبائہ میں ودرہم سے
استاد نے قول کو ثابت رکھا لیکن اس قول پر شفیعہ کے فرزند شیعہ صاحب نے اعتراض کیا ہے زوہر کجا ہر حاشیہ ثبائہ میں اس طرح کہ یہ قول مخالف قول اول کے
جو میں مذکور ہے اور جو متون و شروح میں زوہر فتاویٰ پر مقدم ہے چنانچہ یہ قاعدہ چند بار مذکور ہو چکا انتہی مانی زوہر کجا ہر حاشیہ ثبائہ میں جو مذکور ہے
وہ اسکا مفید ہے کہ شفیعہ کا قول قیمت فلوس وربعین مقدار میں مقبول نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر مقبول ہو تو اس جیلہ مذکورہ کا کچھ فائدہ نہ رہے مگر جبکہ شفیعہ ساکت ہے
گذرانی لخطاویٰ قد ساندہ لشفعہ ثبایع فاسد اولو بعد لقبہن لاشمالی لمسخ نعم اذ غلط الشفیع بالبناء ووجودہ وجب وہد علم درہم مقدم ذکر کر چکے ہیں کہ شفیعہ نہیں
آئین جبکی بیع فاسد ہوئی اگر قبض کے بعد بوجوب ضمان فسخ ہو جائے بیع فاسد کے مان جبکہ فسخ ساقط ہو جائے شتری کی عمارت بنانے وغیرہ سے تو شفیعہ واجب
ہوگا وہد علم مگر بحیلۃ الاستقاط لشفعہ بعد ثبوتہا وفاقا لفقولہ للشفیع شترہ منی ذکرہ البزازی کر وہ ہر جیلہ کرنا سقاط شفیعہ کیواسطے بعد ثبائہ میں ہو جانے
شفیعہ کے بالاتفاق چنانچہ شتری کا بول کرنا شفیعہ سے کہ تو اس منزل کو مجھ سے خرید کرے ذکر کیا ہے لکن بوزاری نے ہم شفیعہ ثابت ہوتا ہے بعد بیع کے یہ جب شتری نے
شفیعہ سے لکھا کہ مجھ سے خرید کرے تو اگر وہ خرید کر ارادہ کر گیا تو شفیعہ باطل ہو گیا یہ سقاط شفیعہ کا جیلہ ہر ثبوت کے بعد یہ بویوسف اور محمد دونوں کے نزدیک کر دے
اما بحیلۃ لدفع ثبوتہا ابتدا و عند البالی یوسف لا کرہ عند محمد مگرہ وفتی قبول البالی یوسف فی لشفعہ قیدہ فی ہر جیلہ با اذ کان کجا غیر محتاج ایہ دستہ منشی لکھا
اور ابتدا سے دفع ثبوت شفیعہ کا جیلہ کرنا یعنی تہذیب کرنا جس سے شفیعہ ثابت نہ ہو سکے سو ابویوسف کے نزدیک کر وہ نہیں یعنی ایہ واسطیکہ دفع ہر حق واجب ہونے سے
ہم سقاط حق ثابت کا اور محمد کے نزدیک یہ بھی کر وہ ہر ادبالی یوسف کے قول کا فتویٰ ہے شفیعہ میں ہر جیلہ میں جواز جیلہ کی یہ قید لگائی ہے جبکہ سائے کو اس طرح کی
حاجت نہوار محتجی شجبانے لکن خوب کہا ہے ہم منشی شبائہ شرف الدین غری نے تنویر لہما میں لکھا ہے کہ اس قول پر ختم کرنا چاہیے اس کے حسن و خوبی کے سببے شرح وقایہ
میں ہے کہ شفیعہ تو دفع ضرر جو کر یوسف شریع ہو اور تو اگر شتری ایسا شخص ہو کہ بڑے بیوں کو اس سے ضرر ہو تو سقاط شفیعہ کا جیلہ کرنا حلال نہیں بلکہ اگر شتری بیکرہ
ہو اور شفیعہ معنی ہر جیلہ کی پسند نہ ہو تو سقاط شفیعہ کا جیلہ کرنا حلال ہے وبقیہ وہ دو اگر امتی لاکوۃ ورج وایہ جیلہ جو ہرہ اور اس کے مخالف یعنی کہ ہر
جیلہ زکوۃ ورج اور تہجدہ میں گذارنی کو ہر ہر ہم متع زکوۃ کا یہ جیلہ ہر جس لال میں زکوۃ واجب ہو وہ سال میرے گذرنے سے پہلے اپنے فرزند میر کو ہر کرے
یا سال سے پہلے ہر قدر خیرات کر دے جس سے نصاب بوری باقی نہ رہے شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ جیلہ نہایت قبیح ہے کہ نجفی اختیار کرنا ہے اور فقیر دکان رزق قطع کرنا ہے اور
وعید عدم اتفاق میں داخل ہوتا ہے اور حج کا جیلہ ہر کہ آفاقی داخل ہو وقت کسی محل میں آل میر کہ عظیمین بلکہ اراکین ہوا ودرہ جیلہ سقاط ہر کام کا ہر سقاط حج کا اور
سجدہ کا یہ جیلہ کہ تہجدہ نہ ہے اور سابق اور لاحق کی تہجدہ ہے وجوب سجدہ کے خوف سے ولا جیلہ بوجودہ فی کلام سقاط جیلہ ہر زانیہ قال وطلبنا کثیر ظلم سجدہ اور
کوئی جیلہ جو نہیں تھا کے کلام میں جیلہ سقاط کر کے یوسف نے گذارنی البزازی لکھا ہے کہ بڑی نے ادھم نے شکوہ بتلائن کیا سو لکھو یہاں یا زوہر شتری جامعہ عطار اور لہما
واحد تعدد الاخذ بالشفعۃ بعد وہم فلما شفیع ان اخذ نصیب بعضہم وتیرک الباقی ولکبہ وہو ما اذا تعدد البائع وتعد شتری لایعد لال

ہو جانے کی ضرورت سے گذرانی میں الوبانیہ میں یہ تفسیر انفس قسمت کی صورت اسکی یہ کہ ایک گھر کے تین بیروسی ملاصق ہیں مثلاً ایک سے دوسرے وہ گھر خرید کر کے بانٹ لیا نصف نصف ہر شے سے پڑوسنے سے غنہ طلب کیا تو قسمت گذرہ منقوض ہوئی اس ضرورت سے کہ ہر شخص تنہائی تنہائی کا شری ہو اور دونوں شریوں میں سے ہر ایک کے پاس نصف نصف ہو اور یہ باقی نہیں رہ سکتا اختلاف ارجار و اشتری فی ملکیت لہذا لایسکین فیہا اشفع اندی ہو گا یا بالقول لاشتری لاشتری لاشتری استحقاق اشفع اختلاف کیا پڑوسی و اشتری نے اس گھر کی ملکیت میں جن میں ہر شخص رہتا ہو جو بیروسی ہو تو شری کا قول قبول ہو گا اسو اسٹیک کے وہ اختلاف غنہ کا سبب ہو و لاجار تملیکہ اسی ملکیت اشتری علی علم عند الی یوسف و یحییٰ اور بیروسی کو شری کا قسم دنیا اسکی نسبت پر جائز ہو و یوسف کے نزدیک اور اسی کا فتویٰ ہر قسم یعنی شری یون قسم کھائے کہ دوسرے گھر میرے علم میں شیخ کا ملک نہیں علم پر اسو اسٹیک قسم ہوئی کہ غیر کے فعل تخلیف ہو اور غیر کے فعل پر یقین قطعی نہیں ہوتا کما لو انکرا اشتری طلب لہو ثبوت فانی یحییٰ علی علم جیسے کہ شری اگر طلب ہو ثبوت کا سبب ہو تو اس علم پر قسم لیا گیا یعنی اسو اسٹیک جی تخلیف ہر غیر کے فعل پر و انکرا اشتری طلب لاشہاد عند لقائہ طاعت اشتری علی التبیات لانه محیط علماء دون لا لا دلای لہ اسی لہ اسی در اگر اشتری نے بی بی ملاقات کے وقت طلب شہاد سے انکار کیا تو شری قسم کھائے قطع اور یقین پر اسو اسٹیک کہ شری کا علم طلب شہاد کو محیط ہو طلب ہو ثبوت کو گذرانی کا دلای لہ اسی لہ اسی اگرچہ طلب شہاد بھی غیر کا یعنی شیخ کا فعل ہو لیکن چونکہ مخالف کے سامنے کا فعل ہر ہند قسم لازم ہوئی یہ اسوقت پر جبکہ شیخ طلب شہاد کا دعویٰ ہوا اور گواہوں سے شکوہ ثابت نہ کر سکے و لو رہنا فیہ شیخ احق دقال الی یوسف بنیۃ اشتری در اگر شیخ اور شری دونوں گواہ لارین تو شیخ کے گواہ احق اور مقدم ہیں اور

اور یوسف نے کہا کہ شری کے گواہ مقدم ہیں فروع مسائل ملحقہ شارح کے باع مانی اجارہ وغیرہ جو شیخ عا فان اجارہ بیع اخذ یا بشفعہ و الاطلت الاجارہ و ان دیا مالک نے وہ چیز کی جو غیر کے اجارہ میں ہو اور حالانکہ مستاجر کا شیخ ہو سو اگر مستاجر نے بیع اسکی جائز رکھی تو اسکو لیکھا بطریق غنہ کے یعنی اور اجارہ باطل ہو گا اور اگر بیع جائز رکھی تو اجارہ باطل ہو گا اگرچہ غنہ رد کر دسم یعنی عدم اجازت بیع کے ساتھ غنہ بھی طلب کیا تو اجارہ باطل ہو گا اسو اسٹیک کہ طلب غنہ صحیح نہیں ہے بعد ملان اجارہ گذرانی الوبانیہ شری لطفہ و الاب شیخ کہ اشفعہ و الوسی کا لاب قات لکن فی شرح الحجح مانجا فہ غنہ باب نے اپنے محل صغیر کے واسطے خرید کی اور حالانکہ باب شیخ ہو تو اسکا غنہ ثابت ہو اور وہی باب کے مانند ہر میں کتا ہون لیکن شرح حجج میں اسکے مخالف ہر سو خبر دار ہما شرح حجج میں یون ہر کہ باب کی تید اسو اسٹیک لگائی کہ وہی غنہ نہیں ہے سکتا اتفاقا اسو اسٹیک کہ غنہ لینا بنظر خرید کے ہر اور وہی کو تقیم کا مال خرید کر ناجائز نہیں اپنی ذات کے واسطے لو کانت دار اشفع لامقتہ بعض لم یح کان لہ اشفعہ فیما لازمہ فقط و لوقیہ تفریق لہ اشفعہ اگر شیخ کا گھر متصل ہو بعض سے تو اسکا غنہ فقط اسی قدر میں ثابت ہو گا جو کہ متصل ہو اگرچہ میں تفریق منفرد ہوتی ہر صورت اسکی یہ ہر کہ دو گھر کی بیع ہوئی اور شیخ کا گھر ایک ہی گھر کے پاس ہو جاو ملاصق وہ ہر کہ ہر ایک کی دیوار ملحدہ ہو اور دونوں دیواروں میں رادہ ہو مکان کی تنگی کے سبب سے یا کہ دونوں کے قبضے کے سبب سے گذرانی لفظا دی میں

اچھی و لا برار انعام من اشفع یطلبہا فقدا و ملحقا لا دیاتہ ان لم یعلم بہا شیخ کی جانب سے ابرار عام کرنا غنہ کو باطل کرتے ہیں غنہ ہر طرح سے اور دینا یہ ملحقین اگر شیخ غنہ کو نجاستا ہر صورت اسکی یہ ہر کہ ایک گھر کا تو باقی یا شری نے کہ اشفع سے کہ تو ہو کہ بیروسی لہذا کر دے ہر صورت سے جو تیری خصوصیت کہ ہادی جانب ہو سونے ابرار عام کر دیا اور حالانکہ شیخ جانتا نہیں ہر کہ انکی جانب اسکا غنہ واجب ہو ہو تو اس براہ عام سے قاضی کے نزدیک اسکا غنہ باطل ہو گا لیکن فیابینہ و میں ہر غنہ باقی رہ گیا اسو اسٹیک اگر وہ جانتا تو غنہ چھوڑتا ہر اچھا ہر میں ہر کہ غنہ کے قول پر ہر اور ابو یوسف کے قول پر برات من قبول سے برات ثابت ہو جاتی ہر قضا بھی اور دینا بھی و علیہ الفتویٰ خیرا خیر شرح منظومہ و خلاصہ و وزراء فقہاء دی میں ہر کہ گذرانی لفظا دی میں اسکی ذمہ اشتری رہنا و نجار اشفع خیر ان شہاد عطاہ بازدا لیسعہ اور ترک جبکہ شری نے عبارت میں رنگ آمیزی کی خیر شیخ آیا تو وہ غنہ ہر جانب سے اسکو آزاد ہے جسندہ اسکی قیمت رنگ آمیزی سے زیادہ ہو گئی اور چاہے غنہ ترک کو سے آخر اجار طلبہ لکن انقاضی لایرادا و مؤخر شیخ جارے طلب غنہ میں آخر کی اسو اسٹیک کہ قاضی غنہ

جو اگر اختلاف نہ ہو رکھتا تو وہ عند ذہب یہودی سمیع البیع یوم السبت فلم یطلب لم یکن عذر یہودی نے منہ پر کے دن سمیع سنی اور شفیع طلب نہ کیا تو یہ عذر خود کا
ہم یہ نہیں سکتے مگر ہو گئے کہ سابق مذکور ہو چکے ہیں قلت یوم خدمہ ان یہودی دطلب جمعہ میں لقاضی حضارہ یوم سبتہ فانہ کلشہ مفقود لایکون معہ عذر ادا کا
واقعہ الفتوی قالہ المصنف قلت وہی فی واقعات حسامی میں کتابوں یوم السبت کے عذر نہ ہونے سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ جب یہودی اپنے مدعا علیہ کا حضار
پاس ہے قاضی سے اسکے یوم السبت میں تو قاضی اسکو حاضر کر دے اور اسکا یوم السبت عذر نہ ہوگا اور یہ مسئلہ فتوی طلب ہو چکا ہے کہ اگر المصنف نے میں کتابوں میں
یہی مسئلہ واقعات حسامی میں مذکور ہے اور وہی انفع علی مشتری انہ اخیال لا یاطلوا لعلہ فی الوبانہ غلادہ قلت وسئلہ لابن المصنف نے حاشیہ میں اسباب
یہا لا فریہ علیہ فی حفظ شفیع نے مشتری پر یہ دعوی کیا کہ مشتری نے شفیع باطل کر دیا کیلکہ یہ تو مشتری سے قسم لے لے اس پر اور وہ بانیہ میں اس کے خلاف مدعی علیہ مذکور
ہو میں کتابوں میں وغیرہ سب ہم وہاں یہ کہ قول مذکور کرتے ہیں اسو اسلیکہ مصنف کے خزانہ نے اسباب کے اپنے حاشیہ میں کلام وہاں یہ کی سطح پر تائید کی ہے کہ اگر
تائید زیادہ نہیں ہو سکتی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے خلاصہ تائید مذکور یہ ہے کہ قاضی حاکم اور دوا کی کے کلام مدعی سے صریح ہے کہ مشتری قسم لازم نہیں لے سکتا بلکہ اگر
جائز بطلان شفیع کا تعلیق کرنا شرط سے جائز ہم صورت اسکی یہ کہ شفیع نے مشتری سے کہا کہ میں نے شفیع سے واسطے سلم رکھا اگر تو نے اپنی ذلت کو اسے خرید لی ہو
سو اگر مشتری نے کسی اور شخص کو اسے خرید لی تو اسکا شفیع ثابت ہو کہ ذنی الطحاوی عن ابیہ الفتوی والمفتی کہ دعوی فی قبۃ الدار و شفیع فیما یقول بحدہ الدار
درا و فیما فان صلیت الی والا انا مافی تفتی فیما ایک شخص کا دعوی ملک ہے گھر کے رقبہ میں اور شفیع کا بھی نہیں دعوی ہے تو یوں دعوی کرے کہ یہ گھر میرا ہے اور
اسکا دعوی کرتا ہوں مگر یہ گھر مجھ کو پہنچا تو بہتر ہے اور اگر پہنچا تو میں نہیں اپنے شفیع کے دعوی پر ہوں یہ مسئلہ ظہر میں یوں مذکور ہے کہ اگر ایک گھر دوسرے کے پاس کا اور
صاحبانہ اسکا شفیع ہے اور اسکا رجم ہے کہ خاتمہ میں میرا ملک ہے سو وہ دربارہ کہ اگر اسکی ملک کا دعوی کر دے تو شفیع باطل ہو جائے اور اگر شفیع کا دعوی کر دے
ملک رقبہ کا دعوی باطل ہو جائے تو وہ شخص یوں دعوی کرے کہ یہ گھر میرا ہے اور میں اس کے رقبہ کا دعوی کرتا ہوں مگر وہ مجھ کو پہنچا تو بہتر ہے اور نہیں تو میں اپنے شفیع کے
دعوی پر ہوں اسو اسلیکہ سبب ایک کلام ہے تو طلب شفیع سے سکوت ثابت نہ ہوگا کہ ذنی الطحاوی عن ابیہ الفتوی والمفتی کہ دعوی فی قبۃ الدار و شفیع فیما یقول بحدہ الدار
ظالم والا کان ظالما شفیع نے غلبہ کے عمل کر لیا گھر پر بدوین حکم قاضی کے تو اگر شفیع نے کسی عالم کے قول پر اعتماد کیا تو وہ ظالم ہوگا اور نہ فی وہ ظالم ظہر حکم
شفیع صالح ابن ہنف نے کہا کہ مجھ کو اس مسئلہ میں غرض ہے اسو اسلیکہ دروغیرہ کتب فقہ میں یہ صریح ہے کہ شفیع کی ممانعت ثابت نہیں مگر رضی یا قضاء قاضی سے چھریہ
بدون اس کے مجرد قول عالم کے اسنے ہیلا کیا تو یہ ہیلا ہو غیر کی ملک پر تو یہ صریح ظلم ہے اور اگر مجرد شتر شفیع کو تبا کیجئے تو وہ فقط گواہ کرنے سے موجود ہو جائے تو
عالم کے قول کی بھی کچھ حاجت نہیں اور نہ رضی یا قضاء قاضی کی جلی ہے کہا جب ظلم ظہر کا تو بہتر ہے یہوگی تیار علی عدد الدروس الی و شفیع درجہ تقسام و طریق
اذ اختلاف فیہ اکل فی الاشباہ چند چیز میں عدد خاص پر ہیں آپ تو دین دوسرے شفیع سے نسبت کرنے والے کی اجرت چوتھے راہ جبکہ اس میں اختلاف کریں سب سبائل
مذکورہ اشباہ میں ہر قسم دینیت کی صورت یہ ہے کہ اگر مقتول پایا گیا مکان ملک میں تو اسکی دین اس مکان کے سب مالکوں پر لازم ہوگی برابر خواہ کسی کی ملک کم ہو یا زیادہ اور
کی برابر یہ خود مذکور ہو چکی اور اجرت تقسام کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے زمین کی قسمت کر دی شریکوں میں تو اسکی اجرت تمام کے نزدیک سب برابر ہے اگرچہ ایک کا حصہ
قلیل ہو اور دوسرے کا کثیر اور صاحب کے نزدیک اجرت بقدر ملک ہو اور راہ سے کوچہ غیر نافذہ مراد اسو اسلیکہ شارع عام کسی کا ملک نہیں اور طریق کے مانند گھر کا حصہ
جبکہ اگر باب موت اس میں اختلاف کریں اسو اسلیکہ وہ لوگ چلنے اور وضو کرنے اور لڑائی چہرے اور اسباب رکھنے میں سب برابر ہیں یعنی اگرچہ ایک شخص کا دالان بڑی
ہو اور دوسرے کی کوٹھری کو تباہ کن فی حاشیہ الاشباہ لابی اسعد لا شفیع لہم نہ خانیہ شفیع کا ثابت نہیں ہر دیکے واسطے کہ ذنی انہی مبنی شفیع لا ولی لہ لا علی شفیعہ وان
نسب القاضی فیما یطلبہا جائز ہو رہے ایک لڑکا شفیع ہے جسکا کوئی والی نہیں تو اسکا شفیع باطل ہوگا اور اگر قاضی اسکی طرف سے کوئی کار برد ز قاضی کرے اور
وہ شفیع کے کیو اسلیکہ طلب کرے تو جائز ہے کہ ذنی جو ہر مشتری کی اولاد شفیع غائب فاختار انہا لکما مشتری ہم الی شفیع داغذہ ان افخار قوت المصنف غفرہ

بقدرہ والا لانا لاسندہ ان اشترکینہ مؤیدہ زادہ مؤیدہ لواقات کسائی انگر کا باغ خرید کیا اور ہکا شفع غائب ہر سو ذرت بل لائے اور شری نے انکو کا باغ
 شفع آیا اور اسے دو باغ ہر عوی شفعہ لیا اگر ذرت قبض شری کے وقت پہلے ہوں تو بقدر قیمت پلوں کے ٹھن سے ساقط ہوگا اور اگر پہلے نہ ہوگے قبض کے وقت قبض
 سے کچھ ساقط ہوگا اور اسٹیکہ محل کا کچھ نہ ترانیں میں سوقت گذار کر مؤیدہ زادہ میں وقوات کسائی فی الوہبائینہ سے یاخذ فیما شری العنیرہ اب و حسی ابو
 یوزر اور وہبائینہ ہر دو باغ شفعہ سے انہیں جو اسنے اپنے منبر زرد کو اپنے خرید کیا اور دسی نجی قسمت میں تاخیر کر قیمت کے بلوغ تک اگر قبض موت میں تاخیر کرے
 لیکن دسی کو لازم ہو کہ طلب شفعہ کرے اور ذریکے دن کو اگر کے چنانچہ خزانہ اکیل میں ہر جنسی اسو اسٹیکہ تاخیر طلب شفعہ باطل ہو جائے سے دسی تو تفریق دین
 بعتا و ولو غیر جار فا تفرق اجدر و او شفع کو جائز نہیں تفریق کرنا ان دو گھر دن کا جو سا عریح ہو سے اور وہ دونوں کا شفع ہر دو اگر شفع ہر ایک میں
 دوسرے گھر کا تو تفریق لائق تر ہو تفریق اسو اسٹیکہ دو تفریق شفعہ کے موجب ہر دو ایک گھر کا شفع ہر دو اور دوسرے کا نہیں تو تفریق جائز ہو چنانچہ سابق میں
 مذکور ہو چکا ہے و ما من شرط اقل مستقلا و کلیفہ فی انکر الاشاک انکر و اور غیر نہیں کرنا استقلا شفعہ کا جیلہ در نکالیکہ و ما من شرط اقل مستقلا و کلیفہ فی انکر الاشاک
 نہیں قصد شفعہ ساقط کرنے میں جیلہ سے اور تخلیف احد ہا قدین کی حالت انکار میں بلا شک منکر اور میویدہ شری یعنی اگر باغ یا شری عا کرین کریم نے بقلا
 شفعہ کا ارادہ نہیں کیا تو شفع کو اسے قسم لینا جائز نہیں گذار فی قاضی خان اسد علیہ السلام ہر ہر حکم

کتاب التمس

یہ کتاب ہر قسمت کے بیان میں یعنی ساجھے کی خبر کا بانٹنا سبستہ ان احد اشترکین اذ اراد الا تفرق باع تجب التمسۃ او قسم قسمت کی مسابست شفعہ سے
 یہ ہو کہ احد اشترکین جب تفرق کا ارادہ کرے تو باغ صاحب سے کر لگا تو شفعہ واجب ہوگا یا قسمت کر لگا بدوین سے کہ ہر قسم اسم لامقا قسم کا قدر وہ لا اقتدار
 لغت میں اسم ہوا قسم یعنی بابت لینے کا جیسے فدوہ اسم ہر نقد کا و شرع جامع نصیب شائع کہ فی مکان معین در شرع میں قسمت عبارت ہر ایک شخص کے
 حصہ شائع کے جمع کر دینے سے ایک معین مکان میں ہم مثلا ایک گھر کے تین شرکاء میں تو ہر شخص کا حصہ ہر جگہ اس گھر میں شائع ہو بلا تین ہر جیب اسکے تین حصہ ہو گئے
 ہر شخص کا حصہ خاص مکان میں مجتمع ہو گیا اسی معین حق شائع کا نام قسمت ہر وسیعہ مطلب اشترک اور بعضہم لا شفاع بلکہ علی وجہ خصوص فلولم و جہدیم
 لا شفع التمسۃ او قسمت کا سبب طلب کرنا ہر سبب شرکوں کا یا بعض کا اپنی ملک سے منفعت حاصل کرنے کی واسطے ہر وجہ خصوص نواشر شرکوں کی طلب نہ پائی جائے
 تو قسمت کرنا صحیح نہیں ہم مشترک چیز میں ہر شرکاء شافع لینا ہر اپنے غیر کے حصہ سے تو طلب قسمت حاکم سے یہ سوال کرنا ہر کہ انکو اپنے حصہ کے شفاع سے خاص کر دے اور
 غیر کو اسکے شفاع سے روک دے تو حاکم پر اسکی اجابت واجب ہو کہ ان فی الزلیعی و کہنا ہو الفعل الذی یصل بہ الا فراد و التمسین میں لا انصبا کر لیکل و ذریع
 اور قسمت کا کرک وہ فعل جو جس سے جد الی اور تیسرے حاصل ہو جائے حصوں کے درمیان چنانچہ یہاں کرنا اور گز سے ناپنا ہم یعنی چنانچہ کیلی خبر کو یہاں کرنا اور وزنی
 چیز کو تو لانا اور عددی چیز کو شمار کرنا اور ذریعی چیز کو گز سے ناپنا یہ رکن ہر قسمت کا کہ بدوین اسکے قسمت کا وجود نہیں و بشرط اعدم فوت التمسۃ بالقسیمۃ
 ولذا لا یقسم کا ط و حتام او بشرط قسمت کی یہ ہر کہ مشترک چیز کی منفعت فوت نہ ہو جائے ہائے سے اور ہی اسکے قسمت نہیں کیجائی دیوار و حتام او بالتمام
 ہم عدم فوت منفعت بشرط یزیر بر وقتی قسمت کی اسو اسکے قسمت سے غرض مقصود تو غیر منفعت ہر چیز جیفعت ہی زہری تو حاکم قسمت ہر چیز نہیں کر سکتا ہر ایک
 شرکاء کے طلب سے مان اگر سب شرکاء طلب کریں تو قسمت صحیح ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا و حکما تعین یصل کل من اشترک علیحدہ اور حکم یعنی قسمت کا اگر ترتیب
 معین کر دینا ہر شرکاء کے حصہ کا علوہ و علوہ و قسمل مطلقا علی معنی الا فراد و ہواخذ معین حصہ و علی معنی البساکہ و علی اخذ عوض حصہ او مطلقا یعنی شالی اور قیمتی دونوں
 میں قسمت شامل ہر معنی الا فراد و ذریعی بسا دلہ ہر افراسہ ہر انصبا ہر اپنے حق کا کام بیان نہتالی ہر کہ جو حصہ ہر شرکاء لینا ہر اسکی
 اجزا میں ہر فرد شالی ہر حصین کو یا نصف تو ہر شرکاء کا ہر تو کسکایا انداز ہو یعنی یا حق حصہ پایا اور دوسرے قسم کی شرکاء کا نفاہا ہو لیا اسکے عوض جو اسکے حصہ میں سے

اشترکین

تقسیم کیا گیا محض انکیا قرار سے چنانچہ اور صورتوں میں قسمت ہوئی جو یعنی خریدار ملک طلق کی صورت میں و لا ان برہا ان العقار عہما حتی سبنا
 انہ لہما اتفاقا فی الاصح لا یتیل انہ سہما باجارتہ او عارۃ قلمون متہ فقط و عقار محفوظ بنفسہ او مست نہ ہوگی اگر دقت ہو جائے دعویٰ کیا کہ غیر منقول آئے
 ساتھ جو یعنی انکے قبضہ میں ہر بیان تک کہ گواہ لادین آپر کہ غیر منقول نہیں دونوں کا ملوک ہو باتفاق امام اور صاحبین کے قول صحیح میں ہے کہ احتمال گھٹا کر
 کہ غیر منقول انکے قبضہ میں بطریق اجارہ یا عاریت کے ہو تو اس صورت میں قسمت حفاظت کی غرض سے لی اور حالانکہ غیر منقول بذات خود محفوظ ہو و لو برہا علی
 الموت وعدہ الوترتہ و دعویٰ عقار قلت قال شیخنا و کہ انہ منقول بالادوی معہما و فیہم صغیرا و غائب قسّم نہ نیم و غائب قسّم نہ نیم قسّم نہ نیم قسّم نہ نیم قسّم نہ نیم
 اور اگر گواہ لائے مورث کی موت پر اور دونوں کی شمار پر اور وہ یعنی مختار غیر منقول انکے قبضہ میں ہے اور دونوں میں صغیر حاضر ہو یا ایک وارث غیر غائب ہو تو در
 حاضرین میں ہے کہ بجائے اور صغیر کے وسطے ایک شخص انکے حصہ کا قبض کرنے والا مقرر کیا جائے تاکہ انکی حق ملنی نہ ہو و لا بد من البینۃ علی اصل المیراث عندہ
 ایضا خلافا لہما کامر اور ضرر ہر شہادت سے اصل میراث پر بھی امام کے نزدیک بر خلاف صاحبین چنانچہ مذکور ہو چکا اصل میراث کی گواہی یہ کہ ہر گھر کی میراث
 ہر انکے باب کی جانب سے مثلاً کنز فی الخطا وی فان برہن وارث واحد لا یقسم ذلّا بدین حضور شہین نو حد ہما صغیرا و دعویٰ لا وارث ایک وارث اگر موت
 اور عدد و ثبوت پر گواہ لاوے تو قسمت نہ ہوگی اس واسطے کہ دو دونوں کا حاضر ہونا ضروری ہے اگر چہ کہیں سے ایک صغیر ہو یا موسیٰ لہ او کانوا اسی شہکار و شہین اسی شہکار
 غیر الارث و غائب احدہم لان فی الشرا لا یصلح انما حاضر حصان الغائب بخلاف الارث یا شریک خریدار ہون یعنی شریک ہون و ہر ارث کے دو ایک شریک
 انہین سے غائب ہو تو قسمت نہ ہوگی ہر ایک کے خریداری کی شرکت میں شریک حاضر شریک غائب کی وارث سے خصم ہونے کی صلاحیت نہیں لکھنا بر خلاف میراث کے کہ کہیں
 ایک وارث اور دونوں کی طرف سے خصم ہو سکتا ہو او کان فی صورتہ ارث اختار الوضیع مع الوارث اطفال و الغائب او کان شئی منہ لا تقسم للزوم القضاء
 علی اطفال و الغائب بلا خصم حاضر غنما یا کہ مختار یا بعض مختار کی میراث کی صورتوں میں وارث صغیر یا وارث غائب کے قبضہ میں ہو یا مختار سے مجبور ہو تو
 اسکی قیمت نہ ہوگی بسبب لازم ہونے قضا کے صغیر یا غائب پر بدون حاضر ہونے خصم کے دونوں کی طرف سے خصم کی صغیر کی مانند اسکی مان ہو یا غائب کے مانند اسکا
 موضوع جو طبعی نے کہا شارح کا قول او بینه مکہ ہو گیا تن کے اس قول کے ساتھ و شئی منہ قسم المال المشترک یطلب احدہم ان یتفع کل حصتہ
 بعد التقسمۃ اور مال مشترک قسمت کیا جائے ایک شریک کی طلب سے اگر ہر شریک اپنے حصہ سے نفع حاصل کر سکے قسمت کے بعد و یطلب ذی اکثر
 ان لم یتفع الآخر لقلۃ حصتہ اور زیادہ حصہ داسے کی طلب سے قسمت کیا جائے اگر دوسرے شریک کو نفع حاصل نہ ہو قلت حصہ کے سبب سے ہم یعنی اگر
 ایک شریک کو نفع ہوتا ہو اکثر حصوں کے سبب سے اور دوسرے کو ضرر ہوتا ہو قلت حصہ کے سبب سے تو اگر صاحب اکثر قسمت طلب کرے تو قسمت ہوگی اول
 صاحب قلت طلب کرے تو قسمت نہ ہوگی یہ ضمان نے ذکر کیا ہے کافی میں کہا یہ قول صحیح ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے کہ کافی الدرد و فی الخانیۃ
 تقسیم یطلب کل و علیہ الفتویٰ لکن المتون علی الاول فلیعلموا ان او ذخانیہ میں ہے کہ مال مشترک قسمت کیا جائے صاحب قلیل او صاحب اکثر ہر ایک کی طلب سے
 اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن متون فقہ قول اول پر مثال ہیں یعنی عدم قسمت پر صاحب قلیل کی طلب سے تو متون ہی کی رویت قابل اعتماد کے ہے و ان نقصان کل
 لم تقسم الارض ہما ہم مثلا بعد دعویٰ موضوعہ بالنقصان اور اگر قسمت سے سبب شریکوں کو ضرر ہوتا ہو تو قسمت نہ ہوگی مگر سبب شریکوں کی ضمانندی سے تاکہ قسمت
 ہو نہ کہ اپنے موضوع پر شقوق ہو کہ ہم یعنی موضوع قسمت یہ تھا کہ ہر شریک نفع پاوے اپنی خاص ملک سے سو یہاں فقہ و کہ فی الجلی بان اگر سبب نہیں
 ہوں تو قسمت درست ہے کہ حق انکا ہے اور وہ اپنی حاجت سے زیادہ تر واقف ہیں لیکن فاضی انکا مباح شہر نہو اگرچہ وہ طلب کریں اور نہ انکو منع کرے کہ فی الجلی
 و فی الجلی حاکمات لہما لعلہا ان فیہ طلب حد ہما التقسمۃ ان لکن کل ان یعمل فیہ بعد التقسمۃ ما کان یعمل فیہ قبلہا تقسم و الا لا یجوزیٰ بینہ کہ ایک دکان ہے دو شریکوں
 کی حسین ذہ انکا کام کرتے ہیں سو ایک شریک نے قسمت طلب کی اور دوسرا شریک نہیں جانتا ہے تو اگر ایسا ممکن ہو کہ ہر ایک انہیں کام کرے قسمت کے

مذم تقاع کا اختیار ہو اور دوسرے کی بازی میں دوسرے کو تقاع کا اختیار ہو گا جا ہے کہ یہ دے چاہے آب رہے دوسرے کو اور اور حصہ اور اور حالت
قسم کل واحد یا منفردہ مطلقاً ولو متلازمة ادنیٰ عظمتین و معین سکین چند گھر شریک ہیں یا ایک گھر اور میں شریک ہو یا ایک گھر اور دوکان شریک ہو تو ہر ایک کی
قسمت علیحدہ علیحدہ جدا جدا ہوگی ہر حال میں اگرچہ گھر وغیرہ یا ہم متصل ہوں یا ایک شہر کے دو محلوں میں ہوں یا دو شہروں میں ہوں کنڈانی طرح سکین یعنی شریک گھر وین
اس طرح قسمت ہوگی کہ ایک گھر ایک شریک ہے اور دوسرا گھر دوسرا شریک ایسے کہ گھر دن کا مقصود نہایت غفلت ہوتا ہے باعتبار طول و در و بیرون و در جدا دہانی کے
نزدیک ہونے کے تو انکی قسمت میں برابری ممکن نہیں تو ایک شریک کا حصہ ایک گھر میں جمع کر دینا ممکن نہیں ہر دو ایس کی فائدہ دہی کے اگرچہ اور میں اور گھر اور دوکان
کی قسمت اختلاف نہیں جائز نہیں کنڈانی از لطعی اور یہ قسمت پذیر ہیں مطلقاً اور نازل اگر جمع ہوں ایک گھر میں تو قسمت پذیر ہیں اور اگر جدا جدا ہوں تو قسمت پذیر نہیں
اسو سیکہ مندرست سے زیادہ اور اسے کم ہوتی ہے تو نازل متعلقہ بیوت سے ملتی ہوئی در تباہیہ دارے کنڈانی لدر اذاکانت کلہا فی مصر و جدا ولا دوسرے گھر
کی قسمت مجتہدہ ہوگی جبکہ وہ سب ایک شہر میں ہوں یا انہوں منصف کے اس قول سے طلاق معلوم ہو گیا تو شراج کا قول سابق جو شرح سکین سے نقل کیا مگر ہو گیا و قال ان
الکل فی مصر واحد فالراۃ فی القاضی ان فی مصرین مقولہ لہما کقولہ اور صاحبین نے کہا کہ سب بیار مذکورہ اگر ایک ہی شہر میں واقع ہوں تو اس میں قاضی کی تجویز کو دخل ہے اور
اگر بیار مذکورہ دو شہروں میں ہوں تو صاحبین کا قول امام کے قول کے مانند ہے یعنی قسمت مجتہدہ جائز نہیں ہے شہروں میں اور ایک شہر میں اگرچہ قاضی اسکو بہتر ہے والا
جائز نہیں و لیصور القاسم بالقسیم علی قرطاس لہ قسۃ القاضی ولید علی سہام القسۃ اور قاسم قسۃ بناد سے کاغذ پر لگا جسکی قسمت کیا جا رہا ہے تاکہ وہ نقشہ
قاضی کے سامنے کرے اور قسم کی قسمت کے حصہ غیر تعدیل اور قسم کرے قسم سہام قسم کی صورت ہے کہ کمتر سہام کو تا مل کرے تو مقسوم کو سہی پر جاری کرے
تو اگر اقل سہام غلبہ ہو تو اسکو انلاش کرے اور اگر سہاں ہو تو اسکو اس شہر سے کنڈانی لفظا دیں شہر ویدر حدہ اور اسے اسکو یا کنڈانی کرے اسو سیکہ قسمت کی
مقدار گزے معلوم ہوتی ہے و لقیوم لہما اور عمارت کی قیمت مقرر کرے تم تقویم عمارت اسو سیکے ہے کہ عمارت کی قسمت علیحدہ ہوتی ہے تو جب زمین کی قسمت یا شمس
ہو چکی اور عمارت ایک شریک کے حصہ میں واقع ہو تو صاحب عمارت دوسرے شریک کو اسکی قیمت دے کنڈانی لہنا یہ فیقر کل نصیب بطریقہ و شہرہ اور قاسم
جد اگر دے ہر حصہ کو اسے راہ اور دہانی کی آمد کے ساتھ ہر حصہ کی راہ وغیرہ جدا کر دینے سے یہ فائدہ ہے تاکہ ایک شخص کا حصہ دوسرے شریک کے حصہ سے متعلق
نہ رہے تو تیز اور افراز کے معنی علی وجہ لہما حاصل ہوں بلقب لا یضار بالاول والثانی والثالث و لہم جزا اور قاسم حصوں کو عقب کرے اول اور ثانی اور ثالث
کے ساتھ و علی ہذا القیاس اربع او خمس بقدر حاجت کے تم ترتیب حصص حسب ہر سے چاہے شروع کرے تاکہ ہر شریک کے الزام پر فادہ ہو و فرہ کلنے کے وقت کنڈانی از لطعی
و کتب یا سیم و قسۃ القسۃ بنفس او غیر کیوں کے نام لکھے اور فرم دے سکین بلقب یا سیم ہر شریک کا نام ملندہ علیحدہ پرچہ کاغذ لکھے اور کاغذ کو مٹی یا موم کے
اندر رکھ کر گولی بنا دے جو ہر دین کے فرم و جب زمین غرض اس سے سکین قلوب ہے تاکہ کسی کی جانب در می جاوے نہ تو اگر قاضی بد و ن فرم دے اسنے کے ہر شریک کا حصہ
سکین کر دے تو جائز ہے فن شرح اسمہ و لافلہ السہم الاول و فن شرح ثانیۃ السہم الثانی الی ان غشی الی الاخیر سو چکا نام فرم میں پہلے نکلے تو اسنے لے
پہلا حصہ ہے اور چکا نام کہ دوسری بار نکلے چکا دوسرے حصہ ہے یہاں تک کہ اخیر تک پہنچ جاوے شرح دہا میں ہے کہ قاسم خانہ مقسوم میں ہر دو کے قلم سے کل فراع فی
ازرع کو شکل خشت قاسم کے خانہ بندی کرے اور چکا نام کو گزروں کے پیمائش کرے اور جدھر سے چاہے سمت شروع کرے تو اگر غرضی جانب کو اول قرار دے تو اسنے
متصل کو ثانی ٹھہراوے اور اسنے متصل کو ثالث و علی ہذا القیاس تو چکا نام فرم میں اول نکلے تو چکا حصہ جانب غرضی سے دے عمارت و زمین سے تا نیکہ لگا حصہ دور
ہو جاوے پھر چکا نام دوسری بار نکلے لگا حصہ اول کے ساتھ متصل ہے خواہ حصص مساوی ہوں خواہ متفاوت ہی ٹھہراوے زمین ہے کہ اگر عمارت شریک میں تین شریک ہوں اول کی
شریک کا سہاں اور دوسرے کا ثلث و تیسرے کا نصف ہر مثلاً تو زمین یا گھر کے حصہ سہم ٹھہراوے اور اول کو ثلث سہم اول کرے اور اسنے پاس اسکو ثلث سہم ثانی و علی ہذا القیاس
ساوین کرے اور اگر کوئی نام لکھے و فرم دے اسے چکا نام پہلے نکلے تو اسکو سہم اول دے اور اسکا صاحب رس ہو تو وہ باقی لے اور اسکا صاحب ہو تو اول سہم لے اور اسنے پاس کا دوسرا

[illegible]

فی الدار تساویتہ و ذلک لان التمسک علی التفاوت بالتراضی فی غیر الاسوال المرئیۃ جائزۃ فی رتبۃ التمسک بالاکرار لانه لیس بزنی لا الغیب بالشرع
 علی الصحیح بل بالتساوی و الامتنان لانه وزنی اور اگر شرک کو نہ شرط کی کہ ہر قسم میں وہ متفاوت ہو تو جائز ہے اگرچہ اس کے حصے گھر میں برابر ہوں اور یہ اس واسطے ہے کہ
 تفاوت پر تمت کرنا آپس کی رضامندی سے جائز ہو سوائے ان مالوں کے جن میں ہوا و پیریا ج ہو نہ ہو تو جائز ہے جس کا جائز رسیدوں سے یعنی جالی بچوں وغیرہ
 کے اٹھانے کی واسطے رسیدوں سے بنائی جاتی ہے اس واسطے کہ جس وزنی چیز نہیں جس میں بیاج کا احتمال ہو اور جائز نہیں انگوٹھا یا ناکھوڑ کی ٹوکی سے بر قول صحیح
 بلکہ قبایح یا تراویح سے اس واسطے کہ وہ وزنی ہم فتاویٰ تاضی خان کی عبارت یہ ہے رتبۃ التمسک بالجمالی ذکر فی الہدایۃ جو رتبۃ التمسک بالکلیۃ لانه لیس بزنی اتہی تو نسبت
 اس عبارت کے اکرا کا ترجمہ یہ کیا اس واسطے کہ اگر جمع ہو کر بالفتح کی اور بمعنی رسی کے ہو اور بھی احتمال ہے کہ اگر جمع ہو کر بضم کی اور وہ عبارت ہو یہاں عزت سے
 خاموس بن قیام کا ترجمہ قسط اس کیا ہے اور وہ عبارت ہے تراویح بزرگ سے تو تردید کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ انگوڑی کی قیمت بڑی یا چھوٹی تراویح سے جائز ہو دہد علم
 سفیل لہ اسی نوۃ علو مشترکان و فضل حجب و مشترک و اولو لا و علو مجر و مشترک و فضل الاخر قوم کل واحد من ذلک علی حدۃ و قسم بالقیمۃ عند محمد و یقینی صحیح و پر
 مکان دونوں مشترک و فقط یہی مکان مشترک اور اگر مکان دوسرے شخص کا اور فقط پر کا مکان مشترک اور اس کے نیچے کا مکان انفرادی خصوص کا ہو تو ان مکانات
 مشترک کی قیمت ٹھہرائی جاوے علیحدہ علیحدہ اور ہر یکوں میں قسمت کیجاے قیمت سے محمد کے نزدیک درہی قول پر فتویٰ ہر مام اعظم کے نزدیک قسمت قیمت سے نہ ہوں
 بلکہ نیچے کے مکان کا ایک گز بمقابلہ دو گز کے ہوگا اور ہر مکان سے اور ابویست کے نزدیک ایک ہی گز کے ہو اور محمد کے قول پر اس واسطے فتویٰ ہوا کہ نیچے کا مکان اس کا
 صلاحیت و کھتا ہے جو اگر کے مکان میں صلاحیت نہیں چنانچہ نہیں کو ان کھودنا اور تہ خانہ بنانا اور مٹیل کرنا وغیرہ ذلک تو وہ دونوں مکان ہنزدہ و جنسوں کے ہو گئے تو
 تعبیل اور برابر ہی ہر یکوں کے حصوں کی ممکن نہیں ہو سکتی گو قیمت سے انکے بعض الشکر کا بعد التمسک متینا رخصیہ شہد القاسمان بالاستیفاء و حقہ تقبل
 وان سببا جرنی الاصحاب ملک بعض شکر کا نہ قیمت کے پورا پانے سے اپنے حصہ کے انکار کیا اور قیمت کرنے والوں نے پورا پانے سے ان کے حق کی گواہی دی تو
 گواہی انکی مقبول ہوگی اگرچہ انھوں نے اجرت لیکر قیمت کی ہو کہ ذکر ابن ملک و لو شہد قاسم و احد لانه فردا اگر ایک قاسم گواہی دے تو مقبول ہوگی
 اس واسطے کہ وہ اکیلا ہے اور ایک شخص کی گواہی خبر نہیں و لو ادعی احدہم ان بن نصیبہ شہدا وقع فی ید صاحبہ غلطہ و ذلک ان قربا الاستیفاء و اولم یقر بہ ذکر ابیر جندی علیہ
 الابیر مان و اقرارہم و ذلک لانه قال لا یجوز لعمت لانه فضل لانه محمد علی فعل الامین ثم غلطہ اور اگر ایک شریک نے دعویٰ کیا کہ میرے حصے میں سے محمد اور اسے غلط کا
 کے میرے ساتھی شریک کے قبضہ میں پڑ گیا ہے اور حالانکہ اس نے پورے حصے کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو کہ ذکر ابیر جندی تو اسکی تصدیق نہ ہوگی مگر گواہی سے یا خصم کے اقرار
 سے یا اس کے قسم نہ ملے سے تو اگر مصنف بجا سے الابیر مان کے الاسبحۃ کہنا تو گواہی و اقرار اور دونوں سب کو شامل ہو جاتا اور اقرار استیفاء اور ادعا سے غلط سے بنا قض
 دعویٰ مدعی کا ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ اسے میں یعنی قاسم کے فعل پر عتاد کر کے استیفاء کا اقرار کیا پھر تال کے بعد اسکی غلط ظاہر ہوئی تو وہ ماخوذ نہ ہوگا اس لیے اقرار
 پر بعد ظاہر ہوجانے حق کے کہ انی الدروان قال قبضتہ فاخذ شریکی بعضہ انکر شریک لک حلفت لانه انکر اور اگر ایک شریک نے کہا کہ میں نے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر میرے شریک
 نے اس کے لیے لیا اور شریک اسکا منکر ہو تو اس سے قسم لے لے اس واسطے کہ وہ منکر و ان قال قبل اقرارہ بالاستیفاء و صابی منی لک کہ الی کذا و اولم سلم
 الی و کذا نہ شریک تھانہا و فسخ التمسک کا اختلات فی قدر بیع اور اگر ایک شریک نے قبل اقرار استیفاء حق کے کہا کہ مجھ پر پورا ہے اس میرے حصہ سے یہاں سے شریک
 اور شریک نے تمام حصہ مجھ کو تسلیم نہیں کیا اور شریک اسکا تکذیب کرنا ہے تو دونوں قسم کھادیں و قیمت نسخ کر ڈالی جاوے جیسے بقدر اربع کے اختلات میں و فیہم رتبۃ
 لازم آتی ہے کہ اگر فی احکام اتحالف فی الدعوی و لو قسم ادا و اصحاب کلا طائفۃ داعی احدہما یتبانی ید الاخر نصیبہ انکر الاخر فعلیہ لینتہ
 لانه مدعی اور اگر وہ شریک نہ ہو بلکہ بیٹا لیا اور شریک کو کچھ مکان ہو چکا ہو ایک شریک نے ایک کو ٹھہری کا دعویٰ کیا کہ دوسرے شریک کے تصرف میں اسکی میرے حصہ
 سے اور دوسرا شریک اسکا منکر ہو تو اس پر گواہی لانا واجب ہے کیونکہ وہ مدعی ہر دان قاطباً فالعبرة لینتہ المدعی لانه خارج وان کان قبل الاستیفاء علی بعض

اتفاقاً قسمت کنند اور اختلافی نہ ہو اور اگر دونوں شرکیوں نے گواہی دے کہ ہم نے توہمی کی گواہی کا اعتبار ہوگا سو اس کے وہ خارج ہوں اور اگر قبض ہو گیا ہو تو اس سے پہلے ہو تو دونوں شرک قسم کا دین اور قسمت فتح کر دالی جائے اور اسی طرح کا حکم ہو اگر دونوں حصہ دین اختلاف کریں ان ستنی بعض میں بعض حصہ
 الاقصیٰ القسمة اتفاقاً علی الصحیح اور اگر ایک شرک کے حصہ سے بعض میں اتفاق تھا تو قسمت فتح نہ ہوگی باتفاق امام اور ابو یوسف کے
 بر قول صحیح میں کہ ستنی جدا جاتی رہا حال خود میں غیر کا حق نہیں کہ ان فی الخطاویٰ فی اتفاق بعض شائع فی اہل القسمة اتفاقاً اور بعض شائع غیر میں اتفاق
 میں سب حصوں کے اندر قسمت فتح ہوگی باتفاق مذکور ہو اسلئے اتفاق شائع سے ایک اور شرک کا ظاہر ہو اور قسمت بدون اس کے صحیح نہیں و فی اتفاق بعض شائع
 میں نصیبہ الاصح جبراً اتفاقاً فی اہل القسمة منہ یخرج حصہ ذلک فی نصیبہ شرک کہ ان ستنی الاقصیٰ القسمة دفعاً للفرق تحقیق اور بعض شائع کے اتفاق میں
 ایک شرک کے حصہ قسمت زبردستی سے فتح نہ ہوگی بر خلاف ابو یوسف کے بلکہ ستنی منہ مقدر جیسے اپنے شرک کے حصہ سے اگر وہ چاہے یا قسمت کو توڑ دے
 تاکہ حصص ساری سنی ہو جائے قلت قد یجوز ہذا احتمالاً خود ہوں ستنی بعض میں نصیب کل واحد فان کان شائعاً قسمت ان کان حقیقاً فان تساویا ظاہر والا
 فالعبرة لذلک الزائد بکاملہ ظلم بغیر دبا بالذکر میں کتابوں میں ایک اور احتمال باقی ہے یہ کہ اگر بعض ستنی ہو شرک کے حصہ میں تو اگر بعض شائع غیر میں
 تو قسمت فتح ہوگی اور اگر بعض میں ہو تو اگر دونوں حصوں میں برابر ہو تو ظاہر ہے قسمت کی اور اگر کم و بیش ہو تو میں ایک کا اعتبار ہو جائے گے لہذا اسی واسطے مصنف نے
 اسکو ملحوظ ذکر نہیں کیا مگر بیشی کی یہ صورت ہے کہ ایک شرک کے حصہ میں چار گز کا استحقاق ہو اور دوسرے کے حصہ میں چار گز کا توانائی اول کو ایک
 اگر چہ دس گز دین فی الشکر المقسومہ متفقہ القسمة الا اذا قصوه اسی المیزان و برابر اخرا زدم الوترۃ اویسی منہا میں الشکر مالیقی بہ اولیٰ المانع ترکہ
 مقسومہ میں دین ظاہر ہو تو قسمت فتح کیا جائیگی یعنی اس واسطے کہ دین مقدم ہو میراث پر مگر جبکہ وارث دین کو اور دین یا باریاب دیوں وارثوں کو بری لہذا کہ دین یا ترکہ
 سے اتنا باقی رہ گیا ہو جو وارث دین کو اسلئے کفایت کرتا ہو تو قسمت فتح نہ ہوگی ان کے در ہوجانے کے سبب سے ولولہ ظہر غن فاحش لایہ عمل تحت التعمیم فی
 القسمة فان کانت بقضا و بطلت اتفاقاً لان قسرت انما ضعیفید بالعدل ولم یجد اور اگر قسمت میں ایسا نقصان کہ ظاہر ہو جو قیمت کرنے والوں کی جوڑ
 میں داخل نہیں ہوتا تو اگر قسمت بیکم قاضی ہو تو قسمت باطل ہوگی بالاتفاق اس واسطے کہ قاضی کا قسرت قیید ہر عمل کے ساتھ اور حالانکہ وہ یہاں پایا نہیں گیا و
 لو قسرت بالعرضی تطیل ايضا فی الصحیح لان شرط جواز الما ولہ لم توجد وجوب بقضا خلافاً لاصحیٰ خلاصۃ قلت فلو قال ان اکثر القسمة کما ان اولیٰ اور اگر قسمت
 ترافی طرفین سے ہو تو بھی باطل ہوگی قول صحیح اس واسطے کہ جواز قسمت میں برابری حصوں کی شرط ہے اور وہ پالی نہیں گئی تو اسکا توڑنا وجب ہو گیا بر خلاف صحیح ظاہر
 کے میں کتاب ہو تو اگر قسمت کرنے کی مانند بجائے بطلت کے قسح کہنا تو بہتر نظام کمتر میں یوں ہو ولولہ ظہر غن فاحش فی القسمة یعنی اگر غن فاحش قسمت میں ظاہر
 ہو تو قسمت فتح کیا جائیگی چونکہ یہ عبارت مختصر ہے اور قسمت قاضی اور قسمت رضی دونوں کو شامل ہے لہذا اشراج نے اسکو بہتر کہا کہ ان فی الخطاویٰ وسیع دعوا
 و لک اسی ماذکر من غن فاحش ان لم یقر الاستیفاء وان اقرب لاسمع دعویٰ غلط فاحش للتناقص الا اذا ادعی الغصب فتسمع دعواه و تاملنی لہذا
 اور شرک کا وہ دعویٰ یعنی غن فاحش کا مسوع ہوگا اگر اسے حصہ پانے کا اثر نہ کیا ہو اور اگر اسکا اثر چکا ہو تو سماعت نہ ہوگی دعویٰ غلط اور غن فاحش
 اسی سبب تناقص کے مگر جبکہ وہ غصب کا دعویٰ کرے یعنی یوں کہ قسمت کے بعد میر حصہ سے غصب کر لیا تو دعویٰ مسوع ہوگا اور پورا اسکا بیان خانہ میں ہے
 اور دعویٰ اصلہ القسما میں الشکر و تبا فی الشکر صحیح دعوا لانه لاتناقص الشکر الدین یعنی القسمة بالصورة متروکہ بانٹ لینے والوں میں سے ایک شخص نے دین کا
 دعویٰ کیا مگر کہ میں تو اسکا دعویٰ صحیح ہے اس واسطے کہ قسمت کر لینا اور دعویٰ دین میں تناقص نہیں سبب متعلق ہونے دین کے معنی متروکہ سے اور طلق ہونے قسمت
 کی صورت متروکہ سے دین میں سے متعلق ہر معنی متروکہ کی اہلیت سے اسکا تعلق ہو تو اگر متروکہ کے وارث ہوں تو انکو دین کا اور اگر اپنے پاس سے اور متروکہ کو اپنے
 واسطے محفوظ کر لیا درست ہے کہ ان فی الخطاویٰ ولوا دعویٰ عینا با سے سبب کان لاسمع للتناقص اذا لاقم علی القسمة غرات بالشکر اور

مسمد الانبیاء ارجہ لیرجی بالافق لوایم انفاضی و الاقصیۃ البتہ وقت ابتداء اور مکان متحرک جبکہ منہم ہو گیا سو ایک شریک اسکی عمارت بنانے سے انکار کرتا ہو اگر وہ مکان قابل قسمت کسی تو جز نہیں اور بات ڈالا جائے اور اگر مانند حمام کے لائق قسمت کے نہیں ہو تو ایک شریک اسکی تعمیر کرے پھر اسکو کرایہ پر دلاوے تاکہ جو اسنے خرچ کیا ہو کرایہ سے بھرے اگر تعمیر حکم قاضی ہوئی ہو اور اگر حکم قاضی تعمیر کی ہو تو کرایہ سے عمارت کی قیمت بھرے وہ قیمت جو بنانے کے وقت ہو وہ نہ صرف فی ملکہ وان تصرف جارہ فی ظاہر الرادۃ اکل فی الاشتباہ اور لسان کو تصرف کرنا اپنی ملک میں جائز ہے اگرچہ اس تصرف میں اسکے بڑوسی کو ضرر ہو تاہو ظاہر الرادۃ میں یہ مسائل مذکور ہیں اشتباہ میں صاحب اشتباہ نے قول مفصل کو چھوڑ دیا یعنی اگر ضرر صریح ہو تو تصرف ممنوع ہو اور نہیں تو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ فقہوں نے شرح وہبانیہ میں اور اسی قول کو صحیح کہا ہے نسخی نے اور عبادہ میں ہے کہ اسی قول کو ہمارے اکثر مشائخ نے لیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ ان فی الخطا دی علی التوہم دنی بیتی و بیتی دنی اسراجیۃ الفتویٰ علی المنع قال المصنف فقد خلف الاختار و یبنی ان یقول علی الظن الرادۃ و بیتی میں ہے کہ جواز تصرف پر فتویٰ ہے اگرچہ ہمسایہ ضرر ہو اور ہمسایہ میں ہے کہ فتویٰ منع تصرف پر یعنی در صورت ضرر مصنف نے اپنی شرح میں کہا تو جواز عدم جواز کے فتویٰ میں اختلاف ہے اور اسی صورت میں لائق یہ ہے کہ ظاہر الرادۃ پر اشتباہ کیا جائے یعنی جواز تصرف پر گو ہمسایہ ضرر یا دے قلت حرفی متفرقات اقتضای میں کہتا ہوں اور یہ مسئلہ مذکور ہو چکا متفرقات قضایا میں فی الوہابیۃ فخر حماد و نوریع الانسان رضابدارہ ۴ طبع سنہ ۱۳۱۲ھ میں ہے اور درہبانہ اور اسکی شرح میں ہے اور اگر آدمی کچھ زمین ہو دے اپنے گھر میں تو اسکے بڑوسی اسکے منع کرنے کا اختیار نہیں اگرچہ اسکو ضرر ہو مسم یہ وہی مسئلہ ہے جو اشتباہ سے مذکور ہو کہ تصرف اپنی ملک میں جائز ہے اگرچہ بڑوسی کو ضرر ہو دے و چلا اہل محل داخل و لاجل فیہ لیس غیر اور ایک دیوار پر جسکے اہل یعنی شریک میں سو ایک شریک نے اسپر دھیان میں کیا اور حالانکہ قبل اسکے اسپر دھیان کا جو چھتین آٹھ سو دوسرا شریک تعمیر نہ کر گیا یعنی ایک شریک دیوار پر دھیان میں نہ کرے اگر ایک شریک اسپر دھیان میں کرے تو دوسرا شریک اسکو دفع نہیں کر سکتا اور اگر دوسرا شریک دھیان پر اور دھیان کہے یا اسپر مردہ بنا دے یا دروازہ وغیرہ لگا دے تو بدن جازت شریک کے جائز نہیں کہ ان فی الخطا دی عن شرح الوہابیۃ سے دنا شریک ان علی جمیعہ قبل التعلی جائز ہے اور شریک کو جائز نہیں کہ اپنی مشترک دیوار کو اونچا کرے اور مضبوط کرے کہ ان کا اونچا کرنا جائز ہے تو تعمیر کرے مسم عبدالمہاجر و وہبانیہ نے کہا لائق ہوں ہے کہ تفصیل اطلاق معتد ہو یعنی اگر اونچا کرنا مخالف رسم کے ہو تو جائز نہیں اور اگر موافق رسم اور درج کے ہو تو جائز ہے مسم و ممنوع قسم عند منع متساوی ہن کم قاضی ہو جز غیر اور جس مشترک کی قسمت ممنوع ہے یا غیرہ تمام تو شریک کی منع ترسیم سے قاضی اسکو کرایہ دے پھر کرایہ سے اسکی تعمیر کرے مسم مثلاً ایک مشترک حمام منہم ہو جاتا ہے اور ایک شریک اسکی مرمت پسند ہے اور دوسرا شریک نہیں چاہتا ہے تو قاضی تمام کو کرایہ پر چلا دے اور جو کرایہ حاصل ہو اس سے اسکی مرمت کرے لیکن یہ قول غیر مختار ہے اور قول مختار اگلی بیت میں مذکور ہے و یفقی فی الخمار من باذنہ و ینفع لفاصل فی قبل غیر اور قول مختار میں جو شریک رضی بہ مرمت کا وہ اسکی مرمت میں اپنے پاس سے خرچ کرے قاضی کے اذن سے اور رد کا جائے اسکے فائدہ لینے سے وہ شریک جو مرمت سے انکار کرنا پہلے قول تاوان لینے کے یعنی جس شریک نے مرمت کی ہے جبکہ وہ اپنا مرمت کرے یہ لگاتار تک دوسرا شریک اسکا کرایہ نہیں سکتا ہے و قد منفق بالاذن منہ کالم و قد فیہ ان لا و غیرا لخر و اور سے مرمت کے صرف کو اگر حاکم نے اذن سے مرمت کی ہو اور مرمت لے اگر اذن حاکم مرمت نہ کی ہو اور یہی قول منع و حقوق جم خطا دی نے کہا پہلے میں وہبانیہ کی ہیں درجہ اولیٰ اور پانچویں علامہ عبدالرشید شرح وہبانیہ کی اصلاح سے ہیں اور چھٹی بیت شراح کی زیادت سے ہے مسئلہ فقہ مترحم ایستخصر گیا اسنے تین بیچے چھوڑے اور پندرہ ٹھیلیاں چھوڑیں پانچ ٹھیلیاں سرکہ سے ملو ہیں اور پانچ میں نصف نصف سرکہ ہے اور پانچ خالی ہیں اور سب برابر ہیں تو بیٹوں نے چاہا کہ بدن اٹھانے کے برابر بانٹ لیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک فرد کو دوسری ٹھیلیاں دیا ایک آدمی بحری اور دو خالی دیجا دیں اور دوسرے فرد کو بھی اسی طرح دیجاوے تو اب باقی زمین پانچ ایک بحری اور ایک خالی اور تین آدمی ہیں تو یہ پانچوں تیسرے فرد کو دیجا دیں تو سب کا حصہ برابر ہو گا کہ اننے فی فتاویٰ قاضی خان دہلہ اعلم و استغفر اللہ کلیم

[illegible]

ہوں یا میل یا بیج زید کا ہوا اور باقی دوسرے کا ہو تو یہ صورتیں باعتبار تقسیم عقلی کے سات وجہ ہیں سو اسطیلکہ ارکان اربعہ یعنی زمین درج و دریل اور جبل ہیں
 احد اما قدیر کی طرف سے ایک ہوا اور باقی تین دوسرے کی طرف سے تو یہ چار صورتیں ہیں اور جبکہ ایک طرف سے وہ ہوں در دوسرے کی طرف سے بھی وہ ہوں
 تو تین میں تین ہیں دستی دخل ثالث فاکثر جمعتہ قدرت و جبکہ داخل ہو سیر شخص زیادہ حصہ مقرر کر کے تو فراغت فاسد ہوگی اور اگر چار شخص شریک ہوں
 فراغت میں اس طرح کہ ایک کی زمین ہو اور دوسرے کا بیج اور تیسرے کا عمل اور چوتھے کا میل تو یہ جائز نہیں کہ ہر ویل ہر صلی ہر علیہ و علم نے منع فرمایا کہ کذا فی الحسب
 عن الوبانیہ و شرھا و اذا صحت فالخارج علی الشراط و جبکہ فراغت صحیح ہوگی تو جو غلیبہ پیدا ہو وہ شرط کے موافق قسمت ہو و لا شیء للعالم ان الخراج
 شئی فی الصحیحہ و دعای کو اسلئے کہ زمین اگر کچھ غلیبہ پیدا ہو فراغت صحیحہ میں اسو اسطیلکہ اتحقاق عامل کا شرکت فی الخراج سے ہر ادر خارج کچھ نہیں بخلاف فراغت
 فاسدہ چنانچہ ایسا ہی آگے آدیکا و بکھر میں بی غلی لمضی الارب ابذر فلا یخبر قبل القاء و بعدہ بخر در را در زریں کجاے فراغت قائم کرنے کی اس شخص پر
 جو اسکا کرنا ہو کر صاحب ختم کہ اس پر خبر نہ ہوگا کچھ ڈالنے سے پہلے ادرچ ڈالنے کے بعد خبر ہوگا کذا فی الدرر و دستی فسدت امر ارتقاء فالخراج الرب البذر لانه ما ملکہ
 و جبکہ فراغت فاسد ہو تو جو غلہ وغیرہ پیدا ہو و ج ڈالنے کا ہر اسو اسطیلکہ اسکی ملک کی اذائش اور بڑھوتی ہر یعنی جو پیدا ہو ج سے پیدا ہوا و کیوں الاخراج
 مثل عملہ و ارضہ و لا یزال علی الشراط باغنا لایخفہ و در دوسرے شخص کو اسکے عمل یا اسکی زمین کی اجرت مثل ہوگی یعنی اگر صاحب ختم نما صاحب زمین ہر تو عامل کو اسکے
 عمل کی مزدوری دیجاوگی اور اگر صاحب ختم عامل ہر تو صاحب زمین کو زمین کا اجریا جادے گا اور اجرت زیادہ کیجاوے گی شرط یہ ہوئے جہاں تک پہنچے
 محمد کے نزدیک و ان لم یخرج شئی فی الفاسدہ فان کان البذر من قبل العالم فقلیہ اجر مثل الارض و ابقر وان کان من قبل رب الارض فقلیہ
 اجر مثل العالم حاوی اور اگر فراغت فاسدہ میں کچھ پیدا ہو تو اگر بیج عامل کی طرف سے ہووے تو دوسری زمین دریل کی اجرت اس پر واجب ہوگی اور اگر بیج
 مالک کی زمین کی طرف سے ہو تو اس پر دوسری عامل کی اجرت لازم ہوگی کذا فی رکادی ولو اشترى رب الارض من لمضی فیما وقد کرب العمال فی الارض
 فلا شئی لکم رب حکما ہی فی القصد اذا لایمیتہ للناسع و لیترضی و یا نہ فیفتی بان لو فیہ جرئ لک لغیرہ و اگر زمین مالک فراغت کے جاری رکھنے سے باز رہے
 اور مالک عالم نے زمین میں جو مال کی ہر تو قاضی کے حکم میں اسکے واسطے کچھ نہیں اجرت اسکے جو تنے کی اس واسطے کہ منافع کی قیمت نہیں ہوتی اور دیانت
 میں یعنی فیما بینہ و بین اسکو رضی کرنا چاہیے تو یہ فتویٰ دیا جاسے کہ زمین کا مالک عامل کی اجرت مثل ادا کرے بسبب فزب کڈانے کے یعنی عقد فراغت سے آئے
 فزب کڈا یا کہ ادا کام سے باز رہا اور جو تنے میں بخول رہا و فسخ المزارعہ بدین مجموع الی عیادہ اتم منیبت المزارع لکن کجب ان یتراضی المزارع و یا نہ
 اذا عمل لک امر و عقد فراغت فسخ کرڈا الا باسبب اس دین کے جو مضطر کر دے زمین کی بیع کرنے کی طرف جبکہ کسیت نہ اگا ہو لیکن دیانہ و جب ہر کفر مزارع
 کو رضی کیا جاسے جبکہ وہ کچھ بخت کر چکا ہو چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جو تھائی کی اجرت اسکو دینا چاہیے م دین مخرج الی اسع وہ ہر کہ کوئی جائداد نہ ہو اسکے ادا کرے
 کی زمین ارض کے سوا انا و انیت و لم یجسد لم شیع الارض تعلق حق المزارع حتی لو اجاز جازا و مالک کسیت او گا ہوا و مزبور خفیہ نہیں ہوا کہ کا ما جاسے تو زمین کی
 بیع نہ ہوگی بسبب تعلق ہونے حق مزارع کے تو اگر مزارع بیع کو جائز کر دے تو بیع جائز ہوگی فان مضمت المدة قبل ادا الی الارض فلی العالم اجر مثل
 نصیبہ من الارض لی اور اگر اسی المزارع کا فی الاجارہ پھر اگر فراغت کی مدت گزر جائے کسیت کی تکلی سے پہلے تو عامل یعنی مزارع پر کسیت کے پیغمہ ہوتے تک
 اجرت واجب ہر بقدر اسکے حصہ کے زمین سے چنانچہ اجارہ میں اجرت واجب ہوتی ہر یعنی اگر مزارع کا حصہ غلہ میں تھا ہی ہو تو زمین کی اجرت کی تھائی اس پر واجب
 ہو ورنفقہ دونوں پر ہوگا اس صورت میں کذا فی بلادہ و بخلاف مالومات احد ہا قبل ادا الی الارض حیث کیوں اصل علی العالم اور اگر بقدر عقد استخانا مالک اسے
 برخلاف اس صورت کے کہ اگر عامل یا صاحب زمین پر کیا کسیت یعنی سے پہلے کیونکہ وہ ان کل یعنی عمل اور کسیت کا بیج ادا نہ کیا کی اجرت کذا فی الی الی
 عامل پر یا اسکے وارث پر ہوگی بسبب باقی رہنے عقد کے استخانا چنانچہ آگے آوے کام محلا دی نے کہا یہ دوسرے محل کی گفتگو ہر اسکا ذکر آگے آدیکا

دفع رجل ارضه الى آخر علی ان زیرعها بنفسه وبقره ولیند بینہما نصفان الخارج بینہما کذاک فحلال علی غدا المزارعة فاسدة ویکون الخارج بینہما نصفین لیس للعالم علی رب الارض جبر لشرکتہ فیہ العالم یجب علیہ جبر نصف الارض لصاحبہا لفسادہا بقره ویکون مردنی یعنی زمین دوسرے کو دی اس شرط پر کہ وہ شخص بذات خود اور اپنے میل سے زراعت کرے اور بیج دولوں میں نصفان نصف ہو اور جو غلہ پیدا ہو وہ بھی دولوں میں اسی طرح نصفان نصف ہو سو فرائع اور اسکے میل سے اسی شرط پر زراعت کی تو فزاعیت فاسدہ اور غلہ دولوں میں نصفان نصف ہوگا اور فزاع کا صاحب زمین پر کیا لازم نہیں بسبب اسکے شریک ہو جانے کے غلہ میں اور عالم نصف زمین کی اجرت واجب ہے صاحب زمین کی واسطہ بسبب فاسدہ ہونے عقد کے وکذا لو کان للبدن زمینین من حدہما وثلثہ من الآخر الرابع بینہما نصفین لعلی قدر بذرہما فاسدہا فیضا لشرطہ الاعارة فی المزارعة عمادہ در کہا طرح اگر دونوں جج ایک شخص کی طرف سے ہو اور ایک تنہا دوسرے کی طرف سے ہو اور اصل غلہ دولوں میں حصوں دو حصوں کے بعد بقدر ان کے حصے کے تو وہ بھی فاسدہ ہر سبب شرط کرنے مالک زمین کے عاریتہ سے کو فزاعیت میں کذا فی اعماد یعنی اس واسطیکہ مالک زمین نے عالم پر صل کا عاریت دینا شرط کیا کذا فی الطحاوی وعلما ان نفقۃ الزرع مطلقا بوضعی امدہ المزارعة علیہما بقدر حصصہما معلوم کہ کس کس کا خراج مطلقا بعد گزر جائے مدت فزاعیت کے دولوں پر ہو بقدر ان کے حصوں کس مطلقا یعنی خواہ مدت کی حاجت ہو کسیت کے پختہ ہونے سے پہلے یا بعد اسکے کذا فی الجلی افاضل مضیہا فکل عمل قبل اتہا کارس

نصفقہ بذر و مونة حفظ وکری من علی احوال دولہا شرط فاذا اتہا ہی لقی مال لا شترک بینہما لیس علیہما مونة کصدا و دیاس کذا حررہ لہ عنہ وعلی علیہ اصل صدقہ فاحفظ او فزاعیت کی مدت گزر جانے سے پہلے تو جو عمل کسیت پختہ ہونے کے قبل ہے جیسے بیج کا مرنے اور گہائی اور نہر حیات کرنے کی محنت ہے وہ عالم پر ہو اگرچہ اسکی شرط نہ ہو لی ہو بجز جب کسیت پختہ ہو کر مال کو پہنچا تو اب مال شترک ہو کر باقی رہیگا تو عالم اور مالک زمین دولوں پر خرچ اسکا واجب ہوگا چنانچہ کسیت کے کٹنے اور دامن چلانے کی اجرت اسی طرح تحریر کی ہے مصنف نے اپنی شرح میں در ہی پر یعنی افاضل مضیہ مدت پر صدر الشریعہ کے قاعدہ کو محمول کیا ہے تو اسکو یا در کھنا چاہیے صدر الشریعہ یوں کہ کہا ہے کہ جو عمل قبل پختگی کے ہو وہ عالم پر ہے مصنف نے یہ محمول قبل انقضاء مدت فزاعیت پر باقواء عقد اور استحقاق عمل عالم پر تصور کیا کیونکہ مدت کے بعد عقد ہو نہ استحقاق فان شرطہا علی العالم فسدت کما لو شرطہا علی رب الارض غیر اقا قدیر نے بد پختگی عمل شرط کیا عالم یعنی فزاع پر تو عقد فاسد ہے چنانچہ فاسد ہے اگر صاحب زمین پر عمل کو شرط کیا یعنی اس واسطیکہ اس شرط کو عقد نفقۃ نہیں کیا کذا فی الطحاوی بخلاف مالومات رب الارض الزرع قبل فان العمل فیہ جمیعاً علی العالم ووارثہ بقاء مدت العقد وبعقدہ وجب علی العالم عملاً احتیاج علیہ الی اتمام الزرع کما بر خلاف سابق یہ صورت ہے کہ اگر صاحب زمین مر گیا اور کسیت ہنوز گھاس اور ساگ پر یعنی دانہ نہیں نکلا تو زمین تمام عمل عالم پر ہو یا اسکے ورثہ پر بسبب باقی رہنے مدت عقد کے اور عقد واجب کرنا ہی عالم پر وہ عمل جبکی طرف حاجت ہو تا اتمام زرع چنانچہ مذکور ہو چکا مطلقاً کہ کما قولہ بخلاف شرطہا تو لہ ونفقۃ الزرع علیہما با حصص سے و لومات قول لہذا بطلت ولائی لکراہ کما وکذا لفت بدین مجموع محبتی اور اگر زمین کا مالک مر گیا بیج ڈالنے سے پہلے تو عقد باطل ہو گیا اور فزاع کی جو مائی کی کچھ اجرت نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور اسی جوانی کی کچھ اجرت نہ ہونے کی اگر فزاعیت فسخ کی گئی بسبب اس میں سے جو مضطر کرے بیع زمین کی طرف کذا فی اجتبی و صرح شرط العمل کصدا و دیاس نصف علی العالم عند التالی للعامل و هو الایم و علیہ لایستوی لستی اویج شرک لیساعمل کا چنانچہ کسیت کا اٹنا اور بانڈنا اور غلہ کو جو سے سے صاف کرنا اور پوسٹ کے نزدیک بسبب داج اور عت کے اور ہی قول صحیح ہے اور اسی پر جوئی ہو کذا فی المستفی عمل مذکور بلا شرط اقدین پر یہ اور بشرط سے فزاع پر لازم ہے حکم عرف کذا فی الطحاوی من کما فی النکلة فی المزارعة مطلقا دولہا فاسدة امانہ فی ید المزارع تم فرع علیہ بقولہ فزاعیت میں مطلقا اگرچہ فزاعیت فاسدہ ہو غلامانہ ہے فزاع کے ماتھے میں ہے مصنف نے اس قول پر تفریح کی بقول آئندہ فلا ضمان علیہ لو بطلت النکلة فی یدہ بلا شرطہا تصح بہا لکفالة تو فزاع تیرا دانہ نہیں لگتا غلہ ہو گیا اسکے پاس دن اسکے کرتے کے تو غلہ کی ضمانتی صحیح نہیں

نعم لو کف بجنتہ ان سہلکما صحت المزارة وکذا لانه ان لم یکن علی وجه الشرح والافسدت المزارة خانہ مان اگر ایک شخص ضمان ہو صاحب میں کے حصہ کا اگر فزع اسکو تلف کر دے تو فراغت اور ضمانت دونوں صحیح ہیں بشرطیکہ کفالت بطریق شرط کے نہ ہو اور اگر بطریق شرکاء کے ضمانت ہوگی تو فراغت ناسد ہو جائیگی کذا فی الخانیہ ہم کفالت مذکورہ اس واسطے صحیح ہوئی کہ وجوب ضمان کے سبب یہ طریق ضمانت ہوئی یعنی شہاد کی طرف و مثلاً فی الحکم المعاملۃ ای اساقاۃ فان حصہ الدیمان فی یہ الحال امانۃ اور فراغت کے مانند حکم میں حالت یعنی مساقاۃ ہو اس واسطے کہ زمیندار کا حصہ عامل کے اختیار میں امانت ہو و اذا قصر المزارع فی سقی الارض حتی یابک الزرع بهذا السبب لم یضمن المزارع فی المزارة الفاسدة وضمن فی الصحیحہ لوجوب العمل علیہ فیما لکما حدیثی فی یہ امانۃ فیضمن بالتقصیر و وجوب فزع نے قصور کیا زمین کے بیچنے میں یہاں تک کہ کھیت خشک ہو گیا اس سبب سے تو فزع ادا دان نہ ہے فراغت ناسدہ میں در تادان دے فراغت صحیح میں سبب وجوب ہوئے عمل کے فزع پر صحیحہ میں نہ فاسدہ میں خیانت نہ مذکور ہو چکا اور غلہ اسکے پاس امانت ہو تو ضمان دے گا سبب تقصیر کے فی اسرحیۃ اکا ترک السقی عمد حتی میں فتن وقت ترک السقی قبیحہ تا بانانی الارض وان لم یکن المزارع قبیحہ فوسل الارض فزودتہ وغیر ذلک فیضمن فتن بل یضمن اسرحیۃ میں جو ایک فزع نے سپنجا عمدہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ کھیت خشک ہو گیا تو سنبالی چھوڑنے کے وقت جو زمین میں کچھ کھیت کی قیمت ہو اسکا تادان دے اور اگر کھیت کی کچھ قیمت ہو تو زمین فزودتہ وغیر فزودتہ کی قیمت تقریباً بے وجہ قدر دونوں میں زیادتی ہو تا ضمان دے یعنی مثلاً اگر زمین فزودتہ کی قیمت چالیس ہو اور فزودتہ کی قیمت نو دس کا ضمان دے فزع اسکی لمحۃ شراح کے اخرا کا لاکا اسقی ان تاخیر امتداد الاغنی عن الاغنی فزع نے سنبالی میں خیانت کی تو اگر دوسری تاخیر کی عادت ہو فراغین میں وجوب خشک ہو جائے تو تادان نہ دے اور اگر تاخیر غیر امتداد ہو تو تادان دے شرط علیہ حصہ امتداد حتی ہاں میں لان پر تاخیر امتداد فزع پر کھیت کا تمام مشروط ہو اسوائے یہاں تک غفلت کی کہ وہ تلف ہو گیا تو تادان دے مگر یہ کہ اتنی تاخیر کہ جسکی عادت ہو تو تادان نہیں ترک خطا الزرع حتی اکلہ الدوب ضمن وان لم یرد بذر حتی اکل کلہ ان لم یرد ضمن الا ان بذر فزع نے لکھائی کھیت کی یہاں تک چھوڑ دی کہ اسکو چو پائے جانور کھا گئے تو تادان دے اور اگر اسنے ٹڈی نہ مار لی یہاں تک کہ سار کھیت کھا گئی تو اگر اسکا مالکنا ملن تھا تو تادان دے اور اگر ملن نہ تھا تو تادان نہیں کذا فی البترۃ زرع الارض بل بالامر طابۃ بجمعت الارض فان کان الحرف جری فی ملک البترۃ یا نصف او ثلث ونحوہ وجوب ذلک ایک حدیث دوسرے حدیث میں زمین زراعت کی بدون اسکے اور کے تو صاحب زمین اس سے حصہ زمین کا مطالبہ کرے تو اگر اسکا کانون میں عرف جاری ہو نصف یا ثلث او تادان اسکے تو دی جب ہو گا عرف بن و طین الی احدہما ان یقیمہ غیر فلو فسدت قبل رفعہ للحاکم لاضمان علیہ وان رفع الی القاضی ودرہ بذلک ثم اتفق ضمن جو اہر افتادی ایک کھیت ہو درخصون کی شرکت میں ایک شخص نے اسکے بیچنے سے انکار کیا تو اس پر زبردستی کجا سے بیچنے میں اور اگر کھیت بگڑ گیا حاکم سے ناشن کرنے سے پہلے تو اس پر تادان نہیں اور اگر اسنے فاضی سے ناشن کی اور اسنے اسکو بیچنے کا حکم کیا پھر بھی اسنے نانا تو اس پر تادان لازم ہو گا کذا فی جو اہر افتادی حرم ظاہر اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کھیت مشترک ہے نہ بطریق فراغت کے ہو اسکی فراغت کا حکم مصنف و شارح ذکر کر چکا ہے بشرط البدل المزارة ثم زرع مارب الارض ان علی وجہ الامانۃ فزادۃ والا ففقد البایح شرط ہو فزع پر کھیت ہو یا صاحب زمین نے تو اگر وہ وجہ اعانت ہو تو فراغت ہو اور نہیں مالک کا بوجہ فراغت کا تو دینا ہو دفع الارض استاجرة من الاجیر فزادۃ جاز ان البذر من استاجر و معاملۃ لم یجر من استاجر نے اجارہ کی زمین مالک زمین کو دی بطریق فراغت کے تو جاز ہے اگر بیع مستاجر کا ہو اور اگر بطریق مساقاۃ کے دی تو جاز نہیں استاجر رضام استاجر صاحبہما عمل فیما جازا لکل من بیع المصنف من استاجر نے زمین اجارہ لی تا زمین عمل کرے تو جاز ہے یہ سب سائل مصنف کی شرح بیع انفعار سے منقول ہیں ہم عمل سے ہر قسم کا عمل مراد ہے سوائے مساقاۃ کے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ مالک کو بطریق مساقاۃ کے زمین دینا جاز نہیں قلت دفعہ آخر باب جنایۃ لہیۃ معزنا للظلمۃ لبنا فی بیع الارض استان دخل حتی دخل الماک و تلفت لکرم و حیطان قال فیضمن لکرم لا حیطان و لکرم لکرم

ضمنی محرم لاغلب النہایہ فصاحت علیہا قلت یسیر لغیب فی عرفنا انتہی میں کہتا ہوں اور مع انفراد میں جہاں بہتہ کے آخر باب میں خلاصہ سے منقول ہو کر
 کہتا ہے یعنی مساقی نے ضائع کر دیا کام باغ کا اور خالص ہو گیا بہانہ تاک کہ پانی باغ میں داخل ہوا اور انکو کے درخت اور دیواریں کھنڈ ہو گئیں صاحبہ خزانہ سے
 کہا کہ تادان دے درختوں کا دے دیواروں کا اور اگر درختوں میں خام انکو جو تو کا بھی تادان دے نہجۃ انکو کا سو اسطیکہ وہ اپنے کہاں کی سوچ گیا تو اسکی نگاہ میں
 اور مالک دونوں پر وجہ ہو گئی میں کہتا ہوں درہار سے عرف میں نہجۃ انکو کا بھی تادان دے انتہی اتنی المنع انتق بلا اذن والاخر قاضی جو تبرع کرے درختوں
 خرچ کیا بلا اذن دوسرے کے اور بدلہ قاضی کے تو وہ تبرع ہے یعنی اسنے احسان کیا دوسرے سے خرچ کا مطالعہ نہیں کر سکتا جیسے شریک ملک کا تبرع کرنا
 بلا اذن شریک موجب رجوع نہیں م صورت اسکی یہ ہے کہ ہزار غائب ہو انفسا سے مدت سے پہلے تو شخص حاضر خرچ کرے قاضی کا حکم لیکر وہ جو خرچ کیا تھا جسکا
 پھیرے خواہ کھیت باقی رہے یا تلف ہو جائے اور اسی طرح اگر مزارع خلیج ہو چکا کچھ مال نہیں ہے یہی جواب ہے اور اگر بدون حکم قاضی خرچ کر لیا تو تبرع ہو گا اور اگر
 اجارہ منقص ہو گئی اور مالک زمین باہر ہو گیا اور کھیت ہنوز گھاس درسا ہے تو قاضی مزارع کو خرچ کرنے کا حکم نہ دے لے کر جب کو اس سے ثابت ہو کہ کھیت زمین قاضی
 مشترک ہو اور اگر بدون قاضی خرچ کر لیا تو مستلوع ٹھہر گیا کذا فی الخطا وی مختصرات اعلیٰ فقال دائرۃ انما حمل الی ان یخصد فله ذلک الی ان یبلا لاض من شئ فی
 مرگیا سو اسکے وارث نے کہا کہ میں شل کر دے گا کھیت کا ٹٹے تک تو وہ انکو درست ہے اگر چہ صاحب زمین نہ تھے کذا فی المتقی ذی الوبانیتہ سے و باخذا فی الیقیم
 فرارۃ ان کان باہو بندہ اور یم کا دوسری قیم کی زمین ہے بطریق فراغت کے اگر تیس سوچ ڈالنے والا مگر کج دمی کا ہو تو فراغت جائز ہو اور اگر تیس کا بیج ہو تو جائز نہیں
 اور اسی پر فتویٰ ہے کہ فی الخطا وی سے و ذوال بذر لا یشی مزارع + لہ انول بعد اخصد و محکم مگر + اور اگر مزارع کہے کہ میں کاج میرا جو تو اسی کا تو قبول ہو گا
 کاٹنے کے بعد اور جالک طرف ثانی اسکا شکر ہے و اسد ثانی اعلم دستغفر اسد المکرم

کتاب المساقاة

یہ کتاب ہو مساقاة کے احکام میں لاغنی نسبتا پوشیدہ نہیں نسبت مساقاة کی فراغت سے ہو اسطیکہ دونوں عقد شرعی ہیں تحصیل منفعت کی سب سے فوق مذاکر
 کہ فراغت میں کھیت کی خبر گیری ہر سچے وغیرہ سے اور مساقاة میں باغ اور درختوں کی اصلاح ہر سچائی وغیرہ سے ہی معاملہ بلغۃ اہل اہلیۃ مساقاة اہل مدینہ کی زبان میں
 معاملت ہے یعنی اہل مدینہ مساقاة کو معاملہ کہتے ہیں فقہی لغت و شرعا مساقاة دفع الشجر و المکرم و ہل المزارع با شجر با یم غیر اشترک با جز و نصفان علم ارہ الی اصل
 شجر معلوم من غمرہ تو مساقاة باعتبار لغت اور شرع کے عبارت ہو مساقاة دفع شجر سے یعنی درخت اور انکو کی بل دینا اس شخص کو جو درخت کی اصلاح کرے
 کچھ اسکے مدین بیلوں پر اور کیا شجرہ سے وہ درخت بھی مراد ہے جو درخت غیر شجر کو بھی شامل ہو چنانچہ جز و نصفان کا درخت میں نے اسکو نہیں دیکھا کتب
 فقہ میں ہم یعنی مساقاة کے معنی لغوی اور شرعی میں کچھ فرق نہیں اور یہی قول تہا یہ میں ہر اذ ظاہر کلام زبانی اور عینی اور سکین اور درخت و نخلت برداشت
 کرنا ہر زبانی ہے اور اسی طرح صاحب درخت نے کہا مساقاة مفاعلت ہر سچی سے جلتی ہے کہ اکثرین مساقاة میں شجر ہے تو شجر غیر شجرہ کو کہیں شجر شامل ہو گی مگر دونوں
 دیا جائے کہ ذکر اسکا بنا بر عادت حال کے ہو دسی کا لفظ مرعۃ حکما و خلافا اور مساقاة فراغت کے مانند ہر ازراہ حکم اور اختلاف کے یعنی امام کے نزدیک مساقاة صحیح
 نہیں برخلاف صاحبین کے اور حکم مساقاة یہ ہے کہ وہ صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ ذاکر اشتر و طائمن ہا یخرج بیان البذر و وہ اور اسی طرح مساقات فراغت کے مانند
 ہر ان شرط میں جو بیان مکن ہیں مکان کی قید اس واسطے لگائی باج وغیرہ کا چنانچہ اسکی جس اور مقدار کا بیان کرنا اعلیٰ جہتم شرط مکنہ مساقاة چنانچہ طبعیت
 متعاقبین کی اور بیان کرنا حصہ عامل کا اور تخلیہ کرنا عامل اور شجاریں و درخت پل میں جو پیدا ہوا لانی اربعۃ اشیا و لا بشرط ہا اذا قطع احد ہما بجر علیہ
 اذ لا ضرر بخلاف المزارعۃ لکما مگر چار چیزوں میں سودہ بیان شرط نہیں ہوتی ایک یہ کہ جبکہ احد العاقدین انکار کرے تو اسپر مساقاة میں جبر کیا جائے و کجا
 اسواسطے کہ کوئی ضرر نہیں برخلاف فراغت چنانچہ نہ کور ہو چکا یعنی اگر صاحب شجر فراغت میں انکار کرے تو اسپر جبر نہیں و اذا انقضت المدۃ

[illegible]

زمین شریعت شریعت کی جو زمین بڑھا عامل کی محنت سے پہلے وضع فی الکرم و الشجر و الرطاب لہذا جمع بقول و
 اصول الباز و الخان و التخل و ختمنا انشا معی بالکرم و التخل و مساقاۃ صحیح ہر انکو کی کل اور درخت و رطاب میں رطاب کما جمع بقول میں و مساقاۃ صحیح ہر
 بلکہ کی خرد وین اور کچھ زمین اور امام شافعی نے مساقاۃ کو مخصوص کیا ہوا اور کچھ زمین کو قبلی الشجر المذکورہ غیر مذکورہ یعنی تریہ بالعل و ان مذکورہ
 قدر نسبت لاصح کا لہذا رتہ بعد ہما جہ مساقاۃ صحیح ہر اگر درخت مذکور میں کچا پھل ہر یعنی جو عامل کی محنت سے بڑھے اور اگر گچھے پھل ہر جو جڑی نہایت کو
 پہنچ گیا تو مساقاۃ صحیح نہیں فراغت کے مانند عدم طبعیت کے سبب دفع ارضا بفساد مدۃ معلومۃ لیغیر من فکول الارض و الشجر منہما لاصح لا شرط
 الشجرۃ فیما ہو موجود قبل الشجرۃ فکان کفیفہ الخان ففسد زمین غیبہ یعنی خالی صاف زمین دی مدت میں ہر تاکہ عامل زمین درخت لگا دے اور زمین درخت دونوں میں
 نہ ہما نصف ہو تو مساقاۃ صحیح نہیں سبب شریعت ہر نے شریعت کے اس چیز میں جو موجود ہر شریعت سے پہلے یعنی زمین تو یہ فقیر لہذا کچا پھل ہر تو فساد ہر گوا
 و الشجر و الغرس لب الارض بتجا لافضہ و لا فرقۃ غیر سیدوم انہم و اہل شریعت عملہ اور مسئلہ مذکورہ میں پھل اور درخت صاحب زمین کا ہر انکی زمین کا تابع ہر
 اور دوسرے شخص یعنی عامل کیو اسلے اسکے درخت کی قیمت ہر جو قیمت کہ درخت لگانے کے دن تھی اور اسکے عمل کی اجرت شریعت و حیلۃ لہذا ان بیع نصف ہر نصف الارض
 و متاجر ب الارض لہذا ثلث سبب متاثر شریعت قبل العمل فی نصیبہ بعد الشریعت و شریعت مذکورہ کی جو انکا یہ حیلۃ ہر کہ عامل آدھے درختوں کو جس دھمی زمین کے بیع کرے اور
 زمین کا مالک عامل کو مثلاً تین سال کے واسطے نوکر کو لے جو شریعتی اجرت ہر تاکہ مالک کے حصہ میں دہ محنت کر کے بنا کر دسکندہ فی شرح الوقایہ بعد الشریعت تو
 اس تدبیر سے صاحب زمین نصف زمین اور نصف درختوں کا مالک ہو گا اور اسی طرح عامل نصف زمین و نصف درختوں کا مالک ہو گا اور تین سال سے مراد وہ مدت ہر
 جس میں درخت پھلنے کے لائق ہو جائے و بہت اسی طرح ہر حل و اقتضا فی کرم و آخر قیمت نہما شجرۃ فی مصاحب الکرم و لا قیمتہ للذواتہ ایک ہر کی گھٹی کو ہوا
 اڑائے گئی اور دوسرے شخص کے باغ میں انکو لایا اسو اس سے درخت جماعت وہ درخت صاحب باغ کا ہر ہوا سبب گھٹی کی کچھ قیمت نہیں کہہ لو وقت خوضہ نے
 ارض غیرہ فغنیبت لان الخوضۃ لانت لا بعد ذاب ہمما اور اسی طرح اگر فقیر لہذا دوسرے کی زمین میں لے اچھا درخت جماعت تو زمین کے مالک کا ہوا کا سبب گھٹی فقیر لہذا
 جہنا لہذا اسکے گوشت کے جانے کے بعد یعنی جسے کے ذلت فقط گھٹی باقی رہی اور گھٹی کی کچھ قیمت نہیں و بطل اسی مساقاۃ کا لہذا رتہ بموت احد ہما و مقبی
 مدتہما و الشجر فی ہذا فیصد بعد موت و مٹی المدۃ و مساقاۃ فراغت کے مانند باطل ہو جاتی ہر احد ہما قدین کی موت سے اور مساقاۃ کی مدت منقضی ہو جانے
 سے اور مالک پھل کچا ہر شاخ نے کہا یعنی خامی خرموت اور نقصان مدت و دنوں کی قید ہر فان بات العاقل تقویم و رتہ علیہ ان کو حتی یدرک الشجر و ان
 کرہ الدافع ای رب الارض ان ارادوا الفلح لم یجروا علی اہل سودا کر عامل کو گیا تو اسکے وارث شریعت عالم میں لے جائیں بیان تاک کہ پھل چپے ہوا اگر چہ دینے والا یعنی زمین
 کا مالک انکو پسند نہ کرے اور اگر وارث پھل توڑنا چاہیں تو عمل کرنے پر پابندی ہو گا مام اور مالک زمین کو اس صورت میں تین میں اختیار ہر چاہے وارثوں کے ساتھ
 وہ بھی کچا پھل توڑے اور قیمت کرے اور چاہے عامل کے حصہ کی قیمت دے اور سبب بھلون کا مالک ہوا اور چاہے خرچ کر کے بھلون کی خبر گیری کرادے انکی جنگلی مال اور
 جو صرف ہر وہ عامل کے حصہ سے جو بھلون میں ہر ہر کر کے کذا فی الخطا دی و ان بات الدافع تقویم لہذا کما کان ان کرہ و رتہ الدافع دفعاً للفرار و اگر خیر
 یعنی مالک زمین چاہے تو قائم رہے عامل عمل چر بطرح پہلے تھا اگرچہ مالک کے وارث رہی نہون یکم دفع ہر کہ سبب سے ہر مام اور اگر عامل کچے پھل توڑے پس
 راضی ہو تو انکو اختیار ہر اسو اسطے کہ عقد کا باقی رکھنا جسکے ضرر دفع کرنے کے واسطے تھا تو اگر وہ خود راضی ہوا اپنے ضرر پر تو عقد باطل ہو گا اور مالک زمین
 کے وارثوں کو اختیار تینہ متقدم ہیں کذا فی الخطا دی و ان ماماً فالخیار فی ذلک لورثۃ العامل لہذا مام اور اگر عامل اور مالک زمین دونوں ہر گئے تو زمین عامل
 کے وارثوں کا اختیار ہر چاہے مذکور ہو چکا و ان لم میت احد ہما بل نقصت مدتہما اسی مساقاۃ فالخیار للعامل انہما عمل علی مالکان اور اگر احد ہما قدین
 کوئی نہ ہو گیا بلکہ مساقاۃ کی مدت منقضی ہو گئی تو عامل کو اختیار ہر اگر وہ چاہے تو عمل کیا کرے جس طرح مدت کے اندر کرنا تھا پھل کچا ہر چاہے عمل کرے و قطع ہذا

کی کتاب المزہر ہے جو نامہ دونوں کا املات فی الحال اور قطع حاصل کرنا باتات اور گوشت سے انجام کا میں مناسب یہ تھا کہ شایع اور ساقاۃ میں
 مناسبت نہ کر کرنا اس واسطے کہ ذباخ مسافات کے بعد مذکور پر غرضت کے بعد تو جو نہایت میں یوں کہتا حقیر کہ ساقاۃ اور ذباخ ہر ایک حقیر میں انسان
 مذکور ساقاۃ میں بخل اور ذباخ میں گوشت کذا فی مجموعی النبیۃ اسم الذبیح کا الذبیح بالکسر و بالفتح قطع الادویج و الذبیح حیوان کا نام ہر جاندار کہ جاسے
 ذبیح بالکسر حیوان نہیں کا نام ہر جاندار ذبیح بالفتح تو عبارت ہے قطع عروق سے حرم حیوان میں شایع الذبیح خراج لکھ و کھر اور حیوان بلا ذکاۃ و دخل العزویۃ و البیہ و کل
 ما لم ینزل ذکاۃ شرعیاً اختیار کیا کان او منظر یا جو جاندار کہ شرعاً لائق اور قابل ذبیح ہو ہر حرم ہر حیوان ذبیح نہ کیا جاسے بطریق ذبیح شرعی کے نہ ذبیح اختیار کیا
 خواہ منظراری شایع نے کہا بابت ذبیح کی قید سے محلی اور ندی کی لگی تو درد و رنج ملال میں بدون ذبیح کے اور رست میں دخل ہر جاندار جو اپنے پر سے
 گرے کر گیا اور جو نورسنگ وغیرہ کا رخم کا کر گیا اور جو حیوان کہ ذبیح نہ کیا گیا مصلیٰ نے کہا کہ شایع نے جو مان کی عیادت میں صرف کیا سو قہرت فاسد ہے کہ متین
 قید نہ تا تعریف میں انتہی ہند مترجم نے عبارت میں کا ترجمہ مقدم جانا و ذکاۃ منظرہ و حج و من و ہزارم فی ای موضع وقع من البدن و ضرورت کا حج
 زخمی کرنا اور کوپنا اور خون کا بہانا ہر بدن میں سے جہاں کہیں زخم واقع ہو م کوپنا اور خون بہانا بدون زخم کے نہیں ہوتا تو مصلیٰ در ہزارم کی کچھ حاجت نہ تھی
 و ذکاۃ الا اختیار ذبیح میں لکھ و البیہ بالفتح الخمرن بعد اور ذبیح اختیار ذبیح کرنا ہر در بیان حلقہ ذبیح لکھ لام و تشدید با شکر کرنے کا مقام ہر سینہ سم
 واضح تر لکھی کا قول ہے کہ ذبیح اختیار ذبیح زخم لگانا ہر در بیان لکھ و البیہ کے اتفاق نے کہا کہ لکھ سر سینہ ہر دو بیان ذفن ہر دو مصلیٰ میں ہر لکھ شرعی ہر لکھ
 کرنے کا ناراہی نے کہا کہ لکھ عبارت ہر خمر سے اور خمر موضع ہر خمر کا حلق سے اور موضع تلا وہ کا ہر صدر سے کذا فی الخطاوی و عروقہ کلقوم کلمہ وسط اور علا و اسفل
 دہو جری نفس علی ایح اور ذبیح کے عروق میں سے ایک حلقوم ہر بالکل خواہ ذبیح حلقوم کے در بیان ہر یا لکھ او پرا لکھ نیچے اور حلقوم دم کے آنے والے ہر
 بر قول مصلیٰ جسکو اہل ہند خمر کہتے ہیں ہم یہ میں کہا کہ حلقوم جری ہر طعام اور شراب کا سو کا تب و فیہ کا سوہو بلکہ حلقوم سانس نے جانے کی راہ ہر کذا فی
 شرح الوفا خطاوی نے کہا صاحب موہب نے کہا کہ ذبیح متعین ہر در بیان حلقہ ذبیح کے نیچے گو کے کمال با شکر نے کہا کہ ذبیح ہر زمین فوق البقعة یعنی گرد کے اوپر اور
 بعضوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہر ذبیح نے کہا ہمارے علمائے اگرچہ کہ عروق اربعہ کا قطع شرط کیا ہو سو حلقوم اور مری میں سے ایک کا قطع سب سے نزدیک ضرور
 اور جبکہ عقدہ حلقوم میں سے جانب سر کھری باقی رہ گیا تو ایک کا مصلیٰ قطع حاصل نہ ہوگا تو وہ ماکول نہ ہوگا بالاجماع اور ہی طرح شمشیٰ اور ملا علی اور غفرانی نے کہا ہر
 اور فتاویٰ عالمگیری اور حنفیہ اور فرید میں اجماع سے ذبیح کے موافق منقول ہے تو ظاہر ہے ذبیح اور لکھ ساقیوں کا قول حق ہے بالکل جیسا طہیرہ کہ متفق علیہ
 پر عمل کرنا چاہیے انتہی مختصر و المری ہر جری طعام و شراب اور خمر عروق اربعہ مری ہر ذبیح کھانے اور پینے کی راہم اہل نے تصریح کی ہے کہ اقصا سے فم
 میں دو عقدہ میں ایک دم آنے جانے کا سفید ہر پیچھے کی طرف اٹکو قصبہ یہ کہتے ہیں درد و شراب کا سفید ہر عقدہ کی طرف اٹکو مری بوسلے میں
 اور حلقوم اور قصبہ یہ سانس ہر اور مری کے پیچھے ہر پشت کی طرف و لو وجان جری الدم اور خمر عروق اربعہ و وجان میں چھین خون بھرا رہتا ہے جسکو شرک
 بوسلے میں دم دونوں رگیں حلقوم اور مری کے پیچھے درست واقع ہیں یہ چاروں عروق ذبیح کیو اسلے ایسے متعین ہوئیں کہ دونوں ہر ک کا قطع خون لکھ جانے
 کے واسطے ہر دو حلقوم اور مری کا قطع تعین کے واسطے ہے یعنی تاکہ جان جلد نکل جاوے کذا فی الخطاوی و حل المذبح بقطع شمشیٰ لکھ تھا ازلا کثر علم الکلا و جویان
 مذبیح حلال ہو جاتا ہے عروق اربعہ میں سے تین رگوں کے کٹ جانے سے کوئی کیون نہ ہو اسلے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہے یعنی اکثر کل کے برابر ہر م تین رگوں کا
 قطع ضرور ہر خواہ حلقوم اور مری اور ایک شرک خواہ حلقوم اور دو شرک خواہ مری اور دو شرک و حل کفی قطع اکثر کل نہا خلافت اور کیا کفایت کرتا ہے کل عروق اربعہ
 میں سے ہر ک کے اکثر کا قطع ہونا میں خلافت ہر م شمشیٰ نے حاشیہ میں کہا کہ اہام ابو حنیفہ کے نزدیک عروق اربعہ میں سے کوئی تین رگیں جبکہ قطع ہو جائیں تو بقیہ
 حلال ہے اور ابو یوسف سے تین رگوں میں ایک تو ہی روایت ہے کہ مذکور ہر چکی و دوسری روایت ہے کہ حلقوم اور دو رگوں کا قطع کرنا مشہط ہے

میسر ہی دبت ہے کہ قطع طقوم اور ایک شہرگ کا شہر اور محمد کے نزدیک عروق اربعہ میں سے ہر گ کا اکثر کٹ جانا ضرور ہے یعنی اگر ہر گ دو حصہ قطع
 ہو جائے اور ایک حصہ قطع سے باقی رہے تو ذبیحہ حلال ہے کذا فی الخطاوی وحل الذبیح بکل باقری لا ورج اراد بالادرج کل اربعة فلیکنا و ہذا اندام ہی ہمارا
 لو بنا راو سئلہ اسی شتر قصب و مردہ ہی حجر یعنی کالکین بیج بیا ورج کرنا حلال ہے ہر ایک تیز چیز سے حوا ورج کو کٹ دے اور خون کو بہا دے اگر قطع
 اور خون زری گ سے ہو یا بانس یا نرکل کے پوست سے یا باثر و اثر چہرے تلخ نے کہا مصنف نے اور ج سے چاروں گون کا ارادہ کیا یا بقتلہ فلیکنا کے اور مردہ وہ
 تیز چھری کے مانند جس سے ذبح کرتے ہیں ہم شبلی نے حاشیہ میں کہا ایک غریب ملکہ کے لائقانی نے ہدیہ کی کتاب تجلیات میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے ذکاۃ یعنی بیج ہو جائے
 اگر آگ رکھی جائے موضع بیج پر اور طقوم اور دونوں ہر گ کو قطع کر دے تو اسکا کھانا حلال ہے اسکو قدری نے اپنی شرح میں مذکور کیا ہے انہی اور اسکے خداسے حاشیہ پر
 مذکور ہے کہ یہ روایت موصول لا کھ اور موصول فخر الاسلام کے مخالف ہے کہ ذکاۃ آگ سے نہیں واقع ہوتی کذا فی الخطاوی اما سنا و نظر اقا میں مگر بتے دہت اور ج
 نامحسوس سے بیج کرنا حلال نہیں لو کانا منہر و عین حل و مذا مع اللہ اما لہ ما فیہ من اسرار یا حیوان کہ تہیہ شرفہ کل سئلہ اور اگر ذبیحہ و زنا خنزیر ہوں یعنی مصلحہ اور ہر گ
 منہر اور کھلی سے تو ہم خنزیر کے نزدیک اسے بیج کرنا حلال ہے کہ بہت کے ساتھ اسوسٹیکہ میں ضروری حیوان کو کلیف ہے جیسے جانور کو ذبح کرنا کھد جری سے کر دہ
 ہرم امام شافعی کے نزدیک ذہت و زنا خنزیر سے بیج کرنا حرام ہے کیونکہ حدیث میں منع وارد ہے کہ وہ خنزیر کی جھریاں ہیں یعنی جھشی لوگ جانور کو ذہت و زنا خنزیر سے
 بیج کرتے ہیں اور خنزیر کے نزدیک یہ حدیث غیر متروک پر محمول ہے کہ خنزیر کو بیج کرنا کھد جری سے کر دہ ہر گ کو کٹ دے اور خون کو بہا دے اگر قطع
 کہ بہت اہل دہانت کرتی ہے و مذہب احد و شفرہ قبل الضجاع و کہ بعدہ کا جبر جہا الی الحدیج اور جب تیز کر لیا چھری کا مذبح کے لئے سے
 پہلے اور تیز کرنا لئے کے بعد کر دہ ہے جسطرح اسکا پانوں پیکر کے کھینچنا مذبح کی طرف کر دہ ہرم حدیث میں وارد ہے کہ اسد تھل نے اسان کرنا ہر جہر ہر خنزیر
 کیا ہے تو جب قتل کر دہا تو بھی طرح قتل کر دہا و جب بیج کر دہا تو بھی طرح بیج کر دہا و چاہے کہ تیز کر دہا پھی چھری کو اور آرام دے اپنے ذبیحہ کو و جہا من قفایا یا اذنی بیج
 حتی تقطع العروق والاہل محل لہما بلا ذکاۃ اور کر دہ ہے جانور کا بیج کرنا اسکی گردن کے پیچھے سے اگر دہ زندہ رہے رگوں کے کٹ جانے تک و اگر مقتدر زندہ رہے
 تو اسکا کھانا حلال نہیں بدون بیج کے مرنے سے و جبکہ بہت مخالفت سنت کی ہے اور اسوسٹیکہ کہ اس میں بلا حاجت زیادہ کلیف رسائی ہے و لیس فیہ فکون
 بلوغ الکلیف الخناع و ہر عرق یعنی فی جوف عظم القتبہ اور کر دہ ہے بیج شدید یہ بیان تک کہ حرام مغز تک چھری پہنچ جائے شائع نے کہا شیخ ففتح لون و سکون فاسخ
 پہنچنا چھری کا شناع تک ہے اور شناع سفید رگ ہے گردن کی ہڈی کے اندر شناع بالکے اور فتنہ و جنبہ بھی لغت میں درست ہے حرام مغز کو کہتے ہیں جو گردن اور شمر کی
 گردن میں دہانہ کے مانند واقع ہے خطاوی نے کہا بعضوں نے کہا شیخ یہ کہ گردن کو کھینچنے یا بیج کا مسکان ظاہر ہو اور بعضوں نے کہا کہ شیخ گردن کا تو باہر بیج
 ہونے سے پہلے اور یہ سب افعال کر دہ ہیں کہ بلا فائدہ تعذیب ہے چنانچہ طبعی میں ہے و کہ کلی تعذیب بلا فائدہ قتل قطع لہا اس اسلحہ قبل ان تردا میں سکون لکھا ہے
 و ہر تفسیر باللائم کما لا یخفی او بدون فائدہ کے ہر تعذیب و تکلیف رسائی کر دہ ہے چنانچہ سر کا کاسا اور کھال کا اوہیڑنا ٹھنڈے ہو جانے سے پہلے یعنی
 سکون میں الاضطراب کے پیشتر اور دہ تفسیر باللائم ہے چنانچہ خفی نہیں یعنی برودت کو سکون عن الاضطراب لازم ہے بدون ملس اسوسٹیکہ کا ہے سکون
 عن الاضطراب ہوتا ہے اور برودت اس سے متاخر ہوتی ہے اور حلالہ تعذیب ہے فائدہ سے یہ کہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے بیج کرنا کذا فی الخطاوی
 و کہ ترک التوجہ الی القبلة بخلافۃ اسنہ اور کر دہ ہے ذبح کے وقت قبل از شمر نہونا بسبب مخالفت سنت کے و شمر کو ال الذبیح مسلما حلال الا خارج الحرم ان
 کان صید افید الحرم لائحہ الذکاۃ فی الحرم مطلقا اور شرط بیج کرنے والے کا مسلمان ہونا اور مجرم نہ ہونا اور مجرم نہ ہونا مگر صید افید الحرم لائحہ الذکاۃ فی الحرم مطلقا
 ہونا اسوقت شرط ہے جبکہ ذبیحہ خوشی شکار ہو تو خوشی شکار کو حرم شریعت میں بیج کرنا حلال نہیں کرنا مطلقا خواہ بیج مجرم ہو یا حلال میں پس اگر مجرم ہوا
 غیر شکار کو حلال کرے تو وہ حلال ہے او کتایا دسیا و حرمیا الا ذاب مع منہ عند الذبح ذکر اسلحہ یا شرط ہے: ارج کالہا کتاب ہونا حواہ ذمی ہوا حلی

[illegible]

ابن ہمام نے شرح میں کہا: ان اکثر اہل مذہب اٹھو گزرتے ہیں لیکن یہ کلام فقہاء مجتہدین کا نہیں اور غیر خدا کا کلام معتبر نہیں اور مجتہدین سے
 علم تکفیر منقول ہوتا ہے مانی نہیں الحاحم تو اس منقول سے ظاہر ہوا کہ جبرہ موسیٰ بنی اور ایمان کے حکام سے علت ذبیحہ ہر خود اسکا بپا بنی
 یا جبری شایع کو مناسب نہ تھا یہ مسئلہ ذکر کرنا اور بدوین رد کرنے کے اٹھو چھوڑ دینا! وجود دیکھ یہ یعنی ہر عقیدہ فاسدہ پر کہ انی اٹھادی مختصر بخلاف بدوین
 اور جو جسی نصرانہ یقین علی ما نقل الیہ عندنا معتبر نہ لاک عند الذی حتی لو جس یہودی لایکل ذکا تہ برخلاف اس یہودی اور جو جسی کے جو نصرانی ہر گیا کہ
 اسکا ذبیحہ حلال ہوا سو اسٹے کے وہ ثابت رکھا جاوے گا ہمارے نزدیک اسی علت نصرانیت پر جیسا کہ ان سے انتقال کیا یعنی اسو اسٹے کے تمام کفر ایک
 علت ہر تو جی علت معتبر ہو گی ذبح کے وقت تو اگر یہودی مجوسی ہو جائے تو اسکا ذبح حلال نہ ہو گا و المستولہ بین مشرک و کتابی لکتابی لانہ وقت اور جواز کا یہاں
 ہو اور یہاں مشرک اور کتابی کے تو وہ کتابی کے مانند ہر یعنی اسکا ذبیحہ حلال ہوا سو اسٹے کے کتابی بکتر یعنی مشرک سے اسکی بدی کتر ہو و مار کی قسمہ خدا
 اٹھا لاک لکتابی اور حلال نہیں ذبیحہ اسکا جو نام خدا قصد ترک کرے ذبح کے وقت برخلاف امام شافعی کے بقولہ تعالیٰ اور لا تاكلوا مما يمس بغير اسم الله عليه
 حتی تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ اسکو چیر اسم کا نام نہ کرو نہ وہ اور امام شافعی سے پہلے اسکی حرمت پر اجماع منعقد ہو گیا تو اگر قاضی ذبیحہ مشرک کی قسمہ عند اے جواز
 حکم سے تو حکم لکھنا فذہ ہو گا اسو اسٹے کے مخالفت اجماع کے ہر فان ترکہا ناسیاطہ حل خلا لاک ہر اگر نام خدا بھول کر ترک کیا تو ذبیحہ حلال ہر برخلاف امام مالک
 یعنی اٹکے نزدیک عند اور نسیا تا ترک کیے سے علت نہیں ہوتی ہر اسی دلیل یہ ہر کہ شایع نے ناسی کو ذکر کر کے فذہ در دیا ہر مذہب تو یہ کہ کلام تمام ذکر کے کر دیا
 اٹکے ناسی کو کلام تمام مساک کے کر دیا صوم میں اسی سبب سے وان ذکر سمہ تعالیٰ غیرہ فان واصل بلا عطف اکو کہ قولہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ قبل من فکان او
 منی ومنہ بسم اللہ محمد رسول اللہ بارع عدم عطف فیکون مبتدا لکن بکرہ للوصل صورتہ ولو باجرا و نصب حرم دراز اگر اسمہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اٹکے غیر کو
 ذکر کرے تو اگر غیر خدا کو ملاوے بدون عطف کے تو مکروہ ہر چنانچہ یون کہنا بسم اللہ اللہ تعالیٰ قبل من فکان او منی یعنی قبول کر فذہ شخص کی طرف سے یا میری طرف سے
 اور وصل بلا عطف سے یہ یون کہنا بسم اللہ محمد رسول اللہ بارع وال محمد عطف نہ ہونے کے سبب سے تو ذبح شروع کرنے والا کلام کا ہر کہ انی اٹھادی یا محمد کا لفظ
 مبتدا ہو یعنی توجہ اکلام مشرک لیکن مکروہ ہر وصل ظاہری کے سبب سے اور اگر وال کو زیر یا زبرد سے تو ذبیحہ حرام ہو گا کہ انی اللہ عن غایہ البیان ہم جموی
 لہذا لے منقول ہر کہ وال کے زردینے سے ذبیحہ حرام ہو گا اور فتاویٰ عالمگیری میں نہایت سے منقول ہر کہ رفع نصب جرتین صورتوں میں ذبیحہ حلال کر
 اسو اسٹے کے رسول علیہ السلام نہ کر ہر بدون عطف کے کہنا فی الخطا و فی ذیل ہر اذ عرفت انہو بعضون نے کہا یہ یعنی رفع وال سے مکروہ ہونا اور جواز نصب سے
 حرام ہونا اسوقت ہر جبکہ ذابح علم خود کو جانتا ہو والا وجہ ان لایعتبر الا عراب بل یحرم مطلقا بلا عطف لعدم احرف ربیعی کما افادہ بقولہ اور قول وجہ ترمیم
 کہ اعراب کا اعتبار کیا جاوے بلکہ ذبیحہ حرام ہو گا مطلقا خواہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بسبب عطف کرنے کے عدم عرف کی جہت سے کہ انی از ربیعی چنانچہ
 مسنف نے اٹھو قول آئندہ میں بیان کیا ہر غلبی نے حاشیہ ربیعی میں کہا کہ میری دیکھی ربیعی کے سبب نخون میں یہی عبارت ہر اور وہ غیر ظاہر ہر
 اسو اسٹے کے یہاں عدم عطف میں کلام ہر تو یون کہنا ظاہر ہر بلکہ حرم نہیں مطلقا بدون عطف یعنی بلکہ حرم نہیں مطلقا بدون عطف کے اور مبد اس کلام کا وہ
 ہر جو ہم نے فتاویٰ عالمگیری سے عن انہایہ نقل کیا کہ انی اٹھادی وان عطف حرمت نحو بسم اللہ و اسم فکان او فکان اور اگر ذبح نے
 خدا کے نام کے ساتھ غیر خدا کو ذکر کیا بطریق عطف کے تو ذبیحہ حرام ہو گا چنانچہ یون کہنا بسم اللہ و اسم فکان یا یون کہنا بسم اللہ و اسم فکان یعنی خواہ فقط
 اسم کو بسم پر عطف کرے خواہ غیر خدا کو فقط خدا پر عطف کرے دونوں صورتوں میں حرمت ثابت ہر لانہ اہل یہ غیر اسمہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہر
 نا ذکر فیما عند اعطاس وعند الذی غیر خدا کے ذکر کرنے سے بطریق عطف کے اسو اسٹے ذبیحہ حرام ہو گا کہ اسمہ غیر خدا کا نام بکار گیا یعنی اور خالاک
 قرآن مجید میں اس ذبیحہ کھانے کا حکم نہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دو مکان ہر جہنم جھکو ذکر کرنا چاہیے ایک تو چھینکنے کے وقت

اور دوسرے سوچ کر کہنے کے وقت فان فصل صورتہ ومعنی کا لہذا عار قبل الاجتماع والہذا عار قبل التسمیۃ او بعد النجاشی لایس بہ لعدم القرآن صلا
 بعد اگر ذرا ج لے ذکر خبر خدا کو نام خدا سے علیحدہ اور جدا ذکر کیا باعتبار صورت اور معنی کے چنانچہ دعا کرنا ذبح کے کرانے اور لٹانے سے پہلے اور دعا کرنا بسم
 لٹنے سے پہلے یا دعا کرنا ذبح کرنے کے بعد تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں اس واسطے کہ ہمیں غیر خدا کا صلا افعال نہیں نظر میں نہ حقیقت میں مگر دعا کرنا قبل
 ذبح کے مسنون ہے اس واسطے کہ ابو داؤد اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے دن دو خسی مینڈھے ذبح کیے
 سو انکو جب قبلہ رخ کر یا تو یہ دعا کی رالی وجبت وجہی للذی فطر السموات والارض علی ملۃ ابرہیم خفیفا واما ناس انہم یکن ان صلوٰتی ولسکی ویمانی مانی
 بعد رب العالمین لا شریک لہ وذلک الارت واما من المسلمین اللہم نیک ذلک وایک اللہم محمد وامتہ بسم اللہ اللہم ہر حضرت نے ذبح کیا اور
 دوسری روایت جابر سے ترمذی میں یوں ہے کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے مینڈھا پیچ کیا اور فرمایا بسم اللہ اللہم ہر افعی عنہم فین شئی
 و الشریط فی التسمیۃ ہوا الذکر الخالص عن شوب لہ دعا وغیرہ فلا یکل القبولہ اللہم غفر لی لانہ دعا و سوال بخلاف محمد صلا و سبحان بسم اللہ التسمیۃ فاع
 یکل اور تسمیۃ یعنی نام خدا لینے میں شرط یہ ہے کہ ذکر خالص ہو دعا وغیرہ کے اختلاط سے تو ذبح حلال نہیں فقط یوں کہنے سے اللہم غفر لی یعنی آئی ہو مجھ کو بخشو اس واسطے کہ دعا
 اور سوال پر تو خالص فکر نہ ہو بخلاف محمد صلا و سبحان بسم اللہ کہ اس قول سے تسمیہ کا ارادہ کرے تو ذبح حلال ہو گا و غلط عند النجاشی فقال محمد
 لایکل فی الاصح لعدم قصد التسمیۃ اور اگر ذبح کو چھینک آئی ذبح کے وقت سوئے محمد صلا و سبحان تو ذبح حلال ہو گا قول صحیح میں بسبب عدم قصد تسمیہ کے
 م اس واسطے کہ عاصی محمد صلا و سبحان سے شکر نعمت کا ارادہ کرنا ذبح تسمیہ کا بخلاف الخبیث حیث یخبر بظنی حملہ علی ما ذلوی والالایوق بینہ و بین امر فی محبتہ قتال
 برخلاف خبیثہ کے کہ وہاں اگر خبیث چھینکے اور محمد صلا و سبحان سے تسمیہ کرے تو یہ کنایہ ثبوت خبیثہ کے واسطے کنایہ کرنا ہی میں کتا ہوئی اور اسکا حمل کرنا اس صورت پر لائق ہے
 جبکہ خبیث محمد صلا و سبحان سے خبیثہ کا ارادہ کرے اور اگر ارادہ کرے تو خبیثہ نہ ہو گا یہ اس واسطے قید لگائی تاکہ موافقت ہو جائے ہمیں اور ہمیں جو مذکور ہو چکا ہے
 میں سوال کر کہ مصنف نے جو میں کہا کہ اگر خبیث نے چھینک کیو اسطے محمد صلا و سبحان تو قائم مقام خبیثہ نہ ہو گا اتنی دو کوئی نے کہا کہ اگر تسمیہ کے مقام پر محمد صلا و سبحان
 کہا اور تسمیہ کا ارادہ کیا تو کنایہ کرنا ہی اور اگر خبیث کا قصد کیا اور تسمیہ کا ارادہ نہ کیا تو ذبح حلال ہو گا اور ہی طرح اگر محمد صلا و سبحان کا قصد کیا اور تسمیہ
 یہ الفاظ باب تسمیہ میں صریح نہیں ہیں صریح تو فقط بسم اللہ ہی تو یہ الفاظ کنایہ ٹھہرے اور کنایہ قائم مقام صریح کے نہیں ہیں ناگزیریت سے چنانچہ باب بطلان میں صریح
 ہے کہ الذی لخطاوی و استحب ان یقول بسم اللہ صلا و سبحان او ذکرہ بہا لانہ یقطع فور التسمیۃ کما عزاہ الذی لخطاوی و قال قبلہ و المستداول المنقول
 عن ابی ہریرۃ صلی اللہ علیہ وسلم بانوا و ذبح کے وقت یوں کہنا مستحب ہے کہ بسم اللہ صلا و سبحان بدوئی کے اور دو کے ساتھ یوں کہنا کہ بسم اللہ صلا و سبحان کر دے ہر اسلے
 کہ فوریت تسمیہ کا قاطع ہے چنانچہ نسبت کیا ہے صریح نے اس قول کو خمس اللہ طوائفی کی طرف اور بمعنی نے اس سے پہلے کہا کہ مشہور و معمول اور منقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے حدیث کے ساتھ جو اگر دو سے قطع فوریت ہوتی تو لازم آتا ہے کہ ذبح مردار ہو جائے اور وہ وجوب خد واد کا مقتضی ہے نہ استحباب کا لہذا کہ یہ کہ نہ ہوا پر عمل
 کیسے علاوہ یہ ہرگز یاد دہا و قاطع فوریت نہیں تھا وہی عالمگیری میں بدائع سے منقول ہے کہ تسمیہ کا وقت ذکاۃ اختیار میں ذبح کا وقت ہے تقدیم سبب پر جائز
 نہیں مگر زمان قبل جس سے چنانہ ممکن نہیں اور بطرح حدیث میں دو منقول ہے اسی طرح علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دو منقول ہے بقالی نے کہا کہ مستحب ہے کہ کہے
 بسم اللہ صلا و سبحان دو کے ساتھ کہ ذی الخطاوی لوسی لم تحضرہ لیتصح بخلاف ما لو قصد بہا التبرک فی البداء الفعل الذی بہا امر آخر خانہ لا ینص فلا کل او
 اگر ذبح بسم اللہ زبان سے بولا تو تسمیہ کی نیت حاضر نہ ہوئی تو تسمیہ صحیح ہے برخلاف اسکے اگر تسمیہ برکت لینے کا قصد کیا شرع فعل میں تسمیہ اور کسی امر کا ارادہ کیا
 سو اسے ذبح کے تو تسمیہ صحیح نہیں تو ذبح حلال نہ ہو گا مگر صورت عدم نیت اس واسطے صحت ہوئی کہ ذبح کو جبکہ امر ہو تھا اسکو مبرا لایا یعنی لفظ صریح نیت کا
 محتاج نہیں اور وجوب قصد تبرک یا نیت امر آخر اس واسطے حلت نہیں کہ اسے غیر مامور کی نیت کی چنانچہ فائز میں تسمیہ کرنا بسم اللہ بولا اور اسے ہرگز

زمین میں رہتے ہیں حرام ہیں اس واسطے کہ سبب بین قائل اہل قتالی و مجرم طبعیہ نجاست اور اس واسطے کہ غالباً وہ نجاست خور ہیں کہ انی اٹھایا
 من الاتفاقی و الحرام طبعیہ بخلان، خویشہ فائدا و لیسنا طلال لہر طلال نہیں پاؤ گئے بخلان دشمنی کہ خون یعنی گوشت کے کہ وہ اور ان کا دور و درخانی
 کہ حرام ہیں اگرچہ وہ دشمنی ہو جائے اور گوشت طلال ہو اگرچہ وہ دہلی اور مانوس ہو جائے اور پھر پلان باغ و حیات کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی اس
 حمارۃ طوا سہ بقرۃ کی اتفاقاً و لغو سا نکلا اور وہ پھر طلال نہیں جسکی مان کہہ جی تو اگر خرچ کر مان گاسے ہو اور باب اسکا کہ حاکم و دلال اور بالو اگر
 بالاتفاق اور اگر خرچ کر مان گھوڑی ہو تو وہ اپنی ان کے مانند جو یعنی امام کے نزدیک مکر و ہر او صاحبین کے نزدیک طلال حرام قاعدہ طبعیہ اس میں ہر
 کہ جو بچہ غفلت کہیں سے پیدا ہو تو اسکی مان کا اعتبار اگر مان طلال ہو تو وہ بھی حلال ہے اگرچہ اسکا باب حرام ہو اور اگر مان حرام ہو تو بھی حرام ہے اگرچہ
 باب اسکا طلال ہو و بخل و خندہ و انشا صلی محل ذیل ان اباضیہ رجوع عن حرمتہ قبل بڑھتہ ایام و علیہ الفتویٰ عبادتہ اور طلال نہیں غور اور
 گھوڑی امام کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک طلال ہے اور بعضوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے تین ذن اپنی موت سے پہلے اسکی حرمت
 سے رجوع کی اور اس کے حلال ہونے کے قائل ہوئے اور اسی پر فتویٰ دے کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 خیر الاسلام اور ابو العین کے کہ بہت تترہبی کہ صیح کہا ہے تو در صورت کہ بہت تترہبی امام اور صاحبین میں کچھ خلاف باقی نہ رہے گا اس واسطے کہ صاحبین
 اگرچہ طح کے قائل ہیں لیکن کہ بہت تترہبی کے ساتھ کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 اس واسطے کہ اس کے دو دو چینی میں سالن جواد کی کچھ کی تصور نہیں بخلان گوشت طلال کا جانے کے کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 بخل اور طلال نہیں جو اور گھوڑی اس واسطے کہ دونوں میں دار میں امام شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک وہ طلال ہیں و اسلحا قریہ و حیرتہ اور طلال نہیں
 بخل و خشکی کا ہو یا دریائی و اغراب الالبیع الذی یا کل کھیت لائے طینی باجاست طلالہ مستفہم قل و بحیثیت کما یختص الطباع السلیحہ اور طلال نہیں
 برقی کہ جو در کانا ہے اس واسطے کہ وہ حیوانات خبیثہ کے ساتھ طح ہے کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 سلیحہ گنائیں اور اسکو مکر وہ اور خبیث جانیں ہم غراب ربق و دو چہیں سیاہی اور سفیدی ہو کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 غراب انسر جمیعہ فد خان قاموس اور طلال نہیں غدا یعنی جنگلی سیاہ جوا کو اشراج نے کہا غداں برون غراب نسری کہ حیر اور جمع اسکی غداں کہ
 انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 گرا اور کثیر الارش و قریہ غلب کہ یہ کاتب کے اغلاط سے ہو قاموس کی عبارت یہ ہے انذات کثیر غراب لہذا کثیر الارش جمہ غداں ذیل غلب و اس
 من اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 کتاب طلال نہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک طلال ہے و الیہ لوع و ابن عرس و ارحم و ابیاس و ہر طائر ذی الارض و طبعیہ اس کے طبع اسکی ہر ایک
 نہیں ہوش دشمنی اور غول اور کس کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 غداں لیکن اسکی دم اور کان جو ہے سے زیادہ در زمین اور دونوں پاؤں دونوں ہاتھوں سے در زمین کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 ترجمہ اردو میں گھوس ہر اور خرمن لادوہ میں یہ بھوس کا ترجمہ فارسی میں خرگوش اور ہندی میں گھوس کیا ہے و اسے علم ذیل کفائش لائے ذوالاب
 اور بعضوں نے کہا کہ طلال نہیں چھگا در اس واسطے کہ وہ سفید و حرم اتفاق نے کہا کہ دلیل میں طلال ہے اس واسطے کہ ہر شے حرام نہیں بلکہ سفید
 جانور حرام ہے جو بے غیش سے شکار کرنا ہوتا ہے اور قادی عالمگیری میں چھگا در کی طح و حرمت کے رد قول مذکور ہیں کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل
 و طلال نہیں دریائی اور پانی کا جانور حرم حیوان الی سے دومرہ جکا مادی اور ماس پانی میں ہر کہ انی اٹھایا میر و اعلیٰ اندی کہ اسکی حرمت تخری کو صیح کہا اور درین میں بخل

ما یحس ولو طافیه مجرد وہبانیہ سب دریا بی جان و رام ہیں گردہ مجلی حرام نہیں جو کسی آفت کے سبب سے مرگئی ہو اگرچہ مجلی نایاک یا بی بین ہو
 ہو اور اگر کسی مجلی یا بی پر مجلی آئی ہو کذا فی الوہبانیہ سم فاعده کلیہ مجلی میں خفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ مجلی کسی سبب سے مرگئی تو وہ حلال ہے خواجہ و مجلی
 اگر شمار ہوئے سے مرگئی اور مجلی بغیر سبب سے مرگئی تو وہ حلال نہیں چنانچہ بانی پر کی اترائی ہوئی مجلی کذا فی الدرر الخیر الطافی علی وجہ الماد الذی تحت
 وہو ما طاف من فوق مجلی طلال ہر گردہ مجلی طلال نہیں جو بانی پر مجلی آئی ہو یا جو خود بخود اپنی موت سے مرگئی ملا آفت اور طانی وہ مجلی ہر حکایت بانی یا
 کی طرف ہر طوافہ من فوق فلیس طاف فیوکل کما یوکل مافی بطن الطافی تو اگر مجلی کی میٹھا دیر کی طرف ہو تو وہ طانی نہیں اسکا کانا حلال ہے جیسے اس مجلی کا
 کانا حلال ہے جو اترائی مجلی کے پیٹ میں، دم جو مجلی کہ دوسری مجلی کے پیٹ میں ہو تو اسکی موت نشا و سبب سے ثابت ہوئی یعنی تنگی مکان کے سبب سے
 کذا فی خیر الوہبانیہ اور مخ اغفار میں ہر کہ اگر ایک مجلی دوسری مجلی کو نکل گئی تو دونوں کا کانا حلال ہے یعنی اس واسطے کہ دونوں کی موت آفت سے
 ہوئی دما مات بحر الماء اور وہ اور ربطہ فیہ او القاضی موتہ بانہ وہبانیہ اور مجلی مرگئی یا بی کی گرمی یا سردی کے سبب سے یا بانی میں باندھنے کے سبب سے
 یا بی وغیرہ سے یا کسی چیز کے ڈالنے سے یعنی کوئی ددریا بی میں ڈالی اور مجلی اسکو کھا کر مرگئی تو اسکی موت آفت کے سبب سے ہوئی یعنی تو حلال ہوگی کذا فی
 الوہبانیہ سم اگر مجلی کو پرندہ دریا بی نے قتل کیا یا مجلی مرگئی یا بی کے گڑھے میں یا ایک شخص نے مجلی گیری خیرہ میں کہ اس سے نکل نہیں سکتی اور وہ شخص
 اسکو کھ کر کھتا ہو سو نہیں وہ مرگئی یا جا بی میں مجلی مرگئی اور وہ اس حال میں تھی کہ جاں سے نکل نہ سکتی تھی یا مجلی کو بانی میں بستہ کیا سو وہ برف میں باقی
 رہ گئی اور مرگئی تو وہ حلال ہے اور اگر بانی کی گرمی یا سردی سے مرگئی تو وہ ماکول ہے یا یک دروایت میں کیونکہ اسکی موت کا سبب یا یا گیا اور دوسری آفت
 یہ ہے کہ وہ حلال نہیں اس واسطے کہ بانی مجلی کو مارنا نہیں ہر گز نہ ہو یا سرد چنانچہ کافی میں ہر کذا فی الدرر والا بحریت سماک ہر وہ و المارما ہی سماک فی صورتہ
 وافر و ہما بالذکر للتفاد و طواف محمد اور حلال نہیں دریا بی جانور مگر جرث اور مارا ہی حلال ہے جرث سیاہ مجلی ہے اور مارا ہی سانپ کی صورت پر مجلی ہے
 نے دونوں مجلیوں کو جدا اس واسطے ذکر کیا کہ انکے مجلی ہونے میں پوشیدگی تھی اور محمد کے خلاف کی جہت سے علیحدہ بیان کیا مگر جہت کہ جرث کہ جہیم
 و تشدید ہے کہ سورہ ایک قسم پر مجلی کی مدد یعنی گول ہوتی ہے جیسے ڈھال اتنی اور جو محمد سے مغرب میں منقول ہے کہ سب مجلیان حلال ہیں سو اسے
 جرث اور مارا ہی کے ضعف قول پر غایۃ البیان میں ہے کہ بعض روایں اور اہل کتاب جرث کے کمانے کو کڑہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک دیکھ
 تھا وہ لوگوں کو اپنی جوروں کے پاس بلاتا تھا سو بخ ہو کر جرث ہو گیا سو باطل قول ہے کہ جو مسخ ہوا وہ تین دن کے بعد مر گیا اسکی نسل باقی نہیں رہی
 کذا فی الطحاوی والدرر مارا ہی کو اہل ہند بام کہتے ہیں اور جرث کو بعض اہل ہند سچیل کہتے ہیں و حل اکراد ان مات افقہ بخلاف اسماک اور حلال
 ہے مگر اگرچہ وہ خود بخود بلا سبب ظاہر مرگئی ہو بخلاف مجلی کے کہ وہ بلا سبب خود بخود مرے سے حلال نہیں و انواع اسماک بلا ذکاۃ کحدت طلت لہا
 میتان اسماک و کجراد و دان لکبد و الطحال کسیر اللہ اور سب اقسام مجلی کے حلال ہیں بدون ذبح کرنے کے اس حدیث کی دلیل سے کہ حلال ہو سے
 ہمارے واسطے و دم پر مجلی اور حلال ہے و دخون کلیجہ اور تلی شایع نے لکھا طحال کسور الاول ہے و حل غراب الزرع الذی یا کل حب او
 لمیت کا کذا حلال ہے جو دانہ کھاتا ہو یعنی نجاست خور نہیں ہر شہر میں نہیں آتا ہر صغیر اکثہ ہوتا ہے مثل فاختہ کے دما و الم و الارنب و المعقوق و ہر
 کچھ میں اکل حیث و حسب ذالصح طلال ہر خرگوش و عقیق حقیق وہ کو اگرچہ مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہو اور اسکا حلال ہونا صح قول ہے مگر عقیق
 ہر وزن قنفذ برندہ بلق سیاہ اور سفید ہوتا ہے اور اسکی آواز میں عین و قاف معلوم ہوتا ہے کذا فی انقا مونس بعض لوگ اسکو کھاتے ہیں طحاوی
 نے حاشیہ کی ہے نقل کیا کہ عقیق ہر وزن جعفر پرندہ ہے کہوتر کے مانند لمبی دم والا اس میں سفیدی اور سیاہی ہوا وہ اقسام غراب سے ہر بدنگونی
 اس سے لیتے ہیں اتنی اور ابو اسف سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے عقیق کو پوچھا تو فرمایا کہ لا باس یعنی اس کے کمانے میں کچھ مضائقہ نہیں

تو میں نے کہا وہ نجاست کھانا ہی تو دام نے فرمایا کہ وہ نجاست کو ملاتا ہے دوسری چیز سے پھر کھانا ہی تو دام کے نزدیک قاعدہ یہ پھر کہ جو نجاست کو دوسری
 چیز سے ملا کر کھا دے چنانچہ مرغی تو اسکا مضائقہ نہیں اور ابو یوسف نے کہا کہ اتفاق کر دے یہی مرغی مٹا چکا کہ وہ مرغی کھانی قنادی قاضی خان محمد اسے مع
 اور کاکہ کیت کا کو اور زکوش اور عقیق حلال ہیں بچ کرنے کے ساتھ ہم اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان حیوانات کو ذرا کیسے جنگلی طست اور حرمت کتبہ جندہ ہیں
 مذکور ہر قنادی قاضی خان میں مذکور ہے کہ انعام مالک بالکل چنانچہ اونٹ اور اونٹنی اور گائے بیل اور بھیر اور بکری اور دنبہ حلال ہیں اور اسی طرح ماسوسے
 انعام جو درندہ نہیں ہیں چنانچہ ہرن اور زکوش اور گور اور نیل گا اور وہ بطور جو جنگل سے نکلا نہیں کرتے چنانچہ مرغی مرغی اور کبوتر اور بظ اور بلبل اور
 جو فقط دانہ کھاتا ہے اور بایبل اور قمری اور سودانی اور زرد اور عصافیر یعنی جمع قسم جنگل کی اور فاختہ اور ندی وہ حلال ہیں اور حرام ہے ہر شہرہ اور
 درندہ چنانچہ شیر اور بھیر یا اور تیندوا اور چیتا اور لوتری اور بچو اور کتا اور بلی جنگلی ہوا یا پالو اور بچات اور سور اور بچہ اور بندر اور موش دستی اور گدہ اور بولا
 اور گیدڑ اور قاضی اور سور اور سانپا ورنیک اور جس جانور میں کہ خون نہیں چنانچہ زبور یعنی بھرا دھچھرا اور کھجی اور پسو اور چون اور چھیری اور ہر چہ گیمبر بند
 جو شکا کرتا ہے چنانچہ صقر یعنی جڑہ اور باز اور گدھ اور عقاب و بانٹہ اور شاہین اور بنٹا اور چیل اور جو درخویر بندہ ہو چنانچہ غراب ابق یعنی بلی کو
 یہ سب حرام ہیں اسی مافی الجانیۃ فائدہ جو جانور جنگلی میں رہتے ہیں تین قسم ہیں ایک وہ جن میں اصلا خون نہیں دوسری قسم وہ جن میں خون ہر کر خون والی نہیں
 اور تیسری قسم وہ جن میں خون ہر کر اور طاق ہے سو جن میں خون نہیں چنانچہ ندی اور بھڑ اور کھجی اور کمری اور گیمبر اور بچو اور بانٹہ اسکے تو اسکا کھانا حلال نہیں
 سوائے ندی کے اور اسی طرح جن میں خون سائل نہیں چنانچہ سانپ اور چھپکلی جنگلی بھی کہتے ہیں اور سام ابرص اور جمیع حیوانات خشرات اور ہوم الارض
 چنانچہ چوہا اور سی اور گدہ اور دیوبوع یعنی موش دستی یا گھوس اور بولا اور بانڈا کے اور انکی حرمت میں اختلاف نہیں مگر گدہ امام شافعی کے نزدیک حلال
 ہو اور جن میں خون سائل ہے وہ دو قسم ہیں مانوس اور وحشی سو مانوس ہر نام سے چنانچہ اونٹ اور گائے بیل اور ختم بالا جماع حلال ہیں اور وحشی چنانچہ ہرن اور بیل
 اور گور اور جنگلی اونٹ سو باجماع مسلمین حلال ہیں اور درندے مانوس چنانچہ کتا اور چیتا اور بولہ بولہ حلال نہیں اور اسی طرح وحشی درندے جنگلی سباع اور کوش
 ہیں چنانچہ شیر اور بھیر یا اور چیتا اور لوتری اور جنگلی بلی اور بچا و سور اور دقتی اور بچہ اور بندر اور بانڈا کے اور سباع طیر چنانچہ باز اور بانٹہ اور شاہین
 اور چیل اور بنٹا اور گدھ اور عقاب و چوڑنگے مانند ہو یہ سب حرام ہیں کذا فی الخطا دی عن الدیمیری ایشافعی صاحب حیوۃ بحیوان و فوج مالا یولک علیہ رحمۃ و تہجد و
 تقدم فی الکتابۃ ترجیح خلافاً ورجواً کوں اللحم نہیں کھانچ کر ڈالنا اسکے گوشت اور چربی اور چمے کو پاکی کر دینا ہر شایع نے کہا کہ کتاب الطہارۃ میں اسکے
 خلاف کی ترجیح مقدم مذکور ہو چکی طہارۃ میں ہر کی ترجیح مذکور ہو چکی کہ بچ سے گوشت پاک نہیں ہوتا چمچہ پاک ہو جائے یا نہ ہو طہارۃ سے مطلب یہ ہے کہ اگر اعلات یعنی
 چیز درین چمچہ یا چیز یا غیر کوں اللحم مذکور کی چمچہ سے تو وہ چیز میں نہیں ہو جاتی ہوا سے کہ بچ ازاد کہ طوبت خیمہ میں دباغت کے مانند ہر اور اسکے قابل
 کی نماز باطل نہیں ہوتی اور کھانے کے سوا اسی چربی سے فائدہ لینا درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا کہ جائز نہیں اور بعضوں نے کہا جائز ہے و ہر علم کذا فی الخطا
 الا لا آدمی وخنصر یکما مرسوے آدمی اور سو کے چنانچہ کتاب الطہارۃ میں مذکور ہو چکا ہے شاة مرفیۃ فترکت فرج اللحم طح الا لان لم تجزۃ عند اللہ
 بیمار کہ بچ کی چمچہ شے جنبش کی یا خون نکلا تو وہ حلال ہے اور اگر حرکت نہ کی یا اسکا خون نہ نکلا تو وہ حلال نہیں اگر بچ کی زندگی بچ کے وقت معلوم نہ ہو تو
 حرکت اور خراج خون نہیں ہوتا مگر زندہ سے کیونکہ مردہ جنبش نہیں کرتا اور اس سے خون نہیں بہتا شیعہ طحاوی میں ہے کہ خون کا نکلنا زندگی پر دلالت نہیں کرتا
 مگر اس صورت میں جبکہ زندہ کے مانند خون نکلتے وان علم حیوۃ مطلقاً وان لم تحرك ولم یخرج الدم وبنایالی فی مسخۃ ہر وہیہ وبتعہ والذی اقر اللہ
 الطہارۃ کذا فہرہ الاشیاء واخلل وان کانت حیوۃ تاحیۃ وعلیہ لہتوی لقولہ لکالی (الا ما ذکیم) من غیر فصل ویجہ فی صیدہ و اگر مذکور کی حیات معلوم ہو تو بچہ
 حلال ہے اگرچہ اسے جنبش اور حرکت نہ کی ہو اور خون بھی نکلا ہو اور سبکیا یا ن دیگا اس جانور میں کھلا دیا گیا اور جو بچہ کرے اور جو کدو دوسرے جانور سے

اور کلام جو پہلی اور دہری کے غیر میں اس واسطے کہ پہلی اور دہری حلال ہو کذا فی الطحاوی لاس من ذبح قبل موتہ حیال کا لکھوس حیوان الماکول
 لان بقی من کبوتہ غیر معتبر صلا نرا ذیقت ان کرہ کما کر جو غف و کہ حیوان مذبح سے جدا ہو اسکی موت سے پہلے تو اسکا کھانا حلال ہو اگر وہ حیوان اول الذکر
 اس واسطے کہ بیشتر زندگی حیوان مذبح میں باقی ہو و دراصل معتبر نہیں کذا فی البزازیہ میں کہتا ہوں لیکن عضو کا جدا کرنا حیوان مذبح کے ٹخنہ سے ہونے سے پہلے کرا
 ہو چنانچہ اسی کتاب میں مذکور ہو چکا و در زانی الطہارۃ قول البزازیہ اور ہم نے قول آئندہ وہاں یہ کہ خریداری کی کتاب الطہارۃ میں قبل تیمم کلم کتاب الطہارۃ میں
 شارح نے بیان کیا ہے کہ غلبہ شایستہ کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ قضا نے تصریح کی ہے کہ وہ بھیڑ یا حلال ہے جو بکری سے پیدا ہوا اپنی ماں کے اعتبار سے وہ
 کلم الخصال اہل میں قبل قضا و اگر اہل مذکور اور نہ ہو سہا جس میں نے حلال کہا ہے قطعاً خجرون کا گوشت حالانکہ ماں انکی گھوڑی ہو اور اگر بہت ہی مذکور ہو یعنی جس
 خیر کی ماں گھوڑی ہو وہ صاحب میں کہ نزدیک حلال ہے اگر اگر بہت ہی مذکور ہو سہا دان نیز کلب فوق غنر نجار یا + تنج لہ اس لکھب قنطر + اور اگر جست کی کتے نے بکری
 پر یعنی جفتی کی تو اسکی بچہ پیدا ہوا جسکا سر کتے کے مانند ہو تو اسکو دیکھنا چاہیے سہا فان اکلت کما فکلب معیما + وان اکلت مبتاذا ارین تیر سہا اگر اسنے
 گوشت کھا یا وہ باطل کتاب اور اگر اسنے کھاس کھائی تو یہ سہا کا نا جا ہے یعنی اسکا کھانا نجاس ہے سہا دیوکل یا قیما دان اکلت ملنا + وذا فافتر سہا و انبیاح
 خیر + اور سہا سے سر کے باقی گوشت کھا یا جاے اور اگر گوشت اور کھاس دونوں کھاسے تو اسکو مارنا اور اسکا چلانا خبردار کر لیا معنی اگر مارے سے کتے کی مانند
 ہونے کے تو مکنا نا چاہیے اور اگر بکری کے مانند چلاے تو طلال کرنے کے بعد سہا دیکھا جاے اور باقی کھا یا جاے کذا فی الطحاوی سہا دان اکلت فان خ فان کر شہا بذا
 فغفر والا فہو کلب قنطر + اور اگر شکل اور شبہ ہو یعنی کتے اور بکری دونوں کی طرح آواز کرے تو اسکو بیچ کر تو اگر اسکی اور جھڑی ظاہر ہو تو وہ بکری ہے لیکن سہا
 دور کیا جاے اور اگر جھڑی نہ ملے تو وہ کتا ہو ذہن کیا جاے یعنی اسکا کھانا نجاس ہے وہی معایا تھا اور وہاں یہ کی حیثیت میں یہ سہا سے دہی شہا و ذہن
 یکلما + و من ذی الذی فحی و لا ذہنیر + اور کوں بکری ہے جسکو بدو ذہن کے شارع حلال کھتا ہے اور کوں پر وہ شخص جو اپنے گھریں رہا یہاں تک کہ وقت فحی دغل ہوا و
 اسنے خون میں جاری کیا م مصرعہ اول کا جواب کتاب اسنا فہا کے اخیر میں مذکور ہو چکا اور مصرعہ ثانی کا جواب خود ترجمہ میں مذکور ہو گیا محل سوال نقطہ نظر پر
 ضعی کا تو ظاہر اسکا مطلب یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کون شخص جسے قربانی کی اور حالانکہ خون نہیں بہایا قربانی کرنے اور عدم خونریزی میں یہاں فحی ظاہر ہو تو ناظم مطلب
 وہ ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوتا ہے قربانی کرنا خاتمہ اٹھ چھریں میں مردار سے جسے اتھار دستہ سینگ اور ٹھار و مصیب اور صوف اور دہر یعنی روٹیں اور بال اور پڑ
 اور دہری خواہ حیوان ماکول لکھ ہو یا غیر ماکول ہو کذا فی الطحاوی و عن زوہر الجواہر دالہ اعلم استغفر اللہ کلیم

کتاب الاشیئہ

یہ کتاب ہے اشعیہ یعنی قربانی کے مسائل میں ذکر انخاص بعد اتمام کتاب الذبائح کے بعد کتاب الاشیئہ کا لانا خاص کا ذکر ناہر عام کے بعد یعنی ذبیحہ
 عام ہو اور قربانی خاص ہو یہی لفظ اسم لما ینذج ایام الاشیئہ من شیمہ اشعی باسم وقتہ اشعیہ لغت میں اس حیوان کا نام ہے جو ایام اشعی میں ذبح کیا جائے قبل
 نام رکھنے شکر کے اسکے وقت کے نام کے ساتھ جو حیوان مذبح ہو ایام خرمین اسکو اشعیہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وقت ضعی یعنی دن چڑھے اسکو ذبح کرتے ہیں
 کذا فی الدبر تو اسکا نام ہا نوزہا اسکے وقت کے نام سے کذا فی الجلی طحاوی نے کہا زلیعی میں ہے قربات مالہ و قسم میں ایک قسم تیلیک ہے چنانچہ صدقہ اور
 دوسری قسم غلات ہے چنانچہ اعناق اور اشعیہ میں دونوں معنی متع ہو سہا کہ خونریزی سے وہ اتان ہے پھر گوشت میں نعرن کرنے سے تیلیک اور اباحت ہو
 اتنی و رعات میں ہے کہ قربانی کا خرید کرنا دس دم سے بہتر ہو ہر دم کی خیرات سے اس واسطے کہ جو قربت خونریزی سے حاصل ہوتی ہے وہ صدقات سے
 نہیں ہوتی و شرعاً ذبح حیوان مخصوص غلبہ لقرتہ فی وقت مخصوص اور مصلا ح شرع میں اشعیہ عبارت ہے حیوان مخصوص کے ذبح کرنے سے
 عبادت کی نیت سے مخصوص وقت میں حیوان مخصوص یعنی گا بے یل بھیڑ باری اونٹ اور وقت مخصوص یعنی ایام خرم و شرعاً لکھا ان اسلام والا فامہ و لیسار

اگر قربانی سے انکاف مقصود ہو تو بپاسکا مالک نہیں اپنے فرزند کے مال میں بیانیہ اس کے غلام کے آزاد کرنا یا ان کے نہیں بلکہ اگر گوشت کا تسبیح مقصود ہو تو
صنیر کا مال صدقہ نفل کا احتمال نہیں رکھتا ہر اور اس قول کو موقوف کی طرف نسبت کیا ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تم قرع علی قول اللہ فی خبرہ و مال نہیں
اور خبر کہ در حاجتہ و باقی سیدل باقی متفع بعینہ کتب وقت رہا استہاک کثیر و نحوہ ان مکان دیکھو و اوصی ہر صنعت نے قول ذیل بقرینہ کی ہے
قول سے اور طیل کھاے اپنی قربانی سے اور گوشت اٹھا کھا جائے بقدر اسکی حاجت کے اور جو گوشت باقی رہے وہ بدل دیا جائے اس خیر سے جسکے بعینہ ذات سے خیر
فائدہ ہوئی کہ بیانیہ کثیر اور مردہ اس خیر سے بدلنا چاہیے جسکے استہاک سے فائدہ حاصل ہو بیانیہ روٹی اور مانند اسکے کدہ سرج بہ ان مکان اور اسی طرح یعنی باپ کے ہاتھ
اور اور وی ہر صرح شتر کی سنتہ فی بذلہ شربت لایقہ ای ان نوی وقت شتر الا شراک صرح شتر اسناد اول استخار اور ایک شخص کے ساتھ صرح شتر ایک
ہو جانا چھ شخصوں کا اس شتر اور گاوین جو خرید کیا گیا قربانی کیو اسے یعنی اگر خرید کے وقت خرید کرنے والے نے شریک کر لینے کی نیت کی تو صحیح ہر اور سے شتر ان
کے اور اگر شریک کی نیت نہیں کی خرید کے وقت تو صحیح نہیں ہر اور سے استخوان کسم صورت سکہ یہ کہ قربانی خسار میں کی یا نہی ذات کیو اسے ہر میں شریک کر لیا
عالمگیر میں ہر اگر قربانی کھرا دے خرید کی ہر میں چھ شخصوں کو شریک کر لیا تو مردہ ہر اور قربانی ساتوں کی طرف سے کفایت کریگی اور اگر خرید کے وقت شریک کر لینے کا
ارادہ کرے تو مردہ نہیں اور اگر قبل از خرید کھرا دے کہ تو شتر ہر اور میں سے ہر گاہ کہ خرید کی اس ارادہ سے قربانی کرے اپنی ذات سے ہر حیر آدمی اسکے ساتھ شریک
ہر گاہ کہ تو کفایت کرنا ہر اور سے استخوان کے اور فیاس یہ ہر کہ جائز ہو اسے کہ کیا کر کھا اسکو قربت کیو اسے توسیع اسکی قبول امتنع ہر درجہ استخوان یہ ہر کہ گاہ آدمی کوئی
گاہ پانا ہر اور شریکوں کو نہیں پانا ہر خرید کے وقت سوا اسکو خرید کر لینا ہر ہر شریکوں کو طلب کرنا ہر اور اگر یہ جائز ہو تو لوگ حرج میں پرین اور حرج شرعاً نہ ہوں
ہر آخری اور باقی کلام خارج ہر اسفید ہر کہ گاہ خرید کی شریک کی نیت سے اور حالانکہ ایسا نہیں ہر بلکہ صورت سکہ یہ ہر بلا نیت شریک خرید کی ہر اسے شریک
کیو پایا اسو اسے کہ اگر شریک کی نیت سے خرید کرے گا تو مخالف قیاس ہوگا لکن مذکورہ اولیٰ کذا فی الخطاوی لخصاً و ذای الاشتراک قبل الشراک ہر اور یہی
اشتراک خرید کرنے سے پہلے سبب و بستر ہر اور تقسیم اللحم و زنا لا خرافاً و اشتراک قربانی کا گوشت قسمت کیا جائے قول کرنے انکل کریم فتاویٰ خلاصہ اور فیض
میں ہر کہ تحقیق قسمت کی شریکوں کے ارادہ پر ہر کذا فی الخطاوی الا انہ انضم معہ من لا کارح او یکلمہ صرفاً لجنس خلط جسمہ و جیکہ گوشت کے ساتھ ہر
یا کمال لائی جائے تو وزن کا برابر ہر و ہر جنس کو خلط جنس کی طرف پھرنے کے سبب سے یعنی ہر جانب میں کچھ گوشت ہو اور کچھ پائے یا
ہر جانب میں کچھ گوشت ہو اور کچھ کمال یا ایک جانب میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسری جانب میں گوشت اور کمال یا ہر تو بپاسکا ہر ہر شریک کرنا ہر جنس
خلط جنس کی طرف کذا فی الدرر و اول وقتہا بعد الصلوۃ ان فرج فی عصر ای بعد ہر منۃ عید و تو قبل ہر ہر لکن بعد واجب اور قربانی کا اول وقت
بعد نماز کے ہر اگر شہر میں ذبح کیا ہو یعنی اس نماز عید کے بعد اول وقت ہر جو سب سے پہلے نماز ہو گئی ہو اگر چہ خبیہ عید سے پہلے قربانی کی ہو لیکن خبیہ کے بعد
قربانی سبب ہر اور قبل از خبیہ قربانی کرنے سے بدکار خمر لگا کذا فی تجلی و بعد فی وقتہا ولم یصلوا بعد و یجوز فی بعد و بعد قبل الصلوۃ لان الصلوۃ فی عند
وقت قضاء و لا اور نہ یعنی و خیرہ اور قربانی کا اول وقت نماز عید کے وقت گذرنے کے بعد ہر اگر لوگوں نے عذہ کے سبب سے نماز نہ پڑھی ہو اور گیا حرمین اور
بار حرمین و عذہ کو قبل از نماز عید قربانی جائز ہر اسو اسے کہ گیا حرمین بار حرمین کی نماز قضاء حق ہو گئی نہ اور کذا فی از لم یصلی عذر سے مراد غیر فتنہ و بیانیہ
نکر ہو کہ بعد طلوع فجر یوم النحر ان فرج فی غیرہ اور قربانی کا اول وقت یوم النحر کی فجر کے طلوع ہونے کے بعد ہر اگر قربانی فرج کی شہر کے سوا کائنات میں یا قلیل
میں دآخر میل غروب یوم النحر دجوزہ انفا فی فی اربع اور آخر وقت قربانی کا یوم ثالث یعنی بار حرمین یا عذہ کے غروب ہونے سے پہلے اور اقام خاصہ نے
ہر عین یا عذہ میں ہی قربانی جائز کئی یوم ایام خمر کے تین ہیں اور اقام شریقی کے بھی تین ہیں اور دونوں ایام گذرتے ہیں چار دن میں اول روز خمر ہر شریقی نہیں
اور کچھ لا ان شریقی ہر خمر نہیں اور دونوں درمیان کے خمر اور شریقی ہیں ایام خمر دسویں گیا حرمین بار حرمین اور ایام شریقی گیا حرمین بار حرمین

تیرہ سو تیسرے کان الاختیاء لاسکان بن علیہ اور معتبر قربانی کا مکان ہے نہ اس شخص کا مکان جس قربانی واجب ہے تو اگر قربانی دیات میں ہو اور قربانی کرنے والا شہر میں ہو تو مجروح طوارع قربانی جائز ہو اور اگر قربانی شہر میں ہو اور قربانی کرنے والا دیات میں تو قربانی جائز نہیں اگر بعد نماز عید کے قربانی مسدود نظر کرے کہ زمین کا مال فاعل معتبر جو عیدہ عصری اور اتجیل ان خرچہ حاجت البصر یعنی بہاؤ طلع الفجر مجتبیٰ تو اس شہری کا حیالہ جو تنہا قربانی کیا جائے ہمارے نماز عید سے پہلے یہ ہے کہ قربانی کو نکال دے شہر سے باہر یعنی اس مکان میں جہاں سافر کو قصر صلوٰۃ جائز ہے پھر وہاں فجر کے طلوع ہوتے قربانی کرے گدا فی الجنبیٰ و معتبر افراد فقیر و فسدہ والوالاء و الموت فلو کان غنیاً فی اول الایام فقیراً فی آخرها لایجب علیہ ان یدفع فی لیوم الا تریجب علیہ وان مات قبلہ لایجب علیہ اور معتبر قربانی کا چھلا وقت ہے فقیر اور غنی اور ولادت اور موت کو واسطے تو وہ اگر غنی ہو اول ایام میں اور فقیر ہو آخر ایام میں تو اسے قربانی واجب نہیں اور اگر طفل پیدا ہو چکے دن میں تو اسے قربانی واجب ہے اور اگر غنی ہو گیا چکے دن میں تو اسے قربانی واجب نہیں ہم فقیر کے مال میں قربانی واجب ہے اور جب ایک توئی کے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے کہ ان الامام صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کا بعد صلوٰۃ دون الاختیاء لان سن العمارہ سن قال لا یعید لصلوٰۃ الا الامام وحده فکان لا اجتناد فیہ سلع زلیحی بعد نماز اور قربانی کے ظاہر ہوا کہ امام نے نماز عید کی پڑھائی بدون طہارت کے تو نقصاناً بگیری جائے نہ قربانی اس واسطے کہ علماء میں سے بعضا عالم وہ ہے جو کہ تارک نماز کا اعادہ نہ کرے مگر امام تنہا تو نہیں جتنا مجتہدین کی گنجائش تھی کہ نہ فی الزلیحی یعنی جب مقتدیوں پر اعادہ واجب نہ ہو تو قربانی کا اعادہ کیونکر ہو گا تو سقوط جماعت جواز قربانی کا عذر ہے نہ تارک نماز کا فساد سے محفوظ رہیں دینی اجتہاد کے قبل التفرق لاسبغہ اور مجتہدین میں ہے کہ نماز کا اعادہ کیا جائیگی مگر متفرق ہونے سے پہلے نہ بعد متفرق ہو جانے مقتدیوں کے ہم یہ تقیید ہے طحاوی متن کی اس واسطے کہ اعادہ بعد التفرق میں مشقت ہے دینی البرزانیہ بلکہ فیما فتنہ ظلم یسلوا و صحو بعد طلوع الفجر جاز فی اختیار اور برازیہ میں ہے کہ ایک شہر آخر جہین فتنہ ہے یعنی وہاں کا کوئی حاکم نہیں ہے تو شہر والوں نے نماز پڑھی حاکم کے نہ ہونے کے سبب اور قربانی کی بعد طلوع ہونے فجر کے تو جائز ہے قول مختار میں ہم اس واسطے کہ شہر بنبرہ دیات کے ہو گیا اس حکم میں زلیحی حربی نے کہا اور یہ معارض ہوا اس قول کے جو پہلے منقول ہو چکا زلیحی سے خطا دی ہے کہا تو عذر مقدم غیر فتنہ پر محمول ہے چنانچہ مذکور ہو چکا اور یہ فتنہ بخود ہے تو معارض نہ رہا لکن فی البیان بعد التفرق من اول وقتہ لایجوز الرجوع حتی تزول الشمس انتہی لیکن بیابغ میں ہے اور اگر حاکم نے عید نماز عید ترک کی پھر کسی شخص نے قربانی اول وقت یعنی بعد طلوع فجر سنت قربانی کی ادا کی تو وجہ کرنا قربانی کا جائز نہیں جبکہ مذکور ہوا کہ مس نہ ہو تھی یعنی بیابغ میں قربانی قبل زوال اس واسطے کہ شاید قبل زوال تک حاکم نماز عید کا ارادہ کرے خطا دی ہے کہا اس آئندہ رک کی کوئی وجہ نہیں اس واسطے کہ قبل اسکے نماز ترک ہوئی تھی عذر کے سبب اور یہ بلا عذر ترک ہوئی وقیل لایجوز قبل الزوال فی لیوم الاولیٰ و یجوز فی بقیۃ الایام قلت وقد نہانہ مختار الزلیحی وغیرہ و بزم فی ابوہب فتنہ اور بعضوں نے کہا کہ قربانی جائز نہیں قبل زوال کے اول دن میں اور جائز ہے باقی دنوں میں میں کہتا ہوں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ قول زلیحی وغیرہ کا مختار ہے اور یہی یقین کیا ہے مورہب الرحمن بن ابی خیرہ درہما لکما لوشہدوا انہ لیوم العید عند الامام فصلوا ثم استخروا ثم بان انہ لیوم عرفۃ ابراہیم صلوٰۃ و التضحیۃ لانه لا ینکح الخمر عن شربہ الا خطا فیکلم بالجواز فیما یطیع المسلمین چنانچہ اگر کوئی دیکھو کہ امام نے عید کا دن پر سو لوگوں نے نماز عید کی پڑھی اور قربانی کی عین ظاہر ہو کہ وہ عرفہ کا دن تھا تو انکو نماز اور قربانی کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ ایسی خطبے چنانچہ ممکن نہیں تو جواز صلوٰۃ اور قربانی کا کیا جائیگا جسے مسلمین کے سچا کو واسطے یعنی نا انکی نماز اور قربانی فساد سے محفوظ رہے و تفریہا الذی لیس الا احتمال الخطا اور کردہ خبر بھی ہے وجہ کرنا قربانی کا رکات کو غلط اور خطا ہونے کے خیال سے ولو ترک التضحیۃ و مضت یا ما تصدق بجا جہتہ ما فاعل تصدق عینہ ولو فقیر اور اگر مذکور ہوا ہے نے قربانی کرنا چھوڑا اور قربانی کے دن گذر گئے تو میں جانور کا نذر کرنا اسکو زندہ خیرات کر دے اگرچہ نذر کرنا نذر فقیر و شایع نے کہا نماز فاعل ہے تصدق کام یعنی جس کے ملک میں بکری یا بھیر ہو اور وہ دون نذر کرے کہ خدا کے واسطے مجبور و جب ہے کہ میں اسکو قربانی

کئی ہر دھرم کے اہلکاروں کی انتہی عصبیت اور دہشت نہیں قربانی اس دہشت کی جیسے سید اشی جلتی نہ ہو کذا فی الجہتی ولا بد الخشی لان کما فی الشیخ سرور بیان ذہاب
فیہ اور جہان نہیں قربانی غشی کی اس واسطے کہ اسکا گوشت پختہ نہیں ہوتا کذا فی تشریح البیانۃ اور اسکا پورا بیان ہی کتاب میں ہے ولا بد الخشی انتہی اکل
الغذرة ولا اکل فیہ اور جہان نہیں قربانی نجاست خور جانور کی جو گوہ کھاتا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں کھاتا نام اس فہرستہ معلوم ہو کہ اگر نجاست بھی
کھاتا ہو اور چار اہی کھاتا ہو تو اسکی قربانی درست ہے کذا فی الخطا دی تہتہ قربانی جائز ہے اس جانور کی جسکو کھانسی آتی ہے اور اسکی جوڑ چلبے سے چلبے
نہیں سکھتا اور اسکی جودا گیا ہے اور اس کے دودھ اترتا نہیں بلکہ مرض اور جاسی چھوٹی جلتی ہے دم کے برابر درجہ کی زبان کئی ہو بشرطیکہ چار اہلکار کھاتے
کذا فی الخطا دی ولو اشترانا سلیمۃ ثم تعیبت بعیب مانع کما فی قطعیۃ اقامتہ غیر مانع ہا ان کان غنیا وان کان فقیرا اجزاء ذلک اور اگر
سندرت خرید کی ہے پھر اس میں وہ عیب لگ گیا جو مانع ہے جو قربانی کا چنانچہ عیوب مانعہ مذکور ہو چکے تو اشیر واجب ہے اور قربانی اس کے قائم مقام کرے
اگر خرید کرنے والا مالدار ہو اور اگر محتاج ہو تو وہی عیب دار قربانی اس کے دہشتہ کنایت کرتی ہے کذا لو کان فبیدہ وقت اشیر العدم الوجوب علیہ
مخلاف الغنی اور یہی طرح معیوب قربانی محتاج کے واسطے کافی ہے اگر قربانی میں عیب ہو جو دہشتہ خریدار ہی کے وقت اس واسطے کہ محتاج پر قربانی واجب
نہیں برخلاف مالدار کے کہ اشیر واجب ہے تو اس کے حق میں کافی نہ ہوگی ولا بد فیہر ما من یضطر ابا عبد اللہ رحمہ اللہ اور غرض نہیں کہ تا عیب اسے جو مانا قربانی کا کھانے
توشیح کے سبب سے بچ کے وقت و کذا الوات فی الغنی غیر مانع فقیر اور اگر قربانی کر لگی تو مالدار پر دوسری قربانی اس کے سوا واجب ہے نہ محتاج پر دو صلوات و شریعت
فشرعی خری فطرت فعلی لغنی اصدھا علی الفقیر کلاھا تسمی اور اگر قربانی تم ہو گئی یا چوری گئی سو اسے دوسرا جانور خرید کیا تو بھی پر ایک جانور کا قربانی کرنا
ہے اور محتاج پر دو لون کا قربانی کرنا ضرور ہے کذا فی الشیخ م یہ مسئلہ مکرر ہو گیا وان یا احد سبعة اشترکین فی ہبذۃ وقال الترمذی اذ سجدوا عندہ وسلم صحیح عن
الصلح استسما القصد القرۃ من اکل و لود سجدوا بلا اذن الترمذی سلم یخرجہم لان یغنیہا لم یقع قرۃ اور اگر گاسے یا اونٹ کے سات شریکوں میں سے ایک شریک
مرا گیا اور میت کے وارثوں نے کہا کہ بیچ کر میت کی طرف سے اور اپنی طرف سے تو سب کی طرف سے قربانی صحیح ہوگی استسما کی راہ سے ہو یا علیک عبادت
کا قصد سب کی طرف سے حاصل ہو اور اگر شریکوں نے میت کے وارثوں کے بلا اذن اکل و بیچ کیا تو شریکوں کی طرف سے بھی قربانی اور انوی ہو یا علیک ساق
حصہ عبادت واقع نہ ہو یعنی جب بعض عبادت نہ پھر انوکھ عبادت نہ اعدم تجزی کے سبب کذا فی الکافی وان کان شریک لستہ نصرانی او فرید لہم یخرج
عن واحدہم لان لا رافۃ لا تجزی ہر اہلکار اور اگر چہ شریکوں کے ساتھ ساقوا شریک نصرانی ہو یا فقط گوشت لینے کا ارادہ رکھتا ہو تو نہیں کسی کی طرف سے قربانی
ہے ہوگی ہو یا علیک خوزیری تجزی نہیں ہوتی کذا فی الہدایہ بدیل گذشتہ م ادبی حکم ہے قربانی قربان شرکت پذیر ہیں یعنی جب متفرک کے ساتھ وہ شخص شریک ہے جو قربان
کا قصد نہیں رکھتا ہے تو عبادت اور نہ ہوگی اور نہ موت قربان عبادت اور نہ ہوگی اگر چہ قربان کی ہمت مختلف ہو مگر جب کہ بعض شریک قربانی کا ارادہ کرے اور بعض
جزاؤ شید اور بعض ہدی ہوا اور بعض کفارہ ہرم اور بعض ہدی قطع اور بعض دم متعہ یا قرآن کا ارادہ کرے اور اسی طرح اگر بعض اپنے زائد کے عقیقہ کا قصد کرے
ایسا بیان کیا ہے اہل علم نے نوایز یا بیان اور اس سے پہلے محمد نے ذکر کیا ہے کہ قربانی کے دو سبب ہونے سے عقیقہ دیگر ہر زوج کو منسوخ کر دیا اور محمد کی انس سابق
اس کے مفید ہے کہ نسخ تو فقط وجوب کی راہ ہے والا عقیقہ بھی قربان ہے اور پھر حالت ہے اس بحث کے جو شریکانی نے ذکر کیا ہے کہ عقیقہ مکروہ ہے کذا فی الخطا دی
خلاصہ یہ ہے کہ عقیقہ کا قربت و عبادت ہونا خود اہل علم کے کلام سے ثابت ہے اور یہ جو اہل علم نے کہا ہے کہ عقیقہ وغیرہ کو قربانی منسوخ کر دیا تو مطلب یہ ہے کہ عقیقت
و جب نہیں تو اس نفی تہاب اہل علم کی لازم نہیں اور مکروہ کہنا تو قول بدیل ہے ہو یا علیک عقیقہ کا دم متعہ سے ثابت ہے اور اہل اسلام میں ہی ہے ہر زوج
ساکل لحقہ شایع و لو ان تہ نفر شری کل واحدہم شاة لا یجوز احدہم وغیرہ و انما یجوز فی آخر النبی فی مکتہ کل واحد مثل ثمنہا فاختلطت حتی لا یفرق کل واحدہم

تو نادان دے اسکی قیمت کا اسکے مالک کو کذا فی البدیہۃ مضمون کی قربانی صحیح ہو گئی بسبب ظاہر جو جانے بکری کے مالک کے نادان نہیں ہے
غصب کے وقت سے لا الودیعۃ ان فیہما لایک سبب تمام بعد تمام اسبب ہو اللہ ج مقنع فی غیر ملکہ قربانی صحیح نہیں مانت کی
بکری کی اگرچہ اسکے مالک کو نادان ہی دے سوا اسکے کہ نادان کا سبب یہاں صحیح اور ملک ثابت ہوتی ہے سبب کے تمام ہونے کے بعد اور وہ سبب
فوج ہو تو فوج واقع ہوا اسکے غیر ملک میں قلت و فطران العایۃ کا لودیعۃ والہ ہوتی کا مضمون بالہ دین کذا فی البدیہۃ مضمون علیہ علیہ من کتابوں اور سبب
امانت سے ظاہر ہوتا ہو کہ عاریت امانت کے مانند ہے یعنی عاریت کی بکری کے فوج کثرت سے قربانی صحیح نہیں اور مردوں بکری مضمون بکری کے برابر ہوا سوا اسکے
مضمون بالہ دین ہو اور اسی طرح مشترک بکری مضمون بکری کے مانند ہے تو ان مسائل کو کتب فقہ میں تلاش کرنا چاہیے تاکہ فقہر علم معلوم ہو جائے مگر بدلتے
میں عاریت کو ودیعت کے مانند صریح بیان کیا ہے عدم صحت قربانی میں اور خانیہ میں مسئلہ دین برخلاف شراح مذکور ہے یعنی مردوں جانور کی قربانی
صحیح نہیں باوجود نادان دینے کے تو اس تصریح کے مقابل میں شراح کی تجویز لائق اعتبار کے نہ ہی خزانہ میں مذکور ہے کہ دو بکریاں مشترک ہیں و خصوصاً میں
سود و دونوں نے انکو قربانی کیا تو کافی ہو انہی اور اگر ایک شریک نے مشترک کی قربانی کی تو اس میں تجویز علما مختلف ہے کذا فی المطحطا وہی مختصر افرد
مسائل مکتومہ شراح کے نوں نتیجہ علیہ الصلوۃ والسلام سودا رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی قربانی کی نکتہ سیاہ متحی مخطاوی نے کہا شاید کسی
سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ قربانی کی ہو حدیث میں تو تصریح ہے کہ حضرت نے قربانی کی دھنسی منیذرت شاخا اسفید رنگ بنیں کچھ
سیاہ دیا ہی موجود تھے مذکر شریعت لڑنے شہنائی لڑنے شہنائیہ والامح وجوب اکل لایحاج بہ ما مد منیذرت سے اجاب تصریح دہا بنیہ ایک شخص نے دس قربانی
کی نذر مانی تو پھر دو قربانی لازم آئی سوا اسکے کہ دو قربانی کی حدیث آئی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو منیذرتوں کو قربانی کیا ہے چنانچہ ہی اسکا
مذکور ہو چکا کذا فی الخانیہ اور صحیح ترقول وجوب کل ہے یعنی دس قربانی کا وجوب ہونا صحیح ہے سبب وجوب کر لینے نادر کے اس نیز کہ حسی اجسلسل سجا
ربانی موجود ہے کذا فی شرح الوہابیہ قلت غا و لزوم النذر بما من سبب وجوب عقداوی و مطلقا قالہ المصنف لیخلف میں کتابوں اور شریع دہا دیکھ مسئلہ مذکور
سے ثابت ہوتا ہو لازم ہو جانا اس نذر کا جسکے ہم منس شریع میں وجوب ہو خواہ وجوب عقداوی ہو خواہ وجوب مطلقا لیساکہ ہر منس نے ہی شریع میں
تو اس حکم کو یاد رکھنا چاہیے فقہ میں جلیس صحابہ یا جاز خلاف الحق حصۃ قسمۃ فقہ لا الریق بیکر بکریاں و خصوصاً میں مشترک ہیں جو دونوں انکو قربانی کیا تو
جائز برخلاف نذر کر کے مشترک ملوک کے سبب صحیح ہونے قسمت غنم کے نہ رقی کے قسمتی بنتین فالانیتہ کلہا و قبل الذلک الحمد یکت نفس سے دو بانو قربانی کیے تو
دونوں قربانی ٹھوسے اور ذبیحوں کے کما کہ زیادہ گوشت والا جانور قربانی ٹھوسا والا فصل الاکثر قیمتہ فان استویا فالاکثر ثمان فان استویا فالطبیعا و لوی اکل فاکل
فرض کا کارکان الصلوۃ فان الغنم نما یا مطلق الاہم فاذا لولہا یقطع اکل فرضا مجتبیٰ و فصل قربانی زیادہ قیمتہ والی ہوا اگر قیمتہ میں دونوں برابر ہوں تو
زیادہ تر گوشت والی فصل ہوا اگر گوشت میں برابر ہوں تو عمدہ گوشت کی قربانی فصل ہوا اگر سب کی قربانی کی تو سب فرض واقع ہونے سے نماز کا کارکان
کہ انہیں سے فرض تو اسی قدر چیر چیر کر نام بولا جائے بھر جب نمازی نے انکو طویل کر دیا مثلاً تین بیت سے زیادہ قرأت کی یا یاخی یا سات بار کوٹ
اور جو دین تسبیح کئی تو سب فرض ہی واقع ہو گا کذا فی التبیان فرض سے مراد فرض عملی ہے کذا فی المطحطا وہی شریعتیہ و مرد جلا نذر جہا فقال ترک
انستیتہ عمدۃ الرضیتہما لیتشری الامر بہا اخری و بھی قصہ و لایا کل لو ایام الخراجا قیۃ والا فصدق القیمۃ اعلیٰ فقہرا و خانیہ قربانی کا جو خرید کیا ہے اگر
مرد کو اسکے بیچ کرنے کا امر کیا سو ذرا بچ نے کما کہ میں نے بسم اللہ کہنا قصدا ترک کیا تو امور پر اسکی قیمت دینا لازم ہو گا تا امر کرنے والا اس قیمت سے
اور قربانی خرید کرے اور اسکو قربانی کرے اور خیرات کر دے اور آپ نہ کھائے یہ اسوقت ہے اگر خر کے ایام باقی ہوں اور اگر باقی نہ رہے ہیں تو اسکی
قیمت فقہروں پر صدق کرے کذا فی الخانیہ و فیہا ارادہ نتیجہ موضع بدیع مع انصاف فی الذبح و اعانہ علی الذبح بھی کل وجوباً ظہر لکما احدا و اولیٰ ان نتیجہ

احد ہا کفنی حرمت وہی صلح لغزاً فقال ای شاة لا یحل بالتبیتہ مرقول لا بد ان یعلیہ ما یتینا ورنہ ینہین ہر کہ ایک شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا
سوانیا یا تھر قصاب کے ہاتھ کے ساتھ رکھا وچ کرنے میں اور انکی عددی وچ کرنے پر تو ہر شخص بسیم اللہ کہے بلکہ جو بسیم اللہ کو ایک شخص ہی ترک کرے گا
یا گمان کرے گا کہ ایک شخص کا بسیم اللہ کتنا کفایت کرتا ہے تو بوجہ حرام ہو جائے گا اور یہ مسئلہ حیتان ہونے کی لیاقت رکھتا ہے تو یوں سوال کیا جائے کہ
کوئی بھیر بکری ہے جو ایک بار بسیم اللہ کہنے سے طلال نہیں ہوتی بلکہ یہ ضروری ہے کہ پھر دوبارہ بسیم اللہ کہنا چاہیے وہ نہ تینا یا خیر الرطی فقال سہ ای وچ لا بد یحل
فیہ ۱۱ من خنی بذر ذی التیزہ ۱۲ فاجب خنہ بالفرض فانما لا زراہ شر او لا تفعیہ اور لبتہ انکو لکم کیا ہے ہمارے استاد خیر الدین علی نے اردوہ نظم یہ ہے کہ کوئی وچ
ہر جسکی حلت میں یہ ضروری ہے کہ دوبارہ ذکر کیا جائے صاحب تہذیب کی اپنی ہدایا کا نام لیا جائے سو اسکا جواب دے نظم سے اسے کہ ہم شکر کو نہیں دیکھتے
اور پسند نہیں کرتے نقلت فی الجواب ۱۳ فہو جاب انما کما تبتیہ ۱۴ من فقیہ مدینہ فقیہ ۱۵ خیر الدین نے کہا تو میں نے جواب سوال مذکور میں یوں کہا کہ اسے
جواب نظم میں جیسا کہ توجہ ہوتا ہے اس فقیہ سے جسکی روایت ثابت ہو فقیہ سے سہ ای شاة فی دجما اشترک انشان ۱۶ فکثر ان الذکر شرط کما زویہ ۱۷ ذاک وچ قصاب
وضع ولید مع اصحاب الذی یخیرہ ۱۸ وہ بھیر بکری ہے جسکے وچ کرنے میں دو شخص شریک ہوے تو دوبارہ نام خدا ذکر کرنا شرط ہے جیسا کہ ہم روایت
کرتے ہیں کہ وہ وچ کرنا اس قصاب کا ہے جسے ہاتھ رکھا اپنے اس صاحب کے ساتھ جو انکی اسید رکھتا ہے یا خون کرتا ہے کہ شاید ایک شخص کی قوت سے
وچ نہ ہو سکے سے علی کی واحد نما ۱۹ ان نذر کما بدل علی شہیہ ۲۰ تو ان دو شخصوں میں سے ہر شخص پر واجب ہے کہ ذکر کرے اللہ کو اور انحالیکہ وہ پاک
ہو شہیہ اور تمثیل سے و فی الوہبائتہ و شر حاکم ال سے و لوزجما شاة معاقم واحد ۲۱ بسیم اللہ شاة تہجد ۲۲ اور وہ بیانہ اور انکی شرح میں کہا اور
اگر دو شخصوں نے بکری کو سامخی وچ کیا پھر ایک شخص بسیم اللہ نہ بولا تو بکری مترک ہو گئی یعنی حرام واجب الزکر ہے ۲۳ دان فیتری نہما لثا ۲۴
وخل فالتوکیل بالذبح بحیرہ ۲۵ اور اگر تین شخص تین بکریاں خرید کرین اور اشکال واقع ہو یعنی تینوں شخص اپنی اپنی بکریوں کی شناخت میں حیران ہوں
تو وچ کا وکیل کر دینا کاشت جرت ہم شرح وہ بیانہ میں صورت مذکورہ میں یوں چاہیے کہ تینوں شخص ہر ایک کو وچ کرنے میں وکیل کرین سو اگر اپنی
بکری وچ کی تو جائز ہے اور غیر کی بکری وچ کی انکے اذن سے تو بھی جائز ہے وکیل شرار اشاة للفران شری ۲۶ مع خلاف الحس و بقود بحیرہ و خرید شاة
کا وکیل اگر غیر یعنی بکری خرید کرے تو صحیح ہے بظان عکس کے یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل شاة خرید کرے تو صحیح نہیں اور مانگنے کی اجرت میں وکیل
انقصاں تھا و یکام و جمعیت ہے کہ شاة ہم نہیں بظان در معنی بحیرہ اور بکری دونوں کو شامل ہے بظان عکس یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل کیا سو اسے
شاة من انسان یعنی بھیر خرید کی تو موکل کو اسکا لینا لازم نہیں چنانچہ غایہ میں ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر قربانی خرید کرنے کا وکیل کیا سو وکیل نے
خرید کی اور اسے مانگے کیو اسے ایک دم پر کوئی آدمی مقرر کیا تو موکل پر یہ اجرت لازم نہیں یعنی وکیل کو دینا پڑیگا سے و لوفان سودا و فقیر ص ۱۰۱ اذکا
فی قرا عینیا بغیرہ ۲۷ اور اگر موکل نے کہا کہ سیاہ رنگ لاسے یا باری خرید کرنا سو وکیل نے غیر اسے خرچ یا سفید خرید کی تو صحیح ہے اور اگر وکیل نے شاخدار سیاہ چیم قربانی
کی خرید میں بغیر کی تو صحیح نہیں اسو اسٹیکہ شاخدار سیاہ چیم کی خرید میں لوگ غیبت کرتے ہیں تو مخالفت وکیل ضرر ہوگی بظان اول صورت کے شہدین میں
بیزر لشرا لاموا ۲۸ و صحیح یجاب یجب محرر ۲۹ علما نے دو قربانیوں کو لازم کیا ہے اس شخص کے حق میں جسے دس قربانی کی نذر مانی اور سب دس قربانی کی پکا
کی تصحیح منقح اور محقق قول ہے یعنی صحیح قول ہے کہ تمام نذر واجبہ لازم ہوگی چنانچہ یہ مسئلہ سابق مذکور ہو چکا ہے و من بیت بالامر انم تصدقا ۳۰ والا کل
نہما و ذلک الخیر ۳۱ اور اگر قربانی ہوئی میت کی طرف سے انکے امروہ تو لازم جان اسکا غیرت کرنا اور اگر قربانی میت کی بدون امر ہوئی ہے میت کی طرف سے
تو کھا اسکے گوشت کو اور یہ قول مختار اور پسندیدہ ہے و من مال طفل فاصح سقوطا ۳۲ و من ابی فی تصد ہوا نکر ۳۳ اور منیر کے مال سے تو سقوط
قربانی کا قول صحیح ہے اور منیر کے باپ کے مال سے باپ کے حق میں قربانی ہونا صحیح ہے اور یہی قول ظاہر الروایۃ میں ہے چنانچہ یہ مسئلہ اول کتاب الایمان

[illegible]

ہو سکتی بدون اسکے وسیع الی الشبع لثریقہ قوتہ اور کھانا بیاہ ہر سیری اور آسودگی تک آمدی کی قوت زیادہ ہو و حرام عمرنی بخانیہ بکرہ و ہونا تو
ای الشبع و ہوا کل طعام غلب علی غلبہ انہ یفسد معدتہ و کذا فی الشریعہ ستانی اور وہ کھانا حرام ہر جو سیری اور آسودگی سے زیادہ ہو یعنی آنا کھانا کہ
کھانے دے کو کھان غالب ہو کہ اسکے پیٹ میں فساد کر گیا یعنی بد چھی ہو گی یا ہیضہ ہو گا اور خانیہ میں اسکو کردہ کھا ہر یعنی کردہ بخری جو قریب
بحرام ہر خستانی میں کھا کہ اسی طرح اتنا پینا بھی حرام ہر جو صاف بعدہ ہوم زیادہ کھانا اسو اسطے حرام ہو کہ بالی کا ضائع کرنا ہر اور اپنی ذات
کو سیار ڈالنا حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کے حق میں کسی برتن کا بھڑا ایسا بدر نہیں جیسا کہ پیٹ کا بھڑا بدر ہو سو اگر ضرورت ہو تو پیٹ کے تین
جھکے کرے ایک تھائی کھانے کی اور ایک تھائی پانی کی اور ایک تھائی دم لینے کے واسطے اور بہت عذاب اپنے ہر جو بہت پیٹ کو بھرنے میں بوداؤ
نہ رویت کی جو حمد اور شکر کرے کھانے اور پینے کے بعد اسکی مغفرت ہو گی کذا فی الخططادی عن الدبر انتقی الا ان یقیضہ فوہ صوم لغدا و لکلا
بسبحی خفیضہ او خود تک آسودگی سے زیادہ کھانا حرام ہر مگر اس نیت سے حرام نہیں ہر کہ کل کے روز سے کھنے کی قوت حاصل ہو یا کہ اسکا کھان نہ
شراب دے یا مانند اسکے کسی اور عذر سے کھانا درست ہر حرام نہیں ہوم عذر مذکور چنانچہ زیادہ کھانا کر کے کیوں اسطے حرام نہیں اس برن مالک صحابی طرح صحیح
کھانے کھاتے تھے اور ڈکڑا دیتے تھے سو انکو یہ فائدہ کرتا تھا کذا فی البرزہ دالخانیہ ولا تجوز الیافۃ بتقلیل الا کل حتی یضعف عن دار العبادة ورجا کر نہیں
کھانے کی اسقدر ریاضت کہ اداس عبادت سے ضعیف ہو جائے و لایاس بانواع الفتوا کہ وتر کہ فضل اور طرح طرح کے میوؤں کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں
اور اسکا ترک افضل اور بہتر ہے و استخاذ اللطمہ سرف اور طرح طرح کے کھانے پکوانا سرف ہر یعنی فضول خری ہوم مگر حاجت کے وقت کثرت طعمہ سرف نہیں ہر چنانچہ
اگر ایک کھانے کو نہیں کھا سکتا تو کثیر طعمہ درست ہر تا ہر قسم سے تھوڑا تھوڑا آنا کھا جسے سقد سے اداس عبادت پر تاد ہو یا ہماؤن کی دعوت منظور ہو تو کثیر
طعمہ میں کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الخلاصۃ و کذا فی الخیر فون کحاجۃ اور اسی طرح درمیان کو کھانا حاجت سے زیادہ ہو وہ صرف ہوم مگر نیت دعوت درست ہر
کذا فی المعالمیرۃ و سنۃ الاکل للہماۃ اولہ و الحمد لآخرہ غسل الیدین قبلہ و بعدہ ویدار بالاشاب قبلہ و بالشیوخ بعدہ ملتقی اور کھانے کے وقت سنت ہر
کھانے کے پہلے بسم اللہ کھانا اور بعد اسکے الحمد لہ کھانا اور قبل از طعام اور بعد از طعام دونوں ہاتھ دھونا اور کھانے سے پہلے جو انون کے ہاتھ دھلانے سے ابتدا
کیجائے اور کھانے کے بعد بڈھون کے ہاتھ دھلانے سے ابتدا کیجائے کذا فی الملتقی م اور اگر اکل میں بسم اللہ کھانے سے پہلے جو انون کے بسم اللہ علی اولہ و
آخرہ و جب بسم اللہ کہے تو بلند آواز سے تاسکے ساتھ ہی بسم اللہ کہیں اگر کھانا حلال ہو تو بسم اللہ کہے اور الحمد لہ کہے اور اگر کھانا حلال نہیں ہو تو بسم اللہ کہے اور الحمد لہ کہے
بلکہ دونوں ہاتھ بند دست تک دھونا چاہیے قبل از طعام ہاتھ دھو کر درمال سے پوچھنا چاہیے اور بعد از طعام پوچھنا چاہیے تا اثر طعام کا زائل ہو جائے بلکہ
سے ہاتھ دھونا اگر آتا آئین باقی نہ رہا ہو تو تاقوسی قاضی خان بن لایس برنہ کو رہا اور نو از ختام میں آٹے اور تھوسے ہاتھ دھونا رام و صابون سے
منقول ہو اور طیر فم جمیع موضع میں سخب ہر اور لائق یون ہر کہ برتن لیکر اپنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور ہر سے آئین نہ خانت نہ کرے مانند وضو کے اور سنت یہ ہر
کہ نمک سے شروع کرے اور نمک پر ختم کرے اور نہایت گرم کھانا نہ کھائے اور نہ اسکو سوکھے اور نہ اسکو اور پانی کو بھونکے مان اگر بھونکے میں مانند ان کے آواز
نہ نکلے تو بھونکنا درست ہر اور ہاتھ پوچھنے سے پہلے انگلیوں کا چاٹنا اور کبابی کا چاٹنا اور جو ناولہ دسار خوان پر گر پڑا ہو اسکو کھانا یہ سب امور مذکورہ سنت
ہیں راہ میں کھانا لکرو ہر اور سر پر نہ کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور کھانا پینا تمیہ لگا کر ہوا یا بان ہاتھ زمین پر رکھ کر کسی چیز پر ٹیک لیکر کردہ ہر اکل میں
و المعالمیرۃ تتمہ اپنے اوپر اور اپنے خیال پر خرچ کرے اس طرح کہ نہ اسراف ہو نہ بخل نہ انکے جمیع مرغوبات کی تلاش کرتا رہے نہ جمیع شہتیاں روکتا رہے
بلکہ میانہ روی اختیار کرے سنت یہ ہر کہ کبابی کے درمیان سے نہ کھائے سو اسکیلک برکت درمیان میں نازل ہوتی ہر بلکہ ایک طرف سے کھائے

لوگوں کے رواج کے موافق اور اگر ابتداء استعمال نہ ہو تو کہ بہت نہیں تو اگر کما نفع کیا جائے سوئے کے برتن سے دوسری جگہ یا بانی یا تیل گت دست
میں ڈالنے اپنے سر پر ابتدا پھر اسکا استعمال کرے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الجبہ وغیرہ اور یہی مطلب کو تحریر کیا ہے درین تو اس قید کو یاد رکھنا
چاہیے م درین یوں مذکور ہے کہ ظروف وغیرہ جو تیل وغیرہ کے واسطے مصنوع ہیں انکا استعمال اسوقت حرام ہے جبکہ تخمین ظروف سے تیل سر پر ڈالا جائے
اسواسطے کہ وہ ظروف اسی واسطے مصنوع ہوئے ہیں کہ اسی طرح استعمال ہوں اور اگر انہیں یا تو ڈالے اور تیل یا تو حرمین لے کر سر پر ڈالے تو کہ بہت نہیں
اسواسطے کہ ان سے ابتداء استعمال نہوا تھی لیکن مجتہدین درین یعنی علامہ دانی اور نوہ نے اس تخصیص کو رد کیا ہے اس طرح کہ استعمال چاندی سوئے کا
مصنوع ہو اسواسطے کہ اصل اس باب میں یہ حدیث ہے کہ (ہذا ان حرامان علی ذکور یعنی مل لانا شتم) اور جبکہ معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ عورتوں کو فقط زینور حلال ہے
تو درائے زیور کے حرمت باقی رہی خواہ استعمال بالذات ہو خواہ بواسطہ کیونکہ احادیث نہی کی مطلق ہیں کذا فی الخطا وی م ہر چند در کے موافق فساد علی
میں محیط ہے مگر منقول ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ کسی طرح استعمال نہ کرے و ہمداء علم و دستہ شنی لغتستانی وغیرہ استعمال البیضہ و کچوشن الساعدان سہمانی الحرب
للضرورة اور قستانی وغیرہ میں چاندی سوئے کے خود اور زرہ اور دستا نوں کو جنگ میں ضرورت کے سبب سے مستثنیٰ کیا ہے کہ بہت سے وہ دنیا پر رجع للبدن
والا غیر تجملہ بادانی تختہ من ذہب وفضہ و سریر کذاک و فرش علیہ من دیاج و نحوہ فلا باس بہ بل فعلہ السلف خلاصہ حتی اباح ابو حنیفہ توسد الیہ باج و ہوا
علیہ کمایاتی اور یہ یعنی ظروف فضیہ اور ذہبیہ کی تحریم اس صورت میں ہے جبکہ استعمال نفع بدن کے واسطے راجع ہو اور اس کے سوا تجمل کرنا سوئے اور چاندی کے
برتنوں سے اور اسی طرح سوئے چاندی کی چار پائی سے اور سپردیا اور مانند اس کے فرش کرنا تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اسکو سلف نے کیا ہے کہ کذا فی تجملہ
یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ نے دینا کاتیکہ لگانا اور سپردیا مباح کیا ہے چنانچہ آگے اور یکا ویکہ الاکلی فی نحاس اور صفرو الا فضل الخفاف قال صلی اللہ علیہ
وسلم من اتخذ اوانی بنیۃ خزازۃ الملکۃ اختیار اور کردہ ہو کھانا تانے اور پیتل کے برتن میں اور فضل اور برتنی کا برتن ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر میں مٹی کے برتن رکھے اسکی زیارت فرستے کرتے ہیں کذا فی الاختیار م ظاہر کہ بہت اسوقت ہے جب تانبے اور پیتل کا برتن
بے قلعی ہوا اور ظروف چینی میں تولفاست اور تجمل اور اداسے سنت دونوں موجود ہیں اسواسطے کہ وہ مٹی کے برتن میں لایکہ مادہ کر من انا
رصاص و زجاج و بلور و عقیق خلافا للشافعی اور کردہ نہیں کھانا رنگ اور خشنے اور بلور و عقیق کے برتن سے برطلان امام شافعی کہ انکے نزدیک
کہ بہت ہے وحل الشرب من انا مرقضض ای فردق بالفتنہ اور حلال ہے مینا ظرف مفضض سے یعنی جو برتن کہ فرین اور نقش اور مسح ہو چاندی سے فارقی
میں اسکو سم کہتے ہیں ہندی میں بدر اور جڑاوم منح بنفاز میں مفضض کی تفسیر فردق ہے اور خشنی میں مسح ہے اور قستانی میں فرین مفضض ہے اور بلور
کے نزدیک مفضض بھی جائز نہیں بلقی نے کہا یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ چاندی برتن سے جدا ہو سکے اور تو یہ یعنی اگر چاندی کا ایسا پتلا پانی برتن پر لایا
جو جدا ہونے کے تو وہ بالاجماع درست ہے اسواسطے کہ وہ مستملک ہے اس کے بانی رہے کا کچھ اعتبار نہیں چنانچہ شافعی اسکو بیان کر گیا کہ کذا فی الخطا وی و الکوب
علی مسح مفضض و الجلاس علی کسی منہ من لکن بشرط ان تقی ای جنب موضع مفضضہ نعیم قبل وید و جلوس سرج نحوہ اور حلال ہے سوار ہونا مفضض زمین پر
اور حلال ہے بیٹھنا کسی مفضض پر لیکن اس شرط سے خلال مفضض برتن میں پینا کہ چاندی کی جگہ سے علیحدہ رکھے اور قول شعیف یہ ہے کہ ماحقر ہی جدا رکھے
چاندی کی جگہ سے اور زمین کے جلوس اور اس کے مانند میں بھی بدن جدا رکھے م اجتناب نم کا اعتبار نہ قنابید اور باقی مضامین کا چنانچہ اختیار اور ہدایہ اور
جو ہرہ میں مذکور ہے یہ حکم ہر ظرف مفضض کا اور جو ظرف خالص چاندی کا ہو اسکا استعمال تو کسی طرح جائز نہیں کذا فی الخطا وی و الا انما لہ منصب مذہب
اور فضتہ و الکمرسی لہ منصب ہما و حاتمہ و مصحف ہما اور اسی طرح حلال ہے ظرف منصب یعنی برتن میں چاندی سوئے کے پیر خڑے ہیں اس کے استحکام کی واسطے
اور اسی طرف پر چاندی سوئے کے پیر خڑی کسی اور زیور آئینہ اور مصحف کا چاندی اور سوئے سے م فنا وی عالمگیری میں ہے کچھ مضائقہ نہیں کھانے

ہے کافر نہ ہوتا اور مفقوض میں جبکہ سونے چاندی پر غلبہ ہے اور اسی طرح منصف اور کرسی اور ہر جگہ چاندی سونے پر غلبہ ہے اور اسی طرح حلقہ
آئینہ کا چاندی سونے سے اور اسی طرح ہجر اور گام اور زین اور دھجی اور کاپی مفقوض یا مضبوط درست ہر شے طیکر اُس پر غلبہ واقع ہوا اور ابو یوسف کے
نزدیک یہ سب مکروہ ہیں لیکن مضبوط میں ہے کہ امام عظیم کا قول صحیح ہے انتہی کما لو حلقہ فی مفقوض فی فصل سیف و سبیل و فی قبضتہما و کجام و کجام
و لم یضیع یدہ موضع الذہب و الفضة چنانچہ چاندی سونے کا کام کرنا درست ہے اگر لٹا اور چھری کی کوئی مین یا ان دونوں کے قبضے میں یا گام یا کپاں میں
کرے اور اپنا ماترہ رکھے سونے چاندی کی جگہ میں کم کافی میں ہے جبکہ چھری کی کوئی مین یا درتلاوار کے قبضہ میں چاندی ہو تو امام عظیم نے کہا کہ اگر چاندی کی جگہ
پر لٹا کر دے اور زین پر لٹا کر دے تو مکروہ نہیں ہے کہ فی الخطاوی و ذکر کتابہ اثوب بذهب و فضة و فی الجہاد لاباس بالسلین المفقوض و الجہاد و الکاب و علی الحاکم
مکرہ الکل اور اسی طرح درست ہے کہ چھری چاندی سونے سے لکھنا اور جہتی میں ہے کہ چھری مفقوض اور دوتا در کاب کا کچھ مضائقہ نہیں اور ابو یوسف کے
نزدیک یہ سب مکروہ ہیں کم امام عظیم کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری میں اس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیاد ٹوٹ گیا تو موضع شق چاندی
کی زنجیر سے جکڑا لیا اور احمد کی روایت میں ہے کہ اس بن لکے کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیح یعنی پیالہ تھا آئین چاندی کا پتھر تھا و اختلاف
فی المفقوض اما المظنی فلا باس بہ بالاجماع بلا فرق بین کجام و کاب و غیرہا لان الظلم مستہاک لا یخلص فلا عبرۃ للونه عینی وغیرہ اور خلافت
ابو یوسف اور امام کا مفقوض میں ہے یعنی جس چیز میں چاندی سونا ملجود ہو سکتا ہو اور مطلقا یعنی چھری چاندی سونے کا پانی پیرا ہو سو وہ تو بالاجماع
درست ہے بدون فرق کے در میان گام اور کاب و غیرہ کے اس واسطے کہ ظاہر ہے چاندی سونے کا پانی مستہاک ہے جبکہ نہیں ہو سکتا تو اسکی فطرت
کا کچھ اعتبار نہیں کہ فی الجہاد وغیرہ و یقبل قول کا فہو لوجہ سیا قال شتریت اللحم من کتابی فیل او قال شتریتہ من مجوسی فحرم دلایرہ و خمر او
اور مقبول ہے کہ کافریہ قول اگرچہ کافر مجوسی ہو کہ میں نے یہ گوشت تول لیا ہے یہودی یا نصرانی سے تو اس گوشت کا کھانا حلال ہے کما یاکافرنہ کما کہ میں نے
مجوسی سے گوشت خرید کیا تو گوشت حرام ہوگا اور اس کے قول کو خبر واحد کے سبب سے مردود کرے و اصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات
لانی الدیانات و علیہ یقبل قول اکثر دینس قول الکافر فی کل دھرتہ یعنی کما ملین فی ضمن المعاملات و مطلق محل و دھرتہ کما تو ہمہ الزمعی اور اسکا قاعدہ کلیہ
یہ ہے کہ کافر کی خبر مقبول ہے بالاجماع معاملات میں نہ دیانات میں اور اسی قاعدہ پر کفر کایہ قول محمول ہے اور کافرا کا قول مقبول ہے حلت اور حرمت میں یعنی حلت
اور حرمت کہ ضمن معاملات کے مامل ہو نہ ہر طرح کی حلت اور حرمت جیسا کہ زبجی شراح کہنے تو ہم کیا ہم ایک شخص کا قول مقبول ہے معاملات میں
خو وہ و شخص متقی ہو خود ذاتی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مسلمان ہو یا کافر بسبب ضرورت اور دفع حرج کے اور مجملہ معاملات و کالت اور مضاربت اور
رسالت فی امایہ اور اذن تجارت ہے لیکن بانیمہ صدق خبر کا گمان غالب ہو تا مگر وہی تو اگر اس کے صادق گمان غالب ہو تو اُس پر عمل کرے اور اگر گمان غالب ہو
اس کے صدق کا یا شک ہو تو اُس پر عمل نہ کرے کہ فی الخطاوی عن الکافی و اسراج معاملات وہ ہو رہیں جو فیما بین الناس جاری رہتے ہیں چنانچہ بیع اور شرا اور
وکالت وغیرہ و دیانات وہ امور ہیں جو فیما بین خدا اور بندہ کے ہوتے ہیں چنانچہ عبادات اور حلت و حرمت و یقبل قول المملک و لو اشتری و اشتری
فی الامتیۃ سوار خبر براء ابو یوسف فی ما یؤتہ درملک کا قول اگرچہ وہ عورت ہو اور مستیر کا قول مقبول ہے چھہ ہو بچانے میں خواہ غلام نے یہ خریدی ہو کہ میرے
مالک نے یہ تحفہ دیا ہے اور شرف کو یا یون کہا ہو کہ اس شخص نے یہ تحفہ دیا ہے مالک کو والا ذن سوار کان بالتجارۃ و ابو یوسف الدار مثلا اور مقبول ہے غلام اور
صغیر کا قول اذن میں خود تجارت کا اذن ہو یا مثلا دخول دار کا اذن م سراج میں ہے کہ اگر ایک شخص کے غلام باطل صغیر نے دوسرے کے گھر میں داخل
ہونے کا اذن دیا تو قیاس یہ ہے کہ گمان غالب پر عمل کرے لیکن عادت جاری یون ہے کہ اس سے لوگ باز نہیں رہتے لہذا یہ جائز ہے کہ فی الخطاوی و قید
فی اسراج بما اذا غلب علی راسد قہم فلو شری غیر نحو مابلون و دشنان لاباس بمعینہ ولو نحو زبجی و لفظی سید لان اظاہر کہ نہ وہا مہ فیہ اور اذن تجارت

میں سراج میں اسکی قید لگائی ہو جبکہ اسکی رائے میں انکا صدق غالب ہو تب قول مقبول ہو تو اگر صغیر صوابوں اور اشتباہوں ایسی چیز کی خرید کاراوارہ کرے تو اسکے ماتحت چنانچہ مضائقہ نہیں اور اگر نہ سمجھے اور جولو ایسی چیز کے مول لینے کا قصد کرے تو اسکے ماتحت چنانچہ لائق نہیں اس واسطے کہ صغیر کا کذب ظاہر حال ہے اور اسکا پورا بیان سراج میں ہم مٹھائی وغیرہ کی طرف اشتباہ شقاق رہتے ہیں تو ظاہر حال اس پر دلالت کرتا ہو کہ وہ اپنے مان یا پ کے پیسے مٹھائی کھانے کے واسطے جو رالایا ہو گا تو اسکا یہ قول کہ میرے مان یا پ نے منگوایا ہو مقبول نہ کرنا چاہیے لیکن انھیں انھیں کے اطفال پر یہ اشتباہ نہیں ہو سکتا ہو و یقین قول الفاسق والکافر والعبد فی الحماطات لکثرة وقوعها اور فاسق اور کافر و غلام کا قول مقبول ہو معاملات میں وقوع معاملات کی کثرت کے سبب سے ہم اصل یہ کہ معاملات میں ہر نمبر کا قول مقبول ہو تو اگر معاملات میں عدالت شرط ہو تو حرج عظیم واقع ہو اس واسطے کہ عدالت کی شرائط مستحیج کیاب ہو گمان اسکو آدمی پاوے کہ اس سے معاملہ کرے یا اسکو نوکر رکھے اور لوگوں کے پاس معاملات کیو واسطے بھیجا کرے اور سامع کو کوئی دلیل نہیں سو خبر کے کہ تو اگر نمبر کی خبر مقبول نہ ہو تو معاملات کا روزہ بند ہو جائے اور اس واسطے کہ معاملات کا کثیر الوقوع ہیں تو ہمیں عدالت کا شرط ہونا باعث حرج ہو لہذا ہمیں فقط نمبر کفایت کرنی ہو کہ ان فی الزبانی کہا اذنا خبرنا نہ کوئل فظان فی بیع کذا فیہ جوز اشرا منہ انی غلب علی الرای صدقہ کما رو جی آخر خطر چنانچہ اگر فاسق یا کافر یا غلام نے خبر دی کہ وہ دلیل ہو غلام نے شخص کا فلاںی خبر کیجیے میں تو اس سے اسکا خرید کرنا جائز ہو اگر خرید کرنے والے کے گمان میں اسکی راستی غالب ہو چنانچہ نہ کوئل ہو چکا اور کتاب الخطر کے اخیر میں بھی اسکا ذکر آدینگا و شرط الحدیث فی الدیانات ہی التی بین اجدد والرب اور شرط ہر عدالت اور ہر نمبر گاری دیانات میں دیانات وہ امور ہیں جو بندے اور مالک علی الاطلاق کے درمیان واقع ہیں جو ملک دیانات معاملات کے مانند کثیر الوقوع نہیں تو ہمیں عدالت کی شرط کرنی حرج نہیں و قول فاسق اور کافر و صغیر کے قبول کرنے کی اس میں کچھ ضرورت و حرج نہیں کا خبر عن نجاستہ الما فیہ تم ولا یؤثر فیہ ان اخیر ہما مسلم عدل خبر حرجا یقتدر منہ ولو عجد اداہمہ پیسے نجاست پانی کی خبر سے تم کرے اور اس پانی سے وضو نہ کرے اگر نجاست کی خبر دی ہو مسلمان پر پیر گارنے پر پیر گارہ ہو جو بازار رہتا ہو اس خبر سے جسکی درست کا اعتقاد رکھتا ہو اگرچہ وہ غلام ہو یا لوندری ہم عدالت سقط احتمال کذب ہو تو اس احتیاط کی حاجت نہیں کہ پانی اگر التیم کرے و تحری فی خبر الفاسق نجاستہ الما و خبر التیم عمل بغالب غلبہ اور اسکل دور اسے فاسق اور مستور ہر حال کی خبر میں حرج عمل کرے اپنے من غالب پر یعنی اگر فاسق اور مستور یعنی جسکا فسق اور عدالت معلوم نہیں وہ کہیں کہ یہ پانی ناپاک ہے تو وہ مان اشکل کرے من غالب پر عمل کرے نہ اُنکے قول پر و لو اراق الما فیہ تم فیما اذ غلب علی اہ صدقہ و تو ضو ا و تیم فیما اذ غلب علی اہ کذبہ کان احوط اور اگر پانی کو گروا دے پھر تیم کرے اس صورت میں جبکہ اسکو من غالب ہو کہ فاسق یا نجاست کی خبر میں در وضو تیم کرے اس صورت میں جبکہ اسکو گمان غالب ہو اسکے کذب کا قویہ احوط ہو گا یعنی ہمیں زیادہ تر احتیاط ہو دینی کچھ فرق تیم بعد وضو احوط اور جوہر میں ہر گز اسکا تیم کرنا وضو کے بعد احوط ہم میں شاربہ ہو کہ تقدیم تیم کی وضو یا احتیاط ہو اور تاخیر تیم کی وضو سے احوط ہے کہ انی لظہادی اما لکافر اذ غلب علیہ قیہ علی کذبہ فارقتہ جب قستانی و خلاصہ و خانیہ اور کا دنا تو یہ حکم ہے کہ جب اسکے کذب بر صدق کا گمان غالب ہو تو پانی کا بہا دینا مستحب ہے کہ انی لہستانی و انا و انا تیم یعنی اگر کافر نے خبر دی کہ یہ پانی نجس ہے اور اسکے صدق کا گمان غالب ہو تو اگر اس پانی سے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز جائز ہو ہر حال کہ کافر تیم کرے اسکی خبر لازم نہیں لیکن پانی اگر تیم سے نماز پڑھنا مستحب ہے قلت لکن تیم قبل ارقہ لم یخیر تیم بخلاف خبر الفاسق لصلیہ لڑنا فی الجملہ بخلاف الجا فر میں تیمان در صورتیکہ کافر کی نجاست کے صدق پر گمان غالب ہو لیکن اگر تیم کرے پانی اگر دینے سے پہلے تو اسکا تیم جائز نہ ہو گا بخلاف خبر فاسق کے کہ وہان تیم نہ کرنا جائز ہو گا اس واسطے کہ فاسق کی خبر فی الجملہ لازم کی صلاحیت رکھتی ہے اور کافر کی خبر لازم ہونے کے لائق نہیں م فاسق کی خبر کی فی الجملہ لازم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اگر فاسق کی گواہی قبول کرے حکم دے تو اسکا حکم نافذ ہو گا اگرچہ اسکی گواہی قبول کرنا حرام ہے اور اگر کافر کی گواہی پر حکم دیگا یعنی مسلم کی

خصوصیت میں تو حکم اسکا نافذ نہ ہو گا دلو خبر عدل بطارہ وعدل نجاست حکم بطارہ بخلات الذبیحہ اور اگر مسلم مستحق نے پانی کی طہارت کی خبر دی اور دوسرے
 مستحق نے اسکو نجاست کی خبر دی تو پانی کی طہارت کا حکم دیا جائے گا برخلاف ذبیحہ کے کہ دیاں در صورت ناقص حرمست کا حکم ہو گا پانی کی طہارت
 کا اسواسطے حکم ہو گا کہ دونوں خبریں بسبب ناقص کے ساقط الاعتبار ہو گئیں تو اصل پر یعنی طہارت پر حکم ہو اور معتبر الغلبہ فی اذان طہارہ ہو مجتہد وکے
 وقتہ فان الاغلب طاہر بخبر دیکھو اسواسطہ الاغلب اور غلبہ معتبر ہر فردت پاک اور ناپاک میں جو باہم مل گئے اور مذہب جو جانور اور مردار میں جو باہم
 مخلوط ہو گئے تو اگر پاک برتن یا مذہب جو جانور اکثر ہوں تو طہارت اور شراب اور اکل کے واسطے غور کرے اور اکل دروازے اور اگر ناپاک برتن یا مذہب دار
 یا نور زیادہ ہوں یا دونوں پاک اور ناپاک برابر ہوں تو ظن غالب کا کچھ اعتبار نہیں مگر دفع عیش کے واسطے البتہ فردت میں گمان غالب معتبر ہو گا
 فی اثبات بخبر ساری مطلقاً اور کچھ نہیں ہر طرح کا گمان غالب معتبر صحیح خود اکثر کثیر سے طاہر ہوں یا نجس اسواسطے کہ سر عورت میں کچھ سے کچھ بدلہ نہیں اور پانی
 کا بدلہ لائی ہوئی نم کے واسطے دھوی یا ولیمہ وشمہ لعب او غناء و قعدہ واکل لو اسکر فی المنزل دلو علی المائدۃ لایغنی ان التجدیل بخرج مضر القول
 تعالی فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظلمین کوئی شخص شادی کی دعوت میں بلایا گیا اور دیاں اور دعب یا راگ پر تو بیٹھے یا کھائے بشرطیکہ اہل خلاف
 بشرع مکان میں ہو اور دستار خوان پر نہ ہو اور اگر غیر شروع دستار خوان پر ہو تو اب بیٹھنا لائق نہیں وجوباً بلکہ مکمل جائے ناخوش ہو کر اسواسطے کہ
 قرآن مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مت بیٹھ نہی کے یا رہو نہ کے بعد ظالم قوم کے ساتھ تم دلیہ شادی کے کھانے کا نام ہو جو زوجین کی ملاقات کے بعد
 ہو اور بیٹھو نہ کے کما دونوں طعام کا نام دلیہ ہو طعام دلیہ سنت پر حدیث میں آیا ہے کہ دلیہ کراچی ایک ہی بکری کا ہو مگر تاشی نے کہا اجابت یعنی
 اختلاف پر سننے کے نزدیک اجابت واجب ہو اور اکثر کا قول یہ ہے کہ سنت ہو اور افضل یہ ہو کہ اگر دلیہ ہو تو دعوت قبول کرے اور نہیں تو وہ مختار ہو لیکن
 اجابت افضل ہو اسواسطے کہ ہمیں دل ہوس کا خوش کرنا ہو مگر فاسق مسلمان کی دعوت قبول نہ کرے نامعلوم ہو کہ تو اسکے فسق سے رضی نہیں اور ہی طرح
 اسکی دعوت قبول نہ کرے جسکا اکثر مال حرام ہو ان اگر وہ مکے کے اصل مال حلال پر میراث سے یا قرض لینے سے تو دعوت قبول کرے اور کھائے اور اگر کھانا غالب
 مال حلال پر تو اسکا تحفہ قبول کرنا درست ہے جبکہ دعوت قبول کی اور اسکے مکان پر گیا تو جو اسکے ذمہ پر تھا ساقط ہو گیا اختیار پر کھائے یا نہ کھائے نہ کھانے سے کچھ
 صحیح نہیں اور کما نا افضل ہو اگر درود دار نہ ہو اور اگر صاحب عت کا قصد مذموم ہو یعنی اپنی شیخی در نام آوری و ترک گزاری جائے خصوصاً اہل علم کو اپنی دعوت
 قبول کرنا چاہیے اسواسطیکہ اجابت میں آپ کو ذلیل کرنا ہو اور ذمی کی دعوت قبول کرنا جائز ہو کہ انی لخطا وخی خیر فان قدر علی منع فعل ہر اگر دعوت میں
 کیا اور دیاں پانچ رنگ ہو تو اگر شخص منع کرے نہ ہر قدر درجہ قبول کرنا تا درجہ جب ہو اگر نہ کرے گا تو گنہگار ہو گا اسواسطیکہ حدیث صحیح میں روایت ہے
 کہ جو شخص ان شریع دیکھے تو اسکو بے اختیار سے سوادے اور قادر نہ ہو تو بانی اسکا برائی ظاہر کر دے اور یہ بھی اگر نہ ہو سکے تو دل سے اسکو برا جانے اور بیعت لانا
 ہو والاقتیہ صبر ان علم ایک من تنقیدی ہر بار اگر منع کرنے پر قادر نہ ہو صبر کرے اگر ان دنوں میں ہر شے کے قول و فعل سے لوگ افتد اور پیروی کرتے ہوں یعنی اگر
 مقتدا سے ملے تو صبر کرے دل سے ناخوش ہو کر فان کما ان تنقیدی حکم بقدر علی منع فرج و طہارتہ لان فیہ من الذین سوادے اور اگر شخص مقتدا ہو اور منع کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ ان
 محتاج ہے اور نہ ہیے اسواسطیکہ اسکے شرع سے عیب گناہی دین بنام اور ہمیں سب سے کا درودہ کو اسکا بھائی نہیں پر نہ وہ اس بزرگ کی پیروی کرے دیکھی عن الامام کا
 فعل ان سیف مقتدی باو جو قول امام سے قول کہ کہیں کیا رہو کی دعوت میں مبتلا ہو تھا اسوسطے صبر کیا تو یہ اسکے مقتدا ہونے سے پہلے ہوا تھا کذا فی الاصلح وال علم
 اولاً للطلب لا یخیر صلا اسواکان من التشری یہ دلائل حق الہود و تامل ہر فردت یا قیاس میں کمال دار کو موجب کو پہلے معلوم کرے تو مسلا دیاں نجاست خواہ مقتدا ہو یا
 غیر مقتدا اسواسطیکہ حق دعوت کا لازم ہر تاجر حاضر ہونیکے بعد فعل اسکے کذا ذکر و بن کمال ہم نجاست کی بہتر درجہ یہ ہو کہ اجابت دعوت ہر وقت ہو جبکہ دیاں اور غیر شروع
 کذا فی الذیل فی شرح دولت المسلمۃ ان المسلمی کلہا حرام اور بن بن ہر اور سبکہ دعوت نے دلالت کی کہ سب کھیل اور پانچ رنگ حرام ہیں مگر ملاہی سے عین مستثنیٰ

ہیں وجہ یہ کہ مرد کی ملاجست اپنی عورت کے ساتھ اور ماویہ اپنے گھر کے کی اور قرائن انسانی وید علیہم بلا اذہم لا نکاح المکرہ اور اباب لایکے گھر میں
 لکس جاسے بدون ان کے اور خلاف شرع کے ٹٹانے کیڑے اسے یعنی ہرگز کسی کے گھر میں بلا اذن جاننا درست نہیں لیکن جب ان لوگوں نے خلاف شرع کے
 اور کما بے اپنی حرمہ ساقط کر دی تو ان کی مہاک حرمت جائز ہو گئی کذا فی المنہج قال ابن مسعود صوت المہود وغیرہ بکثرت البغاث فی القلب کما ثبت لمار ابنا
 عبد السمیع بن سعید کہ لکھا اور اگر کی آواز دل میں اتفاق کو لگائی ہے جیسے پانی لکھا اس کو لگا تاہم نفاق سے نفاق علمی مراد ہے نہ نفاق اعتقادی جو کفر ہے
 قلت و فی البرازیہ اشباع صوت المہاک ہی کفر بکعب و نحوہ حرم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اشباع المہاک ہی عصیۃ و کجوس علیہا فسق و لہذا ذہابا کفری البتہ فمقت
 الجواح الی غیر مطلق الاصل کفر البتہ لاشکرا لوجوب کل الوجوب ان تجنب لیسع لمدادی انہ علیہ الصلوۃ والسلام اذ دخل صوبہ فی اذہ عند سماعہ اشعار العرب و
 فیما ذکرہ لیسع کفر ہی نہیں لکن ابنا ہوں اور برازیہ میں ہے کہ باجون کی آواز سننا جیسے بانسری بجانے کی آواز اور انہ اس کے حرام ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
 سلم کے اس قول سے کہ اشباع مہاک ہی گناہ ہے اور اسے شیعنا فسق ہے یعنی طاعت ربانی سے باہر نکل جانا ہے اور اس سے لذت لینا کفر ہے یعنی کفرانِ نعمت ہے
 تو عصا کو صحت کرا اس پر نیز کفر صرف جس کے واسطے وہ بنائے نہیں گئے نعمت کا انفران ہے نہ شکر اس نعمت کا تو وہ جب کماں وجہ یہ ہے کہ گناہ گیر ہو جائے
 تا آواز نہ سنے اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے گشت مبارک کو اپنے کان مقدس میں داخل کر لیا تھا اسکی سماعت
 کے وقت اور عرب کے اشعار اگر کوئی فسق کا ذکر ہو تو وہ مکر وہ ہیں انتہی مافی البرازیہ او تلیظ الذنب کما فی الایثار اور اللہ تعالیٰ کما فی الہمایہ یا لکذہ
 سماع کو کفر فرمایا اس گناہ کی بڑائی جتانے کو کما فی الاغنیاء شریح المختار یا کفر فرمایا اسکو حلال سمجھنے کے سبب کہ کما فی الہمایہ فائدہ و من ذلک ضرب ابوہ للفقہ
 فلو للبنیہ ولا یاس بہ کہ اذ ضرب فی ثلثہ اوقات لکذہ کثرت لفتحات احوال و لما سبہ بیتما بعدہ لہ لہ لاشعار الی الفتح الموت و
 بعد نصف الليل الی الفتح الموت و ما سبہ قبا علقہ علی الملتقی اور منجملہ ملاہی نوبت کا بجا ناہی تفاخر و نام آوری کے واسطے تو اگر نوبت نوازی تہذیب کے
 واسطے ہو تو اسکا عقابا ثلثہ نہیں جتنا پہلے جبکہ تین وقت نوبت پہلے صورت کی تین بار عمو کے جانے کی یاد دینے کے واسطے ایسے کہ نوبت کی آواز اور صورت کی آواز
 میں فی کمال مناسبت ہے عذر کے بعد کی نوبت اشارہ ہے نفعہ و نیت و بعد و شاک ہے ہمارہ نفعہ موت کا اور ادھی رات کے بعد اشارہ ہے نفعہ موت کا یعنی قبر کے
 اٹھنے کا اور اور اسکا بیان اس شرح میں ہے جو ہم نے ملتقی الاجر پر ملاتی کی ہر شرح ملتقی میں شراج نے کہا جس سے مروی ہے کہ شادی نکاح میں دن بجا ناہی
 ہے شہرت نکاح کی واسطے اور مزاج میں ہر دن اسوقت درست ہے جبکہ اس میں جلال یعنی حجاب میں نہوں اور کما بجا ناہی نوبت تطرب نہ تو تہذیب ہلا گانے والا
 ایسے ہے کذا فی الفہتہ مافی اور فصل و تو اجد کو سامری کے لوگوں نے اول بجا کیا جبکہ سامری نے گوسالہ بنایا تو گوسالہ پرست اس کے سامنے ناچے اور عبد کرنے لگے
 قویہ کفار گوسالہ پرستوں کا دین ہے اور طریقہ محمد میں ہے کہ حرمت رقص پر نص قرانی موجود ہے قال تعالیٰ ولا تلش فی الاثس زکاً یعنی ست چل زمین میں ترقی او
 تجتر کی راہ سے اور رقص میں نہایت بخت اور بجاوٹ اور تراؤ ہوتا ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ رقص گناہ کبیرہ ہے اور ہر رقص سے اور بعض فقہ ہوں نے کہا کہ غلبہ جبر
 رقص منع نہیں جیسے صوفیہ کے ہوتا ہے مجلس فرادہ رقص میں تا تا خانہ میں وہ مضمون ہے جو جو رقص پر دلالت کرتا ہے اس غلبہ بحال کیواسطے جسکی حرکات
 رقص کے مانند ہیں وہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ مصداق ہو اور قیام میں نہ شخص غلبہ ہو اور ایک چیز کا ہے حلال ہوتی ہے اور کبھی حرام ہوتی ہے جو خلا
 مقام کے سبب کما ذکرہ ابو سعید اور شرح ملتقی میں ہے کہ جو ہمارے زمانہ کے متصوفہ سماع کے وقت اور بلند کے نور مارے ہیں حرام ہیں لیکن بیٹنا جائز نہیں اور ہر
 سابقین ایسا نہیں کرتے تھے اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا شعر سننا اباحت غنا پر دلالت نہیں کرتا ہے وہ اشعار حکمت اور عظیم شہرت تھے اور حدیث
 تو ا جائز ہی صحیح نہیں سہی قحطی نے فرمایا و جبر کرنے والے کی شرط یہ ہے کہ اس حد کو اسکا و جبر پہنچ جائے کہ اگر اس کے چہرہ پر لوار پرست تو اسکو کفر نہ ہو ورنہ اگر
 انتہی مافی شرح ملتقی کذا فی الخطا دی اور عزت آلات سرود کی اور اختلاف غنا سے مجرک کتاب اشہاد و میں مفصل مذکور ہو چکا فلینظر فہمہ

فصل فی لباس۔ فصل فی لباس کے مسائل میں قرض لباس دو چیز عورت کو چھوڑے اور گرمی نہ پہننے کی کو دفع کرے بہتر ہے جو کہ پوشاکی
یا کتان یا سونے کی ہونے کے موافق یعنی اسکا دھن نصف ساق تک ہو اور ستین انگلیوں تک اور ستین کا عرض بشیر ایک بالشت کے برابر
نصف میں صریح ہے متوسط لباس چاہیے نفیس نہ بیس اس واسطے کہ خیر اور اور اس انداز پر ہونے کہ نہی ضروری لباس شہری سے یعنی جو نہایت
نفیس ہو اور نہایت خیس اور تنجب وہ لباس ہو جو آرائش اور نعمت الہی کے انداز کے ہونے ہو اور بیجا لباس جس میں ہر زینت کے واسطے عید اور حیرت
بجائے خلق میں نہ جمیع اوقات میں دیکھو لباس وہ ہو جو خیر اور کبر کیونستے ہو اور سپید لباس تنجب ہو کہ نہانی شیطانی اور لطفہ صحریم لبس اگر ہو تو کمال
میں نہ دین بر علی المذہب الصحیح و عن الامام الحاکم ازہر کتبہ قال فی العقیۃ وہی حتمۃ حتمۃ فی موضع غم بہ البوسۃ اور حرام ہے ہینتا حریزنی شہی
کپڑے کا اگرچہ کوئی اور کپڑا حال ہو دیر یا نیشی کے اور بداج کے موجب مذہب صحیح کے اور امام ختم سے روایت ضعیف ہے کہ نیشی تو اس وقت حرام ہے
جبکہ وہ کمال سے لگا ہو قینہ میں کہا اور خست غلبہ ہر دو دن جہان نیشی کا عجم بلوی میں جب معلوم ہو کہ مذہب صحیح میں نیشی کی حرمت علی الاطلاق
ہے خواہ بدن سے متصل ہو یا غیر متصل تو روایت ضعیف قابل اعتبار کے نہیں ٹحطاوی نے شمس الامۃ حلاوی سے نقل کیا کہ صحیح ہے کہ کل حرام ہے اور قوی ضعیف
نہ کہ کو بعض شائع کی طرف نسبت کیا ہو نہ امام کی طرف حریدہ کپڑا جو کانا نا نا نا دونوں رشیم ہو چنانچہ جلدن اور زبانی اور تافنہ اور اس طلس اور کتخاب
ابو داؤد و نسائی بن علی مرتضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوستہ تخرین نیشی کپڑا لیا اور بایں ہاتھیں ہوتا اور فرمایا کہ یہ
دونوں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور زبانی اور نسائی کی دوسری روایت ہے کہ لباس حریدہ دوسرے کامیری امت کے مردوں پر حرام ہے اور زبانی جو زبانی
پر طلال ہے اور صحیحین و نسائی بن عمر فاروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں حریدہ ہینتا ہے جسکا آخرت میں کچھ حصہ نہیں
ہے کہ نہانی تیسرا و فی الحرب فانه حرم ایضا فندہ وقال لیل فی الحرب اگرچہ نیشی جنگ میں پہنے سودہ بھی حرام ہے امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ لالی تین
نیشی لباس طلال ہر صاحبین کے نزدیک جنگ میں گارٹا کپڑا نیشی درست ہے جو سلاح کی مشرت سے بچاؤ نہ باریک نیشی کہ نہانی عالمگیری علی الرطل
لا المرأة الا قدر اربع اصابع کا علام التوب مضمومۃ قبل مشورۃ ذیل میں نیشی حرام ہے مرد پر نہ عورت پر مگر مرد پر بقدر چار انگلی کے حرام نہیں جیسے نیشی
بوتیان کپڑے کی حرام نہیں چار انگلیاں علی ہون میں مراد ہیں اور بعضوں نے کہا کہ کچھ ہون میں اور بعضوں نے کہا نہ طین نہ طعلین مراد ہیں مخم الامۃ بخاری نے
کہا کہ خست حریدہ معتبر چار انگلیاں ہیں نہ نہایت طین نہ نہایت طعلین کہ نہانی عالمگیری میں عن العقیۃ و ظاہر المذہب عدم جمع متفرق ہونے کا بطلان
اور نیشی ہون میں ظاہر مذہب عدم جمع متفرق ہے اگرچہ متفرقات بوتیان عمامہ میں ہوں چنانچہ قینہ میں شہر بیان ہر ایک اسکی توضیح قینہ میں ہوں مذکور ہے
کہ عمامہ کی متفرقات بوتیان کے جمع کرنے میں اختلاف ہے مخم الامۃ بخاری نے کہا کہ نہ جمع کرنا متفرقات کا یہی ظاہر ہے کہ جبکہ ایک خط رشیم کا ہو اور ایک
خط کسی اور چیز کا اسطرچہ کہ سب رشیم ہی نظر آتا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر رشیم اور غیر رشیم جدا جدا ظاہر ہو جیسے عمامہ کا طہ تو ظاہر مذہب عدم جمع ہے کہ نہ
فی عالمگیری یعنی اگر کپڑے یا بگڑی پر رشیم کی بوتیان متفرق کثرت سے ہوں اگر ان سب کو جمع کیجے تو چار انگلی سے زیادہ ہو جائیں تو ظاہر مذہب میں یہ
جمع کرنا متبر نہیں وہ کپڑا طلال ہے و شہما عمامہ طراز کا قدر اربع اصابع میں ابیہم میں اصابع عمر رضی اللہ عنہ و ذکا فیس شہرنا رضی فیہ او قینہ میں کہ ایک
عمامہ ہے جسکا نقش و نگار رشیم کا ہے چار انگلی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کے اور فاروق کی چار انگلیاں ہمارے بالشت کے ساتھ قیاس
کی گئی ہیں تو ہند رشیم و نگار میں خست ہر عالمگیری میں قینہ سے طہ عمامہ یعنی کنار اور نچل بگڑی کا مذکور ہے طراز ظہیر الدین تہر تاشی نے
کہا کہ معتبر چار انگلیاں ہیں اپنی ہیئت اور کل برسلف کی انگلیاں متبر نہیں ہیں کہ نہانی عالمگیری میں عن العقیۃ طحطاوی نے کہا اصابع مشورہ
غیر متبر ہیں تو بہتر ہے تھا کہ شارح اس عبارت کو ذکر نہ کرنا و کہ الامۃ سون مذہب کل اذا کان فی القدر اربع اصابع والا کل للرجل نہی

اور اسی طرح جو سونے سے بنا ہو حلال ہے جبکہ اس مقدار پر یعنی چار انگلی اور چار انگلی سے زیادہ ہو تو درگ حلال نہیں گذارنی الزامی و فی مختصی العلم فی اہمات فی موضعین
اکثر کتب و فیلاد و مختصی میں ہے کہ نقش نگار اور بولی عمامہ میں دو جگہ ہر یا زیادہ تر توجہ کرنا چاہیے یعنی چار انگلی سے زیادہ ہو تو درست نہیں اور مختصی میں لکھا کہ
متفرق کا جمع کرنا ضرور نہیں جم غفیر مذکور ہو چکا کہ ظاہر مذہب جم جم متفرق ہو تو اس عبارت کا ذکر ضرورتاً و فی حق ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عمامہ علیہا
علم من نصب منہ قدر کثرت اصابع الیاس من مذہب بکرہ و فیلاد لیکرہ و مختصی میں امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ عمامہ پر نقش نگار ہر چاندی سے بقدربتین
کے تو بکرہ مضائقہ نہیں اور سونے کا نقش نگار کرہ ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے کہ مکروہ نہیں و فیہ مکروہ کچھ بکفوفہ بحریر طلت ہذا جرت کرنا ہذا
ابن زبنا سے ہے البتہ و مختصی میں ہے کہ مکروہ ہے جب بکفوفہ بحریر یعنی جس پر ان کے ازار میں ریشمی کپڑا یا سوٹن کتا ہوں اس رویت سے ثابت ہے کہ
اگر بہت آگ کی جو ہمارے اہل زمانہ کی عادت ہے بصری پیرانہوں کے پہننے کی ہم خطاوی نے کہا ہے رویت خالتہ ہر جمہور فقہاء کے اسوہ سلک عالمگیری میں دیگرہ سے
منقول ہے کہ بکفوفہ بحریر عمامہ علماء فقہائے نزدیک درست ہے نہ ہی اور یہاں میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بکفوفہ بحریر پہنتے تھے یعنی ریشمی ہر ہر نے کہا
یہ حدیث صحیحہ بن نہیں پہنچ سچ ہے کہ ہمارے اہل بکرہ صدیق نے جبہ نکالا اور کہا کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے سو انہیں دنیا کا گریبان سیاتھا اور ان کے دونوں چاک دیکھ
سے تھے سو کہا کہ یہ عائشہ صدیقہ کے پاس تھا جب وہ مرگئیں تو میں نے اسکو لیا سو حضرت اسکو پہنتے تھے سو ہم اسکو دھو لیں یہ یاروں کے واسطے سو اسکی گت
سے تھا حاصل ہوتی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ اس جبہ کی جیب در دونوں آئین در دونوں چاک دیبا سے تھے اور بخاری کی ادب غفر دین یوں ہے کہ
ہر کہ اس جبہ میں گریبان دیا تھا بالشت بحریر و دونوں چاک دیبا سے تھے حضرت اسکو نمازوں کے آنے کے وقت و حجرہ کے دن پہنتے تھے اتنی مافی یعنی مختصر اور
فیہ المخص العلم فی عرض الثوب قلت و مفادہ ان التلیل فی طولہ کرہ اتنی قال المصنف و بہ جرم الاخر و مصدر الشریعہ لکن اطلاق الہدایہ و غیرہا بخالفہ اور مختصی
ہر کہ کپڑے کے عرض میں حکم مختص ہے میں کہتا ہوں اور اس سے مستفاد ہو کہ علم قلیل کپڑے کے طول میں مکروہ ہے اتنی مافی مختصی مصنف نے اسی شرح میں کہا اور اسی
قول یعنی طول کے عدم جو از پختہ کیا ہے و الاخر و صاحب در غرر میں و مصدر الشریعہ نے لیکن ہر ہر کا اطلاق یعنی عدم قید طول و عرض مختصی کے مخالف ہے و
فی السراج عن سیر المیر العلم حلال مطلقاً صغیر کان و کیر قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ و ہر مخالف لما من التعلیل باریع اصابع و فیہ حجتہ علیہ علی التلی ب فی زمانہ
اتنی قلت قال شینا و ظن ان الاریۃ و الباقی علی الروح فانہ حلال و کیر لانیس بلین و یجھل التوفیق اور سراج میں ہے کہ سیر کیر کے علم ہر طرح کا حلال ہے خواہ
صغیر ہو یا کیر مصنف نے کہا اور یہ قول مخالفہ ہے اس قول کے جس میں چار انگلی کی قید مذکور ہو چکی اور علم کے صغیر و کیر کی حلت میں خصوصت غنیم ہے اس شخص
کے لیے جو علم کیر کے ہتھان کے ساتھ مبتلا ہے ہمارے زمانہ میں اتنی مافی شرح المصنف میں کہتا ہوں ہمارے استاد نے کہا اور میرا گمان غالب ہے کہ حضرت
اور نشان و درجہ ریشمی کپڑا نیز سے پرانا تھا جانا ہے سو وہ حلال ہے اگرچہ زیادہ ہو اسوہ سلک وہ لباس آدمی کا نہیں اور اس تقریر سے دونوں قولوں کا اختلاف نہ ہو گیا
یعنی اربع اصابع کی قید لباس میں ہے اور سیر کیر کا اطلاق غیر بلوس مجھوں ہم روایت کی شریعہ عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ کہ مضائقہ نہیں علم کا ہر سے کپڑوں میں
جبکہ علم چار انگلی ہو یا اس سے کم اور اس میں کچھ خلاف مذکور نہیں کیا اور اس لائمہ غرضی نے سیر میں کہا کہ علم کا کچھ مضائقہ نہیں اس واسطے کہ وہ مانع ہے اور اسکی مقدار
بیان نہیں کی چنانچہ فتاویٰ حاضی خان میں ہے تو مانع کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ علم ثوب مراد ہے نہ علم ریت اسواسطے کہ اگر بالکل جھنڈا کر رکا ہو تو جائز ہے
در وازہ کا پردہ حریر سے درست ہے تو ظاہر ہے اختلاف علم ثوب میں علم ریت میں گذارنی الخطاوی یعنی توسار کے اسناد کے قول سے توفیق میں بقولین حاصل نہ ہوئی
و لباس یکلمۃ الیہ سیاح ہر اسادہ و حجتہ ابرہیم شرح و ہبانیہ لطلال مردون کے واسطے کچھ مضائقہ نہیں و ہبانیہ کے چھپر کثرت اور سہری میں زیادہ کپڑا کر
جسکا تانا اور بانا دونوں رشک کا ہو کہ اتنی شرح الوہبانیۃ لکھنؤ لکھنؤ شجرانہ و انشا مونہ لانیس بلین کلمہ بکیر کات و شد بدلا شجرانہ اور مانوس ہے اسواسطے
وہ جائز ہے کہ وہ لباس نہیں بدن سے علاحدہ رہتا ہے ہم قاموس میں ہے کہ کلمہ باریک پردہ اور باریک گھٹا ٹوب ہر مجھڑوں سے بچنے کے واسطے یعنی چھپر کثرت

[illegible]

قول میں کہذا فی الخطا وی داما جلد دنا را اوزار افانہ مکرہ بالاجماع سراج اور کپڑے کے اوپر لٹبی پینا یا لٹبی یا جامہ پینا سو وہ تو بالافتاق سب کے نزدیک مکروہ ہے کہذا فی السراج م شکار وہ کپڑے جو بدن سے لگا ہو اور زنا روہ جو بدن سے متصل ہو داما کپڑوں علی الغصۃ غرم بالاجماع شرح مجمع او چاندی کی خیر بر تو بیٹھا بالاجماع ورم ہے کہذا فی شرح الجمع وکل البیس ماسدہ البرسم وکلمۃ غیرہ لکشان وطن وخرلان الثوب زما البصر تو بالانسیج ولسج بالجمیۃ فکانت ہی المختبرہ دون السدای اور حلال ہے شروع جسکا تانا ریشم ہو اور جسکا تانا ریشم کے سوا اور درجہ کا ہو چنانچہ کتان یا لٹبی کی چھال کا یا رولی کا یا خمری دریا کی جانور کے روئین کا اسو اسٹے کہ کپڑا تو کپڑا انہیں ہوتا مگر بناوٹ سی اور بناوٹ ہوتی ہے بانی سے تو کپڑے کی حقیقت بین بانی ہی غیر ظہرانہ مانا نا قلت و فی الشریعۃ اللیہ عن الواہب مکرہ ماسدہ ظاہر کا اعتبار فی ذیل لا بکرہ و نحوہ فی الاختیار قلت ولا یغنی ان المرحۃ اعتبار الجمیۃ کما یعلم من الخبر بل فی الجنبی ان اکثر المشایخ افتوا بخلافہ میں کہتا ہوں اور شریعۃ اللیہ میں مواہب سے ہے کہ مکروہ ہے وہ کپڑا جسکا تانا ظاہر اور خود دار ہو چنانچہ عنابی کپڑے میں بانی سے زیادہ تانا ریشم کا ظاہر رہتا ہو اور بعضوں نے کہا کہ وہ مکروہ نہیں اور اسی کے مانند اختیار میں ہے میں کہتا ہوں بانی کے اعتبار کرنے کا قول مرج ہے چنانچہ غریبہ سے معلوم ہوتا ہے بلکہ مجتبیٰ میں صاف مذکور ہے کہ اکثر مشایخ نے برخلاف اسکے فتویٰ دیا ہے یعنی برخلاف کہت کے عدم کہت پر فتویٰ دیا ہے ہم ملتقی اور سکی شرح میں ہے کہ جسکا تانا ریشم ہو اور بناوٹ سی وغیرہ کا ہو تو وہ حلال ہے خود بانا مکم ہو یا زیادہ یا برابر ریشم کے اور بعضوں نے کہا جیسا نا غالب ہو تب حلال ہے اور صحیح پہلا قول ہے چنانچہ بخیر اور بتانی میں ہے کہذا فی الخطا وی دنی شرح الجمع انہ خصوصت غنم لہجرتی قلت و ہذا کان فی زناہم داما الا ان من کبر و جسدہ فحرم بر جندی و تار خانہ فلیحفظ او شرح مجمع میں ہے کہ نہ بفتح خانجہ و زنا منقوطہ شد وہ دریا کی بیٹھ کر کا صوف ہے انہی میں کہتا ہوں اور یہ یعنی اخلاق خرق کا صوف پر فقہار سابقین کے زمانے میں تھا اور اب تو خزر سے ہوتا ہے اور ہوقت میں تو خرم ہے کہذا فی البر جندی و تار خانہ تو اب اصطلاح متقدمین اور متاخرین کو یاد رکھنا چاہیے تو حرام کو باسند لال قول سابقین کوئی طلال نہ سمجھے و محل عکسہ فی الجہر فقط و صقیقا یحصل بہ اعتبار احوال و قلوب قیاسا حرام بالاجماع لعدم الفائدۃ سراج و عکس سابق طلال ہے فقط لانی میں یعنی جسکا تانا رولی وغیرہ کا ہو اور بنا ریشم کا ہو وہ جنگ میں درست ہے نیز وہ گاڑھا ہو جبکہ سبب سے صدمات و شتم سے بچاؤ حاصل ہو تو اگر باریک ہو گا تو وہ لڑائی میں بافتاق حرم ہے بیفائدہ ہونے کے سبب ہے کہذا فی السراج ہم فقط اجماع کا دخل فقرہ معلوم ہو گا داما خاصہ فیکرہ فیما عہدہ خلافا لہما ملتقی اور خاصہ ہر یعنی جسکا تانا اور بناوٹ دونوں ریشم ہو تو وہ امام رحمہ کے نزدیک روالی میں حرام ہے اور صاحبین کے نزدیک طلال ہے کہذا فی ملتقی ہم جو ہرہ میں ہے کہ اگر حریر باریک ہو تو جسکا پیننا جنگ میں بافتاق امام اور صاحبین کے حلال نہیں اسو اسٹے کہ حفاظت عدو کا فائدہ اس میں حاصل نہیں ہوتی لیکن ظاہر ہدایہ اسکے مخالف ہے اسو اسٹیکہ میں ہے کہ حریر اور دیا جنگ میں صاحبین کے نزدیک جائز ہے اسو اسٹیکہ میں ضرورت ہے اور حریر خالص ذات سلاح کا دافع ہے اور دشمن کی آنکھ میں عیب ڈالتا ہے اپنی جنگ دیکھنے سے نہیں توجہ حریر خالص طاقا صاحبین کے نزدیک جائز ہے جنگ میں توجہ جسکا فقط بنا ریشم ہے کیونکہ مکرانہ نوگا تو اجماع سابق کی حکایت صحیح نہیں کہذا فی الخطا وی قلت لم ار ما لو حطت الجمیۃ یا برسم وغیرہ لہما بر اعتبار الغالب میں کہتا ہوں اور میں نے اس کپڑے کا حکم نہیں دیکھا جسکا بنا ریشم اور غیر ریشم سے مخلوط ہو اور ظاہر الغالب کا اعتبار ہے یعنی اگر ریشم غالب ہے تو حرام ہے اور اگر غیر ریشم غالب ہے تو حلال دنی کا دلی لڑا ہدی کہ وہ ماکان ظاہرہ زنا و خمر زنا و ظاہر المذہب عدم جمع اکتفاء لاداکان خطا منہ زنا و خمر غیرہ حیثہ ہری کلمہ خرا فا اداکان کل واحدہ بتبیینا کا لفظ ازنی امامتہ ظاہر المذہب انہ بالجمع انتہی وافر تخیلا قلت وقد علمت ان اجبرۃ للجمیۃ لا للظاہر علی لہما ہر قاعہ اور حادی زنا ہدی میں ہے کہ مکروہ ہے جبکہ ظاہر میں تو ریشم ہو اور حلال نہ اسکی ایک دھاری ادن کی ہے اور ایک دھاری ریشم کی اور ظاہر مذہب عدم جمع متفرق ہے مگر اس صورت میں خطوط متفرقہ جمع کیے جاویں گے جبکہ امین ایک دھاری ریشم کی ہو اور ایک غیر ریشم کی ہو اس طرح ہر کہ سب ریشم ہی دکھائی دیتا ہو سو اگر ایک دھاری جدا جدا ہو جیسے عمامہ کا نقش و نگار تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ متفرقات کو جمع نہ کر نیکی انتہی مافی الحسا وی

[illegible]

فی ترح الوضوء بغير غسل وغیرہ کی انگوٹھی سینے کی کوہت ثابت ہو گئی تو اس کے نیچے اور زانے کی بھی کوہت ثابت ہو گئی اس لیے کہ اس پر ہانت ناجائز ہو اور
 غسل کہ ناجائز کی طرف ہو دوسرے دو کوئی ناجائز اور ہر کا تمام بیان شرح دہیا نہیں ہے و البقرة بالحققة من لفظة لا بافہم فہو من حجر و حقیقہ و یا قوت و غیرہ
 اور چاندی کی انگشتی میں حلقہ کا اعتبار نہیں لیکن کا سوا گاندی کا حلقہ ہو تو لیکن ہر چیز کا پتھر و حقیقہ اور یا قوت و غیرہ کا ناجائز ہے جو مذکور ہوا کہ تھوڑی
 انگوٹھی جائز نہیں تو مراد یہ ہے کہ تھوڑا حلقہ انگشتی کا درست نہیں تھوڑا لیکن درست ہے و حل سائر الذہب فی حجر لہو و حلال ہر سونے کی کپل تھوڑے لیکن میں
 کپل ٹھوکی جاتی ہے استحکام کی سبب تا لیکن تھوڑے سے جدا ہو و جواریہ ہے کہ سونا یا ہر چاندی کا تالیخ ہر چیز کے نقش و نگار کے مانند و جعلہ سبب لہو فی یدہ ہیری و حل
 انہی لا انہ من شعار الروض نجس پتھر زعفران جستانی وغیرہ قلت و لعلہ کان بان فہو از انگوٹھی کو کھدے کے اندر رکھے بائیں بائیں درجہ ہونے کے مانند ہنہ ہنہ
 میں گریہ طریقہ ہر فضیو کا تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے کہ ان فی ہستانی وغیرہ میں کتا ہوں اور شاید کہ کبھی فضیو کا طریقہ ہو گا فضیو اور منقرض ہو گیا سو دیکھ لے م
 عورتین انگوٹھی ظاہر کف دست کی طرف رکھیں و ظاہر مرد کے سوا ٹیکہ عورت نہ کرے کیو سبب ہستی ہر اور در حاجت کیو سبب کہ ان فی محیط آخری و پیش اسلہ و ہم ہر تعالیٰ لا مثال
 بطیر و انسان لا محمد سوا ہر و لایزید علی شقال و زکین بر پنا ناہم اللہ تعالیٰ کا نام نقش کرے یا یا آدمی کی صورت نقش نہ کرے اور نہ رسول ہر کندہ کرے ورنہ ذرا انگوٹھی
 کا شقال سے زیادہ کرے م اگر اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو انگوٹھی استین یا دہنہ یا تھوڑے کے اگر بائیں یا تھوڑے ہر محمد رسول ہر کندہ ہو سبب و ہستنا و خاتم الانبیا
 علیہ الصلوٰۃ و السلام کا نقش خاتم تھا طرح کا ایک طریق محمد منقوش تھا اور دوسری طرحیں سول و تیسری ہیں اسد و صدیق الکریم لیکن نیم القاد اسد تھا اور عمر فاروق کا
 نقش لیکن کفی بالموت و اعطا اور ذی النورین کا نقش لتبصرن اولتہم من اور علی و فہم کا نقش لماک اسد و امام ابو حنیفہ کا نقش قل الیث
 و الا فاسکتہ و امام ابو یوسف کا نقش من اجل برایہ نقد ہم اور محمد بن حسن کا نقش من غیر ہر تھا کہ ان فی الطحاوی و اللہ تعالیٰ عنہا شقال کا ذرا سا چارہ ہے ہر ترک
 الختم لیسر سلطان و القاضی ذی الجنبہ الیہ تو ان فی الفضل و سلطان و قاضی و خراج الیہ خیاخہ تو ان کے غیر کو انگوٹھی ترک کرنا افضل ہے م یعنی بادشاہ قاضی و متولی و قف محتاج لہم
 خلافت میں تو انگوٹھ رکھنا ضروری ہے سوا ان شخصوں کو حاجت نہیں تو ہستی ہے کہ ترک نہ کریں یہ قول ہے ترمذی کا و فقہ ابوالبیہ نے کہا انصون فی غیر سلطان کیو سبب انگوٹھی
 رکھنا مکروہ کیا لیکن جو سلطان ہے اس کی اجازت دی ہے خیاخہ جو از ظاہر میں ہے کہ ان فی الحاکم و ولایتہ اسد و حرکت بدرباب لفیضہ و جو ہر محمد و ابنہ ہستے وقت کو
 سونے کے تارے یا تارے بلکہ چاندی یا تارے اور محمد چاندی ہونے و دونوں جائز کیا ہے و خذ انما ستمہ لانی لفیضہ فقہ کور سونے سے ناک بناوے یعنی در صورت قطع سونے
 کہ چاندی کندہ کر دی ہے ہو سکو کہ الباس فی مصیبا و حر افان ہر لمبہ و غیرہ حرم الباسہ و غیرہ و لطل منیر کو سونا اور شیشی کپڑا یا ہنا نا مکروہ ہے اس لیے کہ جب کا پینٹا
 اور بیاض ہر ہر کا پینٹا نا مکروہ ہے و لانی حرم حج حدیث میں ہوتا اور شیشی کپڑا مرہوم ہے خواہ مرد یا عورت ہو یا نابالغ لا مکروہ خرقۃ الوضوء بالحق بقیۃ بلا و مخاطا اور
 کو حاجت و التکسیر مکروہ مکروہ نہیں و مال رکھنا و ضرر کا پانی پینے تکسیر اسطے یا ریت یا سینہ پینے کیو سبب اکثر طہرہ رفع حاجت کیو سبب ہر اور اگر دوانی بلکہ و خیر کیو سبب ہر
 و مکروہ ہے شایع ہے کہ اذ فیہ نفع و عبارت ہر اس سے جو ضرر کے بعد اس خطا پر پانی ہو و لانی التیمیری خطا پر یا با صبح او خاتم تذکر الہی و کما صلی ان کل انفل
 ہر مکروہ و اقل حاجت لا عنا یہ اور تہیہ مکروہ نہیں و تہیہ وہاگا ہر جو انگلی یا انگوٹھی پر یا نہ حاجت سے بات نہ رکھنے کیو سبب و خلاصہ ہے کہ جو خیر تکسیر کیو سبب کرے وہ
 مکروہ اور جو ضرر وقت اور حاجت کیو سبب کرے وہ مکروہ نہیں کذا فی انہا فی رفع مسئلہ شایع فی لجنہ التیمیہ المکروہ کا لیسر العزیزہ لجنہ میں ہے کہ مکروہ تعویذ وہ ہے
 جو عربی کے سوا اور زبان میں ہو تلیق تعویذ میں مضائقہ نہیں لیکن بیت اخلا جانے میں اور مرتبہ کے وقت میں آتا و آ لے کذا فی العا لمگیریہ
 ففصل فی الطہر و لمس اس فصل میں دیکھنا و چھونے کے احکام مذکور ہیں فیطر الرجل من الرجل و من غلام بلغ حد الشہوۃ مجتبیٰ و لہ امر و صلیح الوجه و قد عر
 فی ہر مکروہ و در کچھ ایک ہر دوسرے ہر کے بدن کو اور اس گیر کے بدن کو جو حد شہوت کو پہنچ گیا ہو یعنی ہر ہر قرب اہل و کذا فی لجنہ اگر وہ بے نشہ و ہوش
 ہو اور اس کا ذکر کتاب الصلوٰۃ میں گذر گیا م امر و صلیح کا دیکھنا وقت طہار ہر جبکہ شہوت کی ماہ سے اسکو نہ دیکھے و لادہ ہر نہ لے جوہر کے ہر اس ترافہ م

عورت کے دانت کسکنا باریک بنادے اور جو دانت باریک کر دے اور جو عورت دوسری عورت کے منہ کے بال بوجھ سے بچے اور جو حیاء و محرم خصوصی اور حبشہ فی النظر الیٰ ان جانیہ کا انحصار خصوصی اور محجوب اور حبشہ عورت جنسی کی طرف نظر کرنے میں مرد جماع کے برابر میں محرم خصوصی وجہ کے فوٹے نکلنے اور محجوب وہ جسکا اند تاسل اور دے گئے اندر حبشہ وہ ہر جو مرد کو اپنے اور فاد کے ان بیون شخصوں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ محرم خصوصی کو عورت ہونی پر اور جماع کر سکتا ہو بلکہ بعضوں نے کہا کہ وہ قوی الجماع ہونا ہی اس واسطے کہ اسکا نازہ مست نہیں ہونا اور اسی طرح مقطوع الذکر و انحصار محرم خصوصی ہوتی ہے اور سلطان کرنا ہی اور اسکو از ان بھی ہونا ہی اور لڑائی تو مریض ہے اور حبشہ نزلے اور غصے کو بھی کہتے ہیں جسکے عضا اور زبان میں عورتوں کے مانند نرمی ہونا عورتوں کی اسکو سلطان خواہش ہو تو بعضے فقہانے کہا کہ ایسے نازک کا عظام عورتوں کے ساتھ رخصت ہو لیکن اصح قول یہ ہے کہ اسکا بھی عظام جاز نہیں گذرانی لفظ صیغہ وقیل لا بان محجوب بخت مارا لیکن فی کبریٰ ان بن جوڑہ من قلعہ لہ تجربہ والدیانہ اور بعضوں نے کہا کہ ان مقطوع الذکر و انحصار محرم خصوصی کے نظر کرنے کا مفاد انہ نہیں جسکی منی نشا اب ہوئی لیکن فساد کی کبریٰ میں ہے کہ جیسے اسکو تجویز کیا ہی تو قلت امتحان اور قلت دیانت سے ہم صحیح یہ ہے کہ حلال نہیں بلکہ لیس عموم لیس گذرانی لڑائی نفس یہ ہر فعل المؤمنین فیضوا ان بجا رہم و یحفظوا و وجہ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول کہدے ایماندار مردوں سے کہ اپنی نظروں کو روکیں اور اپنی سرگاہوں کو لگا دھیں خلاصہ یہ کہ محرم خصوصی اور محجوب اور حبشہ مؤمنین میں داخل ہیں تو اسکا نظر کرنا اجنبی عورتوں کی طرف حلال نہیں و جاز نہ کہ عن امتہ بغیر انہما وعن عرسہ یہ ای باذن حرة او مولیٰ امتہ وقیل یجوز نہ لیس اذ ان ذکرہ ابن السلطان اور دخل یعنی انزال کے وقت عورت سے جدا ہو کر منزل ہونا اپنی نو نڈی سے جدا ہونا یہ دون اسکے اذن کے جائز ہے اور اپنی منکوحہ سے باذن درست ہے یعنی اگر منکوحہ آزاد ہے تو اسکے اذن سے اور غیر کی نو نڈی ہی تو اسکے مالک کے اذن سے درست ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ عزل بدون اذن کے بھی جائز ہے نسا و زمانہ کے سبب سے کہ اذکارہ ابن السلطان

باب الاستبراء وغیرہ

یہ باب ہے استبراء وغیرہ کے احکام میں م استبراء لغت میں عبارت ہے طلب برأت سے مطلقاً اور شرع میں جم جانبہ کی طلب برأت محل ہے عبارت ہونی ملک پر کے بعد جن تک انتظار کرنا کہ حاملہ نہیں ہے تو اسی وقت تصرف کرنا اور نہ میں تو وضع حمل کے بعد میں ملک استبراء امتہ نوع من انواع الملک استبراء اور اوقات وہی دفع حیاتیہ دفع بیع بعد قبضہ و نحو کا جو شخص ملک ہو نو نڈی کے استبراء کا یعنی اس سے استبراء کا جو جن وجوہ الملک جیسے ملک حاصل خریدت یا میراث میں پہلے سے یا جہاد میں لڑنے سے یا رنہ حیاتیہ سے یا رنہ حیاتیہ سے یا رنہ حیاتیہ سے یا رنہ حیاتیہ سے اور مانند انکے چنانچہ میرا جوع عن بہ یا طلع یا صلح یا کتابت یا عتیق خلاصہ اس طرح کہ نو نڈی عوض طلع یا عتیق کے یا صدقہ یا وصیت یا بعض اجارہ گذرانی لفظ صیغہ وقیل لا بان محجوب بخت مارا لیکن فی کبریٰ ان بن جوڑہ من قلعہ لہ تجربہ والدیانہ اور بعضوں نے کہا کہ ان مقطوع الذکر و انحصار محرم خصوصی کے نظر کرنے کا مفاد انہ نہیں جسکی منی نشا اب ہوئی لیکن فساد کی کبریٰ میں ہے کہ جیسے اسکو تجویز کیا ہی تو قلت امتحان اور قلت دیانت سے ہم صحیح یہ ہے کہ حلال نہیں بلکہ لیس عموم لیس گذرانی لڑائی نفس یہ ہر فعل المؤمنین فیضوا ان بجا رہم و یحفظوا و وجہ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول کہدے ایماندار مردوں سے کہ اپنی نظروں کو روکیں اور اپنی سرگاہوں کو لگا دھیں خلاصہ یہ کہ محرم خصوصی اور محجوب اور حبشہ مؤمنین میں داخل ہیں تو اسکا نظر کرنا اجنبی عورتوں کی طرف حلال نہیں و جاز نہ کہ عن امتہ بغیر انہما وعن عرسہ یہ ای باذن حرة او مولیٰ امتہ وقیل یجوز نہ لیس اذ ان ذکرہ ابن السلطان اور دخل یعنی انزال کے وقت عورت سے جدا ہو کر منزل ہونا اپنی نو نڈی سے جدا ہونا یہ دون اسکے اذن کے جائز ہے اور اپنی منکوحہ سے باذن درست ہے یعنی اگر منکوحہ آزاد ہے تو اسکے اذن سے اور غیر کی نو نڈی ہی تو اسکے مالک کے اذن سے درست ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ عزل بدون اذن کے بھی جائز ہے نسا و زمانہ کے سبب سے کہ اذکارہ ابن السلطان

ہونے کے لئے کہ سبب سے دو ایسی چیزیں ہوں جو اس درود سے یعنی اگر چاہے حاملہ ہوئی اور اسکا عمل ظاہر ہو گیا اور بابت نے اس کے دل کا دعویٰ کیا تو جائزہ اسکا مل و لہ ہو گئی اور بیع نکاحی باطل ہو گئی تو بوسہ وغیرہ ملک میں واقع ہوا حتیٰ کہ سبب سے حیض و شہرہ کی ذوات تہرہ ہی معفوہہ دستہ و سبب سے حیض جو لونڈی کا مالک ہو تو اس پر نکاح جائز اور دوا دعویٰ حرام ہے یہاں تک کہ اس کے رحم کی صفائی معلوم ہو جائے ایک بار حیض ہونے سے حیض ہونے والی عورت میں اور عینہ گذرنے سے عینہوں والی عورت میں اور وہ معفوہہ ہے اور کبیرہ جسکا حیض بند ہو گیا پیری سے اور جسکا حیض منقطع ہو یعنی اسکو کبھی حیض نہیں آتا کذا فی الخطا دی یعنی اگر وہ لونڈی ہو تو ایک بار حیض آنے سے رات کے رحم کی معلوم ہو گئی اور اگر نا بانہ یا بدعتی ہو یا وہ جوان جسکو کبھی حیض نہیں آتا تو ایک عینہ گذرنے سے سم واجب نہیں ہے عینہ وہ حدیث اصل ہے جو ابوداؤد میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جنگ اوطاس کی گرفتار ہوئی لونڈیوں کے حق میں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حاملہ کا جماع نہ کیا جائے وضع حمل تک اور نہ غیر حاملہ کا یہاں تک کہ ایک بار اسکو حیض آجائے کذا فی المعنی دلو حاجت فیہ بطل الاستبراء بالایام اور اگر معفوہہ یا کبیرہ یا منقطعہ کو عینہ کے اندر حیض آگیا تو ایام کا استبراء باطل ہو گیا یعنی استبراء میں اصل حیض ہے اور عینہ اسکا بدل تو اصل کے ہونے بدل کی کچھ حاجت نہ رہی دوا و رفع جنبا بان صارت مستندۃ الطہر وہی من حیض استبراء التہرین و حتمہ امام غنیمتہ و بیہقی اور اگر چاہے کہ حیض ترفع ہو گیا اس طرح کہ اسکا طہر دراز ہو گیا اور طہر نہ دے حیض جاری ہو جائے تو تین میں سے ہر تو اسکا استبراء دینیہ اور بیع دن کا ہر چیز کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ استبراء بعد از حیض ہر شے میں اصل شہرہ عشرۃ ایام برسدی وغیرہ فلحفظ اور استبراء کا استبراء ہے کہ اول عینہ سے دس دن تک اسکی تربت کو چھوڑ دے کذا فی البیہندی وغیرہ تو اسکو با د رکھنا چاہیے و بوضع حمل نے کمال اور استبراء کے حاملہ میں بچہ پیدا ہونے سے ولا یعتد بحیضہ ملکما فیہا ولا اتی بعد المملک قبل قبضہا و لا بولادۃ حملت کذلک ای بعد ملکما قبل قبضہا اور استبراء میں شمار نہ کرے اس حیض کو جس میں شہرہ ہو گیا مالک ہو اور نہ اس حیض کو جو حامل ہو مالک کے بعد شہرہ قبضہ ہونے سے پہلے اور نہ شمار کرے اس ولادت کو جو ای طرح حاصل ہوئی یعنی بعد ملک قبل قبضہ کے لکھا لایعتد باسکا اصل من فی لکس ای من حیضہ و بول بعد بیع قبل اجازۃ بیع فضولی وان کانت فی ید مشتری حیثہ شمار نہیں کیا جاتا وہ حیض وغیرہ جو حاصل ہوا بعد بیع قبل اجازت فضولی کے اگر چاہے مشتری کے قبضہ میں ہو یعنی اس واسطے کہ بیع فضولی میں ملک پوری نہیں ہوتی بد و اجازت کے ولا یعتد ایضا باسکا اصل بعد قبضہ فی الشراء لایعتد قبل ان یشتر یا شرا حیجی لا یشتر المملک او شمار میں نہیں آتا وہ حیض وغیرہ بھی جو حاصل ہوا قبضہ کے بعد شمار نہ فاسد میں قبل اس بات کے کہ اسکو شہرہ صحیح خرید کرے سبب ہونے ملک کے یعنی ملک کامل بیع فاسد میں نہیں جو حیض استبراء میں شمار کیا جائے و کبب بشر انصیب شریک من لمتہ مشتری کہ بیعنا تمام ملک لان در وجب ہے استبراء سبب خرید کرنے سے اپنے شریک کے اس لونڈی سے جو مشترکہ ہو دونوں میں سبب پوری ہو جانے اسکی ملکیت کے اب یعنی ایک لونڈی و شخصوں میں مشترک ہو سوا ایک نے دوسرے کا حصہ بول لیا تو اس پر استبراء واجب ہو اس واسطے کہ شریک مشتری باسکا پورا مالک ہوا و مشتری حیضہ حاضر تھا و کما یجوز و مکاتبتہ بان مشتری امتہ مجوسیتہ اولمتہ و کاتبہا بعد الشراء قبل الاستبراء فاختاتم سلمت المجوسیتہ او عجزت لکاتبہ لوجود بعد المملک استبراء استبراء کفایت کرتا ہے وہ حیض جو لونڈی کو ہوا اور طہر نہ دے مجوسیتہ یا سکاتہ ہو صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے مجوسی یا مسلمان لونڈی خرید لی اور سلمہ کو سکاتہ لکھا بعد از بیع قبل استبراء کے پھر اگر کو حیض آیا یا مجوسی لونڈی مسلمان ہو گئی یا مکاتبتہ لونڈی ادا سے بدل کتابت سے عاجز ہوئی سبب پائے جانے حیض کے مالک ہونے کے بعد بیع حیض مذکور ہو اسے استبراء میں کفایت کر گیا کہ وہ حامل ہوا مالک ہونے کے بعد ایک عینہ خود والا بقیہ فی دالہ اسلام حائثہ اور استبراء واجب نہیں جاریہ گر خیمہ کے پھر تہہ کے وقت دالہ اسلام میں کذا فی کفایتہ اتفاق نے کیا اس مسئلہ میں تفصیل تخریج خطا دی میں ہے کہ اگر جاریہ بھاگ گئی دار الحرب میں پھرتی آئے بے مالک کے پاس کسی چیز سے پھر استبراء نہیں امام کے نزدیک اس واسطے کہ کفار اس کے مالک نہیں ہو گئے اور صاحبین ہر کے نزدیک استبراء ہے کیونکہ کفار اس کے مالک ہو گئے اور اگر کفار نے جاریہ کو دار الاسلام میں گرفتار کیا اور حالانکہ وہ گر خیمہ تھی اور اسکو پکڑ کے دار الحرب میں لے گئے تو امام اور صاحبین سب کے نزدیک مالک

ہو گئے سو اگر اب وہ اپنے مالک کے پاس بیٹھ آدگی تو سب کے نزدیک اس پر استبراء واجب ہوگا نہ ہی تو بموجب اس تفصیل کے کہ خیریت سے وہ جاریہ مرد ہو جو درجہ
 میں بجا لگے اور کفار و کفر نہیں گئے پھر وہ اپنے مالک کے پاس آئے نہ ہی اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ما تن اور شراح کے کلام میں کتنا غلطی ہو گئی ہے کہ انہی
 اخطاوی و دروغ و غلطی ای اذ لم یجہا الغاصب فانیۃ اور جاریہ غصب سے پھر دینے سے استبراء واجب نہیں بشرطیکہ اسکو غاصب نے بیع و الا ہو کذا
 فی النکاحیم اور اگر غاصب نے بیع و تسلیم کی پھر مالک نے حکم حاکم یا شتری کی رضائے تو شری غصب کرنا ناجائز ہوگا تو مالک پر استبراء واجب
 نہیں اور اگر جانتا ہوگا تو صورت عدم حرام کے استبراء نہیں اور بعد جماع شتری استبراء واجب ہو کذا فی اخطاوی و لم تاجرۃ و غصب المبرورۃ تعدل المکملات
 المکملات اور درم تاجرۃ اور مذکورہ سے استبراء واجب نہیں ملکیت کے حادث نہونے کے سبب سے یعنی اجارہ اور ہرین جاریہ سے مالک کی ملک زرا کی
 نہو گئی تھی جو استبراء واجب ہوتا و لو اقال بیع قبل قبض لا استبراء علی البائع لکما لو باعها بخیار و قبضت ثم اطلعت بخیارہ لعدم خروجها عن ملکہ اور اگر بیع کو تو
 و با شتری کے قبضہ ہونے سے پہلے تو بائع پر استبراء واجب نہیں جیسے اگر جاریہ کو بیچا بشرط خیار یعنی جاگزا و شتری نے پھر قبضہ کیا پھر بائع نے ایشی شری کے موافقی سے
 بیع کو باطل کر دیا تو استبراء واجب نہیں اس واسطے کہ جاریہ بائع کی ملک سے خارج نہیں ہوتی دونوں صورتوں میں و کذا لو باع مدبرۃ اوم ولدہ و قبضت ان لم یطلما
 شتری اور اسی طرح اگر بائع نے اپنی مدبرہ یا م ولیہ بیچی اور پھر قبضہ ہوا پھر مدبرہ یا م پر بیع ہوا تو استبراء واجب نہیں اگر شتری نے اسکی تربت نہ کی ہوم اپنی عرض یہ کہ
 مدبرہ اور ام ولد کی بیع باطل ہے تو جاریہ قبض سے ملو گئی تو شتری کی تربت زمانہ شری استبراء کی وجہ ہوگا تو اسکی تحریر کرنا چاہیے کذا فی اخطاوی و کذا
 لو طلقها الزوج قبل الدخول ان کان زوجا بعد الاستبراء فان قبله فاختار وجوبہ و طبعی اور اسی طرح اگر جاریہ کو زور و زنج نے طلاق دی قبل دخول کے تو مالک پر استبراء
 نہیں بشرطیکہ جاریہ کا نکاح کر دیا ہو بعد استبراء کے اور اگر قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہو تو بموجب استبراء اختیار اور پسندیدہ ہو کذا فی الزیلعی قلت و فی کمالیۃ شری معتد بہ
 و قبضہ قائم قبضت عدتہا لم یستبرأ بعد عدم حل و طبع البائع وقت وجود سبب ین کتسا ہون اور جلالیہ میں ہر غیر کی عدت والی جاریہ خرید کی اور پھر قبضہ کیا پھر
 اسکی عدت منقضی ہو گئی تو اسکا استبراء کرے اس واسطے کہ اسکی وطی حلال نہیں بائع کو وجوب سبب کے وقت یعنی مالک اور قبض شتری کے وقت ہم صواب یہ ہے کہ
 یون کما جاسے کہ وجود سبب کے وقت شتری کو اسکی وطی حلال نہیں اتفانی نے شرح اخطاوی سے نقل کیا کہ جاریہ خرید کی اور وہ عدت میں تھی خواہ عدت و طمان
 ہو یا طلاق اور اسکی عدت سے ایک روز یا کم باقی رہا ہو اور بعد قبض شتری کے عدت منقضی ہو گئی تو پھر استبراء واجب نہیں پھر اگر عدت قبل از قبض منقضی ہو گئی تو
 کو حلال نہیں بدون استبراء کے کذا فی اخطاوی و لا باس بحلیۃ استقاط الاستبراء اذا علم ان البائع لم یقر بفسا فی طہر یا ذلک والا فلا یطہما بطبی و درجہ
 مسافرتہ نہیں استبراء کے حلیہ میں جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بائع نے جاریہ کی تربت نہیں کی اس طرح اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو استبراء کے ساقط کرنے کا حلیہ نہ کرے
 اسی قول پر فتویٰ ہر ابو یوسف کے نزدیک حلیہ استقاط کا مطلقا جائز ہے اور محمد کے نزدیک مطلقا مکروہ ہے لیکن مفتی تفصیل یہ یعنی اگر بائع کی تربت معلوم ہو تو ابو یوسف
 کے قول پر فتویٰ ہے اور در صورت تربت محمد کے قول پر فتویٰ ہے بدلیل اس حدیث کے کہ جو دو مرد خدا اور آخرت کا ایمان رکھتے ہیں انکو حلال نہیں کہ ایک عورت پر
 اجتماع کریں ایک طہر میں زوج بائع نے اس طہر میں تربت نہ کی تو یہ نہیں تحقیق نہوگی اور تربت اور عدم تربت دونوں معلوم نہون تو عدم جو اظہار ہے تو ہم غفلت ہم سے
 کذا فی اخطاوی وہی اذ لم یکن تحتہ حرۃ و اربع ما بان لکما و یفسد ما تم بشرط ما تمحّل اللہ لکما لانه بالنکاح لا یجب ثم اذا شری زوجۃ لایجب ایضا اور وہ
 یعنی استبراء کا حلیہ جو وقت کہ اسکی بیچ آزاد عورت یا جاریہ کو نہ بان نہون یہ ہے کہ جاریہ سے نکاح کر لے اور پھر قبضہ کرے پھر اسکو خرید کر لے تو وہ جاریہ اسکی
 وقت اسکو حلال ہوگی اس واسطے کہ نکاح سے استبراء واجب نہیں ہر ما پھر جبکہ اسنے اپنی زوجہ کو خرید کیا تو بھی استبراء واجب نہوگا ہم قبل خرید کے قبض اسواسطے
 شرط ہوا کہ قبض بعد خرید سے استبراء ساقط نہوگا اسواسطے کہ خرید سے نکاح نسخ ہو جاو گیا تو استبراء واجب ہوگا لیکن ہدایہ اور ذخیرہ اور حیطین اطلاق مختار ہے ہر ایک
 بیان میں قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ تقدم قبض اور دخول دونوں شرطین چنانچہ تیسرے میں ہے اور در سر قول طحاوی کا یہ ہے کہ قبض شرط ہے نہ دخول اور تیسرا قول

شتریں کا یہ کہ نکاح فقط کافی ہے قبض شرط نہ دخول اور یہ قول وسیع تر ہے اور قول ثانی افضل ہے کذا فی الخطاوی لخصاً ونقل فی الدرر عن طبر الدین اشتراط
 وغلبہ قبل الشر او ذکر وجہ اور درمیں طبر الدین سے نقل کیا شرط ہونا وحی کا خرید کرنے سے پہلے اور پہلی وجہ بھی ذکر کی جو وجہ مذکورہ ہو کہ بعد وحی کے خرید
 کرنے سے اسکا مالک ہوگا اور حالانکہ جاریہ اسکی عدت میں ہوگی اور اگر وحی نہیں کی تو بجز خرید کے نکاح باطل ہوگا ویسا بجز حجب ملک کے وقت نکاح نہ رہا
 تو استبراء واجب ہو گیا اسلئے سبب تحقق ہونے سے یعنی استحداث حلت وحی بملک یا بین کذا فی الدرر وان کانت شتر حرة فاحکمت ان نکحها ابداً
 اور وجہ امن یتق بہ کیا بھی قبل الشر اور ان علیہما اشتراط قبل قبضہ لہما ولو بعدہ لم یسقط من وثوق بفس تحت حرة اور اگر اسکی ملی حرة ہو یا منکوحہ چار
 لوثر یا ان میں کذا فی الخطاوی توحید استواء کا یہ کہ بائع جاریہ کا نکاح کر دے شتر کی خرید سے پہلے اس شخص سے جس پر اسکو عمامہ و طلاق دینے کا چنانچہ
 اسکا ذکر ذریعہ آو گیا یا بعد خرید قبل قبض کے جاریہ کا نکاح شتر کی کر دے اس وقت قبض سے جسکے نیچے آزاد عورت نہیں نکاح نے کہا بل قبض کے نکاح شرط ہے تو اگر بعد قبض کرنے
 کے نکاح کر دیا تو استبراء سا قطع نہ ہوگا اور وجہ اشتراط ان کیوں ان پر باید یا اویدہ یصلقہا شتر ان طاب ان الاصلیہا یا جاریہ کا نکاح کر دے کسی شخص سے یا بن شرط
 کہ جاریہ بنے طلاق کی تیار ہو یا بائع یا شتر کی طلاق کا اختیار وجہ یا یہ اسکو طلاق دے۔ وقت بجز نکاح یا شتر کی اس سے دے کہ جاریہ کا نکاح اسکو طلاق نہ کیا
 تم شتر کی الاہتہ قبض قبض فیطلق الزوج قبل الدخول بعد قبض شتر فیسقط الاستبراء بجز نکاح کے بعد شتر کی جاریہ کو خرید کر دے اور شتر قبضہ کر دے صورت بزوج ہونے
 کے یا شتر کی جاریہ قبضہ کر دے صورت بزوج شتر کی کے بزوج اسکو طلاق دے قبل دخول بعد قبض شتر کے تو استبراء سا قطع ہوگا مگر حاصل اگر شکست میں رہے تو حلیہ
 استواء کا یہ کہ بائع جاریہ کا نکاح کر دے قبل خرید کرنے شتر کی کے اس دے جس پر طلاق دینے کا عمامہ ہو یا شتر کی اسکو خرید کر دے بزوج اسکو طلاق دے تو استبراء واجب نہ ہوگا
 ہو اسطریقہ اسے غیر کی منکوحہ خرید کی اور اسکی وحی شتر کی کو طلاق نہیں تو شتر نہیں پر جب اسکے شوہر نے قبل دخول کے طلاق دی تو جاریہ شتر پر طلاق ہو گئی اور وقت
 میں حدوث ملک یا بائین کیا جو وجہ استبراء کا سبب ہو تو استبراء واجب نہ ہو اور اگر شتر کی نے بعد خرید قبل قبض کے جاریہ کا نکاح کر دیا دوسرے بجز نکاح کے بعد شتر قبضہ کیا بزوج بنے
 قبل دخول اسکو طلاق دی تو استبراء واجب ہو بعد قبض کے اور وقت میں وحی شتر کی کو قیام نکاح سے طلاق یعنی اور جب وحی طلاق ہوئی طلاق زوج کے بعد وقت
 استبراء کا سبب یعنی حدوث ملک یا بائین کیا کذا فی شرح الوقایہ قبل ملک لاتی اخذ ابو یوسف رحمہ علیہما کتابہ دیم انی سیدہ طفثہا لکشفہ ان الاثری علیہا جاریہ
 ولایتیوہنا فقال شتر فی صنفها و یوہب لہ نصفها فقط اور بعضوں نے کہا کہ جس سکہ بقرضی ابو یوسف نے لاکھ دیم ہے یہ ہے کہ زبیدہ خاتون نے مارون رشید کو قسم
 دلائی کہ کسی جاریہ کو بجز خرید نہ کرے اور نہ بیہ قبول کرے تو ابو یوسف نے کہا کہ نصف جاریہ خرید کر دے اور نصف اسکو بیہ بکالے کذا فی المسقط یعنی تو اس طریق سے یہ بات
 صادق آئی کہ تمام اور کمال نہ خرید کی نہ بیہ ہوئی تو قسم بھی قائم رہی اور جاریہ کا نصف بھی طلاق ہو گیا اور کیا تھا شتر کی بعد الشر او قبض کیا فیہدہ ملائم وغلبہ
 یطلب الفرق بین کتابہ و نکاح بعد قبض وقد قلنا لم یفصح عن شتر بخلاف ما سئلہ و لکن فی شتر بلا لیمین ابو یوسف بقرض بقیہد الکتابہ بکونہا قبل قبض علیہا
 قلت تم وقت علی البرکان ترجع موہب الرحمن فلم یفصح المذکور فتر یا شتر کی جاریہ کو ملکات کرے بعد خرید اور بعد قبضہ کرنے کے چنانچہ اشتراط قبض کو
 فقہا کا طلاق وغیرہ اور بوجہ اسلئے تو طلب زن کرنا چاہیے درمیان کتابت اور نکاح بعد قبض کے یعنی اگر شتر کی جاریہ کا نکاح کر دے بعد خرید اور قبض
 کے تو استبراء سا قطع ہوگا اور اگر بعد قبض اسکا نکاح کر دے تو استبراء سا قطع نہ ہوگا کیا فرق ہے کتابت اور نکاح میں اور لایہ معصفت نے اپنی شرح میں فرق مذکور کو نقل کیا کہ
 اپنے اسناد سے بحث کی راہ سے نہ روایت کی راہ سے چنانچہ اس فرق کو مذکور کرنا یعنی اسلئے قول میں یعنی شتر بلا لیمین موہب الرحمن سے تصریح ہے بقیہد
 کتابت کے قبل قبض کے ہونے سے یعنی شتر کی کو قبضہ کرنے سے پہلے کتابت کرنا چاہیے تو اس مقام کو تحریر کرنا چاہیے میں کتابت ہونے میں وقت ہو اور برمان
 شرح موہب الرحمن پر سو میں نے قید مذکور کو نہیں دیکھا سو مال کریم بعضوں نے یوں جواب دیا کہ شتر بلا لیمین نے فقط و یوہب سے نقل نہیں کی تو عبارت اسکی محبوس
 ہے چند کتب سے تو اگر صاحب موہب نے قید مذکور کی تصریح نہیں کی تو ممکن ہے کہ اسکی غیر تصریح کی ہو کذا فی الخطاوی تم تصحیح فرما یا بجز الوطی و بلا استبراء

برعت حسنیہ اسوۃ کا رد کا رد کی مخالفت ترمیم از کار نو دی بین یون کہ کہ مصافحہ سبب ہو بر ملا قاتلہ کے وقت اور جو غیر اور عسکر لوگوں کی عبادت پر تورا کی
 اسوجہ خاص کہ اصل نہیں بلکہ اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہوا ہے کہ اصل مصافحہ سنت ہے تو بعض وقت میں مصافحہ کرنا اور اکثر اوقات میں کرنا ہیضے وقت کے کرنے کو مصافحہ
 مشرعت خارج نہیں کر دینا کہ انی لخطا دی خلاصہ یہ کہ اصل مصافحہ سنت ہے اور خصوصیت وقت کی برعت نہ ہے ہر وہی انتہی انتہی مصافحہ بھلائیہ و تمامہ ضما
 علقہ علی ملتہی اور قنیہ میں یہ کہ نہ سنت مصافحہ میں یہ کہ دونوں ماحرے مصافحہ کو سدا ویرا اسکا بیان کیاری شرح ملتہی میں ہر م سنت یہ کہ مصافحہ کرنے میں کبیرا وغیرہ
 حاکم نمود و ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ ہوا اور مصافحہ کرنے پر ابہام یعنی انگوٹھے کو پکڑے حدیث میں آیا ہے کہ جب تم مصافحہ کرو تو ابہام پکڑو ہوا وسیلہ نہیں بلکہ
 اگرچہ جس سے محبت پیدا ہوئی ہے یہ نہ کرنا شرع بلکہ کے رسالہ مصافحہ میں ہر شرح ملتہی میں تلمیح نے رسالہ مذکور ہے جو ذکر ہو چکا بیان کیا اور کہ اسکا مصافحہ انسانی صفت
 آیت اور اقبال وجہ وجہ سبب استیجارت ہے تو انگلیوں کا پکڑنا سنت میں بظاف رونق کے کہ انی لخطا دی ولا يجوز للرجل مضاجعة الرجل وان كان كل واحد
 منہما فی جانب من الفراش قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یفیس الرجل الی رجل فی ثوب واحد ولا یفیس المرأة الی المرأة فی الثوب واحد اور جائز نہیں ہر دو دوسرے مرد کے
 پاس لیٹنا اگرچہ ہر ایک بچھونے کے کنارے پر ہو فرمایا علیہ الصلوۃ والسلام کہ نہ ٹھہرے اور نہ لیٹے ایک مرد دوسرے مرد ایک کپڑے میں اور نہ لیٹے ایک عورت دوسری
 عورت کو ایک کپڑے میں ہم یعنی ایک کپڑے میں دوسرے کا لیٹنا بلا حائل کپڑے آمارا جائز نہیں کہ انی لخطا دی دادا علیہ ابی اوصیہ عشرین حجج الشرف میں ادا
 میں اخیر دوسرے دوسرے فی المصنوع فتولہ علیہ الصلوۃ والسلام و فرما ہیم فی مضاجع وہم ابنا عشر و فی سنت ادا بغیر سائلہ انی لخطا دی وجہ لڑکا یا لڑکی دس برس
 کو پہنچے تو دونوں کی خواہ گاہ اور ستر کا جدا کرنا اور اس کے جھکی اور سبب اور اسکی مان اور باپ کی جدا کرنا ستر میں وہ سبب یہ دلیل قول علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ
 بدائی کر دوائے ستر میں جبکہ وہ دس برس کے ہوں اور ترقی میں ہو کہ جب چھ برس کو پہنچیں یعنی جدا کرنا چاہیے کہ انی لخطا دی ہم شایہ کہ مرد اس سے
 ہم ستر میں مع انچہ ہر ایک کھان میں و الا جماعت کا یا س لیٹنا کہ ہر انسان کا اور جدا جدا ہوتا ہے متنوع نہیں کہ انی لخطا دی وفیہ لعلام ادا ملغ حدیثہ
 فالتخلی اور مجتبیٰ میں یہ کہ گھر جب حدیث کو پہنچا تو باغ مرد کے مانند ہو غیر وہ کے حکام میں و الکافرة کالمسئۃ اور کافر عورت مسلمان عورت کے مانند ہو
 صیہ مسئلہ کا بدن ہوا ہے چہرہ اور کف دست دیکھنا دست نہیں ویسی کافرہ کا دست نہیں عن احنیفة لسا صاحب احکام ان میطالی ہورہ و حجتہ آستان امام عظم
 سے روایت ہے کہ حامی کو شرمگاہ کا دیکھنا درست ہوا و حجت اسکی ختان ہے یعنی صیہ ختنہ کرنے والے کو دیکھنا درست ہے ویسا ہی حامی کو م فقیہ ابو البلیث
 نے کہ اگر یہ ضرورت کی حالت میں جو فیہ ضرورت میں کہ انی لخطا دی و فی فی ختان البیہ زاد الحسن ان یختن نفسه فعل ولا یفعل الا ان لا ینکح و شرمگاہ کا
 اور بعضوں نے باغ کے ختنہ میں کہا کہ جب اسکو بدت خود ختنہ کر لیا ممکن ہو تو کرے اور اگر آپ نہ ختنہ کر سکے تو نہ کرے مگر بدت امکان کلاخ یا خرید جاریہ
 کے ختنہ کرنا چاہیے م یعنی ختنہ کرنے والی عورت سے نکاح کرے یا اگر وہ لونڈی ہو تو اسکو خرید کر کے اس سے اپنا ختنہ کر دے اور اگر بڑھا مسلمان ہو و در
 ازیت ختنہ کا متحمل نہ ہو اگر اہل بصارت کہیں کہ اسکو طافت نہیں تو ترک کرے اسوسلک وجہ کا ترک غدرے جائز ہے تو ترک سنت غدرے بطریق اولیٰ جائز ہے کہ ان
 فی الخصالہ خطا دی نے کہا حدت کرنا لفظ لاکا لایکے سے صواب ہے ہوا اسلکے قنادی عالمگیری میں میں ہر دو الا لم یفعل الا ان کلینہ ان تیزوج او تہری یا تہتہ
 و انظار فی البیہ یختن کل فی قطع الاکثر اور ظاہر ہر سبب کیر اسکی حق میں ہے کہ مقرر وہ ختنہ کرے اور قطع اکثر طائفہ کفایت کرتا ہے حصول سنت میں لا باس فی
 اصل العالم و المنور علی سبیل التبرک در اور کیر مضائقہ نہیں ہر عالم اور حق کے ہاتھ جو جسے میں بطریق تبرک کے کہ انی لخطا دی بلکہ قبلہ تجتہ کا سنت ہوا آپ
 ہونا احادیث سے ثابت ہوا ہے شرم بلالی نے رسالہ مصافحہ میں بعد گفتگو سے تقبیل کے کہا کہ اس سے باخ قول حاصل ہے قبلہ تجتہ میں اول کہ بہت تقبیل
 سلطان اور یہ امام کا قول ہر تانی قول صاحبین کہ کہ اس میں ملتا اور قول ثالث تقبیل یعنی اگر بڑھتر کر گئے اسلکے ہر جسے عالم اور شرم اور سلطان عادل کا
 ہاتھ جو متا تو اس میں بعض متاخرین نے جھٹ دی ہر ادرا حادیث سے اسکی سنت یا استحباب معلوم ہوا ہے شرم علامہ یعنی اور قول رابع تقبیل

ترطیر مال حاصل ہوتا مالکون کو دو مال پھر دے اگر جانتا ہو اسو اسطیکہ یہ مال بمقابلہ گناہ کے ہر تو شکا لینا گناہ ہر شکو پھر دنیا چاہیے اور اگر صاحب مال طہم
تو خیرات کر دے مالکون کی طرف سے تا اگر عین مال انکو نہیں ملا تو ثواب انکو ملے اور اگر بلا شرط نوکری دے دے کے مال ملا تو یہ مال طلال ہر کد فی الخطا دی سہستان
میں ہر کد اکثر قول اور گناہے وہاں سے ہجرت نہیں ٹھارتے اور شرط نہیں کرتے بعد فرخت خدادی کے روح اور معول کے موافق دیتے ہیں تو اگر چہ خبر میں شرط
نہیں لیکن درحقیقت یہ بھی شرط ہر اسو اسطے کہ فقہ کا قاعدہ کہ لہر و کالشرط یعنی معمولی اور بی مشروط کے برابر ہو تو سکویا رکنا چاہیے جہاں تکلیف
الما فیہ میں تعلیم کما فی نقش لہی اور جائز ہر آرائش مصحف مجید کی چاندی سونے سے اسو شکہ میں اسکی تعلیم ہر جیسے مسجد کی نقش کاری در آرائش میں تعلیم اور جلات
قدر رحم غانیہ میں ہر کد آرائش مصحف کی سونے اور چاندی سے درست ہر اور ابو یوسف کے نزدیک مکروہ انتہی اور مسکے مسجد میں اختلاف ہر سر جہ میں ہر مسجد میں نقش کاری
چونہ اور ساگون اور سونے کے پانی سے لباس بہ اور فقیر دن کو دنیا افضل ہر نقش کاری سے معمرات میں ہر کد اسی قول پر فتویٰ ہر کد بعض شہاخ نے کہا کہ حرجا اور
دیور قبلہ نقش کاری قلیل ہو یا کثیر مکروہ ہر اسو اسطے کہ نمازی کا دل مشغول ہو جائتا ہر تماشا میں نماز سے غافل ہو جاتا ہر اور حجت کی نقش کاری قلیل ہو تو
جائز ہر اور کثیر مکروہ تو جوشی نفس پانی سے تر ہوئی شکا لگانا مسجد میں مکروہ ہر رضات لید اور گور کے جب مٹی میں ملائی گئی تو شکا مسجد میں لگانا درست ہر شکا
کی ضرورت کے سبب سے مسجد میں لگانا اور دونا مکروہ ہر اگر مختلف کو درست ہر اور جب کھانے اور ہونے کا مسجد میں فقہ کے تو شکاک کی نیت کہ مسجد میں جائے
اور زکرا کے جس قدر مدت کی شکاک کی نیت ہر معنی گھڑی یاد و گھڑی کی یا نماز پڑھے پھر اسکے بعد کھانا یا لینا جو چاہے کہ چنانچہ سر اجید میں ہر مسجد میں درست
لگانا سایہ کی نیت سے درست ہر بشرطیکہ مسجد میں نئی نہ ہو اور صفت میں خلل نہ پڑتا ہو تعلیم مسجد پندرہ طرح ہر اول یہ کہ دخول مسجد کے وقت سلام کرے اگر لوگ
بیٹھے ہوں در ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہوں اور اگر نماز پڑھتے ہوں تو یہ کہ اسلام علیہا س دینا و علی عباد بعد الصلحین ۲ نماز پڑھے و کحرت خیمہ مسجد بیٹھنے سے پہلے ۳
خرید و فروخت نہ کرے ۴ تلوار نہ نکالے ۵ گم ہوئی چیز دہان لاش نہ کرے ۶ سوار نہ کر دھار کے دمان آواز بلند کرے دنیا کی باتیں نہ کرے ۸ اند جانے کے واسطے
لوگوں کی گردنوں پر نہ بچاندے ۹ مکان کے واسطے نزاع نہ کرے کہ میں یہاں بیٹھو گا تو دمان بیٹھو کسی پر تکی نہ کرے صفت میں انسانا ہی کے آگے نہ چلے ۱۰ مسجد میں نہ صو
۱۱ دمان انگلیاں نہ چککادے ۱۲ انجاسات اور زکون اور دیوان اور اقامت حد دے مسجد کو پاک رکھے ۱۵ اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں بہت کرے کہ زانی اہل الکفر پڑھتے
صحیح میں طار ہر کد جب مسجد میں جائے تو اول دہن پائون کچے اور رد و پڑھے اور یہ دعا کرے اللهم افتح علی ابواب جہنم (اور جب باہر نکلے تو اول باباں پائون
پڑھاوے اور رد و پڑھے اور یوں دعا کرے اللهم افتح علی ابواب ملک) و عشرہ اور قرآن مجید کی دس آیتوں پر علامت بنا نا جائز ہر نقطہ ای ٹھارا عراب تحصیل
الرفق جد خصوصاً للہیم حسن اور قرآن مجید کا لفظ یعنی اسکے اعراب کو ظاہر کرنا لکھا جائز ہر اور اعراب کی تحریر سے یقیناً آسانی حاصل ہوتی ہر خصوصاً حیمون کو یعنی عرب کے
سوا اور ملک دراون کو تو اعراب دینا مستحب ٹھرا م برلمان میں ہر کد اصل رتبہ ہر کد تشریف و لفظ مصحف میں مکروہ ہر اسو اسطے کہ سپین ترکہ خرید ہر اور عبد المسبح بد
نے کہا کہ قرآن کو پھر در کھو اور سپین اس چیز کو نہ ملاؤ جو سپین داخل نہیں اور خرید و معنی کی متعل ہر ایک خرید فی التلاوۃ یعنی قرآن کے ساتھ غیر قرآن کو نہ ٹھہراؤ پھر
تحریر فی الخطا یعنی قرآن کے لکھنے میں انقطاع و تشریز کرنا کہ زانی الخطا دی لیکن ہر خبر کے نزدیک تفسیل کے واسطے درست ہر دلی ہذا لا باس بلکہ تاہم ہما سورہ
عدای و علامات الوقت و نحوا فی بدعتہ خستہ در فتنہ اور بنابر اسکے نظر تفسیل کچھ مضائقہ نہیں سو تو کہ نام و آیتوں کی شمار اور وقت کی نشانیوں کے اور انکے
مانند چنانچہ لفظ سجدہ علامت آیات ہر دے لکھنے میں تودہ بدعت حسنہ ہر کد زانی الدرر و یقینہ و فیما لا باس کو اغذہا ر و نحوا فی مصحف و غیر فقہ و مکرہ کی کتاب نجوم
اور اب و فتنہ میں ہر کد مضائقہ نہیں اخبار وغیرہ کا غزوات کا مصحف اور تفسیر دفعہ کی دفتیوں میں لگانا اور نجوم اور ادب یعنی صرف و نحو باخت و غیرہ کا دفتیوں میں
لگانا مکروہ ہر جم فتادی عالمگیری میں ہر کد ابو جابر سے سوال ہوا کہ اغذہ اخبار اور متعلقات کا خاکہ وراق غلات میں استعمال کرنے میں یعنی سجات دفتیوں میں
لکھتے ہیں تو جواب داکہ مصحف اور کتب تفسیر و دفعہ میں درست ہر کد کتب ادب و نجوم میں انتہی لیکن یہ بیان نہیں کہ اخبار سے احادیث ہر ادب میں یا تواریخ

لذا فی الخطا وی وکیرہ تصغیر تصحیف وکتابتہ بظلم دقیق یعنی نہریا ولا يجوز ان تسمى فی کما غزفة وکیرہ وفی کتب طبیح وکیرہ تصحیف کی چھوٹی تختی کرنا اور باریک قلم سے لکھنا مکروہ کبرہ است تشریحی اور غزفة وغیرہ دینی کتاب کے کاغذ میں کسی چیز کو لپیٹنا جائز نہیں اور طبیح کی کتابوں میں لپیٹنا جائز ہے ہم کتابت کے قرآن کا جو قصد کرے اٹھکو لائق ہے کہ واضح تر اور خوش خط کتابت کرے عمدہ سفید ورق پر جلی قلم اور روشن سیاہی سے لکھے اور میں اسطور لکھا دے رکھے اور تصحیف کی ضخامت و حجم زیادہ کرے کہ فی اقلیہ وجاز دخول المذبح مسجداً مطلقاً وکیرہ مالک مطلقاً وکیرہ مسجد وانشافعی وحمدہ فی مسجد الحرم اور جائز ہے داخل ہونا مذبح کا ہر مسجد میں اگرچہ مسجد الحرم ہو اور مالک نے اسکو مکروہ کہا ہے ہر مسجد میں اور حمد وانشافعی اور حمد نے مسجد الحرم کے جانے کو مکروہ کہا ہے یہی کہتے تھے میں امام دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرن کو مسجد میں آنا اور مسند احمد وطرطانی میں بھی اس مضمون کی حدیث وارد ہے کہ فی اقلیہ شافعی کی دلیل یہ آیت ہے اور انما یشرکون نجس فلا یقرؤا المسجد الحرم بعد عامہ ہذا یعنی مشرک ناپاک ہیں تو مسجد الحرم کے قریب بنادین اس سال کے بعد اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ غسل جنابت اس طرح نہیں کرے کہ جنابت دفع ہو اور نجاست کی دلیل سے مالک نے کہا کہ کسی مسجد میں آگاجانا اور انہیں شافع نے اسکا جواب اگے قول میں دیا کہ انہی تکونی لا تکلیفی ہم جواب کہتے ہیں کہ قرآن کی نئی کتابی چیز نہ تھی تکلیفی ہم تکونی نسبت ہے تکوین کی طرف اور تکوین مارید یوں کہے نزدیک وہ صفت قدیم ہے جسکے طرف افعال کی صفات راجع ہوتی ہیں ترتیب تشریف کے معنی یہ کہ حق تعالیٰ مشرکین میں مسجد الحرم کی نزدیک کو پیدا نہ کرے گا اور تکوینی کی مثال آتسا طوعا وکرہ یا اور تکرکلیفی کی مثال فہو اسلوة اور تکوینی اور تکلیفی کا فرق یہ ہے کہ آتسا ک تخلف نہیں ہوتا اور تکوینی سے مختلف اور تکلیفی سے مختلف ہوتا ہے کہ فی کسلی ودرجوز واجور طرہ سبیل غلبا اور اقلیہ شافعیوں نے جائز رکھا ہے جنابت میں مسجد کے اندر چلنا راہ چلنے کے نام نہ معنی یہ جو شافعیوں نے جنابت کفار کو عدم دخول مسجد پر دلیل ٹھہرایا ہے سو دلیل نام تمام ہے سو اسٹے کہ انکے نزدیک جی میں بلا توقف گذرنا درست ہے یعنی لا یقرؤا الا الجواز ولا یقرؤا عرۃ بعد حج عامہ ہذا عام مسیح صلی اللہ علیہ وسلم نے دناوی علی بنہ علی عیرہ بسورۃ برآۃ وقال الایح بعد عامنا ہذا مشرک

ولا یطوف عریان رواہ الشیخان وغیرہا فلیحفظ پیر جب نئی کتابی تحریری تو آیت شریفہ کا مطلب یہ ہوا کہ مشرکین حج اور عمرہ پر نہ نہ کہ نیکے اس سال یعنی ہجری نوین سال کے بعد جبکہ حضرت صدیق اکبر امیر حج ہوئے تھے اور حضرت علی نے اپنے وقت پر سے سورۃ برآۃ با واز بلند سنا دی اور کہا خود اس پر سو کہ ہمارے اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ طواف نہ کرے اسکو عین یعنی بخاری اور مسلم وغیرہا نے روایت کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم اتفاقاً نے کہا کہ آیت ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر محمول ہے کہ مشرک منع کیے جاوین مسجد الحرم کی تولیت اور کارپرداری سے یا برہنہ طواف پر مجبوری یا چھانچہ جاہلیت میں کرتے تھے توقع تعالیٰ نے تشریف مسجد الحرم کا افرمایا نہ یہ کہ نفس دخول ممنوع ہے بل دلیل حدیث صحیح بخاری سے کہ مذکور ہو چکی تو یہ حکم یا فقہا مومنین کو ہے کہ انکو کوئی مشرک اور کفار دونوں کو موجب اس قول کے کہ کفار ذرع شریعت سے مخاطب ہیں اور یہی تکوینی نہیں ہے سو اسٹے کہ نہی تکوینی کا مدلول یہ ہے مختلف مختلف نہیں ہوتا اور یہاں ایسا نہیں ہے اسی خطا ہی نے کہا یعنی یہ کیونکر معلوم ہو کہ بعد اس نہی کے کسی مشرک نے برہنہ طواف نہیں کیا تو تہتہ تھا کہ شافع وہ تہد لا کرتا جو اوایل مذہب ہے کیا ہے اسی مختصراً بتصرف دلائل با حرفی فصل اخیرۃ اور تہتہ مومنین وہ ممنوع جو خیرہ کی فصل میں گذر گیا م فصل ہز یہ میں یہ ہے کہ شہر نے سیر کیر میں دخول کا فر کو مسجد الحرم میں منع کیا ہے اور سیر کیر میں عدم منع مذکور کیا ہے اور سیر کیر میں تعلیف ہے محمد کی تو ظاہر انہیں وہ مسئلہ وارد کیا ہے جو آخر کار خوب ثابت ہو گیا وجاز عیادۃ بالاجماع اور جائز ہے بیمار پری ذمی کی بالاتفاق ہم بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ یہودی ارکار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا جب بیمار ہوا تو حضرت اسکی عیادت کو تشریف لے گئے پھر فرمایا مسلمان ہو جا سو وہ مسلمان ہو گیا حضرت نے فرمایا شاعر خدا کو جس نے اسکو ذرع سے آزاد کیا کہ فی اقلیہ اور ہوسطہ کہ عیادت ایک قسم کا احسان ہے اور قرآن مجید میں حربی کفار کے احسان سے منع فرمایا اور غزہ حربی کے لیکن جامع صغیر میں یہودی اور نصرانی کی عیادت کا جواز مذکور ہے و فی عیادۃ ابوحسی قولان اور مجوسی کی عیادت میں وہ قول ہیں

جواز اور عدم جواز عبادۃ فاسق علی الاصح لایستلزم دیوارۃ من حقوق مسلمین اور جائز ہوتا ہے یا نہیں اس کی برآوں صحیح ہو اس کے فاسق
مسلمان پر گنہ گار کیا اور بیاہر پس تو مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے وجہاً خصماً لہما علم حتی اہرقہ اور جائز ہے خفی کرنا یا جاریا نہ جانوروں کا بیان تک کہ
ان کی کا بھی ہم خفی وہ جب کا خفیہ بنا لیا ہے ہنری میں انکو جیسا کہ ہے ہنری انما اخصاء الا انہی فرم اور آدمی کا خفی کرنا تو حرام ہے ہم خوچوں سے خدایت لینا اور انکو
عورتوں میں جالے دینا مکروہ ہے امام اعظم نے کہا کہ اگر لوگ جسے غارت نہ بنیتے تو خفی کرنے والے انکو کیوں خفی کر کے بیعتوں میں لے لیا کہ جو خفیہ خصوصاً بچہ بچہ
ہیں دل یہ کہ اس کے سلب سے پید نہیں ہوتے اور نہ اسے سلطان پیدا ہوتا ہے اور لوگوں کی تادیب میں زبردست اور خوب ادب اور عورتوں کی مجلس میں آکر ذکر کرنے میں کہ کائنات
ہم بھی عورت ہوتے اور مال جمع کرنے میں نہایت حرص ہوتے ہیں اور شدت سے بخل ہر نے ہیں باوجودیکہ اولاد نہیں رکھتے کذا فی العینی قبل و افرس بعضوں نے
کہا اور گھوٹے کا آنتہ کرنا حرام ہے ہم شیخ الاسلام نے کہا حرام ہے اور شمس لامہ حلوانی نے کہا کہ ہمارے صحابہ کے نزدیک آنتہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے چہرہ
بالشفۃ والا حرام اور خفی کرنے میں نقصانے منفعت کی قید لگائی اور اگر منفعت نہ ہو تو حرام ہے ہم یعنی اگر گھوٹے کے سوا اور جانور کے خفی کرنے میں فائدہ حاصل
ہوتا ہے تو درست ہے اور اگر منفعت یا دفع مفرت نہ ہو تو حرام ہے چنانچہ مالگیری میں یہ ذخیرہ سے و انرا لکھیہ علی الخلیل کہ کشتہ ستانی اور گدھا چڑھانا کھڑی پر اور
گھوڑا چڑھانا گدی پر جائز ہے یعنی بچہ لینے کے واسطے کذا فی تہستانی والحققتہ للندراوی و لولارجل بطاہر لہ جس اور حنفیہ اور عمل اللہ ہر بیماری کے علاج
کے واسطے پاک چیز سے نہ پاک سے درست ہے اگر چہ خفہ درد کے واسطے یوم دفع درخ کے واسطے خفہ درست ہے نہ میں بدن کے واسطے سنن ابو داؤد میں ابو داؤد سے
مرویت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خفی نہ جائے بیماری اور دوائی ہیں اور ہر بیماری کی دوا ہر رنگ کی ہے تو تم دو کیا کرو اور حرام چیز سے دوا نہ کیو
نہی یعنی کذا اکل ندادی لایجوز الا بطاہر لہ اس اور اسی طرح علاج کرنا جائز نہیں اگر پاک چیز سے نہیں ہے و جواز فی الہما یہ بحرم اذا خفیہ طبیب مسلم ان غیرہ شفا
تو کم جیو مباحات و مقام اور نہ میں حرام چیز سے علاج کرنے کو جائز کہا ہے غیر طبیب کے مسلمان طبیب نے انکو خدی ہو کہ ہی زام خیر سے شفا ہے اور کوئی مباح چیز اس کے
تمام مقام نہیں باقی م ذخیرہ میں ہر ایک بیمار سے طبیب نے خراب پیشہ کو کہا علمایہ کی ایک جماعت نے کہا نظر کرنا چاہیے اگر فقیدنا آجاستا ہو کہ خفا ہو جائے گا
تو طلال ہے اور فقیہ عبد الملک نے اپنے استاد سے نقل کیا کہ طلال میں ترناشی میں ہر خون اور شیباب پیسا اور درکار کھانا یا کو علاج کیو اٹھے جائز ہے جبکہ طبیب
مسلم نے اس سے کہا ہو کہ تیری اس خفا ہے اور کوئی مباح چیز اس کے تمام مقام نہیں در کہ طبیب نے کہا کہ اس میں جلد شفا ہوگی تو نہیں خلاف ہے کذا فی الہما لگیریہ
وفی الزبیریۃ معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہدم یجمل شفا و کم فیما حرم حلیکم فی آخرتہ عند اعظم بالشفاء دل علیہ جواز اساعہ للفقہ باختر وجواز شرب لانا لہا لہا لہا لہا
قد قد ضاہ میں کتابہوں اور بزار میں ہے کہ اس حدیث کا یعنی مقرر اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا لقرنین کی اس خیر میں جسکو تم پر حرام کی مطلب نفی حرمت ہے
شفا معلوم ہونے کے وقت یعنی جب یقیناً بالاترود معلوم ہو جائے کہ اسی حرام چیز میں شفا ہے تو اب اسکی حرمت باقی نہ رہی ولانت کرنا ہی اسی مطلب پر
نعمۃ امانے کا جواز شراب سے اور شراب پینے کا جواز دفع تشنگی کے واسطے ہستی اور ہکو مقدم ذکر کر چکے ہیں یعنی لایستلزم علق میں انک لگیا کسی طرح نہیں لگتا
اور پانی نہیں لیتا تو اسوقت شراب پینا بعد نعمۃ امانے کے درست ہے اور اسی طرح خندید میں شراب پی لینا بعد دفع تشنگی کے درست ہے اور حالانکہ
شراب نجس اور حرام ہے تو معلوم ہو گیا کہ اسوقت اسکی حرمت باقی نہ رہی دلا جواز کی کوئی صورت ہے تمہ درکار نہ رہے اگر یہ اعتقاد ہو کہ شفا ہی اللہ تعالیٰ ہے
اور دو کو اسے سبب ٹھہرا ہے اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ د شفا ہی تو درست نہیں معلوم کرنا چاہیے کہ از الضرر کے سبب خیر میں ہم میں ایک تو سبب قبیح اور دوسرے
چنانچہ پانی ضرر علق کا خیر ہے اور دوشی ضرر تشنگی کی خیر ہے دوسرے سبب یعنی حیصہ فسد اور پھینک لگانا اور سہل فیما سراج سائر ابواب طب یعنی برہوت کا
سبب حرارت ہے اور حرارت کا برودت سے اور یہی سبب میں ظاہر میں سبب برہوت ہے وجبت دغنا اور ہوا وغیرہ سبب کا ترک کرنا تو کل نہیں بلکہ اگر
حرمت کا خوف ہو تو نہ کا ترک کرنا حرام ہے اور سبب ہر دم کا ترک کرنا تو کل کی شرط ہے ہر سبب میں نہ حکم کا خوف ہوا اور نہ امانت لہو وغیرہ نہیں اور نہ میں

نہیں کرتے اور درجہ متوسط یعنی سبب غائی جسے علاج کرنا اسباب طب سے تو اسکا کرنا توکل کے مخالف نہیں بلکہ سبب مہیوم اور اسکا نہ کرنا بھی ممنوع اور مخطور نہیں بلکہ
 ترک سبب قطعی بلکہ گاہے ترک علاج افضل ہوتا ہے اس کے فعل سے بعض احوال میں بعض شخص کے واسطے خواجہ عمدہ میں ہرگز نہیں ہے ایک شخص کا سیٹ جاری ہو گیا یا
 آنکھیں خوش بین آئین سو اسے روانہ کی یہاں تک کہ ناتوان ہو کر گر گیا تو اسیر گناہ نہیں اور اگر جو کھارما اور اسے نہ کھایا یا جو قدرت کے یہاں تاک
 کہ مر گیا تو وہ گنہگار ہو گا اور دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ کھانا بقدر قوت کے آسودہ کر دیتا ہے یقیناً تو اسکا ترک کرنا اپنی جان کو ہلاک کرنا ہے اور محال ہے
 دو کرنا ایسا نہیں یعنی حصول شفا کا سبب قطعی نہیں ہر حجامت یعنی خون کا نکالنا کچھنوں سے ہر شخص کو مستحب ہے اور حجامت بعد نصف ماہ ہر روز شنبہ تہران
 نافع ہے اور پندرہویں تاریخ سے پہلے کردہ ہر دفعہ میں ہر کہ آدمی اور سور کے سوا اور حیوانات کی ہڈیوں سے علاج کرنا درست ہے لیکن اگر درجہ بالا ہو تو اسکی
 خشک ہڈی سے علاج درست ہے نہ تر سے قتیہ میں ہر کہ عورت کے دورہ کا ماس لینام کو اور علاج کے واسطے پناہ درست ہے لیکن جو ہر خلاطی میں ہر کہ اجزاء آدمی
 سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں خلاصہ میں ہر کہ تریاق کا کھانا کر دہ ہے جبکہ اس میں سانپ کا گوشت پڑا ہو لیکن سبب اسکی درست ہے اور اگر یقیناً معلوم ہو کہ اس میں سانپ
 نہیں پڑا ہے تو اسکا پناہ درست ہے چھپ میں ہر کہ لڑکوں کا دغنا مرض سے اور اسی طرح حیوانات کا دغنا نشانی کی واسطے درست ہے خزانہ الفتادی میں ہر کہ ذرا کھان
 کرنے میں اختلاف ہے یعنی بعض پر قرآن پڑھنا یا کاغذ میں لکھنا اور بعض پر لگانا یا برتن میں لکھ کے دھونا اور یا بار کو ملانا عطا اور مجاہد کے نزدیک علاج ہر اور بھی
 نزدیک کردہ ہے خزانہ مفتیین میں ہر کہ نور ذکر کے ایام میں کاغذ پر دعا وغیرہ لکھنا اور دروازوں پر چکنا نا حرام ہے اور اسطیکہ میں اسے تعالیٰ کے نام پاک کی بابت ہے
 اور جو بیوں سے شبابت ہے ہر اکل میں اہل المکیہ و جازر زرق تھا ضی میں بیت المال بویست المال حلال ہے حق والام سبیل اور جائز ہے قاضی کا زرق بیت المال
 یعنی خزانہ سلطانی سے لشکر طیکہ بیت المال حلال ہے حاجی جو ہر وہ غیر واجب ظلم سے جمع ہوا ہو تو قاضی کو اس میں سے لینا حلال نہیں یعنی اس واسطے کہ وہ غیر کمال
 ہر اس کے مالک کو بھیر دینا چاہیے کہ انی الزبیری وغیرہ بالزرق یقیناً بقدر ما یغنیہ والہ فی کل زمان و دو مینا فی الاصح اور مصنف نے وکیلہ قاضی کو تعمیر زرق کیا
 معلوم ہو کہ مقدار اسکی بقدر کفایت قاضی کے اور اس کے عیال کے چاہیے ہر زمانہ کے موافق اگر قاضی مالدار ہو تو بھی زرقی اسکی بیت المال سے تعلق ہے قول اص
 میں م اس واسطے کہ اسے اپنی ذات کو روک رکھا مصلحت ملیں کے واسطے اور جس محلہ سبب بقعہ ہو وہاں بلا شرط ولو بہ کالاجزہ حرم لان القضا طاعۃ فام خیر کما
 الطاعات قلت و ہل یجری فیہ کلام المتأخرین خیر اور یعنی بیت المال سے قاضی کی روزی کی حلت ہو وقت ہر جبکہ روزیہ بدین شرط کے مقرر ہوا ہو اور اگر شرط
 سے ہوا جرت کے مانند تو اب قاضی کو بیت المال سے لینا حرام ہے اور اس واسطے کہ فیصل کے اس مقدمات کا طاعت اور عبادت ہے تو اسکا اجارہ جائز نہ ہو جیسے در باقی
 طاعات کا جائز نہیں میں کہتا ہوں اور کیا انصاف میں متاخرین کا کلام جاری ہو گا یا نہیں اسکی تحریر کرنا چاہیے متاخرین کا کلام یہ ہے کہ طاعت پر استیجار درست
 ہے مخطوطی نے کہا تحریر اسکی یہ ہے کہ جس کے نزدیک قرأت قرآن دفعہ مخصوص ہو یا اجارہ ہے تو قضا وغیرہ حاجات میں اجارہ جائز نہ ہو گا اور جو عموم طاعات
 کے اجارہ کو جائز رکھتا ہے تو اس کے نزدیک درست ہو گا و جاز سفر امتہ و م الولد و الحکاتہ و البقیۃ بلا حرم ہر انی زانم انی زاننا فلا تعلبہ اہل
 القضا و وہ یفتی ابن کمال اور نوٹدی اور ام ولد اور کاتبہ اور نوٹدی کہ نصف یا ثلث آزاد ہے تو اسکا سفر کرنا بدین حرم کے درست ہے ہر حکم حجاز مانہ قدما کا
 ہمارے زمانہ میں تو سفر غیر حرم کے ساتھ نوٹدیوں کا جائز نہیں اہل فساد کے غلبہ کے سبب ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ مذکورہ ابن کمال و جاز شرعاً بالاب
 للصغیر منہ وبعہ اربع مالا بلصغیر منہ لاخ و عم و م و لستقط ہو فی حجر ہم امی و کتمہ والا لا اور صغیر کے واسطے خرید کرنا اس حین کہ جو اس کے واسطے ضرور ہو
 خواجہ بقیہ اور کسوت اور دایہ نو کر کھنا اور چچا اسکا جو صغیر کے واسطے ضروری ہے جائز ہے اس کے بھائی اور چچا اور مان کو اور اسکو جسے لادارت لڑکا پڑا یا بستر
 صغیر اشخاص مذکورین کی حفظ اور پرورش میں ہوا اور اگر انکی پرورش میں نہ تو خرید و فروخت صغیر کے مال کی درست نہیں و جاز اجارہ لامہ فقط
 نو فی حجر یا و کذا الملتقط علی الاصح کذا غرہ المصنف بشرح الحجج و لم ارہ فیہ دیا قی تنانیا بقیہ مقبہ اور فقط اسکی مان کو صغیر کا اجارہ دینا جائز ہے اگر اسکی

[illegible]

اور اسکی دعوت قبول کرنا اور کجا اور عاریت لینا درست ہے اور رے آستان کے قیاس یہ ہے کہ کجا دیر وغیرہ قبول نہ کیونکہ وہ تہج کے لائق نہیں ہے لیکن
بظرف آستان کے درست ہے تاکہ اہل معاملہ اسکی طرف رجوع کریں اور سوداگری اسکی روح پاک ہے اور حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کا
تختہ قبول کیا اسنے آنا دہونے سے پہلے اور یہ وہ تختہ قبول کیا اور فرمایا کہ اسنے حق میں صدقہ دیا اور چارے واسطے تختہ کذا فی الواقعیہ ذکرہ کسوۃ اسکی قبول
ہو یہ لہذا تو با و اہر اوہ نقد میں عدم ہندوۃ اور کردہ ہو اسکی کسوۃ یعنی غلام کے کپڑے کا تختہ قبول کرنا اور روپے ہرنی کا ہدیہ دینا اسکا کردہ اور
عدم مزدورت کے سبب سے یعنی یہ ہو کہ مملہ سوداگری کے نہیں و استخدا م شخصی ظاہرہ الاطلاق دلیل مل دخولہ کریم کسوۃ تختہ شتر اور حسی یعنی خوب سے
خدمت لینا کردہ اور ظاہر اس کلام کا اطلاق پر دلالت کرتا ہے خواہ باہر خواہ گھربن اور قول ضعیف یہ ہے کہ خوب سے باہر خدمت لینا کردہ نہیں بلکہ کجا
جانا کر کے بند عورت میں کردہ نہیں اسکی عمر پندرہ سال یا زیادہ کی ہو و کہہ افرض اسکی عطا و بقال کجا نہ وغیرہ درہم اور انھوں نے لکھا یعنی یہ وہ شتر
لیاخذ مستغرقا منہ بزرگ ناشاء و ولولہ شتر حال عقد لکن تعلیم اندہ دفع لڑک شتر بلالیہ لانہ فرض جرفعا و ہونقا مالہ اور کردہ جو افرض یعنی روپے یا
گیسوں بقال کا چنانچہ نانواؤی وغیرہ کو دینا عت ہو جانے کے خوف سے اگر اسنے پاس کو بشرط کر لینا کہ بقال سے بعض اسکے لیا کر کجا متفرق جو چاہیگا اور
اگر بشرط حال عقد یعنی دینے کے وقت نہ کی لیکن بقال جانا ہو کہ وہ اسی واسطے دیتا ہے تو بھی کردہ ہے کذا فی شتر بلالیہ دلیل اسکی یہ ہے کہ اس طرح دینا فرض
ہے جس سے مالک نے نفع حاصل کیا یعنی مالک کا مال باقی رہا م الشتر لیا ہوتا ہے کہ آدمی بقال وغیرہ کے پاس وہ یہ رکھ دیتا ہے اس خیال سے کہ میرے پاس لائی ہو گیا چھوڑا
تو بعد ضرورت نہ کہ اندک اسے لیا کر تا ہے تو یہ کردہ ہے اس واسطیکہ اس فرض سے نفع حاصل ہوا باقی رہنے مال کا خواہ دیکے وقت متفرق لینے کی شرط اور اسے مالک
اس واسطیکہ مزدورت کا مل شرط ہے سید بن منصور کی سنن اور یحییٰ بن حدیث فرمے ہے کہ جب فرض سے تو مستفرض کا ہدیہ قبول کرے اور اسکی سواری پر سودا ہو مگر سبوت جبکہ
وہ دینا اور عوار جو نادونوں میں فرض سے پہلے بھی جاری ہو اور پیش کی دوسری روایت یہ ہے کہ کل فرض خرفۃ فود جہن جودہ الیہ یعنی جو فرض نفع کھینچے تو بھی ایک ہے
لہذا کی وجہ سے کذا فی یعنی شرح امدایہ فکرا و دعوہ لایکہ لانہ لو مالک لکھیں تہ اگر روپیہ وغیرہ بقال کے پاس امانت درودیت رکھ دے اس سے متفرق لیا کرے تو مکرر نہیں
اسلیے کہ اگر روپیہ وغیرہ ملت ہو جائے بقال کے پاس تو پھر تاوان نہیں جم جب ولایت میں نہان ہوا تو فرض ثابت نہوا لہذا منفعۃ کردہ نہ شتر او کذا فی بشرط مالک
قبل الاقرض ثم اقرضتم کیرہ اتفاقا قستانی و شتر بلالیہ اور اسی طرح اگر متفرق لینا فرض دینے سے پہلے شرط کر لیا ہے فرض دیا تو بالاتفاق کردہ نہیں کذا فی آستان و شتر بلالیہ م
تجنیس اور خبر میں اسکی تین صورتیں مذکور ہیں ایک یہ کہ لینا بطریق بیع یا خرید کے فرض میں شرط کرے دوسرے یہ کہ شرط کرے لیکن معلوم ہو کہ اسی کے واسطے دیتا ہے و دونوں
صورتیں کردہ ہیں تیسری وجہ یہ ہے کہ فرض دینے سے پہلے شرط کرے بعد اسکے فرض دے تو یہ جائز ہے کہ اس میں نفع میں منفعۃ شرط نہیں کذا فی الطحاوی و کہہ تجسہ یا
اللعب بالشر و در زو کھینا کردہ تحریمی ہے م کیل اور خبر میں ایک نے کالہ لہذا اسکو نزد شیر کہتے ہیں کذا فی اقسام قستانی نے کہا کہ یہ کیل شایہ در ان خبر
کی موضوعات سے ہے و ردہ دوسرا بادشاہ ہر ملک ساسانیہ سے اور یہ حرم ہے اور مسقط عدالت ہے بالاجماع اسی اور درست نزد شیر کی حدیث مرفوع میں ثابت ہے
چنانچہ جامع صغیر میں ہے اور عینی نے اس میں صحیح مسلم سے روایت کی ہے و کذا فی الشتر م کبیر اولہ و کل دلائل الانادار اور اسی طرح شتر کردہ ہے شتر م کبیر
ضمین مجہ ہے اور میں مجلسی جائز ہے اور اسکو فتنہ نہیں دیا جانا مگر بکثرت م ہر چند شتر م کی صحت چند احادیث ضعیفہ میں مذکور ہے لیکن عمدہ دلیل اسکی
تحریم یہ ہے کہ وہ اوہو تعب ہے اور ان طاعت ثلثہ سے جکا استثناء حدیث معتد میں ثابت ہے خارج کذا فی یعنی شرح دفاہ میں ہے کہ شتر م کھیلنے میں فوت نماز کا شتر
اور عمر ضائع کرنا ہے اور فطر باطل کا ایسا استیلا ہے کہ کھیلنے والے کو بھوک پیاس کی خبر نہیں رہتی اور یہ کجا کیا ذکر ہے و اباحہ انشامی داوود یوسف ۷۷ فی ردایہ و نظمما
شراح الوہابیۃ نقال سے و اباحہ بالشرط دہی ردایہ ۷۷ عن الحرفاضی الشتر و لہرب یوسف ۷۷ اور شتر م کبیر اولہ کجا خبر شافعی اور ابو یوسف نے ایک روایت
میں اور اسکو نظم کرنا ہے و ہا بنہ نے سو یوں کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں شتر م میں اور ایک روایت ہے منقول علامہ شرق غرب کے قاضی سے

یعنی ابو یوسف سے دیکھا اذ لم یفہم ولم یدرم ولم یحل یواسب والآخر بمالاتع اذ یہ بابت شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک ہوتی ہے جبکہ قمار بازی نہ کرے اور پیشہ نہ کیلے اور اسے جب میں تلاجمہ اور جماعت چکانہ میں خلل نہ ڈالے اور نہیں تو سب کے نزدیک حرام ہے وکہ کل لہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کل لہو اسلم حرم الاثنتہ لاجلہ واما وہیہ لفرسہ واما صلتہ لقوسہ اور یہ کھیل کردہ ہے بدلیل قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے مگر تین کھیل حرم نہیں اپنی زوجہ سے ملاجبت کرنا اور اپنے گھوڑے کو تعلیم اور تادیب کرنا اور اپنی گمان سے تیر اندازی کرنا سبقت کے واسطے ہم لہو وریب اور غیبت یعنی داہدین کذا فی شرح التادیلات اور دلت ملائی قرآن مجید میں بھی مصرح ہے (انجمہ نما خلقناکم عبثا) یعنی کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے مخلوق پیدا کیا ہے کسی نے مخلوق پیدا کیا ہے کسی کی حدیث مرفوعہ میں تعلیم یا جت یعنی بانی میں طیر ناجی حرم ملائی سے مستثنیٰ ہے وکہ جعل الخلق طوق لہ رائۃ فی عرق العبد تعلیم باقہ و فی زمانہ لا باس بعلیہ الا بان خصوصاً فی السودان دیو اختار کما فی شرح الحج للعبی اور کذلک ولا طوق غلام کے گلے میں ڈالنا جس سے اسکا بھاگنا ثابت ہو کر دہرے اور ہمارے زمانہ میں طوق ڈالنا کردہ نہیں بسبب کثرت بھاگنے کے کیل و لا طوق غلام کے گلے میں ڈالنا جس سے اسکا بھاگنا ثابت ہو کر دہرے اور ہمارے زمانہ میں طوق ڈالنا کردہ نہیں بسبب کثرت بھاگنے کے خصوصاً جتنی غلاموں میں اور یہی قول بخمار ہے چنانچہ عینی کی شرح مجمع میں ہے حرم ریت وہ علامت ہے جو غلام کے گلے میں ڈالے تا معلوم ہو کہ یہ کھیتے ہو اور وہ طوق ہے چہ میں ہمارے عظیم ہے جو خربک سے مانع ہے کذا فی الشطادی وکہ قولہ فی دعائہ بمعقد الغرین غر شک و لتوقیم العین اور دعائے دعائین یون کہنا کردہ ہے کہ بمعقد الغرین غر شک اگرچہ عین کی تقدیم ہوتا ہے چہ بیان دو صورتیں ہیں مفید یعنی تقدیم فان کی عین پر اور مفید یعنی تقدیم عین کی فان پر سو و دونوں طرح کردہ ہے اس واسطے کہ مفید یعنی ہر خود سے تو ممکن غرین ثابت ہوا اور حالانکہ یہ قول مجاہد کا باطل ہے اور مفید تقدیم عین کی فان پر سو و دونوں طرح کردہ ہے اس واسطے کہ عرش قدیم نہیں محدث ہے تو غرین متعلق بعرش بھی حادث بتقدیم عین بھی جائز نہیں اس لیے کہ عرش کو موضع عقد غر کہنا سو جمہود و فی حدیث ہر اس واسطے کہ عرش قدیم نہیں محدث ہے تو غرین متعلق بعرش بھی حادث ٹھہرے کی حالانکہ غر رب العالمین قدیم ہے کذا فی العینی بمعقد عین ابی یوسف و لا باس یہ وہیہ اخذ ابو الیثب لا ترا اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ دعائے بمعقد الغرین غر شک کہنا کردہ نہیں اور یہی قول کو فقیہ ابو الیثب نے پسند کیا ہے بدلیل ان کے کہ انہوں نے عینی کی کتاب الحدیث میں عبد اللہ بن جود سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارہ رکعت نماز ادا کرے یا دین میں در رکعت میں تین شہد پڑھے اور آخر نماز میں تین شہد پڑھے اور درود پڑھے اور سجدہ میں سات بار سورہ فاتحہ پڑھے اور تائید الکرسی سات بار پڑھے اور لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لکھلک و لہ الحمد و ہو علی کل شیء قدیر (دن ر کہ یہ پڑھے دعا کہ اللهم انی اسألك بقدیر عرشک و متنی آخرتہ من کتابک ہما لک لایم و کلاما کما تاتاہم) پھر انہی حاجت مانگ پھر یا ستر پڑھا پڑھتے ہیں سلام کر اور حق کو یہ دعائے سکھا اس واسطے کہ وہ دعا کرے تو قبول ہوگی انتہی ابن جوزی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابن عیینہ اور حاکم نے اسکی تکذیب کی کذا فی العینی شرح الحدیث عطا دی نے شرح جمعی سے نقل کیا اگر کفر کے تو قبول ہوگی انتہی ابن جوزی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابن عیینہ اور حاکم نے اسکی تکذیب کی کذا فی العینی شرح الحدیث عطا دی نے شرح جمعی سے نقل کیا اگر لفظ غر کو عرش کی صفت قرار دے جائے نہ صاحب عرش کی تو یہ دعا جائز ہوگی اس واسطے کہ توصیف عرش کی لفظ کلام اور جہد سے ثابت ہے اور فقیہ ابو الیثب نے جو کوفتیا لکھا ہے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ وہ علم بالصواب والا حوط الاتباع لکنہ خبر واحد فیما یخالفت القطعی او لکنت شایہ انما ثبت بالقطعی ہر ایہ اور زیادہ تر قیاطا ہیں کیا ہے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ وہ علم بالصواب والا حوط الاتباع لکنہ خبر واحد فیما یخالفت القطعی او لکنت شایہ انما ثبت بالقطعی ہر ایہ اور زیادہ تر قیاطا ہیں دعا کی اتباع میں ہے اس واسطے کہ خبر واحد ہے اس میں جو دلیل قطعی کے خلاف ہے اس واسطے کہ شایہ تو قطعی سے ثابت ہوا ہے کذا فی الحدیث عینی تریہ رب العالمین ثواب حدیث اور جمایت سے بدلیل قطعی ثابت ہے اور یہ خبر وہم حدیث ہے تو اسکی ترک میں قیاطا ہے بلکہ جب اسکا موضع ہوتا ہے ثابت ہوا تو ترک واجب ہر وہی التا نا خانہ غیر بالمنتفی عن ابی یوسف راجع عن ابی حنیفہ راجع عن ابی یوسف لحدان یہ عوہ اللہ و لہ عار الما ذون فیہ المامور بہ المستفید من قولہ تعالیٰ و لہ الاسماء الحسنیٰ فادعوا بہا قال و کذا لا یصلی احد علی احد الا علی احد الا علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تا نا خانہ میں منسوب بالمنتفی ابو یوسف سے عن ابی حنیفہ منقول ہے کہ کسی کو دعا مانگنا لائق نہیں مگر بدریعہ ذات اور صفات اسماء اعلیٰ کے اور دعا مازون فیہ اور مامور بہ وہ ہر جو حق تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے کہ حق تعالیٰ کے اسماء حسنہ ہیں سو ان میں اسماء سے دعا کیا کر لیا اور اسی طرح صلوة اور درود کو لکھی

نہ کہے گزنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی بالاستقلال لفظ صلوة درست نہیں لیکن بالنعی درست ہے ہم خانہ میں ہر گز غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تناسلۃ کہا اس طرح کہ اللہ صلی علیہ وسلم کا کردہ ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا کر یوں کہنا اللہ صلی علیہ وسلم علی اللہ صلی علیہ وسلم تو بڑا بڑا ہے تو ہی لیکن اللہ صلی علیہ وسلم پر تناسلۃ کہا اس طرح صلوة درست ہے اور سلام جیسے صلوة کافی ہے کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ قوت بختی رسالت و انبیاء گاہ اولیا گاہ ابھی نسبت لائے لاتی مخلوق علی الخلق تعالیٰ اور کردہ ہوا یوں کہنا دعائیں بختی رسالت و حق انبیاء گاہ ابھی نسبت لائے اس واسطے کہ خلق کا کچھ حق ثابت نہیں خلق تبارک و تعالیٰ پر ہم انبیاء اور اولیا علیہم السلام کا حق خالق تعالیٰ پر جو ثابت نہیں لیکن نقصاناً و کثرتاً ثابت ہے بیان تاکہ اندازہ کرم حق سائلین جی ثابت ہے چنانچہ حسن حصین میں حدیث ثابت ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اساک لک بختی اسائلین علیکم اور حق ہے اگر حرم اور عظمت اور جہات مراد ہے تو بڑی وسیلہ درست ہے قال تعالیٰ (و استغوا الیہ الیہ الیہ) کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصرف و لو قال لاخر بختی اسہ او باصدا ان الفعل کذا الایزہ ذلک دان کان لا اولی فطرہ دور اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم نے خدا یا خدا ایسا کرو تو اوپر ہے کہ لازم نہیں اگرچہ ویسا کر دینا بہتر ہے کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ نہیں تخب ہے وہی اختارات قال ابن المبارک سال لوجہ اسد ابھی ابھی تعبتی ان لا یطیعہ شیئاً لا عظم ماحر اسد اور اختارات میں ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ایک شخص نے دوسرے سے صدقہ بڑا تھو یا بختی خدا سوال کیا مجھ کو پسند آتا ہے کہ اسکو کچھ نہ دے اس واسطے کہ اُسے تعلیم کی اُس چیز کی جسکو خدا نے فقیر اور ذلیل کیا یعنی دنیا مال کی پر در گار میں شامہ کا نام لے کر عطا دی ہے کہ یہ اُس صورت پر مجبور ہے جبکہ سوال سائل کا بے ضرورت معلوم ہو دنیا فخر و فقر ان ولا یملک بوجہ تیاب علی خزانہ ملکی یعنی دینے اور اختارات میں ہے کہ قرآن مجید پڑھا اور اس کے بموجب عمل کیا تو پڑھنے کا ثواب یاد کیا ناسند اس شخص سے کہ نماز پڑھتا ہے اور گناہ کرنا ہے یعنی اگرچہ عمل سے گنہگار ہو گا تو ثواب ہوا ایک جہت سے اور گناہ ہوا دوسری جہت سے فرع مسئلہ محققہ شراح کا ہل کر وہ رفع یسوت بالذکر والذکر عاقل نعم و دنا مہم سبیل جنایات البرزخہ کیا کر دے اور ازینہ کرنا ذکر اور دعائیں مضمون نے کہا مان کر دے اور کا پور بیان بڑا یہ کی کتاب انجیالات کے پہلے مذکور ہے ہم جہر ذکر اور دعائیں اختلاف ہے اور ظاہر اسکا حکم باختلاف احوال ذکر اختلاف ہے استحفاً قلب اور عدم تحفہ اور یاد اور عدم ریا کے سبب کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ احتکار قوت ابیشتر کتب و عتب و لون و کیمیا کتب و کتب فی بلد خیر یا بلہ اور احتکار یعنی بند کر لینا آدمی کا قوت چنانچہ اخیر اور انکوار اور بادام اور جانور کا قوت چنانچہ بھوسہ اور چارہ خشک یا ترکر وہ ہے اس شہر میں جہاں کے لوگوں کو بند کر لینا فر ہو چکا ناہم احتکار یعنی جس طعام اور علف گرائی یا قطعہ کی نیت سے کر دہ خیر ہی ہر نام کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جس کا جس خلق کو مضر ہو وہ احتکار ہے اگرچہ سونا یا چاندی یا کپڑا ہو احتکار ثابت ہوتا ہے ۴۰ دن یا مینہ بھر کے جس سے قبل ہے کہ طعام کی تجارت بقصد احتکار و انتظار گرائی کے بہتر نہیں لیکن اگر گرائی کی نیت نہ ہو تو بہتر ہے کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اکابر ہر زوق و ملکہ ملعون چکار کر دے یہی اس حدیث کے کہ طالب مزدق ہے اور ملکہ ملعون ہے یہ حدیث بروایت عمر بن خطاب سنن ابن ماجہ اور صحیح ابی یوسف اور دارمی اور عبد اللہ بن جمید اور ابو علی کی سائیدین و برقی کی شعب لایان میں ثابت ہوتا ہے غالب وہ جو غلبہ اپنے خرید کر کے شہر میں بیچنے کو لادے تو وہ ہر زوق یعنی انکی روزی میں برکت ہے اس لیے کہ لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے دعا و تسلیم کے لائق ہے اور قوت کا بند کر کے دلا بد خواہ خلاق ہی لہذا اسیر نیست ہے اساطیر شرعیہ احتکار یہ ہے کہ آدمی اور جانور کا قوت بند کر کے اسکو بیچے گرائی کے انتظار سے مینہ بھر یا زیادہ بشرطیکہ غلہ اسی شہر میں خرید گیا ہو اور لوگوں کو مضر نہ ہو یا جو جس سے یعنی اور مقام سے لاکر غلہ بند کر لیا ہے شہر میں یا خلق کو حاجت نہ ہو تو وہ احتکار کر دہ نہیں کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاں لم یضر ملکہ سوا اگر احتکار ضرر نہ کرتا ہو تو وہ کر دہ نہیں ہم ضرر کی صورت یہ ہے کہ شہر چھوٹا ہو اور اگر ضرر نہ ہو اس طرح پر کہ شہر بڑا ہو یعنی جہاں ہر طرف سے غلہ آتا ہو تو وہ احتکار کر دہ نہیں اس لیے کہ اُسے اپنا مال رکھ چھوڑا بلا مسرت غیر کہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک اور مانند احتکار کے ملقی طلب ہے ہم ملقی طلب یعنی شہر سے کل کر گیا و بھرتی لائے والوں کے غلہ ہوں لینا اگر مضر ہو شہر والوں کو تو درست نہیں اور نہیں تو درست ہے بشرطیکہ غلہ کے نرخ کو غلہ لانے والوں کے بیچا دے والا ملقی طلب مطلقا کر دہ ہے خواہ اہل شہر کو ضرر ہو یا نہ ہو

فی الجہل اللہ شہرہ سحرہ مادۃ بکرات اللحم اور اگر ایک شہر کے لوگ زردی اور گوشت کا نرخ مقرر کریں اور ایک کشتی شخص کو کم تولد و شہرہ و شہرہ بکرات اللحم
 میں نہ گوشت میں اسوائے کہ عادت یہ ہے کہ ردی کا نرخ مشہور ہو بخلاف گوشت کے کہ نہیں شہرہ نہیں ہوتی مگر قلت م یغنیل شہری
 مسافر پر محمول ہے اور اگر شہری اس شہر کا رہنے والا ہو تو وہ ردی اور گوشت دونوں کا نقصان بھرے اسواسیکہ ضرورت کا مشروط ہے کہ ردی اگر بھی
 وغیرہ قلت و نادان التبعیر فی القوتین لا غیر و یصح التیالی وغیرہ لکنہ اذا تعدی ارباب غیر القوتین ظلموا علی البانیۃ غیر علیہم حکام بنار طے
 لا قال ابو یوسف یغنیل بنی یزید ذکرہ لغتستانی قال ابو یوسف بقیۃ حقہ لغتستانی کہ اگر قدر میں کسی تاجر ہوں اور صنعت نے شمارہ کر دیا کہ حکام کا نرخ مقرر کر دیا انسان اور
 حیوان کی قوت میں ہر نہ قوت کے سوا اور چیزوں میں اور اگر کوئی صحیح بیان کر دیا ہے بخوابی وغیرہ لیکن اگر غیر قوت کے باعث زیادتی کریں گرانے میں اور لوگوں پر ظلم
 کریں سو حکام نیز زیر دست نرخ مقرر کر دے ابو یوسف کے قول پر تو لائق یوں ہے کہ یہ جائز ہو یا نہ کر لیا ہے لغتستانی نے اسواسیکہ ابو یوسف کے نزدیک حقیقت
 ضرر کا اعتبار ہے قوت میں ضرر ہوا یا غیر قوت میں چنانچہ یہ ثابت ہے تو اسکو ضرر ہے مگر ہمساکے احکامات دلوئی رہا ان کا بغیر بالناس بخیر طلب
 اور اگر وہ ہے کہ بکوترون کا رکھنا اور کہ بکوترون در لون میں رہتے ہیں بشرطیکہ لوگوں کو ضرر نہ ہو تاہو نفیسے یا بلب سے م نظر کا ضرر یہ کہ لوگوں کے سکانات اور عورتا
 یکبوترون کی نظر پڑتی ہو اور طلب یہ کہ اسکے بکوترون کے ساتھ غیر شخص کا بکوترون آنا ہو اور شخص اسکو لیر دیتا ہو اور انصاف ان صدق بہائم بشیر یا ادوہب کہ
 مجتبیٰ اور جو غیر کا بکوترون لے اور اسکے مالک کو بخانا تاہو تو مینا یا یہ ہے کہ بکوترون خرید کر دے محتاج کو بخرس کو محتاج سے خرید کرے یا اسکو بہر کر دیا جائے
 تصدق کے بعد کذا فی التبعی م تصدق کی وجہ یہ ہے کہ جب مالک خیر کا معلوم نہ ہو تو اسکا رکھنا حلال نہیں اسکو تصدق کرنا چاہیے مالک کے ثواب رسائی کی نیت
 فان کان بطیر یا فوق سطح مطلقا علی عورت المسلمین و کیسر جا جا و الناس بر میتہ ملک احکامات غرض منع شدہ اشخ فان لم
 یمتنع بذلک و کما اسی احکامات حسب پھر اگر بکوترون باز نہ لگو آنا ہو چیت کے اور چھالنا حور و مسلمین کے اور نور مالو لوگوں کے شیشے بکوترون کے مارے
 اور مانگنے سے تو تعزیر دیا جائے اور نہایت سختی سے منع کیا جائے پھر اگر باوجود اس کے باز نہ رہے تو بکوترون کو محتسب بچ کر دے و صحیح فی الوہانیۃ وجوب التعزیر ب
 احکامات و لم یقیدہ بما مر و لعلہ علی عا و تم اور وہ بانیہ میں جو ب تعزیر اور بچ کر دے بکوترون کی تعزیر کی ہے اور قید نہیں لگائی طلاع عورت در لون
 توڑنے کی اور شاید کہ اسنے انکی عادت پر اعتماد کیا یعنی صاحب وہ بانیہ کے زمانے میں لائے جھانکے اور بھراں جھانکے کی عادت ہو گئی لہذا اسنے اس قید
 لگانے کی حاجت نہ دیکھی و اما الاستیناس فمباح کثیرا و صاف یہ عقیدہ ان قال من فخذ ما فیہ لہ و لا یخرج عن ملکہ باقتا و قیل لہ لہ انفسہ لہا لی جامع لفتاویٰ
 اور بکوترون کا پاندا دفع و خست اور جی لگانے کے واسطے یہ مباح ہے کیسے بختل خرید کر یا بھڑ دینے کیواسطے مباح ہے بشرطیکہ جوڑنے کے وقت یوں کہ اسکا انکو لیرے
 تو وہ جی کے ہیں اور جوڑ دینے سے اسکی ملک سے باہر نہیں ہو جاتے یعنی تا وقتیکہ دو شخص انکو لیرے اور منہوں کے کہ اگر کشتک خرید کر کے جوڑنا کر دے اور اسکی
 کہ مال کا ضلک کرنا ہو کذا فی جامع الفتاویٰ فی التیارات بیت وابتہ کان ہی لمن فخذ ما لم یفخذ ما من فخذ و فی کج او اختارات میں ہے کہ ایسا جانور ایک شخص سے
 جوڑ دیا مطلق انہما کر دیا اور کما یہ اسکا ملک کو جو انکو لیرے تو اس کے پیر کرنے والے سے چھوڑ دینے والا نہ لے اور کتاب ہی میں سیکہ گز گیا و باوجود کہ
 و سیکہ و الکلاب علی الجہر بلا جہد و ضرب و ظلم اللہ بہ ظلم الذمی ظلم الذمی ظلم المسلم اور سودر ہو یا بیل یا اور اسکا نادا اور اگر جو سے کسبت
 جو تباہ و خست شدیدا و بارے کے جائز ہے اسواسیکہ ظلم جانور کا سخت تر ہے کافر ذمی کے ظلم سے اور ذمی کا ظلم سخت تر ہے مسلمان کے ظلم سے م
 یعنی مافوق طاعت مشقت لینا جانور سے اور اسکو بہت مالزا ظلم شدیدا ہے و جہد قدرت یہ ہے کہ جانور کا کوئی ناصر در حاجی نہیں سوائے خدا سے تعالیٰ کے
 روایت میں در وہ ہے کہ سخت تر غضب اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر ہے جسے ظلم کیا ہے پھر جانور کوئی مددگار نہیں ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے اور ظلم ذمی ظلم مسلم سے
 اسواسطے سخت تر ہے کہ وہ شدت طلب کرے گا اپنے ظلم پر تاکہ اسکے ساتھ عذاب میں شریک رہے کذا فی الخطاوی و لا باس بالمسابقۃ فی الیر

مافی النہر قنات و ما ملق راسنی الوسیانہ قانی سے وہ فیصل ملاتی اگر اس کی وجہ سے بعض لوگوں کو توبہ و ہدایت میں
 پہنچا کر بعضوں سے کہ ایمان نہ آئے نہ توبہ نہ سبب داور بعض کو جہانم کیستہ میں بہت بڑا علم حاصل ہو سکے اور جو اس سے پہلے
 عقل لانا نہ تھا ایک مرد کہ نماز یا اسکے ساتھ علم نہ ہو کہ کتنا ہی تامل کو نہ تو علم کر سکے اور وہ جس شخص کو توبہ یا شخص افضل پر اس
 کے علم و دانہ و فیرون کوئی پہنچا دے اور سے کا مالکہ اسی کی خواہش کو منحوس ہر اول غرت کو نہ تباہی اور تانی اپنی خبر نہا تا ہی وری نہا کہ اس کے
 ساتھ حیرتیں احیاء اللہ اور روایت میں آیا ہے کہ باہم علم کا ذکر کرنا ایک سماعت بہت بڑا ایک رات کی عبادت میں طبعی اثر حسن نیت سے عالمگیری میں ہر کہ علم اور فقہ
 کی طلب فرض ہے اور جبکہ نیت صحیح ہو تو سب ایک مثال سے افضل ہے اور یہ طرح زیادت علم کا اشتغال شہر و صحت نیت افضل ہے سو اسطے کہ کسکا مالکہ عام تراز
 لیکن اس سطر دست کہ اس سے دین میں نقصان واقع نہ ہو و صحت نیت کہ رضاع حق تعالیٰ اور آخرت کا قصہ کر کے نہ طلب دنیا اور جاہ اور خدمت کا اور
 اگر تفریق میں اہل اور فتح خلق اور احیاء علم کا ارادہ کرے تو بعضوں کے نزدیک یہی صحت نیت میں داخل ہے کہ فی ذیقہ الکروری اور اگر تصحیح نیت پر تامل نہ ہو
 بھی علم کیلئے اس علم سے بہتر ہو علم خیر قسم یہ لیکن فقہ اہل پر تو علم فقہ پر تمام زیادہ کرنا چاہیے جب فقہ سیکھ لے تو اسرار یہ ہے کہ علم ہر اور کلام خدا وین اور مثال
 حاصلین میں نظر کرے طلب علم بقدر ضرورت دین دنیا فرض ہو سوائے اسکے فرض نہیں ہر اگر اس سے زیادہ علم حاصل کیا تو افضل ہے اور اگر ترک کیا تو گناہ نہیں علم میں قسم یہ ہے
 تو علم نافع جسکا حاصل کرنا واجب ہے وہ صرف خود کا علم و بعد اسکے علم ملال اور حرام اور ضرر دہی کا علم اور جسکے واسطے دنیا علیہم السلام مبعوث ہو سے تفسیر
 علم وہ ہر جس سے پرہیز کرنا واجب ہے یعنی علم حرام و نامفسد اور طریقات و علم نجوم و بقدر معرفت اوقات نماز و جنگاں اور طلوع و غروب و وقت قبلہ اور ہر امت طریق کے
 درست ہے اور ایک علم اور ہر جسکا فتنہ آخرت میں نہیں وہ علم جدی اور سافراستہ کا ہے تو جسکے اشتغال میں علم کا ضائع کرنا ہر فرض اس سے الزام نہیں نہ انکار احی
 کذا فی الخطا وی مختصر اولہ الخرج للطلب العلم الشرعی بلا اذن والدیہ لوثیقا و قاسہ فی الدرر اور نو جوالون کو علم شرعی کی طلب کے واسطے سفر کرنا ہے والدین کے
 بلا اذن و دست ہے اگر وہ درمیں والا ہو اور بیان درمیں تو اگر اگر وہ ہو تو والدین کو سفر سے منع کرنا درست ہے اور اگر وہ علم شرعی ہے وہ علم عام اور باندہ اسکے جو
 بنیان فلاسفہ اور انکے باطل سے ملوئے نہ ان تمام مافی الدرر و اذا کان الرجل یصوم و یصلی و یحرم الناس سیدہ و لسانہ فذکرہ بما فیہ الحسن لغتہ حتی
 لو اخرجہ اسلطان بزرگ بغیر جہ لا اثم علیہ اور جبکہ ایک شخص نماز پڑھتا اور ذرہ رکھتا ہو اور لوگوں کو تکلیف دیتا ہو اپنے ہاتھ و زبان سے تو کسی جرائی کا
 ذکر کرنا غیبت نہیں بیان تاک کہ اگر حاکم کو اسکی خبر دے تاکہ وہ اسکو دے تو مجرم کہ گناہ نہیں جم اسکی بد گوئی اسوجہ سے غیبت میں نہیں کہ وہ گناہ کو علانیہ کرتا
 اور جس گناہ کو چھپاتا ہو تو اسکا ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے و قالوا انی علم ان بایہ بقدر علی منہ علمہ ولو کتابتہ دالا لایکمل النفع الخداۃ و قاسہ فی الدرر اور قسائے
 کہ تاکہ اگر جانے کہ اسکا باپ اسکے منع کرنے پر قادر ہے تو اسکو آگاہ کر دے اگرچہ اسکا علم لکھ بھیجے سے ہو اور اگر رد منع پر قادر نہ ہو تو آگاہ نہ کرے تاکہ باپ اور بیٹے
 میں عداوت نہ پڑ جائے اور پورا اسکا بیان درمیں ہے وکنہ الا اثم علیہ نو ذکر مسادی انھیہ علی وجہ الاتهام لایکون غیبتہ انما غیبتہ ان تذکر
 علی و یہ الغیب برید السبب اور ہی طرح امیر گناہ نہیں اگر اپنے بھائی مسلمان کی بڑایان ذکر کرے بطریق اتهام اور فسوس کرنے کے اور سبب کا بیان ہو
 غیبت نہیں غیبت تو یہی ہے کہ غیب ذکر کرے برہ غیب کے تمام اور تحقیر و عیب جوئی کا قصہ کر کے دو خطابہ میں تہ فیس غیبتہ لانه لا یرید بکلمہ بل یغیبہم و ہر محمول حائیم
 فیما فی غیبہ محمول و متطابہر فیج و لمصاہرہ و سورہ قنقار و خیر ہند و تشکوی ظلامتہ الحاکم شرح و بیان اور اگر ایک کافرون دہلون کی غیبت کرے تو وہ غیبت محرمہ
 نہیں ہے سو اسطے کہ اس بد گوئی سے وہ سبب رہنے والوں کا ارادہ نہیں کرتا ہے بلکہ بعض لوگوں کا قصہ رکھتا ہے اور وہ بعض قبل میں نہیں کہ انی غیبتہ
 بلکہ ہر پنج شخصوں کی ایک تو شخص غیر میں کی دوسری جو غائب گناہ کرنا ہے تیسری صاہرہ یعنی ناما شتہ کرنے کی وجہ سے خوشی بد و خفا دی کے سبب سے تاکہ وہ عقیدہ
 قاسدہ سے باز رہے یا چونکہ حکم کے سامنے اپنی مظلومی کی شکایت سے کہ انی شرح و بیان ہم معاصرت کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کہیں کاح کا ارادہ کیا اور

دوسرے سے مشورہ لیا تو اسکے عیب کا بیان کر دیا درست ہو اور اسی طرح اگر معاملہ یا اسکے ساتھ سفر کا ارادہ کیا یا کوئی چیز خرید کر کئے کا قصد کیا اور وہ عیب کا بیان نہ کیا تو صاحب مشورہ کو عیب بیان کرنا درست ہو اور اسی طرح روایت اور شیخ میں جو حدیثیں کی جرح جائز ہو تا مسلمین شرع سے محفوظ رہیں اور جب حکم سے بیان کرنا ظلم ظالم کا درست ہو ویسے مفتی سے یہ طرح فتویٰ پوچھنا درست ہو کہ مجھ پر فلا نے شخص نے یہ ظلم کیا یا میرا زوج ایسا کرتا ہے یا حکم میں کیا حکم ہے اور عیب کی کتب القاب مشورہ کا ذکر کرنا چاہئے فلاں چیز یا لنگڑا درست ہو یہ نیست میں داخل نہیں کہ نہ فی الخطا دی مختصراً و کما لکون العیبة باللسان من حیث لکون العیبة بالفعل و بالتقریض و لکن التاب و بالحرکة و بالرفع و بالتعذر لعین فی الاشارة بالید و کل ما یفهم من المقصود فهو داخل فی العیبة و ہو حرام اور جیسے مصرحاً زبان سے غیبت ہوئی ہو ویسے ہی فعل سے اور تریض یعنی قول غیر مصرح سے اور لکھنے اور حرکت سے اور اعضا کے اشارہ کرنے سے یہی غیبت ہوئی ہو اگر وہ جس چیز سے مقصود نہ ہو وہ غیبت میں داخل اور وہ حرام ہو غیبت فعلی جیسے کسی کے قدر اور افعال کی نقل کرنا اور تریض جیسے یوں کہنا کہ میں غیبت نہیں ہوں و من ذلک ما قالت عائشة رضی اللہ عنہا و قلت علیہا امراة فلما دلت اوقات میدی و قصیرة فقال صلی اللہ علیہ وسلم عتیبا اور مخملہ غیبت فعلی کے وہ روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک عورت ہمارے پاس آئی پھر جب وہ بیٹھ چلی تو میں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی وہ ٹکلی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اسکی غیبت کی و من ذلک احکا کا کان مٹھی ستاراجا و کما مٹھی فو غیبت بالانج لاہ عظم فی التصویر و تفہیم اور یہی غیبت فعلی سے حکایت و نقل کرنا ہر چنانچہ لنگڑا لکھنا یا جملہ کر کہ وہ چلتا ہو تو نقل کرنا بھی غیبت ہے بلکہ غیبت فعلی بہتر ہے غیبت قولی سے اس واسطے کہ وہ تصویر اور تفہیم سے زیادہ تر اور عظیم تر ہے قولی سے و من غیبت القیال بعض من مر بنا لایوم اور بعض من رآنا ہ اذا کان الخاطب یفہم خصا معینا لان الحمد و تقییم دون ما یفہم لکلا اذ لم یفہم عینہ جاز و تمامہ فی شرح الوہبانیہ و اولیہ غیبت یہ ہے کہ کہے کہ جو شخص کج کے دن ہمارے پاس ہو کر نکلا یا حکومت نے دیکھا وہ ایسا ہے یہ قول اس وقت غیبت ہے جبکہ مخاطب عین شخص کو سمجھے ہو یا سمجھ کر اور موضوع تفہیم شخص سے نہ وہ قول یا فعل جس سے تفہیم ہو اور جبکہ مخاطب اسکی ذات کو نہ سمجھے تو جابر ہو اور وہ بیان اسکا شرح و بیان میں ہے اور بعض نسخہ میں بجائے شرح و بیان کی شرح شرع ہو و فیما بغیبت ان لغت افحاک حال کو نہ غائبنا و صفت مکرہہ از ہر حد من الی ہر ہرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندرون ما بغیبت قالوا اللہ و رسول اللہ قال ذکرک احاک بما کرہ قبل ازیت الکمان فی الخی ما قول قال انکان فیہ ما نقول و ان لم یکن فیہ فقد بہتہ اور شرح مذکور میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کے غائب ہونے کے وقت اسکا اسحال یا قال تو بیان کرے جو اسکو برا لگے جبکہ وہ اسکو نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب سے کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے اصحاب نے کہا اللہ اور اسکا رسول زیادہ تر دانا ہو فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان کا وہ حال بیان کرنا جو اسکو کہہ معلوم ہوتا ہو کسی نے کہا یا حضرت بتائیے تو کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب واقعی ہو جو میں کہتا ہوں تو بھی غیبت ثابت ہوگی فرمایا کہ اگر تمہیں وہ عیب ہے جسکو تو کہتا ہو تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے تو اللہ تو نے اس پر تہان باندا یعنی عیب واقعی کا ذکر کرنا بھی تو غیبت ہے اور غیر واقعی عیب کا بیان کرنا غیبت نہیں بلکہ بہتان اور اقرار ہے غیبت سے قبیح تر خطا وی نے کہ مسلمان کی قیید احترازی نہیں تو ذمی کی بھی غیبت حرام ہے اور جو حکم مردوں میں ثابت ہے وہ عورتوں میں بھی ثابت ہے الا بدلیل مخصص اور جس طرح غیبت حرام ہے وہی اسکا استماع بھی حرام ہے حق تعالیٰ اسے اسے عام سے ہم کو نجات بخشے، لیکن حدیث مذکور ابو داؤد اور ترمذی میں ہے ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہے و اذا لم یکن فیہ فیکفہ التذم و الا شرط بیان کا لغتاً ہے اور جس شخص کی غیبت کی اور اسکو اسکی خبر نہیں ہو چکی تو غیبت کرنے سے نہ است اور شہرہ ہونا کفایت کرتا ہے اور اگر اسکو غیبت کی خبر ہو چکی ہو تو جس چیز کی غیبت کی ہے اسکا بیان کرنا منکاب کے سامنے اور معاف کر دینا شرط ہے رفع گناہ میں م یعنی در صورت عدم علم غیبت یا تو یہ کفایت کرتی ہے اور در صورت علم اسکے سامنے یوں بدین کرنا چاہیے کہ میں نے تیری یون غیبت کی ہے سو تو اسکو معاف کر دے تب غیبت کا گناہ معاف ہو گا خطا دی نے کہا ظاہر اہل برأت عام کفایت کی ہوگی اسکا

و صلواتہ الرحمہ و اجبتہ و لو کان انتہای اسلام و حجتہ و ہدیۃ و مباذنتہ و جالتہ و مکالتہ و ملت و احسان و صلہ جمع یعنی عطا و احسان سلوک قرابت و ادب سے
 اور جب یہ اگرچہ صلہ رحم سلام کرنے اور دعا دینے اور تحفہ رسانی اور مدد گاری اور ہنسی اور باہم بات چیت کرنے اور مہربانی کرنے اور احسان سے ہر ذریعہ
 غنائیہ یا جہاد یا زیادہ کی محبت اور شہر و دیار و جامعہ ملانے من الطیفۃ فی الحدیث ان اصل میل من وصل رحمہ و یقطع من قطعہا ولی الحدیث صلۃ الرحمہ نزدیکی
 و تمام فی اللہ اور ملاقات کیا کرے اپنے قرابت و اولی سے ایک روز در بیان دیگر تاجت زیادہ ہو بلکہ اپنے اقربا سے ملاقات کرے ہر جمعہ یعنی ہر سات دن
 میں یا ہر جمعہ میں اور انکی حاجت کو نہ روکے اس واسطے کہ حاجت روائی نہ کرنا قطع رحم میں داخل ہے حدیث میں ہے کہ مقرر حق تعالیٰ احسان کرنا ہی اُس سے جو
 اپنی برادری سے احسان کرنا ہے اور قطع کرنا ہے اُس سے جو اپنی برادری سے قطع کرنا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ قرابت و اولی کے ساتھ احسان کرنا عظیم کرم و
 کرنا ہے اور اسکا پورا بیان در زمین رحم در میں ہے کہ ہر قبیلہ اور خیر و ملک اور مدد گاری میں غیر دین پرانہ نذرانہ دے دے کہ ہر اظہار حق میں آئندہ اور مدد گاری
 قرابت دے کی اُس شرط پر ہے جسکو وہ مخالف شیعہ کے نہو اور زمین تو اسکا ساتھ چھوڑنا بلحاظ حق شرع کے درست ہے زمینیں انصار میں ہے اختلاف
 اُس قرابت میں جسکی سادنت واجب ہے بعضوں نے کہا کہ قریب محرم مراد ہے اور بعضوں نے کہا کہ قرابت و ادب مراد ہے خرم جو یا مستحق و اگر
 قرابت و اولی کے پاس ہے تو انکو یہ دینا اور انکی ملاقات کرنا واجب ہے اور اگر احسان کی قدرت زمین تو ملاقات کرنا اور انکے کام میں معاونت کرنا لازم ہے اگر انکو
 امانت کی حاجت ہو اور اگر اہل قرابت سے ایک شخص دشمنی کرنا ہے تو انکی دشمنی سے قطع احسان نہ کرے بلکہ زیادہ احسان کرے اور اگر اہل قرابت سے دوسروں
 خط لکھا کرے اور انکی ملاقات کے واسطے جانا افضل ہے اگر ہوسکے اور بڑا انجائی باپ کے مانند ہے اور یہی طرح داد و بداد اور بڑی بہن اور خالہ مان کے مانند بہن کے
 بعد اور چچا باپ کے مانند بہن جس سلوک میں برابر ایک تو ہے کہ اور صلہ رحمی میں دس فیصلیتیں ہیں ۱۔ خوشتنودی حق تعالیٰ کی ۲۔ ادخال سرور ۳۔ فرشتوں کا خوشی
 کرنا ۴۔ نیکنامی ۵۔ نیکستان کشمیں کرنا ۶۔ عمر کا زیادہ ہو جانا ۷۔ رزق میں برکت ہونا ۸۔ غرور ہونا ۹۔ محبت زیادہ ہونا ۱۰۔ ثواب زیادہ ہونا موت کے بعد
 اس واسطے کہ جب احسان یا دیگر نیکی دے اور اگر نیکی زیادہ عمر کی تاویل میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ زیادہ حق مراد ہے اور بعضوں نے کہا کہ بعد موت کے
 اسکا ثواب لکھا جاتا ہے تو گویا وہ زندہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ لوح محفوظ میں طول عمر صلہ رحمی پر تعلق ہے کہ انکی ایشیائی بخاری اور مسلمین عائشہ صدیقہ سے روایت
 ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم یعنی قرابت غرض سے ملتی ہے کہ کسی سے جو مجھے جوڑے اس سے جوڑیگا اور جو مجھے توڑے اس سے توڑے گا
 اور بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو اپنے رزق کی کشادگی اور اپنی عزت کی تاخیر خوش معلوم ہو وہ اپنی برادری
 سے احسان کرے اور نزدیکی میں رویت ہے کہ اپنے انسب کو سیکھو تا اپنی صلہ رحمی کر دے اس واسطے کہ صلہ رحمی سے قرابت و اولی میں محبت ہوتی ہے اور مال میں برکت
 اور موت میں تاخیر ہوتی ہے اور نسائی میں سلمان بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج کی خیرات میں فقیر ایک ثواب ہے خیرات
 کا اور قرابت دے دینے میں ثواب ہیں ایک خیرات کا اور دوسرے صلہ رحمی کا کہ انکی تفسیر رسول و سلیم علیہ السلام علی اہل الذرۃ لہوہ جہاد لہوہ لہوہ لہوہ لہوہ لہوہ
 کہ رسول صافۃ الہی کہ فی نسخ الشرح و التفراتون بلفظہ وسلم نارستا کہ اولیٰ و لیکن نسخ الشرح لایمروا احسانا لایمروا احسانا لایمروا احسانا لایمروا احسانا لایمروا احسانا
 کو ذی کی طرف حاجت ہو اور اگر حاجت نہ ہو تو سلام کرنا کہ وہ خودی قول صحیح ہے سلمان کو ذی کا مصافحہ کرنا کہ وہ خودی اسی طرح شرح مصنف اور متن کے
 اکثر نسخوں میں بلفظہ وسلم کے دارد ہے تو میں نے اسکی یوں تاویل اور توجیہ کی کہ یعنی سلام سلم ذی کو بشرط حاجت جائز ہے اور بلا حاجت مکروہ ہے و لیکن متن
 کے بعض نسخوں میں و السلام ثابت ہے اور وہ یعنی نفسی کا نسخہ اثبات کے نسخہ سے بہتر اور سالم تر تاویل سے تو اسکو سمجھو ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے
 جابہر نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی کو خط لکھے کسی حاجت میں تو یوں سلام لکھے اسلام علی من استمع الہدی کہ بہت عافیت ذی غیر ہر سہا پھول ہے اور اگر
 ہو تو فقیہین میں ہے کہ ہر سہا پھول کا مصافحہ درست ہے جسکو سفر سے آوے اور ترک مصافحہ سے اسکو رنج ہونا ہو تا حدیث میں عبد الرحمن کاتب سے منقول ہے کہ اگر

اور اگر گناہ کو چھپاتا ہو تو گمراہ نہیں جیسے مکر وہ جو سلام کرنا و سیر جو حقیقتہً جواب نہیں دے سکتا چنانچہ کمانے والا یعنی جسے شہر میں مقیم ہو اور وہ عیار ہار ہو یا قاتل
 ہو جو اس سے شرعاً چنانچہ نماز کا پڑھنے والا اور قرآن خوان دارا گن تینوں کو سلام کوئی کرے تو جواب سلام کا مستحق ہو گا انتہی مافی التبعی وقد سنائی بابت
 الملوکہ کہ اہتہ فی نفیث وغیرہن بوصفاً ذلہ فیجب رد سلام علیکم بجزیم المیم اور فسادات متعلقہ کے باب میں ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں کہ بہت سلام کرنے کے میل اور
 چند مقام میں اور یہ کہ وجب نہیں جواب دینا سلام علیکم کا بجزیم معنی اگر سلام کے سیم کو بزم کے ساتھ کہے تو زین و فنیہ حذف کرے تو جواب وجب نہیں
 اس واسطے کہ مخالفہ سنت کے ہو اور عربی بولی کے موافق نہیں کہ زانی الخطا دی لیکن ظاہر احوام جو اعراب سے وقت نہیں دہیں سے ششیں ہیں یوں دخل و نظر
 احد ایقول اسلام علینا و علی عبادہ اہل البیت اور اگر مکان میں دخل ہوا کسی کو نہ دیکھے تو یوں کہے (اسلام علینا و علی عبادہ اہل البیت) یعنی ہم پر سلام
 ہو اور حق تعالیٰ کے نیک بندوں پر عباد صالحین سے وہ ملائم مراد ہیں جو سلام کرنے والے کے ساتھ ہیں اور حاضرین جن تارخانہ میں ہیں کہ سلام کرنا ہر ایک
 داخل ہونے میں چاہیے فرج مسئلہ المسئلۃ شراح کا یکراہ عطا اسالی اسجد الا ان لم یختر قاب الناس فی الخمار کما فی الاختیار و متن الموہب الرحمن لانی
 تصدیق بخاتمہ فی الصلوۃ فندہ اند بقولہ دیو تون الزکوۃ و ہم راون سجد میں سوالی کرنے والے کو دنیا مکر وہ ہو مگر جبکہ سائل کو تو گن کے گردنوں پر قدم
 اٹھا کر نہ پناہ نہ تہا ہو تو شکوہ دنیا بقول شراح مکر وہ نہیں کہ زانی الاختیار و متن موہب الرحمن اسواسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگریزی نماز میں
 خیرات دی سو حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں انکی صحت کی کہ زکوۃ دیتے ہیں اور حالانکہ رکوع میں ہوتے ہیں یعنی وہ نماز جو بین حق تعالیٰ پر ہی ہوئی
 جبکہ نماز میں جو فصل اعمال پر تصدیق درست ہو تو مسجد میں بطریق اولیٰ درست ہو گا تو معلوم ہو کہ گوہر عطا اسالی سجد علیکم تعالیٰ رقباب ہو
 کہ زانی الخطا وی احب الاسما الی اللہ تعالیٰ عبد اللہ و عبد الرحمن دوست ترین صارتی تعالیٰ کے نزدیک عبد اللہ و عبد الرحمن جو ہم مسلم
 اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں عبد بن عمر سے حدیث مرفوعہ منقول ہے کہ (احب الاسما الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن) منادی کے کیا اور عبد اللہ
 افضل ہے مطلقاً حتیٰ کہ عبد الرحمن بھی اور ان دونوں ناموں کے بعد محمد افضل ہے پھر احمد پھر ابیہم اتقی قول انس و ی تبارکی میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت
 ہے کہ عبد الاسما الی اللہ ما عبدہ یعنی سب ناموں میں پسندیدہ تر خدا کے نزدیک وہ نام ہے جو جس سے عبدیت ثابت ہو چنانچہ عبد اللہ و عبد الرحمن و عبد اللہ و عبد الرحمن
 الخطا وی و جاز التسمیۃ یعنی ورشیدہ وغیرہما من الاسما اشتراکہ ویرادی تعنا غیر مایرادی حق اللہ تعالیٰ لکن التسمیۃ غیر ذلک فی زماننا اولی لان احوام بصیر و نہا
 عند اللہ انکہ زانی اسراجیہ اور جائز ہو آدمی کا نام علی اور رشید رکھنا اور انکے سوا سے ان اسلم سے جو مشرک کہیں خالق اور مخلوق بین انکا تسمیۃ بھی درست
 ہے اور ہمارے حق میں اسما مذکورہ سے انکے غیر معانی مراد ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کے حق میں مراد ہوتے ہیں لیکن انکے سوا اور نام کھانا ہمارے زمانہ میں
 بہتر ہو اس لیے کہ عوام لوگ پکارنے کے وقت اسما و مدد کو حقیر کر کے پکارتے ہیں کہ زانی اسراجیہ مثلاً علی حق تعالیٰ کے حق میں یعنی عالی رتبہ ہر شے
 سے اور آدمی کے حق میں عالی رتبہ ہر اپنے ہمسرد سے اور رشید حق تعالیٰ کے حق میں یعنی امثال الی اللہ الی اللہ الی اللہ والی کل خیر اور آدمی کے حق میں تقرب الی اللہ
 حاصل کرنے والا اور جو خدا و مرشد ہو فیہ کا تعلیم و تعلیم سے ومن کان اسمہ محمد الا باس بان طینی ابی القاسم لان قرلہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی القاسم
 بائیتی قد رخ لان علیا رضی اللہ عنہ کنی ابنہ محمد بن الحنفیۃ ابی القاسم اور جبکا نام محمد ہو انکی کنیت ابو القاسم سے کہنے میں کچھ منعا لکھ نہیں ہو سکتے کہ یہ حدیث
 کہ میرا نام نور کھو اور میری کنیت نہ رکھو البتہ منسوب ہے اسواسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے زہد و محرم بن نفیہ کی کنیت ابو القاسم بھی سبب کہ بہت
 یہ تھا کہ ابو القاسم کلمہ ربوہ دیکھتا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف التفات فرماتے تو وہ کہتے کہ ہم نے اور شخص کو پکارا تو کلمہ ویکرہ ان بار خواہ حال یا
 وان مدعو المرأة زوہما باسمہ انتہی بلفظہ اور یہ مکر وہ ہے کہ مرد اپنے باب کا نام لے کر اور جو اپنے شوہر کا نام لیکر پکارے انتہی مافی التبعی فیہ قطع ہے کہ اللہ کا حق
 و مدنیہ و زوج کا حق و زوجہ پر نہایت زیادہ ہے تو تعلیم و ذکر ہم کے ساتھ خطاب کرنا چاہیے نام لینے میں بظاہر ہے اولیٰ ہے حدیث میں ہے کہ اگر کسی کو کلمہ

با محتمل فان فتنه او دوعی فی قلبہ صد سالہ اباس تہز جہاد ان باہر مستکر لایام یستغفرنا اور حلال ہے نکاح کہ لکنا اس وقت کے ساتھ جسے کہنا کہ میرے زریعے کے حکم و طاعت
 دی اور میری عدت گذر گئی یا میں خلائے شخص کی کوئی خفیہ سوا سے چھوڑا کر دیا لے لیکر دے کہ وہ میں اسکی راستی دن ہر جا ہے اور اسکا پورا پورا غایب نہیں کر
 میں کہتا ہوں خلا صد اس مقام کا یہ ہے کہ جب عورت خبر دے کہ محتمل کی تو اگر عورت فتنہ اور عہد ہو یا مرد کے دل میں راستی جم جائے تو اسے ساتھ نکاح کہ لکنا
 درست ہے اور اگر عورت اور مستکر اور غیر معلوم کی خبر دے تو اسے نکاح پر اجازت نہ دے جب تک کہ اسکا حال دریافت نہ کرے لو کہ وہ ہم اور مستکر خیاں ہے عورت
 نے ایک مرد سے نکاح کیا پھر دوسرے مرد سے بولی کہ میرا نکاح فاسد تھا یا میرا زوج مسلمان نہ تھا تو دوسرے مرد کو اسکا قول مان لینا درست نہیں اور
 وہ اسے ساتھ نکاح کرنا درست ہے اسواسطے کہ اسے اور مستکر کی خبر دی کہ لکنا فی العالمگیریہ اور چنانچہ مطلقہ ثلثہ نے زوج اول سے کہا کہ میں تمکو طلال
 پر گئی تو اسے ساتھ نکاح حلال نہیں بدون استفسار کے اسواسطے کہ بعض علماء نے نزدیک بجز دخل کے بلا لٹی فوج مالی کے حلت ہو جاتی ہے تو شاید اس ضرورت نے
 اسی قول ضعیف پر اعتماد کیا ہو تو استفسار ضرور ہو کہ لکنا فی الخطا دی فروغ مسائل مختلفہ شارح کے کتب ماقول ایشانی کتب جواب الی حلیہ ہم مستحق
 نے لکھا کہ اس سلسلہ میں تکرار شافعی کا کیا قول ہے تو امام ابو حنیفہ کا جواب لکھ ہم یہی ہے علماء کے اس قول پر کہ اپنے مذہب کو صواب محتمل سطا اعتقاد کرنا واجب
 ہے اور غیر کے مذہب کو بالعکس اسے اور اسکی بنا پر ہے کہ تقلید مفسول کی باوجود افضل کے جائز نہیں اور حق یہ ہے کہ تقلید مفسول کی جائز ہے اور اعتقاد
 مذکور نو مجتہد کے حق میں ہے نتائج مقلد کے حق میں اسواسطے کہ مقلد تو نجاست پاتا ہے اگرچہ ایک تقلید کرنے سے ذریعہ میں اور اس پر ترجیح جب
 نہیں کہ لکنا فی الخطا دی و اذا انتہا استی بدین کتب ولا یصدق نقلاً لیس فی القاضی مجتہد اور جب مفتی لکھے کہ یہ امر دیانہ درست ہے یعنی فینا مینہ دین ہم
 اپنی نیت پر عمل کرنا چاہیے تو یہی مفتی کو لکنا چاہیے اور اسکی تصدیق فضا نہ کرنا چاہیے تاکہ قاضی حکم کرے اسے حاکم ہونے سے شلام شاید کہ یہ
 برسمیل اولیت کے ہے و الا فضا فاراضی اس قول کتابت پر موقوف نہیں مگر جبکہ قاضی احکام شرعی سے جاہل ہے اور اذنا رفتی پر اعتماد کرنا مہر کہ لکنا
 فی الخطا دی الترجیح بالقرآن والاذا ان بالصوت السیلب یلب ان لم یزد فیہ احدت قرآن پڑھنے اور اذان کہنے میں ترجیح یعنی تزدید صوت علی من یخبر
 آواز ہی سے جائز ہے اگر ترجیح میں حرج زیادہ نہ ہو جائے منہ الغفار میں اس قول کو واضح نقل کیا ہے اور عالمگیری میں ہے کہ اکثر متاخر نے کہا کہ ترجیح
 لکروہ ہے طلال نہیں ایسے کہ فاسقون کی حالت فسق سے متاثر ہے یعنی خفیون کی گٹھری سے متاثر ہے اور یہ گمان کوئی نہ کرے کہ ترجیح مذکور سے کہیں مراد
 ہے اسواسطے کہ کمن بلا غلات حرام ہے وان زاد کرہ لم یستعملہ اور اگر ترجیح سے حرج زیادہ ہو جائے مثلاً فتنہ سے اعت اور کبرہ سے یا اور فتنہ سے
 داوید اور تو قاری اور دونوں کو اور اسکی ممانعت کرنے والے کو ترجیح کر دے کہ وہ حسن ان سکوتہ حسن ان تلبک اقراء یحتمل علیہ الکفر اور مستحکم
 یون کہنا قاری ترجیح کرے کہ کیا خوب کیا تو نے تو اگر اسے چاہے کہ یہ قول کہا تو میرے اور اگر اس خرافات عربہ کے واسطے کہا تو میرے کفر کا خوف
 ہم دجہ خوف کفر ہے کہ اسے حرام متفق علیہ کو بہتر کہا کہ لکنا فی الخطا دی المناظرۃ فی العلم لشعرۃ الحق عبادۃ ولاحۃ ثلثہ حرم شعر علم و التمار علیہ و علی دنیا
 اومان ادبول مناظرہ اور بباحثہ علم میں کرنا نفرت اور تالیف حق کے واسطے عبادت ہے اور میں اس میں سے کسی امر کے واسطے مناظرہ حرام ہے مسلمان کے
 مغلوب کرنے کے واسطے اور اپنے علم اور قابلیت کے انکار کرنے کے واسطے اور حصول دنیا یا مال یا قبول خلاق کے واسطے ہم اسکی تفسیر علی المناظرۃ و الا حقا
 سنتہ ابو یوسف اور المرسلین کی بات و قبول عامہ سے مخالفت الیہ و دین تعاری و خطا اور دس کہنا منہ و دین بغیر وہ کہ اور اپنی بند بندیری کے واسطے دنیا اور
 مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے اور تحصیل ریاست اور مال اور قبول قوم کے واسطے و خطا کہنا یہود و نصاری کی مگر اہی سے ہم اسی کی طرف اشارہ کر
 قرآن مجید میں (خلف من اجد ہم خلف در تو الکتاب یاخذون عرض غدا لانی) آلاء قرۃ اقرۃ معروفۃ و شاذۃ دفعۃ و احۃ کردہ گمانی اتحادی بغدادی
 قرآن پڑھنا مشہور اور غیر مشہور قرأت سے یکساں لگی مرودہ ہے چنانچہ حاویۃ ہی میں ہم قرأت عشرہ سے زیادہ قرأت شاذہ غیر مشہور ہے اور

جب مشورہ اور غیر مشورہ کا ساتھ نہ ہو تو فقط شاذات پر حنا بطریق اولیٰ مکرہ ہو گا کذا فی الخطاویٰ بحسب لاجل خضاب شمرہ و کتبہ دلوئی خبر
فی الاصح والاصح ان علیہ السلام لم یصلحہ و لیکرہ بالواد فیل لا یجمع الفتاویٰ و کل من منہ صنف سبب ہر دو خضاب کرنا ہے یا بولی در داری
اگرچہ خضاب کے سوا سبب جہاد کے قول صحیح میں اور صحیح تر قول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا اور سیاہی کا خضاب کیا مکرہ ہوا اور
بعضوں نے کہا مکرہ نہیں کذا فی مجمع الفتاویٰ اور سبب سائل مصنف کی شرح انتفاہ سے منقول ہیں مگر تاہم بانیوں میں خضاب مکرہ ہر عورتوں کی
مشابہت کے سبب سے بالوں کا خضاب درست ہو اگرچہ نیا اور جواری کے پسند آنے کے واسطے کہ ابویوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جیسے بھوکھا بچہ معلوم
ہو تاہم کہ میری عورت میرے واسطے اپنا سنگار اور آرائش کرے ویسے ہی عورت کو میری آرائش پسند آتی ہے اگرچہ شام کا قول ہے کہ سیاہی کا خضاب مکرہ ہوا
کذا فی الخطاویٰ خضاب کا حکم کا خضاب بالاتفاق درست ہوا اور احادیث میں وارد ہے لیکن کتب میں اختلاف ہے کہ وہ سیاہی کوئی اور گھاس ہے جو خضاب کے ساتھ بولی
جاتی ہے مگر ہم نے اساتذہ دہلی سے سنا کہ سیاہی کے خضاب سے وہم کا خضاب بنتی ہے اس واسطے کہ صحیح بخاری میں وارد ہے کہ جب فاتمہ رضی اللہ عنہ کا سر کا
شہید ہو کر شام کو گیا تھا تو قریش بنی ہاشم کا خضاب تھا تو معلوم ہوا کہ اور ادویہ کی سیاہی مکرہ ہے وہم کی کتب اتنی لایفیع بہا عجیب غریب اسم بدو لاکتہ
رسلہ و حرق الباقی و لا یاس بان تلقی فی نار جبار کما ہی اودفن و ہو حسن کما فی الانبیاء وہ کتاہین جنسے فائدہ حاصل نہیں ہوتا بوسیدگی کے سبب سے انھیں
اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں کا نام مٹایا جائے اور باقی جلاد بجا میں اور بچے یا بی بی میں اسی طرح بلا نحو سما مقدسہ اٹکا ڈالنا درست ہے یا نہیں میں دفن
کر دیا جائے اور دفن کرنا جلانے اور بہانے سے افضل ہے جیسے حضرت بنیاد علیہم السلام کو دفن کرتے ہیں بعد موت کے انھیں المکرہ ان ہی عظیم بالمیں اصل مکرہ
اور عظیم سیاہی لا یغظہ اور زید و یقین یعنی فی پہلہ اما اکثر بین بالعبارات اللطیفہ المرقفہ و شرح لفوائدہ فداک حسن عظیمین مکرہ قصبہ بیان کرنا یہ ہے کہ
لوگوں سے وہ قصبہ بیان کرے جسکی کچھ اصل مشہور اور معلوم نہیں اہل روایت کے نزدیک یا انکو اس چیز کی تسبیح کرے جسے خود عمل نہیں کرتا یا اصل قصہ اور
مطلب میں کچھ زیادہ کر دے یا کم کر دے لیکن کلام کا ارستہ کرنا اور باقون مطیع دل زہم کرنے والیوں سے اور شرح کر دینا قرآن اور حدیث کے فوائد کا سو
وہ بہتر ہو مگر اکثر جمال و عظیم یا دنیا پرست اور تہیہ کرنے والوں کی عادت ہے کہ حکایات کا ذہب اور روایات موضوعہ جسکی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل
نہیں فرید وقت اور گرمی محفل کے واسطے بیان کرتے ہیں یا کلمی بشتی کرتے ہیں وہ معلوم ہوا کہ درست نہیں مکرہ ہے جاہل کے عقلا کوئی نہیں یا حرمین عالم کے
بیان میں اکثر ایسے فساد دینی واقع ہوتے ہیں و لا فضل مشارکتہ بل حلتہ فی عطارد انما بہ لکن فی زماننا اکثر ما ظلم من لکن من دفعہ عن نصہ حسن دان
اعطی جلیع من عجز اور مشارکت اپنے اہل محلہ کی اس مال کے دینے میں جسکو حاکم مقرر کرتا ہے بہتر ہو لیکن ہمارے زمانے میں اکثر نوآبادیوں میں سو شخص اسکے
دفع کرنے پر اپنی ذات سے فاذہو تو بہتر ہو اور اگر دے تو عاجز ہونے کے سبب دینا چاہیے یعنی اگر اہل محلہ پر سے نہ مال سکے عاجز ہو تب دے مگر دفع کرنا
اپنی ذات سے اس وقت درست ہے جبکہ اسکا حصہ غیر پر نہ ڈالا جائے فتاویٰ عالمگیری میں قبیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص پر ناحق قصور بانہ حال کیا تو اسکو
ٹالنا اپنی ذات سے درست ہے بشرطیکہ باقی لوگوں پر اسکا حصہ نہ ڈالا جائے اور افضل یہ ہے کہ اپنی ذات سے دفع نہ کرے یعنی دینے میں اہل محلہ کے شریک
رہے کذا فی الخطاویٰ پس لہذا ہی الحق ان یاخذ غیر جس حصہ و جزوہ اشتاقی دہو الا وسیع صاحب حق کو جائز نہیں کہ لے اپنے حق کے غیر جس کو اور
غیر جس کے لینے کو شافعی نے جائز کہا اور شافعی کا قول وسیع تر ہے استفادہ حق میں مگر اگر مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر کیوں فرض ہیں اور اس سے
موصول نہیں اور وہ اسکے جو یا چاول یا دے تو اسکو لینا درست نہیں اس واسطے کہ اسکے سمجھ میں نہیں غیر جس میں مجبوری ہے کہ دراجم اور دنیا را ایک جس
میں تو اگر دم کے بدلے دینا لے تو درست ہے مگر طلب میں استیذان انما انحصر مجتہد شری جہنما و اخذ بمضامہ ذاک لانه تکلیف لہ من الابا و معلم نے
لوگوں سے خریش کتب کی چٹائیوں کے واسطے جیسے طلب کے سو جمع کیے تحصیل کر کے پھر کچھ پیسوں سے چٹائیوں خریدیں اور کچھ پیسے آپ لے لے تو اسکو

یہ صریح ہے اس واسطے کہ اس طرح کا دنیا زدگنوں کے باپوں کی طرف سے تکیہ ہر علم کو مٹا دینے کا کہ اس میں نال ہے اس لیے کہ علم ہی ہر عمل کے لیے جو خرید
 ہر معنی وکیل کو بعض نہیں کا لینا درست نہیں کہ خیانت ہو لباس بڑی ہنس کو نہ بکالتہ الامتہ دونوں علیہ کچھ مضائقہ نہیں منکوحہ کی قربت کرنے میں نہ تو کچھ
 سامنے نہ بالکل کسی کے یعنی نوذری کی قربت منکوحہ کے سامنے درست نہیں جم جتنی میں یہ مسئلہ بعض متنازع منقول ہے اور قبل اسکے محمد کا قول یوں ذکر کیا ہے کہ در
 نوذریوں یا دودہ برون کا جمع کرنا ایک فرض پر اور ایک کی قربت دوسرے کے سامنے کر دہ ہر کذا فی الخطا دی ظاہر اکوہت کا قول محمد ہے اس واسطے کہ
 اگرچہ دم کا ستر دیکھنا منکوحہ یا نوذری کو درست ہے لیکن نوذری کو منکوحہ کا ستر دیکھنا کیونکر درست ہو گا جبکہ مالا قیمتہ لایا اس بات متنازع ہے یا نہ تصحیح غیر کی
 وہ چیز پائی جس کی کچھ قیمت نہیں اور اس سے فائدہ لینا درست ہے یعنی بلا اجازت مالک کے دولت قیستہ وہو غنی اصدق ہے اور اگر اس چیز کی کچھ قیمت ہو اور یا نہ ہو
 غنی ہے اور مالک معلوم نہیں تو اسکو خیرات کر دے لایا اس باجماع فی بیت فیه صحیح للبلوے کچھ مضائقہ نہیں جم کر نہیں اس کو غری یا مالان کے اندر نہیں جوت
 رکھا ہے یہ جائز ہو اسبب تکلیف اور شفقت کے ہم جتنی میں اسی طرح مطلق مذکور ہے اور قنیہ میں یہ قید مذکور ہے کہ صحیح تصور ہو اور اگر دولت پر نظر کیجیے تو
 مناسقات زائل ہو جائے لاکر تکب سلتہ علی السرح للحدیث ہر اللہ لہا ہی ولو کا جبہ خردا وچ او مقصد دینی اور نبوی لا بد لہا منہ فلا باس ہر سوری نہ
 کرے مسلمان عورت زین پر سبب نہیں حدیث کے یہ عدم جواز شوق ہے جب کہ عیب تاشا منظر ہو سوار ہونے سے اور اگر جہا دیاج کی حاجت کے سبب
 سے عورت زین پر سوار ہو یا کسی مقصد دینی یا دنیوی کے لیے جو اسکے واسطے ضروری ہے سوار ہو تو مضائقہ نہیں جم حدیث مذکور خطا دی میں یوں مذکور ہے کہ
 (معنی ہند الفروج علی السروج) یعنی بالقرآن و لم یخرج باکامن قدر تصحیح فی المعنیہ تحسن قرآن پڑھنا خوش وازی سے اور بسبب امکان نہ حاج ہو گیا
 اس مقدار سے جو زبان عرب میں صحیح ہے تو وہ خوب جم قرآن میں خوش آوازی و دان تک درست ہے جہا میں قواعد موسیقی کی رعایت نہ ہو یعنی ربا کی اور
 رگنی کو دخل نہ دے یعنی جس صوت طبیعی تحسن ہو نہ صناعتی جہا میں حروف اور حرکات اور کلمات میں تغیر ہو جاتا ہے ذکر اس میں معلوم انجری علی طلوع الشمس
 اولی من قرأ القرآن ذکر اسد کرنا طلوع فجر سے طلوع آفتاب بہتر ہے قرآن کے پڑھنے سے و تحب لقراءۃ عند الطلوع اور مغرب اور تحب ہر قرأت
 قرآن کی طلوع یا مغرب کے وقت ہم فتاوی عالمگیری غراب سے منقول ہے کہ طلوع آفتاب اور ان اوقات میں جہا میں نماز درست نہیں درود پڑھنا اور دعا
 کرنا اور تسبیح پڑھنا بہتر ہے قرآن کے پڑھنے سے اور سلف ان اوقات میں تسبیح کیا کرتے تھے اور قرآن نہیں پڑھتے تھے اتنی تو شاید یوں کہنا صحیح تھا کہ طلوع یا
 مغرب کے وقت قرأت سبب نہیں یا ذکر سبب ہے ان اوقات میں کذا فی الخطا دی لایا اس لانا م تعیب اصولو تقرات آیۃ الکرسی و خواجہ مسعود
 البقرۃ والاختار افضل مضائقہ نہیں امام کو نماز کے بعد آیت الکرسی یا آہن الرسول کے پڑھنے میں بلند آواز سے اور چپکے پڑھنا انکا افضل ہے قرآن اذکار
 بعد اصولو جہا للہما ت بدعتہاں استا ذنا لکنہا استحسنہ للعادة والا نارسورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے بعد پکار کے رفع حاجات کے واسطے بہت
 ہے ہمارے استاد یعنی بدیع نے کہا لیکن وہ بدعت حسنہ ہے بسبب عادت مسلمان کے اور بسبب دار و دیوار کے جہا اور نماز کے ہم فتاوی عالمگیری
 میں اس مسئلہ میں تفصیل واقع ہے یعنی اگر اس نماز کے بعد سنت ہو چنانچہ ظہر یا مغرب یا عشا تو سورۃ فاتحہ پڑھنا کر دہو اور نہیں تو کر دہو نہیں سمجھا
 یعنی اس واسطے کہ فرض اور سنت میں سوے اللہ عز و جل اسلام یا اور انکا رتا نورہ کے فصل کرنا نہ چاہیے اور شوقہ فاما لکما باقبض رشوت ملوکی نہیں
 ہو جاتی قبضہ کرنے سے تو شہ کے یعنی رشوی کو بیکار پھر لینا درست ہے جم اگر عالم کو تختہ دیا اس واسطے کہ دد سفارش کرے یا ظلم تو دفع کر دے تو یہ رشوت ہے
 ایک شخص نے دوسرے کی حاکم سے سچی کی اور انکا کام نکال دیا تو بعد کا براری کے ہر یہ قبول کرنا درست ہے اور کار براری سے پہلے اسکے طلب کرنے سے
 ہر یہ حرام ہے اور بدولت طلب کے مختلف فیہ ہے اور ہمارے متنازع کئے نزدیک درست ہے اور اگر دون کے تختہ قبول کرنا نہیں اختلاف ہے متنازع کا کذا فی الخطا دی
 عن ابیہی لایا اس بالرشوۃ اذخاف علی دینہ کچھ مضائقہ نہیں رشوت دینے میں جبکہ آدمی اپنے دین پر خون کرے جم باپنا حق حاصل کرنے کو رشوت

[illegible]

برائے بالناس لا یعاقب بتکلیف الصلوة ولا یتأثم بها قبل بذل فی الغرض وعنده ان یروی التوفیق للعلوم الیہ لا یدخل الغرض من شخص نماز متناہی
 زکوٰۃ اور خیرات دینا ہر لوگوں کے دیکھنے کے واسطے تو اس نماز پر پابندی کے سبب سے اس پر عذاب ہوگا اور نہ اسکو اس کا ثواب ملے گا البتہ اس
 کو کہ یہ عدم عتاب اور ثواب فرائض میں جو توفیق میں اور نہ ہی ہے اسکو فیہ کے واسطے بھی عام کہا ہے فقہاء کے اس قول کی دلیل سے کہ یہ
 فرائض میں داخل نہیں ہوتا ہم شارح کو یوں کہنا بہتر خواہشہ ان ہدی بالانوافل اسواسطے کہ نہ ہدی کی عبارت مجتبیٰ میں ہے اور لکن نفس فی انوافل
 ان الزا لا یدخل فی الغرض فتبین انوافل انتہی تو معصوم میں تغلیل ظاہر ہے اور تقسیم میں ظاہر نہیں کہ نہ فی الخطا ہی غزل ازل علی ہیئتہ غزل الامور کو درست
 کا تمام دعا عورت کی ہیئت اور وضع پر مکرور ہے یعنی ہوا سیکھ کر دعا عورت کی مشابہت کرنا اور عورت کو مرد کی مشابہت کرنا جائز نہیں اور حدیث میں اس
 لعنت وار ہے کہ المرءة سور الہل وسور کاد عورت کو مرد کا جھوٹا اور مرد کو عورت کا جھوٹا کر دے ہم مراد جھوٹا بانی ہے عورت غیر مسال کا
 اور یہ کہ اہل در صورت تہذیب کے ہر والا ظاہر مکرور نہیں اسکا تحریر کرنا چاہیے کہ نہ فی الخطا ہی ولہ شرب زہیہ علی ترک الصلوة علی الاطلاق اور
 شوہر کو جائز ہے نماز اپنی زوجہ کا نماز کے چھوڑنے پر بنا پر ظاہر نہ ہے ہم اور اسی طرح اپنے ولد اور تقسیم کا نماز ترک صلوٰۃ پر جائز ہے کہ نہ فی ابیہ
 یا یحب علی الذریع تطیق الفاجرة زوجہ پر وجب نہیں مطلق دینا حرام کار زوجہ کا خطا ہی نے کہا فوجر زنا وغیرہ کو شالی ہے لا یجوز ان یؤخر عن حیاض العسرة
 شرب فی الصبح جائز نہیں وضو کرنا ان حوضوں سے جو پینے کے واسطے بنائے گئے ہیں قول صحیح میں لیکن وضو کے حوضوں سے عینا درست ہے و لیکن
 الوضوء متہ و فیہ اور بانی پینے کے حوض سے پانی لے کر وضو کرنا اور خود حوض میں وضو کرنا منع کیا جائے و کلا لہ ان ما ذہابہ جائز والا لا اور اس
 حوض سے پانی لانا اپنے اہل و عیال کے پینے کے واسطے اگر مالک کی اجازت ہو بجانے کی تو درست ہے اور نہیں تو جائز نہیں الذہب بصلح الاحیاء
 حصہ دفع الظلم عن نفسه والمراد التبرع لان میں الذہب حرام فال دیوار الحق قال تعالیٰ قتل الخراسون اکل من لحمی جھوت بولنا اپنے حق کے
 ظاہر کرنے کے واسطے اور اپنے اوپر سے ظلم کے دفع کرنے کے واسطے بباح ہے اور کذب سے مراد تعریض ہے یعنی مخالف تصریح اسواسطے کہ میں
 کذب حرام ہے صاحب مجتبیٰ نے کہا اور یہی قول حق ہے کہ کذب سے تعریض مراد ہے نہ میں کذب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جھوت بولنے دے لعنت کیے گئے
 یہ سب مسائل یعنی مسئلہ جھوت غیر متفقہ ہے یہاں تک مجتبیٰ سے منقول ہیں وہی الوہبانیہ قال سے و صلح جاز الذہب دفع ظلم + او اہل الغرضی و اہل
 بظفر + اور وہبانیہ میں کہا جھوٹ بولنا درست ہے صلح بین المؤمنین کے واسطے یا دفع ظلم کے واسطے اور وہب سے جھوٹ بولنا درست ہے اور وہب سے
 وحشت بین مذہب اور لائی میں کذب درست ہے نہ فتح حاصل ہے نہ شراح وہبانیہ نے کہا کذب سے معارض مراد ہے نہ کذب خالص دیکھو فی کلام تعمیر
 خادم + من شارخویر افشا و انور + اور حرام میں نہ شکار کا دینا اور جی کرنا کر دے اور جو چاہے نہ لگائے علمائے کہا ہے کہ اپنے ہاتھ سے نوزہ لگا دے
 کہ ہے پر جی کرنا بلا ضرورت مکرور ہے اور ضرورت درست ہے اور بلا حیولت ثوب ران پر جی کرنا حرام ہے خواہ چاہے جالوں کی عادت ہے سو حرام ہے کہ انی نہ
 الوہبانیہ و فیفس منہا و برباع + من علم الاطفال فیہ دیوز + اور عادت گرفتہ مرد و جامع مسجد فاسق ہے اور اسی طرح جو ظلم کہ ایسے کے بڑھاو
 دہ گنہگار ہے نہ شراح وہبانیہ نے کہا تعلیم فی مسجد کو کسی نے فسق نہیں کہا یا ان اسکو گناہ کہا ہے تو ناظم کے کلام کی یوں توجیہ ہو سکتی ہے کہ جب اسے گناہ
 پر اصرار کیا تو فاسق ہو گیا و من قام رجلا تخلف فباز + فی غیر اہل العلم بعض یقرر + اور جو کھڑا ہو گیا کسی شخص کی تعلیم اور کرم کے واسطے تو جائز ہے اور
 جیسے علما غیر اہل علم میں اسکو ثابت رکھتے ہیں ہم شخص سے مراد مسلمان ہے نہ کہ فراسواسطے کہ اسباب میں مذکور ہو چکا کہ کافر کی تعلیم جائز نہیں اور بعضوں کے
 نزدیک قیام اہل علم کے واسطے مخصوص ہے خواہ چاہے قیہ میں ہے جو ز نقل الیہ بعض مطلقا + عن بعضہما فوق یملین بظفر + اور بعضوں نے یہ کہ
 تسل کرنا جائز کہا ہے مطلقا خواہ دلیل ہو یا زیادہ اور بعض فقہائے منقول ہے کہ دلیل سے زیادہ جائز نہیں ہم اسوسی نے ذکر کیا کہ یہ کہ یہ

کتب
 جامع
 جامع
 جامع

اٹھا لیا نادوسیل سے زیادہ قبل از من مکر وہ ہر ملاخلات اور بعد من کے نقل کرنا حرام ہے یا لا تعلق اور ناظم وہاں نہ نے ذکر کیا کہ جو انقل مستین دوسیل سے زیادہ اختلاف ہو بعض من کے نزدیک مطلقاً جائز ہو قبل من اور بعد من کے مسافت کم ہو یا زیادہ میت نے ایسی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو عند البر شراح وہاں نہ نے لکھا کہ یہ جو ناظم نے خلاف نقل کیا ہم اس پر مطلع نہیں علماء کے کلام سے اور ظاہر اسوسی کلام میں ہے و للزوجه التمسین لافوقی شیعہ: و من کرنا بقولہ الحب خطیر: اور نہ جب کا اپنا بدن موٹا کرنا مستوی طعام کھا کر درست ہو بشرطیکہ اسودگی سے زیادہ نہ کھائے اور نہ بچا تعویذ لکھو انما زوج کی محبت کیو اسطے ممنوع ہو تم تسین زوجہ بشرط رضاہ زوج جائز ہو حائے میں ہے کہ ایک عورت آیات تعویذ لکھو اتی ہرنا اسکا زوج اسکو چاہے اور ایسی طرف سے نفرت چھوڑے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ حرام ہو طلال نہیں اتھی ابن وہبان نے توجیہ ایسی یون بیان کی ہے کہ ایک طرف کا یہ بھی ہے اور سحر حرام ہے مکر وہ ان تسبیحی لا سقا حمله و اجاز عند حریف لا تصور: و عورت کا دوا پینا اپنے حمل کے استقا طے کے واسطے مکر وہ ہے اور استقا طے کا نذر کے سبب سے درست ہے جبکہ حمل کی صورت نہ بن گئی ہو تم حمل کا کرنا بلا عند براح نہیں اور عذر سے درست ہے بشرطیکہ صورت نہ بن گئی ہو عذر استقا طے ہے کہ مثلاً عورت لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور حمل رہنے سے دودھ جاتا رہا اور اس کے زوج کو دایر رکھنے کی قدرت نہیں ہے اور بلا کی طفل کا نفوت ہو تو اس صورت میں حمل کا کرنا دینا علانیہ وغیرہ سے درست ہے جبکہ حمل ٹھہرا ہوا اعضا نہ بن گئے ہوں دان اسفلت متافعی لفظ غرة و لوالده من عاقل الام تحضر: اور اگر عورت نے علان وغیرہ سے عروہ لٹکا کر دیا تو جنین میت کے باپ کے واسطے مان کی برادری سے غرض حاکم کیا جائے صغیرہ یضم عین تمیمہ عیارات پنج سو دم سے ہے جو ایک سال کے اندر لیا جائے اور اگر عورت کی برادری نہ ہو تو عورت کے مال سے اس قدر لیا جائے اور اگر عورت نے زندہ کر دیا پھر وہ مر گیا تو عورت کی برادری سے تو نہا تین سال کے اندر اور اگر برادری نہیں تو عورت کے مال سے اس قدر لیا جائے کہ کافی لفظا و سی و فی یوم عاشور اریکہ کلام: و الا باسن المعتاد حطا و یو جید اور یوم عاشور یعنی محرم کی دسویں تاریخ سرمد لگانا مکر وہ ہے اور کچھ مضائقہ نہیں خطہ محمد کی عادت میں ادنوا بہ: و بعضہم اختیار فی الکمل جائز بفضل رسول اللہ انوار مقرر: و بعضوں کے نزدیک یوم عاشور کو سرمد لگانا جائز اور مختار ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کے سبب سے تو وہی مقرر ہے م و جب کہ بہت سرمد ہے جو کہ علامت ہے دشمنان اہلبیت نبوت کی اس واسطے کہ زید اور ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے سرمد لگایا تھا اور دوسری روایت ہے کہ امشد کا سرمد لگایا تھا قتل امام کی رحمت سے تقبیہ میں ہے کہ خطہ محمد یوم عاشور میں کوئی اثر فوی دار نہیں لیکن ہمیں مضائقہ نہیں بریل حدیث میں وسیع علی وسیع استوعبہ سائر سنہ تو لوگوں نے اسی سے دست طعام کی عادت کی ہے کہ ان فی الخطا و سی و فی یوم عاشور و سفرا سعادت فیرو آبادی میں ہے کہ احتیاج صیام عاشور ثابت ہے اور سائر احادیث بفضل عاشور اور فضل سلوة و اتفاق و خضاب و ادیان و احتمالی و بلع حبوب و غیر ذلک مجموع موضوع و فتری ہر ائمہ حدیث نے لکھا کہ میں سرمد لگانا بدعت ہے کہ قائلین حسین کی بجا دہر شیخ عبد الحق و یاد سی سے سفرا سعادت کی شرح مکر وہ استقیم میں لکھا کہ احادیث بفضل عاشور اور تو س و قائل عظیمہ حنا پنج قبول توبہ آدم دفع اریس آسمان پر اور نجات براتیم کی آتش نہ دے اور ترائف کا کشتی سے اور ترائف توبہ کا موسیٰ پر اور تریہ شعیل کا اور نکلتا یوسف کا قید خانہ سے ہی طرح اور قائل انیسا علیہم السلام کے تین تین کے نزدیک و شیخ اور باطل ہیں بشرط طعام میں عیال پر احادیث ضعیفہ وارد ہیں کہ قدر درجہ خبر نقصان ہو سکتا ہے مکر وہاں زین الدین عراقی نے اپنی امالی میں طریقی سے حدیث مرفوعہ روایت کی کہ شریح علی عیال و اہل یوم عاشور وسیع استوعبہ سائر سنہ لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بعضوں کے نزدیک جن پر اور دوسرے طریقی سے بعضوں کے نزدیک صحیح ہے جو آج اصل صوغتی حق قرین ہے کہ اہل سنت کا طریقہ ہے کہ اس روز میں بدعات ردائیں سے بچا جو کھری وغیرہ سے اقتباب کرین اسی طرح بدعات تو صیب اور دشمنان اہلبیت سے پرہیز کرین چنانچہ اس دن میں عید کرنا اور ہمارا فرحت و آرائش کا سرمد لگانا خضاب کرنا یا تاب جدیدہ پینا اور توسیع نفقات کرنا وغیر ذلک کہ نہ حدیث صحیح سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے و نہ جاریہ اماموں سے اور نہ کسی کتاب تفسیر میں وارد ہے نہ ہی مافی مراد استقیم مختصراً و ضرب بعیدہ مراد جامعہ و ما جائز فی الامار و الاب یام: اور غیر کے غلاموں کو مارنا مالک کے

کتاب اخبار الملوک

یاد می آید که اس زمین ویران کو جس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ کسی سلمان یا زیدی کی ملکوت نہیں اور وہ درود واقع ہو گا تو اس سے اس طرح کے گرجے
بہت کم ہوتے ہیں۔ آج کے برسرِ خط یہ کہ وہ شخص فائدہ اور ہرگز نہ دے تو اس زمین تک اس کی آواز نہ سنائی دے تو وہ آباد کرنا اور مسلمان یا زیدی اس زمین کا مالک ہو جائے
اور اس کے نزدیک اور یہی قول مختار چنانچہ مختار وغیرہ میں صحیح ہے ساگر زمین ویران کسی مسلمان یا زیدی کی ملکوت ہو تو وہ موات نہیں ہے پھر اگر اس کا مالک
مسلو م ہو تو وہ لفظ یعنی لا وارث مال ہے زمین یا دشمن یا دشمن اسلام تصرف کرے اور اگر بعد اس کے ملک مالک ظاہر ہو تو وہ زمین اسی کو پھر دے جائے اور اس کے
نقصان کا نادران دے اگر زراعت کرنے سے زمین میں کچھ نقصان ہو گیا ہو زمین مذکور کا آباد کرنے والا مالک ہو گا اگر مسلمان ہو تو اس پر عشر واجب
ہو گا اور اگر زیدی ہو تو خرچ واجب ہو گا اور اگر خرچ کے باقی سے اس کو کچھ بچے گا تو اس کو اختیار ہو گا کہ فی الاختیار و غیر محمد عدم اتفاق اہل الفرقہ پر ہوتا
الاشیاء ثابت و نہ اظہار الروایۃ و بعضی کما فی زکوۃ الکبریٰ ذکرہ القسطنطینی و کذا فی البرجندی عن منصور بن قاضی خان ان الفتویٰ علی قول محمد صاحب
من الشریعۃ فی کیفیت لم یذکر ذلک بل یحفظ اور محمد نے اہل قریہ کی عدم احتیاج کو اس زمین کی طرف متنبہ کیا یعنی موات وہ زمین غیر ملک ہے جس سے اہل قریہ
منتفع ہوتے ہوں خواہ قرب ہو خواہ بعید اور یہی قول ہے امام غزالی نے کہ زمین کی طرف موات ہے اور اسی کا فتویٰ ہے چنانچہ فتاویٰ کبریٰ کی کتاب
الزکوۃ میں ہے ایسا ذکر کیا ہے کہ قسطنطینی نے اور اسی طرح برجندی میں ہے عن منصور بن قاضی خان کہ محمد کے قول پر فتویٰ ہے چنانچہ غزالی سے تعجب ہے کہ اس نے
اس کو کیوں بیان نہ کیا تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ قاضی خان میں ہے کہ صحیح تر قول موات میں وہ ہے کہ اگر منتہا آبادی میں ہی کمی کھڑی ہو کر بلند آواز سے
چلا دے تو جان آواز نہ ہو سکتا۔ وہ موات ہے اور یہاں تک آواز نہ ہے وہ آبادی کے کوئی ہے کہ وہاں تک ہوا نہ چلا دے وغیرہ کی اہل قریہ کو حاجت ہوتی ہے تو
قریشا یہ قاضی خان نے کسی اور کتاب میں جو کہ اس کے قول پر فتویٰ بیان کیا ہو گا و اللہ اعلم ان الاذن لہ الامام فی ذلک و قال علیہ السلام لا اذن حیاہ موات
مسلم مالک اس کا ہو جائے اگر امام نے اس کو آباد کر نہیں سکے دیا ہو اور وہاں جیسے کہ مالک ہو گا مالک ہو جائے بدون اس کے حکم کہ بھی ہذا و مسلما فادنی شرط الاذن اتفاقا اور
یعنی شرط الاذن امام اور عدم شرط ہر وقت ہو جبکہ وہ مسلم ہو اور اگر آباد کرنا اور زیدی ہو تو بادشاہ اسلام کا اذن بلا اتفاق امام و صاحبین کے شرط ہے و تو سنا امام علیہ السلام
اصلا اتفاقا قسطنطینی اور اگر آباد کرنا اور کافرستان میں ہو تو یہی اصل مالک ہو گا باقی اتفاقا قسطنطینی و لولہ کرنا بعد الحیاہ و زعماء غیرہ فلا یول الحق بہا فی الاصل و اگر
آباد کر نہ لے زمین کو چھوڑ دیا آباد کرنے کے بعد اور غیر شخص نے اس کو بویا تو بہت شخص اس کا زیادہ تر خداداد ہے صحیح تر قول میں و لولہ حیاہ رضایت تمام احاطہ الاجاہر جو انہما
الارضیتہ میں لے بغیر علی تعاقب تعین طریق الاول فی الاصل لرا البتہ اور اگر ایک شخص نے ویران میں آباد کیا پھر اس کے چاروں طرف سے آبادی چھٹی ہوئی
شخصوں کے آباد کرنے سے علی تعاقب نہ کیا گیا تو پہلے آباد کرنے والے کی راہ تھی زمین میں متعین ہو گیا مگر اگر سب نے کی آبادی یا شخص نے کی تو اس کی راہ مقرر
کرنے میں ہر طرف سے اس کو اختیار ہے اور اگر جواب اربعین چاروں شخصوں نے ساتھ ہی آبادی کی تو شخص اول جس طرف سے چاہے راہ مقرر کرے کذا فی عالمگیری
و من حرا رضا ارض غیرہ منہا بوضع علامت من حجر او غیرہ ثم اہلہا ثلث سنین و ہفت الی غیرہ و قبلہا ہو احق بہا و ان لم یملکھا لانہا علیہا
بالاحیاء و تعمیر لا مجرد التحیر و جسے روک ڈال زمین کو یعنی غیر کا تصرف دہان سے منع کر دیا پھر وغیرہ کی نشانی رکھ کے پھر اس کو چھوڑ دیا تین سال تک تو وہ زمین
غیر شخص کو دے جائے آبادی سے واسطہ دو تین سال سے پہلے وہی شخص انسانی رکھے والا زیادہ تر اس کا حقد ہے اگرچہ وہ اس کا مالک نہیں ہو گیا اس واسطے کہ آدمی
اس کا مالک ہوتا ہے آبادی اور تعمیر نہ فقط روک ڈالنے سے و لو کہ بہا و قرب علیہا المساعاۃ و شق بہا نہرا و بذر بہا فہو احیاہ بوسط اور اگر ویران
زمین کو چھوڑا یا نہر بہاں یا نہر سیلاب روکے گیا اس کے واسطے نہ کہ وہی یا نہیں چھڈا لے تو وہ اس کا دندہ کرنا اور آباد کرنا نہ کہ ان فی المبسوط مضاف بضم نیم
و لشدیدہ فون و یہ چیز جو سیلاب کے واسطے بنایا جاوے یا پانی کو ٹھاد سے ایسا نہ کرے غایتہ البیان اور مغرب میں اور مصباح العلوم میں ہے کہ مساعاۃ
اور نہر بہاں کے اندر بنائی جاتی ہے جس کا ستر کہتے ہیں کذا فی المطہادی اور قاموس میں مساعاۃ کی تفسیر عرم کی ہے اور عرم مشترک ہے سد وغیرہ و لا یجوز احیاء

۲۵۱

کتاب احیاء الموات

اراضی میں تہی سبب سخت ہونے کی اراضی کے اور باری اراضی میں نرمی سے تو حرم ہم گزشتہ بابہ کرنا چاہیے تاکہ زمین کا پانی دوسرے کنوئین میں منتقل
نہو جائے اور اسکو ہر ایک طرف منسوب کیا ہو اور بندی نے اس قول کو کافی کی طرف نسبت کیا ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تاکہ تا نا تا نا فائدہ گزشتہ زمین پر
مباحین کے قول پر فتویٰ ہو تو معلوم ہوا کہ امام اور صاحبین دونوں کا قول مفتی سے بڑھ جوی نے کہا جب حاجت کا اعتبار ہوا تو نقدیر کا تو مسئلہ میں
راف منوی مافیہ کذا فی الخطاوی اور حضرت با فی موات با ذرا لام کنوئین کا حرم ہم گزشتہ بابہ کرنا چاہیے تاکہ تا نا تا نا فائدہ گزشتہ زمین پر
لم سے کھودا ہو فلو فی غیر موات او فیہ بلا ذل لام لم یکن حکم کذا لک کذا ذکرہ المستفت تو اگر کنوئین موات میں نہ ہو یعنی غیر شخص کی زمین میں ہو موات میں
رون ذل سلطان کے تو اسکا حکم ایسا ہوگا ایسا ذکر کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں عبارت القستانی وغیرہ فرامی انہ و حفرتی ملک
الغیر لا یتحقح الحرم فلو حق فی ملکہ فہم من الحرم یا شاہد ولی ان المبار علی غلب علی ارض ترکہ المملک ادا تو اور فقہرنا غیر احیاء و موات کرنا ملک المملکت لا یعود
ولم یکن حرما لعمام جازا حیاء و اعزاء الی المصنرات و عبارت قستانی کی یون ہو اور ہمیں یعنی اس کے ماتر کے قول میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر کنوئین کھود
غیر کی ملک میں یعنی اس کے اذن سے تو وہ مستحق حرم کا نہیں ہو الا بشرط حرم کذا فی الخطاوی تو اگر اسے ملک میں کنوئین کھودا تو اسکو حرم رکھنے کا اختیار ہے
حقنا چاہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ اگر مانی غالب ہو گیا زمین پر اور مالکون نے اسکو چھوڑ دیا یا وہ مر گئے یا منقرض ہو گئے تو اس زمین کا آباد کرنا جائز
نہیں ہو اگر مانی وہ زمین اس طرح چھوڑ دے کہ جسکا عذر زمین کی طرف ہوگا اور زمین آباد کی حرم نہیں ہو تو جسکا آباد کرنا درست ہو اور اس قول کو
قستانی نے مصنرات کی طرف نسبت کیا ہے و حرم یعنی حسماتہ ذراع من کل جانب کیانی احدثہ اور چشمہ آب کا حرم ہم گزشتہ بابہ کرنا چاہیے تاکہ تا نا تا نا فائدہ گزشتہ زمین پر
چشمہ حدیث میں ہریم ابو یوسف نے کتاب الخراج میں زہری سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرم ہمیں ۵۰ گز ہے اور
بیر عطن کا حرم ہم ۴۰ گز ہے اور بزر باض کا حرم ۶۰ گز ہے کذا فی العینی شرح المسدات دالہ اس ہے المسدۃ و ہوت بعضات و کان ذراع المملک ای ملک لاکا
سبع قبضات فلسفہ قبضۃ درگز سے مسد چھوٹا گز چھوٹا گز کا اور سلطان کا مسد کا سات ٹھہری گز تھا سو ہمیں سے ایک قبضہ ہم کر ڈال لیا و منع غیر
من الحفر وغیرہ فیہ لانه ملک فلو حفروا ولی رومہ او ہینہ و تمامہ فی الدرر اور صاحب حرم کا غیر منع کیا جائے کنوئین وغیرہ کھودنے سے حرم میں سوا
نہ حرم تو چشمہ اور کنوئین دانے کی ملک ہے تو اگر غیر شخص حرم کے اندر کنوئین کھود گیا تو پہلے شخص کو اسکا پاؤں دینا یا بقدر نقصان تاوان لینا درست ہے اور اسکا
پورا بیان در زمینہ و لو حفرا ثانی میرانی مفتی حرم امیر الاولی با ذل الامام فذہب ماہ امیر الاولی و تحول الی ثانیۃ فلا شر علیہ لانه
غیر متعدد الماکتہ الارض لایملک فلا تخصیص کنہی حالتا بحسب حالات غیرہ فلسفہ است اکانوت الاولی بسبب فائدہ لاکر علیہ دروز یعنی اور
اگر دوسرے شخص نے کنوئین کھودا تھا اسے حرم میں یعنی ہم گز کے بعد پہلے کنوئین سے سلطان کے اذن سے پہلے کنوئین کا پانی جاتا رہا اور دوسرے کنوئین کا پانی
منتقل ہو گیا تو حافرتانی پر کچھ تاوان نہیں ہوا اسلئے کہ وہ متحد نہیں ہو اور جو پانی زمین کے نیچے ہے وہ مملوک نہیں تو اس کے ساتھ کچھ فصاحت نہیں اس شخص کے ہاتھ
جسے دوکان بنائی غیر کی دوکان کے برابر پہلو میں سو پہلی دوکان دوسری دوکان کے سبب کا سد ہو گئی جاری نہ رہی تو یہ کچھ موافقہ نہیں کذا فی الدرر
دار یعنی وغیرہ لو ہم جہاد وغیرہ فلسفہ ان یوافدہ قیمۃ لا ینبار احدہما و صحیح اور یعنی میں ہے کہ اگر ایک شخص نے غیر کی دیوار گرا دی تو دیوار کے مالک کو اسکی
قیمت کا مواعظہ ہو چکا ہے نہ دیوار بنا دینا کسی قول صحیح و لکھا فرائضانی ہریم من کو جب التلاۃ دون چاہا الاولی سبق ملک الاولی فیہ و نہ تھا
حرم کے دوسرے کھودنے دانے کا قین طرف سے حرم ہے پہلے کنوئین کی جانب سے ہوا اسلئے کہ حافرتانی کی ملک میں سبقت کر گئی و للقتاۃ ہی مجری الماکتہ
الارض حرم بقدر ما یملکہ لالقاہ الطین و نحوہ و عن محمد رحمہ کا لیر و لو غیر الماکتہ کا لیر و فی الاختیار فوضہ لای الامام اسکو با ذلہ و الا فلا شہد ذکرہ امیر حبشی
اور کاریز یعنی پانی بننے کا مکان زمین کے نیچے اسکا حرم بقدر اس کے صلاح کے ہے اندر کی مٹی ڈالنے کے واسطے اور اسکا ایک اور مذہم ہے یہ ہے

مالک بنین اسکو اسکی تہیک بھیج وجہ تہیک کے درست ہو گا اس سے ارادہ گھاس ہو خود رہو سے تو صاحب میں اسکا مالکانہ نہیں تو اسکو جمل باواس
 وہ اسکا مالک ہو گا برخلاف خیرت کے اگر وہ خود رہو کہ اسکی آوی کی زمین میں تو صاحب میں اسکا مالکانہ ہو اسکو کوئی نہیں سکنا بلا اذن صاحب میں سکنا
 سے وہ اگر اسکو جو جنگل میں کسی آدمی نے جلائی ہو تو اس میں سب شریک ہیں تو اگر وہ سزا دی آئے اور اس کے گرد ٹھیکر تاپا یا ہے یا اسکی زمین پر سیاہا ہے یا
 چراغ روشن کیا چاہے تو آگ جلائے والا اسکو روک نہیں سکتا اور اگر اپنے موضع ملک میں گدلاوے تو اسکو اپنی ملک سے شفاعت سے روکنا درست ہے جلائے کی روکنا
 لینا غیر کی ملک سے جائز نہیں بدون اس کے اذن کے اور غیر ملک سے لینا درست ہے اور طلب کی نسبت کسی کا ٹون یا جماعت کی طرف مغربین جنگل یہ معلوم ہو کہ
 یہ اسکی ملک ہو اور اگر ٹیان جمع کرنے والا نقطہ جمع کرنے سے مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اس سے کسی سے نہ مانندی ہوں کذا فی اخطا دی و حکم اسکا و حکم المار فی مال
 الما مالک اما ان تقطع وترفع الیہ والا تتركه لیاخذہ فہو رایہ بری علی او گھاس کا حکم پانی کے حکم کے مانند ہے تو مالکانہ نہیں کہا جاوے اگر وہ اپنی زمین میں ہے
 دے کہ یا تو گھاس کا طریق طلب کو دے اور زمین تو اسکا روکنا چھوڑ دو وہ نے جتنا اسکا چاہے کذا فی الی علی ہم گھاس کا ٹون دینا اس وقت پر کہ جنگل برباد ہے دوسری زمین
 میں سب گھاس ہو جو نہ ہو کذا فی الی مالگیریہ ولو نسیم الما و ہو سچان علی نفسه و وابستہ لعلش کان لہ ان لبقا لکہ لاسلح لاخر عرضی ہمدانہ اور اگر مالک
 شخص دوسرے کو مباح پانی سے روکے اور وہ ڈرنا دواپنی جان اور اپنے جانور کے ہلاک ہو جانے سے پیاس سے تو اسکو اس سے ملنا درست ہے ہتھیار سے بدل
 اس اثر کے جو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے و ان کان حرجزانی الا وانی قاتلہ بغیر اسلح کطعام عند جمعہ در و اذ کان فضل عن حاجتہ
 لملکہ بالاحراز فصار لغير اسلح و فی فی البیرونی و نحوہ الا وانی ان لبقا لکہ بغیر اسلح لایہ ترکب معیتہ فکان کالغیر کا فی اور اگر پانی بھر رکھا ہو برتنوں میں اور چون
 ہلاکی کا ہو پیاس سے اور مالک پانی نہ دیتا ہو تو پیاس اس سے بدو ہتھیار کے رٹے یعنی لاشی وغیرہ سے رٹے نہ تلوار سے جیسے کوئی طعام سے روکے
 خدمت گرسنگی کے وقت کذا فی الدرر درنا ہن شرط ہے ہر جگہ پانی اسکی حاجت سے زیادہ ہو بسبب مالک ہو جانے اس شخص کے بھر کھنے سے تو پانی لاشی
 کے مانند ہو گیا اور بعضوں نے کہا کونین وغیرہ کے پانی روکنے میں بہتر ہے کہ بدو ہتھیار کے اس سے رٹے ہو اسلح کہ مائع ترکب ہو گا کذا
 تو لاشی سے و انما منہ تفریک ہو کا فی یعنی ترکب معیتہ مستحق تفریک ہو نا چرنا دیا و زر جو اسلح و کری نہ از صفہ غیر ملک میں بیت المال نان لم
 لیکن شہ او بی بیت المال کسی ہتھیار اس علی کہ یہ ان متغوا عند دنا لضرارہ و غیر ملک کا کو ذایت المال سلطان سے ہو سوا گردان یعنی بیت المال
 میں کچھ مال نہ ہو تو لوگوں سے زبردستی کرنا چاہیے اس کے کھدوانے پر اگر وہ انکار کرتے ہوں اس سے یہ زبردستی جو دفع فر کر اسلح سے بہ کسر ہو کہ عوم مال
 سرت کریں مصالح پر اپنے اختیار سے لہذا سلطان کو بڑھ کر نا درست ہو جیسے لشکر اسلام کے سامان کو اسلح جبر درست ہو کذا فی الجوی و کری لہذا ملک
 علی ابل و بھر من ابی منہم علی ذلک اور ملک نہ کر گا کو ذنا و ضمان کرنا مٹی سے اس کے مالکوں پر ہو اور جو نہیں سے انکار کرے اس پر زبردستی کی جائے و فی لہذا
 لایجبر اور بعضوں نے کہا کہ نہ خاص میں جبر نہ کیا جاوے نہ نہ خاص وہ جبر نہیں شفعہ و جب ہو اور نہ عام وہ جبر نہیں شفعہ و جب نہ ہو اور اسکی تہید میں خلات ہو
 بہتر قول اس میں یہ ہے کہ اگر نہ کے شریک سو سے کتر ہیں تو شرکت خاص ہو اس میں استحقاق شفعہ ثابت ہو اور اگر شریک سو ہیں یا زیادہ تو شرکت عام ہو اس میں
 ہر شریک کی دسٹے شفعہ و جب نہیں بلکہ شفعہ سے اس کی دسٹے خاص ہو کذا فی یعنی دل ری چون ان بار القاضی نعم اور کیا خج کرنے والے نے فرج کرنے والے
 سے بھر نیلے یا نہیں تو اگر یہ خج کرنا قاضی کے حکم سے ہو تو رجوع درست ہے اور زمین تو درست نہیں مؤتہ کری لہذا شریک علیہم من اعلاہ اور نہ شریک کے
 کھودنے کا خج شریکوں پر ہو نہ کے ادب کی جانب سے ہم بیان ہو گا یوں کہ اگر نہ کے دس شریک ہوں تو کھودنے کا خج ہر شخص پر دسواں حصہ ہو
 تاکہ ایک کی زمین سے نہ بچاؤ کرے تو اس وقت میں خج نہ کرنا باقی لوگوں پر ہے گا ہر شخص پر فواں حصہ فان جا و اراض رجل منہم پرے
 من مؤتہ الکرسی و قالا علیہم کری من اولی اے آخہ با حصص کما یستودون فی استحقاق شفعہ بھر اگر نہ بڑھ جائے ایک شریک کی

زمین سے تودہ برسی ہو گیا کونے کے خرچ سے اور صاحبین نے کہا کہ سب فریکون پر کھودنے کا خرچ ہر اول سے آخر تک بقدر حصوں کے جیسے وہ سب بڑا
 ہیں شرب میں ہم بہترین چمکناک شایہ کشانی استحقاق اشغفہ یعنی جیسے وہ برابر ہیں شغفہ کے استحقاق میں چنانچہ پہلی میں ہر اس واسطے کہ حق شرب شرکون کو
 مخصوص نہیں کذا فی لفظاوی دلا کر علی اہل الشفہ اور کھودنا واجب نہیں پانی پینے والوں پر یعنی اس واسطے کہ وہ نہر کے مالک نہیں بلکہ حق توقفہ
 شرب میں ہر جبکہ پانی موجود ہو و نصوح دعویٰ شرب بغیر ارض استحسانا اور پانی کی باری کا دعویٰ بدون زمین کے درست ہے اور اسے استحسان کہم و درجہ
 یہ ہر کہ باری مرغوب فیہ اور تعلق کے لائق ہے اور یہ ممکن ہے کہ آدمی بدون زمین کے میراث یا وصیت سے مالک ہو باری کا اسلئے کہ گاہے زمین بک جاتی ہے
 پانی کی باری کے توقفہ باری کا باقی رہنا تصور ہو بدون ارض کے و اذکان لرحل ارض و آخر فہما نہر و ادرب الاصل ان لاجری نہر فی ارض ملک
 ذلک و تیر کہ علی حالہ اور جبکہ ایک مرد کی زمین ہو اور دوسرے شخص کی اس زمین میں نہر ہو اور زمین کا مالک چاہے کہ انکی زمین میں نہر جاری ہے تو انکو
 اس روکنے کا اعتبار نہیں درجہ نہر کو اس کے قدیمی حال پر و ان ممکن فی یدہ و لم یکن جاریا فیہا اس کی الاصل فعلیہ لہذا ان نہر نہر نہر نہر نہر
 کان نہ مجرہ فی نہر انہر مسوقہ مستقر حصیہ اور انہر اس کے تصرف میں نہ یعنی اس کے درخت نہن نہر کے کٹا ہے پر کذا فی العینی اور اس زمین میں جاری نہر
 اسکا جاری ہونا زمانہ ماضی میں معلوم نہ تو دعویٰ پر بیان اور ثابت کرنا گواہوں سے لازم ہے کہ یہ نہر انکی ملک ہو یا اسکا پانی اس نہر میں جاری تھا انکی مددگی تھی
 مدعی کی زمین سینچنے کی واسطے م تودہ نہر قد کان کا و مدعی ادھر اس واسطے کہ دعویٰ ملک نہیں ہے یا حق اجراء میں چنانچہ پہلی میں صبح ہر کہ نہر لفظاوی علی نہر
 المتعب فی نہر او علی سطح او لیسر اب و امشی فی داغیرہ فحکم الاختلاف فیظیرہ فی شرب یعنی اور ہر قیاس پر پانی گرنے کا مکان ہر نہر میں یا
 پر دلی ہر اقیاس پر نہر یا راہ سب مذکور دوسرے شخص کے گھر میں واقع ہیں تو ہم اختلاف تخصیص کا حکم پانی کی باری کے حکم کے مانند ہم مصب یعنی آبیز
 سے مراد پانی کے وہ فضلات ہیں جو وضو یا غسل یا نہر کا پانی نہر میں یا چھت پر گرا ہو یعنی اگر قدیم سے دوسرے کی نہر میں فضلات مذکورہ گرا کرتے ہیں کسی کے گھر میں
 دوسرے کا پر نہر یا راہ واقع ہو تو وہ انکو منع نہیں کر سکتا اور اگر دعویٰ کے وقت انہر مذکورہ موجود نہن تو اسے گرا ہونا ہے اپنا دعویٰ ثابت کرنا لازم ہوگا زمین
 قوم خصمو انی شرب فہو نیم علی قدر ارضہم لانه المقصود نہر شرب ہر ایک قوم میں انھوں نے جگہ لکھا زیادتی اور کمی باری میں تو باری انکے دیا نہیں بقدر انکی ارض
 کے ہوگی اس واسطے کہ باری سے تو زمین کا سینچنا مقصود ہے یعنی پانی کی حاجت مختلف ہوتی ہے باعتبار ارضی کے تو ہر شخص کا حق بقدر انکی زمین اور حاجت کے
 ہوگا اختلاف اختلاف قسم فی طریق فائزہم سینودان فی ملک رقبہ بلا اعتبار سعة الارض و سعة الارض المقصود الاستطراق بخلاف راہ کے ختلان کے کہ قطار
 کی ملکیت میں ہر شریک بابرین بلا اعتبار کثرت ادگی اور کمی گھر کے ہوا سیکہ مقصود راہ و درخت ہر اور مختلف نہیں ہر کثرت ادگی اور کمی سے لیس لاجل شرب کا و فی
 انہر ان شتی منہ نہر او مصیب علیہ رحی لاجری وضع فی ملک ولا غیر نہر ولا جاء و قایہ اور نہر کے شرکون میں کسی کو دست نہیں ہے کہ اس سے دوسری نہر جاری کرے
 یا اسے نیچے قائم کرے کہ وہ نیچے قائم کرنا دست ہے جو خاص انکی زمین میں واقع ہو اور نہر اور پانی کو ضرر نہر کذا فی الواقع ہم نیچے قائم کرنا اس واسطے درست نہو
 نہر کا کنارہ ٹوٹا ہے اور کنارہ ٹوٹنے سے پانی بیکارہ جاتا ہے کام میں نہیں تا نہر کے عدم ضرر سے مراد یہ ہے کہ اسکا کنارہ نہ ٹوٹے اور پانی کے عدم ضرر سے مراد یہ ہے کہ اسکا
 ہر نے میں خلل واقع نہو اور ایتہ کناخوہ او جسر او فخر او قایہ قائم کرے نہر نیچے چلے جائے دلاب یا قائم کرے چوٹی بل خشی اور نیچے بل تو شریک کو جائز نہیں
 اور یوسع فہم نہر اقسیم بالا یام و کان نہر قد کانت لقسیمہ بالکوی کسیر الکات حج کوہ بفتحہما انقب لان لقدم تیر کہ علی قدر شعور حق فیہ ایک شریک
 نہر کا و انہر کثرت ادگی یا پانی کی قسمت دونوں کے شمار سے کہ حالانکہ قدیمی قسمت تھی پھر رقبہ کے تو یہ سب مورد دست نہیں اس واسطے کہ قدیم چیز اپنی قدیمت
 پر چوڑی جاتی ہے نہر شرب ظاہر ہونے حقیقت کے قدیمت میں کوئی کسکاف حج ہو کہ وہ یعنی رقبہ ہم اصل انکی رقبہ بت ہے لیکن یہاں مستعار ہے کہ نہر
 کے منافع آب کے واسطے کذا فی الخرب اولیوق تصبیتہ الی ارض لہ آخری لیس لہ منہ اس میں نہر شرب یا شرب لہا کے اپنا حصہ پانی کا

سودرم ہوا اور باری کے ساتھ ۱۲۵ درم تو ۲۵ درم بہت کے دین میں جنت ہوں ولا یضمن من ملأ أرضه أو فترت الأرض جازرہ اور وقت
 لازم سبب غیر متعدد ہوا اذا استقام استقاماً مستقماً اذا تجلأ أرضه عادة والا یضمن وعلیہ الفتویٰ وذا دان نہ دیگا شخص جسے اپنی زمین میں پانی بھر اسوا
 پڑوسی کی زمین نے اسکا پانی سوک لیا یا اسکی زمین غرق ہو گئی ایسے کہ وہ سبب غیر متعدی ہو اور سبب میں تاوان اسوقت ہوتا ہے جبکہ تعدی ثابت
 ہوا اور یہ یعنی عدم تاوان اسوقت ہے جبکہ اسے عادت کے موافق سینچی ہو اور باعتبار عادت کے اسکی زمین سقندر پانی کی کھلی ہو اور اگر عادت سے
 زیادہ اُس نے پانی بھر لیا ہو دے اور پڑوسی کی زمین ناقص ہو گئی ہو تو اسے تاوان لازم ہوگا اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ فی الذخیرۃ ہذا اذا سقی فی نوبتہ
 مقدرا حصہ واما اذا سقی فی غیر نوبتہ اور اعلیٰ حصہ یضمن علی ماقال سماعیل الزاہرستانی اور ذخیرہ میں ہوا اور یہ یعنی عدم تاوان اسوقت ہے جبکہ اُس نے
 اپنی باری میں اپنے حصہ کے موافق سینچی ہو اور اگر باری کے سواے میں سینچی ہو یا اپنے حصہ سے پانی زیادہ لیا ہو تو اسے تاوان لازم ہوگا
 بموجب قول اسماعیل زاہد کہ کذا فی نعمتانی ولا یضمن من سقی أرضه أو زرع من شرب غیرہ بغیر ذلک فی ردیۃ الاصل وعلیہ الفتویٰ شرح دیباچہ
 واین الکمال عن الاستلاستہ لما مرانہ غیر مستقوم اور تاوان نہ دے وہ شخص جسے اپنی زمین یا زراعت سینچی غیر شخص کی باری سے بدون اُس کے اذن کے
 اصل کی روایت میں اور اسی پر فتویٰ ہے چنانچہ شرح دیباچہ اور ابن کمال میں ہر خلاصہ سے اسوقت تاوان نہیں کہ مذکور ہو چکا کہ باری کا پانی مال مستقوم
 نہیں ہر دو تصدیق نذر الحسن لبقار الماء المحرم فیہ غلات الحلف المصنوب فان الدابة اذا شربت به اعدم وصار شئاً آخر نعمتانی اور اگر اُس کے
 پیدا ہو دے غلہ یا پھل کو خیرات کرے تو خوب ہر سبب باقی رہنے وام پانی کے زمین بطلان مصنوب چارے کے اس لیے کہ جب جانور موٹا ہو گیا
 چارہ کھانے سے تو چارہ ختم ہو گیا اور دوسری چیزیں لیا یعنی خون اور گوشت ہو گیا کذا فی نعمتانی فان تکرر ذلک مستلزم لاضمان وادبہ
 الامام بالضرر ورجس ان راس الامام ذلک خانیہ وتمامہ فی شرح الوہابیہ پر اگر یہ یعنی غیر کا پانی لینا چند بار واقع ہو اُس شخص سے تو
 تاوان نہیں اور تکرر سے اُس کو حاکم مارنے اور قید کرنے سے اگر حاکم اُس کو مصلحت جانے کذا فی الجانیہ اور اسکا پورا بیان شرح دیباچہ میں ہر دو قال
 وجز بعض مشائخ بلخ بیع اشرب لتعال اہل بلخ وبقیاس تبرک بالتعال ووقوف بانہ تعال بلکہ واحدة او مصنف دیباچہ نے کہا اور بعض
 مشائخ بلخ نے پانی کی باری بچے کو تجوز کیا ہے بسبب رواج اہل بلخ کے اور قیاس متروک ہو جاتا ہے رواج کے سبب سے اور یہ تجوز تو ٹوٹی سی
 ہے اس طرح کہ یہ ایک شہر والوں کا رواج ہے یعنی اور ایک شہر والوں کے رواج سے قیاس متروک نہیں ہوتا وافتی النامی عنمانہ ذکرہ فی جواہر نعمتانی
 قال وفتنہ الحکم بصحۃ بنیہ علی حفظ اور نامی نے فتویٰ دیا ہے اُس کے تاوان کا یعنی جو غیر کا پانی بلا اذن کے یہ مذکور ہے جو ہر افتادی میں اور یہ کہا ہے کہ باری
 کی بیع کا حکم نافذ ہو جاتا ہے تو اُس کو یاد رکھنا چاہیے اس فتویٰ میں نامی متقدم ہر نوع ضمان کا محاض ہوگا اور عدم ضمان صحیح تر ہے چنانچہ تلخیص میں
 ہے اور وصیت بیع کا حکم نافذ ہوگا اس وقت کہ ثابت ہو چکا ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے غیر معتد قول پر حکم کرے کذا فی الطحاوی قلت دنی اہدایہ وشرہما
 من بیع الفاسد یضمن بالانفاق طوسی ارض نفسه باو غیرہ مضنہ ویرجم فی الثقات ہما فاقم میں کہتا ہوں اور ہر ایہ اور اُسکی شرف میں بیع فاسد سے
 یہ مذکور ہے کہ ضمان لازم آتا ہے تلف کرنے سے تو اگر اپنی زمین سینچی غیر کے پانی سے تو مالک کو تاوان دے اور اسی قول پر یقین کیا ہے نقایہ میں بیان
 ہو اُسکو سمجھ لیں شارب نے اشارہ کیا کہ صاحب نقایہ نے اس مقام کے سوا اور مقام میں جو ہر کے موافق یقین کیا ہے قلت وقرأ علیہ الفتویٰ فتیہ میں
 کہتا ہوں اور بہتہ مذکور ہو چکا وہ قول حنفی ہے تو خبر دار رہا م راہ جوہر کا فتویٰ ہے عدم ضمان کا جو شرح دیباچہ سے مذکور ہو چکا نہ نامی کا فتویٰ
 کذا فی الطحاوی دنی الوہابیہ سے وفاق بشر ابی یس بنیامین وضمنہ بعض واما غیرہ اور وہابیہ میں ہے اور سینچنے والا غیر کی باری سے ضمان
 نہیں اور یغنون نے اسے تاوان لازم کیا ہے اور جو قول عدم ضمان کا گزرا تھا ہرگز سے واما جوہر اخذ التراب الذی علیہ جوہر نہ دون اولیٰ ثمرہ اور

فقہائے اُس شہر کا لیتا جو مندر کے چوڑے پر پہنچ کر زمین کیا ہو بدو ن اذن مالک کے قوانین کے لیے کہ وہ لاخضر و نہاد اتقوا راہہ منو
فی حرم میں یا منتقل ہو رہا اور اگر لوگوں نے نہر کو دی اور اُسکی شہر باہر ڈالی تو اگر نہر کے حرم کے اندر ڈالی تو مٹی کے دیوار سے اُٹھانے کا حکم نہ ہو کام صورت اسکی ہے
کہ ایک قوم کی نہر پر دوسرے شخص کی زمین بن اور ان لوگوں نے نہر کی مٹی اسکی زمین میں ڈالی تو اگر مٹی حرم کے اندر ہے تو صاحب زمین مٹی اُٹھانے کا
اُسے مواخذہ نہیں کر سکتا اور اگر مٹی حرم کے باہر ڈالی ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ اُسے نقل تراب کا مواخذہ کرے یہ دونوں مسئلے وہابیہ کی بددیواری میں
مذکور تھے شراح کی وہ مطلب ایک بیت میں بیان کر دیا کہ ذی النطاوی و الصد تعالیٰ اعلم و استغفر اللہ الحسین المکریم

کتابخانه

یہ کتاب ہر شراب یعنی شرابوں کے احکام میں ہم اکثر ہر قسم کے حرام ہونے کی خوبیاں ظاہر ہیں اس لیے کہ ذیل عقل ہیں اور عقلی شرف الاشیاء و جہ سے آکر
مستاز حیوانات سے اور انہی سے خطاب شرعی متعلق ہے لیکن خمر اگلی انہوں پر مباح تھی اگلی طول اعمار اور جسامت ابراہان کے سبب سے تو یہ سبب اپنی قوت کے
آفت شراب کے تحمل تھے اور انہیں مستی غالب نہ تھی تو انہی اباحت میں ان کے واسطے مصلح تھی کثرت منافع کے سبب سے اور یہ بہت تو کم عمر اور ضعیف البدن ہر گز
مستی غالب ہو جاتی ہے شراب قلیل سے بھی اس لیے کہ ان کے قی میں یہی مصلح تھی کہ خمر بالکل قلیل یا کثیر یا غیر حرام ہو اور ابتدا سے اسلام میں سو اسطے مصلح ہوئی تھی انہی
خمر کو معائنہ کر لین ہر جب حرام ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ یہی دین تھی ہر یہ چیز حرام ہونے کے لائق تھی کذا فی ایضی طحاوی نے کہا کہ مستی اور فساد میں ہر چیز حرام
اور خمر کا ٹھوڑا بھی مباح نہ تھی ہر حرام ہوا اگلی تعلیم اور کرم کے واسطے نام از شرع میں واقع نہوں کیونکہ یہ بہت شہود باخبر تھے ہی جمیع شراب و شراب لائق
شراب در مصلحا کا ایسا کہ شراب جمیع ہر شراب کی اور شراب لائق عرب میں عبارت ہے ہر جزو فریق سائل سے جو پی جائے چنانچہ پانی اور رس اور شراب و عرق و واہ
طال ہو یا حرام نہ کہے یا نہ کہے اور اسطرح شرع میں شراب وہ ہر جوش کہے ست ہر ہوش کو دے ہم عرف ہندوستان میں شراب اسکو کہتے ہیں جو دیگر
ڈال کر بطور عرق کے کشید ہوا اور شکر کے خواہ انکو کا عرق ہو خواہ اور پھل کا خواہ اگر گوارا و لحم منہا اربعۃ الالواح اور شرابوں میں سے چار قسم کی شرابیں حرام ہیں یعنی خمر
اور طحا اور سر اور فسخ و سبب چنانچہ تفصیل اسکی آگے معلوم ہو گی ہم اصولی شراب چار چیز ہیں ایک تو خمر یعنی پھل مثل انگور اور کھجور اور بوز یعنی انگور خشک ہر
ایل ہندو کہتے ہیں دوسرے جو بیج کے گھونڈا جو اور جو از تیر کے شیریں خیرین چنانچہ شکر اور گڑ اور شہد چوتھے البان یعنی اونٹ کا دودھ اور گھوڑے کا دودھ
سوا انکو سبب پنج یا چھ شرابیں ہستی ہیں یعنی خمر یا دق اور منقہ اور شلت اور خج یعنی خجہ اور منقہ سے دوسرے میں ہستی ہیں یعنی فسخ اور ہند اور کچھ سے تین شرابیں
ہستی ہیں یعنی شکر و تھیں اور فسخ اور ہند اور خوب اور خواہ اور شہد و غیر اسے ایک ہی چیز ہوتی ہے اگرچہ نام اس کے چند قسم کے ہوتے ہیں تو یہ گیارہ یا بارہ نام
ہوے سو شراب کی تفصیل یہ ہے کہ جب انگور کا عرق خور دیا تو اسکو عصیر کہتے ہیں جب تک وہ شیریں ہے ہر جب وہ جوش کا کھا جاگ دیا اور کڑوا ہو گیا اسکا
نام خمر ہے اور جب کٹا ہو گیا تو وہ سرکہ انگوری ہے اور اگر انگور کے عرق کو ٹھوڑا آگ بریک یا باک منقہ سے کم جلا پھر وہ جوش کا کھا جاگ لایا تو اسکا نام بادہ ہے اور اگر
ہیران تک پکا یا باک منقہ باقی رہا تو وہ نصف ہے اور اگر اتنا پکا یا کڑوا تھا کہ حل کیا تو اسکا نام شلت ہے اور شلت کو جب پانی ڈال کر تھلا کیا پھر اسکو پکا یا تو اسکا نام خجہ ہے
اور اسکو بھوئی اور با پونہی بھی کہتے ہیں اس لیے کہ ابو یوسف رحمہ نے مارون شہید کیواسطے اسکو مرتب کیا تھا اور جبوری اور حمیدی بھی اسکو کہتے ہیں اور منقہ سے
فسخ اور ہند بناتے ہیں فسخ یہ کہ منقہ کو پانی میں چند روز رکھا ہیران تک کہ پانی شیریں ہو گیا اور ہند یہ کہ منقہ کا پانی ٹھوڑا پکا یا گیا اور کچھ سے سرکہ
اور فسخ اور ہند بناتے ہیں سرکہ کا پانی ہر خمر خجہ کا اور فسخ کا پانی ہر کچھ کا اور ہند خجہ کا اگر کچھ کا پانی ہے جو ٹھوڑا سا پکا یا گیا کذا فی ایضی
وقاضی خان مطلقا الادل الخمر وہی الی بکسر النون فسخید میں مار لعنب اذا غلی و استمد و فزت ای رمی بالزبد ای الزخوة
چار حرام شرابوں سے پہلی شراب خمر ہے اور خمر کا پانی ہے انگور کا جب کہ وہ جوش کھائے اور ابلے اور شہد اور کڑے اور جھاگ ڈالے

تسارح نے کہا کہ بکسرفون اور تشدید یا جو تھانہ ہے اور بد بفتح زائجہ و بار موحہ مبارک پر غزوہ سے اور غزوہ کو ہندی بن جہاگ اور چھینا کہتے ہیں جوش سے
 مراد جوش کامل ہے اس طرح پر کہ نیچے کا پانی اور ہر جوب ہے اور اوپر کا نیچے کو ذی الطحاوی اور شند اسے مراد قوت اور کثرت ہے جوش کھانے کی جس سے ست
 کر دینے کی قوت حاصل ہو جائے اور بعضوں نے کہا کہ شند اسے وہ حالت مراد ہے جو شراب کے جوش کو فہم اور درک سے روکے اور بعضوں نے کہا مساحت
 اسکا یعنی مسحت کر دینے کی بیاقت مراد ہے کہ انی بنیۃ یعنی دم لتیر طلاق ذوق و بے قانت التکتہ وہ اخذ ابو حفص الکبیر وہو الانہر لکافی الشرب بلا لیں
 الموہب و بانی مایفیدہ اور صاحبین رح نے خر کی حقیقت میں جہاگ ڈالنا شرط نہیں کیا یعنی نقطہ غلیان اور شند اسے نشہ حاصل ہو جاتا ہے بد
 جہاگ ڈالنے کے اور یہی قول ہے تیغون اماموں کا اور اسی قول کو ابو حفص کبیر نے لیا ہے اور یہی قول ظاہر ہے چنانچہ شرب بلا لیں میں وہ ہے منقول ہے
 اور آگے آویگا جو اس مطلب کو مفید ہے یعنی قولہ وکل حرام از غلی و شند ص صاحبین رح کی دلیل یہ ہے کہ لذت طلب اور قوت مسکرو شند اسے حاصل ہو جائے
 اور اور یہی خوشی و ایقاع عداوت اور نکاح کے روکنے میں اور جہاگ ڈالنا وصف زائد ہے اسکو مستی پیدا کرنے میں تاخیر نہیں اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ غلیان
 شند اسے وہ ہے کہ شند اسے صافی ممتاز ہو جاتا ہے مگر اسے اور حکام شرعی جو شرب سے متعلق ہیں وہ صافی
 شند اسے وہ ہے کہ شند اسے صافی ممتاز ہو جاتا ہے مگر اسے اور حکام شرعی جو شرب سے متعلق ہیں وہ صافی
 میں چنانچہ حد اور کثیر مستحل اور مانند اسکے لحد اسقاط حکام نہایت و کما یزید کذا فی الزبیدی وقد تطلق الحرقۃ علی غیر ذلک جازاً اور کما ہے عمر کا اطلاق ہوتا ہے
 غیر ذلک پر باعتبار مجاز کے ہم ابن اعرابی امام اہل لغت نے کہا خمر اسو اسے نام ہوا کہ وہ کھگی گئی یہاں تک کہ خمر ہو گئی اور خمر عبارت ہے تغیر رخ سے
 اور بعضوں نے کہا کہ خمر نام ہوا اسکی مخامم کے سبب سے عقل کو وہ چھپا ڈالتی ہے قول اول حنفیہ کے موافق ہے اور قول ثانی اللہ عنہ کے موافق ہے اور سو اسطیکہ
 آگے نزدیک ہر مسکر خمر ہے اور دلیل اسی وہ احادیث ہیں جو مطلقاً کی مفید ہیں چنانچہ مسلم کی حدیث کل مسکر خمر وکل مسکر حرام اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جو
 تعریف خمر کی ہے جسکی ہر اسیر اہل لغت کا اتفاق ہے اس کے سوا اور کلمات کو بادیہ اور شلت و غیر ذلک کہتے ہیں تو غیر کو خمر کہنا باعتبار مجاز کے ہے نہ باعتبار حقیقت
 کے اور مجاز ہونے پر حدیث مسلم وغیرہ محمول ہے یا بیان حکم مجمل ہے کہ انی الزبیدی اور غیر تفصیل اسکا تب علوہ میں ہم شریعی احکام اشارۃً فقال ورحمہم اللہ وکثر
 و لا جماع لعینہما اول ذلک تھا چھتھ رح نے خمر کے دس حکون کا بیان شروع کیا سو یوں کہ کما خمر کا قلیل اور کثیر باتفاق است تمام اگر حرم ذاتی یعنی خمر کی ذات حرام
 ہے نہ کہ اسے یا نہ کہ اسے بعضوں نے کہا کہ قلیل خمر حرام نہیں سو اسے کہ قلیل مسکر نہیں جو موجب فساد ہو اور یہ قول کفر ہے امین قرآن اور حدیث اور جماع کا انکار ہے
 اس لیے کہ قرآن میں خمر کو جس فرمایا اور جس میں اسے کو کہتے ہیں چنانچہ خمر کو جس فرمایا ہے تو خمر اور خمر خمر خمر است ذاتی میں برابر ہیں اور حرام ہونے میں ان
 دونی قولہ تعالیٰ انما خمر و البسرا لایعشر دلائل علی حرمہا بسوطۃ فی الجہتی وغیرہ اور انما خمر و البسرا لایعشر کی تفسیر میں دس دلیلین خمر کے حرام ہونے پر بختی وغیرہ میں شروع
 نہ کو یہ ہم دلائل مذکورہ ہیں انکو تفسیر اور ہمام کے ساتھ ذکر فرمایا ۱- مسکو جس یعنی جس میں کما ۳- اعمال شیطانی سے اسکو شمار کیا ۴- و جساب کا حکم
 کیا ۵- و جساب خمر پر فلاح معلق کی ایشیطان ایقاع عداوت کا ارادہ کرنا ہے خمر سے ۶- ایقاع بغض کا قصد رکھنا ہے اسکے سبب سے ۸- و کتاب ہر بادیہ سے
 ۹- و کتاب ہر نماز سے ۱۰- نہی بلیغ بصیغہ استفہام تہدید کی کہ انی لعلی وہی جستہ نجاستہ غلیظہ کا بول اور خمر جس نجاست غلیظہ ہے شراب کے مانند
 سو اسے کہ اسکی حرمت بدلیل قطعی قرآنی ثابت ہے و کیف مستحکم اور کافر ہو جاتا ہے خمر کا حلال کرنے والا سو اسے کہ وہ دلیل قطعی کا منکر ہے اور سقوط تقوا
 فی حق المسلم الا بالیقین فی الاصح اور خمر کا مال متقوم ہونا مسلمان کے حق میں باق ہے نہ بایات اسکی صیح تر قول میں ہم مال متقوم مسلمان کے حق میں
 سو اسے نہیں کہ حق تعالیٰ نے اسکی بایات کی جس میں فرمایا اور متقوم ہونا غارت کا مستحق اور خمر کی مالیت ہونے میں اختلاف ہے اور صیح تر قول یہ
 ہے کہ وہ مال ہے بلیب میلان طبع کے اسکی طرف و حرم الاستفادہ براءہ و لیسقی و داب و الطین و انظر لتاسی و فی دور اور دین و طعام وغیر ذلک
 اور حرام ہونا نہ حاصل کیا خود اگرچہ جاوہر دن کا پلانا ہوا یا اس سے مٹی کا ترکا دیا یا ربانے کو یا اسکا کھینا تماشے کے واسطے یا دوین اسکا ڈالنا

یا تیل میں یا کھانے میں یا اسکے سوا اور طرح سے استعمال کرنا جائز نہیں جہاں الا تحلیل اور خوف غلط بقدر ضرورت دلوں اور نہ سکر حد متعین مگر خمر کا سکر کہ بتانا
یا خوف تشنگی سے بقدر ضرورت کے پینا حرام نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ سکر ہوگا تو اس پر حد ماری جائیگی کہ ذاتی لہجے سے ولایا کوز بیجا حدیث مسلم
ان الذی یرحم شرہا حرم بیجا اور جائز نہیں مگر کاجینا صحیح مسلم کی اس حدیث کی دلیل سے مقرر ہے اسکا پینا حرام کیا ہے اسے اسکا پینا بھی حرام کیا ہے
مسلم بن ابی جمہل سے روایت ہے کہ ایک مرد مشک بخیر غرض لایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم نہیں کہ بدعت
نے اسکا پینا حرام کیا ہے پھر اسے دوسرے آدمی کے کان میں چپکے بات کی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیا سرگوشی کی اسنے کہا کہ میں نے اسکے
پیچھے لائے گا اگر کیا ہے تب یہ حدیث فرمائی کہ جسے پینا حرام کیا اسے اسکا پینا حرام کیا ہے اس نے مشک کا دمانہ کھول دیا تو جو اس میں خمر تھی سب جاتی رہی
کہ ذاتی یعنی وحید شاربہا دان لم یسکر منها اور حد ماری جائے مگر پینے والے پر اگرچہ دست نہ ہو جائے اس سے بجا وجود عدم سکر لازم ہے اس واسطے کہ
اسکی حرمت ذاتی ہے نہ فقط سکر کے سبب سے کیونکہ وہ ام الحائض ہے بسو طین حدیث مذکور ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب خمر کا پیالہ اپنے کانٹوں پر
رکھتا ہے تو اس پر آسمانوں اور زمین کے فرشتے نعت کرتے ہیں پھر اگر اسے پی تو اسکی ناز بانیس ات قبول نہیں ہوتی اور اگر اسکو چھینے یا کرتا ہے تو وہ
بت پرست کے مانند ہے کہ ذاتی لفظ صادی وحید شارب غیر ہا ان سکر اور خمر کے سوا اور سکر کے پینے والے کو حد ماری جاتی ہے جبکہ اسکو بیہوشی اور
نشہ ہو م فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ہمارے زمانے میں محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ ہے کہ حد ماری جائیگی اس پر جو مست ہو جائے اس خرابوں کو سکر جو
جواب اور شدہ اور دودھ اور اخیر سے بنائی جاتی ہیں اس واسطے کہ فاسق لوگ ان خرابوں پر جماع کرتے ہیں ہمارے زمانے میں دلہو واجب کا قصہ کہتے ہیں
اور اسکے پینے سے مست ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں اتنی دلاویز فیما بلطخ اور خمر کا لگ پر پکانا اسکے ارادہ حرمت میں اثر نہیں کہ نام یعنی پکانے سے اسکی حرمت
ازائل نہیں ہوتی اس واسطے کہ پکانا شرع میں ثبوت حرمت کے نسخ کرنے کیواسطے ہے نہ اس واسطے کہ اسکی حرمت کو باطل کر دے حرمت کے ثابت ہو جانے کے
بعد یعنی خمر ہو جانے سے پہلے بلطخ البتہ مؤثر ہے اور جبکہ خمر بگئی تو اسکے بعد بلطخ کچھ اثر نہیں کرنا کہ ذاتی لفظ صادی اللہ اللہ فیما بلطخ عالم سکر منہ لافحص لحد
باتی ذکرہ الزبلی و مستظهر لمصنف و مصنف مانی نقیہ و مجتبیٰ تم نقل عن ابن وہبان انه لا یلیققت لما قالہ صاحب القیۃ مخالفًا للقوادیم بعضہ
نقل من غیرہ اتنی ذقہ کلام لابن الشنۃ مگر یہ کہ خمر بلطخ کے پینے میں حد ماری بنجا دیگی جب تک اس سے مست نہ ہوگا بسبب خصوص ہونے حد کے کسی حرکت سے
ایسا ذکر کیا ہے زبلی نے اور فتویٰ کیا ہے اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں وضع کیا ہے اس قول کو جو قیہ اور مجتبیٰ میں ہے یعنی جب خمر بگئی لگی اور
اسکی لٹھی دور ہو گئی تو حلال ہو جاتی ہے پھر مصنف نے ابن وہبان سے یہ قول نقل کیا کہ اہل اہل کما جاسے اسکے قول کی طرف جو صاحب قیہ نے قواعد مذہب
کے مخالف کہا ہے جب تک کہ اسکی نائید کسی در فقیہ کی نقل سے ثابت نہ ہو اتنی اور اس تنصیف میں ابن شہنہ شارب وہبانیہ نے گفتگو کی کہ خمر بلطخ پر بلا سکر
کا نہ واقع ہونا ایک قول ہے اور دوسرا قول جس الائمہ خمری کہ یہ ہے کہ اسکے شارب پر حد واقع ہوگی نحو ہی سے یا بہت چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں
کافی سے منقول ہے اور اسی طرح قاضی خان اور دلائل میں ہے کہ ابن شہنہ نے کہا صاحب قیہ کی مراد یہ ہے کہ خمر بلطخ حلال ہوتی ہے جبکہ اس سے اور مصنف
حرمت کے یعنی لٹھی اور مست کر دینا زائل ہو جائے کیونکہ اسکی حقیقت بدل گئی جیسے سکر کہ ہو جانے سے اسکی حقیقت بدل جاتی ہے اور یہ جو صاحب بسو
نے کہا ہے کہ بلطخ سے خمر حلال نہیں ہو جاتی تو مراد اسکی ہے کہ جب حرمت کے اوصاف موجود ہوں کیونکہ انقلاب در ستمامہ نہیں پایا گیا جو مقتضی ہے
اباحت کا اور یہ جو کہ بلطخ کو اسکی حلت کے اثبات میں اثر نہیں مخالفت اسکے نہیں اسلئے کہ مؤثر انقلاب بلطخ کی نہیں کچھ خصوصیت نہیں کہ ذاتی لفظ صادی
ولایا کوز بیجا اللہ اللہ علی امتدادہ لمصنف قلت ولوبا حقان و قطار فی طیل نمایہ اور جائز نہیں خمر سے دکرنا بنا بر قول عتد کے ایسا کہا ہے
مصنف نے شرح میں میں میں کتابوں اگرچہ خمر سے حقہ کیا جائے اور پینا اب کے سورخ میں پکانی جائے کہ ذاتی لہجہ ہم پر خمر حقہ وغیرہ میں احتمال

سکر کا نہیں لیکن جس لعین ہونے سے بھی درست نہیں اسی طرح اسکا سر اور اس میں ڈالنا جائز نہیں و بخور تھکسما و الوطرح شہر فیہا خلا فنا
للتناضی اور جائز ہو کر کاسکر کہ بنا کر پہ کوئی چیز تانہ نکات غیرہ کے ڈالکر کہ جسے بخلاف تناضی ہم امام شافعی رحمہ کے نزدیک اگر غیر خود و سر کر ہوگا
تو حلال ہے اور تک وغیرہ ڈالکر کہ بنا کر درست نہیں پھر جب خمر کر ہو گئی تو جہان تک سر کر و تانک بڑیاک ہو گیا اور انکی اور کی جانب انکی نیت سے
یا کہ ہو گئی ابو سعید رحمہ نے اپنے استاد سے نقل کیا کہ یہی قول مفتی ہے کہ ذی الطحاوی و الشافعی و الاطالہ بالسر و ہو عصیر طحی مذہب اقل من ثلثیہ
و عصیر سکر و صوبہ صنف ان ہذا لیس الباق اور دوسری قسم اشرہ حرمہ سے طلالہ بالسر ہے اور وہ اس پر انکو کا جو پکا یا گیا یہاں تک کہ دو تہائی سے کمتر
جل گیا اور وہ سکر ہو گیا اور صنف رحمہ نے اپنی شرح میں کہا کہ حق یہ ہے کہ اسکا نام بادہ ہے نہ طلام بادہ میں بھی اسی طرح ہے کہ جس عصیر کا دو تہائی سے کمتر جل گیا
وہ بادہ ہے اور قاضی خان کے فتاویٰ میں دو تہائی کی قید نہیں بلکہ یوں کہا کہ انکو کا یا نی جب تھوڑا پکا یا گیا وہ بادہ ہے طحاوی نے شرح میں کہا کہ
نقل کیا کہ اقل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر تہائی چلجا و یگا تو حب تک شیرین پر سب کے نزدیک حلال ہے اور بعد علیان اور شہاد کے جب تک کہ شہاد سے
تب تک شہاد کے نزدیک حلال ہے بخلاف الحمد و اما طلالہ فمما ذکرہ بقولہ و قیل ما یطبخ من الاربعین حتی ذہب لثناہ و لقی ثلثہ و صار سکر او ہر ہر
کما جری علیہ صاحب الخیط وغیرہ یعنی فی التسمیۃ لانی حکم لان علی بنہ التثلیث اسی بالطلالہ علی مانی محیط ثابت شیر کیا ر الصحاۃ رضی اللہ عنہم کہانی
اشرہ بنیالیہ اور دوسرا قول یہ ہے کہ طلالہ وہ شراب ہے کہ انکو کا یا نی پکا یا جادے یہاں تک کہ انکی دو تہائی یا چلجا وین اور ایک تہائی باقی رہے اور
وہ سکر ہو جائے اور اسی شراب کو طلالہ کہنا حق ہے چنانچہ صاحب محیط وغیرہ اسی پر چلے ہیں یعنی فقط تسمیہ میں نہ حکم میں یعنی صاحب محیط وغیرہ نے اشرہ
کو طلالہ کہا ہے اسکو حرم نہیں کیا ہے اس واسطے کہ طلالہ ہونا اس ثلثت کا جو سی بطلالہ ہو جب رویت محیط کے ثابت ہے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے پیشہ سے
چنانچہ شرب بنالیہ میں ہم خلاصہ یہ کہ طلالہ تفسیر اول یعنی بادہ حرام ہے اور طلالہ تفسیر ثانی یعنی ثلثت غنی بشرط عدم اسکا طلالہ ہے و ثلثت حرام نہیں الا بقدر سکر
کہ ذی الطحاوی و سی بالطلالہ بقول عمر رضی اللہ عنہما استنبہہ بالطلالہ البعیر و البعیر ان الذی یطلی بہ البعیر بجران و ثلثت کا نام طلالہ رکھا گیا عمر فارق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے سبب سے کہ ثلثت کیا خوب شاہ ہے اوٹ کے طلالہ کے ساتھ اور وہ یعنی طلالہ وہ قطر ان ہے جو حار شتی اوٹ کو طلالہ ہے
م طلالہ بالسر قطر ان ہے اور قطر ان فتح کسر و خیر ہے جو حار شتی اوٹ پر ملی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ ثلثت غنی غلظت قوم میں انیسکے شاہ تھا طلالہ لاند اسکو
خاروق غلظ نے فرمایا و نجاستہ ای طلالہ علی التفسیر الاول کہ اقلہ صنف کا خمر پختی اور اسکی نجاست یعنی طلالہ بنا تفسیر اول چنانچہ صنف رحمہ نے
کہا ہے خمر کے مانند جس پر اسی قول پر فتویٰ ہے طلالہ تفسیر اول یعنی دو تہائی سے کمتر چلے جو سی بادہ ہے اسکی نجاست غلیظہ ہے اور تفسیر ثانی کے موافق یعنی
ثلثت غنی جبکہ وہ طلالہ ہے تو ظاہر ہے و التثلیث السکر فحتمین و ہوا تہی من باء الرطب اذا اشتد و قذف بالزبد و اشرہ بہ حرمہ سے تیسری شراب
سکر و بیج سین و کاف اور وہ پارس ہے پختہ تر کجور کا جبکہ وہ خوب جوش مارے اور جھاگ ڈالے یعنی اور یہین قوت اسکا کی حاصل ہو تو اگر شیرین ہوگا
تو بالاتفاق حلال ہے کہ ذی الطحاوی عن التہستانی و الرازی یقین الرطب و ہوا تہی من ماء الرطب بشرط ان یقذف بالزبد بعد علیان اور
اشرہ بہ حرمہ سے چوتھی شراب بیج ہے یعنی جیسانہ موزی اور وہ پکا یا نی ہے موز کا یعنی جس یا نی میں انکو خشک کو چند مدت تر رکھا بشرط اسکے جھاگ
ڈالنے کے جوش کھانے کے بعد و الحال ای التثلیث المذکورہ حرام اذا غلی و اشتد و تمام یعنی تینوں مذکور شراب میں یعنی بادہ اور سکر و بیج سب
حرام ہیں جبکہ جوش کھا وین اور اشتد اوپر کون والہم حرم اتفاقا اور اگر جوش اور اشتد نہ ہو تو بالاتفاق حرام نہیں ہم امام رحمہ کے نزدیک ہوا
حرام نہیں کہ شرط حرم کی غلیان اور اشتد اور جھاگ ڈالنا ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اسوجہ سے حرام نہیں کہ شرط حرم کی غلیان اور
اشتد اور ہوا حاصل نہیں وان قذف حرم اتفاقا اور اگر جھاگ ڈالا تو بالاتفاق حرام ہے ہم امام رحمہ کے مذہب پر تو ظاہر ہے اور صاحبین رحمہ کے

مزدیک اس لیے حرام ہے کہ جب فقط غلیان اور اشتداد پر موت ہوئی تو جھاک ڈالنے سے بطریق اولیٰ مرست ہو گئی و ظاہر کلامہ کی قیہ استون آہ تھا
ہنسنا تو لہذا قال البرجندی نعم قال التہستانی درک التکید ہنالانہ عقد علی السابق قنہ اور بائن کا ظاہر کلام باقی اور تہنون کے مانند یہ ہے کہ اسے اس مقام
میں صاحبین کا قول پسند کیا ہے کہ فقط غلیان اور اشتداد پر کفایت کی اور جھاک ڈالنے کو مذکور نہیں کیا ایسا کیا ہے برجندی نے بیان قہستانی نے کہا کہ
نے بیان جھاک ڈالنے کی قید ترک کی اس واسطے کہ بیان سابق پر اشتداد کیا یعنی جو کہ خمر کی حقیقت میں جھاک ڈالنا مذکور کر چکا تھا یہاں اس کے ذکر کو
مجانا تو اس سے خبردار نہ نام مخطاوی نے کہا کہ معنی اس کی شرح سے قہستانی کے کلام کی تائید نکلتی ہے اس واسطے کہ اسے سکر کی مرست میں جھاک ڈالنے
کو غلیان کے بعد ذکر کیا ہے تو یہی قید فیض زیب میں بھی جاری ہوگی اس واسطے کہ دونوں میں کیساں غلات ہو دلم ہیں حکم نجاستہ اسکر بالفسح و
عظامہا خفیہ و یو بخار السخسی و اذخار فی الہدایۃ انما علیہ و در صفت نے سکر فحشین اور فیض کی نجاست کا جو بیان نہیں کیا اور اس کے کلام
سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کی نجاست خفیہ ہے اور یہی قول شمس لائے سخیس رہ کا مختار ہے اور ہر اید میں یہ اختیار کیا ہے کہ نجاست علیہ ہے و
دون مرستہ انحر فلا یکفر مستحکم لان مرستہ بالاجتہاد اور مرستہ شریعت یعنی باہر اور سکر اور فیض کی کثرت ہو خمر کی مرست سے تو انکا حلال جانتے والا
کا خزنہ کہا جاوے گا اس واسطے کہ مرستہ انکی اجتہاد کے سبب ہے اور مرستہ خمر کی بدیل قرآنی قطعی حکم نسبت میں ہے کہ کفر کو کفار سے کہنا بہتر ہے کفر سے اس واسطے
اول نسبت الی الکفر میں خاص اور زمانہ مشترک ہے اور خاص و اہل مراد میں اولیٰ ہر مشترک سے کہانی لفظاوی و لفظی لایا مرستہ اربعۃ انواع الاول بنیذہ التہ
والزبیب ان طبع او فی طبعہ یحل شرہ و ان اشتداد شرہ سے چار شرب حلال ہیں اول بنیذہ مراد زبیب ہے یعنی خشک کھجور اور خشک انگور کا پانی
بشرطیکہ تھوڑا سا پکایا جاوے یعنی یہاں تک کہ فنج حاصل ہو کہ انی از طبعی تو اسکا بنیاد حلال ہے اگرچہ جوش کھا کر قوی ہو جاوے ہم اشتداد کے ساتھ قوت نہ کر
نہیں کیا بیان سابق پر کفار کے چنانچہ فرمیں یہ عینی نے تنہا میں تہر کی مرست میں حادثہ دار بین اور حکی ملت میں بھی حادثہ دار بین تو اگر حرام کو حرام پر محمول
کیجئے اور حلال کو مطبوخ پر تو تو افق حاصل ہو اور تھامس دغ ہو جائے و غیر اذ شراب نہ بلالہو و طرب فلوشرب بلالہو فلیطیل و کثیر و حرام اور یعنی طلت
بنیذہ و قمر اور زبیب کی اس وقت ہے جبکہ وہ پیاجاے بدون لہو و طرب کے تو اگر لہو و طرب کے واسطے شرب ہوگا تو اسکا قلیل اور کثیر سب حرام ہے و ہم مختار
میں ہے کہ طرب شبکی ہے جو انسان کو شدت خزن یا سردی کے بعد حاصل ہوتی ہے در بین کہا کہ یہ قید ان شراب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ بنا
کو لہو و طرب کے ساتھ استعمال کرے فاسقون کی وضع پر تو حرام ہے و مالم لیسکر فلوشرب و ان علی طلعہ انہ مسکر فحیم اور طلت اس وقت تک ہے
جب تک وہ نشانہ کرے تو اگر اشتداد ہے گا جس قدر کہ پینے سے اس کے نشا کرنے کا لمان غالب ہوگا تو وہ بنیاد حرام ہوگا یعنی قیح اخیر بنے نشا کر دیا
وہ حرام ہے نہ مشروب تمام جرأت میں ہے کہ جسے نوپا لے پیے خمر کے سوا شراب حلال ہے اور انکو نشہ نہ ہو بھراٹے دسوان سیالہ یا سواٹے نشا کیا تو وہ
دسوان سیالہ ہے نہ اگلے پیالے ابو یوسف نے کہا کہ اگر مرست ہونے کی نیت سے پیچھا تو قیح اول ہی حرام ہے اور وہاں کا بیٹھنا حرام اور اسکی طلت
چلتا حرام ہے کہ انی لفظاوی و لسانی انجلیطان بن الزبیب التمر از طبع او فی طبعہ و ان اشتداد یحل بلالہو و شراب حلال ہے مشروب ثانی طلیین
ہے یعنی خشک انگور اور خشک کھجور کا مخلوط پانی جبکہ وہ تھوڑا سا پکایا جاوے اگرچہ جوش کھا کر اشتداد میں حاصل ہو حلال ہے بدون لہو و طرب
کے ہم طلت کی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ہم طھی بھر تھوڑا مٹی بھر زبیب رسولی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وسلم کے واسطے برتن میں ڈالتے تھے اور پانی اُسپر ڈالتے تھے سو جو علی الصباح تر کر رکھتے تھے حضرت سلم انکو شام کو پیتے تھے اور جو شام کو کھجور رکھتے
انکو علی الصباح پیتے تھے اور وہ جو احادیث میں طلیین سے منی وارد ہے وہ قح کی حالت پر محمول ہے تاکہ دو نعمتوں کا اجتماع نہ ہوے اور حالانکہ یہ
محتاج ہے بلکہ ایک چیز پر وہی کو دے اور ایک آپ استعمال کرے اور اباحت ذرا خ سالی میں بھی یہ توجیہ ہے کہ ہم غشی سے مستول ہر

نہ کہ یہ سے جو نشا کرے علیٰ اہلوم اسکا قلیل اور کثیر حرام ہے کسی نوع سے ہو بیل حدیث صحیح مسلم کہ کل مسکرہ کل مسکرہ یعنی جو نشہ کرنے والی چیز ہو وہ حرام
 اور ہر مسکرہ حرام ہے اور بیل حدیث سند احمد مردابین وادار قطنی کہ (ماہر کثیرہ فقیلہ حرام) یعنی جس چیز کا کثیر نشہ کرنا ہو اسکا قلیل بھی حرام ہے اور قنوی نے
 کے قول پر کہ اور برائے میں ہے کہ محمد کے نزدیک قلیل اسکا اور کثیر سب حرام ہے قصداً کہ اگر وہ محمد کے قول کو لیتے ہیں اور محمد کا مذہب یہ ہے کہ وہ جس پر جیسا حدیث
 اور مالک ۱۷ اور احمد ۱۷ اور داؤد ظاہری کا ہے اسی اور یہ اختلاف شیخین ۱۷ اور محمد کا جابر اشتر بہ حلال ہیں اور اشتر بہ بحر میں ہے تو قدر قلیل با اتفاق شیخین ۱۷ اور محمد کے
 حرام ہے گو کہ ہندو سے نشہ نہوا کر جو حد لازم ہوگی بدن نشہ کرنے کے کہ انی لطلحا دی مختار دختارہ شراح الوہابینہ وذلک انہ درجی لکل اور سید کیا ہے محمد کے قول کو کہ سید
 کے شراح نے اور ذکر کیا ہے کہ قول مذکور یعنی وجوب حد مردی پر شیخین ۱۷ اور محمد سب سے اوجب حد واجب ہوئی تو حرمت ثابت ہوئی شیخ وہابینہ میں حمایت ہے
 یوں مذکور ہے کہ صدر الاسلام ابویسر زبردی سے حکایت ہے کہ اُس نے ہمارے سب احباب سے یہ روایت پائی کہ حد واجب ہے اس واسطے کہ جس سے نشہ واقع ہو وہ حرام ہے
 اور نشا فساد کا سبب ہے تو حد واجب ہوئی تاکہ اُسکے پینے سے لوگ بازار میں ناروے زمین سے فساد دفع ہو اور یہ امر تو موجود ہے جو خمر کے سوا باقی خمر میں بھی لکھا
 فی لطلحا دی لخصاً وضمنہ فقال سے و فی عصرنا فاخر حد و اقواء طلاقاً لیس مسکر لیس حکم بحدی و فی حدی و تحریم ماقہ قل دیو لحد و دو و شراح وہابینہ
 اسکو نظم کیا ہے سو یوں کہ اگر ہمارے زمانہ میں وجوب حد مختار ہے اور علمائے طلاق واقع کر دی ہے اُس شخص کی جو مائع کی خراب یعنی بوزے سے مست ہو اور
 اور محمد سب علماء سے وجوب حد مردی ہے اور محمد نے قلیل کے بھی تحریم کا قنوی دیا ہے اور یہی قول شیخ ادھوقی ہے و فی طلاق البزادیہ و قال محمد ماہر کثیرہ
 فقیلہ حرام وہو خمس ایضاً و اسکر نہما المختار فی زماننا نہ یجدنا فی المتفق و وقوع طلاق من مسکر نہما نال لحد و لکل حرام عند محمد و بقیہ اختلاف انہما
 ہے عند قصد التقویٰ عند قصد التسلی فرم جماعاً اتھی و نامہ فیما علقہ علیہ اور برائے کی کتاب اطلاق میں ہے اور محمد نے کہا کہ جس چیز کا کثیر نشا کرے
 اسکا قلیل بھی حرام ہے اور وہ ناباک بھی ہے اور اگر اُس سے کوئی مست ہو تو ہمارے زمانہ میں قول مختار ہے یہ کہ اگر سید ماری جائے طقی میں اتنا زیادہ کہا ہے کہ
 جو شخص مست ہو اُسکے پینے سے تو اسکی طلاق کا دفع ہو نا حرام ہونے کا نابع ہے اور سب مسکرات حرام ہیں محمد کے نزدیک اور اسی قول پر قنوی ہے اور
 یہ خلاف شیخین ۱۷ اور محمد کے کا تو قصد تقویت پر مخصوص ہے اور لعلب کے قصد سے تو قلیل اور کثیر جمیع مسکرات کا باجماع شیخین ۱۷ اور محمد کے حرام ہے
 اتھی مافی المتفق اور پورا اسکا بیان اُس شرح میں ہے جو ہم نے ملحق کر لیا ہے اور زاد القستانی ان لین الا بل اذا اشتد لم یحل عند محمد خلافاً لحد و اسکر نہما حرام
 بلا خلاف و احد اطلاق علی اختلاف قستانی نے اسقدر زیادہ بیان کیا کہ اوٹ کا دودھ جب جو شحاکر مستی لاوے تو محمد کے نزدیک حلال
 نہیں بر خلاف شیخین ۱۷ کے اور نشہ ہونا اُس سے تو بلا خلاف حرام ہے اور اسکے مست پر حد واقع ہو نا اور اسکی طلاق واقع ہونی اسی خلاف پر مبنی ہے اور
 شیخین ۱۷ کے نزدیک واقع ہوگی اور محمد کے نزدیک واقع ہوگی و کذا لین الراک ای لفرس اذا اشتد لم یحل و صح فی الحدیث طہ و فی انزائتہ انکرہ و تحریر
 حاتمہ الخلیج علی قولہ اور اسی طرح گھوڑا کا دودھ جب جو شحاکر مستی لاوے حلال نہیں اور ہر ایہ میں کے حلال ہے نیکو صحیح کہا ہے یعنی امام کے نزدیک تا عدم مسکرات اور زمانہ میں یوں
 ہے کہ وہ کہہ دے کہ جو بھی سب شلخ کے نزدیک امام پر کے قول پر حد اسوقت تک ہے جب تک نشا کرے زلیعی میں ہے قول صرح ہے یہ کہ گھوڑی کا دودھ امام
 کے نزدیک حلال ہے جو جب فکر کرنے صاحب ہر ایہ کے اسلئے کہ اُسکے گوشت کی کراہت احرام کے سبب سے ہے اور اسلئے کہ وہ جہاد منقطع ہو جاوے تو یہ کراہت
 اُسکے دودھ کی طرف متعدی نہوگی اتھی کہ انی لطلحا دی و حل الا تباعد و اتحاد البینہ فی الدباء جمع و باء وہی القرع حلال ہے بنید بنانا تو بنون میں
 و بار بنید یہ وہ جمع ہے و باء کی جو یعنی کہ وہی کہتم جہ و انظر و انظر فی المطالبی بالزنت ای التیور و التیور تہیہ المسقورہ و ما درومن اتھی نسخ اور حلال
 ہے بنید بنانا تہیہ یعنی ستر گھر سے اور زبان میں اور اس میں جس چیزت یعنی روغن تیر کا ملا ہے اور لکڑی کے کھڑے ہوئے برتن میں اور جو حدیث
 میں ان نزدیک کے استعمال سے مبنی اور یہی سو سنہ ۱۷۰۰ م محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذان میں عن جعفیہ ۱۷ عن طلحہ بن مرثدہ عن ابی یزید عن ابیہ

حدیث مرفوع روایت کی کہ میں نے عکرو زیارت قبور سے منع کیا تھا سواب زیارت کیا کرو اور محمد رحم کو اپنی ماں کی زیارت کا حکم
اور منع کیا تھا قربانی کے گوشت کو کہ تین دن سے زیادہ رکھا جاوے سواب رکھو جتنا تم چاہو منع اسی واسطے کیا تھا کہ مالدار فقیر پر کشائش کرے
اور دُبا کر اور ختم اور دفنت میں بنید بنائے منع کیا تھا سواب پیو ہر برتن میں اس واسطے کہ برتن کسی چیز کو حلال اور حرام نہیں کرنا اور نہ ہر شے کرنے
والی چیز کو کذا فی الجہنی شرح الہدایۃ ان برتنوں میں شراب بنائی جاتی ہے سو اگر انہیں شراب ہو تو بعد پاک کرنے کے اُنکا استعمال درست ہے پاک کرنے
کا طریقہ یہ ہے کہ اگر برتن ناپرتن ہو تو تین بار دھو ڈالے اور اگر ناپرتن ہو تو محمد رحم کے نزدیک وہ بھی پاک نہیں ہوتا اور ابو یوسف رحم کے نزدیک تین بار
دھونے اور ہر بار خشک کرنے سے پاک ہو جاتا ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ آئین بار بار پانی چھڑے اور اگر تار سے پھانگ کہ صاف پانی نکالے جہنم میں شراب کا
خارج نہ رہے نہ بوقت اسی فانی خان میں ہے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے کہ شراب و ردی کھڑی مکڑی والا لاشطایا لدر دی لان فیہ اجزاء الخمر و
قلیلہ لکثیرہ کما روکن لاسیڈ شاربہ عندنا بلا سکر و بید جہا جہا اور خمر کی ٹھٹھ پینا اور سکو لکھی میں بل کر بلون میں لگانا مکڑی ہے اس واسطے کہ درد اور
ٹھٹھ میں خمر کے اجزاء موجود ہیں اور خمر کا قلیل اُسکے کثیر کے مانند حرام ہے چنانچہ مذکور ہو چکا لیکن اُسکے پینے والے پر چارے نزدیک حد ماری بخا و سکی
بدون نشہ کے اور نشہ کے ساتھ بالا اجاع حد ماری جاویگی و حرم اکل الخمر و خشیشہ ہی ورق لنب و الافیون لانه مفسد للعقل و لیسد عن ذکر اللہ
و عن الصلوۃ و اربع حیاتی اجوائن و خشیشہ یعنی ورق لنب و افیون کا کھانا حرام ہے اس واسطے کہ ہر واحد اشیا ثلثہ سے مفسد عقل ہے اور یاد خدا اور
شمار سے باز رکھتا ہے اور روکتا ہے مخطا وی نے بیخ و خشیش میں عطف تفسیری سمجھا ہے حالانکہ یہ خطا ہے پہلے کہ بیخ فتنج با و موحده و سلون لون خراسانی اجوائن
ہے اور خشیش ورق لنب یعنی ننگ ہے جسکو جاہل فقیر بتے ہیں چنانچہ بیخ کی ماہیت مخزن الادویہ میں یون مذکور ہے کہ بیخ یعنی خراسانی اجوائن بناتی ہے سیسہ
یہ برگ بادرجو یہ و بسیا غلیظہ و در طول و عرض ازان بزرگ تر و بسیا سبز باکل بسیا ہی و برگ و ساق غلیظہ آن غریب و مخزن و غلانی شبیہ بگل نار و شاخا
آن بکی زبرد گیرے و مملو از تخم شبیہ بجلد و بسیا ریزہ تر ازان و غیرہ در دوسہ نوع است سیاہ و شمرخ و سفید ہر دوی نوع اول بہت و غیرہ استعمال و نوع سوم کہ
ست استعمال و کیا بعضی سرخ آنرا استعمال نہایت اور صاحب مخزن نے قنب میں کہا کہ بفارسی کنب و ننگ و ہندی جانگ و با صطلح و در قنب خیال و خشیش
و خشیشہ لفقرا گویند و درخت آن بلند و ساقی آن بخت و گل آن سفید و تخم آن مدور کہ آنرا اشنادیخ و بفارسی شہدہ لگویند انتہی شیخ الاسلام عینی نے
شرح بدایہ میں بیخ کی ماہیت صاحب مخزن کے مانند ذکر کی ہے اور کہتا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بیخ وہ گھاس ہے جسکو قلند یہ استعمال
کرتے ہیں جو لغت عرب میں خشیش مشہور ہے سو غلط اور خطا ہے بلکہ بیخ مناسک و خشیش کی اس واسطے کہ خشیش قاتل نہیں لیکن محمد اور مفرد و کسل ہے اور بدین و
وسیمہ میں اندر متاخرین کا اسکی تحریم پر اجماع واقع ہو گیا ہے شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح میں کہا کہ قلیل سقمونیا و بیخ مباح ہے دو کپو اسطے اور جو اسیر
زیادہ ہو اور قتل کرے یا عقل کو زائل کر دے وہ حرام ہے انتہی مانی لفظی مخطا دی نے قستانی عن شرح اللباب سے نقل کیا کہ بیخ دو قسم ہے ایک نرل عقل وہ حرام ہے دوسری
خفوی ہے اور دوسری قسم مباح ہے فیون کے مانند اس واسطے کہ اس سے عقل برباد ہو جائے لیکن دال عقل نہیں ہوتا اور مدایہ و غیرہ میں جو با حبشی کی مذکور ہے وہ بھی
قسم مانی پر محمول ہے انتہی لکن دن حرمتہ آخر فان اکل شیئا من ذلک لا یحد علیہ ان سکر منہ بل یزید با و دن کہہ کہ انی بچہ خراسانی اجوائن
اور ننگ اور افیون حرام ہے لیکن حرمت خمر سے انکی حرمت کتر ہے سو اگر کوئی شخص انہیں سے کھائے تو پھر حد نہیں کہہ اس سے مست ہو جائے بلکہ اسکو تحریر
دیجائے حد سے کتر کہ انی بچہ خمر و کذا آخر جو مطلب لکن دن حرمتہ خشیشہ قالہ الحنفی اور اسی طرح جو ز لیب یعنی جاسے چل حرام ہے لیکن اسکی حرمت
ننگ سے کتر ہے ایسا کہ ماہر مصنف نے ہم مصنف رحم نے خمر میں حرمت جاسے چل متافہمہ اس سے نقل کی ہے اور اسکو ثابت رکھا ہے اپنے قواعد کے موافق تاکہ
اللہ فی لفظا دی مخزن الادویہ میں مذکور ہے کہ جو ز لیب سکر ہے و نقل عن الکجام و غیرہ من قال کل الخمر و خشیشہ فهو مذنب بتبعہ بل قال نجم الدین

الزادہ انہ بکفر و بیعت قتل اور مصنف رحمہ اللہ نے شرح میں جامع وغیرہ سے نقل کیا کہ جو بیعت اور بیعت کے حلال ہونے کا قائل ہو وہ علی بن ابی طالب و علی بن ابی طالب کے کہ وہ منسوب بہ کفر و زور اور ان کا قتل مباح ہے مصنف رحمہ اللہ نے جامع فقہاء سے یہ نقل کیا کہ حافظ الدین نے شرح قمر ناشی سے ذکر کیا کہ الحسن لائے غرض سے صحت اور حرمت خدیش یعنی بیعت کا سوال ہو اسو کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ سے کچھ منقول نہیں اس واسطے کہ اُن کے وقت میں اسکا استعمال مشہور نہ تھا تو اباحت پر باقی رہا اور صحت سے بھی کچھ منقول نہیں مگر فی کے زمانے تک جو شاگردین امام شافعی رحمہ کے اور بعد میں عمر شاگرد امام عظیم رحمہ کے عراق و عجم میں تھے وہ اسکی اباحت کے قائل تھے یہ سب اسکی بلا عام ہو گئی اور فقہ عالم میں پھیلا اور غایت عقلا پر غالب ہو گئی اسکے استعمال سے تو تمام علماء را و راہ انہ نے مگر فی کے مانند اسکی حرمت کا فتویٰ دیا اور اسکے چلانے کا اور اسکے بلنے کی تعزیر کا فتویٰ دیا تو اب شافعی رحمہ اور حنفی رحمہ دونوں مذہبوں کا اسکے حرام ہونے پر فتویٰ یہ بیان تاک کہ اسکی صحت کے قائل کو زندقہ اور بدعت کہا ہے اور حکم کیا ہے کہ جو بیعت سے مست ہوا و طلاق دے تو اسکی طلاق راق ہوگی زہر اور توہم کی وجہ سے کذا فی الطحاوی قلت ونقل شیخنا اجماع الفقہاء ان شافعی فی حرمہ علی منوطہ ایہ ابد رہے ملحقہ بالکافر و لصغار عن ابن حجر ملکی انہ مخرج تجرم جوز الطیب باجماع الائمة الاربعة و انہا مسکرة میں کہتا ہوں اور سہا سے استاد نجم غری شافعی رحمہ مذہب نے اپنی شرح میں جو کئے باب بدر الدین کی منظومہ یہ ہے جو کہا کافر و ضار کے بیان میں یہ ابن حجر ملکی سے یوں کہا ہے کہ اُسے تصریح کی ہے جو جائل کے حرام ہونے پر باتفاق جاری و ناموں کے اور یہ کہ وہ تشاکر کرنا ہے تو قائل شیخنا اجماع و التین الذی حدت و کان حدوہ بدعت فی منہ خمسہ عشر بعد اہل بدعتی شارہ اند لایسکر و ان سلم لہ فاندہ منفر و ہر حرام الحدیث احمد عن ام سلمہ قالت نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفر قال طیس من الکفار و تنا و لہ المکر و المکرین و مع منی ولی الامر عنہ حرام قطعاً علی ان استعمالہ ربا و اضر بالبدن نعم الا امر طبع کیرہ کساکر و لصغار انتہی بحرہ کما ہوا سے استاد نجم شافعی نے کہ تنبا کو جو نوید ایش ہے اور اسکی سیر ایش و مشق شام میں ایک ہزار پندرہ سال ہجری میں ہوئی اسکا پینے والا یہ دعوے کرتا ہے کہ وہ نشہ نہیں کرتا اگر اُسکے عدم سکروان کیسے تو کہتے وہ مفر ہے یعنی اگرچہ عقل کو زائل نہیں کرتا مگر حواس کو نلکھ و ضعیف کرتا ہے اور جو چیز مفر ہے وہ حرام ہے بریل اس حدیث کے جو مسند احمد میں حضرت ام سلمہ رحمہ سے روئی ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسکر اور مفر یعنی نشہ کرنے والی اور مست کرنے والی چیز سے کما نجم مذکور نے کہ تنبا کو کا ایک دوبار استعمال کرنا کبیرہ گناہ نہیں اور باوجود منع کر دینے سلطان وقت کے وہ یقیناً حرام ہے علاوہ یہ کہ اسکا استعمال اکثر بدن کو ضرر کرتا ہے ہاں اسکو ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسے باقی صفائے کادوم کبیرہ گناہ ہے جو جاتا ہے انتہی کلام اجماع تھا اجماع بظاہر و بطنی و مکتبی روم نے کہا کہ تنبا کو کی حرمت علماء شافعیہ رحمہ کے مخالف تھی ہو سلیک شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ اگر وہ حقیقی ہو تو زوج پر اسکا سامان کر دینا واجب ہے انتہی اور نجم نے ثقات شافعیہ رحمہ سے دریافت کیا سو انھوں نے کہا کہ جو ابن حجر نے حرمت بیان کی ہے سو قوی و ضعیف ہے اور بدعت ہے جو کہ تنبا کو کردہ تفریبی ہے مگر بعارض اور حقہ اوقات زوج پر واجب ہے جب زوج کو اسکی مادت ہو اور ترک اسکا ضرر کرے تو اقبیل تفکرات ہوگا اور اگر اسکا ترک ضرر کرنا ہو تو سن قبیل علاج کے ہوگا تو اب زوج پر لازم ہوگا انتہی کلام شافعیہ اور یہ جو ضرر بدن کا مذکور کیا سو حقیقت حال یہ ہے کہ یہ در مختلف ہے بعض مستحالیہ کے یعنی سیکو مفر ہے اور سیکو نافع کذا فی الطحاوی و فی الاشباہ فی قاعدۃ الاول الاباحۃ و التوقف و غیر اشد فیما اشکل حالہ کما یحیوان المشکل امرہ و ایضا اقبول یہیہ انتہی قلت فیقیم منہ حکم النیات الذی اشار فی زمانہ اسلمی بالتین قنبہ و اشباہ میں اس قاعدہ کے اندر کہ اصل اشیا میں اباحت ہے با توفیق و ظاہر ہوتا ہے اثر اس قاعدے کا اس چیز میں جسکا حال معلوم نہیں چنانچہ وہ جانور جسکا حال معلوم نہیں اور وہ گھاس جسکا نہ ہر چوہا ثابت نہیں ہوتا انتہی کلام الاشباہ میں کہتا ہوں تو اس قاعدے سے جو جاتا ہے اس گھاس اور بوٹی کا جو ہمارے زمانہ میں شائع اور پھیل گئی ہے جسکا نام تین یعنی تنبا کو ہے تو ضرر وار رہنا معنی موجب اس قاعدہ کے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے اباحت ہے تنبا کو مباح ہے اور بموجب اس قاعدہ کے کہ اصل اشیا میں توقف ہے یعنی نہ اباحت ہے نہ حرمت بلا حکم شرع کے تو نہ مباح ہے نہ حرام ہے و قد کریم

کتاب الحیة

[illegible]

اور مسلم اور سند احمد میں ہر دو درجہ است اسکے شروع ہونے پر قائم ہو اور نقل سے بھی اسکی خوبی ثابت ہوا۔ اسلیکے قسم ہر کتاب کی اور کتاب بیاچ ہر نوی
 مانی لکھ انحراف فی غیر احرم شمار کرنا بیاچ ہر مکرہم کو غیر احرم میں بیاچ نہیں مگر جلی نے کہا کہ لوں کتابہما (الا حرم اور فی احرم) یعنی شکار بیاچ ہر مکرہم کو احرم میں
 بیاچ نہیں ہوا اسلئے کہ یہ عبارت عنون شکار ذکر متناہل ہر شکار احرم کو حل یا احرم میں اور شکار طلال احرم میں اور لکھائی کتابہما ظاہر یا شکار کرنا بیاچ ہر مکرہم کو
 کے دہستے چنانچہ یہ ظاہر ہوا اور حرفہ علی مانی الاستباحہ فالی المنصف واما زودہ تبعاً لہ والافا تحقیق عندی باجہ اتحادہ حرفۃ لاندہ نوع من الالکتاب وکل
 انواع السبب فی الاباحۃ سوا علی المذہب الصحیح کما فی البرزازیہ وغیرہ یا شکار کرنا بیاچ ہر مکرہم کا پیشہ اختیار کرنا بیاچ نہیں بہ عدم اباحت بموجب اشتباہ
 کے ہر صنف ہر نہ شرح میں لکھا کہ میں نے عدم اباحت حرفہ میں زیادہ کی اشتباہ کی تنبیہ سے زودہ سے نزدیک شکار کے پیشہ اختیار کرنے کی اباحت
 تحقیق ہوا سوا اسلئے کہ یہ بھی ایک قسم ہر اباحت کی اور سبب تمام اباحت کے بجا برہن بموجب نہ صحت کے چنانچہ ہر زودہ وغیرہ میں ہر صنف متناہل
 ہر صاحب اشتباہ کا ادب کی راہ سے اسلئے کہ قول ضعیف کو بھی علانیہ زودہ کیا نصیب شبکہ تصبیب ملک یا تعلق بہا اختلاف مافی الضمیر
 للبحفاف فانہ لایملک ما تعلق بہا ایک شخص نے شکار کے واسطے جال لگایا تو وہ مالک ہوگا اس یا زور کا جو زمین میں بن گیا بظراف اس صورت
 کے جبکہ جال لگایا جسکے خشک کرنے کے لیے نوہ مالک ہوگا اسکا جو زمین گیا اس میں ہم تو اولی صورت میں دوسرے شخص شکار کو نہیں لے سکتا اور
 دوسری صورت میں جو شخص اسکو پکڑے گا مالک ہوگا جال دلا اس سے نہیں لے سکتا وان وجد القتلش او غیرہ حاکما او دیتاراً مضرباً باقراب
 الاسلام لایملکہ وکجب آخرتہ اور انیاریا یا کوئی اور شخص انگوٹھی یا شر فی حیرہ سلام کا سکھ ہر یاد سے تو شکار مالک ہوگا اور اسکی تعریف سے
 پہنچو انادواجب ہر کہ شکار ہو سوا اسکو ہم متناہل بضم سیم و سکون فاق و کسر لام و شین مجھے عرف میں اسکو کہتے ہیں جو زمین میں مالیت کی چیز یا شکار
 کرنا بہ کذا فی الخطاوی اور بہ ضرب کفر کی ہو وہ بکار زمین داخل ہوا علم ان اسباب الملک ثلثہ ناقل لیسح و بہتہ و خلافتہ کارب و مہالہ ہو سکتا
 حقیقہ یوضع المیداد حکماً بالثبوت کسب شبکہ تصبیب ملک علی لیلح انسانی عن ملک فلو استولی فی مفاذۃ علی حطب غیرہ لم یملکہ ولم یحل للمتلک
 ما یجدہ بالعرف معلوم کر کہ ملک کے سبب میں ہیں ایک سبب ناقل ہر یعنی ایک مالک سے دوسری مالک کی طرف ملکیت منتقلی ہو جاوے جیسے
 بیع اور ہبہ سے ملک دوسرے کی ہو جاتی ہر اور دوسرے سبب ملک کا خلافتہ ہر یعنی ایک کے رہنے کے بعد دوسرے کا مالک ہونا چنانچہ ہر مالک او
 تیسرا سبب ملک کا اصلیت ہر یعنی سیتلا اور قاد ہونا اس مباح چیز پر جو طالی ہر مالک سے خواہ حقیقہ سیتلا اور قدرت ہو تصرف میں کرنے سے
 یا حکما قدرت ہو اسلئے تہیدہ اور سامان کرنے سے چنانچہ جال کا لگانا شکار کے واسطے نہ جال خشک کرنے کے لیے تو اگر ایک شخص ستولی ہو چنگل میں
 غیر شخص کی لکڑی پر تو مالک ہوگا یعنی اس واسطے کہ ملک غیر سے خالی نہیں اور زمین کے تلاش کرنے والے کو طلال نہیں وہ غیر جو یا وہ بدون تعریف
 کے و تمام اشرفیت فی مطولات اور شکار کی تعریف تمام بڑی بڑی کتابوں میں ہر تمام تعریف عید کی قسمانی سے ترجمہ میں مذکور ہو چکی و کحل تصبیب
 کل ذی ناب و حطب تقد مانی الذبائح من حطب و باز و نحوہا و بشرط قابلیتہ لتعلیم بشرط کونہ لیس نجس بعینہ و در حلال ہر شکار کرنا
 ہر شکار دار اور چنگل گیر سکتا ہو یا باز اور باندہ اس کے چنانچہ جیتا اور شکار بشرط قابل ہونے تعلیم کے اور بشرط اسلئے جس بعینہ ہونے کے کتاب الذبائح
 میں غیشہ اور چنگل گیری کی تفصیل ہو چکی یعنی ہر غیشہ اور ہر چنگل والا مرد نہیں اسلئے کہ اونٹ بھی پیش دار ہوتا ہوا و کہو تر چنگل والا لیکن یہ شکار
 نہیں کرتے پیش اور چنگل سے تم فرع علی ما حد من الاسل بقولہ فلا یجوز تصید بدب و اسد عدم قابلیتہ لتعلیم فانہما لایملکان للغیر الاسد
 معلوم ہوتہ والذب تحساستہ و الحق بعضهم بالذب احدہ تحساستہا ہر عنف رہنے تفریح کی اس قاعدے پر جبکہ تہید کی اس قول سے تو جاکر زمین
 شکار کرنا بجا اور شیر سے اسواسلئے کہ زمین تعلیم کی قابلیت نہیں کیونکہ وہ دونوں غیر کے لیے عمل نہیں کرتے شیر اپنی طبیعت سے غیر کا کام نہیں کرتا

اور یہ سبب انہی حساست اور مرض کے دوسرے کام نہیں کرتا اور بعضوں نے یہ کہہ کے ساتھ جیل کو بھی بھی کیا ہے اسکی حساست کی وجہ سے
 ہم اور بعضوں نے جھڑپے کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا و لاخیر نیز حساستہ علیہ و علیہ ظاہر بالکلب علی القول بحاستہ علیہ ان یقال ان الفص
 اور دقتہ فہمہ اور نہ سوئے شکار کرنا درست ہے اس کے سبب سے اور موجب اس قاعدہ کے نوکتے سے بھی شکار جائز نہوا سن
 لوگوں کے نزدیک جوئے کو نجس امین کہتے ہیں مگر یوں جواب دیجئے کہ کتے کے جواز شکار میں نفس دار ہے تو کتا مستثنیٰ ہے اس قاعدہ سے سو گاہ
 رہنا اور بندہ فہم قول الفہستانی ان الکلب نجس امین عند بعضہم و لاخیر نہیں جس امین عند ابی حنیفہ علی مانی الخیرہ وغیرہ قتال اور اس جواب سے
 فہستانی کا یہ قول مندرج ہوتا ہے کہ کتا نجس امین ہے بعضوں کے نزدیک اور سو نجس امین نہیں ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک چنانچہ تحریر وغیرہ میں
 ہے سو تامل کرے بشرط علمہا علم ذی ناب و کلب بیش در اور شیل گیر کا شکار حلال ہے انکی تعلیم یا قتل کی شرط سے و ذاتہ ترک الاکل انا
 الشرب بن السید فلا یفر قستانی و یاتی لثانی الکلب نخوہ و با رجوع اذ ادعوتہ فی البازنی نخوہ اور یہی انکی تعلیم یا قتل کرنے
 وغیرہ میں تین بار نہ کھانے سے ثابت ہوتی ہے اور باز وغیرہ میں پلٹ آنے سے جیکو تو اسکو بلا دے اور شکار کا خون پی لینا تو منکر تعلیم کا نہیں
 چنانچہ قستانی میں ہر ازہر گے مذکور ہو گا م یعنی جب تین بار کتا شکار کرے اور پہلی کھال اور گوشت اور ہڈی اور وغیرہ کھائے تو اسکا علم
 ہونا ثابت ہو گا سو اسطے کہ کتے کی عادت غارتگری اور بجا لگنا ہے اور باز وغیرہ کی عادت وحشت ہے پھر جب دونوں نے اپنی عادت چھوڑی تو
 تعلیم یا قتل کی نیت ہوئی خواہ باز گوشت و کیکل پلٹ آتا ہو یا بدون گوشت کے اور اگر باز شکار کچھ کھا دے یا کچھ تو یہ اسکی تعلیم یا قتل کو غیر نہیں کرنا ہے کذا
 فی الخطا دی و بشرط وجہہا فی اسی موضع منہ علی نظامہ و بشرطہ اور شکار حلال ہے بشرط زخم لگانے کے اور باز کے کسی شکار کے مقام میں ہو جب ظاہر الروایہ
 کے اور اسی پر قوس یعنی فقط کا لازمی کرنا شرط نہیں بلکہ ذکوہ مضطاری ہر زخم سے ثابت ہو جاتی ہے کہ نجس خون نکل جاتا ہے و عن التانی یحل بلا جرح و
 بہ قال الشافعی اور ابو یوسف رحمہما یک روایت یہ ہے کہ شکار حلال ہوتا ہے بدون زخم کے بھی اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہما و بشرط ارسال سلم و
 کتابی اور شکار حلال ہوتا ہے بشرطیکہ کتے یا باز کو سلمان یا اہل کتاب چھوئے شکار یعنی اگر کتا یا باز شکار کا چھکارے بدون ارسال کے اور اسکو کھانے
 قتل کرے تو حلال ہو گا و بشرط التسمیۃ عند الارسل و لو طما فاشترط عدم ترکہا عند علی حیوان منمنع انما در عن الاستیعاقو المہ و بجناحت
 متوحش فالذی وقع فی الشبکہ اسقط فی البیرواساس لا یحق فیہ حکم المذکور و لذلہ قال یوکل لان الکلام فی صیدہ الاکل دان حل صید غیرہ
 کیا ہے اور ہم حل الاستیعاق بامحکمہ شکار کیا مانی قتال اور شکار حلال ہوتا ہے بشرطیکہ سم اسد کہے کتے یا باز کے چھوڑے وقت جاوہر منمنع متوحش ماکول
 بر اگر یہ تسمیۃ المذکورنا حقیقہ نہ ہو بلکہ کما تو شرط ملت عدم ترک تسمیۃ عند البیرو یعنی ترک تسمیۃ نسبتاً مافہر منمنع سے سو اسطے کہ جانور اپنے پکانے پر قادر ہو
 یا توں سے یا دونوں پر دن سے متوحش کی قید ہو اسطے لگائی کہ جو جانور طال میں پھنسا یا کنوین میں گر آیا وحشی مانوس ہو گیا تو کنوین حکم مذکور یعنی اسکی
 اور زخم سے اسکی ملت ثابت نہوگی بلکہ فہم کرنے سے وہ حلال ہو گا اور اسی واسطے مصنف رحمہ شکار میں مانول ہونے کی قید لگائی ہو طبلہ فنگولان خلال
 شکار میں ہر اگر حیوان مانول کا بھی شکار کرنا حلال ہے چنانچہ آگے مذکور ہو گا یا عام تر ہر مانول اور غیر مانول سے سو اسطے کہ متلا کھان سے فائدہ حاصل
 کرنا حلال ہے چنانچہ آگے آدیکا سوال کرے و بشرط ان لا یشکر الکلب المہلک صیدہ الکلب غیر معلوم و کلب مجوسی و لم یسل و لم یسم علیہ اور شکار
 حلال ہوتا ہے اس شرط سے کہ کلب معلوم یعنی تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ وہ کتا شکار ہو گیا ہو جکا شکار کرنا حلال نہیں چنانچہ بدون کھا کتا اور مجوسی کا کتا یا
 کتا جو چھوڑا نہ گیا بلکہ خود کتا شکار دھڑیا یا ارسال کے وقت عند البیرو اسکا شکار ترک ہو تو ان صورتوں میں شکار حلال ہو گا و بشرط ان لا یطول
 و قفۃ بعد ارسال الماکول الا طما و مفا فالارسل اور حلال ہے شکار بشرطیکہ کتے یا باز نے چھوڑنے کے بعد شکار پکڑنے میں دیا وہ وقفہ

امام رحمہ اللہ صاحبین کے ہر بعضوں نے کہا کہ یہ صاحبین کے نزدیک ہر اور امام کے نزدیک جیسا کہ خفیہ میں بھی درج کرنا ضروری ہے متردّد اور غیر مکرر کے مانند کذا فی مجموعہ
 و المستبر فی التردّد و انما التعلیقہ و موقوفہ و ما اکل السج و اکل لیسۃ شاق الخیرۃ و ان قلت لکما تہنأ بایہ و علیہ الفتوی و قد تم فی الذبائح و التردّد
 اور اسکے مانند چنانچہ علیحدہ دو موقوفہ میں جسکو زندہ سے لکھا یا اور یا بریں مطلق حیات جیسے اگرچہ زندگی منابت کہ چوہا خیمہ میں نے اسکی طرف اشارہ کر دیا اور
 اسی قول پر فتویٰ ہے اور یہ مقدم مذکور ہو چکا کتاب الذبائح میں ہم متردّد وہ جانوری جو درپے کر پڑا اور لفظی وہ جسکو دوسرے جانور نے اپنے سینہ سے مارا اور موقوفہ
 وہ جو لاشی وغیرہ کے مارنے سے قریب المہلک ہو گیا یعنی حیوانات مذکورہ دونوں کے حلال نہیں اور اسی طرح شکار میں بھی حیات قلیلہ خفیہ کے معتبر ہونے کا
 فتویٰ ہے سید مجموعی نے کہا تو کھانا شکار مذکور کا حلال نہیں بدون وجہ کے خواہ اسکی زندگی ظاہر اور باہر ہو یا نہ ہو کئے وغیرہ کے زخم سے یا تیر سے اور اسی قول پر فتویٰ
 ہے بریل اس آیت کے (وما اکل السج الا ما ذکیتہ ما ویدیل حدیث عدی مذکور یعنی اگر کتنا شکار کو بڑھ کر لکھا تو مٹاؤ زندہ یا دے تو جی کر شکار کو انکی لاش و فحان
 ترک کرنا اور انکاحہ محمد اسع ہندہ علیہا خیمات حرم ہر اگر صیاد نے شکار کو زندہ پایا اور جی کرنے کو ترک کیا عمدہ یا باوجود قمار ہونے کے اس پر میرہ مرگیا تو حرام
 ہو گیا و کذا یحرم لو عجز عن التذکب فی ظاہر الرایۃ وعن ابی حنیفۃ و ابی یوسف کل وہو قول ایشاعی قال اخصف فی فتویٰ من الوفاۃ شمارہ الی حلدہ اظہار اسے ہے
 قلت وہ اظہار ان عجز عن التذکب فی مثل ہذا الاکل حرام اور اسی طرح شکار حرام ہو گا ظاہر الرایۃ میں اگر صیاد عاجز ہو گیا وجہ کرنے سے اس طرح کہ اسکے پاس وجہ کا
 ہتھیار نہیں یا وقت تنگ ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے بغیر ظاہر الرایۃ یہ ہو کہ در صورت عجز حلال ہے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ کا اخصف رہنے کی تفسیر میں لکھا اور
 میرے سن میں اور دوقایہ کے سن میں شمارہ اسکے حلال ہوجانے کی طرف یعنی قدرت کی قید لگانے سے اور ظاہر الرایۃ کو تو سن چکا اسی مافی شرح اخصف میں لکھا ہے
 اور ظاہر الرایۃ کی دلیل یہ ہو کہ عاجز ہونا وجہ کرنے سے اسی صورت میں حرام کو حلال نہیں کر دیتا مگر خلاف اس صورت کے کہ پانی اور کھانا حاصل کرنے سے عاجز ہو
 تو شراب اور دوا کا استعمال صحیح ہو گا اور اسلحہ جو کسی کلید فرجہ مسلم فاجر خیر یا جو کسی نے اپنا کتا چھوڑا شکار پر مسلمان نہ کئے کو تیر لکھا اور غیر کا یا شور
 کر کے سودہ تیر ہو گیا اور اسے شکار مارا سودہ شکار حرام ہے ہم ہر چیز پر نفعت میں یعنی منع اور نہی کے ہر لیکن زجر سے یہاں مراد ترغیب اور خوف ہے و لا ناہی
 شکار کرنے پر اور زجر سے مراد انکار یا دت طلب ہے چنانچہ علی بن خدیج ہادیہ اور طحاوی میں ہر معلوم کرنا چاہیے کہ جب ارسال اور جرجن ہوں تو ارسال جہتر
 ہو گا تو اگر ارسال جو کسی یا حرم یا بت پرست یا تارک تسمیہ ہے چو اور زجر مسلمان سے تو شکار حرام ہے اور یا انکس اسکے حلال ہے یعنی ایک مسلمان نے کئے کو
 شکار پر چھوڑا اور جو کسی نے اسکو تیر لکھا تو اعتبار چھوڑنے کا کیا جاوے گا اور شکار حلال ہو گا اور اگر ارسال موجود ہو اور زجر موجود ہو تو اب زجر ہی معتبر ہو گا بجز اگر زجر
 مسلم سے ہو تو حلال ہے اور اگر جو کسی سے ہو تو حرام ہے اور قلمہ معرض لبرضہ وہو دم لاریش کہ سی بہ لاصابتہ بفرضہ یا شکار کو معرض نے قتل کیا اپنی عرض سے تو حرام
 حرام ہے اور معرض دیر ہو کہ جمین برنین اور معرض اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نشانہ برنگتا ہو اپنی عرض کی طرف سے نہ طول کی طرف سے ہم معرض بولنا
 عراب تیر ہی بدون پرکا دونوں کنارے اسکے باریک اور درمیان میں موٹا وہ نشانہ پر عرض کی جانب سے لگتا ہے تیر ہی کی طرف سے کذا فی القاموس اور اس
 حد فاصلا بعد حل اور اگر معرض کے کنارے پھرت اور تیری ہو پھر وہ شکار کتیری کی طرف سے لگے تو وہ حلال ہے اور بندقہ ثقیلہ ذات حدہ حرم
 تعلما بالقتل لا باحد یا قتل کیا شکار کو بھاری غلیلہ باڑہ داسے نے تو شکار حرام ہے سبب اسکے قتل کرنے کے بوجہ سے اور اگر انی سے نہ باڑہ اور تیری سے
 ہم بندقہ بضم با و موحده و سکون نون مدوڑی ہو اس سے مارنے ہیں اور سلو جلا ہی بھی کہتے ہیں کذا فی انہرب ہندی میں اسکو غلول اور غلیلہ کہتے ہیں جسکو
 علیل سے جلاتے ہیں و لو کانت خفیۃ لہا حدہ حل تعلما بالجر حیثند و لوم ہر لایوکل مطلقا و شرطی بالجر الادمار و صل لالتفی و تمانہ فیما علقہ علیہ اور
 اگر غلیلہ لکھا تو لکھا ہو تو شکار حلال ہو گا اس لیے کہ اسوقت میں نوکیلا غلیلہ زخم سے قتل کرتا ہے اور اگر غلیلہ نے شکار کو زخم کیا تو اسکا کھانا مطلقا درست
 نہیں خواہ غلیلہ بھاری ہو یا ہلکا گول ہو یا نوکیلا اور زخم میں خون بہنا شرط ہے اور بعضوں کے نزدیک شرط نہیں کذا فی الملتقی اور اسکا پورا بیان

المتعلق کی ہمارے شیخ بن رحم فتاویٰ قاضی خان بن یزید غلیہ اور پھر اور عرض اور لاشی اور اس کے مانند کاشتکار حلال نہیں اگرچہ شکار زخمی ہو گیا ہو لیکن
 کہ دنیا و مذکورہ جیڑی چاڑی نہیں ہیں مان اگر انکو دراز فو کہ اگر ترکے مانند کرے اور انکا پھینک مارنا ممکن ہو اور وہ میرے پھاڑے اپنی مدت اور تیزی سے تو
 انکا انکا حلال ہوگا اور اگر اندر زخم ہو گیا سبب گرفت کے اور ظاہر ہر نہ پھینکا تو حلال نہیں ہے کہ اس سے خون کا سنا حاصل نہیں ہوتا حتیٰ خلاصہ ہر
 کہ اگر قتل اور گرانی سے حاصل ہو تو حلال نہیں اگرچہ خون نکلا ہو یا خیر درین اسکی طرف اشارہ ہوا اور یہی بواب لکھا شیخ زین صاحب برادرانی نے جب
 ان سے استفہا ہوا کہ جو شخص چڑیوں کا شکار کرتا ہر سیدہ و شہی کی گولی سے انکا کھانا درست ہے یا نہیں تو جواب لکھا کہ انکا کھانا حلال نہیں بلکہ کسی قسم کے
 مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر موت شکار کے زخم سے بالیقین حاصل ہوئی ہو تو وہ حلال ہے اور اگر نقل اور گرانی سے ہوئی ہو تو بالیقین حرام ہے اور اگر شک ہے یا نہیں کہ
 زخم سے موت ہوئی یا نقل سے تو احتیاطاً حلال نہیں حتیٰ کہ تباہیوں کے سبب کی گولی کے شکار میں احتیاط یہ ہے کہ انکا کھانا حلال نہیں ہو اسلئے کہ گولی تو نہ دفع غنیمت
 کے تہت قتل کرتی ہے نہ اپنی حدت اور بارش کی تیزی سے وہہ علم کہ انی الطیلاوی ورمی حمید وقوع فی ما دل احوال قتل بالما وخرم یا شکار کو تیرا سودہ کرنا پانی
 میں اور گیا تو حرام ہوگا کہ شاید قتل انکا پانی سے ہوا ہو نہ تیرے ولو الطیر یا کیا وقوع فیدخان نفس چہ فیہ دم واصل متعلق اور اگر شکار آبی چرایا ہو پھر تیرے لئے بعد
 پانی میں گر پڑی ہو اگر کھانہ پانی میں ڈوب گیا تو وہ حرام ہوگئی اور اگر پانی میں زخم نہیں ڈوبا تو حلال ہے کہ انی المتعلق اس واسلئے کہ پہلی صورت میں احتمال ہے کہ
 پانی نے قتل کیا اور دوسری میں احتمال نہیں ہے سبب موت پر جبکہ بسیار زخم لگا ہو جس میں زندگی کی امید ہو اور اگر ایسا زخم ہو کہ زندگی کی امید نہ ہو تو شکار حلال ہے
 کہ وہاں تمام مذکورہ مذموم ہے کہ انی اہلگیریہ ووقع علی سطح او جبل فزوی نہالی الارض حرم فی انسانی کلہا لان الاخر عن مثل نہ ممکن یا تیرے لئے
 کے بعد چڑیا چھت پر یا پہاڑ پر گری پھر وہاں سے زمین پر گر پڑی تو حرام ہے ان سبب مسائل میں اس واسلئے کہ اسی صورت میں چھتا ممکن ہے ہم اپنی یہ ضرور نہیں
 کہ جب زخمی چڑیا کے نو پانی یا چھت یا پہاڑ پر گرے اور اس طرح کا حکم جو دخت یا دیوار یا کھڑی چوٹی یا پتھر کے کنارے پر گرنے کا اور اگر چڑیا چھت
 یا پہاڑ وغیرہ پر گر کر پانی رہی زمین پر نہ آئی یا نیٹ یا پتھر کے مانند پر گری تو حلال ہے اس واسلئے کہ وہ بہتر زمین کے ہے کہ انی لہوی فان وقع علی
 الارض ابتدا اذا اخر عنه غیر ممکن چل پھر اگر تیری زخمی چڑیا پہلے سے زمین پر گر پڑی اور وہی تو حلال ہے اس واسلئے کہ اس سے بچاؤ ممکن نہیں چڑیا
 زمین پر گرنے سے اخر غیر ممکن ہے تو یہ احتمال کہ شاید زمین کے گرنے سے چڑیا مر گئی ہو تو ساقط الاعتبار ہے و نہ شکار کے باب کا اسناد ہوگا اور اس
 مسلم کلیہ فرجہ اراغہ البیاحہ موسیٰ فائز جزا در جدول الاموال وفضل برقع باہو فوقہ منسوخ کحیث یا مسلمان نے اپنا کشتار چھوڑا سوچو
 نے اسکو چڑیا یعنی شکر کے اسکو چھڑکایا اور تیر کر دیا سودہ تیر ہو گیا اور شکار کو مارا تو شکار حلال ہے اس واسلئے کہ زجر کتر ہوا رسال سے اور نقل دفع ہوا ناہی اس
 فعل سے جو اس سے فوق ہے یا برابر اس کے ہر سکتا و ضعیف سے جیسے صحیح حدیث منسوخ ہوتی ہے اصح یا صحیح سے یہ ضعیف سے ہم زجر اس واسلئے کہ تیر ہوا رسال
 سے کہ زجر یعنی ہر رسال ہے کہ اسکا تاکید ہے تو حلت اور حرمت میں اس کا اعتبار ہو نہ زجر اولم پر سئلہ احد فرجہ سلم فائز جزا در جدول الاموال حکمایا نے
 کو کسی نے نہیں چھوڑا پھر مسلمان نے اسکو شکار پر چھڑکایا اور گرم کیا سو وہ گرم اور تیر ہو گیا اور شکار مارا تو حلال ہے اس واسلئے کہ زجر اس کی بھی یہ یعنی ہر سکتا
 رسال کے ہے و در صورت عدم رسال او اخذ غیر ما رسل الیہ لان غرضہ اخذ کل صید تان حتی لو ارسل علی صید وکثیرہ بمیتہ و احدۃ قتل اکل اکل
 یا کہنے نے اور شکار مارا اس واسلئے کہ چھوڑا گیا تھا تو وہ حلال ہے اس واسلئے کہ صیاد کی غرض ہر ایک اس شکار کا بڑا ناہی جو چھڑکا تا دوسرے کے ہاتھ
 کہ اگر صیاد نے کتا چھوڑا بہت سے شکاروں پر اکیسا رسم اسد کہ سو اسے سبب شکاروں کو قتل کیا تو سب کا کھانا حلال ہے یعنی خلاصہ یہ ہے کہ نصیبین
 شکار کا اعتبار نہیں اکل فی الوجہ المذكورۃ لما ذکرنا وجہ مذکورہ میں ہر شکار حلال اور اکل کوئی جوان و لائل سے خلج ہم نے ذکر کیا ہم قولہ اکل جزا
 سلطان دفع اور اس کے سطوفات کی کسید رمی فقط عضو منہ فانیوکل لا بعض و خلافا للشافعی ولما قولہ علیہ اسلوۃ و اسلام یا مین من انھی فو

اُسکے تلف کر ڈالنے کے وقت سوائے اس نقصان کے حوالہ کے زخم لگانے سے حاصل ہوا دم و جان وادان یہ ہر کتنا ہی نے غیر کے مملوک شکار کو تلف کر دیا سو حکم یہ شخص
 ترک کاری لگانے سے اسکا مالک ہو گیا تھا تو وقت اتلاف کے غیر قیمت لازم آدے کی وجہ سے اول کا نقصان وضع کر کے توجیح چکی یوں یہ کہ وہ شکار دوسرے کا تھا
 مثلاً سو شخص اول کے زخم سے دوسرے کا نقصان ہو گیا پھر دوسرے نے تیرا راتو آٹھ درم کا اور نقصان ہو یا پھر شکار ہو گیا تو دوسرے شخص آٹھ درم کا نادان دے گا
 المنع وحل صلیبا و ما یوکل لمحہ و ما یوکل لمحہ منصفہ جلدہ او شعرو اور شیعہ اول دفع شعرو وکلمہ شروع لاطلاق النقص در حلال ہر شکار کرنا اس جانور کا
 جسکا گوشت حلال ہے اور جسکا گوشت حلال نہیں ہر اسکی کھال یا بال یا پر کی منفعت سے یا اسکی تیر اور اویٹ کے دفع کرنے کے واسطے اور ہر شکار یا کول اور
 غیر یا کول شرع میں درست ہر نفس قرآنی کی مطلق دلیل سے یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا (و از او خلقتهم فاصطادوا) یعنی جسوقت حج کا حرم باندھے ہو تو شکار کر د
 اس آیت میں یا کول اور غیر یا کول کی قید نہیں اور لغت عرب میں یا کول اور غیر یا کول دونوں کو شکار کہتے ہیں دنی البقینہ تجوز ذبح الامورہ و الکلب نفع ما دالاولی
 ذبح الکلب اذاخذت حرارة الموت اور قینہ میں ہر کہ بلی اور کتے کا ذبح کرنا کسی منفعت کے واسطے جائز ہے اور تیرہ یہ کہ جب کتا مرے لگے تو اسکو ذبح کر ڈالے م
 جبکہ بلی موزی ہو تو اسکو نہ مارے نہ اسکے کان لے بلکہ اسکو ذبح کر ڈالے چنانچہ ذہیر دین ہے اور اگر کلب غور ہو یعنی کاتا ہو تو اسکا قتل جائز ہے اور اسکا مالک
 نادان نہیں لے سکتا کذا فی الطحطاوی و بیہ طیر کرم غیر خمس العین کثر فی طیر صلا و جلدہ و فی طیر جلدہ لا یجوز ذبحہ صحیح یا فیتی یہ کما فی الشریعۃ عن ابیہ
 ہنا و در فی الطارۃ پاک ہو جاتا ہو گوشت اور چمڑا غیر خمس العین کا چنانچہ سور کہ وہ صلیبا پاک نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ غیر یا کول کی کھال پاک ہو جاتی ہے
 نہ گوشت اسکا اور یہ قول اقوال مفتی بہا میں صحیح تیرہ چنانچہ شریعۃ لایہ میں مواب سے کتاب البصید میں منقول ہے اور یہ گزر گیا کتاب الطہارۃ میں اخذ الطیر
 لیلا مباح والا ولی عدم قطعہ خانیہ پرند کا یکہ نار ات کو مباح ہے اور تیرہ یہ کہ ایسا نہ کرے کذا فی الخاتمہ مکرہ تعلیم البازی بالطیر احمی
 لتغذیہ مکرہ ہے ہر بازو شکار سکھا نازندہ پرند پر اسلحہ کہ پرند کو اس سے تکلیف ہوتی ہے سمع الصائد حسن انسان اور غیرہ من الابلیات
 کفرس وشاة فرمی الیہ فاصاب صید الم یحیل شکاری نے آدمی یا اسکے سوائے یا بوجہ اور چنانچہ گھوڑے اور بکری کی آہٹ شنی سو اسکی طرف
 تیر چھینکا سو شکار کو لگ گیا تو وہ شکار حلال نہیں م یہ مسئلہ کتب فقہ میں مختلف مذکور ہے ہر ایہ میں شکار مذکور کو حلال کہا ہے اور مضمرات میں اسکو فحشاء
 قرار دیا ہے منتقی نے اسکو غیر یا کول کہا سو اسلحہ اسے تیر مارا اور شکار کر کے کا قصد نہیں کیا نہ یعنی اسے کو پسند کیا سو جسے کہ آدمی وغیرہ کی طرف تیر مارا
 اصطیاد نہیں ہے اگرچہ تیر شکار کو لگ جاوے کذا فی الطحطاوی بخلاف ما اذا سمع حسن اسد او ذہیر فرمی الیہ و از او کلبہ فاذا ہو صید حلال لا کل
 ہر خلاف اس صورت کے کہ جب شیر یا سوسر کی آہٹ شنی سو اسکی طرف تیر مارا یا کتا چھوڑا پھر لگانا وہ شکار یا کول اللحم نکلا تو وہ حلال ہے و لعلہم ان حسن صید او ذہیر
 لم یحیل جوہر ولانہ اذا جمع لیسع و لحریم غلب لحریم اور اگر معلوم ہو کہ آہٹ شکار کی یا غیر شکار کی آہٹ ہے تو حلال نہیں کذا فی الجوزہ سو اسلحہ جب بیچ اور خرچ میں ہے
 میں تو محرم غالب ہو جاتا ہے احتیاط کی راہ سے رمی طلیبا فاصاب قرنہ او ظلفہ فمات ان و ماہ اکل و جود خرچ والا تیر مارا ہر کہ سو اسکے لگا سنگ
 یا کھر کو سودہ مگر اگر اسکو خون آلودہ کر دیا تو وہ یا کول ہو گا خرچ کے موجود ہو جانے سے اور اگر خون نہیں نکلا تو وہ یا کول نہیں و العبرۃ بکالمۃ الرمی فی البصید
 بر دتہ اذا رمی مسلما الا باسلا مہ اور البصیت صلیبا وین تیر اندازی کی حالت مقبرہ ہو تو شکار حلال ہے تیر انداز کے مرتد ہو جانے سے جبکہ اسے تیر لگایا ہو اسلام
 کی حالت میں اور شکار حلال نہیں تیر انداز کے اسلام لانے سے جبکہ اسے تیر لگایا ہو بت پرستی کی حالت میں ہم غنایہ میں ہے کہ تیر لگانے اور کلب معلم کے چھوڑنے
 کے وقت اسلام شریعہ ہو تو اگر اسے تیر مارا یا کتا چھوڑا حالت اسلام میں پھر وہ مرتد ہو گیا تو شکار حلال ہے اور اس کے بالعکس حلال نہیں کذا فی الخاتمہ یہ وجوب
 الجزا و جلدہ از رمی حرالا با حرامہ و بیچ قبیل کتاب الدیات اور بدلا دینا شکار کا وجوب ہو گا حرم کے حلال ہو جانے سے جبکہ اسے تیر مارا حالت حرام میں نہ اسکے
 حرم ہو جانے سے یعنی اگر غیر حرم نے تیر مارا شکار کو پھر اسے حرام باندھا تو جزا واجب نہیں اور وہ شکار حلال ہے اور یہ مسئلہ آدینکا کتاب الدیات سے پہلے

فرع مسئلہ شجاع کا لوان باز یا معلما اخذ صید مقتله دلائیہ سی اسلہ انسان دلائیہ یوکل وقوع اشک فی ذلک اذ اباحتہ بدو ذلک یجوز فیہ
 الخیر فلما جاوزنا ذلک الاباذن صاحبہ زلیعی اگر تعلیم یافتہ باز نے شکار کیا اور معلوم نہیں کہ شکار کسی انسان نے چھوڑا ہے شکار پر نہیں لگا کھانا
 درست نہیں شکار پڑنے کے سبب سے اس میں در حال تکلیف شکار کیا اباحت نہیں بدو ذلک سال کے اور اگر باز آدمی نے چھوڑا ہے تو وہ غیر کمال پر تو بھی لگا
 کھانا درست نہیں بدو ذلک کے اذن کے کہ انی الزلیعی قلت قد وقع فی غیر حادثۃ الفتوی ذہبی ان جلا وجہ شاة مذلولہ بستان ہل کل الکلام لا دقت فی
 ما ذکرناہ الا لیس وقوع اشک فی ان الفرق ممکن تکل ذکوۃ ام لا وہل سی اہد قالی علیہا ام لاس کتاہوں ابنتہ ہمارے زمانہ میں ایک حادثہ فتوی طلب واقع ہوا وہ
 یہ ہے کہ ایک مرد نے اپنی بکری کو مرغ میں نہروں پایا تو لگا کھانا کھا لیا یہ بات نہیں اور جو مسئلہ کہ ہم نے زلیعی سے بھی ذکر کیا اسکا مقتضا یہ ہے کہ اگر کسی کا
 کھانا حلال نہیں شکار واقع ہونے سے اس میں کہ لگا کھانے والے ان کو کوں میں ہر شکار پر حلال ہے یا نہیں سے نہیں ہے اور اگر ہر تو اسے فرج کے وقت
 اسد قالی کا نام پاک لیا یا نہیں لیا لیکن فی خلاصۃ من اللقطۃ قوم صابوا امیر اندو جانہی طریق الباریۃ ان لم یلین قریبا من المار و وقع فی قلبہ ان صاحبہ فعل ملک
 اباحتہ للانس لابس بالافندہ الا کل الان الثابت بالادلالۃ کالتاب بالصریح انتہی فقہ اباح اکلہا بالشرط لہذا کور نظم ان العلم کیون الذ اباح اکلہ لادکوۃ
 لیس بشرط فاما المصنف لیکن خلاصہ میں کہ کتاب اللقطۃ سے کہ ایک قوم نے دج کیا ہوا اونٹ پایا جنگل کی راد میں اگر وہ پانی کے قریب نہ ہو اور اس کے دل میں
 مباحات جم جائے کہ اس کے مالک نے یہ کیا ہو لوگوں پر مباح کرنے کے واسطے تو اس کے لئے اور کھانے میں مضائقہ نہیں اس واسطے کہ جو امر دلالت حال سے
 ثابت ہو وہ اس کے مانند ہے جو مرجع قول سے ثابت ہے انتہی مافی الخلاصۃ تو صاحب خلاصہ نے اسکا کھانا بشرط مذکور مباح کہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکا
 دریافت ہونا کہ دج اہل ہے ذکوۃ کا شرط نہیں ہے اسکا کھانا ہر مصنف نے نے شرح میں یہ قول ہندرا کہ ہر عدم حلت کے قول پر پانی کے قریب کی قید
 اس واسطے لگائی کہ جب پانی کے قریب ہو گا تو یہ محتمل ہے کہ پانی میں گرے مر گیا اور دریائی جانور نے اسکو بچاڑا اور پانی کی موج نے اسکو باہر ڈال دیا اور چونکہ
 کہ ان میں اباحت معتبر ہے خواہ پانی قریب ہو دے یا نہ ہو دے قلت قد یفرق بین حادثۃ الفتوی واللفظۃ بان الذ اباح فی الاول غیر الماک قطعاً و فی الثانی
 یحتمل میں کتاہوں استفتاء مذکور اور مسئلہ نقطہ میں یون فرق بیان کیا جاتا ہے کہ فرج کرنے والا اول میں غیر مالک ہے یقیناً اور ثانی میں قتال ہے کہ ایک
 نے فرج کیا ہو یا غیر مالک نے ہم اس فرق سے کچھ حاصل نہیں کہ اگر بالفرض مالک ہی فرج ہو تو یہ تو معلوم نہیں کہ اسکا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں کہ انی الزلیعی
 و الطحاوی در ہیبتہ خط لفقہ سرق شاة ذبیحہ اسمیتہ فوجد صاحبہا ہل توکل الراح لا کفرۃ بتسمیۃ علی الحرم القطعی بلا تعلق ولا اذن شرعی انتہی فلیخبر اور
 میں نے دیکھا فقہی معتد کے خط سے یہ مضمون کہ ایک شخص نے بکری چورائی پھر اسکو ذبح کیا بسم اللہ کہ بکری کسی کے مالک نے اسکو پایا تو لگا کھانا کھا لیا
 ہے یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اسکا کھانا درست نہیں بسبب کا فر ہو جانے ذبح کے حرام قطع ہے بسم اللہ کہنے سے بدو ذلک ملکیت اور اذن
 شرعی کے انتہی قولہ تو اسکی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے ہم یہ صورت حادثہ فتوی طلب کے معاصر ہے کیونکہ یہاں ذبح اور تسمیہ معلوم ہے اور منہل و درج سے لازم
 آئی اور ذبح اور تسمیہ معلوم نہیں اور یہ جو کہ حرام قطع ہے تسمیہ کا فر ہو گیا سو معتد قول یہ ہے کہ اس قدر سے کا فر نہیں ہوتا بلکہ جب اسکو حلال جائیگا تب کا ذبح ہوگا
 اور تسمیہ علی الحرم سے اعتقاد حلت کا لازم نہیں اور اسکا مؤید فقہا کا یہ قول کہ شاة غضب کی قربانی صحیح ہے چنانچہ مجتبیٰ میں ہے کہ جسے بکری غضب (اور قربانی کی مالک
 قیمت کا نادان ہے) لازم آیا اور قربانی اور ہو گئی کیونکہ غضب سابق سے وہ مالک ہو گیا کہ انی الطحاوی فی الوہابیۃ قال صہ و مالک لایطہر کسا فاناہ فیہ حرام
 لغضہ معذرا اور وہابیہ میں کہا اوجو جانور دیکھا کہ وہ کو کھلا کہ وہ ناپاک حرام متغذی نفع ہے یعنی مردار کو کتے کے پاس لانا جائز نہیں لیکن کتے کو شکار میں لانا جائز
 ہے چنانچہ شریعت میں ہے مگر ظاہر وہابیہ مطلقاً حرامت پر دلالت کرتا ہے تفسیر کے مانند فقہیہ میں یون ہے کہ ہمارے علمائے کما کہ مردار سے نفع لینا کسی دہر جائز نہیں اور
 کون کو بھی نہ کھلا دے اور شاید کہ یہاں دو قول ہوں کہ انی الطحاوی و ملک عصفور لواءہ آخر + اور اجازت دیکھی تملک کہ شکار کی اس کے پائے دانے کہ

ترجمہ اردو در مختار ج ۱

میعنی ارسال کے وقت اسکی ملک پر وجہ اباحت مراد ہر جنس اور ہر چیز کے ہر ایک ذرے اپنا جائز چھوڑ دیا اور دوسرے نے اسکو لیا اور اسکی ہمتی دار
 خبر گیری کی چیز اسکا مالک آیا سو اسکی در صورت میں اگر اسے چھوڑنے کے وقت یہ کہا کہ جو اسکو بکے یہ ہم نے اسکو اسکا کر دیا یا یہ نہ کہا تو مابنی صورت میں مالک اسکو
 نہیں لے سکتا اسوا سے اسنے ملک کو مباح کر دیا اور دوسری صورت میں اسکو لینا جائز ہی عدم اباحت کے سبب یہی قول ہمارا ہے شکار کے چھوڑ دینے میں کذا
 فی الطحاوی مختصراً و عتاقہ بعض الامتہ کیوں اور اسے اتفاق کو کوئی بخشش کے چھوڑنے کو بعض علما انکار کرتے ہیں یعنی ارسال بلا اباحت کو جائز نہیں کہتے ہیں قناح و ہر ہائے
 مالک لفظ بعض اسیر ولایت کرنا ہے کہ اکثر علما اسے خود میں حالانکہ یہ اسبقول نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہ سب ہی پر کہ حرام ہے کذا فی الطحاوی دان الحق مع غیر ہر جائزہ
 اور اگر مالک نے عصفور پر اس کو غیر واجب کے ساتھ یا تو مالک کو لینا جائز ہی یہ اس صورت پر محمول ہے جبکہ مالک نے ارسال کے وقت لینے والے پر مباح نہ کر دیا ہو
 چنانچہ جنس اور ہر ہائے نہ تو یہ چھوڑ کذا فی الطحاوی کی فقہ المان راہ لغتہ جسے لینا جائز ہے چھوڑا اس زانار کا جسکو چھلکے والے نے پھینک دیا ہم ہر ہائے میں ہی
 نہ حقیر نے قیمت کا نہیں ہے اٹھالینا شیخین ہم کے نزدیک درست ہے لیکن بعد اتفاق مالک اسکا اسکو لے سکتا ہے کذا فی شرح الوہابینہ بعد البر فی مباحاتہ
 و لا حلال الاصل مطبوعہ عیون و ادب اصیص ولایتی نغز اور وہابینہ کی سیلیون میں یہ ہر وہ کوئی غیر محرم براہ حرم میں ہے جسکا شکار کرنا حلال نہیں اسکی کانٹکا
 جنگو غیر اس کے شکار نہیں کیا اور اس سے متفرق ہو دے نہ بھاگے م اسکا جو اسب شکار نے اگلے قول میں دیا ہو صید داخل دار جل فلق علیہ باطلکہ فلا بلکہ
 غیر و اباحتہ ہر ہائے ہر مردہ شکار ہو جو ایک مردے مگر میں گیس کیا ہو اسے سپر یا دروازہ بند کر دیا یعنی قفسہ اس طرح سے بند کر لیا کہ اس کے بکڑنے پر قادر
 ہو گیا تو اب اسکا کوئی مالک نہ ہو گا سو اب صاحب خانہ کے اگرچہ بعد اس کے فروج کے م یعنی شکار گھر میں اسکا ہر جب صاحب خانہ نے دیکھا تو دروازہ بند کر لیا
 اس طرح کہ وہ کل نہیں سکتا اور صاحب خانہ کے بکڑنے پر قادر ہو جاتا ہے شکار کرنے کے تو صاحب خانہ اسکا آخذا و مالک ہو گیا اور اگر اسنے دروازہ بند
 کر لیا اور حالانکہ شکار اسکو معلوم نہیں تو اسکا آخذا اور مالک نہ ہو گا تو اگر پہلی صورت میں شکار باہر نکل گیا اور غیر صاحب خانہ نے اسکو بکڑ لیا تو وہ مالک
 نہ ہو گا اور دوسری صورت میں مالک ہو گا چنانچہ شیخ وہابینہ میں ہے تو در اصیص میں افی صیدت مراد صید حقیقی ہے نہ صید حکمی اور غیر محرم سے غیر صاحب خانہ
 مراد ہی کذا فی الطحاوی والد علم و اسنفرا اللہ العظیم

کتاب الرهن

یہ کتاب ہر مسائل رهن یعنی گرد کرنے کے احکام میں مناسبتہ انہ من الرهن و اصیص تحصیل المال مناسبت کتاب الرهن کی کتاب اصیص سے یہ ہر
 رهن اور شکار کرنا ہر ایک تحصیل مال کے سبب ہیں ہر نوع جنس النشی و بعض رهن لغت میں عبارت ہے جس شے سے یعنی چیز کے روکنے اور بند کرنے سے خواہ وہ چیز
 مال ہو یا غیر مال و شرعاً جس شے مال کی وجہ سے مجبوراً مالان پاجس ہو المرہن اور اصطلاح شریع میں رهن عبارت ہر مالی چیز کے جس کرنے سے یعنی
 چیز کو مجبوس کر دینا اسواسطے کہ جس کرنے والا مرہن ہو نہ رہن میں متنازع ہے جس شے کی تفسیر جعل النشی مجبوس اسواسطے کی تا رہن مالین شہرے ہو شکار جان
 مرہن ہے نہ رہن بلکہ رہن تو شے کا مجبوس کر دینے والا ہے اور تعریف میں جس مرہن ہو اسواسطے معتبر نہ ہو کہ کلام ہے اس میں جو رہن کا فعل ہو نہ ارمان میں جو مرہن کا
 فعل ہو مثلاً زید نے خالد سے سو درم لیے اور اپنا باغ اس کے پاس گر دیکھ دیا تو زید رہن ہے اور خالد مرہن اور باغ مرہن کی ممکن ہے یہاں تک کہ اس نے خذہ منہ کلا اوغصبا
 کان مبیعہ لمرہون اقل من الدین رهن عبارت ہے جس شے سے بعض اس حق کے جسکا حاصل کرنا اور لینا شے مرہون سے ممکن ہو خواہ تمام حق کا جس سے
 لینا ہر کے با بعض حق کا چنانچہ اگر قیمت مرہون کی دین سے کہ ہو تو بعض حق کا حصول ممکن ہو گا نہ کہ کل کام ممکن اذنی قبضہ سے وہ خبر کل گئی جو نہیں ٹھہرتی
 چنانچہ ہر کذا فی الطحاوی کا لیدین کا ف الاستقصا لان لعین لا یکن استفادہ من الرهن الا ادا صار دینا کما کا سبھی چنانچہ دین کا حاصل کر لینا مرہون
 سے حق نہ کرے دین ہو اسواسطے مراد ہو کہ عین کا حاصل کرنا مرہون سے ممکن نہیں مگر حسب وقت کہ عین دین حکمی ہو جاوے چنانچہ دین حکمی کا بیان

بعد ایک سطر کے آتا ہے شایع نے کہا کہ لہرین کا کات ہفتہ کا کات ہے یعنی حق منحصر ہو دین میں تو دین کی حق ہے بعض استغفار میں رہو تو اس کے
 نہیں کہ عین میں تو صورت مطلوب ہے سو اس کا کاتنا اور حاصل ہونا دوسری شریعت سے ممکن نہیں برطانت دین کے کہ اس کا استغفار ہو تو ممکن ہے اس کی جگہ کہ اللہ
 الوفا حقیقتہ وہ دین واجب ظاہر اور باطنی اور ظاہر فقط نفس عبد داخل و خارجا و خواہ وہ جنتی ہو اور دین حقیقی وہ ہے جو در بظاہر اور باطن میں واجب
 ہو یا فقط ظاہر میں واجب ہو جیسے اس غلام کا تمن جواز نہ کھانا نہ سرکہ جو قرابت ہو ہم تو نیز ظاہر میں صحیح ہو تو قیام لازم آدیکہ بائع پر اس کے ملاک ہو جانے
 سے تو اگر غلام اور سرکہ کی قیمت دس درہم ہو مثلاً تو بائع پر شتری کو دس درہم دینا لازم ہو گا محمد نے بسو ادر جامع میں تصریح کی کہ مقبوض حکم دین فاسد لازم
 اعیان پر ہی قول مختار ہے کہ انی الخطا دی عن الاختیار او حکما کالاعیان المضمونہ بالمثل اذ البیعتہ کمایجی خواہ دین کھانا ہو یا چنانچہ وہ عیان ہونا
 ضمان مثل یا قیمت سے ہوتا ہے چنانچہ آگے مذکور ہو گا مضمون بالمثل اذ البیعتہ کو مضمون ہفتہ بھی کہتے ہیں تاج الشریعہ نے کہا مضمون ہفتہ وہ ہے جس کے تلف
 ہو جانے کے وقت مثل واجب ہو اگر شکا مثل ہو یا قیمت واجب ہو اگر اسکا مثل ہو چنانچہ مقبوض ہو اس سے کہ اگر غنا مقبوض کے بدلے مالک کے پاس کی جی
 رہن رکھ دے تو رہن صحیح ہے حالانکہ مقبوض دین نہیں ہے اور چنانچہ مقبوض علی سوم اشرا اور مقبوض حکم بیع فاسد اور مردل قطع اور بدل صلح میں ہے اور شریعت میں
 چنانچہ وہ بیع جو بائع کے پاس ہے تو اسکا تاقان یعنی در صورت تلف ہو جانے کے تمن سے ہے نہ قیمت سے کہ انی یعنی حسن طبعی شرح دہاکہ کے قانیہ میں مالک مضمون
 بنفسہ کو فوض ہونے چاہیے ہر جیسے فوض دین کے رہن صحیح ہے سو اسکا مال کار دین ہو اتنی قانیہ میں ہے رہن کھانا فوض ہر دین کے جائز ہے لیکن دین فوض
 اعیان کی اس طرح ہے کہ رہن فوض اُن اعیان کے جو امانت اور دینیت اور عاریت اور مال مضاربت اور مضایعت میں ہو جائز نہیں ہے اور اسی طرح رہن بیع مستاجرہ
 باطل ہے اور اسی طرح عیان مضمونہ بغیر اسے رہن جائز نہیں چنانچہ بائع نے عین کو بیچا اور فوض بیع کوئی چیز رہن رکھ دی شتری کے پاس قبل تسلیم کے تو وہ مال اگر
 مالان مگر عیان مضمونہ یا قیمتہ سے رہن رکھنا مانند مقبوض کے بالاتفاق جائز ہے اور اسی طرح رہن فوض ہر مردل قطع کے جائز ہے خواہ وہ عین یا مردل قطع یا فاضل
 مختصراً خلاصہ یہ کہ عین مضمونہ نفسہ در حکم دین ہے تو رہن کی قبولیت صادق آتی کہ رہن نہیں ہوتا مگر دین میں خواہ دین حقیقی ہو یا حلی و عقدہ یا کباب و قبول حال کو نہ
 غیر لازم دیکھتے ظہر اس تسلیمہ الرجوع عنہ کمافی البیعتہ اور رہن منقذ ہوتا ہے کباب و قبول سے دہا یکہ وہ عقدہ غیر لازم ہے اور اس وقت میں تو رہن کی تسلیم ہون
 آتی اور رہن کی عقدہ سے رجوع کرنا جائز ہے چنانچہ ہمہ میں جائز ہے ہم رہن غیر لازم ہے کہ چونکہ تہرہ کا عقدہ ہے مانند ہیلہ و صدقہ کے دہا دار رہن پر رہن نہیں ہیں کھنے میں
 فاذا سلمہ و قبضہ امر تنہن حال کو نہ خزانہ متفرقا لقر علی تفر مفرقا لا شغول لا بحق الراجح بدون التفرقہ فی الامشاعا و لو حکما بان فصل المرہون غیر المرہون
 حلقہ کا شجر و مستضع لازم ہے جب رہن تسلیم کر دیا مرہن کو اور مرہن نے اسے قبضہ کر لیا اس حالت میں کہ مرہن مجمع اور مضموم ہے نہ متفرق مانند متفرق
 ہونے پہل کے درخت پر خالی نہ مشغول حق رہا ہے جیسے رہن رکھنا درخت کا بدون پہل کے عیسر اور مقسوم ہے نہ متشاع اگرچہ شیع حکمی ہو اس طرح کہ مرہن متصل ہو
 غیر مرہن سے باعتبار پیدائش کے چنانچہ اتصال درخت کا رہن مرہن سے اور یہ آگے واضح ہو گا تو رہن لازم ہو گا بعد تسلیم اور قبض کے بشرط ذکر کردہ جب
 عدم تفرق مرہن کا شرط ہوا تو پہل کا رہن کھنا بدون درخت کے اور زرعت کا رہن بدون من کے جائز نہوا اور جب مرہن کا خالی ہو نا حق رہن سے شرط ہوا تو
 درخت کا رہن بدون پہل کے اور زرعت کا بدون درخت کے اور گھر کا رہن بدون متاع رہن کے جائز نہوا فاذا ان القبض شرط المرہن کمافی البیعتہ صحیح فی اخصی
 شرط ابجز مضافہ کا کلام مذکور اسکا مفید ہے کہ قبض مرہن کا عقد رہن کے لازم ہونے کی شرط ہے جیسے ہمہ میں قبض لازم کی شرط ہے اور بخفی میں اسکی
 تصریح کی ہے کہ قبض جواز رہن کی شرط ہے ہم جیکہ قبض لازم کی شرط ہو گئی تو مطلب یہ ہے کہ رہن صحیح ہو بدون قبض کے مگر بدون قبض کے لازم نہیں اور
 جب جواز کی شرط ہوئی تو مطلب یہ ہے کہ رہن صحیح نہیں بدون قبض کے و الخلیتہ بان الراجح بدون قبض حکما علی الظاہر اور تخلیہ کر دینا
 در میان مرہن اور مرہن کے در حکم قبض کے ہو ظاہر الروایۃ میں یعنی قبض کا حکم جاری ہے تخلیہ میں تو اگر بعد تخلیہ مرہن اسکو نہ دے

ترجمہ ائمہ و علماء عرب و اسلامیہ

اور وہ ضائع ہو تو نادان اس کا مرتبہ پر لازم آدھکا کذا فی الخطا دی عن ابی اسود ورم تخلیع یہ کہ رہن مہون کو ایسے موضع میں رکھتے کہ مرتبہ اس کے لینے پر قادر ہو
یغالبہ لادبہ ہوا اور ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ منقول میں قبضہ ثابت نہیں ہوتا بدین نقل کے کذا فی شرح الوفا کا بلع فاما فیہ ایضا نہیں تخلیہ میں ہیں
قبض پر مابذیع کے اسوئے کے تخلیہ بیع میں بھی قبض ہو ہو مضمون ذوالک بالاقبل من قیمتہ و من لدین رجب مہون تلف ہو جائے مرتبہ اس کے پاس تو مرتبہ
اس کا نادان کی قیمت اور دین سے لازم آدھکا ہم ہر دین میں کہ قیمت اور دین دونوں سے کمتر نشان ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے جو کمتر ہو اس کا ضمان ہو تو اگر دین کی
ہر قیمت مہون سے تو مستقر نادان ہر مرتبہ پر اور اگر قیمت اقل ہو تو نادان سے کذا فی شرح الوفا یہ تلف ہو جانے کی قید اسوئے لگا کی اگر مرتبہ ہر دین
کو قیدی سے تلف کر ڈالے گا تو تمام مہون کا نادان سپر لازم ہوگا چنانچہ محیط میں ہر اور اگر اس میں اس شرط پر کر دے کہ اگر ضائع ہو مہون کو تلف ہلاخان
ضائع ہو تو رہن جائز ہو اور شرط باطل ہو تو نادان لازم ہو کہ یہ تعدیل مشروع ہے اور اگر بعض مہون تلف ہو تو دین قیمت کیا جاوے گا مالک درو جو دین
اگر گھر ہزار رہن رکھا اور اس کی قیمت ہزار ہو پھر گھر دیران ہو گیا تو ہزار کی قیمت ہوگی عمارت در زمین کی قیمت ہوگی عمارت کا حصہ باقی ہوگا اور زمین
کا حصہ باقی رہیگا کذا فی الخطا دی عند الشائبہ ہر دین ہر دین ضائع کے نزدیک مہون امانت ہو تو نادان لازم نہ آوے گا و المستبر قیمتہ دوم ایضاً لازم ہلاک
لما توہم فی الاشباہ و الغافلۃ منقول کما مرہ منصف اور مہون کی قیمت معتبرہ جو اس کی قیمت دوم ایضاً لازم ہلاک کی قیمت ميسا و حو کا لکھا یا ہو چھابنا
نے کیونکہ وہ منقول نہ ہے کے مخالف ہے چنانچہ منصف نے شرح میں اس کی تحقیق بیان کی کہ ایضاً منقول علی سوم الرحمن لازم میں ایضاً مقدار اس مقدار و بار بار قدر
من الدین میں مضمون فی الاصح کذا فی القیمۃ والا شباہ جس مہون پر قبضہ ہو اگر قبضہ کے رہنے کے جبکہ مقدار اس میں کی نہ کہ زکوٰۃ کی جو حکم اور طلب
کر تا ہو تو اس کا نادان لازم نہیں صحیح تر قول میں چنانچہ قید اور شباہ میں چنانچہ اس نے مرتبہ سے کہنا کہ یہ چیز میں تیرے پاس گرد و کھجی کچھ فرض میں تجربے ہوگا
اور مقدار فرض بیان نہ کی اور مہون ہلاک ہو گیا تو اس پر نادان نہیں اور اگر مقدار نہ کر ہو چکی تو نادان لازم ہوگا فان ہلاک و مساوت قیمتہ الدین صغار
مستوفیا وینہ حکم اسو اگر مہون مرتبہ کے پاس تلف ہو گیا اور اس کی قیمت دین کے برابر ہو تو مرتبہ پنا دین حکم شرع باجکا یعنی خدا لینا تھا اتنا نادان
دینا لازم آیا تو برابر ہو گیا یا دین برابر یا او زادت کا ان الفضل امانۃ فی قبض بالعدی یا قیمت مہون کی دین سے زیادہ ہو تو مقدار زائد ہو وہ امانت
ہو تو اس کا نادان عدی سے لازم ہوگا یعنی جب امانت ٹھہری تو اس کے ہلاک ہونے سے ضمان نہیں کر جیہ مرتبہ عدی سے اس کو ہلاک کر گیا انقصت سقط بقدر
درج الممر من الفضل لان الاستيفار بقدر المالۃ یا قیمت مہون کی کم ہو دین سے تو بقدر قیمت کے دین سقط ہوگا اور زائد کو مرتبہ اس سے بھرے
اسو اسے کہ حاصل ہوتا تو بقدر امانت کے ہر دین خلاصہ ہو کہ اگر دس دین ہو اور دس دین مہون کی قیمت ہو تو ہلاک ہو جانے سے اس صورت میں گویا
مرتبہ نے اپنا دین بھر پایا اور اگر زائد دین قیمت ہو تو باقی دین مرتبہ کے پاس امانت ہو اور اگر باقی دین قیمت ہو تو باقی دین مرتبہ اس سے بھر لے گا و ضمن الممر من
بدر عوی الہلاک بلایر مان مطلقا سو اگر کان من احوال الماہرۃ ادبائتہ و حسن مالک بالباطنہ اور نادان دیگا مرتبہ مہون کے دعوی ہلاک سے بدین
شہادت کے ہر طرح خواہ مہون احوال ظاہرہ سے ہو چنانچہ ارجحی اور غلام وغیرہ خواہ احوال بالطنہ سے ہو چنانچہ قدر اور پیر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نادان کو جس
با احوال بالطنہ کیا ہو وہ طلب وینہ من امانتہ و لہ حصہ بہ وان کان الممر من فی یدہ لان جس خبریہ مطلقہ اور مرتبہ کو جائز ہو اپنا دین طلب کرنا اس کے ارجح
اور اس کو اختیار ہو رہن کے جس کرنے کا دین کے سبب سے اسو اسے کہ جس اور دین کی تاخیر کا بہ لاہو یعنی باوجود قبض مہون کے دین کا تقاضا کر دہا رہن کو
سرعت ادا سے دین کے واسطے محسوس کرنا مرتبہ کو درست ہو کہ جس نے بعد ایشخ لفقہ حسی قبض دینا ویرہ لان الممر من لا یصل مجرد ایشخ بل یقی رہا
باقی قبض والذین کا فاذنات احدہما لم یبق رہا زبانی درو میر ہما اور مرتبہ کو جائز ہو محسوس رکھا مہون کا عقد رہن کے فسخ ہو جانے کے بعد بیان
نہ کہ وہ اپنا دین پاوے یا دین کو معاف کر دے اسو اسے کہ رہن باطل نہیں ہو جاتا مگر دفع عقد کے بلکہ رہن باقی رہتا ہے جب تک کہ قبضہ

[illegible]

کتاب ہو مگر ترے قبضہ کرنے کے بعد ملت ہو تو مرتن کا قول جبر ہو گا اس واسطے کہ وہ اس کے دخول فی ایمان کا منکر ہے کذا فی الخطاوی فی الزائرین و زائرات
 لایستایم ایمان بنایا را اگر دونوں اپنے دعوی پر گواہ لاویں تو ہم اس کے گواہ مقبول ہونگے سبب اسے ثابت کرنے نہ تھا کہ کذا فی الزائرین و زائرات مگر یہ بالرب
 اذا کان طریق آسانا کافی الودیعہ وان کان لم یحتمل و غیرتہ اور مرتن کو جائز ہے مہوں کا سفر لہجہ نامیکہ راہ سیرت ہو جیسے ولایت کو سفر میں لہجہ نامیکہ
 اس طریق جائز ہے اگرچہ مہوں کے لیجانے کے واسطے بار برداری و فرج کی حاجت ہو کہ ان الاطلاق میں البطلان کذا فی الزائرین و زائرات فی سیدہ کما فی الہدایۃ معربا
 لحدیث علی خلاف مانی فتاوی القاضین و سل مانی لحدیث قول الامام دانی فتاوی القاضین کلام فقہانہ و سیدہ کما فی الہدایۃ معربا
 میں لہجہ نامیکہ اگرچہ حدیث سفر ہو اور اسی طرح اس شخص کو سفر جائز ہے جس کے قبضے میں مہوں کے چنانچہ غادیہ میں ہر عہد سے منقول بر خلاف و دراصل
 کے فتاوی یعنی قاضی خان و قاضی تہذیب کے فتاوی کے اور شاید کہ جو روایت عہد میں ہے وہ امام رب کا قول ہے اور جو دونوں فتاوی میں ہے وہ مساجد
 کا قول ہے چنانچہ یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قبضہ کے کلام سے ہم شاید کہتے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ فتاوی قاضی خان میں قاضی تہذیب کا مرقع مذکور ہے کذا فی الخطاوی
 قائمہ فی الحدیث از امامی الزہری فوہا فیہ قالوا معناه اذا استثبت قبضہ بعد ما کہ بان قال کل الادی کل کانت قبضہ معنی بانیس الدین کما ذکرہ المستفاد الالبانی
 قائمہ حدیث میں ہے کہ جب رہن دکانی بنیترے تو وہ بوض اس دین کے ہے چنانچہ وہ مہوں کے شرح حدیث نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب مہوں
 کی قبضہ شہتہ ہو اس کے ہلاک ہو جانے کے بعد اس طرح پر کہ رہن اور مرتن ہر ایک کتا ہو کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس کی قیمت کتنی تھی تو مرتن تاوان
 دے اس قدر دین کا جب قدر میں وہ رہن تھا یعنی دین رہن سے سا قہ ہو جاوے گا جبکہ مرتن کے پاس مہوں ہلاک ہو جائے ایسا ذکر کیا ہے صنف ہر
 نے شرح میں کتاب الہین کے شروع میں ہے حدیث سندہ اور درسل دونوں طرح مرقع ہے سند کی تو در فطنی نے بسند ضعیف روایت کی ہے اور درسل
 کی ابو داؤد نے اپنے در اسیل میں روایت کی ہے چنانچہ کتا ہوں درسل ابو داؤد صحیح ہے یہ قول سفید ابن قطان کذا نے یعنی شرح المسند ایہ

باب ما یجوز از ترسانہ و مالایحوزہ

یہ باب ان مسائل میں ہے کہ کون چیر کا رہن رکھنا جائز ہے اور کس کا جائز نہیں الاصح رہن مستباح ہے کذا فی غیر مکرر صحیح نہیں رہن رکھنا مستباح ہے
 غیر مستحکم کا اس کے ممتاز اور جدا ہونے کے سبب سے چنانچہ شروع میں لکھا گیا مطلقا مقاربا و اطاریا میں شریکہ اور غیرہ تقسیم ولا شاع کا رہن مطلقا مستباح
 خواہ شیوع عقد رہن کے متصل ہو یا بچھے سے طاری ہو گیا خواہ اپنے شریک سے ہو کہ اس رکھے یا اور چنی سے شاع قیمت پذیر ہو یا نہ ہو مستباح اندہ فاسد
 بعضن البعض وجوزہ اشافی بجز دریافت کرنا چاہیے کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ رہن شاع کا باطل نہیں فاسد ہے چنانچہ رہن کا ضمان قبضہ کرنے سے لازم ہو گا اور
 رہن شاع کو امام شافعی نے جائز رکھا ہے فقہاء دین کی شرط یہ ہے کہ مال ہو اور اس کے مقابل بھی مال مضون ہو تو اگر شرائط جواز کی پائی گئی تو رہن صحیح مستحکم
 ہو گا اور اگر کوئی شرط مفقود ہوئی تو رہن فاسد مستحکم ہو گا اور جان رہن مال نہ ہو چنانچہ آزاد یا خمر ہو یا مقابل اس کے مال مضون نہ ہو تو رہن فاسد مستحکم ہو گا
 اسی کا رہن باطل نام ہے وہ فی الاستنباء ما قبل البیع قبل الرین الا فی اربعۃ اشعار و مشغول و متغیر و غیرہ و اصل حتمہ بشرط قبل وجودہ غیر لہذا معجز رہن
 لا رہنہا اور شہابہ میں ہے کہ جو چیز بیع قبول کرتی ہے وہ رہن بھی قبول کرتی ہے یعنی جس چیز کی بیع صحیح ہے اس کا رہن بھی صحیح ہے سوائے چار چیزوں کے
 مشاع اور مشغول اور متصل بغیر اور وہ غلام جس کا حق مطلق ہو کسی شرط سے قبل اس کے وجود کے سوائے غلام مہر کے تو ان چارہوں کی بیع تو جائز ہے رہن رکھنا
 اس کا جائز نہیں مشغول کو مطلق کہا حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ مشغول ملک رہن مانع رہن ہے اور مشغول ملک غیر کا رہن جائز ہے اور حق مطلق کی صورت
 یہ ہے کہ مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اگر اس گھر میں داخل ہو گا تو تو آزاد ہے تو اس کی بیع تو درست ہے مگر رہن درست نہیں ہاں مگر یہ مطلق کی بیع صحیح
 درست نہیں لیکن مہر بقید کی بیع جائز ہے کہ ان فی الخطاوی و فیہا اخیلہ فی جواز رہن المشاع ان پیچہ الصفیہ باخیار ثم یرہنہ الصفیہ

ثم یفصح البیع قال المصنف وفیه لفظ وعلیہ فصرح علی المصنف فی التبیوع الطاری اور شہادہ بن جزار بن شعیب کا یہ جملہ مذکور ہے کہ نصف شناع کی بیع
بشرط اختیار کے کرے پھر مشتری کے پاس نصف باقی کو رہن رکھے پھر بائع بشرط اختیار کے سبب سے بیع منسوخ کر دے نصف رہنے شرح میں کہا کہ اس میں
اعتراض ہے اور شاید کہ یہ خیال متفرع ہو مشتری طاری میں ضعیف قول جرم بن یزید ابو یوسف اور کا ضعیف قول یون مذکور ہے کہ شعیب طاری کا بقا حکم میں کا
بائع زمین گذارتی الطحاوی قلت کل دلائل اصح لانه بائع لا یجوز انما ان یسقی فی ملک ووجودہ بلکہ دلی کل مالکون رہن لم یقل ابتداء لکنما بسطتہ فی تنویر
البدلہ فی تفسیر میں کتابہوں بلکہ وہ بنا بر قول اصح کے ضعیف قول بھی متفرع نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ بشرط اختیار دو حال سے غالی نہیں کرانی رہے گا کسی ملک
میں یا کسی ملک کی طرف خود کر سکا اور ہر حال میں شناع کا رہن ابتدا سے ہو گا چنانچہ مشتری بیان کیا ہے اسکو تنویر لیسار میں نو خبر در ہما شرت الدین قری کی
تنویر لیسار ناخبرہ شہادہ و نظائر میں مذکور ہے کہ یہ جملہ بہر متفرع ہے کہ مشتری طاری مضر نہیں بلکہ ظاہر ہے پھر متفرع نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جب بائع نہیں کی
اس شرط پر کہ ملک کو اختیار ہو تو بیع بائع کی ملک سے باہر گیا تو اسے اپنے بعض ملک کو رہن رکھا تو رہن شناع ابتدا سے ثابت ہوا
اور اگر مشتری نے اپنا اختیار کیا تو معاہدہ کے قول پر ظاہر ہو اس واسطے کہ ان کے نزدیک ملک مشتری میں نقل ہو گیا تو رہن کھنا شناع کا اپنے شریک کے پاس
لازم آیا اور وہ بنا بر نہیں اور امام کے قول پر اگرچہ مدت اختیار میں ملک مشتری میں داخل نہیں ہوا لیکن بعد مدت کے یا مشتری کی ملک میں داخل ہو گا یا بائع کی ملک
میں خود کر گیا اور ہر حال میں رہن شناع کا ابتدا سے ظاہر ہو گا گذارتی الطحاوی محض قلت و جملہ فی تفسیر حلی مبنی علی اربعہ اربعہ نصف درہ شناع بیع
الصفی اس طالب الاذن و یفصح نہ اس علی ان مشتری بائع یا بقیض الدائم یفصح البیع حکم اختیار فی فی مدہ منقولہ از بن باہن و عندہ ابن المصنف فی
رد المحتار جو اہر میں کتابہوں اور صحیح حلیہ جزار بن شعیب میں وہ ہے جو بنیہ لغتی کے حلیوں میں مذکور ہے ایک شخص نے اپنے گھر میں سے نصف غیر مقسوم کے رہن
رکھنے کا ارادہ کیا تو اس کے نصف کو طلب رہن کے باقی بیع کرے اور اس سے نہیں اٹکائے اس شرط پر کہ مشتری کو اختیار ہو اور مشتری گھر پر قبضہ کرے پھر بیع کو
توڑ دے حکم حلیہ کے تو نصف گھر مشتری کے قبضہ میں باقی رہیگا بجز رہن بوضوئیں کے اور اس جملہ پر شیخ صالح ابن مہنف نے نو اخبار جو اہر میں تھا کیا کام اور
اسی طرح حموی نے حاشیہ شہادہ میں اس جملہ کو ثابت رکھا مع ہفتار میں ہے کہ اگر مشتری کے پاس تلف ہو گا تو ہاں کہ پرستش ساقا ہو گا اور اگر غیب دہر
ہو جاوے گا تو اس کے حساب کے موافق نقص ٹ جاوے گا و فیہا التبیوع الثابت ضرورۃ لا یضربانی اولو بحیۃ و لو جاز تجوز بن ذفل خذ اصحابہا رہا اذا فرغوا من عند
فان نصف کل منہا لیسیر رہنا بالیدن لان احدہما لیس بادی بن الاخر فی شیعی الزہن نیما بالضرورۃ فلا یضرب اور زوار جو اہر میں ہے کہ جو شیوع ضرورت کے سبب سے
ثابت ہو وہ رہن کے واسطے مضر نہیں ہو اس واسطے کہ لو کہ زمین ہے کہ اگر ایک شخص دیکھ کر لایا اور بولا کہ انہیں سے ایک کپڑا رہن رکھو اور دوسرا کپڑا ابتاعت رکھو اپنے
پاس تو ہر کپڑے سے نصف نصف رہن ٹھہر جاوے گا وین کی عوض اس واسطے کہ ایک کپڑا رہن با ابتاعت کے واسطے ادنیٰ اور مقدم نہیں تو رہن شناع ہو گا
دونوں کپڑوں میں عدم ترجیح کی ضرورت کے سبب سے تو یہ شیوع ضروری رہن کو ضرر نہیں کرتا ولا رہن ثمرۃ علی تخل و نہ ولا زرع ارض او تخل او بناء
بدونہا اور جائز نہیں رہن کھنا اس پھل کا جو درخت پر ہے بدون درخت کے اور زمین کی زراعت یا درخت یا عمارت کا بدون زمین کے و کذا علیکما
کہ رہن مشتری لا یقر ولا یض لا یخل اور اسی طرح کا حکم ہے اس کے عکس میں چنانچہ رہن رکھنا درخت کا بدون محل اور زمین کا رہن رکھنا بدون درخت کے
م اور اگر اخوات شجر کی تشریح نہ کی تو درست ہی رہن میں بالتبع داخل ہو گا دلائل ان المہون منی اتصال غیر المہون خلقۃ لا یجوز لا شناع فیض المہون
وحدہ در را و قاعدہ کلیہ ان مسائل میں یہ ہے کہ جب مہون متصل ہو غیر مہون سے باعتبار پیدائش کے تو رہن جائز نہیں سبب منسوخ ہونے فیض مہون
کے فقط گذارتی الدرر دین الامام جوار بن الاض لا یجوز اور امام کے ایک روایت ہے کہ زمین کا رہن بدون درخت کے جائز ہے اور زمین شجر ہو اضعافا
اور لہذا بائع یا بائع مطلق لا یصل لہا و اگر رہن کیا در خون کو ان کے موضوع کے ساتھ یا گھر رہن کیا اس کے ساتھ جو اس کے اندر ہے تو جائز ہے

کہانی الیقینی اس واسطے کہ دستمل ہو اتصال مجاورت اور قیاس کے دینی اقلیتہ میں اور الحیطان مشترکہ میں بین البیرون فی الحصرۃ ولا غیر اتصال
الستف باحیطان مشترکہ لکھو متباد وقتہ میں ہو کہ ایک گھر میں رکھا اور مالکہ اسکی دیوار میں مشترک ہیں چابین رہیں اور دوسروں کے تو رہیں صحیح
ہو صحت اور انسانی میں اور حجتہ کا متصل ہو ناما مشترک دیواروں سے منہر ہیں کا نہیں اس لیے کہ وہ تابع ہر نہ اسلیم فنیہ میں پوری روایت یوں کہ کہہ رہیں صحیح
ہو صحت اور حجتہ اور ہر ایک خاص دیواروں میں کہہ فی الخطا دی ولاریہن کہ والمدرہ والمکاتب وحم الولد والوقت اور جائز نہیں ہیں رکھنا
آزاد کا اور غلام مدرہ اور غلام مکاتب اور ام ولد اور وقتہ کا تم ملا ذکر الایکویز رہنے ذکر الایکویز زاریہن یہ قال ولا بالامانات کو وصیعتہ وامانتہ
جبکہ مصنف نے دے دیہ خیرین ذکر کہیں جہاں ہیں رکھنا درست نہیں اب ہنگام ذکر خیرین کے بد سے ہیں کہ جس اور است نہیں تو مصنف نے یہ یوں کہا اور
رہیں جائز نہیں بد سے الامتوں کے چنانچہ وصیعتہ وامانتہ ہم اور ہی طرح عاریت اور بانی مفارقتہ اور مال شرکت کے بد سے ہیں رکھنا جائز نہیں اس واسطے کہ
ہرین کا موجب یہ استیفا ہر مخرج کے واسطے تو رہیں کا قبضہ لازم ضمان ہو گا تو ضمان ثابت کا ہر مخرج درجہ تا کہ بعض مضمون واقع ہو اور استیفا دین اس سے
ہر کے وامانت کے قبض میں ضمان نہیں کہ رہیں اس کے بد سے صحیح ہو کہ فی الدرر ولا بالدرک خوف استحقاق المبیع فالہن بہ باطل بخلاف انشاء لکما اور
رہیں بالدرک جائز نہیں استحقاق مبیع کے خوف سے تو رہیں بالدرک باطل ہو بخلاف کفالت الدرک کے کہ وہ صحیح ہو چنانچہ گذر گرام بین بالدرک ہو اس واسطے صحیح نہیں
کہ رہیں تو استیفا ہو اور استیفا نہیں ہوتا واجب ہونے سے پہلے اس واسطے کہ معنی درک کے تا وہی لہنا ہر مخرج کا بعد استحقاق مبیع کے تا مخرج ہر مخرج کا حکم ہوا اور رہیں
بالدرک کی تفسیر یہ ہو کہ ایک شخص کوئی غرض سے کرے اور اسکا مخرج ہے اور مشتری کے لئے کہ شاید یہ مبیع کے سو کسی اور شخص کی ملک کی اور اس کے بدلے
بائع سے کوئی چیز رہیں رکھنے قبل از استحقاق کے تو یہ صحیح باطل ہو اور مخرج اگر کفالت ہو گا تو مشتری کے پاس مانت ہو گا انسان انکال لازم نہ آویگا خواہ
حاصل ہو یا نہ ہو بخلاف کفالت کے اس واسطے کہ کفالت بالدرک صحیح ہو آخر حق یہ ہو کہ رہیں ہر مخرج استیفا کہ اس واسطے اور استیفا نہیں جو بد سے پہلے اور مانت ہو
کی زمانہ مستقبل کی طرف جائز نہیں اور کفالت تو عبارت ہے التزام مطالبہ سے اور التزام افعال کا منہا مستقبل صحیح ہو ولا یحین مضمون وہ بغير ما ایزیر مثل آدم
مثل المبیع فی ید البائع فائز مضمون انہن فاذا ملک زہب باقیں اور مخرج مضمون مبیع ہوا کے بدلے یعنی وہ جز کا تا دان مثل یا قیمت سے
نہیں چنانچہ مبیع بائع کے پاس ہو اس واسطے کہ اسکا ضمان نہیں ہے ہر مخرج مبیع بائع کے پاس ملے ہو گیا تو مخرج کا تا مخرج بائع نے مشتری کے اتار کوئی چیز بھی اور مبیع
بائع کے پاس ہو بائع نے کوئی چیز مشتری کے پاس بد سے مبیع کے رہیں مری تو رہیں باطل ہو اس واسطے کہ رہیں واجب ہوتا ہر مخرج کے مقابلہ میں تا در مبیع بائع کے پاس
دین نہیں بلکہ اگر مبیع ملے ہو گا تو مشتری کے بدلے مخرج ہوا ہو گا اور مبیع بائع کا رہیں ہو اور سبب ضمان نہیں کہ فی الدرر ولا بالکفالت بائع نہیں جائز نہیں
مخرج ضمانی کے بدلے یعنی قبض کا حاصل پر مال واجب نہیں جبکہ بد سے ہیں جائز ہوا اور اگر مال ضمان ہو اس واسطے کہ بائع کے بدلے کہ مخرج کے تو یہ رہیں درست ہو
کہ فی المبیع ولا بالقصاص مطلقا فی نفس مادونہ اور مخرج جائز نہیں بد سے قصاص کے مخرج خود قصاص مان کا ہو یا اعضا کا ہو اس واسطے کہ استیفا و قصاص نہیں
مستند ہر اور یہ رہیں باطل ہو اس واسطے کہ مخرج یعنی قصاص ان نہیں تو اگر مخرج ہوا ہو گا تو مال کا اقصاء ہو گا بخلاف ایجابیہ ظاہر لا یشاء الا انشاء الا انشاء
من الزہن بخلاف جنابہ تھا کہ اس کے بدلے رہیں جائز ہو سبب ملکہ ہونے دیتے کے مخرجوں سے یعنی ہوا تو مال واجب ہو تو رہیں مقابلہ مال کے مخرج ہو گا ولا
بالشفعة اور رہیں جائز نہیں بد سے شفعتہ کے یعنی رہیں لیتا جائز نہیں اس مشتری سے جو تسلیم مبیع شفعتہ کے سبب سے وہ جس پر ہو اس واسطے کہ مبیع کا مشتری پر ہوا نہیں
و باجرہ الناحیۃ والحقنیۃ اور رہیں جائز نہیں نوہ گوارا گانے ذالی جورت کی اجرت کے بدلے ہو اس واسطے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز لازم لہما ان نہیں کہ فی الدرر
و بالعبد الحالی او اسدیون اور رہیں جائز نہیں غلام قاتل یا غلام غریبوں کے بدلے ہو اس واسطے کہ مالک پر اسکا ضمان نہیں و از اعم شیخ الوان فی ہذا الصور
فلا ینقضہ فلو ملک عند المرثۃ قبل الطلب مالک حیا نا و لا علم للبائل فیقبض باذن المالك صدر اشترائیۃ داہن کمال اور جب کہ رہیں

لازم ہو گا نہ وہیں کا ہذا ادا نہ ہو تو اس کی اصلاح کما حقہ علی سبب الزکوٰۃ بان رہے علی ان یسیرہ شیا انما لک فی بدوہ بل یسیرہ
 بین الامین مذکور فی البزازیہ وغیرہا والاصح انہ غیر مضمون وقد تقدم ان اشہد علی سبب الزکوٰۃ انہ بین المقدار غیر مضمون فی الاصح یعنی دین و عہد
 ہلاکی مرہون سے نادان لازم ہونا اس وقت ہو جبکہ رہن نے مقدار دین کو مبین کر دیا ہو پھر اگر اسے مبین نہ کیا ہو تو اس کا ضمان لازم نہ ہو گا قول اصح
 بین چنانچہ یہ کہ زکواۃ اس مرہون کے بیان میں جیسے قرضہ ہو مطلب رہن پر اس طرح کہ رہن رکھا اس شرط پر کہ رہن کو مرتن کی چیز دین دے سو مرہون
 مرتن کے پاس تلف ہو گیا ضمان امین لازم ہو گا یا نہیں اس میں خلافت ہو دو اماموں میں جو بزازہ وغیرہ امین ہو جو دین و عہد کے صحیح ترین ہے کہ اس میں
 نادان نہیں ہو اور مرتن میں مقدم مذکور ہو چکا کہ مقبوض مطلب رہن جبکہ دین کی مقدار بیان ہو غیر مضمون ہو صحیح تر قول بین وصح براس مال المسلم
 مشن اعرف والمسلم فیہ اور صحیح تر کہ مسلم کی اس مال کے بدلے اور مرتن کی ضمان اور مسلم فیہ کے بدلے ہر چند صحت اس میں کی سلق دین کی تحت میں ان
 تھی لیکن اسکو علیحدہ اس واسطے مستند رہنے ذکر کیا تاکہ مسائل آئندہ اس پر مرتب ہوں فان ہلاک الزکوٰۃ فی المجلس ثم اعرف المسلم وصار
 المرتن مستوفیا حکما خلافا للثالثہ بجز اگر مرہون تلف ہو گیا صرف اور مسلم کی مجلس عقد میں تو صرف اور مسلم کا عقد تمام ہو گیا اور مرتن یا جائے والا
 محترم گیا حکما بطلان انہ مشتبہ کے ہم معنی مرتن نے گویا اس المال اور مرتن صرف کا پایا یا اگر مرہون اس المال کے برابر تھا اور اگر زیادہ تھا
 تو فاضل اسکے پاس مانگتا ہو اور اگر اقل تھا تو بقدر اسکے مستوفی ہوا اور باقی کو رب اسلم سے وان فترقا قبل نقد و ہلاک بطلان ای سلم و ہوت
 اور اگر اقل قبل مجلس عقد سے جدا ہو گئے نقد دینے اس مال یا بدل صرف سے پہلے اور مرہون کے ہلاک ہو جانے سے پہلے تو سلم و ہوت باطل ہے کہ سلم و ہوت
 ہے جو کہ اس المال اور بدل صرف میں قبضہ شرط ہو سہا قبضہ رضی اور حکمی دونوں فوت ہو گئے دام المسلم فیہ قبضہ مطلقا اور سلم فیہ قبضہ صحیح ہو خواہ مرتن میں
 میں تلف ہو گیا یا بعد فترق کے اس واسطے کہ سلم فیہ کا قبضہ ہونا مجلس میں وجوب نہیں فان ہلاک الزکوٰۃ فی المجلس ثم المقدار وصار المسلم فیہ بجز اگر مرہون
 ہلاک ہو گیا تو عقد سلم تمام ہو گیا اور وہ عوض ہو گیا سلم فیہ کا ولوم ہلاک لیکن نفسا سلم و المسلم فیہ مرہون ہو رہا اس مال استحسانا نہ بلہ نظام
 نظامہ اور اگر مرہون ہلاک ہوا لیکن عاقدین نے عقد سلم کو فسخ کر دیا اور سلم فیہ کے بدلے رہن ہو تو وہ از روئے استحسان کے اس مال کے بدلے مرتن ہو گا
 اس واسطے کہ اس مال بدل پر سلم فیہ کا تو اس مال بجا سلم فیہ کے قائم ہو گیا وان ہلاک الزکوٰۃ فی المجلس بعد الفسخ المذكور ہلاک ہے ای المسلم فیہ فلام
 رب اسلم دفع اسلم فیہ بقاد الزکوٰۃ حکما الی ان ہلاک اور اگر مرہون ہلاک ہو گیا فسخ مذکور کے بعد تو سلم فیہ کے بدلے ہلاک ہو تو رب اسلم کو سلم فیہ کا
 دنیا لازم ہو گا بسبب باقی رہنے رہن کے حکما اسکے ہلاک ہونے تک ہم معنی رب اسلم بر سلم فیہ کا مثل سلم فیہ کو دنیا اور اس المال کا لینا اور جیسے کہ اس
 کہ مرہون مضمون ہو اسکے بدلے اور لیتہ رہن کا سلم ہلاکی تک باقی ہو تو رب اسلم رہن کی ہلاکی سے سلم فیہ کا مستوفی ہو گیا کذا فی المنع والابال
 یہ مرہون بدین کا کن علیہ علیہ لفظہ لان لا یداعہ فہذا اولی اسلام کہ مضمونا والودیتہ امانۃ او باپ کو جائز ہو اپنے طفل کا غلام رہن رکھنا بدلے اس میں
 کے جواب پر ثابت ہو اس واسطے کہ باپ کو اس کے غلام کا ودیت رکھنا درست ہو تو رہن رکھنا بطریق اولی درست ہو گا بسبب ہلاک ہونے رہن کے مرتن پر
 نادان واجب ہو کر اور ہلاک ہونے ودیت کے امانت ہو کر بلانا دان والوصی کذا لک اور وصی کو بھی اسی طرح صغیر کے غلام کو اپنے دین کے بدلے
 رہن رکھنا جائز ہو وقال ابو یوسف لا ینکحان ذلک اور ابو یوسف رہنے لکھا کہ باپ اور وصی اسکے مالک نہیں یعنی اسکے غلام کے رہن رکھنے کے ہم اذا
 ہلاک ہوتا قدر الدین للصغیر لا ینکحان ذلک اور ابو یوسف رہنے لکھا کہ باپ اور وصی اسکے مالک نہیں یعنی اسکے غلام کے رہن رکھنے کے ہم اذا
 زیادہ امانت ہو اور امانت میں نادان نہیں وقال الثمرانی یصح ان ینکح مال الوسی بخلات الوسی لکن یزعم فی الذخیرہ وغیرہا
 بالتسویۃ بینہما اور غرض ناشی نے لکھا کہ وصی غلام کی پوری قیمت کا نادان دے اس واسطے کہ باپ کو صغیر کے مالی سے نفع حاصل کرنا درست ہو بطلان

ہو گیا تو زمین پر چھٹا کھانا نہیں کذا فی الدرر المندار بشریۃ باع عبد اعلیٰ ان رہن مشتری بآتش تنقیہا بعینہ الوصلی الفیل کذا لک بعینہ
صح غلام بیجا اس شرط پر کہ مشتری ایک مہینہ خیر رہن رکھ دے بدے غم کے یا اسی طرح مہینہ فاسد دے تو بیع صحیح ہو اگر مہینہ رہن نہیں تو اگر مجلس
بیع میں مہینہ بائع اور مشتری متفق ہو گئے تو بیع جائز ہو اور اگر اتفاق نہ کیا اور نہ ادا کیا تو بھی بیع جائز ہو اور نہیں تو فاسد ہے کذا فی الخطاوی عن ابن قیم
لا یجبر مشتری علی الوفاء کما درانہ غیر لازم مشتری پر جبر نہیں وعدہ رہن پورا کرنے پر ہوا ہے کہ نہ کوئی ہو چکا کہ وہ غیر لازم ہے یعنی رہن اور وعدہ رہن
لازم الوفاء نہیں اور وعدہ رہن کا رہن سے فوق نہیں حالانکہ رہن خود لازم نہیں تا عدم تسلیم تو وعدہ رہن کا طریق ادلی لازم ہو گا و البائع فسخہ
لفیوات الوصف المذکور اور در صورت عدم وفا بائع کو فسخ بیع جائز ہے بسبب فوت ہو جانے وصف مخریج کے یعنی بائع رہنی ہو چکا شرط نہ کرے
تو بدو ان کے رہنی ہو گا یہ وجہ اسکی رضا تمام نہوئی تو اسکو فسخ بیع کا اختیار ہے یا ترک رہن پر رہنی ہو جائے الا ان یدفع مشتری التمن حالا
ادید قیۃ الزہد مشتری و رہنہا حصول مقصود فسخ بیع کا بائع کو اختیار ہے مگر کہ مشتری تن نقد دے یا مہر ہوئی شرط کی قیمت کو رہن رکھ دے
تو فسخ بیع کا اختیار نہ رہے گا بسبب حاصل ہو جانے مقصود کے یہ جواب ہے سوال مقدار کا سوال ہے کہ شرط میں رہن مہینہ نہ کرے اور قیمت اسکی خلاف ہے
حاصل جواب ہے کہ استیفاء تو معنی ثبات ہے یعنی قیمت پر اور صورت رہن تو امانت ہے تو مقصود رہن سے اسکی قیمت ہے بعینہ صورت وان قال مشتری
الباۃ قد عطاہ شیئاً غیر سبۃ اسک مگر حتی عطاہ اسک فہو رہن تلفظہ با یضید الہن داۃ لہ العانی خلافاً للتألی و البیۃ اور اگر مشتری
نے سو اے بیع کے کوئی چیز بائع کو دی اور اس سے کہا کہ اسکو رکھو یہاں تک کہ میں نکلوں دن تو وہ رہن ہو گا بسبب دینے مشتری کے و لفظ جو رہن
کا فائدہ دینا ہے اور اعتبار معانی کا ہے نہ لفظ کا برخلاف ابو یوسف جو اور آئمہ ثلثہ کے ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ رہن کا لفظ اور اسکا مادہ شرط نہیں ہے
لو کان ذلک اشترى الذی قال لہ مشتری اسک ہو بیع الذی مشتری با بعینہ لولہ بعد قبضہ لانہ حیث نہ یصلح ان یکون رہناً ثمنہ اگرچہ وہ چیز جسکو مشتری نے
کہا کہ رکھ دے وہی بیع ہو جسکو اسنے بعینہ خرید کیا تو بھی رہن ثابت ہو گا بشرطیکہ مشتری نے بعد قبضہ کرنے بیع کے یہ کہا ہو ہوا ہے کہ اسوقت میں مجھے
قبضہ کرنے کے بعد وہ اسکی صلاحیت رکھتا ہے کہ مہر ہو بدے اپنے ثمن کے ہم یعنی جب مشتری نے بیع پر قبضہ کیا تو اسکی ملکیت اسین مہینہ ہو گئی رہن نہ
کہ اگر وہ بعد قبضہ تلف ہو تو مشتری کا مال تلف ہو گا نہ بائع کا اور عقیدہ فسخ نہ ہو گا و لو قبلہ لا یکون رہناً لہ محسوس بالتمن کلام اور اگر بیع کے قبضہ
کرنے سے پہلے مشتری نے کہا کہ اسکو رکھنا ادا سے ثمن تو وہ رہن ہو گا سو اسلئے کہ وہ تو محسوس ہے بدے ثمن کے چنانچہ کذا گیم تو اگر بیع قبل قبضہ کے تلف ہو گا تو بیع
فسخ ہوگی اور نہ مشتری کے ذمہ ہے ساقط ہو گا بقی لو کان لیسع ما یفسد بکلمہ و خیر فابطل مشتری و حات البائع تلفہ جائز بعد و شر اوہ و لو باءد باز یصدق
ہ لان فیہ ہمتہ باقی رہی ہے صورت کہ اگر بیع غیر متبعض جسکو مشتری نے بائع کے پاس رہن رکھا اس قسم کی چیز جو زیادہ مہر نے سے بگڑ جاتی ہو چنانچہ
گوشت اور روٹی سو مشتری نے ادا سے ثمن میں دیر لگائی اور بائع ڈرا اسکے تلف ہو جانے سے تو اسکا بچنا اور دوسرے شخص کو اسکا خرید کرنا
جائز ہے اور اگر اسکو بچا ثمن اول سے زیادہ تو زائد کو خیرات کر دے اسلئے کہ اسین شہدہ ہے غیر کے مال ہونے کا یعنی مشتری کلام خطاوی نے کہا
یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مسئلہ مستقل عام ہو خواہ رہن ہو یا نہ رہن جہل علیا عند جہلین میں اکل منہما صح و کلمہ رہن میں کل منہما دونو غیر شہدین
اور اگر ایک جزد نے کوئی چیز دوم دے گئے پاس ہیں رکھی بدے اس دین کے جو دونوں کا ہے تو رہن صحیح ہے اور وہ پسند بالکل دونوں کے پاس رہوں
ہو اگرچہ دونوں شریک نہ ہوں یہ نہیں ہے کہ اسکا نصف ایک شخص کے پاس رہن ہو اور دوسرا نصف دوسرے شخص کے پاس اسلئے کہ رہن
مضاف ہے جمع عین کی طرف بصنفہ واحد اور اسین شیوع نہیں اور موجب اسکا جس بالذین ہے اور وہ متجری نہیں تو وہ محسوس شہر اہر شخص کا
اور اسین کچھ منافات نہیں برخلاف اسکے کہ اگر مہر کر دے دونوں کو تو اہم رہے نزدیک درست نہیں ہوا اسلئے کہ مقصود یہاں ملک ہے

اور عین داندین شرفی کی ملک کا من تصور نہیں ہو سکتی کذا فی الدرر فان تمنا یا فکل واحدہما فی نویسۃ کا لعدل فی حق الآخر اذ لو لا آخر زمان
یتجزا فعلی کل حبس نصف فلورفع لکامہ قسم چندہ خلافا لما وجملہ مسئلہ الاول وبعثت ربعی ہجر اگر دونوں مرتنون نے مہون نہ کر میں باری مانند می تو ہر مرتن اپنی باری
میں شخص ملا دل کے مانند ہر دوسرے متوجہ کے حق میں یہ اس صورت میں ہر حکم مہون اس قسم سے ہو جو مست قبول نہیں کرتا چنانچہ گھوڑا یا غلام اور اگر
قسمت پذیر ہو چنانچہ نمک یا گیہون تو ہر مرتن کو نصف مہون کا جس لازم ہر اگر ایک دوسرے کو بالکل مہون دیگا تو تمام دم کے نزدیک پیرتاوان
لازم ہو گا نہ صاحبین کے نزدیک اور اس مسئلہ کی اصل دو بیعت کا مسئلہ ہے کذا فی الذلیعیم واقع رضمان غصب لازم آویگا یعنی میں نے کہ جب بتی قابل قسمت
دو شخصوں کے پاس زدیعت رکھے سو ایک مودع نے دوسرے کو بالکل دی تو دفع رضمان لازم آویگا خلافا للرضا جبین کو لو ہاک ضمن کل حصۃ تغزی استبقا
اور اگر مہون تمت ہو گا تو ہر مرتن بقدر اپنے حصہ دین کے تادان دیگا سبب سمت بذریعہ ہونے استبقار دین کے یعنی عند الملک ہر مرتن اپنے حصہ کا سنونی
ہو گیا سو مسئلہ استبقا بنجری ہے کذا فی الدرر فان بعضی دبا حد تک مالک رہن الاخر لما مر ان کل عین رہن فی بد کل منها بلا تفرق پھر اگر رہن نے ایک
مرتن کا دین اور کر دیا تو بالکل مہون دوسرے مرتن کے پاس رہن ہیگا بدل گذشتہ کہ تمام عین ہر مرتن کے ہاتھ میں رہن ہے بلا تفرق یعنی بلا تجزئی وان
رہنہا رجلا رہنہا احد ابداً بین علیہما صحیح کل الدین ویکسی الی استبقا وکل الدین فلا یزوج اور اگر دو شخصوں کے ایک مرد کے پاس ایک چیز رہن رہی ہو
اس دین کے جو دونوں پر ہے تو رہن صحیح ہو گا بعوض تمام دین کے اور نہ رہن مہون کو اپنے پاس رکھے گا تمام دین کے حاصل ہونے تک سو اسطے کہ اس صورت
میں شیوع نہیں ہرجم اسوا طے کہ قبض رہن تمام مہون میں ملا شیوع حاصل ہے کذا فی الدرر ولو رہن عبدین لف لا یاخذ احدهما بقضا حصۃ
جبس النکل بکل الدین کا بلوغ فی البائع اور اگر ایک شخص نے دو غلام بعوض ہزار کے رہن رکھے تو رہن ایک غلام کو اسکا حصہ دار کرنے سے نہ بلکہ سبب
مجوں جو دونوں غلام کے بوفہ تمام دین کے اجمالاً ایسے بیع محسوس رہتا ہے بائع کے پاس اور اگر کل ثمن خان سی لکل واحدہما تنکیساں ملیدین لہ ان یقبض
احدہما اذا دی ماسی لہ بخلاف ایسے تعدد العقد تفصیل ثمن فی الرهن لا یالیح ہوا اصح اور اگر رہن نے ہر غلام کے واسطے کچھ دین مقرر کر دیا یعنی
مثلاً یون کہا کہ یہ غلام بعوض چار سو دم کے رہن رکھتا ہوں در وہ غلام بعوض چھ سو دم کے رکھتا ہوں تو رہن کو ایک غلام قبیضہ کرنا جائز ہے جبکہ ادارے
استقدر دین جو اسکے واسطے معین کر دیا تھا بخلاف بیع کے بسبب تعدد ہوجانے عقد کے تفصیل ثمن سے رہن بیع میں ہی قول صحیح تر ہرجم وجہ اسکی یہ ہے کہ عقد
رہن کا قبول کرنا ایک غلام میں دوسرے عقد کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہیں بخلاف بیع کے واسطے کہ بیع میں ام کے نزدیک تفصیل ثمن سے تعدد عقد کا
نہیں ہوتا لہذا اگر ایک بیع قبول کرے دوسرے میں توبیع باطل ہو جاوگی کل میں اسوا طے کہ بائع کو فریاد ہے تفریق صفت سے کیونکہ عادت یہ جاری ہے
کہ ناقص کو عمدہ کے ساتھ ملا کر بیچے ہیں اور ہم میں ایسا نہیں ہے اسوا طے کہ رہن کو تفریق سے فر نہیں ہونا اور یہی روایت اصح ہے اور دلیل اس مسئلہ
میں اور مسئلہ سابقہ میں کچھ فرق نہیں کذا فی الخلطادی نے کہا بہتر ہے تھا کہ تسراج بجائے تفصیل ثمن کے تفصیل البدل کی تا اسواسطہ کہ بیع میں ہونا ہے نہ رہن
میں و بطریق کلیہ کل شہما اس جلیل علی رجل انه کل واحد رہنہ ہذا الشکر بعد مثلاً عندہ وقبیضہ لا تاکالہ کون کلہ رہنا لہذا وکلہ رہنا لہذا فی آیہ
واحده ولا یکثر نصیفہ للزوم شیوع فقہا ترا وحینئذ فیہا لنامۃ اذ الباطل لا کم لہ اور دوم دون کے گوہ ایک مرد پر باطل ہیں اس مقدمہ میں کہ اس مرد نے
اسکے پاس یہ چیز مثلاً غلام کو رہن رکھا اور اسے اسقبضہ کیا سو اسطے کہ تمام غلام کا اسکے پاس رہن ہونا ادب غلام کا اسکے پاس رہن ہونا ایک
آن میں محال ہے اور اسکا نقصان نصف رہن ہونا ممکن نہیں سبب لازم ہونے شیوع کے تو دونوں گواہ بیان سا فظا ہو گئیں اور اسوقت میں اگر مہون ملاک
ہو گا تو انت ہلاک ہو گا یہ دن ضمان کے اسواسطہ کہ رہن باطل ہے یہ حکم نہیں ہوتا مگر حق یون کہ نہ کہ انکی ضمیر کا مرجع ربل ہے نہ کل واحد اور نہ ہی ضمیر تر کا
مرجع ربل رہن ہوا و ضمیر ظاہر کا مرجع کل واحد ہے اس لیے کہ نہ رہن دوم رہن اور راہن ایک مرد ہے کذا فی الخلطادی لہذا مترجم نے اسکی

عمر الیومین بر فہم الدینان قدرہ خیر علیہم یمن۔ اس میں ہے کہ اگر کیا کہ مرہون دلال کو دے یعنی بیچنے کو سو اسے اسکو دیا پھر دے تلف ہو گیا تو مرہون
ضمان لازم ہوگا اجماعی و دفع المصنف الدین فی معتد و قدر و دفع علیہ نصۃ مار الشرب فانصب الماء علی المصنف نکات میں ضمان دین الازدادہ ایک کان نے
مرہون مصنف کو اپنی معتد دین رکھا اور پھر بیانی بیچنے کا اکثر رکھیا سو پانی ٹپک پڑا پھر سو دھوا کہ کسے تلف ہو گیا تو اجماعی رہے گا و ان دین کا
بہ زیادہ یعنی دین کا ساقط ہو گا اور اگر مصنف کی قیمت دین سے زیادہ ہوگی تو اسکا تاوان لازم ہوگا کیونکہ دین سے زیادہ امانت ہے دراصل اس
تاوان میں دین و اموال نہیں ہیں بلکہ فقیہ و امانت دار پر کچھ تاوان نہیں یعنی بدوین تصدی کہ کذا فی القیۃ لا بل فی الزین فقیہہ مدت غرض میں کی قیمت مدد دین اسٹیک دین کا
حکم جس پر ایسی ہوتا حصول دین کو دین ہو رہا ہے لای کے تاوان لازم ہوگا سو اسے کہ دین فاسد رہے کسے مانند ہر قوم ضمان میں ضمانت میں باطل ہے کذا فی
الطحاوی سلطہ بیتہ و یات المکتبہ پر بلا مختصر رہے ہیں نے مرہون کی بیع پر ساقط کر دیا اور دین میں مرہون کو اس کی بیع کا اختیار ہے بدوین حاضر ہوئے
راہن کے وارث کے ہم تو در بیع نقض بیع نہیں کر سکتا اس لیے کہ حق مرہون کا اس سے متعلق ہو گیا ہے اور وہ باطل نہیں ہو سکتا اگرچہ کہ جاتے سے کذا فی
الطحاوی غاب الدین علیہ منقطعہ دفع المرہن مرہ القاضی لیسعہ بنیہ یعنی ان پر جو ولوات دلا علیہم لہ وراثۃ دفع القاضی وارہ جائزہ ان فی شرفات بیع
المرہن دین غائب ہو گیا بطور غیبت منقطعہ کے سو مرہون نے اسکی ناش کی قاضی سے تاوان مرہون کو بیچ دے اسے دین کے سبب سے تو لائق اقرار فقہ ہے کہ جب
یہ وارث اگر اس میں مرہون کا کوئی وارث معلوم نہیں ہو قاضی نے اسکا گرج ڈالا تو جائز و ایسا مذکور ہے ہر اتفاق کی کتاب البیوع کے شرفات میں
و فی الذخیرۃ لیس المرہن بیع ثمرۃ الدین وان خاف لفقہ لانہ لای لایعس لالیع و یمن دفعہ الی القاضی حقے کوکان فی موضع لایکاشہ ارفع
القاضی اوکان بحال لیس قبل ان یرفع جائزہ ان یمیہ اور ذخیرہ میں ہے کہ مرہون کو جائز نہیں مرہون کا بچل چیا اگرچہ اسے تلف ہو جانے کا
خوف ہو سو اسے کہ مرہون کو جس مرہون کا اختیار ہے بیع کا اور ممکن ہے اسکا مرہون فاسد ہو قاضی کی طرف سے تو اگر ایسے مکان میں ہو کہ اسکو
قاضی کی طرف سے مرہون کرنا ممکن نہ ہو یا وہ بچل ایسا نازک ہو کہ مرہون کرنا ہو مرہون کرنے سے پہلے تو مرہون کو اسکا بیع جائز ہے و اسے اعلم بہ

باب المرہن یوضع علیہ عدل

یہ باب ہو اس رہن کے احکام میں جو رکھا جاتے عدل یعنی معتد کے ہاتھ میں جب رہن اور مرہون کے احکام مذکور ہو چکے تو اب اس کے نائب کے احکام
شروع ہوئے یعنی عدل کے اور عدل سے یہاں مراد وہ شخص ہے جسکے پاس مرہون رکھنے پر رہن اور مرہون دونوں رضی ہو گئے اور اسکی بیع پر رضی ہوئے
مدت کے آنے پر اور وہ رہن کا دلیل ہے مرہون کی بیع میں لیکن وہ تو دلیل مفرد کے خلاف ہے چند مسائل میں چنانچہ بعض مسائل مذکورہ عنقریب مذکور
ہو گئے سہمی بہ بعد اللہ فی زعم الدین و المرہن نائب کا نام عدل ہو سکتا رکھا گیا کہ اسکی مدت رہن اور مرہون کے گمان میں ثابت ہو اور انصاف الدین
علیہ عدل صحیح و تیم بقضیہ جیسے کہ رہن اور مرہون نے مرہون کو معتد کے ہاتھ میں رکھ دیا تو مرہون صحیح ہے اور مرہون تمام اور لازم ہوگا اس شخص کے قبضہ
کرنے سے و لایاخذہ احدہما منہ اور نہ لے گا مرہون کو رہن یا مرہون معتد سے یعنی سو اسے کہ دونوں کے حق مرہون سے متعلق ہیں رہن کا
حق ہے حفظ و امانت میں اور مرہون کا حق ہے اسکا اختیار دین میں تو ایک شخص دوسرے کے ابطال حق کا مالک ہوگا و ضمن لو دفع الی احدہما
لتعاقب حقہما بہ اور معتد تاوان دے گا اگر مرہون رہن یا مرہون کو دے گا اس لیے کہ دونوں کا حق اس سے متعلق ہے یعنی سو اسے کہ شخص معتد
رہن کا امانت دار ہے عین کے حق میں اور مرہون کا امانت دار ہے مالیت کے حق میں اور ہر شخص دوسرے سے اجنبی ہے اور امانت دار پر تاوان
لازم آتا ہے اجنبی کے دین سے کذا فی الدرر فلو دفعہ فقلت ضمن اتحادہ و اخذ امنہ قیمۃ و جعلہما عنہ او عند غیرہ لیس للعدل جعلہما رہنہما
فی یدہ لکلا یصیر قاضیا و یغنیہما پھر اگر معتد نے مرہون ایک کو یعنی رہن یا مرہون کو دیا سو وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو معتد تاوان دے

اپنی نقدی کے سبب سے اور بہن اور بہن مستعد سے مہر ہون کی قیمت لینا اور اس قیمت کو بہن رکھ دین اس مستعد کے پاس یا اس کے سوا اور شخص کے پاس اور نہ کہ اس قیمت کا بہن رکھ لینا اپنے پاس جائز نہیں تاکہ مستعد ادا کرنے والا اور قیمت کا تقاضا کرنے والا نہ ہو جائے م اس واسطے کہ قیمت مہر ہون کی مستعد رہے بہن تو اگر قیمت کو اپنے پاس رکھے تو قیمت کا ادا کرنے والا اور تقاضا کرنے والا ٹھہر گیا اور حالانکہ دونوں میں مخالفت ہو کہ انی المنج وہل للعدل الرجوع بسواری المطولات اور مستعد کو کیا رجوع کرنا جائز ہے جواب اٹکا مفصل مذکور ہے ہر شری کتابوں میں ہم یہی ہیں کہ جب مہر ہون کی قیمت بہن ہوتی مستعد اولیٰ کے پاس یا غیر کے پاس پھر بہن نے دین ادا کیا سوا اگر مستعد نے قیمت کا نادان دیا ہو سو جب سے کہ اتنے مہر ہون رہیں کہ دیا تھا تو قیمت مہر ہون کے واسطے اسلام رہی اسکو نہیں پاس ہو اور اگر مستعد نے مہر ہون کی قیمت کا ضمان دیا ہو سو جب سے کہ اتنے مہر ہون مہر ہون کو دیا تھا تو بہن قیمت کو لیا جائے پاس ہو پھر مستعد کو مہر ہون سے قیمت نہ جائز ہو یا نہیں جواب اٹکا یہ ہے کہ اگر مستعد نے مہر ہون کو مہر ہون بطور عاریت یا ودیعت کے دیا اور وہ تلف ہو گیا ہو اس کے پاس تو مہر ہون سے اٹکا رجوع درست نہیں اور اگر مہر ہون نے اٹکو خود تلف کر دیا ہو تو مستعد مہر ہون سے پھر لیا اور اسی طرح رجوع درست ہے اگر مستعد نے مہر ہون کے وقت مہر ہون سے یوں کہا ہو کہ اے اسکو برے اپنے حق کے یا جس کے اسکو برے اپنے دین کے کذا فی الخطا دی مختصراً واذ ہذا ملک یہ ملک من ضمان المرہن ورجلہ مہر ہون تلف ہو گیا مستعد کے پاس تو بہن کے ضمان سے تلف ہو گیا یعنی مہر ہون پر نادان اٹکا لازم ہو گا فان وکل الزہن لم یترس وکل العدل او غیر ہما بیعہ عند طول الاجل صحیح تو کیلہ لو الوکیل اہل لذلک ای البیس عند التویل پھر اگر بہن مہر ہون کو یا مستعد کو یا اس کے سوا اور شخص کو مہر ہون کی بیع کا وکیل کرے دین کی عت کے نزدیک تو یہ وکیل اگرنا صحیح ہر شرطیکہ وکیل بیع کرنے کی لیاقت رکھتا ہو وکیل کرنے کے وقت یعنی عاقل بالغ ہو والا لکن اہل لذلک عند التویل لا تصح الوکالۃ وحتیٰ ظاہر وکل یدہ صغیرا لا یقبل فباعہ بعد بلوغہ لم یصح خلافا لہما اور اگر وکیل اسکی لیاقت نہ رکھتا ہو تو وکیل کے وقت تو دکالت صحیح نہ ہوگی اور ہر وقت میں تو اگر بہن نے مہر ہون کی بیع کا صغیر بے قیہر کو وکیل کیا اور اسے اپنے بالغ ہونے کے بعد بیع کی تو بیع صحیح نہ ہوگی امام کے نزدیک برخلاف صاحبین رحمہم کے کہ اُن کے نزدیک بیع صحیح ہو فان شرطت الوکالۃ فی عقد المرہن لم یغیرل بجزلہ ولا یموت المرہن ولا المرہن للزوم عقد فی مخالفت الوکالۃ المفردۃ من وجہ اجدہا ہذا بجزلہ دکالت مشروط ہوئی عقد بہن میں تو وکیل معزول نہ ہوگا بہن کے معزول کرنے سے اور نہ بہن کی موت سے اور نہ مہر ہون کی موت سے بسبب لازم ہو جانے دکالت کے عقد بہن کے لزوم کے سبب سے تو بہن کی دکالت کی مخالفت ہو دکالت مفردہ سے بچنے وجہ انہیں سے ایک وجہ یہ ہے کہ موکل کی موت سے وکیل معزول نہیں ہوتا اور دکالت مفردہ میں معزول ہو جاتا ہے م شرط دکالت کی یہ صورت ہے کہ بہن کے کہ میں نے اسکو بہن رکھا اس شرط پر کہ ظانا شخص مدت کے آنے پر وکیل ہو اس کے بیع کرنے کا کذا فی نحوی والثانی ان الوکیل نہایت بجزلہ البیس عند الاقتناع اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وکیل پر بیان یعنی بیع بہن کی دکالت میں جبر کیا جائے گا بیع پر اتناع کے نزدیک م وجہ یہ ہے نام بہن کو فرزند اور کیفیت جبر کی یہ ہے کہ حاکم وکیل کو چند روز قید رکھے اگر بے رحمی وہ ہر ارکسے تو عالم اٹکو بیچ دے کذا فی الدرر وکنہ الو شرط بعد الزہن فی الاصح زلی علی خلاف ظاہر الروایۃ وان صححا قاضی خان وغیرہ علی ما نقلہ فقہستانی وغیرہ فتنبہ بخلاف المفردۃ اور اسی طرح توکیل اور وکیل پر جبر صحیح ہے اور دکالت مشروط ہوگئی ہو وے بعد بہن کے صحیح تر قول میں کذا فی الزلیعی برخلاف ظاہر الرافیہ کے اگرچہ قاضی خان وغیرہ نے ظاہر الروایۃ کو صحیح کہا ہے چنانچہ فتہستانی وغیرہ نے اسکو قتل کیا ہے تو خبر دار ہو برخلاف دکالت مفردہ کے م عالمگیری میں ہے کہ اگر مستعد بیع سے انکار کرے تو اگر توکیل بعد تمام بہن کے ہوئی ہو تو ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے روایت ہے اور اسی قول کو بعض مشائخ نے لیا ہے کہ ابیر جبر کیا جائے گا چنانچہ وجہ نہیں ہے اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ محیط سرخی میں ہے والثالث انہ یملک بیع الولد والارشش اور میری وجہ یہ ہے کہ وکیل مذکور بہن کے بچے اور دین کے بیع کا مالک ہے م بیع دین کی یہ صورت ہے کہ غلام مہر ہون کو کسی نے قتل کیا خطا کی راہ سے پھر اسکی ویت میں

اجناس دی تو دلیل کو بیع جناس کا اختیار و ارجح از ارجح بخلاف جنس الدین کان لہ ان غیرہ الی قبسہ ای لہ بن خلایک الوکالۃ مفردہ اور جو بیع جناس
 کہ جب دلیل نے مہون کو بیع جنس دین کے برخلاف تو اسکو جنس دین کی طرف اختیار دست پر برخلاف وکالت مفردہ کے کہ وہ صرف کا مالک نہیں دیکھا اس
 کان عید او قلمہ عبد خطا فرفع بالجائزۃ کان لہ بیعہ بخلاف المفردۃ متعاقباً بالجمع اور بانجوس وجہ یہ کہ جب مہون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
 از او خطا قتل کر دے سو غلام قاتل قتل کے مرنے دیا گیا تو دلیل کو اسکی بیع کا اختیار پر برخلاف وکالت مفردہ کے یہ مخالفت کا قول بانجوس جو توسع متعلق
 ہو و لہ بیعہ فی غنیۃ و قبسہ ای و ذلک لہ ان لہا کان لہ حال حیاتیۃ البیع بغیر حضرت احمدرہ الزہرا و دلیل مذکور کہ مہون کا بیع ہر جنس کے دارون کے
 بیعہ درست ہے اسکو اسکی بیع کا اختیار ہر جنس کی زندگی میں بغیر موجود ہونے کے وکالت میں بیعت کا وکالت میں بیعت جاری نہیں اور دلیل کی اسے پر غرض ہر اہل خانہ کی غیر کی
 وکالت کی بیعت سے ہر طرح خود دلیل مہون ہو یا مستعد یا غیر انکا اسلئے کہ وکالت میں میراث جاری نہیں اور دلیل کی اسے پر غرض ہر اہل خانہ کی غیر کی
 اسے پر دھن اتانی ان وصیہ بکلمۃ لکنہ خلاف جواب الاول اور ابو یوسف رحمہ سے ایک روایت یہ کہ دلیل کا وہی دلیل کا غلبہ ہو اور مذکورہ جنس میں ہر روایت
 اصل یعنی امام محمد رحمہ کے مسودہ کے جواب کے مخالفین کہ ذی الطحاوی دی الوکالۃ الی آخر بیعہ لم یصح الا اذا کان مشروطاً لہ ذلک فی الوکالۃ اور دلیل مذکورہ
 نے اگر وصیت کی بیع مہون کی دوسرے شخص کو تو صحیح نہیں مگر جبکہ دلیل کا وصیت کرنا وکالت میں مشروط ہو گیا ہو تو درست ہے صورت اسکی یہ کہ اگر بیع کے اصل
 وکالت میں یوں کر بیع ہو کہ میں نے تجھ کو بیع مہون کا دلیل کیا اور تو نہیں کہ میں نے تجھ کو اسکی اجازت دی کہ ذی الطحاوی دی الوکالۃ اسکی لاء میں بیعہ بغیر
 رضی الاخر اور مالک نہیں اہل دار میں مہون کی بیع کا بدن ضامندی دوسرے کے یعنی رہن بدن ضامہ مہون بدن ضامہ رہن بیع نہیں سلطان
 اسو اسطیکہ مہون سے دونوں کا حق متعلق ہر تو ایک دوسرے کے حق کو بدن اس کے اذن کے باطل نہیں کہ سکتا خان حل الاجل وغاب رہن اجرا الوکیل علی سیکہ مالک
 فی الوکیل بخصومتہ اذا غاب وکالہ او با یا فایہ غیر علیا بان جبکہ یا بالبیع فان بیع بعد ذلک باع لخاصی واما للغير فمجر اگر دین کی مدت پہنچی اور اس غائب ہو تو
 دلیل پر جبر کیا جاوے گا اسکی بیع کا بیعہ ہی حکم ہر خصوصیت کے دلیل میں جبکہ اسکا مال غائب ہووے یا دلیل خصوصیت سے اسکا برتا ہو تو غیر خصوصیت باع مہون کو اسے
 جبر کیا جاوے گا اس طرح کہ قاضی اسکو قید کرے چند روز بعد اگر وہ عدم بیع براصر کرے تو قاضی اسکو چیدے دفع خر کو اسلئے مخطا دی ہے کہ اسکی کیفیت جبار کی در انکار
 اکثر نسخوں میں مذکور نہیں و ان باہر لعدل فالتمس من کل شئ فیما لک لکملہ اور اگر معتد نے مہون چھڈا تو اسکا حق رہن بیع کا بیع کے مانند ثمن لغت ہوگا بیع
 لغت ہونے کے مانند یعنی مہون کا مال لغت ہوگا سبب بانی رہنے عقد میں کہ اسلئے کہ ثمن قائم تمام بیع مہون کے فان وہی قبسہ بغير غیر لہ ثمن شاستحق
 لغت ہونے کے مانند یعنی مہون کا مال لغت ہوگا سبب بانی رہنے عقد میں کہ اسلئے کہ ثمن قائم تمام بیع مہون کے فان وہی قبسہ بغير غیر لہ ثمن شاستحق
 الزہرا و مہون فان کان البیع مالک فی ید مشتری ضمن المستحق الزہرا ان شاک لہ فاذا صاب بخر اگر معتد نے مہون چھڈا اور اسکا حق رہن بیع کے بعد مہون کو
 یا بخر مہون غیر رہن کی ملک ٹھہرا اور اسکا نادان دیا گیا سو اگر بیع لغت ہو گیا مشتری کے پاس تو مالک متحق کو اختیار ہے چاہے رہن سے نادان لے اسلئے کہ
 وہ غاصب ہے جسے پر ایسا مال رہن رکھا بلا اذن مالک کے و قبسہ صحیح البیع و قبضہ لکھ لکھ بقاء اور ہفتہ میں بیع معتد کی اور قبضہ مہون کا ثمن بیعت کے مانع ہے
 صحیح ہو گیا سبب مالک ہو جانے رہن کے اسلئے تا وہ دینے سے او فتمن استحق اعدل لہ بعد البیع ثم ہوا ید الضمین الزہرا و صحا ایضا با چاہے مالک
 شخص معتد سے نادان لے سبب اسکی قبضہ ہی ہے اور قبسہ مہون کے سے بخر معتد نادان اختیار نہیں ہے مہون کی قیمت کا اور قیمت میں بیع مہون صحیح ہوگی اور قبضہ مہون کا
 ثمن بیع صحیح ٹھہرے گا و ضمن المہون منہ الذی اداہ لیکہ یا معتد چاہے مہون سے نادان لے اسلئے کہ اسکو ادا کیا یعنی ہو اسلئے کہ استحقاق سے ظاہر ہو گیا
 مہون نے باقی ثمن لیا کہ ذی الدر و ہوا ثمن لہ او لعدل لہ بدل ملکہ اور وہ یعنی ثمن مذکور معتد کا ملوک ہو گیا کہ ذی الدر و رجح المہون علی رہنہ بخر مردق
 نے مہون بیع کا نادان دیا تو مہون اسکی ملک ہو گیا اور ثمن اسکا بدلہ لاہر ثمن معتد کا ملوک ہو گیا کہ ذی الدر و رجح المہون علی رہنہ بخر مردق
 لطلان قبضہ اور مہون رہن سے اپنا دین رہن سے بغیر ذلت بطلان قبضہ ثمن یعنی جب معتد نے مہون سے ثمن کا نادان لیا تو مہون کا قبضہ ثمن پر باطل ہو گیا

تو بالفرد مرتن رہیں سے اپنا دین بھرے گا و ان کا ان لرین قاسمانی بدستریہ ائندہ المستحق من شتر یہ اور اگر مرتن میں ہو جو دہشتری کے پاس نو مالک مستحق اس کے شتر سے لے گا اس واسطے کہ اسے اپنا بدینہ مال پایا و رج ہو ای شتر علی الحدیث لثمنہ لانہ لبا قدر شتر سے اسکا ثمن بڑھ اس واسطے عافید سے کا تو وہی ہو تو عقد کے حقوق اسی سے متعلق ہونگے ثم رج ہو ای مرتن علی الارہین یہ اور بدینہ بھر مستحق ہیں سے اسکا ثمن بڑھ یعنی اسے کہ مرتن نے مستحق کو عقد کا دان میں ڈالا اسکو دلیل کر کے تو مرتن پر اسکا تکلیف واجب ہو گئی کذا فی الدرر وادار رج علیہ صح لقیض و سلم الثمن لمرتن اور جب مستحق نے مرتن سے ناوان ثمن کا بھر لیا تو قبضہ مرتن کا ثمن پر صحیح ہو گیا اور ثمن اسکو سلم ٹھہرا اور رج الحدیث علی المرتن ثمنہ با چاہے مستحق مرتن سے اسکا ثمن پھر لے یعنی اس واسطے کہ جب بیع فوت گئی تو ثمن باطل ٹھہرا اور حالانکہ اسے اسکو ثمن جان کر قبضہ کیا تھا پھر جب ثمن ہو گیا باطل ہو تو اسکا نقض قبض بالفرد واجب ہو گیا کذا فی الدرر ثم رج ہو ای مرتن علی الارہین یہ اور بدینہ بھر مرتن ثمن پھر کر مرتن سے اپنا دین بھرے اس واسطے کہ جب مرتن نے ثمن پھر دیا تو اسکا دین بخر ثابت ہو گیا جیسا تھا از ادنی ثانی الدرر وادو قایہ دان بخرت لوالکالہ بعد الزن رج الحدیث علی المرتن فقط سورہ جنس عقد اولہ وادو قایہ بین بیان عقد زنا و بیان کیا ہے اور اگر وکالت بعد عقد مرتن کے مشروط ہوئی ہو تو مستحق فقط مرتن پر رجوع کرے گا مرتن پر خواہ مرتن نے ثمن پر قبضہ کیا ہو یا کیا ہیوم اس واسطے کہ جب توکیل بعد عقد کے ہوئی تو مرتن کا ثمن اُس سے متعلق ہوا تو اگر بوجہ بیع ہو گا اور عدم قبض ثمن کی صورت یہ ہو کہ مستحق نے مرتن پر بخر یا بخر مرتن کے امر سے اور ثمن ضائع ہو گیا مستحق کے پاس بلا تعدی پھر مرتن غیر مرتن کا ثابت ہوا تو جو نادان مستحق کو لاقی ہو گیا اسکو مرتن سے بھرے گا کذا فی الدرر فان ہلک المرتن عند المرتن فاستحق المرتن وضمن المرتن قیمتہ ہلک المرتن بدینہ بھر اگر مرتن ہلک ہو گیا مرتن کے پاس سو مرتن غیر مرتن کا ملک نکلا اور مالک کے مرتن سے اسکی قیمت کا نادان لیا تو وہ مرتن لطف ہو گیا مرتن کے دین کے لیے یعنی مرتن اور ضمان سے اسکا مالک ہو گیا اور ایضا وین صحیح ہو گیا کذا فی الدرر وادان ضمن المرتن ثمنہ یہ رج علی الارہین بقیثہ الی ضمنہ الفراء و بدینہ لا تقاض قبضہ اور اگر مالک نے مرتن سے اسکی قیمت کا نادان لیا تو مرتن مرتن سے مرتن کی قیمت اور اپنا دین بھرے یعنی وہ قیمت جو مرتن نے ناوان دے کر مہر کی اپنے ترک کے سبب سے اور دین بھرے اتقاض قبض کے سبب سے بوجہ قیمت کی وجہ یہ ہو کہ مرتن نے غریب کھایا مرتن کی جنت سے بسبب تسلیم کے اور رجوع دین کی وجہ یہ ہو کہ جب قبضہ مرتن کا باطل ہو گیا تو اسکا دین بخر ثابت ہو گیا جیسا تھا کذا فی الدرر وادو شتر ایضہ فرج اسکا مافقہ شراح کافی لروا بخرت ذہبت عن مدانہ المرتن یخط رج الدین و سبجی ولو بخرت بین ہر کہ جانور مرتن کی کھر جاتی رہی مرتن کے پاس جو جو خالی دین ساقط ہو گیا اور یہ مسئلہ کنایات کنایات بن آگے آوے گا و ہدایہ

باب التقشف في الزمان

و کجائید و جائید ای الزم علی غیرہ باب ہر مردہ میں نصرت کرنے کا اور مردہوں پر خباثت کرنے کا اور مردہوں کی خباثت کا غیر مردہوں پر تو قف
یع الزم ان رہتہ علی اجازتہ تمہ اوقضا و غنیہ رہن کا چھاپنے مردہوں کو اسکے دستوں کی اجازت پر یا اسکا دین ادا کرنے پر موقوف کر
م یعنی جب مردہوں کی سیح کی بلاؤں میں سے کسی کو سبب مطلق ہونے میں سے کسی سیح نافذ نہیں ہو تو ہر کو اگر مردہوں کی سیح کی اجازت دی یا نہیں دی اسکا دین
اداکر یا تو سیح نافذ ہو جائے گی یا نہ و جدا جدا ہر حالت میں صورت الی صورت الی اجازت پھر اگر اجازت یا اداسے دین یا یا لگیا تو سیح موقوف نافذ و کال
ہو گئی اور اگر مرنے میں سیح کی صورت میں یعنی صورت اداسے دین رہنے کی حاجت نہ رہی و ان کے ہر مرتبہ اسیح و سیح معینہ لا سیح یعنی
السیح اور اگر مرنے میں سیح کی اجازت نہ دی اور اگر مرنے میں سیح کو سیح کر دیا تو سیح نہ ہوگی اسکے سیح کرنے سے صحیح تر قول میں و اذ فی موقوفہ فامشتری
بجائے ان شار صبر الی فکا ک الزم ان اور فی الاموالی القاضی لیسفیع السیح و ہذا اذ ا شترہ و لم یعلم انہ رہن ان کمالی اور جب کہتا

کر دیا تو اسکا حکم مانند ہر اشیاء حکم کے جیکہ مالدار ایک غلام زہرہ کو آزاد کر دے چنانچہ مذکور ہو چکا ہم یعنی اہل انعام کے مانند ہر آزاد کر دینا
ہو کر مرنے میں رہنے سے اپنا دین کے اور اگر دین جو مل ہو تو اسکی قیمت لے اور اپنے پاس رہنے کے مدت کے لئے تک کذا فی الدرر والوہان ان لغفہ جہنمی
اور غیر الزہرہ فی المرنین فیستہ ای لست قیمت یوم ہلک قتلون البقیۃ رہنا عندہ کما اور اگر مہون کو شخص ضعیف یعنی غیر مہون نے تلف کیا تو مرنے
تلف الزہرہ سے اسکی قیمت کا تاوان ہے وہ قیمت جو تلف ہونے کے دن اسکی غی قیمت اسکی رہنے کی زمین کے پاس چنانچہ گذر گیا اور اسکا
علی المرنین فقیر قیمت یوم البقیۃ لہ مضمون البقیۃ السابق زبعلی اور اگر مہون کو مرنے نے تلف کیا تو مرنے پر اسکے نادان دین میں یوم البقیۃ کی قیمت بخیر ہوگی
اسیے کہ مہون کا ضمان مرنے پر قبض سابق سے لازم آتا ہے کذا فی الزبعلی و با عاریۃ ای المرنین الزہرہ میں رہتہ مخرج من ضمانہ لیسینہا عاریۃ بجا
اور عاریۃ دینا مرنے کا رہنے کو نکالنا ہر مرنے کو اسکے نادان سے یعنی اگر مرنے نے مہون رہنے کو بطور عاریۃ کے دیا تو مرنے پر سے ضمان نہیں
ساقط ہو گیا اور اسکو عاریۃ کسنا مجاز ہر دم یعنی لفظ عارہ یہاں مجاز اسستعارہ ہر واسطے کہ حقیقت عارہ تملیک منافع ہر اور تملیک نہیں
ہوئی بلکہ مالک سے اور حالاکہ مرنے مہون کا مالک نہیں تو تملیک اسی سے کیونکہ ممکن ہوگی فلو ہلک الزہرہ فی بد الزہرہ ہلک مجاز ہے
لو کان عطاءہ بکفیلہ لم یلزم البقیۃ شہرہ و جن الزہرہ نعم لو کان الزہرہ اخذہ بغیر رضی المرنین جاز ضمان البقیۃ تا نا عاریۃ ہو کر مہون رہنے کا
یہ مرنے میں تلف ہو گا تو وقت تلف ہو گا یعنی دین مرنے کا قائم رہے گا کچھ ساقط نہ ہو گا کیونکہ قبض موجب ضمان مرنے ہو گیا یہاں تک کہ اگر مرنے نے
مرنے کو مہون شہار کے سبب سے ضمان دیا ہو تو ضمان پر نادان لازم نہ ہو گا بسبب خارج ہو جانے مہون کے رہنے سے مان اگر مرنے نے مہون کو
لیا ہو بدین ضماند ہی مرنے کے تو جائز ہے ضمان خاص کا کذا فی التا نا عاریۃ یعنی قبض مہون سے مطالبہ ہو گا کہ مہون مرنے کو دلا دے کذا فی المخطا
قان عا و قبضہ عا و ضمانہ سو اگر قبضہ مرنے کا مہون پر ہو کر لگا تو اسکا ضمان بھی مرنے پر ثابت ہو گا وللمرنین استردادہ منہ الی یدہ اور مرنے
جائز ہے غیر لامر ہون شہار کا رہنے کے پاس سے اپنے قبضہ کی طرف سے قیومات الزہرہ قبل ذلک ای قبل الاسترداد فالمرتنین احق یہ میں سائر
الغیر مار بقار حکم الزہرہ ہر اگر مرنے لیا استرداد مہون سے پہلے تو مرنے زیادہ تر حقد ایہ مہون سے رہنے کے باقی قرض خواہوں سے بسبب باقی رہنے
حکم رہنے کے کم رہنے کا حکم اسواسطے باقی ہر کہ عاریۃ عقد لازم نہیں ولو اعادة ودد احدہما جنبیا باذن الآخر سقط ضمانہ اور اگر مرنے با
مرنے نے مہون یا عاریۃ دیا جنہی کو دوسرے کی اجازت سے تو ضمان اسکا ساقط ہو گیا اسواسطے کہ ضمان تمام قبض کے سبب سے سو باقی نہ رہا و
کل شہما ان یعیدہ رہنا لکان اور مرنے اور مرنے میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ مہون کو قائم کر دے جیسا کہ سابق رہنے تھا اسواسطے کہ انکار
عقد کے سبب دونوں کا حق نہیں ثابت ہے بخلاف الا جارة و البیع و البتہ دارین من المرنین و من جنہی اذا باشرنا احدہما باذن الآخر
جست یخرج من الزہرہ ثم لا یجود الا بعقد معتد لانہا عقود لازمہ بطلان اجارہ و بیع و ہبہ اور مرنے کے مرنے سے یعنی جیکہ عقود مذکورہ صادر ہو کر
مرنے سے مرنے کے واسطے یا جنہی کے واسطے بشرطیکہ مرنے یا مرنے ان عقود کا باشر ہو اور دوسرے کے اذن سے کیونکہ مہون نکل جاتا ہے مرنے کے سبب
عقد مذکورہ کے مہون خود نہیں کرتا مرنے کی طرف مگر معتد جدید ہواسطے کہ عقود مذکورہ لازم ہیں مرنے یعنی اگر مرنے نے مرنے کو مہون اجارہ دیا تو مرنے باطل
ہو گیا اسواسطیکہ اجارہ عقد لازم ہے منقذ نہیں ہوتا مگر بعقد تقاض رہنے کے اور یہی طرح اگر مرنے نے جنہی کو اجارہ دیا اور مرنے نے باشر کیا یا مرنے نے عارہ
دیا جنہی کو اور مرنے نے اسکو جائز رکھا تو مرنے باطل ہو جاوے گا اور یہی حکم بیع اور ہبہ کا مخطا وی نے کیا لیکن مرنے بعد از مرنے میں نظر ہو کر بعلی نے کہا اسکو
نہیں کیا بخلاف اجارۃ و بیع المرنین میں دارین عدم لزوم بطلان عاریۃ مہون کے اور بخلاف بیع مرنے کے رہنے سے اسکے عدم
لزوم کے سبب سے بیع عاریۃ و بیع مرنے سے حتی لازم متعلق نہیں ہو ا جو رہنے باطل ہو جائے بغیر قیومات الزہرہ قبل مرنے

تائید کیا کہ اگر بہن دوسری بار بہن رکھنے سے پہلے تو مرتن برابر ہی باقی فرض خواہوں کہ بعض سہولت اجارہ دیا بہن نے
مرتن کو یا جہن کو اور نقصان اجارہ کر کے دوسری بار اسکو مرتن کے پاس بہن نہیں رکھا اور بہن مرگیا تو مرتن اس حق بالمرہوں نہیں بلکہ اور تفریحی بہن کو
برابر ہوا سو اسٹے کہ اجارہ وغیرہ سے بہن سابق باقی نہ رہا باطل ہو گیا و لو اذن لہ بہن لمرتن فی استعمالہ او اعارتہ للعلل نہ اسکا بہن قبل
ان بشرع فی العمل او بعد الفراغ منہ ملک بالیدین بقدر عقد الزین اور اگر بہن اذن دے مرتن کو مرہوں کے استعمال کا یا اس کے عاریت
دینے کا کسی کام کے واسطے پھر مرہوں تلف ہو عمل کے شروع ہونے سے پہلے یا بعد فارغ ہونے کے عمل سے تو تلف ہو گیا دین کے عوض یعنی دین
مرتن کا سا قہا ہو گیا بسبب باقی رہنے عقد بہن کہ مرہوں کو استعمال کا اذن ہے بدون طلب کر نہ مرتن کے یا کام کی دوسرے مرتن جن
سے عاریت مانگے اور وہ اسکو عاریت دے تو اگر قبل استعمال یا بعد استعمال کے تلف ہو گا تو مرتن برضمان بہن لازم ہو گا کذا فی الدرر ولو ملک فی حالہ العمل
والاستعمال ملک امانۃ فثبوت یہ احادیث ضعیفہ اور اگر مرہوں تلف ہو عمل اور استعمال کی حالت میں تو امانت ہو کر تلف ہو یعنی اب ضمان لازم ہو گا بسبب
ثابت ہونے قبض عاریت کے اس وقت میں یعنی اس وقت عاریت مخالفت قبض رہے تو ضمان ثابت ہو گا و لو خلقا فی وقتہ امر وقت ہلاک فقال المرتن
ملک فی وقت العمل فقال المرتن فی غیرہ فالقول لمرتن لازم منکر و لیسۃ للبرہن لاسما انفق علی رد الیہ الزین خلاصہ حق المرتن فی عودہ الاچتہ نذیر
اور اگر بہن اور مرتن نے اختلاف کیا مرہوں کے تلف ہونے کے وقت میں سو مرتن نے کہا کہ تلف ہو عمل کے وقت میں اور بہن نے کہا کہ عمل کے سوا اور وقت
تلف ہوا تو مرتن کا قول مقبول ہو گا سو اسٹے کہ وہ منکر ہو جو ضمان کا اور ضمانت بہن کی مقبول ہو گی بسبب کہ بہن اور مرتن میں سے کسی کے زوال پر
بہن تو بہن کی تصدیق قبض رہے کے عود کرنے میں ہو گی بدون گواہی کے کذا فی البزار یہ فیما اذن لمرتن فی لبس ثوب لہن یا فجاہ بہن مرتن شرفا و قال
مخرق فی لبس ذاک الیوم ذال الزین بالبستہ فیہ ولا تخرق فیہ فالقول للزین ان الزین باللبس فیہ واللبس قال تخرق قبل لبسہ و بعدہ فالقول لمرتن
فی قدر ما عا دین ضمان اور ہذا یہ میں یہ کہ بہن نے مرتن کو اذن دیا مرہوں کیسے کے پہننے کا ایک دن سو مرتن وہ کپڑا لپٹا اور بولا کہ وہ بھٹ گیا تھا
اُسی دن کے پہننے میں اور بہن نے کہا کہ تو نے اُسدن نہیں پہنا اور نہ اُسدن میں بھٹا تو بہن کا قول معتبر ہو اور اگر بہن نے اُس دن کیسے پہننے کا اقرار
کیا د لیکن یہ کہ کپڑا بھٹ گیا تھا اس کے پہننے سے پہلے یا بعد پہننے کے تو مرتن کا قول مقبول ہو جو ضمان کی مقدار میں جب بہن نے پہننے کا اقرار کیا
تو ضمان سے خارج ہو جائے پیر دونوں کا اتفاق ہو تو دوسرے تلف ہونے ثوب مخرق کی قیمت کو ضمان بہن معتبر ہو گی کذا فی الخطا دی فروغ
مسائل ملحقہ تشارح کے رہن الاب من مال طفلہ شیکا بدین علی نفسه جائز فلو الزین قیمتہ اکثر من المیزن فملک ضمن الاب قدر المیزن دون الزیادہ بخلاف لو کان
فانہ لیس قیمتہ و لفرق ان للاب ان یفیع بال یصغیر عند الحاجة ولا لک لک الوصی باپ نے اپنے طفل کے مال سے کوئی چیز بے اس دین کے جو باپ کی
ذات پر ہی بہن رکھی تو جائز ہو تو اگر مرہوں کی قیمت زیادہ تر ہی دین سے اور وہ تلف ہو تو باپ کا دین دیگا بقدر دین کے زیادہ کا تا دین نہ دے گا
برخلاف وصی کے کہ وہ اسکی پوری قیمت کا تا دین دیگا اور دونوں میں فرق یہ ہو کہ باپ کو جائز ہو نفع حاصل کرنا صغیر کے مال سے حاجت کے وقت اور
وصی ایسا نہیں کہ اسکو تنقل صغیر کے مال سے درست ہو و لو ادک الابن و مات الاب لیس للاب قدر فضل قضاء المیزن و یرجح الابن فی مالی الاب ان کان یصغر
لنفسہ لانہ مضطر کثیر الزین اور اگر صغیر بالغ ہو گیا اور باپ مرگیا تو فرزند کو مرہوں کا لینا بدین ادا کرنے دین کے جائز نہیں اور فرزند باپ کے مال سے اتنا
بچے اگر اس کے باپ نے فرزند کا مال اپنی ذات کے واسطے رہن رکھا ہو رجوع ہو اسٹے درست ہو کہ فرزند مضطر ہو مرہوں کی عاریت نہ دینے والے کے مانند
م یعنی فرزند اپنے مال کے غلامی کرنے میں مضطر ہو تو وہ متبرع نہ ٹھہرے گا کہ رجوع نہ درست ہو جیسے منیر رہن کو کہ بہن سے رجوع کرنا درست ہے جبکہ وہ نسیان
کی تخلیس کی داسٹے بہن کا دین داکرے کذا فی الخطا دی و بہن شیکا تم اثر بہن بغیرہ لا یصدق فی حق بہن رجوع یوم بقضاء الدین و ردہ الی المقلد و اگر بہن نے

[illegible]

موجبة للقصاص معتبرة فیتقص منه رجل الدین خانیہ و عبارت نہرستانی و شرح الجمع بطل الرهن اور اگر جنایت قصاص کی موجب ہو تو معتبر ہو یعنی قتل عمد
 میں غلام سے قصاص لیا جاوے گا اور دین باطل ہو گا کذا فی النجاشیہ اور نہرستانی اور شرح صحیح کی عبارت یہ ہے کہ رہن باطل ہو جاوے گا و حکام بطلان دین کی وجہ سے
 کہ جب غلام مرہون قتل ہو تو محل استیفاء دین باقی نہ رہا اور ظاہر بطلان دین و بطلان رہن میں کچھ خلاف نہیں کذا فی الخطاوی کہنا یہ ای الرهن علی ابن
 الراہن او علی ابن المرتهن فانما معتبرة فی الصحیح حتی یرفع بها او یفندی وان کانت علی مال یباع کما لو جسی علی الہنی او جسی علی التناہن لایزالک
 زلیعی جیسے جنایت مرہون کی رہن کے فرزند یا مرتهن کے فرزند پر ہو اسطے کہ وہ معتبر ہو قول صحیح میں تو مرہون دیا جاوے گا بسبب جنایت کے یا انکا فدیہ
 دیا جاوے اور اگر جنایت مرہون کے مال پر ہو تو وہ بچا جاوے گا اور صاحب مال کو دیا جاوے گا یا بچا جائے شخص اجنبی پر انکی جنایت معتبر ہو فرزند رہن اور
 مرتهن پر جنایت اسو اسطے معتبر ہوئی کہ فرزند باپ سے اجنبی ہو بنائیں املاک کے سبب سے کذا فی الزلیعی ولورہن عبدہ کما یسوی القابالفت موصل
 فرجعت قیمته الی مائۃ فقلہ رجل و غرم مائۃ و حل فاعلم مرتهن یقتضیہا ای المائۃ قضا و حقہ و لای رجع علی الراہن بشر کو تہ بطلان و الاصل ان
 نقصان اسلوا بوجہ سقوط الدین بخلاف نقصان بعین فاذا کان الدین باقیاً وید المرتهن ید الاستیفاء و یستوفی اللکل من الابدان و اور اگر وہ غلام
 جو ہزار درہم کے برابر ہو ہزار درہم موصل پر رہن رکھا غیر اسکی قیمت پلٹ کر سودم کی ہو گئی پھر اسکو ایک مرہون قتل کیا اور سودم نادان دیا اور دین
 مرتهن کی مدت آپہنچی تو مرتهن سودم پر قبضہ کرے اپنے ادا حق کے سبب سے یعنی اداسے بعض حق کے سبب سے اور رہن سے کچھ نہ لے گا جیسے غلام مرہون
 کی موت بلا قتل میں رہن پر کوئی چیز نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نقصان نرخ سقوط دین کا موجب نہیں بر خلاف نقصان میں سے پھر جبکہ دین باقی رہا
 اور نہیں مرتهن کا قبضہ استیفاء ہو تو وہ تمام دین کا پانے والا ٹھہر گیا ابتدا سے رہن سے ولو باعدی عبد المذکور مائۃ بام الرهن قبض المائۃ قضا
 حقہ و رجع تسع مائۃ لانه لما کان الدین باقیاً و قد اذن بعبیہ مائۃ کان الباقی فی ذمۃ کانه استردہ و باعدیہ مائۃ و اور اگر مرتهن نے غلام مذکور پر سچا سودم
 رہن کے اسے تو مرتهن قبضہ کرے گا سودم پر اپنے حق کے سبب سے اور نو سودم رہن سے بھرے گا اسو اسطے کہ جب دین باقی رہا اور البتہ رہن نے
 اسکو سودم کے ساتھ بیچنے کا اذن دیا تھا تو باقی دین یعنی نو سودم رہن کے ذمہ پر لازم رہے گو یا اذن مذکور سے رہن نے مرہون پھر لیا مرتهن سے اور اسکو
 بذات خود بیچا لا ولو قتلہ عبد قیمۃ مائۃ فخرج بہ فقلہ الراہن و جو بائکل الدین و هو الالف یقیام النانی مقام الاول کما ودا و قال محمد انشاء
 اقلیم کل دینہ او ترک علی المرتهن بدینہ و ہو مختار کما فی الشرح الخالیۃ عن الموهب لکن عامۃ التی و الشرح علی الاول و اور اگر ہزار درہم کی قیمت دے لے
 غلام مرہون کو اس غلام نے قتل کیا جسکی قیمت سودم ہو پھر قاتل غلام قاتل کے بدلے دیا گیا تو رہن پر وجوب ہے کہ غلام مذکور کو تمام دین یعنی ہزار
 درہم دے کر رہن سے چھوڑا وے بسبب قائم ہو جائے غلام ثانی کے غلام اول کے مقام پر گوشت اور خون میں یعنی آدمی ہونے میں دونوں برابر ہیں اور محمد
 نے کہا رہن اگر چاہے اسکا رہن فاک کرے مرتهن کا سب دین دے کر یا اسکو مرتهن کے پاس چھوڑ دے اسکے دین کے بدلے اور یہی قول محمد کا مختار ہے خانیہ
 شریعہ لایہ میں ہو موابہ الرحمن سے منقول لیکن اکثر فقہ کے متون اور شروح اول قول پر مشتمل ہیں فان جسی ترک التفریق اولی الراہن خطا و قد اہ المرتهن لانه
 لک و لو یرجع علی الراہن بشر غیر ان غلام مرہون نے ارزاہ خطا کسی کو قتل کیا تو مرتهن اسکا فدیہ دے اسو اسطے کہ مرہون اسکی ملک ہو اور مرتهن فدیہ دکر
 رہن سے کچھ نہ لے گا شایع ہے کہ معتص کو فارغ فریہ کا ترک کرنا بہتر تھا یعنی اسو اسطے کہ مسئلہ سلسلہ سابقہ سے متفرع نہیں ہم تعلیل ملک مرتهن غیر ظاہر ہو تو
 اگر شایع یوں کشاد لان بجمایہ حصلت فی ضمانہ تو بہتر تھا کذا فی الخطاوی یعنی قتل حاصل ہو اگر مرتهن کے ضمان میں اسو اسطے کہ ضمان جنایت کا مرتهن سے اور غلام
 مرہون کا بالکل اسکے ضمان میں ہو اور اسکا دین رقبہ غلام کو مستغرق ہو کذا فی الدرر و لای مالک ان یدفعہ الی ولی النجاشیہ لانه لای مالک لیک و اور مرتهن
 مالک نہیں غلام کے دینے کا ولی جنایت کو یعنی مقتول کے مالک یا وارث کو اسو اسطے کہ مرتهن ملک مرہون کا مالک نہیں فان ابی المرتهن من بعد و فلو ان

ان شاربہ و فداہ و سقیطہ الدین کل منہا لو اقل من قیثمۃ الدین و سادیا و لو اکثر لیسقط قدر قیثمۃ العبد فقط و لا یسقط الباقی من الدین بخلاف من نے
 فدیہ دینے سے انکار کیا تو رہن دے غلام قاتل کو اگر چاہے یا انکار فدیہ دے اور دین مرتن دونوں صورتوں میں یعنی دفعہ اور فدیہ میں ساقط ہوگا اگر دین کا جزو
 مرتن کی قیمت سے یا برابر ہو اور اگر دین قیمت سے زیادہ ہو تو فقط بقدر قیمت غلام کے ساقط ہوگا اور باقی دین ساقط ہوگا و لو کہ مرتن مال کا تخریق قیثمۃ فداہ
 المرتن خان ابی بامہ الہرہن اودھادہ اور اگر ملک مرتن تلف کرے اودھادہ کو جو اسکی قیمت سے کستر ہے تو مرتن مرتن کا فدیہ دے پھر اگر وہ فدیہ نہ دے تو مرتن
 اسکو چھڑے یا انکار فدیہ دے مگر مرتن فدیہ دیگا تو مرتن اور اسکا دین بجاں سابق باقی رہیگا اور ضرورت انکار مرتن اگر بہن اسکو بچے تو بچکا مال تلف کیا اور
 اسکا دین ادا کرے اور اگر فدیہ دیگا مرتن تو مرتن کا دین ساقط ہوگا اور اسکی تفصیل محوی اور عالمگیری میں ہے و لو قتل ولد ارتن انسانا و یتیمک لا فداہ ارتن
 نرج عن ارتن اودھادہ دفعی رہناج اسہ اور اگر مرتن کوئی کا فزند قتل کرے کسی انسان کو یا تلف کرے کسی مال کو تو ارتن اسکو ویدے اور وہ رہن سے
 خارج ہو گیا یا ارتن اسکا فدیہ دے اور وہ رہن باقی رہیگا اپنی مال کے ساتھ و لا جناح الہیہ فدیہ و بصیر کانہ ہاک یا فہ سادیتہ و تمامہ فی جناحہ اور باقی
 مرتن کی جناح تو باطل ہے یعنی اگر جانور جانور کو مار دے یا مال کو تلف کرے تو اسکا ضمان نہیں اور اسکا تلف کرنا ایسا ہوگا گویا آفت آسمانی سے وہ تلف
 ہو گیا اور اسکا پور بیان فتادی قاضی خان میں ہے مات الارتن باع وصیہ رہنہ باذن مرتنہ و قضی دینہ تقیامہ تقامہ ارتن مر گیا تو اسکا وصی
 اسکے مرتن کو بیع کرے اسکے مرتن کے اذن سے اور اسکا دین ادا کرے بسبب قائم ہونے وصی کے مقام ارتن کے خان لم یکن لہ وصی صلبا لقاضی
 لہ وصیبا و امرہ بیعہ لان نظره عام پھر اگر ارتن میت کا کوئی وصی ہو تو قاضی قائم کرے ایک وصی کو اور اسکو بیع مرتن اور اسے دین ارتن کا دین
 کرے اسواسطے کہ قاضی کی نظر عام ہے یعنی قاضی منصوب ہو اسواسطے کہ حقوق مسلمین پر نظر ہے جبکہ وہ عاجز ہو اپنے کام میں دینہ و دینہ صغار اقلو
 کبار اقلو لیسیت فی المال فکان سلیم خلیفہ جو ہر دین یعنی بیع وصی کی اسوقت ہے جبکہ وارث ارتن کے صغیر نابالغ ہو سو اگر وہ بالغ جوان ہو تو
 وہ میت کے خلیفہ ہیں مال میں تو انیز پھر زنا مرتن کا لازم ہو لکن انی اجورہ فروع مسائل ملحقہ شراح کے ہیں اوصی بعض الترتک الدین علی طبعیت عند غریم من
 غرامہ توقفت علی وصی لبقیۃ و لم یردہ فان قضیہ دینہم قبل الرد نقد و لو نقد اخریم باذنی بیع فی دینہ وصی نے بعض متروکہ رہن رکھا اس دین کے لیے بیعت
 پر جو ایک دین کے پاس منجملہ اور دین والوں کے تو رہن موقوف رہے گا باقیوں کی رضامندی پر اور انکو رہن کا پھر وراثت دستہ پھر اگر وصی نے باقی
 لوگوں کا دین ادا کر دیا رکھنے رہن سے پہلے تو رہن مذکور نافذ ہوگا و یگا اور اگر صاحب دین ایک شیخص ہو تو رہن جائز ہو اور مرتن بچا جاو یگا وراثت
 دین کے واسطے و فی مین المنفی للصف لایجل الارتن موت الارتن و لا موت المرتن و لا موت ویشی الارتن رہنا عند الترتک و المصنف کی کتاب مدین المنفی
 میں ہے کہ رہن باطل نہیں ہو جاتا رہن کی موت سے اگر نہ مرتن کی موت سے اور نہ ارتن اور مرتن دونوں کے مرنے سے اور مرتن رہن تیار و وارثوں
 کے پاس م اسواسطے کہ وارث ارتن کے قائم ہیں اور اگر وارث نہیں تو وصی کے پاس رہن قائم رہے گا لکن انی الخطادی
 فصل فی مسائل متفرقہ یہ فصل ہو کتاب الارتن سے مسائل متفرقہ ہیں رہن عسیر قیثمۃ عشرۃ بعشرۃ قحمر تم تحلل و ہولسیادی عشرۃ فہو
 بعشرۃ لکان ان اکثر کا شیرہ ہر ایک قیمت دس درم ہے رہن رکھا دس درم پر سودہ خر ہو گیا پھر سرکہ ہو گیا اور وہ پھر کہ دس درم کے برابر ہو تو وہ دس درم پر
 مرتن ہو جیسا کہ خر ہونے سے پہلے رہن تمام لائق یوں تھا کہ رہن باطل ہو جاتا اسواسطے کہ خر ہو جانے سے مال متقوم نہ رہا لیکن باطل نہ ہو کہ ہو جانے
 کی صلاحیت سے و لہذا اگر شیرہ خرید کرے اور وہ خر ہو جائے قبض سے پہلے تو بیع باطل نہیں سرکہ ہو جانے کے جمال سے پھر جب سرکہ ہو گیا تو عارض الکی ہو گیا
 ثابت ہونے سے پہلے تو گویا اسکا وجود ہی نہ تھا لکن انی الدرر و محوی تم المستغنیہ الزیادۃ و نقصان القدر لا یتیمہ علی ما فادہ ارتن لکمال پھر نہیں یعنی اس
 شیرہ میں جو خر ہو گیا پھر کہ گیا اسکی زیادہ و نقصان میں مقدار معتبرہ نہ قیمت کی کمی بیشی چنانچہ ارتن کمال نے اسکو بچا دیا پھر کمی بیشی میں مقدار کا اعتبار

اور جتنا زیادت ماکولہ ہو جائے گا سو مرتبہ رہیں گے لیکن اس واسطے کہ اتلاف زیادت کا ہوا مرتبہ کے فعل سے رہیں کی تسبیح کے سبب تو کو بار مرتبہ
 اسکو لیا اور ظن کیا کہ انی لفظا دی لفظا بعد الہاک الاصل تک بھستہ سن الدین لائے صا مقصود ایا نسا کا در بیع بقابلہ شہ و اذا کان مقصود ایا
 زیادت متولدہ باقی رہے بعد ہلاک ہو جائے پہل مرتبہ کے تو زیادت مذکور غلام کیا جائیگی بقدر اسکے حصہ کے دین سے اس واسطے کہ زیادت مقصود ہو گئی
 خلاص کرنے کے سبب اور تابع کے متقابل خیر ہو جاتی ہے جبکہ تابع مقصود ہو جائے و خلیفہ بقسم الدین علی فقیر یوم نسا کا در قیمۃ الاصل
 یوم بقض لسیط من الدین حصۃ الاصل و تک التما و بھستہ لکما لو کان الدین عشرۃ و قیمۃ الاصل یوم بقض عشرۃ و قیمۃ لکما یوم انک سے فلفہ
 عشرۃ حصۃ الاصل صیغہ و لث عشرۃ حصۃ التما و فیفاک یہ اور اس وقت میں دین قیمت کیا جائے گا زیادت متولدہ کی قیمت پر خلاص رہیں گے
 اور اصل کی قیمت پر قبض کے دن اور دین سے حصہ اصل کا سا قسط ہوگا اور زیادت خلاص کیا جائے گی بقدر اسکے حصہ سے چنانچہ اگر دس دم ہو اور اصل
 مرتبہ کی قیمت قبض کے دن دس دم تھی اور زیادت متولدہ کی قیمت خلاصی کے دن پانچ دم تھی تو دس کی دو تہا یا ان یعنی چھ کسرے نہ اصل کا چھ کسرے
 سو سا قسط ہوگا اور دس کی ایک تہا یعنی تین کسرے نہ حصہ ہی زیادت کا تو تین دم سے زیادہ مذکورہ کا خاک رہن کیا جائیگا و لو اذن الدین
 فی اکل الزوائد اکل الزوائد من بان قال نہ ہمارا ذکھلہ فاکھلہا ظاہر نعیم اکل التما و بہ فتی لمصنف قال الا ان یوجد نقل محقق جس حقیقت
 الاکل متبع فلا ضمان علیہ علی المرتب لائے تلفہ باذن الممالک اور اگر رہن نے اذن دیا مرتبہ کو نہ دیا مرتبہ کے کھانے میں اس طرح کہ رہن نے
 مرتبہ سے کہا کہ جو چیز زیادہ ہو یعنی درخت کا پھل یا حیوان کا دودھ تو اسکو کا سو مرتبہ نے اسکو کھا یا تو مرتبہ پر کھا تا دین نہیں ہو اسے کہ اسے مالک
 کے اذن سے تلف کیا تا سراج نے کہا ظاہر لفظا اکل الزوائد کے اکل نہیں کو بھی شامل ہے خواہ پھل یا دودھ کھاے یا اسکو بیکرا اسکا شے کھاے اور اسی کا
 فتویٰ دیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں مصنف نے کہا اگر یہ کتب فقہ میں کوئی نقل محقق یا بی جاوے کہ وہ حقیقت اکل کو خاص کرے تو اسکو اتباع کیا جائے
 یعنی رضورت وجود نقل محقق اکل نہیں زوائد جائز ہوگا والا علاق یحوز تعلیفہ بالشرط و کھڑ بخلات تعلیک در طلاق باحت کی تعلیق شرط و خبر جائز
 ہے بخلات تعلیک کے ہم یعنی جب رہن نے مرتبہ کو اکل زوائد کا اذن دیا تو یہ باحت ہے تعلیک نہیں ہے اور باحت کی تعلیق شرط پر درست ہے نہ تعلیک کی
 تو رہن کا یہ قول حلق کہ جو چیز ہو جس زیادہ پیدا ہو یعنی پھل یا دودھ اسکو تو کھا درست و جائز ہے و لا سیط شے من الدین و سا قسط ہوگا مرتبہ کے
 دین سے کچھ باحت اکل سے قال فی الجواب اصل رہن دارا و باح اسکی لمرتبہ فرقہ بکناہ ظل و خیر بعض لایق شے من الدین لائے لما باح کہ اسکی آمد
 حکم العاریۃ حتی لو ادا مخرجہ کان نہ ذلک جو اہر اخلاطی میں کہا کہ ایک مرد نے گھر میں رکھا اور مرتبہ کو اسے اندر نہ مباح کر دیا سو اس کے رہنے سے خل بیگا
 اور کچھ مکان دیا ان ہو گیا تو مرتبہ کا دین کچھ سا قسط ہوگا اس واسطے کہ جب رہن نے مرتبہ کو نہ مباح کر دیا تو مرتبہ نے عاریت کا حکم لیا یا تاک کہ اگر
 رہن مرتبہ کے رہنے کو منع کرے تو رہن کو اسکا اختیار ہم اس میں اختلاف ہے کہ مرتبہ کو نہ دے مرتبہ کے استخاف لینا باذن رہن درست ہے یا نہیں سو معنی فقہاء
 مکروہ کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ سود و بیع ہے اور بعض اسکو مباح کہتے ہیں چنانچہ زلیخا در جو اہر دقنیہ او خانہ میں باحت مذکورہ جو حوی نے حاشیہ شاہ ابن
 کہا کہ اسی قول پر فتویٰ ہے کہ انی لفظا دی عن ابی اسعود و فی المنہات و لو بہ شاة قال لہ الدین کل و لہ ما و شہر بکناہ فلا ضمان علیہ و لہ اذن لہ فی
 مخرۃ البستان نصرا کھلہ کا اکل الدین تم نقل عن التندیب انہ یکرہ لمرتبہ ان یفیع بالزین وان اذن لہ الدین قال لمصنف و علیہ تجمل اعم محمد بن اسلم لائے
 لایکل لمرتبہ ذلک و لو بالاذن لائے ربوا قلت و علیہ یغید انہا تحریمیتہ قتالہ و منہات میں ہے اور اگر بکری گرو گئی سو مرتبہ سے رہن نے کہا کہ
 اس بکری کا بچہ کھا اور کھا دودھ بی تو مرتبہ پر تا دین نہیں اور اسی طرح اگر رہن نے مرتبہ کو منع کے پھلون میں اذن دیا تو مرتبہ کا کھانا مارا اسکا
 کھانے کے برابر ہو اگر صاحب منہات نے تندیب سے نقل کیا کہ مرتبہ کو نفع حاصل کرنا مرتبہ کے مکروہ ہے اگرچہ اسکو رہن نے استخاف کا اذن دیا ہے

مستند فی شرح میں کہا اور اسی کہ اہل پر محمول ہے جو محمد بن مسلم سے یہ منقول ہے کہ مرثیہ کو یہ حلال نہیں اگرچہ انتفاع باذن رہے ہو کہ جو کہ یہ بیانیہ ہے کہ کتاب
اور تعیل اسکی مفید ہے کہ سفر کو بہت تخریبی ہے سو زمین کی اور ان لم یقتلوا رہن کی بقی عند المرثیہ علی حالہ حتی یطاک الارض فی ہذا المرثیہ
قسم الدین علی قیمتہ انما اوی الزیادۃ النبی اکملہا المرثیہ علی قیمتہ الاصل فما اصاب الاصل سقط وما اصاب الا زیادۃ اخذ المرثیہ من کل الارض
کما فی الاماریۃ والکافی و الخانیۃ وغیرہ اور اگر رہن نے مرہون چھوڑا بلکہ مرہون بحال باقی مرثیہ کے پاس باقی رہا بیان تک کہ مرہون ملا کہ ہو گیا مرثیہ کے
یا مرثیہ نو دین باسنا جو دیکھا اس زیادت کی قیمت پر جو مرثیہ کھا گیا اور اصل مرہون کی قیمت پر جو بقدر اصل مرہون کو پہنچے گا وہ سابقہ ہوگا اور بقدر
وین زیادت کو پہنچے گا اسکو مرثیہ اس سے دیکھا جائے ہوا اور کافی اور غایت غیر ملین مذکور ہم اخذ مرثیہ کی وجہ یہ کہ مرثیہ کا شرب متعارف رہن کے
اذن سے رہن کے شرب کے برابر ہے تو جسے رہن کے استعمال سے سقوط دین نہیں ہوتا ویسے ہی مرثیہ کے استعمال سے سقوط ہوا کذا فی الخانیۃ دینی اور
الاصل ان الاطلاق باذن الارہن کا خلاف الارہن بنفسہ تسلط اور جو ارہن ہے کہ قاعدہ کلیہ یہ کہ تلفت کرنا رہن کے اذن سے رہن کے اذنی تلف کرنے
کے برابر ہے بسبب تسلط کر دینے رہن کے و فیما اباح للمرثیہ لیمضی المرثیہ ان یوجد قال لا یلزم فلو آجرہ و مضی لہ فالا جرحہ لہ المرثیہ قال لہ ان آجرہ
بلا اذن دان باذنہ فلما ملک و بطل الارہن اور اسی کتاب میں ہے کہ رہن نے مرہون کا نفع مرثیہ کو مباح کر دیا تو مرثیہ کو مرہون کا اجارہ دینا درست ہے نہیں
جواب دیا کہ درست نہیں ہے چہ سوال ہو کہ اگر مرثیہ نے مرہون کو اجارہ دین دیا اور اجارہ کی مدت مضمی ہو گئی تو اسی اجرت مرثیہ کی ہے یا رہن کی جواب دیا کہ
اجرت مرثیہ کی ہے اگر اسکو اجارہ دیا بدون اذن رہن کے اور اگر اسکے اذن سے اجارہ دیا تو اجرت مالک کی ہے اور اس صورت میں رہن باطل ہوگا و فیما
رہن کرنا و تسلیہ المرثیہ تم دفعہ للارہن لیسقیہ ویقوم بمصاحہ لا یلزم الارہن اور اسی کتاب میں ہے کہ مبلغ رہن رکھا اور مرثیہ کو تسلیم کیا پھر مرثیہ نے رہن کو
باس دیا تا اسکو بیچے اور اسکے موضوعہ کی خبر گیری کیا کہ اسے تو رہن باطل ہوگا رہن کرنا و اباح فقرہ ثم باع المرثیہ فقبض المرثیہ النہن ان فقرہ حصل بعد
البیع فملل مشتری وان قبلہ ظلم ارہن ان قضی دین المرثیہ والا یكون رہنا و یحل البیع رجوعا عن الاباحۃ فانما یقبل الرجوع کمایع رہن رکھا اور اسکا بطل بجا
کر دیا مرثیہ کو پھر رہن نے باع حیدر الاسو مرثیہ نے اسکے ثمن بقبضہ کیا اگر اسکا بطل بیع کے بعد حاصل ہوا تو مشتری کا بطل ہے اور اگر بیع سے پہلے پیدا ہوا
تو رہن کا بیشر طیکہ رہن نے مرثیہ کا دین ادا کر دیا ہو اور اگر دین ادا نہیں کیا تو بطل رہن رہے گا یعنی ثمن مقبوض کے ساتھ اور بیع رجوع عن الاباحۃ
مقتضی جاوے کی اسو اسطے کہ اباحت قابل ہے رجوع کے چنانچہ مذکور ہو چکا ہم برخلاف اس صورت کے کہ مرثیہ بطل کھا گیا اسو اسطے کہ اسے مباح کو
کھایا اور ارہن رجوع کا مالک نہیں کھا جانے کے بعد کذا فی المطاوی عن النسخ و فیما نزع المرثیہ رض الارہن ان ارج لہ الانتفاع لایجب شیء وان لم یج
ازمہ نقصان الارض و ضمان الماروسن قنناہ مملوکہ فلیحفظ اور اسی کتاب میں ہے کہ مرثیہ نے رہن کی زمین میں زراعت کی اگر اسکے لیے انتفاع مباح
ہے تو کوئی چیز واجب نہیں اور اگر انتفاع مباح نہیں تو مرثیہ پر زمین کا نقصان اور مالی کا نادرہ لازم ہوگا بشرطیکہ بانی مملوک کا ریزہ کا ہو تو اسکو یاد
رکھنا چاہیے زرعہ الارہن او غرسہا باذن المرثیہ یعنی ان سے رہنا و لا یلزم الارہن فقیہ زمین مرہون میں رہن نے زراعت کی یا وراثت لگایا مرثیہ
کے اذن سے تو لائق یون ہے کہ وہ رہن بجور سابق کے باقی رہے اور رہن باطل ہو جائے تو خیر دار رہنا ہم رہن باطل نہیں مگر حکم ضمان باطل ہے یعنی اگر
مرہون رہن کے پاس تلف ہوگا تو مرثیہ پر ضمان لازم ہوگا کذا فی المطاوی عن شرح الوہابینہ اتحق الارہن لیس المرثیہ طلب غیرہ مقامہ مرہون غیر رہن کا
مملوک ثابت ہو تو مرثیہ کو اختیار نہیں کہ بجائے اسکے اور چیز کو طلب کرے رہن رکھنے کے واسطے اتحق بعضہ ان تسانا بطل الارہن فیما یبشی وان
مستوفی بقی فیما یبشی و یبشی بکل الدین لکن ہلکہ بھتہ بعض مرہون غیر رہن کا مملوک ثابت ہو تو اگر بعض مذکور شائع غیر مقسوم ہے تو باقی میں بھی رہن
باطل ہوگا اور اگر بعض مذکور غناز اور جہاز تو باقی میں رہن باقی رہے گا اور بعض تمام دین کے وہ مجموعہ رہے گا لیکن اسکا تلف ہوگا یا بقیہ رہے

ان کے حصہ کے جو گناہ اور دوسرے گناہ متبع و محبت اور جارتہ اپنا کفر غیر شخص کو اجارہ دیا جہاں کسی منہاجر کے پاس ہیں رکھا تو برکت صحیح اور بار بار
جو گناہ و گناہ میں غم اجارہ سن رہا ہے فالجارتہ باطلہ اور اگر کہیں رکھا پھر مرتن نے رہیں کو اجارہ دیا تو جارتہ باطلہ ہے اگر ان میں سے کسی ایک کو ان کے حصہ میں
حساب بقصد لان الابق عیب حدث فیہ مرتن غلام چاک گیا تو مرتن کا دین ساقط ہو گیا اس کے ہلاک ہو جانے کے مانند بعد اسکے اگر غلام پر گناہ تو مرتن
ساقط ہو گیا بقدر اسکے نقصان کے اس لیے کہ جگہ گناہ عیب جو ان میں اب پیدا ہوا ہے مازف من الزیادۃ الضمیۃ ذکر الزیادۃ الضمیۃ فقال پھر جبکہ ضمیۃ
زیادت ضمی کے بیان سے فارغ ہوا تو اس نے زیادت قصدی کو ذکر کیا تو کہا والزیادۃ فی الزین تصح اور زیادہ ذکر دینا مردوں میں صحیح ہے مگر غلام
دس دم کا کثیر اس دم پر کر ورکھا پھر رہیں نے دوسرا کثیر زیادہ کیا تو دونوں کپڑے دس دم پر رہیں ہو گئے و تفسیر تفسیر ارم بقض بقاء اور زیادہ
کی قیمت یوم بقض مستبر ہو گی جیسے مرتن اول کی قیمت یوم بقض مستبر ہو فی الزین لا تصح غراما لثانی اور دین میں زیادہ کرنا صحیح نہیں
بر خلاف ابو حنیفہ کہ ہم زیادت دین کی صورت یہ ہے کہ ایک کثیر مثلاً دس دم پر کر ورکھا پھر باج دس دم مرتن سے ہے کہ دہی کثیر پندرہ دم پر رہیں
رکھ دیا تو یہ صحیح نہیں لیکن زیادت دین کی دین پر قطع نظر رہیں سے صحیح ہے اس واسطے کہ مستند انت بعد مستند انت کے دین دل کے اور کرنے سے پہلے بالاجماع
کذا فی النظم دمی والاصل ان الاحق باصل العقد انما تصور اذا کانت الزیادۃ فی مقصودہ او علیہ والزیادۃ فی الدین لیست منہما اور قاعدہ کلیہ
زیادت کا ہے کہ اصل عقد کے ساتھ ملحق کر دینا اسی وقت تصور ہوتا ہے جبکہ زیادتی مقصودہ میں شلائن میں یا مقصود علیہ مثلاً بیع میں ہو اور دین میں زیادہ
کر دینا دونوں قسم سے نہیں ہے دین کا مقصودہ نہ ہونا تو ظاہر ہے اور اس کا مقصود علیہ نہ ہونا سوجہ ہے کہ دین واجب تھا عقد رہیں سے پہلے ولذا دین
باقی رہتا ہے بغیر نسخ رہیں کے بھی کذا فی النظم دمی فان رہیں نسخ بہن و الفرج بالفاو مع انہ فی شرح علی انہ انما عظمها بالواو بالفاو لیس فیہ انہ
مسئلہ متعلقہ لافزع فلاذی عقبہ عبد الباق فذفع عبد آخر رہا مکان الاول و قیمتہ کل من البعدین الباق فالاول رہیں تھے
یروہ الی الزین و المرتن فی الآخرین حتی یجولہ مکان الاول بان یرد الاول الی الزین فینسب لیسر لثانی منہما اور اگر ایک غلام
ہزار پر رہیں رکھا پھر دوسرا غلام بطور رہیں کے دیا بجائے اول غلام کے اور حالانکہ دونوں غلاموں کی قیمت ہزار ہے تو پہلا غلام رہیں ہے متبک کہ
مرتن رہیں کو دوسرا غلام پھر دے اور مرتن دوسرے غلام کے قبض میں اس میں نہ ضمیم بیان ناک کہ دوسرے کو بجائے اول کے نہ اس طرح پر کہ
اول غلام رہیں کو پھر دے تو ہوقت میں دوسرے غلام کا ضمان مرتن پر لازم ہو گا شارج نے کہا کہ مرتن اور شرح کے نسخے مستند بقضائیں باوجودیکہ مستند
نے اپنی شرح میں آگاہ کر دیا ہے کہ اس مسئلہ کو اسی واسطے عطف ہوا کیونکہ حلیت بقاء ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ مستقل جدا گانہ ہر مسئلہ اولی پر متفرع نہیں
سو آگاہ ہوا براہ امر تنزل الزین عن الدین او ہبہ منہ ہلک الزین فی ید المرتن ہلک بغیر نسخ استحقاقا سقوط الدین الا انہ من صاحبہ
فبصیر غامبا منہ مرتن نے رہیں کو دین سے بری الذمہ کیا یا انکو دین سے کر دیا پھر مرتن کے پاس ہلاک ہو گیا تو مفت ہلاک ہوا اور وہ استحقاق کے
بسبب ساقط ہو جانے دین کے جبکہ مرتن نے دین کو مالک سے روکا اور نہ دیا تو وہ غامب ہو جائیگا اپنے روکنے سے یعنی اگر ابتاعت ہو گا تو مرتن پر تمام قیمت
لازم آدگی مگر صورت ابراور ہبہ کے واسطے نادان لازم ہوا کہ رہیں منہون ہوتا ہے دین کے بسبب پھر جب دین باقی نہ رہا تو ضمان بھی ساقط ہو گیا ولو قبض
المرتن دینہ کلہ او بعضہ من رہینہ او غیرہ کسقط او شری المرتن بالذین عینا او صلح عنہ ای عن دینہ علی شری لانہ استيفار او حال الزین مرتن
بدینہ علی آخر ہم ہلک رہینہ معہ ای فی ید المرتن ہلک بالذین اور اگر مرتن نے اپنا تمام دین بعض دین سے یا اسکے غیر سے چنانچہ کسی حسان کرنے والے
سے قبض کیا یا مرتن نے بعض دین کے کوئی چیز رہیں سے خرید لی یا رہیں کے ساتھ کسی شری پر دین سے صلح کی اس واسطے کہ صلح نہ کر استيفار دین ہو نہ ہتھا یا رہیں
نے مرتن کا حوالہ اپنے ربوں پر کیا پھر مرتن ہلاک ہو گیا تو مرتن کے پاس تو بعض دین کے تلف ہوا مگر فرق ابراور استيفائیں نہیں کہ ابرا سے اصل دین

مرتبہ کے پاس سے تو کتر مال قیمت سے اور دین سے تلف ہوگا یعنی قیمت مرہون کی اگر کتر ہو دین سے نورتن قیمت کا نادان لازم ہوگا اور اگر دین کتر کر قیمت سے نورتن لازم ہوگا سن بات دلہ غرار فاعل مرتبہ حق بلکافی الرحمن الصبیح اور دین ناسد کا جو دین ہو گیا اور اس کے چند قرض دینے والے ہیں تو مرتبہ زیادہ تر قصداً مرہون کا بیسے رہن صحیح ہیں مرتبہ حق پر قرض سلسلہ شراح کارہن لہرین باطل کا مرزاہ فی العاریۃ مغرباً للرب بایۃ ایک مرہون کا بلا فک رہن دوسری بار رہن رکھنا باطل ہے خواجہ نسیم نے اس کتاب اناریۃ میں تحریر کی ہے دہانیہ سے منقول کہ مرہون کا رہن باطل ہے تو مرہون رہن کرے خود مرتبہ لیکن اگر مرتبہ کے رہن کو رہن جائز رکھے گا تو باطل ہوگا کہ انی اخطا دی رفتی سبایا تھا حال سے دوسرے رہن پر اہم لکھا کہ جو غنیہ قوت بالموت بشرطہ اور دہانیہ کی پیلیون میں کہا ہے اور کوں مرہون ہے جیسا انشکاک مطلوب نہیں یعنی انکا خلاص ہو جائے لیکن کوں قائل ہے کہ مقتول اگر مرہون ہے تو موت سے اسکی دیت نصیب ہوتی ہے (جس سوال ادن کا جواب یہ ہے کہ مرہون علیہ انفاک انفس ہے حق تعالیٰ نے فرمایا دکل نفس یا کسبت ہفتہ یعنی ہر جان اپنے اپنے اعمال کے سبب سے مرہون ہے خدا کے نزدیک اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مراد غنیہ کرنے والا ہے جسے منکر کا ختمہ قطع کر دیا تو اگر قطع ختمہ سے وہ مر گیا تو پھر نصیب دیت واجب ہے اور اگر غنیہ زندہ رہا تو پوری دیت واجب ہے کہ انی اخطا دی دوسرے علم بالصواب لہ ارجع واد

کتاب الجنایات

یہ کتاب ہے جنایات کے مسائل میں مناسبتاً ان اربعہ عصیۃ المال وکلم الجنایۃ لعیۃ النفس واماں وسیلۃ النفس قدیم مناسبت کتاب الجنایات کی کتاب اور دین سے یہ ہے کہ مرہون شروع ہوا مال کے محفوظ رہنے کے واسطے اور جنایت کا حکم یعنی قصاص یا دیت اور کفارہ اور زمانہ یرات شروع ہوا قانون کے محفوظ رہنے کے لیے اور مال وسیلہ ہر جان کا انداز مرہون عدم مذکور مرہون جنایات پر ہوا ہے کہ وسیلہ مقدم ہے ذی الوسیلہ جم شریعت قصاص میں غیر کے عموم رحمت ارحم الراحمین کی معلوم ہوتی ہے نہ انفس محفوظ رہیں اور فاعل خون قصاص سے قتل سے باز رہے اور اسکی خویشان وہ ہیں جو حدود کی خویشان ہیں اور سبب بھی انکا وہی ہے جو حدود کا سبب ہے اور جنایت کی شرط یہ ہے کہ محل جاندار ہو کہ انی اخطا دی تم الجنایۃ لنتہ اسم لایکتب من الشریعہ دیت کرنا چاہیے کہ جنایت فوت ہو بہرے کام کرنے کا نام ہے جم جنایت مصدر ہے جمیع اسکی جنایات ہے ہر چہ مصدر کی جمع نہیں آتی لیکن بیان مصدر یعنی ہم منقول ہے لہذا جمع لانا انکا درست ہوا و شریعت ہم نفل حرم مل بالی انفس نفس انفسنا انصب دہرہ باطل ببال الجنایۃ بماصل نفسی اذ ان شرعین جنایت اس فعل حرام کا زام ہے جو مال یا جان میں واقع ہو تو اس ترتیب میں چوری اور قتل اور غضب اور دوسرے جرم الی اور دینی داخل ہیں لیکن قصود نے یہی معنی میں غضب اور سترہ خاص کر لیا ہے اس فعل حرام کے ساتھ جو مال میں واقع ہو اور جنایت خاص کر لی ہے اس فعل ممنوع کے ساتھ جو مال اور اطراف یعنی باطن و باطنہ مال کا ان اکر میں واقع ہے جم جنایت علی انفس کو قتل کہتے ہیں اور جنایت علی الاطراف کو قطع اور جرح کہتے ہیں قتل عبارت ہے اس فعل سے جو عید کی طاعت مستثنا ہے اور زندگی اس کے سبب سے منکفی ہو جائے اور زوال حیات بلا فعل عید کسی ہوتے ہو کہ انی الی الطبی وشرعی نفس الی الذی تعلق بہ الاحکام الایہیۃ دنیۃ وکفارۃ دہم وحوالہ ارت حسمۃ والا فاعل انکیرۃ کریم مطلب و قتل جرحی وہ قتل جس سے احکام آئندہ یعنی قصاص اور دیت اور کفارہ اور گناہ اور زمانہ ارت متعلق ہے پانچ قسم ہے ذرہ قسام قتل کے قیست ہیں خواجہ نسیم لکھتا ہے کہ ان کا اور سولی ویا قطع طریق کا اور کا زحری کا قتل کرنا نام یعنی حصر فعل کا قسام خمسہ میں باعتبار تعلق احکام آئندہ کے ہے قسام قتل کا ذکر کرنا بیان مقصود نہیں قسام خمسہ یہ ہیں قتل عمد شبہ عمد خطا جاری مجرما خطا قتل یا سبب الاول عمد وحوالہ حصر ضررہ وضررہ الادی فی ای موضع من جسدہ بالہ تفرق الاجزاء وشل سلاخ وشل ذون حصر ضررہ ضررہ محمد دس خشب ودرج وجر دایرة فی قتل برہان وشیطۃ وقرۃ مار عطف علی محمد ولا نہما شقی کبار وعلی علی الزکوۃ حتی کو وضعت فی المذبح کا حوت اہر دق اکل یعنی ان سال بہا الہم دلا لا لکافی لکفایۃ قسم اولی قتل عمد وہ یہ ہے کہ آدمی کے مارنے کا قصد کیا جائے کسی مقام میں اس کے بدن سے

ترجمہ اردو در فقہ جلد ہفتم

بہ نسبت اس پر اختیار کے کہ جو اس کے اجزاء بدن کو بھارتوئے چنانچہ آلات جنگ اور بھاری درنی پیرلوپ کی کذا فی جہود یا قصد ضرب ہو بسبب نوک دار بارہم
 دلی خیر کے چنانچہ تیر لکڑی اور شمشیر اور سوئی محل قتل میں کذا فی البرکان اور چنانچہ بانسی یا زکل کا تیر چمکا یا قصد قتل ہو آگ سے اس واسطے کہ آگ
 بھی لگائی کو بھارتوئی ہر اور دھج کا عمل کرتی ہر تو اگر آگ کو محل دھج میں کے سودہ روگن کو جلادے تو ذبیحہ ماکول ہوگا یعنی اگر آگ کے جلائے سے خون بہے
 اور اگر خون نہ بہے گا تو لگانا لکھا درست نہیں کذا فی الکفایہ م خلاصہ تعریف قتل عمد یہ کہ عمدہ ہر حسین بقصد ضرب سلاح سے ہو یا جاری حراس
 سلاح سے تقریباً آخر میں کذا فی اکثر اتوں شرح خطادی میں کہا قتل عمدہ ہر حسین بقصد قتل ہو لوپ سے چنانچہ چیری اور تلوار سے یا جو چیز لوپ کے ہاتھ
 ہو خواہ زمین حدت ہو کہ بھارتوئے یا حدت ہو لیکن کل ایسے جیسے عمدہ آبی اور ترار کے آبی بانٹ یا قتل نیز سے یا سوئی سے کو حکم ہو بشرطیکہ لوپ
 کا نام اس پر قائم ہو خواہ غالباً اس سے ہلا کی ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ دوا احادیث میں منصوص ہر چنانچہ لا قود الا باسیت و فی ردوۃ لا قود الا با سلاح و
 فی ردوۃ لا قود الا باحدید اور منصوص علیہ علت معتبر ہر اور اسی طرح جو چیز لوپ کی جنس سے ہو چنانچہ پتیل اور رنگا اور مادی اور سونا اور ناسا خواہ قتل
 چیر چار کے ہو خواہ کل کر اور جو چیز لوپ کی جنس سے نہیں تو اگر وہ لوپ کا سا کام کرے تو وہ قتل عمدی اور نہیں تو عمدہ نہیں چنانچہ آگ سے جلا نامعدی اور
 اسی طرح جس چیز میں حدت اور تیزی ہو اور وہ تلوار کا عمل کے جیسے شیشہ اور بانس اور زکل کا چمکا اور حدت و لا شیر جو چیز بھارتوئے یا بدن میں جس سے چنانچہ لوکڑا
 لکڑی تو یہ چیزیں تلوار کے مانند عمل کرتی ہیں تو یہ قتل عمدہ ہی فتاویٰ قاضی فاضل خان میں ہے کہ لوپ میں اور جو لوپ کے تشابہ ہر ظاہر ردوۃ میں ہے ہر قصاص میں
 ہونے میں زخم ہونا شرط نہیں در خطادی کی روایت میں عن الامام ہے کہ بدن زخم کے قصاص واجب نہیں بنتی تو بموجب ظاہر اردویت کے بندوق کی گئی ہے
 قتل کرنے میں بلا تشک قصاص در جب ہر ہو سیکہ گولی لوپ کی جنس سے ہر اور خطادی کی روایت سے بھی وجوب قصاص ثابت ہے کیونکہ کوئی رحمی کر دیتی ہر اور سوئی
 کے قتل میں در رد قول میں ایک وجوب قصاص کا جو برائے مذکور ہو چکا اور دوسرا قول ہے کہ سوئی کے قتل سے صلا قصاص نہیں ایسے کہ عادت میں اس سے قتل ہوا
 نہیں ہونا کذا ذکرہ ابو السعد کذا فی الخطادی مختصر ام فتاویٰ قاضی فاضل خان میں اس میں عدم قصاص مذکور ہے و اسد علم غلط فی شرح الوہابیہ کل باب الذکاۃ لا قود لا
 ظاہر میں کہتا ہوں در شرح وہابیہ میں ہے کہ جس چیز سے فیج کرنا حاصل ہوتا ہو اس چیز کے قتل کرنے سے قصاص مرتب ہوتا ہے اور نہیں تو قصاص نہیں تنی فی البرکان
 و فی حدید غیر عمد کا قصصہ ردوۃ بیان ظہر ہر انما عمدہ اور برکان میں ہر اور جو لوپ کی چیز نوکدار ہو جیسے ترار و کا بانٹ زمین در دو تین میں دونوں میں ظاہر تردد است
 ہے کہ وہ قتل عمدہ ہی دلی احتی و اجا و التوفیق فی القود و ان میں فیہ نار و دھج میں ہے کہ نور کا گرم کرنا قصاص کو اس واسطے کفایت کرتا ہے اگرچہ زمین آگ و جو سوک
 م شرح انفار میں ہے کہ ایسا شخص نے نور گرم کیا اور کسی انسان کو آگین گرا دیا یا ایسی جلتی آگ میں ادا کیا کہ زمین سے نکل نہیں سکتا تو قاتل قصاص سے غیر ذلہ سلاح کے خاتمہ
 میں اگر خواہ وہ شخص اسی دن مر جائے یا صاحب فرس رہے ورنہ دم نکال دیا جلتا پھر تار بگیا اور پھر بگیا تو قاتل قصاص نہیں فی تعین اسی لفتی لکھنت لا برقا و
 اصابت بمقتل فی القود و لا ظاہر لا یحفظ و زمین اسی لفتی نصف کی کتاب میں ہے کہ سوئی جب محل قتل میں لگا جائے تو زمین قصاص سے اور نہیں تو قصاص نہیں ہر
 کے قتل سے تو شوک یا دھجنا چاہیے و قال لا لکنتہ فربہ بعد بما لا یطیعہ لفتی تشبہ عظیم عمدا اور صاحبین اور تینوں اموان ہنے کہا کہ مقتول کو قصد انا نا اس چیز
 جسکی ضرب اٹھانے کی بدن انسانی کو طاعت نہیں چنانچہ بڑا لکڑ قتل عمدی امام م کے نزدیک یہ قتل عمدہ نہیں بلکہ شبہ عمدہ ہی چنانچہ آگ کے معلوم ہوگا وجوبہ الام
 فان حرمۃ خندین حرمۃ ابراہیمۃ المجرمۃ لکھ بخلاف قتل اور قتل عمد کا موجب گناہ ہر اس واسطے کہ اسکا حرام ہونا سخت تر ہے کلمہ کہنے کے بولنے سے اس واسطے
 کہ کلمہ کہہ کر دانا بکرہ کو درست ہے اور قتل کرنا بکرہ کو بھی درست نہیں م حرمۃ قتل عمد میں ہر قرآن اور حدیث و اجماع است سے ثابت ہے کہ قاتل بد ہالے و سن
 قتل ہونا مستعد افرانہ جسم الایہ یعنی در مایا حق تعالیٰ نے کہ جو شخص مسلمان کو قصد قتل کرے تو اسکا بدلہ لا دوزخ ہے فقط یہ آیت قتل ناحق نصیحت کیواسطے
 کافی ہر اور احادیث تو زمین مبت ثابت ہیں اور بکرہ زندی اور انسانی میں عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم سے فرمایا کہ زوال دنیا کا عندیہ ہوتا ہے

تو معلوم ہوا کہ خطا کی نسبت سبب بشرطہ کی طرف صریح ہے و وجوب ہذا النوع من العمل و بطلان و باجری کفرہ و الذمۃ علی الخطا و الامام ابو
 انیم قتل الذمۃ و یؤذن بالامۃ منکر البزئیۃ اور اس قسم کے قتل کا معنی قتل خطا و ذل فبطلان خطا کا موجب کفارہ ہے اور دیت قاتل کے مدکاروں پر اور گناہ کبیرہ
 قتل سے سبب سے کفارہ کا مشروع ہوا خبر دیتا ہے ثبوت گناہ کی سبب ترک کرنے غیبت اور قیاس کے اس صورت میں قتل کا گناہ بین ملک ترک ہوتا ہے گناہ کا گناہ ہے
 کیونکہ اس پر ہے اعتبار کی کہ دوسرا ملک ہو گیا اسو سیکار افعال باطل کی مباشرت جائز نہیں مگر بشرط عدم ایذا جرح دوسرے کو اذیت پہنچنے قیاس ترک کی گئی
 وہ گناہ گار ہو گا اور خود لفظ کفارہ سے گناہ نکلتا ہے سو سیکار کفارہ یعنی پوشندہ ہے اور پوشش بین دن گناہ کے کذا فی الزمۃ و الخامس قتل سبب کا و بزرگ
 واضح ہے جرحی غیر ملکہ بغیر اذن سے سلطان ابن کمالی اور یونین قسم قتل سبب جو عیسے کو مار دینے والا اور تاجر گئے والا وغیرہ ملک میں بلا اذن حاکم کذا و ذکر ابن
 کمالی میں شرح الخطا و جرح غیر ناک تفرار وضع دونوں کی تہہ ہے چنانچہ درمیں ہر تو اگر اپنے ملک میں کو ان کو دے یا تاجر گئے گا تو اس کی طرف سے قتل کی تابست
 منو کی تودیت اور کفارہ بھی ہو گا کذا فی الخطا وی دکنہ اذ من حشۃ علی قارۃ بطریق و خود ذاک الا اذ منشی علی التبرکۃ بعد علیہ باخبر و خودہ در ادبی طرح قاتل
 سبب ہے رکھنے والا لکڑی کا شراع عام میں اور مانند اسکے جو تلف ہو جائے گا سبب ہو چنانچہ پیشون کا دمیر کر دینا راہ میں اگر جو کبھی کوئی شخص کو زخمی ہو کر ہلاک کذا خبر
 جان بوجھ کر کذا فی الدرر ام اس کے جان بوجھ کر ہلاک کر دینا یا جان کو ہلاک کرنا کذا فی الجوبہ و وجوبۃ الذمۃ علی الخطا و قتل سبب کا موجب دیت ہر قاتل کے
 مدکاروں پر کذا فی جرح کذا و غیر دفع کا سبب ہے اور کچھ دے والا تعدی ہے اس میں تو بغیر لواقعہ او ملحق کے قرار دیا گیا تودیت و جب ہوں مہانت نفوس کے اس کے
 لا الکفارۃ و الام قتل بل انتم ہر اذ وضع فی غیر ملکہ در اس قتل کا موجب کفارہ نہیں و گناہ قتل کا بلکہ غیر ملک میں کو ان کو دے اور تاجر وغیرہ رکھنے کا
 ربتہ گناہ تابست ہر کذا فی الدرر و کل ذاک یوجب حرمان الارث اور کانی ملک میں کمالی اور قتل کے جمیع قسم مذکورہ حرمان میراث کے موجب ہیں یعنی
 کوئی شخص اپنے ورثہ کو قتل کر گیا تو اس کی میراث قاتل نہ پا دیا گیا بشرطیکہ قاتل عاقل بالغ ہو کذا و ذکر ابن کمالی میں غرض اگر قاتل غیر یا مجنون ہو گا تو میراث سے
 محروم ہو گا چنانچہ سید شریف کی شرح سر اجہ میں صریح ہے الا ہذا و قتل سبب عموم قتل جمیع قسم قتل کی حرمان قاتل کے موجب ہیں سو ہے اس قسم کے معنی قتل سبب
 میں قاتل میراث مشغول سے محروم ہو گا اسکے عدم قتل کے سبب سے ہم معنی قتل سبب میں بوجہ مباشرت قتل نہیں جو موجب حرمان ہو و سببیکہ مباشرت مباشرت ہر قتال
 قتل قاتل سے مقتول کے ساتھ سبب میں وجود نہیں بلکہ قاتل کا فعل زہر سے بہتہ متصل ہوا و مباشرت کے ساتھ خلاف اصل ہو سکتا ہے یعنی کیا ہے یا نہ خون کا و غیر
 سبب سے کذا فی الجوبہ و لختہ لہا معی باخطا و فی حکامہ اور ام شافعی نے قتل سبب کو قتل خطا کے ساتھ ملحق کیا ہے اسکے جمیع احکام میں و ابیہ سلم
 فصل فیما یوجب القود و الا یوجب فیصلہ رائے قتل کے بیان میں جو قصاص کا موجب ہے اور جو قتل قصاص کا موجب نہیں ہے بوجہ القود و نقصان قتل کی
 محقون الدم بانظر بقا کہ در سیفخ عند قولہ ولو قتل الفاتل جنی علی التابید عمدہ و جب ہے تو دینی قصاص ہر محفوظ الدم دینی کے عمدہ قتل سے شائع ہے
 کہا محفوظ الدم سے مراد یہ ہے کہ نظر اسکے قاتل کے خون اسکا محفوظ ہے کذا فی الدرر اور اسکا مطلب یہی فصل میں بات ہے اس قتل کے پاس قتل لہا قاتل مافی فرج ہو گا
 ہم معنی جو مقتول کے نظر بقا قاتل دیکھا محفوظ الدم ہے یعنی اسکی خویشی قاتل کو بھی مباح نہیں تو اسکے قتل عمدہ سے قصاص نہیں ہے یعنی اسکے بدلے قاتل کو قتل کرنا واجب ہے
 محفوظ الدم کی قید سے مباح الدم سے اقرار ہوا ہے زانی محض و جرحی اور مردار و درم کی قید سے سنا ہے و خزانہ و ابنی شکانون تا قیام دار الاسلام محفوظ خون
 تو دیا تحرک قاتل کو قتل کرنا بدست مقتول کے قاتل میں قصاص کی تفسیر قود کی ہے لیکن خطا و فی نہایہ جزی سے نقل کیا کہ ہا میں یہ ہے کہ قاتل کے ساتھ مردہ
 فعل کیا جائے جو اسے مقتول کے ساتھ کیا خواہ وہ قتل ہو یا قطع عضو یا ضرب یا جرح تو اس صورت میں تفسیر قود کی قصاص کے ساتھ تفسیر بالامام ہے و بزرگ
 والذی ارودہ سلمان اور ذی یعنی دینی محفوظ الدم مسلمان اور ذی ہیں سو جو انکو عمدہ قتل کر گیا وہ ان کے بدلے مقتول ہو گا اگر کوئی کہے کہ اگر مسلمان نے
 فرزند مسلمان کو عمدہ قتل کرے تو باپ پر قصاص و جب نہیں حالانکہ تعریف مذکور میں وہ داخل ہے جو باپ کا یہ ہے کہ یہ عوارف سے ہے تو قود عمدہ کی نسبت نہیں

کتاب مجازات

داخل ہوگا سو اسے قصاص تو بیان در جب قاتل میں ہر شہید ہوا ہو گیا ہو اسے کہ آیت نہیں ہر قصاص کے قاتل جانے کا اور یہی طرح حد و قتل کے قاتل
 عزمین قصاص و جب نہیں بلکہ قصاص منقلب بدیت ہوگا دراعات نفع و دفع کے عارض سے گذرانی لفظ دی لایا اس پر اگر بی ساس اور جرمی یعنی ان کے قاتل سے
 قصاص و جب نہیں تاسم تو ہر جسے کہ حکام و دما غنویہ نہیں در جرمی تو مطلقا باج الہم ہر شرط ان کیوں اقبال مکلفا لانا قرار لیں صبی مجنون و قاتل
 مذکور کے قاتل عزمین قصاص و جب ہر شرطیکہ قاتل کا قاتل اور بالغ ہو سو اسے کہ کتاب ہر چکا ہر کہ صغیر اور مجنون کے واسطے عزمین و فی الزمرۃ حکم علیہ بقود
 جن قاتل و دفع اللہ لہی لقلب و یہ ہزار میں ہر قاتل حکم حکم ہو گیا قصاص کا ہر وہ دیوانہ ہو گیا وارث کے دینے سے پہلے تو قصاص بدل کر دیت ہو جا و گیا
 یعنی پہلے قاتل عاقل تھا پھر دیوانہ ہو گیا تو قصاص سا قاتل ہوگا اور اگر وارث کے دینے کے بعد دیوانہ ہوا تو قصاص سا قاتل ہوگا گذرانی لفظ من یمن و یمن
 قاتل فی افاقہ قاتل کیا اس قاتل نے جو کبھی دیوانہ ہوا تاہی اور کبھی شکو افاقہ ہوا تاہی تو حالت افاقہ میں مارا جا و گیا فان جن عہد ان مطبقا سقط و ان
 غیر مطبق قاتل پھر اگر مجنون ہو گیا بعد اس کے اگر جنون مطبق یعنی دہم کی ہو تو قصاص سا قاتل ہو گیا لیکن بطریق احسان دیت اسکے مال میں و جب ہو گی
 گذرانی لفظ لایا یہ اور اگر جنون دہم نہیں تو قاتل ہوگا قاتل عبد مولاء لا روایۃ فیہ و قال ابو جعفر یقتل غلام نے اپنے میان کو قاتل کیا تو اس میں کچھ
 روایت نہیں امام رضا صاحبین سے اور ابو جعفر حنفی قضیہ نے کہا کہ غلام مذکور قاتل کیا جا و گیا قاتل عبد الوقت عمد الا تو ذیہ کسی نے دفع کے غلام
 کو قاتل کیا تو اس میں قصاص نہیں یعنی ہر اوقات مہلوت دفع تو قاتل سے اسکی قیمت اچاے اور دوسرا غلام دفع کے واسطے خرید کیا جاوے قاتل قصہ عمد و نہ فی
 حکام سقط القود قاتل نے اپنے داماد کو عمد قاتل کیا اور حالہ قاتل کی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہو تو قصاص سا قاتل ہوگا م سو اسے کہ بیٹی اپنے زوج کے قصاص
 کی وارث ہوئی باپ پر خانیہ میں ہر کہ اگر مقتول کے وارثوں میں قاتل کا فرزند ہو یا فرزند کا فرزند تو قصاص باطل ہر دیت و جب ہو گی گذرانی لفظ و
 و بشرط انتفاء الشبہہ کو لا واد ملک اور حکم قولہ فکنتی قصبتہا کیا سچی اور قاتل عزمین قصاص و جب ہر بشرطیکہ قاتل اور مقتول میں قصاص لجانے کا شہدہ
 نہ ہو چنانچہ ولادت یا ملک ہو یا کوئی اہرام ولادت اور ملک سے عام تر چنانچہ مقتول کا یون کہ اس کا قاتل سے کہ تو مجھ کو قاتل کر سوتا فانی نے اسکو قاتل کر دیا
 شہدہ مذکورہ کی تفصیل آگے آوے گی فیقتل اگر باج و بالعبد غیر الوقت کما م خلا فالشفا فی تو قاتل گیا تاہی آزاد بدے آزاد کے اور بدے غلام کے
 سو اسے غلام دفع کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ عبد دفع کے مقتول ہونے میں قصاص و جب نہیں بلکہ اسکی قیمت دینا قاتل پر و جب ہر خلاف
 امام شافعی کے واسطے کہ اس کے اور امام مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک آزاد بدے غلام کے مقتول ہوگا بلکہ قاتل پر اسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا
 امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اگر باج و بالعبد والعبد والاشی بالاشی افر یا ہر یعنی آزاد بدے آزاد کے مارا جاوے اور غلام بدے غلام
 اور عورت بدے عورت کے تو یہ مقابلہ اسکا مقبضی ہر کہ آزاد بدے غلام کے مارا جاوے سو اسے کہ بنا قصاص مساوت ہر ہر اور حالہ غلام اور آزاد
 میں برابری نہیں اسکا جواب شارح نے آمیزہ قول میں دیا و لنا اطلاق قولہ تعالیٰ النفس بالنفس فانه ناسخ لقولہ تعالیٰ اگر باج و بالعبد والعبد والاشی بالاشی فی الذکر
 المستتر عن انجاس عن عباس اور ہاری دلیل اطلاق ہر اس آیت کا کہ النفس بالنفس یعنی جان بدے جان کے عزمین آزاد اور غلام کی قید نہیں تو یہ آیت اگر باج
 کی آیت کی ناسخ ہر چنانچہ جلال الدین سیوطی خلاف فی تفسیر در المنثور میں نسخ کو شافعی من بن عباس نقل کیا ہر منجملہ دلائل حنفیہ کے عوم ہر اس آیت کا
 (کتب علیکم بقتل من قتلکم) یعنی مقتولین میں غیر قصاص کرنا مفرض ہر مقتول عام ہر آزاد ہو یا غلام انرا حکم قولہ تعالیٰ (و من قتل مسلما فقتلہ مسلما) لایا
 سلطانا لیکن اگر آزاد اپنے ذاتی غلام کو قاتل کرے گا تو قصاص سا قاتل ہوگا لیکن اگر غلام کو قاتل کرے گا تو قصاص باج و بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد
 لوجب ان لا یقتل الذکر بالاشی و لا النکیہ علاوہ نسخ سے یہ ہے کہ اگر باج و بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد بالعبد
 یعنی اس تخصیص سے غلام کے بدے قاتل آزاد کی نفی ثابت نہیں ہوتی یہ کیونکر ہو حالانکہ اگر تخصیص ماعد کی نفی بر دلالت کرتی تو یہ و جب ہوتا کہ مرد

تو شریک پر بھی قصاص واجب نہیں والدہ بوی اور خلی کے مانند ہوا اسے کہ قصاص کی عدم قیمت بذریعہ لاک ثابت ہوگی جو تو قاتل کا مدعی قاتل ہوگا
ہم خفیوں کے نزدیک بخلات شامعی کے کذا فی البہان ولا سید عبیدہ اور عبیدہ و سکا تہ و عبیدہ و لہ غدا و خل تحت تو لم دین ملک
قصاصاً علی ایہ قطعاً لیساجی اور نہ قتل ہوگا مالک اپنے ذاتی غلام اور اپنے مکاتب غلام اور اپنے فرزند کے غلام کے بدلے فرزند کے غلام
کی صورت داخل ہو قتیہوں کے اس قول کے تحت میں درجہ فرزند قصاص کا مالک ہوا ہے باپ پر تو قصاص سا قطعاً ہے خواجہ میسک عبیدہ کے بعد ایگام
مالک پر قصاص ہوا اسے وجہ ہو کہ غلام اسکا مال ہو اور اسان پر اپنے مال کے تلف کرنے میں مجبور جب نہیں لیکن خانیہ میں ہے کہ مالک کو تو خبر دے اور جو
میں ہے کہ سولی پر کفارہ واجب ہے غلام اور برادر مکاتب درزندہ کے غلام کے قتل میں کذا فی الطحاوی ولا عبیدہ مالک بعضہ لان القصاص لا یجری اور نہ
قتل ہوگا شریک بعد شریک کے بدلے ہوا اسے کہ قصاص قیمت بذریعہ م جب بعض قصاص سا قطعاً ہوا مالک بعض کے سبب تو کل قصاص سا قطعاً ہوگا عدم خبری کی وجہ سے
عینی نے کہا شرح ہدایہ میں تو قاتل دوسرے شریک کو بعد اس کے حصہ کے قیمت ادا کرے ولا عبیدہ الرہن حتی یجمع العاقدان اور بعد مرہون کے بدلے تا اجتماع
عاقدین قصاص نہیں یعنی جب تک رہن اور مرہن دونوں موجود ہوں تو غلام مرہون کے قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا اسو اسے کہ مرہن مالک نہیں جو قصاص کا
مالک ہوا اگر رہن قصاص لینے پر متفق ہو تو مرہن کا حق باطل ہوتا ہے لہذا وجوب قصاص میں اجتماع عاقدین شرط ہے تا حق مرہن اسکی ضمانت میں سا قطعاً ہوگا
وقال محمد لا تعدوان جعلاً جوہرۃ وعلیہ جعل مانی الدار سر یا لکافی لکافی الخ اور محمد نے کہا کہ بعد مرہون کے بدلے قصاص نہیں اگر مرہن مرہون دونوں
موجود ہوں کذا فی الجوہرۃ اور محمد کے قول پر محمول ہے وہ روایت جو دررین کا فی سے منقول ہے کذا فی الخ م یعنی جو کا فی سے دررین مذکور ہے کہ باوجود مرہن
عاقدین کے بعد رہن کا قصاص نہیں ہو محمد کا مذہب ہے نہ شیخین کا تو بموجب اس مذہب کے جب قصاص سا قطعاً ہوا تو قیمت مقتول لیکر مرہن کے پاس میں پہلی
کذا فی الطحاوی لکن فی الشربلانی عن الطبرانی انہ ضرب الی نفقہ لیکن شربلانی عن الطبرانی ہے کہ وہ یعنی محمد کا قول فقہ سے قریب تر ہے فی وجہ خلافہما لیس
لیکن رہنہا مکان مانی رہی یہ صورت کہ اگر رہن اور مرہن نے قصاص دقت لینے میں اختلاف کیا تو دونوں کو اسے قیمت لائی جائیگی اور وہ قیمت بکام مرہن
مقتول کے رہن پہلی و قتل عبد الا جارة فالقود لہو جردا اگر جارہ کا غلام مقتول ہو تو قصاص لینے کا حق مالک کا ہے نہ مستاجر کا دایم ارجح اذ اصل فی ہذا
قبل قبض فان اجازہ مشتری لیسع فالقود لدان ردہ للبائع القود قبل التیمۃ جوہرۃ اور غلام فرختہ حکم بائع کے پاس قتل کیا جائے قبض مشتری سے کو جائز
کر دے تو قصاص لینا مشتری کا حق ہے اور اگر بیع کو مشتری رد کر دے تو قصاص لینا بائع کا حق ہے اور قوی ضعیف ابو یوسف کہ بائع کا یہ ہے کہ بائع قصاص نہ لے سکتا قیمت
سے کذا فی الجوہرۃ ولا یبکاتیب وکذا ابنہ وعبیدہ شربلانی قبل عمداً لا جازۃ ملقید احمد لہ شرط فی کل قود عن ج فار ووارث وسید وان اجتماعاً خلاف ہما
فی سوتہ حرا ورفیقاً فاستنبہ لولی فارفع القود اور قصاص وجہ نہیں بدلے اس مکاتب کے جو عمداً مقتول ہوا و فار بدل کتابت کے اور وارث درولی کو مجبور
اگر جہ و وارث اور مولی سا تہی موجود ہوں بسبب مختلف ہونے صحابہ کرام کے اسکی موت میں آزاد ہو کر یا غلام ہو کر تو اس کے ولی میں اس اختلاف کے سبب سے تفرق
تو قصاص ہر قسم ہو گیا ولی کے عدم تعین سے اور اسی طرح قصاص نہیں مکاتب مذکور کے فرزند اور غلام کے مقتول ہونے سے کذا فی الشربلانی تارخ نے کہا قاتل
محمد کی قید لگانے کی کچھ حاجت نہیں ہوا اسے کہ عمدہ تو ہر قصاص میں شرط ہے علی رضی اور عبد اللہ بن سہود کے نزدیک مکاتب مذکور آزاد اور زیرین ثابت
کے نزدیک غلام ہوا اگر آزاد ہوا تو ولی قصاص کا مالک ہے اور اگر غلام ہوا تو مولی ولی پر مجرب اس اختلاف نے اختیاء واقع ہوا ولی میں تو قصاص ہر قسم ہو گیا
خان لم یدرع وارتا غیر سیدہ سوار ترک و فارادلا و ترک وارتا و لا و فارا قاسیدہ لتعینہ بمرار مکاتب مقتول نے کوئی اپنا وارث چھوڑا سوا
اپنے سوا کے خواہ و فار بدل کتابت کو اسے چھوڑا یا چھوڑا یا وارث کو چھوڑا اگر و فار بدل کتابت موجود نہیں تو اسکا مولے قصاص لے گا بسبب
مستعین ہونے مولے کے ولی ہونے میں ولی اولی تصور الاربع خلاف محمد اور مکاتب کی چار صورتوں میں سے پہلی صورت میں غلات ہر محمد کام پہلی صورت میں ہے کہ

[illegible]

قتل کرے تو قاتل پر دیت ہو کہ بدین برہنہ سے تو ملوار کے مانند ہو صاحبین کے نزدیک زکوٰۃ کے مانند ہو امام مہ کے نزدیک کذا فی
الطحاوی عن الاتفاقی والایسیب حدیث قبلہ بظہر وہم جرحہ الاستس فی ردیۃ الشماوی وظاہر الرادۃ فی بعض ملاح فی حدیث وہما فی حدیثی
والدرر النفاشی خان لکن نقل الحنفی عن خلاصۃ ان والرح مقید بالرجح عند الامام لوجوب القود علیہ بزی ابن الکمال اور اے جادوہ باڑو کی طرف سے اسے کہیں
کجا بلکہ اسکو اسکی بیوی کی طرف سے قتل کیا اور اس کے خرم نہیں لگا تو قصاص نہیں ملے گا بلکہ اسکا عذاب کی روایت میں امام مہ سے اور ظاہر الرادۃ امام مہ سے ہے
کہ قصاص ملے گا جاتا ہے بدین خرم کے لوہ اور زانیہ اور سونے اور مانند کے جو لوہ کا ختم ہے اور اس قول کو در بین قاضی خان کی طرف سے کیا ہے
لیکن مصنف نے شرح میں خلاصہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جرحہ کا اعتبار کرنا صحیح تر قول ہے امام مہ کے نزدیک وجوب قصاص کی سب سے اور یہی قول پرانی ہے
بھی بلکہ خودی انجینی ضرب سیف فی عمدہ فخری سیف احمد و قتلہ فلا قود فیہ عند ابی حنیفہ اور جرحہ میں ہر اس تلوار سے مارا جو اپنے مباح کے اندر ہو سوار
میان کو بجا کر اور اسکو قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں قاتل پر امام مہ کے نزدیک لیکن قاتل پر دیت ہو جی نے دلوا بھی سے نقل کیا کہ قصاص اسو اسطے
نہیں کہ قاتل نے زخم کرنے والے ہتھیار سے اسکو نہیں مارا کا خنق و لہرقی خلافا لہما و انہما قاضی جیسے گلا دیں مارنے اور دینے میں قصاص نہیں برکات
صاحبین اور امام شافعی کے ہم فائدہ کلیہ یہ ہے کہ جو شخص انسان کو بانی بن دے تو اگر اس کی ہر جس غالباً نہیں کرنا اور نجات ممکن ہے تو کر کے چاہے غالباً
وہ کر گیا تو خطا عمدہ ہے سب کے نزدیک در اگر بانی زیادہ ہو اس طرح کہ نجات ممکن ہو تیرے سے اس وجہ سے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بستہ نہیں ہیں اور وہ خوب تر کہہ دے تو یہی
خطا عمدہ ہے اور اگر اس طرح بانی بکثرت ہو کہ نجات ممکن نہ ہو تو امام مہ کے قول پر یہ نقل خطا عمدہ ہے اور قصاص میں نہیں وجہ صاحبین کے قول پر عمدہ قصاص ہے اور یہ اس
وجہ سے کہ انی لہما المکیرۃ عن محیط دلو و خانیہا نجات فیہ جو عالم یضین تیسار و لا لا جب الدیہ اور اگر ایک شخص کو نکر دیا کو ٹھری میں ہودہ اس میں گر سکے تو کیا
تو قاتل پر کیچے تاوان لازم نہیں وجہ صاحبین نے کہ اگر کہ دیت وجہ ہے قاضی خان میں محمد مہ سے منقول ہے کہ اگر قصاص بھی کرنا چاہے دلو دیتہ جانات میں مکرر
مجھے جلات قبلہ بظہر الاۃ ضرب اسو کا اسچی اور اگر ایک شخص کو زندہ دفن کر دیا سودہ کر گیا محمد مہ سے روایت ہے کہ اس سے قصاص لینا چاہیے جلات قتل کرنے
مقتول کے علی الاتصال کوڑا مارنے سے چنانچہ میسکہ شفریہ یا بگا فیرہ میں ہے کہ فتویٰ اسپر کہ قاتل کے برادر و بیوی پر دیت ہو کذا فی لہما المکیرۃ و فیہ و شافعی قاتل
سیاستہ و الا قبل توبہ توبہ بظہر سکک کا لاسا و وجہ میں ہے کہ اگر گلا دیں مارنے کی کسی کو عادت ہو تو اسکو قتل کرنا چاہیے سیاست کی راہ سے قصاص کی راہ سے اور
اسکی توبہ مقبول نہیں اگر گرفتاری کے بعد وہ توبہ کرے جیسے جادو کی توبہ گرفتار ہونے کے بعد مقبول نہیں مہ معلوم ہوا کہ مٹھوں کا قتل کرنا حاکم کو ازراہ سیاست کے
درست ہے کیونکہ اسکو بچا اسے مارنے کی عادت ہوئی ہے یا نہیں یہ ذیقہ طرہ و طرحہ قدیم اسد اوشیح قتلہ فلا قود فیہ ولادیہ ولعیر و کھس لی ان موت
نزدادی البرزخ و عن الامام علیہ الدیہ اور جرحہ میں ہے کہ ایک مرد کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اسکو شیر مار دے جائے کہ اسے گلا دیا سو اسے اسکو قتل کیا تو اس میں قصاص
اور دیت نہیں در باندھنے والے کو تعزیر و جلت اور وہ یمان کی محسوس ہے کہ جاتے یعنی اسکو دم کیس کرنا چاہیے اور ازیر میں سزا زیادہ مذکور ہے اور امام مہ سے
ایک روایت ہے کہ باندھنے والے پر دیت ہو اسی طرح کا حکم ہے اگر آدمی اور ذر سے یا سائب یا بھو کو کو ٹھری میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا اور آدمی کو اسے قتل کیا تو
سائب کو آدمی کے ساتھ داخل کیا یا کو ٹھری میں سائب آگے سے موجود تھا اور اگر صغیر کے ساتھ تھیم ہو گا تو جابر پر دیت ہو کذا فی لہما المکیرۃ و لوطی صیبا و اتقاہ فی
اتیمس اولہ و حنیات علی عاقلۃ الدیہ اور اگر صغیر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا سردی میں لے دیا یا تباک کہ وہ کر گیا تو قاتل کے برادر و بیوی پر دیت ہو اسی طرح
مرد صغیر کے مانند ہے اس حکم میں کذا فی لہما المکیرۃ و فی کمانیہ قتلہ و جلات و اتقاہ فی لہما المکیرۃ و فی لوطی صیبا و اتقاہ فی لہما المکیرۃ و فی لوطی صیبا و اتقاہ فی
فلا دیہ لانہ غرق بحجرہ و فی الادل غرق بطرحہ فی المار و خانہ میں ہے کہ ایک مرد کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اسکو دریا میں ڈال دیا سودہ تالیسین ہو گیا اور وہ
گیا بھر ڈالنے کے تو باندھنے والے اور گرانے والے کے برادر و بیوی پر دیت ہو امام مہ کے نزدیک اور اگر شخص ساعت بھر تیرا ہیڈ ڈب گیا تو دیت نہیں

بود که در این عاقلی است و در این صورت بین آنکه بانی بن گردانیده و قطع عقیده و بقی من معلوم قیلا و فیه روح قتل است آخر فلا خود
 قیله علیه لانه فی علم است یک نه دوسرے کی گردن کاٹی اور خیزے ہیں سے کچھ باقی رہ گیا اور ہمیں روح ہر سو دوسرے آدمی نے سلو قتل کیا تو اس صورت
 میں قاتل ثانی پر قصاص نہیں ہو سیکرہ و مقتول اور حکم صحت کے جو تو اگر مقتول بن کر کا بجنا باب کی اس حالت میں جانی میں مر گیا تو مقتول کا بونا اپنے باپ
 کا وارث ہو گا مقتول اپنے فرزند کا وارث ہو گا کذا فی موطا دی عن الذخیرہ ولو قتلہ و ہونی حالۃ التخرج قتل یہ الا اذا کان علیہ الدیون منہ کذا فی الخ
 اور اگر ایک نے دوسرے کو قتل کیا حالانکہ مقتول حالت نزع میں تھا تو قاتل اس کے بدلے قتل ہو گا اگرچہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص زندہ نہ ہو گا اس حالت
 نزع سے قصاص نہیں قاتل پر کذا فی الخانیۃ غم خلاصہ میں ہے کہ ایک مرد نے دوسرے کو قتل کیا اور دوزخ میں ہر تو قاتل قتل کیا جاوے گا اگرچہ معلوم ہو کہ وہ زندہ نہ ہو گا
 کذا فی اہل المکیرۃ تو معلوم ہوا کہ یہاں دو تو مختلف ہیں موطا دی نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ کوئی تو خلاصہ کے موافق پایا یعنی در صورت عدم ترویج زندگی کے بھی قتل
 ہو گا لیکن مترجم نے جو خانیہ میں دیکھا تو شراح کی نقل کے مطابق پایا دہد علم غلب کہ اختلاف نزع باعث ہے اس اختلاف کا دنی ایزارتہ شق بطنہ بعد ہد
 و قطع آخر عقیدہ ان تو ہم بقایہ جیابہد اشق قتل قاطع لعنق و لا قتل اشاق و عزز القاطع و الزانیہ میں ہے کہ ایک نے دوسرے کا پیٹ لوہے سے بھاڑا اور دوسرے
 نے اس کی گردن کاٹی اگر اس کا زندہ باقی رہنا مستحکم ہے بھاڑنے کے بعد تو گردن کاٹنے والا قتل کیا جائے اور اگر اس کی زندگی خیال میں نہ آوے تو پیٹ بھاڑنا
 قتل کیا جائے اور گردن کاٹنے والا تو زہر دیا جائے م قاطع گردن کا قصاص ہو گا اگر قطع عمدہ ہو اور اگر خطا سے ہو تو دیت و جیب ہوگی اور پیٹ بھاڑنے والے
 پر ثلث دیت ہے اگر شق دوسری جانب تک نافذ ہوگئی تو دیت کے دو ثلث و جیب ہونگے اور بھاڑنے والے کا قصاص بھی در صورت عمدہ کے ہے اور خطا میں دیت
 و جیب ہی کمائی عالمگیرۃ و سن جرح رجل عمد اقصار ذرا فرش مات فقیس الا اذا وجد بالیقظہ کجزاۃ و ہر منہ اوجہ ایک مرد کو عمدہ زخمی کیا سونجی
 صاحب فرش ہو گیا یعنی بستر پر سے چنگا ہو کر نہ اٹھا اور مر گیا تو زخم لگانے والے سے قصاص لیا جاوے گا اگرچہ وہ خیر پائی جائے جو زخم کو قطع کر دے جیسے زخمی
 کی گردن کا کاٹنا اور زخم سے چنگا ہو جانا یعنی اگر زخمی کی کسی نے گردن کاٹ ڈالی تو اب جرح پر قصاص ہو گا قاطع ہو گا یا کہ زخمی فاقہ کا طرح پھرنے لگا اور مر گیا
 تو جرح پر قصاص ہو گا و قد نہ اندوفا لخرج او لا دلیا قبل موتہ و احسانا اور اس سے پہلے ہم نے یہ ذکر کیا کہ اگر جرح نے یا اس کے وارثوں نے مخرج کے کرنے
 سے پہلے خود کو با تو بے غصہ باعتبار احسان کے صحیح ہے و ان بات شخص فعل نفسہ و زید و ہد و حیثہ من یز لست الدیۃ فی مالہ ان کان القتل عمدہ و
 الا فعلی عاقلۃ اور اگر ایک شخص مر گیا اپنی ذمت کے فعل سے اور زید کے فعل سے اور شرا و رہا جب کے فعل سے تو زید نادان دے نہائی دیت کا اپنے مال میں اگر زید نادان
 عمدہ ہو اور اگر عمدہ نہ ہو تو اس کے برابر دیت پر دیت ہے صورت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے سر میں زخم لگایا اور دوسرے مرد نے بھی اس کے سر میں زخم لگایا اور شرا و رہا اپنے
 بھی اس کو کام اور مرد چینی پر نہائی دیت ہے کذا فی ابی داؤد لکیرۃ عن الکافی لان فعل الاسد و کتبتہ جنس من احد لانه ہر فی الدارین و فعل یزید فی الدارین و فعل النسر ہر فی الدار
 لا یقینی ختم یا تم بالاجماع قصارت ثلثہ جہاں یہ ثلث دیت ہو اسٹے جب ہوئی کہ شیر اور سانپ کا فعل ایک جنس ہے ہر اسٹے کہ وہ باطل ہے اگر کوئی خیر و جیب
 نہیں دینا اور آخرت میں در زید کا فعل در دون جہاں میں جہت ہے اور اس کی ذمت کا فعل باطل ہے دنیا میں نہ آخرت میں یہاں تک کہ دنگا مار ہو گا با و اتفاق تو جہت
 تین جنس ہو گئی یعنی جہت تین فعل سے و فعل خیر بہرہ ہے تو ایک فعل نبی جہت خیر لہذا نہائی دیت زید پر و جیب ہوئی و مفادہ ان یزید فی مقتول و تکلیف نصیر
 فعلہ جنسا آخر خیر فعل الاسد و کتبتہ وان لا یزید علی التلک لوقعد تا کملہ لان فعل کل صم احد ان کمالی ذریت جناس کی تحلیل سے مستفاد ہو جاوے کہ مقتول میں
 تکلیف شری یعنی عقل اور بلوغ معتبر ہوتا کہ مقتول کا فعل دوسری جنس شجرے خیر اور سانپ کے فعل کے سوا ہر اسٹے کہ اگر مقتول متغیر یا مجنون ہو گا تو اس کا بھی فعل مل
 شجرہ کا دارین میں شیر اور سانپ کے مانند تو اس صورت میں زید پر نصبت دیت لازم ہوگی کذا فی موطا دی اور مستفاد ہوتا ہے کہ جناس ثلثہ زیادتی ہوگی اگر مقتول
 مذکور کے قاتل چند آدمی ہوں اسلئے کہ سب سب آدمی کا فعل جنس من احد یعنی باطل نہیں ہیں جہت کذا ذکرہ ابن کمال و جب قتل میں شریفا علی المسلمین

بشرطیکہ قاتل مقتولین کے خون کا وارث ہو و فیما عن الواقات لوائتہ صغیر القیتص اور بزانیہ میں ہر دو قاتل ہے کہ اگر قاتل کا بیٹا صغیر ہو تو قصاص لیا جائے
 ہم یعنی اگر ایک شخص نے کہا کہ میرے فرزند کو قتل کر اور فرزند صغیر ہو تو قاتل قصاص پر چھوڑ دینا اور یہی حکم ہے برادر صغیر خنغار میں ہے کہ یہ معمول ہے فیما
 کے جواب پر اور احسان کی دلیل سے تو دیت ہو کذا فی الخطا دی دنی انجانیہ بقیلک و بی بقیلک و بالعت قتلہ قیتص اور خانیہ میں ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا
 کہ میں نے اپنا خون تیرے ہاتھ پر ایک پیسے یا ہزار کو پیچا سو اُسے اسکو قتل کیا تو قصاص لیا جائے اس واسطے کہ یہ باطل ہے اور قتل کا اذن نہیں ہے تو یہ قول قاتل کے
 قول کے مانند نہیں کہ دیت واجب ہے دنی قصاص و دنی اقل الی علیہ دیت لائبہ اور اس قول میں کہ قتل کر میرے باپ کو دیت واجب ہے قاتل مقتول کے فرزند پر
 دنی قطع یدہ مقلع یدہ قیتص اور اس قول میں کہ میرے باپ کا ہاتھ کاٹ سو اُسے اسکا ہاتھ کاٹنا قصاص لیا جائے اس واسطے کہ دنی حج انبی قیتص لاشی علیہ فان
 فعلیہ الدیۃ اور اس قول میں کہ میرے فرزند کا سر چھوڑ ڈال سو اُسے اسکا سر چھوڑ ڈالنا تو اس پر کچھ نہیں ہے اگر وہ مر گیا اس سبب سے تو اس پر خونہا ہے و قیل لا تجب
 الدیۃ ایضا و صحیحہ رکن الاسلام کما فی العماد و استنفرہ الطرسوسی لکن ردہ ابن وہبان اور قول ضعیف یہ ہے کہ اپنی ات کے اذن قتل پر دیت بھی قصاص کے ہند
 واجب نہیں اور اس قول کو رکن الاسلام نے صحیح کہا ہے چنانچہ عماد میں ہے ہر دو طرسوسی نے بھی اسی کی تائید کی ہے لیکن ابن وہبان نے اسکو رد کیا ہے
 م شروع وہابیہ میں ہے کہ لائق یہ ہے کہ قاتل اول یعنی سقوط قصاص اور وجوب دیت صحیح ہو اس واسطے کہ عصمت دم موجود ہے اور قصاص کو ساقط
 ہو گیا ہے بشبہ اذن سے اور شبہ وجوب مال کا مانع نہیں ہوتا اقل عبدی او قطع یدہ ففعل فلا ضمان علیہ اجماعاً چنانچہ اگر مولیٰ نے کہا
 کہ میرے غلام کو قتل کر یا اسکا ہاتھ کاٹ سو اُسے اسکو قتل کیا اور اسکا ہاتھ کاٹنا تو اس پر نادان نہیں بالاتفاق ہم اس واسطے کہ غلام مال میں داخل ہے
 اور مال میں ابتداء جاری ہو لیکن اس قتل اور قطع میں آخر اور امور دونوں گنگارین کذا فی الجوی بقولہ قطع یدہ اور جلی دان سری نفعہ مال اللہ الا
 کا لا سوال فصیح الامر چنانچہ اس قول میں ضمان نہیں کہ میرا ہاتھ یا میرا ٹون کاٹ ڈال اگرچہ قطع اُکل جان تک پہنچ جائے اور وہ جابہ اسواسطیکہ اطراف
 اموال کے مانند ہیں تو امر کرنا نہیں صحیح ہو گا م سراج الی النفس اور موت نہ بزانیہ میں ہے خنغار میں دراکس ریت کو قتل اعتبار کیجیے تو نذر قتل کی ہے ہمیں بھی
 خلاف مذکور جاری ہو گا کذا فی الخطا دی ولو قاتل قطع علی ان تقطع ہذا الثوب او ہذا الدرہم قطع حجب ارش الید لا یقود و یطل الصلع بزانیہ اور ابوالکلام ہاتھ
 کاٹ اس شرط پر کہ تو مجھ کو یہ کپڑا یا درہم دے سو اُسے قطع کیا تو ہاتھ کاٹنا خونہا واجب ہو گا نہ قصاص اور صلع یعنی شرط عطاے ثوب یا درہم باطل ہو گی کذا
 فی البرزانیہ فروع مسائل لمحۃ شراح کے ہتہ بقصاص غیر القاتل لا یجوز لانه لا یجوز فیہ التملیک قصاص کا سبب کرنا اور شخص کو سوائے قاتل کے جائز نہیں ہے اس واسطے
 اس میں تملیک جاری نہیں ہم اور اسی طرح قاتل کو بھی سبب قصاص بدیل مذکور جائز نہیں کذا فی الجوی حاشیہ الاشباہ و عنوان الی عن القاتل فضل بن ابرہہ و فضل
 من بقصاص وارث کا معاف کر دینا قاتل سے افضل اور بہتر ہے مال پر صلح کرنے سے اور صلح بہتر ہے قصاص سے ہم عفو وارث سے قاتل کی برادرت ہو جاتی ہے دنیا میں
 دیت اور قصاص سے لیکن ظلم آدم علی قاتل سے برادرت نہیں ہوتی کذا فی الخطا دی عن الاشباہ و حاشیہ ابی السعود و کذا عنہم خروج ادبی حکم ہے عفو مخرج کا یعنی عفو
 ہے صلح سے اور صلح بہتر ہے بدلائین سے لایصح ثوبہ اقل حتی یسلم للفقود و ہا قیتص نہیں توبہ قاتل متبک اپنی جان کو قصاص کو اس واسطے تسلیم کر دے کذا فی الوہابیہ
 ہم یعنی فقط زبان سے توبہ کرنا اور دل میں نام نہ ہونا کفایت نہیں کرتا متبک قصاص کو اس واسطے اپنی جان حاضر کرے اور یہی شرط صحت توبہ ہے کہ مقتول کے وارثوں سے
 خبر کر دے کہ یہ قصور بھی ہے ہر اگر کذا فی الخطا دی عن شرح الوہابیہ وغیرہ الامام شمس کو شہادت بقصاص کا محدود و عند الاصولیین فرق الفقہاء ارشاد امام یعنی حاکم مسلمین
 شرط استیفاء قصاص ہے یعنی خون کے بدل لینے میں حدود کے مانند امام کا ہونا شرط ہے علماء اصول کے نزدیک فقہیوں نے قصاص اور حدود میں فرق کیا ہے کذا فی الاشباہ
 ہم یعنی فقہاء کے نزدیک استیفاء حدود کے لیے امام شرط ہے قصاص کو اس واسطے محیط میں ہے کہ ایک مرتد مقتول ہو ائمہ کا ایک وارث ہو تو اسکو قاتل کا قتل ناقص ہے کذا
 سے جائز ہے فاضل بقصاص کا حکم دیا ہو یا ندیا ہو اور قاتل کو تلو اس سے قتل کرے اور اسکی گردن کاٹے اور اگر غیر تلو اسے قتل کا ارادہ کرے تو منع کیا جائے اور اگر قتل منع کر گیا تو غیر

دیجائیگی اسیر نادانی نہیں کسی طرح قتل کرے ستونی قصاص ہوگا کذا فی الجملہ و رہنما فی قاعدہ محدودہ البتہ اس قصاص کی رد و انافی سے جو قصاص اعلیٰ ہے
 قصاص دون محدودہ اور شاہدین محدودہ البتہ اس قاعدہ میں یہ ہے کہ حدود کے مانند قصاص پر گواہات صورتوں میں یہی صورت ہے کہ قاضی کو حکم کرنا یا
 درست پر قصاص میں درست ہے نہ حدود میں م۔ قول اس پر یہ ہے کہ قاضی اپنے علم پر فیصلہ کرے سو اسے حدود کے لیکن اب فتویٰ اس پر ہے کہ قاضی کو حکم کرنا یہی درست ہے
 یعنی بدون شہادت کے مطلقاً جائز نہیں کذا فی مجموعی شرح الاشباہ و قصاص میں میراث جاری ہے اور حد میں نہیں م۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قصاص
 میں صورت نہیں کذا فی مجموعی شرح غنوی قصاص لا یکسر۔ قصاص کا غنوکا صحیح ہے نہ حکام۔ بعد غنوکا کے محمول ہے اور قبل غنوکا کے حدیث کا غنوکا ناجائز ہے کذا
 فی حاشیہ ابی ہریرہ و اتفاق لایسب الشہادۃ بالقتل بخلاف ایسوی حدیث م۔ حد کا کذا ناقل میں شہادت کا مانع نہیں بخلاف حد کے حدیث کے سوا و ثبوت
 باشارۃ اخرس و کما تیر بخلاف ایک م۔ اور قصاص ثابت ہوتا ہے گوئی کے اشارہ سے اور اس کے لحدیث سے بخلاف حد کے م۔ صورت اہل یہ ہے کہ مقتول کے پاس
 گونگا آیا اور اسے تلوار پکڑی اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا یعنی میں نے اسکو تلوار سے مارا ہے تو اس طرح قصاص ثابت ہوگا اور حد ثابت نہوگی کذا فی الجملہ
 و جواز الشفاعة فی قصاص لا یکسر۔ سفارش کرنا غنوکا قصاص میں جائز ہے نہ حد میں اسابتہ لا بد فی قصاص من الدعوی بخلاف حد سوسی حدیث استے
 سابقین صورت یہ ہے کہ قصاص میں دعویٰ ضروری نہ حد میں مگر حدیث میں البتہ دعویٰ ضروری نہی مافی الاشباہ و فی القیئہ نظر فی باب دارجل فقہا ارجل غنوی
 لایضمن ان لم یکنہ یقینہ من غیر فقہا و ان لکنہ ضمن اور قیئہ میں یہ کہ ایک شخص دوسرے مرد کے گھر میں جھانکا دروازے کے اندر سے سو اس مرد نے اسکی آنکھ پھوڑ دی
 تو صاحب خانہ پر ضمان نہیں اگر جھانکنے والے کا ہٹانا بدون آنکھ پھوڑنے کے ممکن نہ ہو اور اگر بدون اس کے وہ ہٹا سکتا ہے تو نوادان اس پر لازم ہوگا
 و قال انشافی لایضمن فیما اور امام شافعی نے کہا کہ آنکھ پھوڑنے والے پر دونوں صورتوں میں تاوان نہیں جم ابو ہریرہ کی حدیث دلیل ہے امام شافعی کی
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک مرد جھانکے بدون تیرے اذن کے سو تو اسکی آنکھ پھوڑ دے شیکرے مار کر تو کچھ گناہ نہیں اور ہماری دلیل
 یہ حدیث ہے کہ آنکھ میں نصف دیت ہے اور ہر عام ہر ناظر خانہ اور غیر ناظر کو اور اسلئے کہ اگر کوئی باب مفتوح سے نظر کرے یا گھر میں گھس کے کچھ لے تو بھی مستوجب
 قطع میں نہیں اور حدیث ابو ہریرہ مباغہ فی الزجر مجھوں ہے اور اگر حدیث مذکور کو اس ناظر مجھوں کیجیے کہ کسی طرح نظر سے باز نہ رہے بدون آنکھ پھوڑنے کے
 تو منافات بالکل نازل ہو جائے لیکن مسئلہ آئندہ کے منافی ہے کہ وہ مطلق ہر اشیں پر تفصیل نہیں دے سکتا کذا فی الخطا دعویٰ مختصر اور داخل ہر مرد و ماجہ فقہا
 لایضمن اجراما انما الخلف فین نظر من خارجا اور اگر ایک شخص نے ایسا سر نہ کر دیا سو صاحب خانہ نے اسکو پتھر سے مارا سو اسکی آنکھ کو پھوڑ دیا تو صاحب خانہ پر
 ضمان نہیں کذا فی الخطا دعویٰ من البغیۃ عن کثر اروس باتفاق حق و انشافی کے اختلاف حق و انشافی تو غلط اس صورت میں ہے جبکہ گھر کے باہر سے نظر کرے اور علم

باب القود فیما دون النفس

یہ باب ہر ما سوا سے جان کے قصاص میں یعنی اطراف انسانی کے بدل لایسے میں جم قصاص دون النفس ثابت ہے کتاب اور سنت و اجماع سے قال قتالی اور کثر جم قصاص
 حدیث میں ثابت ہے کہ ایک عورت نے جاریہ نکاح کا دہت توڑا تھا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا کذا فی القیئہ و ہونی کی یا لیکن فی رعایہ غنوکا قیئہ
 اور دوسری قصاص ما دے النفس ہر ایک مقام میں جاری ہے جو جان حفظ مائت کی رعایت ممکن ہے یعنی جہان بابرہی غصاء غلام اور غلام کے قصاص کی ہر کے وہاں لایسب
 جاری ہے اور جہان حفظ مائت مقصور نہیں مان قصاص نہیں وہاں دیت ہے یا کچھ اور چنانچہ معلوم ہوگا کہ مگر جب رعایت مائت کی بد لایسے میں لازم ہوتی تو نہ ہوتا مگر باقی
 مائت کے بدلے نہ کاٹا جاوے گا اور نہ بایان بدلے دینے کے اور نہ تندرست مائت لے مائت کے بدلے اور نہ عورت کا مائت مرد کے مائت کے بدلے اور نہ مرد کا مائت عورت کے مائت کے بدلے
 اور نہ آزاد کا مائت غلام کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کا مائت آزاد کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے
 اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے بدلے

وہ یعنی تو ظالم کا دہشت اُکھاڑا جائے اگر مظلوم کا دہشت اُکھاڑا گیا ہو اور مظلوم نے کہا کہ دہشت ریتا جا سے سو جان سے گوشت تاک یعنی دہشت کی ترکی
مقام تک اور اور اسے گوشت کے جسدِ دہشت باقی رہے اسکا قصاص ساقط ہے تغذرائت کے سبب سے ایسے کہ دہشت کے اُکھاڑنے میں بھی یا اکثر کو
قائد ہو جاتا ہے اور اسی قول کو صاحب کافی نے لیا ہے مصنف نے شرح میں اسکو کہا ہے اور محبتی میں کہ اسی قول خیر پر فتویٰ جم غلطی نے کہا کہ بخاطر طبی
اسی طرح غصہ لمانہ ہے اور مصنف اور شراح اسکا تالیف ہو گیا اور حق یہ ہے کہ نفسہ لمانہ ہے یعنی بجائے کارہوز ثارِ رطلہ ہے لثان جمع لثہ بکسر لام یعنی مسود
یعنی دہشت اُکھاڑ ڈالنے کے قصاص میں اُکھاڑنا نہ چاہیے بلکہ دہشت کا ریتنا سوہیں سے چاہیے سوہٹ کہ اُکھاڑنے سے سوہڑ خون میں اکثر خلل دہشت
ہو جاتا ہے کہ تیز دانی ان سیسا ویا ان کسرت جیسے دہشت ریتا جاتا ہے یہاں تک کہ کاسرور و دو نوں کے دہشت برابر ہو جاوے اگر کاسرور کا دہشت توڑا گیا ہو
مہریتنا سوہٹ ہے جبکہ دہشت برابر تو ناہو و الا قصاص نہیں خون نہا ہے کہ فی الخطا دی عن ظہیرہ دنی بخشی دیو مل جولان ملٹ عقیق قس دلیل ارجل
الا البائع اور محبتی میں ہے کہ قصاص کیو سٹے ایک سال کی مدت مقرر کیجئے پھر اگر دہشت نہ جم آوے تو قصاص دیا جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قصص کے دہشت
کیو سٹے مدت مقرر کیجائی ہی نہ بالغ کیو سٹے مہنتی میں ہے جب دہشت سے کچھ توڑا گیا تو کیساں تک انتظار کرنا چاہیے پھر جب سال پورا ہو جائے تو دہشت پھر
تو آہ قصاص ہے سو جان سے ریت کر اور ظہیرہ میں ہے کہ دہشت کے قصاص کا موضع دہشت کے چٹے ہونے تک انتظار چاہیے اور کیساں کا انتظار ضرور نہیں مگر
مجرد کی رویت میں اور صحیح قول اول ہے سو سٹے کہ بالغ کے دہشت کا اُکھاڑنا نہ ہے کہ فی الخطا دی خلوات نصی فی جوں بری پھر اگر صغیر سال کی مدت میں لگایا
تو قائل قصاص ہے بری الذمہ ہو گیا و قال ابو یوسف فیہ حکومت عدل اور ابو یوسف نے کہا کہ اہلین حکومت عدل سے کہنے اخلاص اذا ازل فی ترکہ ظلم سبط خفہ
الیہ یوسف جب حکومت عدل الاہل ای جرة العکلم و طیب انتہی و تحقیقہ اور اسی طرح دہشت اُکھاڑنے کے مانند خلاف ہے جبکہ مدت مقرر کیجئے دہشت کی تحریک میں پھر مدت کے
اندر تحریک دہشت ساقط ہوتا ہے ابو یوسف کے نزدیک درد کا خون نہا یعنی دہشت اُکھاڑنے اور طیب علاج کی اجرت دینا ضارب پر واجب ہے اور آگے ہم اسکی تحقیق بیان
کرینگے محیط میں ہے کہ جب ضرب سے دہشت متحرک ہو گیا تو کیساں انتظار کرنا چاہیے خواہ مغروب بالغ ہو یا صغیر پھر اگر دہشت ساقط ہوتا ہے ضارب پر کچھ نہیں اور اگر سال کے اندر
اسی ضرب سے دہشت گر گیا تو اگر ضرب عمدہ تھی تو قصاص واجب ہے اور اگر خطا کی راہ سے تھی تو دیت واجب ہے کہ فی الخطا دی اور اس سلسلہ میں ابو یوسف کا وہ قول
ہے جو شراح نے مذکور کیا و توخذ انتہیتہ بالثبتہ و الثابت بالاثب لا یؤخذ الا علی بالاضل ولا الا علی علی جنتی و بحاصل انہ لا یؤخذ عضو الا بثلثہ اور قصاص
دیا جاتا ہے سانس کے دہشت کا سانس کے دہشت کے بدلے اور بیش کا بیش کے بدلے و بدلتین لیا جاتا ہے اور کے دہشت کا نیچے کے دہشت سے اور نیچے کا اور کے سے کہ
فی محبتی اور خلاصہ مقام یہ ہے کہ عضو کا بدلہ نہیں لیا جاتا مگر انکی مثل اور مانند سے ولا تؤخذ نانی طرفی رجل وامرأة و طرفی طرفی رجل و طرفی طرفی رجل و طرفی طرفی رجل
اختلاف ذہم فی تمم الاطراف کا لا سوال اور قصاص میں ہم ضیفون کے نزدیک مرد اور عورت کے اطراف میں اور آزاد اور غلام کے اطراف میں اور دو غلاموں
کے اطراف میں بسبب تہذہ ہونے مساوت کے انکی دیت اور قیمت کے اختلاف کی دلیل ہے اور اطراف تو مانند ہواں کے میں یعنی جب اطراف انسانی غیر نکل
کے ہوئے تو مساوت ضرور ہوگی حالانکہ مرد اور عورت کی دیت میں اور غلام اور آزاد کی دیت اور عورت کی قیمت میں تفاوت ہے لہذا قصاص متعذر و غیر طرقت
ہذا ہوا مشہور لکن فی الواقعات لو قطعت امرأة ید رجل کان لہ القود لان ہما قصص لیتونی بالکمال اذا فی صاحب الحق فلا فرق بین ید و عید ولا بین عیدین و اترہ
انقصتانی و ابر حندی میں لٹا ہوں یہ یعنی مرد اور عورت اور آزاد اور غلام اور دو غلاموں کے اطراف میں قصاص کا سزا بھی نہ ہے مشہور ہے لیکن واقعہ میں ہے کہ
کہ اگر عورت مرد کا ہاتھ کاٹے تو مرد کو قصاص لینا جائز ہے سو سٹے کہ استیفاء ناقص کامل کی عوض ہو سکتا ہے جبکہ صاحب حق ناقص پر کٹھا کرے اور مرد
ہو جائے تو اس طرح کچھ فرق نہیں آزاد اور غلام کے درمیان اور نہ دو غلاموں کے اندر یعنی جبکہ آزاد غلام سے بدلہ لینے پر آزاد عید اعلیٰ کا مالک عید ادنیٰ
سے بدلہ لینے پر رضی ہو جائے اور اس قول کو قستانی اور جندی نے ثابت رکھا ہے جم شارح نے بلفظ مشہور نہا کہ دیا کہ قول ابو یوسف مشہور معتد ہے

رہنہ الی ان یقین کیا فتنہ لعنت عن الجورۃ اور اگر غلام نے قتل خطایا مال کا اقرار کیا تو اسکا اقرار اس کے مالک پر نافذ نہ ہوگا بلکہ اسکی گردن پر ہے گا آزاد
ہونے تک یعنی آزاد ہونے کے بعد اس پر دیت دینا لازم ہوگا چنانچہ مصنف نے جوہر سے نقل کیا ہے قال وظاہر کلام الزلیعی بطلان اقرارہ باخطا
یعنی لانی حقہ ولا فی حق سیدہ و نحوہ فی احکام بعیدہ من الاشباہ معلما بان موجبہ الرفع اولہذا رہنہا فتنہ لعنت نے کہا اور زلیعی کا خطا
کلام دلالت کرتا ہے کہ غلام کا اقرار قتل خطا کا اصلا باطل ہے یعنی نہ غلام کے حق میں صحیح ہے نہ اس کے مالک کے حق میں اور اسی کے مانند اشباہ کے
احکام بعید ہیں مذکورہ زلیعی نے بطلان اقرار ثابت کیا ہے یوں تعلیل بیان کر کے کہ اس اقرار کا موجب دفع غلام ہے یا فدیہ دینا ہے نہی قول مصنف ہو
اس میں تاویل کم شایع نے بلفظ تامل اشارہ کیا کہ یہ تعلیل زلیعی کی جانب سے ہے نہ اشباہ کی طرف سے اس واسطے کہ اشباہ میں تعلیل ہی مذکور نہیں ہے
کی پوری تقریر یوں ہے کہ اقرار غلام بقتل خطا باطل ہے اس واسطے کہ موجب اسکا یا دفع ہے یا فدیہ مالک پر اور غلام پر کچھ وجہ نہیں تو اقرار مذکور صحیح
نہ ہوگا خواہ غلام مجبور ہو یا اذن فی التجارۃ ہو اس واسطے کہ یہ اقرار باب تجارت سے نہیں تو باطل ہوگا لکن فی الخطا وی لکن غلطہا ہستی بانی اقرار
بالدیۃ علی العاقلۃ انتہی فتنہ از حد جمیع علماء علی عمل مقتضی قود علیہ الصلوۃ والسلام لا تعقل بعد اقل عبدا ولا عمدا ولا صلحا ولا غیرا حتی لو از حد
بالقتل خطا ولم یکن اقرارہ اعلی العاقلۃ اسی الا ان مصید قودہ و کذا قرہ لغستانی فی الحافل فتنہ لیکن فتنانی شایع نقایہ نے اسکی تعلیل یوں
بیان کی ہے کہ قتل خطا کا اقرار زیادت علی العاقلۃ کا اقرار ہے سو اس کلام میں تہمید اور غور کر کہ منظور فیہ ہے اس لیے کہ علمائے جماع کیا ہے اس حدیث کے
مقتضا پر عمل کرنے کا کہ عواقل دیت غلام کے تحمل نہیں ہوتے اور نہ صلح اور نہ اقرار کے ایمان تک کہ اگر آزاد قتل خطا کا اقرار کرے تو یہ اقرار عاقلہ یعنی
مردگار و پیر نہ ہوگا یعنی اس صورت میں مردگار و پیر دیت ہے جبکہ وہ اقرار کی تصدیق کر بن در ہی مضمون کی تقریر کی ہے فتنانی مذکور نے کتاب العاقلین
توضیح در ہر قسم غلطادی نے شایع کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جسکو اس کے دریافت کا شوق ہو وہ عبارت غلطادی کو جو اس ترجمہ کے حاشیہ پر مذکور ہے
ملاحظہ کرے رمی رجلا عمدہ فتنہ لہسم الی حرفا ما لیتقص الاول لاء عمدہ وللتانی الدیۃ علی عاقلۃ لاء خطا ایک مرد کے عمدہ تیرا سو اس کے بدن سے
پار ہو کر دوسرے شخص کے جا لگا سو دونوں مرد کے واسطے قصاص لیا جاوے گا اس لیے کہ وہ قتل عید ہے اور دوسرے مرد کے واسطے دیت واجب
ہوگی ناقص کے برابر و نیز اس لیے کہ وہ قتل خطا ہے ہر چیز فیہ فعل واحد ہے لیکن عمدہ دائر سے متعدد ہو گیا لکن فی الزلیعی وحتیۃ علیہ فتنہ لغستانی نے غلط
علی آخر فتنہ لغستانی نے فتنہ علی ثالث فلسفۃ اسی الثالث لہما فعلی من الدیۃ لکن اسکی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جملۃ فقال لا یمین الاول
اول مالک والا سوتہ فور لا یمین لغستانی و ثالث لو کثر دا واما الاخر فان لسنۃ مع سقوطها فور اس میں غیر حملۃ فعلی الدرافع الدیۃ لوزن
ایسے اور یہ ہمارے جینکا سو دوسرے شخص پر جا پڑا بعد دوسرے شخص نے اسکو اپنے اوپر سے ہٹایا تو تیسرے شخص پر جا پڑا تو تیسرے کو اسے کاٹا تو وہ مرد گیا
تو کون شخص پر خون ہوا وہ جس کو اسکی سوا اور تھا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جماعت علماء مجتہدین کے روبرو سو امام نے فرمایا کہ اول شخص پر ضمان
لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ سانپ نے دوسرے شخص کو ضرر نہیں پہنچایا اور اسی طرح دوسرے تیسرے شخص ضمان نہ ہے گا اگر تین آدمیوں سے زیادہ لوگ ہوں
اور تیسرے شخص سو اسکا یہ حال ہے کہ اگر اسکو سانپ نے گزرنے کے ساتھ ہی بلا توقف کاٹا تو سانپ کے ہٹانے والے شخص پر خون ہوا جائیگا لے کے دائرہ کیو اسے
موجب ہے اور اگر سانپ نے فور اس میں کاٹا تو تیسرے کو کاٹا تو تیسرے پر بھی ضمان دیت کا لازم نہیں آوے گا پیرسب مالمون نے خلیک ضمان دینے کا اقرار کیا
اور یہ مسئلہ بھی سجدہ ناقب امام کے ہے نہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتنہ لغستانی نے صحیح لغنادی م فرما کاتے سے دفع سبب ظہر اموت کا لکن اہمیر خونہ واجب ہوا اور اگر
سلت سے کاٹا تو دفع سبب نہ تھا قال المصنف و ہذا فیہ فی حاکم لغنادی ہی ان کلبا عقوق واقع علی آخر فتنہ لغستانی علی ثالثی علی ثالثی

شعور کرے نہالی نہ جاسکے اور زمانے باز نہ رہے کہ فی الخطا ہی قروح مسائی غتہ شجاع کے کسی مجبور قابل کہ رجل شد خستی کاراد شد باز سفت فمات نہ
ملی مافوقہ الامر منہ باذن سے ایک مردے کا کہ میرا گھوڑا باندھے دے سوڑے اسکے باندھنے کا اراد کیا سو کوڑے سے انکو یا ٹون سے چکلا سوڑ دے مرنے کا تو
تو نہا ہر کہنے دے کہ ہر دون پرچہ و گزراو اعلیٰ مبدیٰ عسی او سلاحا اور در وکیل شئی اور کسرب و خور زکات بلا اذن دلالت فمات اور اس طرح اگر مسفر کو
لاٹھن یا ہتھیار دیا یا اسکو کسی چیز کے اٹھانے کا امر کیا یا لکڑی چیز سے کاڑا نہا اسکے اور کوئی امر کیا بلا اذن اسکے ولی کے سوڑ دے کہ مرنے کا تو دیت واجب
ہوگی مبین لاشعی یا ہتھیار دیا تھا نہ کے دے اسکے اور اس سے چھڑ نہ کہا سو اسکے سبب سے وہ مرنے کا اس طرح کہ اسکے ہاتھ سے کسی عضو پر چھوٹ پڑا اور ہر دون
اور عضو سے ہتھیار سے اپنی ذات کو ہلاک کیا سو اسکے اگر وہ اپنی ذات کو یا غیر کو ہلاک کر گیا دافع پر ضمان نہیں کہ فی الخطا ہی عن النائم و گناہ
و لو فمات و اس طرح و لم یقتل اسکے قتلوان اور اگر اسکو ہتھیار دیا اور یہ نہ کہا کہ اسکو بچنے دے تو آہن و دھن مبین دیت واجب ہوتی اور مدد واجب ہوتی مگر
ہر کہ دیت واجب ہے کہ فی الخطا ہی عن النائم مبین علی حاکم اصحاب ہر رجل قروح فمات ان مساج یہ قتال لانتی فمات لانتی و لو قال قبح قروح مبین
ابوہی و قبل لانتی مطلقا ناجیہ مطلق مگر ہر دو بار پر ایک مرد نے ہتھیار شور کیا سو وہ گریزا اور ہر گیا اگر یوں شور کرے کہ اس سے کہ خبردار نہ کرنا سو وہ گریزا
تو اس پر ضمان نہیں اور اگر یوں ہلاک کرے کہ گریز سو وہ گریزا تو تو خیر ہا لازم ہوگا اسی قول پر فتویٰ ہر اور بعضوں نے کہا کہ کسی طرح ضمان نہیں کہ فی الخطا ہی
فصل فی اقلین فصل ہر دو فعل کے مساکین میں مطلقا قطع ہر اور متل خواہ ایک شخص سے دونوں فعل ہوں یا دو شخصوں سے قطع ہر رجل غم قتلہ اخذ
بالاخرین ای بالقطع و قتل و لو کا نا محمد بن او کا نا خطا میں او کا نا مختلفین ای واحد یا عمدا و الا فخطا و مختلف مینما بر اولاد ہاتھ کا نا ایک ہر کا ہر
مارڈالانو دونوں امر یعنی قطع اور قتل دونوں فعل میں ہر کا نا دیگا یعنی دونوں فعل کا بلا اس سے لیا جا دیگا اگرچہ دونوں فعل عمد ہوں یا دونوں خطا ہوں یا
دونوں مختلف ہوں مبین ایک فعل عمد ہوا اور دوسرے خطا خواہ دونوں فعل میں صحت دافع ہو گئی ہو یا نہ دافع ہوئی فیوضہ بالاخرین فی لکل بلا متل الا فی
خطا میں لم یقتل مینما بر رفا نہایتہ اطلاق فجب فیہما ویتہ واحدة وان مختلف بر دلم تہ اطلاق کا علقت تو فاعل ماخوذ ہوگا سبب صورتوں مذکورہ میں
ہر دون فعل کے مگر ان دونوں خطا میں ہونے کے درمیان صحت دافع نہیں ہوتی سو اسکے کہ وہ دونوں فعل خطا کے متداخل ہونگے یعنی ایک فعل میں داخل
ہو جا دیگا باعتبار اتحاد و اجزاء کے تو دونوں میں ایک ہی دیت واجب ہوگی اور اگر درمیان میں صحت دافع ہوئی تو دونوں متداخل ہونگے چنانچہ تو فعل
ارچکا ہر جن کے مجموعہ سے فاعل حاصل ان القطع اما عمدا و خطا و قتل کہ لاک صادر ہے اما ان یوں مینما بر اولاد صائر نہایتہ و قد علم حکم کی سنا تو خطا میں ہر کہ
فعل یا عمد پر یا خطا پر اور قتل ہی اسی طرح دو قسم عمد پر یا خطا پر تو یہ چار قسمیں ہوں گیں ہر دونوں کے درمیان صحت حاصل ہوئی یا نہ ہوئی تو آخر ضمان ہوگی یا
البتہ ہر صورت کا حکم معلوم ہو گیا مگر قطع اور قتل دونوں عمد ہوں اور قطع کے بعد صحت ہو گئی ہو تو اول قطع کا قصاص لیا جا دیگا پھر قتل کا اور اگر صحت
مبین میں حاصل ہوئی تو جس امام کے نزدیک یہی حکم ہے قطع پر کے بعد قصاص ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہوگا نہ قطع تو خیر قطع قتل کی جڑ میں متل
ہو گئی اور اگر قطع اور قتل دونوں خطا ہوں تو اگر درمیان میں صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونوں کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری
دیت قتل کی اور اگر درمیان میں صحت ہوئی تو فقط قتل کی دیت کفایت کرتی ہے اور اگر قطع عمد ہے اور قتل خطا خواہ درمیان میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی
تو مگر کا نا جاوے گا اور دیت نفس کی واجب ہوگی اور اگر قطع خطا ہے اور قتل عمد ہے خواہ صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور
قتل کا قصاص لیا جاوے گا کہ فی شرح الوفا بکن فقرہ مائتہ سوط فیہا من سبعین و لم یبق اثر مای اثر بجر احد و مات من عشرة فقیدہ ویتہ
و احدہ لانه لما بران سبعین لم یبق معتبرہ الا فی حق المتزیر مانند اس شخص کے جسکو سو کوڑے مارے سو وہ بچا ہو گیا نوے کوڑے سے اور ان کی رحمت کا
اثر بچا رہا نہ اور وہ مرنے کا نوے کوڑے سے تو آہن مبین دیت واجب ہوگی سو اسکے کہ جب وہ بچا ہو گیا نوے کوڑے سے تو بچا مارنا

جو کہ کیا ہو یعنی اخلاق باعتبار حج کے ہر حرب کے تو کہو یا رکنا چاہیے وان کجما علی الید وما یحدث منها او علی کجما یتعم مات منہ وجب لہما فی العمد
مہر اہل ولا تنفی علیہما رضاہ باسقوط اور اگر دست بریدہ مرد نے عورت کا غلط سے نکاح کیا قطع ید پر اور اہل قتل پر جو ید پر قطع ید سے یا نکاح کیا جائزیت
بدست پر وہ کر گیا اسکے سبب سے تو عید میں عورت کا مہر مثل وجب ہوگا اور عورت پر کچھ وجب نہیں مرد کیو اسلئے بسبب رضی ہو جانے کے سقوط قصاص سے
یعنی جب اسے قصاص کو مہر قرار دیا اور وہ مہر ہونے کی لیاقت نہیں رکھتا تو قصاص اصل سے ساقط ہو گیا ولو خطا دفع عن العاقلۃ مہر مثلہا و لسانی
وضعیۃ لہم اے العاقلۃ اور اگر دفع بطور خطا کے تھا تو عورت کے مددگاروں سے اسکا مہر مثل مقرر ہو گیا اور باقی دیت وصیت ہر مددگاروں کو اسو اسطہ مہر خیات
خطا میں دیت پر نکاح مقرر اور دیت میں مہر ہونے کی لیاقت ہر سوا اگر مہر مثل دیت کے برابر ہو اور مقتول کا کچھ مال نہیں ہو اسے دیت کے تو مددگاروں پر کچھ وجب نہیں
اسو اسطہ نکاح کرنا جو حج صلیہ سے ہر توجیع مال سے مستبر ہوگا اور اگر مہر مثل دیت سے زیادہ ہو تو زیادہ وجب نہیں سو اسطہ عورت تو مہر مثل سے کثیر تر رہی ہوگی
اور اگر مہر مثل دیت سے کثیر ہو تو زیادہ دیت وصیت ہر مددگاروں کو اسو اسطہ اور یہ وصیت صحیح ہو کہ وہ لوگ قابل نہیں کنڈانی خرج الزنا یا خانہ حرج من لیسٹ سقط
والا سقط مثلث المال فقط مہر اگر زائد مہر نہائی مال سے نکلا تو مددگاروں پر ساقط ہو گیا ورنہ فقط نہائی مال ساقط ہوگا مہر مہر مہر مثل سے زیادہ ہو تو اسکو
نظر کرنا چاہیے کہ مقتول کے مثلث مال سے نکل سکتا ہے یا نہیں اگر نکل سکتا ہے تو مہر مددگاروں پر ساقط ہو گیا کیونکہ وہ وصیت ہر انکے حق میں تو وصیت صحیح ہوگی
اسو اسطہ مددگار جنہی میں مقتول سے اور اگر نہائی سے نکل نہیں سکتا تو بقدر نہائی کے مددگاروں پر ساقط ہوگا اور زیادت کا اور اگر مقتول کے وارثوں کو اسو
مددگاروں پر وجب ہوگا اسو اسطہ کہ وصیت سو اسے نہائی مال کے جاری نہیں ہوتی کنڈانی اخرج ولو قطعت یدہ فاقصص یدہ فاقصص لہ فمات لم یقطع الا وادی

قبل المانی قتل التانی ہر ساریہ و من ابی یوسف لا قود لانا ائمہ علی القطع فقدا بر اعمار ابرادہ و ظاہر نکاح ابن الیمان لیسید تقویۃ قول ابی یوسف رحمہ قالہ
المصنف اور اگر ایک شخص کا ہاتھ کاٹا گیا سو اسکا بدلہ لایا گیا سو موقوف اول ہو گیا موقوف ثانی سے پہلے تو موقوف ثانی قتل کیا جائیگا اسکے سبب بسبب سرت
قطع کے اور ابو یوسف رحمہ سے روایت یوں ہے کہ قتل کا قصاص نہیں اسو اسطہ کہ جب موقوف اول نے قاتل کے قطع ید پر ائمہ کو اسکو بری اللہ مدد کر دیا تو
قطع سے اور ابن کمال کا ظاہر نکاح تقویۃ قول ابو یوسف کا مفید ہے ایسا کہ ہر مصنف نے اپنی شرح میں ہم خاصہ نکاح مذکور ہے ہر کہ اگر قطع ید کو موقوف موقوف
کردے پھر وہ سے تو قاتل پر دین ہے سو جس سے کہ صورت موقوف موقوف قصاص میں کافی ہے کیونکہ وہ موزن شہرہ و قودمان اسکی برادرت متبرکی و بیان معتبر نہ کی
طحاوی نے کہا کہ یہ نکاح اتوں اور شریع کے معارض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بحت ہے یعنی رویت نہیں ولو مات لم یقصر منہ قدرتیہ علی عاقلۃ المقتول لہ
غلا فاما قلت غلا اذا استوفیۃ بطل حکم و اما حکم و احجام و نکاح و فساد و انہر ج فلا تقید بطل حکم بشرط اسلامۃ کا لا یدر و نامہ فی الدرر اور اگر وہ شخص
مہر گیا جس سے قطع ید کا بدلہ لایا گیا تو اسکی دیت اسکے مددگاروں پر چلے واسطے بدلہ لایا گیا بر خلاف صاحبین رحمہ کے کہ انکے نزدیک دیت نہیں میں کہتا ہوں
یہ یعنی دیت کا وجب ہونا اسوقت ہے جبکہ موقوف بذات خود استیفاء قصاص کرے بدو حکم کرنے حکم کے اور حاکم اور چھپنے لگانے والا اور قتل کرنے والا اور قصد

کھولنے والا اور شریع میں سوا نکاح فعل تو مقید بشرط سلامت نہیں ہر فردور کے مانند اور اسکا پورا بیان در میں ہے والا اصل ان الوجوب لایقید بوضف اسلامۃ
اور بلایح تقید ہے اور قاعدہ کلیۃ شہان عدم ضمان کا ہے ہر کہ فعل وجب مقید بوضف سلامت نہیں ہونا اور فعل مباح سلامت رہنے کے ساتھ مقید ہونا اگر
ہم یعنی چونکہ حکم پر قصاص ایسا اور احجام و نکاح و فساد پر عقد جارہ کے سبب سے فعل کرنا وجب ہے تو دو صورت مقرر کے آپر کچھ تاوان نہیں بخلاف فعل مباح
کے کہ انہیں عدم ضرر شرط ہے ومنہ ضرب الاب ابنہ تاویبا و الام او الوسی اور مخرجہ فعل مباح کے باپ کا مارنا یا اپنے زائد کو ادب سکھانے کے واسطے یا مان کا
یا وصی کا مارنا یا یتیم کو ومن الا و ضرب الاب او الوسی و المصلح باذن الاب علیما فمات لا ضمان فمات لا یتیم لانا بطلان و ضرب المصلح لانا و وجب
اور قسم اول سے یعنی مخرجہ فعل وجب کے باپ یا وصی کا مارنا یا مصلح کا مارنا باپ کے اذن سے تعلیم دین کیو اسلئے پھر صغیر کر گیا تو مانی نہیں تاویبا و مکیو اسلئے

[illegible]

منین اور اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک وارث پر کسی چیز کے حق کو کہیں سے دعویٰ کیا اور گواہ لایا تو وہ دعویٰ سب وارثوں پر ثابت ہو گیا پھر جس پر دعویٰ کرنے کی جگہ کو حاجت منین میں فرج علیہ یوروہ فلو اقام حجة بقتل ابیہ محمد مع غیبتہ اخیر یہ لہود لا یقید اجماعاً حتی یخیر الغائب المذنب بحسن لایہ صار متہماً بمرصفتی وامنہ مذکورہ پر تفریع کی بقول خود تو ایک بجائی نے گواہ قائم کیے اپنے باپ کے قتل پر دوسرے بجائی کی غیبت میں قصاص لینے کو اسے تو حاکم قصاص نے اتفاق غائب کے حاضر ہونے تک لیکن قاتل محسوس کا جاو گیا اسو سیکہ وہ ختم ہو گیا ہم امام کے نزدیک اسو سیکے قصاص نہ ہو گا کہ ایک وارث باقی درون کا قائم تھا منین جو سکتا اور صاحب جس کے نزدیک غائب کے احتمال سے قصاص منین فان یخیر الغائب یعیذ باننا فیفسد القائل وقال لا یعیذ بمر الغائب بجائی حاضر ہوا تو عادیہ جت کرے دوسری بار تا دونوں بجائی قاتل کو قتل کریں اور صاحب منین نے کہا اگر عادیہ کرے نیچے اسو سیکہ ان کے نزدیک ملک ذریعہ طریق میراث کے پر جزئی خلافت کے وفی قتل الخطا والدین الاخیال الی اعادۃ البینۃ بالاجماع مللہ اور دعویٰ قتل خطا اور دین میں عادیہ شہادت کی حاجت منین پر بالاتفاق بریل گذشتہ یعنی قتل خطا اور دین کا موجب مال پر اور مال میں ثروت ملک بطریق میراث کے ہوتا ہے تو ایک وارث باقی درون کے قائم مقام ہو گا خلوص میں اھالی علی عفو الغائب فایضا خصم لا یغلب الا بالحق و لا یسقط الحق و لا یزال قاتل گواہ لایا وارث غائب کے عفو کر دینے پر تو وارث حاضر خاص ٹھہر گیا اسو سیکہ کہ قصاص منقلب بالی ہو گیا اور قصاص سا قہ ہو گیا ہم حاضر اسو سیکے خصم ہو کہ قاتل نے اہر حق کا دعویٰ کیا یعنی در صورت عفو کے حاضر کا حق قصاص میں سے ساقط ہو گیا اور قصاص منقلب بالی ہو گیا اور یہ منین اگر عفو غائب کے ثبات سے لہذا حاضر غائب کی طرف سے خاص ٹھہر گیا پھر جب اہر حکم ہو گیا تو غائب پر تبا حکم ہو گیا پھر اگر غائب اسے اور عفو کا انکار کرے اور گواہ غائب ہوں بارگے ہوں تو نصف دیت کا حق ہو گا کہ انی اخطا دی وکذا لو قتل شہید ہما عدا و اخطا و در بحال ان اسید من احد ہما غائب فوالی التفصیل السابق اور اسی طرح اگر دو مالکوں کے ایک غلام کو عدا یا خطا قتل کیا اور مالکوں دونوں مالکوں میں سے ایک غائب ہو تو سب کا حکم جب تفصیل سابق کے ہم یعنی اگر مالک حاضر گواہ لایا گیا تو گواہی بقول خود کی بدون عادیہ مالک غائب کے اور اگر قاتل گواہ لایا گیا کہ مالک غائب نے عفو کر دیا تو مالک حاضر خصم ٹھہر گیا اور قصاص سا قہ ہو جاو گیا ولو خبر والیا تو یخیر و خبرا ای ان ثالث فوالی اخبار ہما عفو للقصاص من ہما علامہ عدا و اگر قصاص کے دو وارثوں نے اپنے تیسرے بجائی کے عفو کرنے کی خبر دی تو انکا خبر دینا عفو قصاص پر منین دونوں کی طرف سے ان کے کمان پر عمل کرنے کی وجہ سے اسو سیکہ کہ ایک وارث کے بھی عفو کرنے سے قصاص قائم منین رہتا کیونکہ قصاص نہت پر منین ہی براہیتہ فالاول ان صدقما ای الخیرین اھالی والاخ الشریک خلاشی کہ ای الشریک علامہ تصدیقہ ولما ملنا الدیۃ اور اس سیکہ کی چار صورتیں ہیں سو ایک صورت یہ ہے کہ اگر قاتل اور تیسرے شریک بجائی نے دونوں خبر دونوں کی تصدیق کی تو تیسرے شریک کو دیت میں سے کچھ حصہ منین انکی تصدیق پر عمل کرنے کے سبب سے اور دونوں خبر بجائیوں کے واسطے دیت کی دو تہا بیان میں ہم اسے کہ دونوں کا حصہ مال ہو گیا اخبار عفو سے واثانی ان کہ باہما خلاشی الخیرین لافیمہا ثلث الدیۃ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر قاتل اور تیسرے بجائی نے دونوں کی تکذیب کی تو دونوں خبر بجائیوں کا کچھ حصہ منین اور تیسرے بجائی کی تہائی دیت ہے واثالث ان صدقما اھالی وحدہ فکل ستم شہاد اور تیسری صورت یہ ہے کہ اگر خبر دونوں بجائیوں کی فقط قاتل نے تصدیق کی اور تیسرے بجائی نے تکذیب کی تو تینوں بجائیوں کو اسے تہائی دیت ہے ودر الرابع ان صدقما والاخ فقط فلہ شہاد لان قرارہ ارتد تکذیب اھالی ایاہ وجب لہ ثلث الدیۃ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر خبر دونوں بجائیوں کی فقط تیسرے بجائی نے تصدیق کی نیچے اور قاتل نے انکی تکذیب کی تو تیسرے بجائی کو تہائی دیت کی ہر اسو سیکہ قرار ہو گا کہ وہ دو بجائیوں کی تکذیب سے یعنی جب قاتل نے تیسرے مصدق بجائی کی تکذیب کی تو سب کا عفو کرنا ثابت ہوا لہذا ثلث دیت ان کے واسطے وجب ہو گی ہم شام نے یہ جواب دیا سوال مقدور کا خلاصہ سوال یہ ہے کہ جب تیسرے بجائی نے خبر عفو کی تصدیق کی تو سب کا حق قاتل پر بازمان کر دینے کے سبب سے ثلث دیت کیوں ان کے واسطے وجب ہو گی خلاصہ جواب یہ ہے کہ سب کا اقرار قاتل کی گزشتہ ثابت نہ اسو سیکے مستحق ثلث ہو گا لکن بعینہ ذاک الی الخیرین انما ناد ہوا والاخ زلی لایہ صائر قرا لہما اقرارہ بالھما ثلث مذکور خبر وکی طرف پھیر جاو گیا

استحسان کی وجہ سے اور یہی قول صحیح ہے کہ ان فی الظہن اس واسطے کہ تیسرا بھائی دونوں غیر بھائیوں کے واسطے اس مال کا منفر ہو گیا جس کا قاتل نے ذرا کیا ہے۔
 بیان ہر وجہ استحسان کا یعنی جب قاتل نے غیر بھائیوں کی تیسری بھائی کے واسطے قتل کا اقرار کیا اس واسطے کہ قاتل کے گمان میں جب بھائی
 سا قاتل ہو گیا غیر بھائی کے دعوے مفوض تو تیسری بھائی کا حصہ منقلب ہوا ہو گیا ہے جب تیسری بھائی نے غیر بھائیوں کی تیسری بھائی کے گمان میں کہ تیسری بھائی کا
 حصہ منقلب ہوا ہو گیا تو اس کا منفر جس کا قاتل مقرر کیا ہے ان فی شرح الوفا علیہ طحاوی نے کہا نظیر اس کا وہ مسئلہ ہے کہ شکار زبردست اقرار کیا کہ میرے ادب خالو کے سود میں
 میرا خالو نے کہا کہ وہ درم میرے نہیں ہیں بلکہ مجھ کے ہیں تو یہ مال مجھ کے واسطے ثابت ہو گا اسی طرح جس حالت کا قاتل نے تیسری بھائی کو بھائی اقرار کیا وہ دونوں
 معایت کا منفر کیا وہ ان شہدائے ضمیمہ کی طرح ظلم تیز صاحب فراس حتی مات فی نفس لان التائب بالنیۃ کا ثبوت معایت و لا یصلح الا ان یقول انہ
 مات من جرأتہ برائۃ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسے اسکو زخمی کرنے والی چیز سے مارا سو وہ ہمیشہ بے برہنہ رہا یا یہاں تک کہ ہو گیا تو زخم کھانے والے
 سے قصاص لیا جاوے گا اس واسطے کہ جو شہادت سے ثابت ہو دو اسکے مانند جو شہادہ سے ثابت ہو تو اسکی حاجت نہیں شاہد کو کہ یوں کہے کہ مقتول ہو گیا اسکے
 رحم سے کہ ان فی البرائۃ اس واسطے کہ حکم ضمانت ہونا ہے سبب سابق کی طرف سے سبب تادم کی طرف ان خلیف شاہد اقرار قاتل نے الزمان و فی لمکان و اہل و اقارب
 احد ہما قتلہ علیہما وقال الآخر لم اور بما ذاق قتلہ او شہد احد ہما علی معایتہ القتل والاخر علی اقرار القاتل لطلبت لان القتل لا یتکبر اور
 اگر قتل کے دو شاہد اختلاف کریں زمان قتل یا مکان قتل میں یا قتل کے تھیماء میں مختلف ہوں یا ایک شاہد کہے کہ اسکو لاش سے مارا اور دوسرے کہ میں نہیں
 جانتا ہوں کہ کس تھیماء سے مارا یا ایک شاہد شہادت قتل کی گواہی دے دوسرا شاہد قتل قاتل کے اقرار کی گواہی دے تو یہ شہادت باطل ہے اس واسطے کہ قتل دہا
 نہیں ہو سکتا تو ان صورتوں میں قاتل پر دیت واجب ہوگی اس واسطے کہ قتل عمد کی دیت مددگاروں پر نہیں ہوتی و لکن متطل الشہادۃ کو کھل نہیں
 فی کل واحد ہما یتیقن القاضی کذب احد لہر فیضین و لا اولویت اور اسی طرح شہادت باطل ہوگی اگر شہادت کی تصابقتین کی ہر دو حد میں پوری ہو اس واسطے
 کہ قاضی کو ایک فریق کا کاذب ہونا بالیقین ثابت ہو اور کسی فریق کو اس واسطے اولویت و ترجیح ثابت نہیں کہ ایک قبول ہو اور دوسری رد ہو ولو کمال حد نہیں
 دونوں الاخر قتل الکامل منہما عدم لہما فیض در اگر ایک فریق میں تصابقت شہادت کی پوری ہو گئی نہ دوسری فریق میں تو تصابقت کمال مقبول ہوگی عدم مواضع کے
 سبب سے یعنی اگر شکار زمان قتل میں اختلاف ہو اور ایک طرف دو شاہد ہیں اور دوسری طرف ایک شاہد ہو تو دو شاہد ہر دونوں کی گواہی مقبول ہوگی ولو شہد اشتہار
 قالا جلنا آلتہ تجب لہ فی مالہ فی ثلث سنین شہادۃ استحسانا حمل علی الادنی و ہوالذیہ دکان فی مالہ لان الاصل فی الفعل لحد اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی
 کسی کے قتل کی اور انھوں نے کہا کہ اسکو قتل کیا ہے تھیماء معلوم نہیں تو قاتل کے مال میں دیت واجب ہوگی تین سال کے اندر کہ ان فی اثر تبلیہ بدلیل استحسان کثیر مجمل کر کے
 سبب سے اور درجات قتل میں کثرت دیت ہے اور دیت قاتل کے مال میں جب ہوگی اس واسطے کہ فعل میں قاتل کا عمد اگر کامل ہے نہ خطا قیاس یہاں یہاں کہ شہادت
 مقبول نہ ہو سبب جہالت قتل کے تھیماء کے مجمل ہونے سے بلکہ دلیل استحسان و زمان موجب قتل مجمل کیا اور شاہدین کا انکار جہالت قتل مجمل نہ ہو بلکہ اگر گواہوں کا
 باعتبار حسن ظن کے کہ انھوں نے عقوبت لیا ہے جو شرعاً مستحب ہو کوشش کی اور ان کو قتل واحد نہما وین الظہن انہ قتلہ قال الولی قتلہا جماعۃ علما باقرار ہما
 اور اگر دو مردوں میں سے ہر مرد نے ذرا کیا کہ میں نے اسکو قتل کیا اور مقتول کے وارث نے کہا کہ ہم دونوں نے اسکو قتل کیا ہے تو وارث کو دونوں کا قتل کرنا جائز ہو
 ان کے اقرار عمل کرنے کے سبب سے ولو کان کان الاقرار و اسلکۃ بجانہا شہادۃ لغت الشہادۃ ان لان التکیف بقی فوسق الشہادۃ علی شہادۃ انا نسق
 المقر لا یصلح الاقرار اور اگر مسئلہ سابقہ میں بجائے اقرار کے شہادت ہو تو دونوں گواہان لغو ہو جائیں گے اس واسطے کہ باہم گواہوں کی تکیب فاسق کہنا ہے
 گواہوں کا اور گواہ کا فاسق ہونا اسکی گواہی کو باطل کرنا ہے لیکن مقرر کافس اسکے اقرار کو باطل نہیں کرتا یعنی اس واسطے مسئلہ سابقہ میں اقرار لغو نہ تھا ولو قاتل
 فی صورتۃ الاقرار لم سابقہ قما لیس لہ ان یتصل واحد نہما لانی لیس بقیہ بانقراد کل قبلہ و عندہ اقرار بان الاقرم لیس بقیہ خلاف قود قتلہا لاند و نحو سے

اقتل بلا تصدیق قبضہ یا قرار ہوا یا ظہری اور اگر وارث مقتول نے اقرار کی صورت میں یا بین کما کہ تم دونوں مادی ہوا اقرار قتل میں خود اقرار کو دونوں غرضوں میں سے
ایک مقرر کا بھی قتل کرنا جائز نہیں ہوا اس لئے کہ وارث کی تصدیق ہر شرکے متوافق کرنے کی اقرار ہر سکا کہ دوسرے نے اسکو قتل نہیں کیا یعنی تو حقیقت دونوں کا ایک
شہرہ خلافت اس قول کے جو وارث نے کہا تھا کہ تم دونوں نے اسکو قتل کیا ہے اسو اس لئے کہ وہ قول قتل کا دعویٰ ہر دونوں تصدیق کے تو اس صورت میں اقرار دونوں کو قتل
کرنا جائز ہے اقرار کے سبب سے کذا فی الزامی ولو اقرار بل بانه قتلہ وقامت البینۃ وقال الولی قتلہ کما تھا کان لہ لولی قتل المقتول دون المشہود
لان فیہ تکذیب یا یسفس موجب کما اور اگر ایک مرد نے اقرار کیا کہ میں نے مقتول کو مارا ہے اور گواہ قائم ہو سے اس پر کہ دوسرے شخص نے اسکو قتل کیا ہے اور وارث نے
کہا کہ مقتول مشہود علیہ دونوں نے اسکو قتل کیا تو وارث کو مقرر کا قتل کرنا جائز ہے نہ مشہود علیہ کا اسو اس لئے کہ یہین بعض موجب شہود کی تکذیب ہر جائزہ مغرب
گنہ گیارہم موجب شہود یہ انفرادی یعنی شہادت اس پر قائم ہوئی ہے کہ غیر مقرر دوسرے شخص نے اسکو قتل کیا ہے اور وارث قتل بلا اشتراک کا قائل ہے تو تکذیب
شہادین کی پہلی انفرادی میں از تکذیب نفسیق ہر شاہدین کی اقرار تصدیق بطل شہادت ہے ولو قال الولی لاحد المقرین صدقت انت قتلہ وحدک کان
لہ قتلہ تصادقاً علی وجوب اقتل علیہ ودرہ اور اگر وارث نے دوا قرار کرنے والوں میں سے ایک اقرار کرنے والے سے کہا کہ تو سچا ہے تو ہی نے اسکو قتل کیا ہے
تو وارث کو اس مقرر کا قتل کرنا جائز ہے اسو اس لئے کہ فقط مقرر مذکور کے قتل واجب ہونے پر وارث اور مقرر دونوں نے اتفاق کیا ہے باجم کے تصادق سے کہا لو قال
ذلک لاحد المشہود علیہ کان لہ قتلہ لعدم تکذیب شہود علیہ ودرہ تکذیب الآخرین جنانجہ اگر دلی نے اسی طرح دو میں سے ایک مشہود علیہ سے کہا تو وارث
کو اس مشہود علیہ کا قتل کرنا جائز ہے اسو اس لئے کہ اسے مشہود علیہ کے گواہوں کی تکذیب نہیں کی اسے تو اد گواہوں کی تکذیب کی کذا علم اخطائی کی ماکر
ذکرہ الزامی اور اسی طرح یعنی قتل عمد کے مانند قتل خطا کا حکم ہر ایک اور مقرر میں ایسا ذکر کیا ہے ہر طبعی لیکن عدین قتل واجب ہر تھا اور خطا میں دیت
واجب ہوگی شہد اعلیٰ برجل قبضہ خطا و حکم بالذیۃ علی العاقلۃ فجاء المشہود قبضہ حیض من العاقلۃ الولی بقیضۃ الذیۃ بلا حق او مشہود ورجوع
اسی مشہود علیہ علی الولی التکلیف المضمون الذی فی ید الولی دو گواہوں نے ایک مرد کے قتل خطا پر گواہی دی اور دیت دینے کا قائل کے مددگاروں بر حکم
ہو گیا پھر جبکہ مقتول ہونے کی گواہی دی گئی تھی زندہ آیا تو قائل کے مددگار مقتول مقرر دیت کے وارث سے دیت کا نادان میں اسو اس لئے کہ وارث نے ناقص دیت
لی یا گواہوں سے نادان میں اور گواہ وارث سے بحر میں اسو اس لئے کہ گواہ مالک ہو گئے دیت دے کر اس مال مضمون کے جو وارث کے ماتر میں و الشہادۃ علی مالک
التعمد فی ہذا حکم کا خطا کا فاد جاز یا خیر الزمۃ بین البینین الولی الذیۃ او مشہود الا فی الرجوع خلا رجوع المشہود علی الولی لا یم وجوہ التعمد ورجوع مال
دفاع لایرجون کا خطا اور اس حکم میں قتل عمد پر گواہی قتل خطا کی گواہی کے مانند ہے پھر جبکہ مقتول مقرر دیت زندہ آوے گا تو قتل عمد کے مشہود علیہ کے وارث
غنا رہیں اس میں کہ مقتول مقرر دیت کے وارث سے دیت کا ضمان میں یا گواہوں سے نادان میں مقرر رجوع میں عمد اور خطا برابر نہیں تو مقتول مقرر دیت کے وارث
سے گواہوں کو دیت کا پھر لینا جائز نہیں اسلئے کہ گواہوں نے وارث مذکور کے یہ قصاص لینا واجب کر دیا تھا اور حالانکہ قصاص مال نہیں اور صاحبین نے
کہا کہ گواہ وارث سے دیت پھر لینے قتل خطا کے مانند مقتول مقرر دیت کے وارث کو دیت لینا جائز ہوا نہ قصاص اسو اس لئے کہ حاکم کے حکم سے شہدہ واقع ہو گیا
اور شہدہ قصاص کا سقوط ہے کذا فی الخطا دی ولو شہد اعلیٰ اقرارہ اقرار القاتل بالخطا و عدم جاز یا خیر او شہد اعلیٰ شہادۃ غیر جاتی
اخطا و دفعی بالذیۃ علی العاقلۃ تم جاز یا خیر فیما اذ لم یلزم کہ بجا فی شہادۃ وضمن الولی الذیۃ فی البینین للعاقلۃ او ذلک لہ اخر ما سیم ضرر فی
اور اگر دو گواہوں نے قتل عمد یا قتل خطا کے قائل کے اقرار پر گواہی دی پھر مقتول مقرر زندہ آیا یا گواہوں نے اور شاہدین کی شہادت پر گواہی دی
قتل خطا میں اور قائل کے مددگاروں بر دیت دینے کا حاکم نے حکم دیا یعنی خطا میں اور قصاص کا حکم دیا قتل عمد میں کذا فی الخطا دی پھر رجوع زندہ آیا تو گواہوں
پر نادان میں اسو اس لئے کہ گواہی میں اسکا جوت ظاہر نہیں ہو اور مقتول مقرر دیت کا وارث دونوں صورتوں میں قائل کے مددگاروں کو دیت کا

ترجمہ اردو دفترا علیہ السلام

ضمان دے اس واسطے کہ ظاہر ہو گیا اسکے زندہ ہونے سے کہ اُسکے وارث نے مرکا اور دیکھنا حق و باطل کو جاننا اور احوال وصول
اور طلال ہونے اور ضمان کی لازم ہونے میں تیر اندازی کی حالت میں معتبر ہونے کی حالت میں اس واسطے کہ وہ ضمان فعل کے سبب ہو یا جو یعنی تیر مارنا
اس واسطے کہ تیر کا مارنا ہی تو انسان کے تحت قدرت میں ہے تیر کا لگ جانا کیونکہ تیر چھوڑنے کے بعد آدمی کا اصلاً اختیار باقی نہیں رہتا تو تیر انداز قاتل ٹھہرے گا
تیر اندازی کی حالت سے فقط کذا فی الخطا دی و حیثیت فجب الدیۃ فی مالہ سقط القود للثبوت برؤ المرمی القیل الوصول وقال لا یشی علیہ وجبہ تیر اندازی کی
حالت فقط معتبر ہوئی تو دیت واجب ہوگی تیر انداز کے مال میں اور قصاص ساقط ہوگا بسبب یہ کہ اُس شخص کے تیر ہوجانے سے جو تیر لگنے سے پہلے تیر ہو گیا اور
صاحب لگنے کے لکھا کہ تیر انداز پر دیتا اور قصاص کچھ لازم نہیں جم صورت اسکی یہ کہ شکار زید نے خالد کی طرف تیر چھینکا اور تیر اندازی کے وقت خالد مسلمان تھا لیکن
تیر لگنے سے پہلے وہ تیر ہو گیا تو امام کے نزدیک زید پر دیت اسکی واجب ہے اس واسطے کہ تیر اندازی کا وقت معتبر ہے نہ وصول کا اور تیر اندازی کے حال میں وہ مسلمان
محموظ الدم تھا اور صاحبین کی دلیل یہ کہ تلف واقع ہوا اس محل میں جہاں عصمت نہیں اور اطلاق غیر معصوم سے کچھ لازم نہیں آتا ولا تجب دیۃ لمری لہیم یا سلام
مالا جامع اور دیت حرمی الیہ کی اسکے مسلمان ہوجانے سے باتفاق امام اور صاحبین کے وجب نہیں جم یعنی کا ذریعہ تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ سلام لایا تو اسکی
دیت واجب نہیں اس واسطے کہ تیر اندازی کی حالت کا اعتبار ہے اور اُس حالت میں اُنکا خون سبیل تھا نہ معصوم وجب لقیۃ بمعقۃ بعد الرمی قبل الاصابۃ اور قیت واجب
ہوگی غلام کے آزاد ہوجانے سے بعد تیر مارنے قبل از وصول کیے یعنی تیر مارنے کے وقت غلام تھا پھر وہ آزاد ہو گیا تیر لگنے سے پہلے تو تیر انداز پر غلام کی قیت دینا
واجب ہوگی نہ خوبنامہ آزاد کا اس واسطے کہ حالت تیر اندازی کا اعتبار ہے نہ تیر لگ جانے کا وجب انجرا علی محرم رمی صیداً فحل فوصل لا علی حلال رہا
فا حرم فوصل اور بدلا وجب ہے اُس حرم چنے حالت حرم میں شکاری کی طرف تیر چھوڑا پھر اسے احرام ترک کیا پھر اسے بعد تیر شکار کو لگا اور اُس غیر محرم پر بدلا وہ تیر
نے شکار کو تیر مارا پھر اسے احرام باندھا پھر شکار کو تیر لگا ولا یضمن من رمی مقصدا علیہ جرم فرج شادہ فوصل اور اُس شخص ضمان لازم نہیں ہے اُس شخص کو
تیر مارا جسکے شکار کرنے پر قاضی کا حکم ہو گیا پھر اسکی زنا کاری کا شادہ گواہی سے پھر گیا پھر اسے بعد کو تیر لگا ایک شاہد کے رجوع کو مصنف نے بیان کیا اس واسطے
کہ جارا گواہوں میں سے ایک کا بھی رجوع کرنا نہ کوٹا لے دیا کہ کذا فی الخطا دی وحل صید رہا مسلم تجسس فوصل اور طلال ہے وہ شکار جسکو مسلمان نے تیر سے مارا
پھر مسلمان مجوسی ہو گیا بعد اسکے تیر شکار کو لگا لاکھل مارا مجوسی فاسلم فوصل لما عرفت ان المستبرحۃ الرمی طلال نہیں وہ شکار جسکی طرف مجوسی نے تیر
چھینکا پھر مجوسی مسلمان ہو گیا بعد اسکے تیر شکار کو لگا اس واسطے کہ تو معام کر چکا ہے کہ تیر اندازی کی حالت معتبر ہے نہ تیر لگنے کی ہم یہ دلیل ہے جمع مسائل سابقہ کی
نفرۃ مسائل حیرت انگیز ہیں بطور پہلی کے اسی جان لو ان مجنیۃ علیہ نصف الدیۃ ولو عاش فالدیۃ فحل ضمان قطع حنثہ باذن ابہ کون جنایت گری اگر
جنایت کردہ وجائے تو اُس پر نصف دیت ہے اور اگر زندہ رہے تو پوری دیت ہے تو اسکا جواب دے کہ وہ حنثہ کرنے والا ہے جسے صغیر کی ساری قطع کڑالی اسکے
باپ کی اجازت سے یعنی باپ نے فتنہ کرنے کی اجازت دے سو اسے خطا سے پاری قطع کڑالی یہ مسئلہ چند بارندہ ہو چکا ہے اسی انسان قطع از حجب
نصف الدیۃ و قطع راسہ نصف عشر ما فعل خنین خرج راسہ فقتلہ فغیہ اخرۃ کون آدمی سے جسکے کان کاٹنے سے نصف دیت واجب ہے اور اسکے سر کاٹنے
سے دیت کا میسواں حصہ واجب ہے تو جواب دے کہ یہ مسئلہ کا وہ بچہ جسکا فقط سر نکلا سو اسکو قطع کیا تو اُس میں غرہ ہے یعنی پانسو دینار جم دیت سے ۱۰۰
دین نہیں ہے اور نصف دیت پانسو دینار ہے اور اسکا میسواں حصہ ۵۰ دینار ہے قطع گوش میں نصف دیت اسوقت ہے جبکہ بچہ قطع کے بعد مرد نہ گئے نہ
زندہ کذا فی الخطا دی اسی شیء یجب بالکافۃ دیۃ وثلثۃ خاسا فحل دیتہ الانسان شہادہ کون چیز جسکے تلف کرنے سے پوری دیت اور دیت کے تین یا چوبیس
حصہ واجب ہیں تو جواب دے کہ یہ دانتوں کی دیت ہے کذا فی الاشباہ و اسکا بیان کتاب الدیات میں تفصیل آویگا و بعد علم و استغفر اللہ العظیم

یہ کتاب ہے و قسم دیت کے مسائل میں لکھتے ہیں کہ اجماع الیہ ہو بدلتی النفس لاسم المفعول بمصدر لانه من المفعولات الشریعۃ دیت یعنی غور و
اصطلاح شرع میں اس مال کا نام ہے جو جان کا بدلہ لایا اور پینہن ہے کہ دیت مصدر ہے یعنی مفعول ہوا ہے کہ دیت مفعولات شریعہ سے ہے یعنی اطلاق دیت کا
مال پر حقیقت عرفی ہے فقہائے نزدیک لغت میں دیت مصدر ہے بائند مدت کے وزن اور قلیل میں یعنی نے کہا کہ آدمی یا غنوا آدمی کے عوض کا نام دیت ہے اور
مال کے عوض کا نام قیمت ہے اور الاش اسم لہو بہ فیما دون النفس ارش اس مال کا نام ہے جو سوا ہے جان کے غنوا آدمی کے بدلے وہب ہم اور گناہ نفس کو بھی اگر نفس
ہوئے ہیں لیکن اجماع اکثری ہی ہے جو شائع نے بیان کی دیت شیعہ احمدائے سن لایا ارباعا من ثبوت محاضرت ہونہ حقہ الی جذبۃ یا دخال الغایۃ
دیت شیعہ عذکی سوا و تینان ہیں چار قسم کی یعنی ۲۵ پوری کیسا اور تینان اور ۲۵ پوری دوسالہ اور ۲ پوری سہ سالہ اور ۲ پوری چار سالہ دیت ہے غلطہ
لا غیر اور ہی دیت غلطہ ہے نہ سوا ہے بلکہ ہم یعنی اس کے سوا چاندی سوئے سے شیعہ عذکی دیت نہیں شریعہ لایا میں ہے کہ اگر آدمی کو کسی سوا بھی اور چار سے دیت
جا نہ ہو تو غلطہ کا فائدہ باقی نہ رہتا والدیہ فی الخطا اجماعا منها ومن ابن خضاص و قتل خطا کی دیت سوا دیت ہیں پنج قسم کے اقسام دیت
مذکورہ اور ابن خضاص ہم یعنی ۲۰ اور تینان کیسا اور ۲۰ دوسالہ اور ۲۰ سہ سالہ اور ۲۰ چار سالہ اور ۲۰ سوا دیت زبور سے کیساں کے اولیٰ و تیسرے میں
او عشرۃ آلف درہم بن الحرق یا دیت قتل خطا کی ہزار دینار ہیں ہونے کے یا دس ہزار درہم ہیں چاندی کے ہم قائل کو اختیار ہے فوادہ اوٹ دے فوادہ
خواہ درہم لیکن شیعہ عذکی کو اختیار نہیں ہے قائل اثناعشر ۱۲ اثناعشر الفا اور اقام شافعی نے کہا کہ بارہ ہزار درہم دیت ہے و قالانہما ہونہ تقریبا تقریر و سن الختم لہما
و سن لکل مائتۃ کل طہ تو بان ازاد و دارو ہر شمار اور صاحبین نے کہا دیت خطا کی شیعہ مذکورہ سے اور گناہ سے دوسو دیت ہے اور ہر دیکری سے دوزار کر کے
اور اور دیت پوشیدہ سے دوسو جوڑے ہر جوڑے میں دو کپڑے تہ بند اور چاندی قول مختار ہے جوڑے کے انداز سے میں اور حضون نے کہا کہ بارہ سے زبانی میں جوڑا
قیمتیں اور سر اوہل ہے یعنی کرنا اور یا جامہ برمان میں ہے کہ قیمت ہر گناہ سے بل کی ۵ درہم ہیں اور ہی قدر ہر جوڑے کی قیمت اور ہر کمری کی قیمت ۵ درہم ہے
و کفار تھا اور خطا و شیعہ احمد عتیق قن مو من فان حجر عہ صام شہرین ولا ولا طعام فیما اولم یرد بہ نفس و لہما دیت تو قیضہ اور کفار قتل خطا
اور شیعہ عذکی مملو کی مسلمان کا آزاد کرنا ہر حجر اگر قائل آزاد کرنے سے عاجز ہو تو دوسو سے ۱ درہم روزہ رکھے اور ان دونوں کے کفارہ میں ۶۰ مساکین کا
کھانا دینا جائز نہیں اس واسطے کہ نفس قرآنی اس میں درہم نہیں ہے اور مقدار دیت مذکورہ توفیقی ہیں یعنی نفس شاریع و اندازہ ثابت ہوتا ہے اس میں کیا
مجبہ کو مطلقا دخل نہیں و صحیح اعتناق رصیع احد ابو یوسف لانه مسلم بخلا لا یجین اور صحیح ہے آزاد کرنا اس غلام شیر خوار کا جس کا باپ یا ماں مسلمان ہے اور
کہ وہ مسلمان ہے باپ یا ماں کا ساغر دے کر نہ بچہ غلٹی یعنی بچہ غلٹی کا آزاد کرنا کفارہ میں صحیح نہیں و دیت المرأة علی النصف من دیت الرجل
فی دیت النفس و ما دونہا دے ذلک عن علی رضی اللہ عنہ و قوفا و مرفوعا اور عورت کی دیت نصف نصف ہے ہر مرد کی دیت سے جان کی دیت
میں بھی اور جان کے سوا اعضا کی دیت میں بھی ہر مردی ہر علی رضی اللہ عنہ سے ہر دیت موقوف بھی اور مرفوع بھی م رویت موقوف سنن بیہقی میں ہے و عن
ابن تیمیہ الخفی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عقل المرأة علی النصف من عقل الرجل فی النفس فیما دونہما اور رویت مرفوع بھی بیہقی میں ہے
عن تذاوین جل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیت المرأة علی النصف من دیت الرجل کذا فی شرح اللہ یعنی دالہ می و لہما سن و المسلم فی الدیت
سوا و خلافا للشافعی و صحیح فی الجوزۃ انہ لادیت فی لہما سن و ذرہ فی الشریعۃ لایہن بالنسبۃ یزعم فی الاختیار و صحیح الریعی اور کا مرفوع الاسلام اور مسلمان
یعنی جو کا زحرفی دار الاسلام میں آوے یا نہ لیکر اور مسلمان دیت میں برابر ہیں برخلاف شافعی کے اور جوہرہ میں اسکی تصحیح کی ہے کہ مسلمان میں دیت
نہیں ہے اور شریعہ لایا میں لکھتا ہے کہ ہر لیکن اختیار میں ذمی اور مسلمان درہم کے برابر ہونے پر یقین کیا ہے اور ہی قول کو صحیح کہا ہے یعنی فی النفس
خبر المبتدأ و ہو قولہ لانی الدیتہ اور جان میں یعنی جان کے قتل خطا میں دیت ہے شائع نے کہا کہ فی النفس اور ہی طرح اسکی جس معنوںات خبر میں اسکی مبتدأ کی

یعنی دیت کی اولاد وراثتہ ذیل فی ارتبہ حکومت علیٰ علیٰ اوزناک میں اوزناک کے غرض مستحقین میں اوزناک کی نوک قطع کر ڈالنے میں پوری دیت ہو
اور پھر ہونے کے لکھا کہ سنی کے قطع میں دیت نہیں حکومت عدل پر بنا بر قول صحیح کے ذالذکر و استفتیٰ اور لکھ تاسل اور درز کے قطع کر ڈالنے میں پوری دیت
واجب ہے قطع زبان اور قطع بینی کی پوری دیت میں حدیث ثابت ہے اور باقی اعضا کا اپنے قیاس پر سو ما میں ہر کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ لسان کے اعضا میں
سے اگر عضو منہ پر تو نہیں کان دیت ہے اور اگر دو عضو میں تو دونوں کے قطع میں پوری دیت ہے اور ایک کے قطع میں نصف دیت ہے اور اگر چار عضو ہیں تو چاروں
کے قطع میں پوری دیت ہے اور ایک کے قطع میں چوتھائی دیت ہے اور اگر اسی میں دس عضو ہیں چنانچہ ہاتھ کی دس انگلیاں تو سب کے قطع میں پوری دیت ہے
اور ایک کے قطع سے دسواں حصہ دیت کا واجب ہے کہ انی یعنی العقل و الشیخ و الذوق و البصر و اللسان ان شیخ نطق افادان فی لسان
الانوس حکومت عدل جو ہر وہ ساقط میں نسخ شرح قتیہ اور ازالہ عقل اور سوٹھے اور کھٹے اور کھٹے میں اور قطع زبان میں دیت ہر دینہ طلیا قطع زبان ہونے کا
انفع ہو گیا ہوتا ہے کہ مصنف نے نسخ نطق کی شرط سے اشارہ کر دیا کہ گوئی کی زبان قطع کر ڈالنے میں دیت نہیں حکومت عدل پر کہ انی جو ہر وہ اور عبارت
مصنف کی شرح کے نسخ سے ساقط ہے تو اگر وہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب اعضا کی طبیعت علی وجہ الکمال فوت ہو جائے یا آدمی کا حسن جمال علی وجہ الکمال
ازاکی ہو جائے تو پوری دیت واجب ہوتی ہے مصنف اور جمال میں کمال کی قید اس واسطے لگائی کہ عضو ناقص کے فوت ہونے میں چنانچہ گوئی کے قطع زبان میں پوری
دیت واجب نہیں اس لیے کہ طبیعت اور جمال علی وجہ الکمال فوت نہیں ہوا اور اسی طرح خصی اور زنا کے قطع کے تاسل میں اور ذلیل ہاتھ اور لنگڑے پاؤں کے قطع میں
اور چشم کو اور دندان سیاہ میں نہ قصاص واجب ہے مدینہ منورہ میں حکومت عدل پر ابن ابی شیبہ کے مصنف میں روایت ہے کہ اگر کچھ دے دوسرے دے
سیر میں پھر مارا زنا نہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں تو اسکا نسخ اور زبان اور اک تاسل جاتا رہا تو وہ حوت کے ساتھ قربت نہیں کر سکتا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے
چار روٹوں کا حکم کیا کہ انی یعنی او شیخ و اکثر الحروف والاسم اللہ علیہ عند حروف اجماع الثمانیہ اور عشرین اور دس لسان تہتہ عشر تسبیحان نما ایضاً
الفاست یلزمہ دیکھا کہ فی شرح الوہابیہ وغیرہ پوری دیت قطع زبان میں حکومت ہے جبکہ قطع اکثر حروف کے ادا کرنے کا مانع ہوا اور اکثر حروف ادا ہوتے
ہوئے اور بعض نہ ادا ہوتے ہوں تو دیت کی قسمت ہوگی ایک کے ۱۰ حروف کے شمار پر یا قیاس زبان کے سولہ حروف پر دیت تقسیم ہوگی ان میں دونوں قولوں کی
تصیح ثابت ہے سو جب قدر کہ دیت فوت ہو جائے دے دے دے کو پہنچے گی مستدر حافی کو لازم ہوگی اور اگر چاہے بیان شرح وہابیہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ منہ اکثر حروف
پر کل دیت لازم ہوتا قول ضعیف ہے قول صحیح ہے کہ اگر نصف حروف کا نقصان ہو تو نصف دیت واجب ہے اور اگر ثلث یا ربع کا نقصان ہو تو ثلث یا ربع دیت
واجب ہے اور اصل میں یہ ہے کہ علی فرضی کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے کی ہرے زبان کاٹ ڈالی تھی سو اس سے حروف بڑھ گئے جو حوت اس سے نہ نکال بقدر
اس کے دیت کا حکم کیا کہ انی یعنی شرح الوہابیہ بعد البدر زبان کے خاص سولہ حروف یہ ہیں شح ذوزر شح صض واصل ن ی کہ انی الخطاوی و کتبیہ حلقہ
قلم تہنشت اور اس دارمی میں جو مؤلفی گئی پھر اس کے بال نہ ہے پوری دیت ہر م اس واسطے کہ از الدیش سے مراد کمال علی الکمال جاتا رہا اور عورت کی دارمی
سورہ نے چین کے پورے دیت نہیں اور مؤلف نے سے مطلق از الدیش و یوکل منتہ خان مات فیہا بری اور وجوب دیت میں سال عبر کی مدت مقرر ہوتی ہے پھر اگر وہ شخص سال میں
ر گیا تو مؤلف نے وہاں دارمی کا بری لکھا کہ دیت کے نتیجے سے وہی نقصان صحت الدیہ و فیما دونہ حکومت عدل شارب و کتبیہ عبد فی الصحیح اور دارمی مؤلف نے میں
آزی دیت اور دارمی سے کم مؤلف نے میں حکومت عدل پر جسے مؤلف میں وراثت کی دارمی مؤلف نے میں حکومت عدل واجب ہے قول صحیح میں ولائی فی حقیتہ کو سب علی ذقنہ
شعرات معدودہ و علی خدہ ایضاً و لکن غیر متصل فحکومت عدل و لا متصلاً فی الالذیہ و در کچھ لازم نہیں اس کے لکھنے کی ڈال دینے میں جسکی عہدی پر گنتی کے چند بال
ہوں اور اگر اس کے رخسار میں پچھری بال ہوں لیکن متصل ہوں تو نہیں حکومت عدل پر اور اگر رخسار اور ذقن کے بال بمثل ہوں تو پوری دیت واجب ہے
و بعضہا اس کے لکھ اسی اذاعتی و لم یثبت کہ از و عن علی رضی اللہ عنہ و عند التناضح فیہا حکومت عدل اور سو کے بالوں کا یہی حکم ہے یعنی جب کہ

ان کے ہاں پر چھین تو پوری دیت واجب ہے یہ حکم ہر مائے نفی رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی کے نزدیک
 انہیں حکومت عدل پر و علم نہ لاقصاص رہا ہر مطلقاً و لوات قبل تمام ہستہ و ملت فلتا علیہ شہر صدر و ساعد و ساق اور موطم کر کہ بالون میں مطلقاً
 قصاص نہیں اگرچہ خیانت عدل ہو اور اگر دہ نفس مرگیا سال پورے ہونے سے پہلے اور بال نہ میں تو جانی پر کچھ لازم نہیں ہے سوائے تفریک کے کہ ان فی الخطا دی
 بیسے صدر و ساعد اور ساق کے بال مؤثر ڈالتے ہیں قصاص نہیں والعینین و الشفتین و کما جبین و الارطین و الاذنین و الاغلیین مائے نفی نہیں
 و تدری المرأۃ و علمنا و الاغلیین اذا استاصلما و الا حکومتہ عدل اور دونوں آنکھوں اور دونوں ہونٹوں اور دونوں بھونڈوں اور دونوں پائوں اور دونوں
 کانوں اور دونوں فوطوں اور دونوں چھاتروں اور چھاتروں کی دونوں گھنڈیوں میں اور دونوں چوڑوں میں پوری دیت واجب ہے ہر بشر علیہ جو خون کو
 بالکل قطع کر ڈالے اور اگر تھوڑے قطع کیا تو انہیں حکومت عدل واجب ہے و کذا فرج المرأة من کما بین الدتہ و فی تدری الرجل حکومت عدل اور ہی طرح عورت کی
 شرنگاہ دونوں جانب سے قطع کرنے میں پوری دیت ہے اور مرد کی پستان کاٹنے میں دیت نہیں حکومت عدل ہے ہر قطع شرنگاہ عورت میں استیصال شرط ہے کہ پوری
 تک پہنچے اور نہیں تو حکومت عدل واجب ہے کہ ان فی الخطا دی و فی کل واحد من ہذہ الاشیاء المرؤۃ و جتہ نصف الدتہ اور ان دہری خیرون میں سے
 ایک چیز کے قطع میں نصف دیت واجب ہے یعنی ایک آنکھ یا ایک ہونٹ یا ایک کان یا ایک فوطہ یا ایک پستان یا ایک گھنڈی پستان
 کی یا ایک چوڑے کاٹنے میں نصف دیت ہے و فی اشعار العینین الاربعہ جمع شفرہ بغنم نہیں و صرح بعض اہل الدتہ اذا قطعها و لم یثبت اور انکھ کے
 چاروں پلکوں میں سے بالوں میں پوری دیت ہے ہر بشر علیہ پلکوں کے بال چارے اکثرین اور چہ نہ میں شارح نے کہا اشعار جمع ہر شفرہ کی بغنم نہیں اور فتح علی
 جائزہ شفرہ جارت ہر پلک سے پلک کے بالوں میں اطلاق شفرہ کا پلک پر حقیقت ہے اور پلک کے بالوں پر مجاز ہے اور دونوں میں سے جو اور نیچے مطلب صحیح
 اس واسطے کہ پلکوں اور انکے بالوں میں پوری دیت ہے کیونکہ دونوں میں انکھ کی منفعت اور جمال علی کمال ہے و فی احد باربعہا اور ایک پلک میں جو جمال
 دیت واجب ہے ہر انکھ میں پلک ہن ایک نیچے اور ایک اور تو دونوں آنکھوں میں چار پلک ہن و لو قطع جنون اشعار فادیتہ واحدة لانما الشی واحد اور اگر قطع
 ہوں پلک انکے بالوں کے ساتھ تو ایک ہی دیت ہے اس واسطے کہ پلک اور انکے بال ایک چیز کے مانند ہیں شارح کو یوں کہنا واضح نہ تھا بخون
 با شفاء کا کہ ان فی الخطا دی و فی بعض لاشعر علیہ حکومتہ عدل لکن المعتمد ان فی کل دتہ کاملہ جتنا او شعرا اور اس پلک میں جس پر بال نہیں حکومت عدل ہے
 لیکن معتد قول ہے کہ ہر ایک میں پوری دیت ہے خواہ پلک ہو یا انکے بال موطا دی نے کہا غایۃ ایمان میں یوں ہے کہ جس پلک میں بال نہیں انہیں
 حکومت عدل جگو معلوم نہیں کہ سوائے شارح کے قول معتد نہ کر کہنے بیان کیا ہے اور ایک نسخہ میں بجائے شفرہ کے شفرہ بالعدا ہے و فی کل اصبع من
 اصابع الیدین والرجلین عشر را اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پائوں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دیت کا سد ان جسد واجب ہے یعنی ہر
 دینار یا ہزار درم یا دس انصم ابو داؤد اور نسائی میں ابو موسیٰ شہر بنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انگلیاں برابر ہیں
 ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں انی یعنی دما فیہا منافع حاصل ففی احد ہا ثلث دتہ الا اصبع و نصفہا دتہ نصف دتہ الا اصبع ففیہا مفصلان
 کا لاہام اور جس انگلی میں مفصل اور جوڑتین ہن تو ایک مفصل کے قطع میں انگلی کی تہائی دیت واجب ہے اور انگلی کی نصف دیت ہے اگر انگلی میں دو جوڑ
 ہن چنانچہ اگر تیس میں و فی کل سن یعنی سن الرجل از دتہ سن المرأة نصف دتہ اگر کل جوڑہ خمس من الابل او خمسوی دینار او خمسماۃ درہم
 اور ہر دنت میں پانچ اونٹ یا پچاس دینار یا پانچ سو درم دیت ہے شارح نے کہا دنت سے مرد کا دنت مراد ہے اس واسطے کہ عورت کے دنت کی دیت
 مرد کے دنت کی دیت سے ادھی ہے بقول علیہ انفعلو و الاسلام فی کل سن خمس من الابل یعنی نصف عشر دتہ اور اذا نصف عشر قیمۃ لہا
 دیت نہ کو زنا ت ہے اس حدیث کی دلیل ہے کہ ہر دنت میں پانچ اونٹ ہیں یعنی اگر آزاد ہے تو اسکی دیت کے دسویں جسد کا نصف یعنی دیت کا

کتاب الدیات

مسار جانتین نجیب فی کل تشہیر اگر جائزہ نافذ ہو گیا یعنی بیت کا رخم پیشہ کی طرف جھوٹ نکلا تو دیت کی دوتا بیان واجب ہو اسلئے کہ جب جائزہ
دار بار ہو گیا تو دو جائزہ ہو گئے ایک بیت کی جانب سے دوسرا پیشہ کی طرف سے تو ہر جائزہ میں تہائی دیت کی واجب ہوگی دینی الحاکمۃ والدائمۃ
والدائمۃ والیاضعۃ والمتلاجمۃ والسمیاق حکومت عدل اذلیس فیما یشی مقدس جہۃ اسع ولایکن اہل دارا فوج فیہا حکومت عدل اور
حارصہ اور دہ احد اور دایہ اور باضہ اور متلاجمہ اور سقا قریب دیت نہیں حکومت عدل ہر اسواسلئے کہ ان رخصوں میں یکدہ دیت مقرر نہیں کر سکتے
السمیع یعنی شارع کی جانب سے اور انکار بیگانہ جو رنجنا بھی ممکن نہیں کر تو انہیں حکومت عدل واجب ہوئی مصلحت عبد الزرقان میں ابراہیم
سختی سے ردی ہر کہ مادون موضع میں حکومت عدل واجب ہو گئی یعنی وہی اسی حکومت عدل ان نیز کم مقدار ہر ہر لہجۃ من الموضع
فیجب بقدر ذلک من نصف عشر الدیۃ قالہ اگرچہ صحیح الاسلام اور وہ یعنی حکومت عدل ہر کہ مقدار اذلیس کیا جائے کہ اس رخم کی
کتنی مقدار ہر موضع سے بقدر اسکی دیت کے سوا حصہ سے واجب ہو گیا یہ قول ہر کہ رخی کا اوصاف کی ہر اس قول کی شیخ الاسلام نے ہم جو کہ موضع
کی دیت شرعا اقل ثابت ہر شجاع لہذا اسکو مقیس علیہ ہر یا چند کی مقدار کی توضیح ہر کہ مثلاً باضہ کو نالی کیا کہ موضع سے کس قدر ہر تو اگر اسکی
مقدار ثلث ہر موضع سے تو موضع کی ثلث دیت واجب ہوگی اور اگر ربع تو ربع دیت واجب ہوگی دینی ہر اقیاس وجہ توضیح قول کرخی کی ہر کہ اس
رجوع ہر خصوص علیہ کی طرف کذا فی بعضی وقیل قالہ اتحادی لقیوم الشیوخ عبد اللہ بن الدار رحمہ فقہر التفاد بین ایتین نے اگر
من الدیۃ دینی بعد من ایتہ فان نقص ہر عشر قیمتہ ازہ عشر دیتہ وکذا فی نصف وثلث اور حکومت عدل کی تفسیر میں دوسر قول اتحادی کا یہ ہر
کہ مخرج الزمس کو غلام قرار دے کہ ہر دن اس رخم کے انکی قیمت مقرر کیا جائے ہر اس رخم کے ساتھ اسکی قیمت میں کیا جائے ہر ہر قدر زلفات ہر دونوں
قیمتوں میں اسی قدر آزاد دین اسکی دیت سے لیا جائے اور غلام میں قیمت سے تو اگر قیمت سے دسواں حصہ ہو تو آزاد کی دیت سے دسواں حصہ لیا جاوے
اور اگر اسکی نصف اور ثلث میں یعنی اگر رخم سے نصف قیمت کم ہو گئی ہر تو نصف دیت حکومت عدل ہر اور اگر ثلث کم ہو تو ثلث دیت حکومت عدل ہر ہو
اسی ہر التفاد ہر اسی حکومت عدل یعنی کما فی الوادیۃ والبقایۃ والتمسقی والدرد و خانہ وغیرہ رخم ہر فی جمع دینی تفاد بین ایتین ہر
حکومت عدل ہر اسی اتحادی کے قول پر فتویٰ ہر چنانچہ دایۃ اور نقایۃ اور تمسقی اور درد و خانہ وغیرہ میں ہر اوصاف میں اسی قول پر یقین کیا ہر اور
اسی قول کو طوائف نے لیا ہر اور ہر قول ہر ایتہ ثلثہ کا اور اعلیٰ علیہ کا ابن ہر نے کہا ہر قول محفوظ ہر اہل جہاد سے کذا فی بعضی دینی خلاصۃ انما یتقیم قول
الکرخی لو یخایۃ فی وجہ و ہر فیئذ یفتی بہ ولوی میر ہر او عسر علی الفتی یعنی بقول اتحادی مطلقاً لہ اسیر ہر می وخواہ فی کجورۃ زیادۃ اور غلامہ میں
ہر کہ کرخی کا قول تو خاص اسی صورت میں یتقیم ہر جبکہ خیاب چہرہ اور ہر میں ہو تو اسوقت میں کرخی کے قول پر فتویٰ ہوگا اور اگر چہرہ اور ہر کے
سوا اور کہہ رخم ہر یا مفتی پر شکلی پڑے موضع پر قیاس کرنا کرخی کے قول پر تو اب اتحادی کے قول پر فتویٰ دے مطلقاً اگرچہ جہت چہرہ اور
ہر میں ہو اسواسلئے کہ اتحادی کا قول آسان تر ہر اتنی مافی خلاصۃ اور اسی کے مانند جوہر میں ہر زیادت بیان کے ساتھ وقیل تفسیر حکومت ہر
ما یحتاج الیہ من النقصۃ واجزۃ الطیب والادویۃ الی ان ہر اور بعضوں نے کہا تفسیر حکومت عدل کی وہ ہر کہ جبکی حاجت پڑے مجملہ خداک اور اجرت ہر
اور قیمت ادویہ کے رخم کے صحیح ہو جانے تک نام طحاوی نے کہا کہ قول مفتی ہر کو نو معلوم کر چکا یعنی تو یہ قول ضعیف قابل اعتماد کے نہیں ہر و
لاقصا ص فی جمیع الشجاج الا فی الموضع عمداً اور قصاص نہیں جمیع شجاج میں مگر موضع عمداً میں شجاج مافوق موضع یعنی ہر شہہ اور مطلقاً اور آیت میں
بالاتفاق قصاص نہیں اور مادون موضع یعنی حارصہ اور دایہ اور باضہ اور متلاجمہ اور سقا قریب دیت نہیں تو وہاں عمدہ میں وہ واجب ہر خطا میں وجوب ہر کذا
وقویۃ یتوئی عمدہ وخطا فیہ اور جمیع شجاج میں قصاص نہیں آیت میں عمدہ وخطا دونوں برابر ہیں یعنی تو وہاں عمدہ میں وہ واجب ہر خطا میں وجوب ہر کذا

فی الخطا دی من الحیة لکن ظاہر المذہب وجوب قصاص قیام قبل الموضع ایضا ذکر محمد بن الامین و ابو الیاس در دینی و ابن المان و غیرہ لا مکان لسا و او
 بان سیر خور یا سببار قم تیغ حدیدہ بقدرہ فیقطع لیکن ظاہر مذہب وجوب قصاص و ان شجاع بن یحیی جو غصہ سے پہلے مذکور ہیں یعنی عاصہ اور دوسرے اور
 دامیہ اور بائعہ اور سلاطین و سحاق بن یزید کہ کیا ہر محمد بن حسن نے اصل یعنی بسو طامین اور سہی قول یعنی وجوب قصاص ماقبل ہر قصہ کا صحیح تر یہ کہ انی اللہ
 و المجتبیٰ و ابن المان و غیرہ اس واسطے کہ شجاع مذکور میں برابری کرنا ممکن ہے اس طرح ہر کہ زخون کا عقی اور گھراؤ و نمان کیا جائے کہ امتحان سے
 خطا سلائی و ذیرہ سے بچا رہی جیہا سے بقدر اسکے بچرنا قطع کیا جائے کافی میں ہر کہ یہی قول صحیح ہے بدیل ظاہر قرآن و ہر روح قصاص یعنی خون میں
 قصاص ہے اور ہتھار سادات کا ممکن ہے کہ انی یعنی دستہ بنی اسرائیلہ لیسحاق غلاتھا و اجماعا کما لا یؤدیما بعدہا کا لہائتہ و السقلۃ بالاجماع و
 عواہ لیلوہ فی حفظہ و شریعہ لیلہ بن سحاق کو مستثنیٰ کیا ہے تو انہیں بالاتفاق قصاص نہیں ہے مابعد ہر قصہ چنانچہ ہائتہ و ذیرہ لیلہ بن سحاق قصاص نہیں
 اور شریعہ لیلہ بن سحاق کو مستثنیٰ کیا ہے تو انہیں بالاتفاق قصاص نہیں ہے مابعد ہر قصہ چنانچہ ہائتہ و ذیرہ لیلہ بن سحاق قصاص نہیں
 میں کہا اور قصاص نہیں ہر اور بدن کی کھال میں اور زخار اور پیٹ اور پیچہ کے گوشت میں جم شاید کہ یہ قول غیر ظاہر اور دوسرے یا جلد اس سے قطع سحاق حراد
 ہر عالمگیری میں محیطہ شری سے منقول ہے کہ جو جراحات چہرہ اور سر کے سوا بدن میں واقع ہیں انہیں حکومت عدل ہر جگہ ہر محل جاسے یا قوت جاسے
 بشرط بقار اثر اور اگر جرح کا اثر باقی نہیں رہا تو شیخیں کے نزدیک انہیں کچھ نہیں اور محمد کے نزدیک انہیں قصاص و قیمت معاوضہ کی لازم ہے کہ انی
 و خطا دی و لاقی لیمتہ و ذکرہ و وجاہہ اور نہ قصاص ہر جگہ ہر مارنے اور کی مارنے اور ضربید میں ہم عدم قصاص کو عدم تعزیر لازم نہیں دینی سلم جلد الوہ
 لمان الدیہ اور چہرہ کی کھال اکھاڑنے میں پوری دیت ہر دینی کل اصابع الید الواحدہ نصف دیتہ و لومع الکف و ذیرہ لیلہ بن سحاق اور ایک ہاتھ
 کی سب انگلیوں کی قطع میں نصف دیت ہے اگرچہ پانچوں انگلیاں تھیلی کے ساتھ کٹ گئی ہوں اس واسطے کہ ہتھیلی انگلیوں کے تابع ہے ہر حصہ نصف دیتہ
 اونٹ یا ۵۰۰ دینار یا پانچ سو درہم ہر وضع نصف ساعد نصف دیتہ و لومع الکف و حکومت عدل نصف ساعد و لکڑا اساق اور ایک ہاتھ کے قطع اصابع میں
 ساعد کے ساتھ نصف دیت و جب ہر تھیلی کے سبب سے اور حکومت عدل و جب ہر نصف ساعد کے سبب سے اور یہی حکم ہر تھیلی کا یعنی اگر یا تو ان کی
 انگلیاں آدھی تھیلی کے ساتھ قطع ہوں تو کف ہر تھیلی کے سبب سے نصف دیت ہے اور تھیلی کے سبب سے حکومت عدل ہر دینی قطع کف و ذیرہ لیلہ بن سحاق
 عشر یا اوجھ سالت و شریعہ اور ان تھیلی کے قطع میں جہیں ایک انگلی یا دو انگلیاں ہیں و سوان حصہ دیت کا یا پانچواں حصہ دیت کا و جب ہر شریعہ
 کہایہ نصف شریعہ ہر یعنی ایک انگلی میں و سوان حصہ ہر دو انگلیوں میں یا پانچواں حصہ و لاشی کی کف عند ابنی عقیقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کما لوکان
 فی الکف ثلث اصابع فانہ لاشی فی الکف بالاجماع و لکڑا کثر ظلم اکل اور چھ و جب نہیں قطع کف میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چنانچہ اگر
 کف میں تین انگلیاں ہوں تو قطع کف میں کچھ و جب نہیں بالاتفاق امام ابو حنیفہ کے اس واسطے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہر یعنی جس طرح کف
 میں کچھ و جب نہیں جبکہ پانچوں انگلیاں قطع ہوں تو اسی طرح تین انگلیوں کے قطع ہونے سے کف کا بدلہ لاکچھ نہیں ہے اور یہ مراد نہیں کہ قطع کف
 اصابع سے ہاتھ کی پوری دیت و جب ہر اس واسطے کہ تن میں مذکور ہو چکا کہ ہر انگلی میں و سوان حصہ دیت کا و جب ہر کڈنی الخطا دی دینی جو اہر
 الفتاویٰ ضربید برجل و بری الا انہ لا یصل یدہ الی فہا بقدر نقصان یوحض من جملة الدیہ ان نقصان السلطان قلنا الدیہ و لکڑا و ذیرہ نصف اور
 جو اہر الفتاویٰ میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ کو مارا اور وہ چکا ہو گیا مگر یہ کہ اسکا ہاتھ گردن کے نیچے نہیں پہنچتا تو بقدر نقصان و سوان
 پوری دیت سے لیا جاسے گا اگر نقصان بقدر و ثلث کے ہو تو دیت کے و ثلث واجب ہو گئے اور اسی طرح ثلث اور ربع اور نصف کو قیاس
 کیا جائے اور نصف نے شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہے و نہیں کیا ہے و لوقیع فصلا من الامع ثلث الباقی و فی اصابع ثلث الکف لازم

دیتہ انقطاع فقط و سقط انفصال فافهمه وان مخالفت الدھر کذا ذکرہ بشرط ثلاثہ و سببی قضا اور اگر انگلی کی ایک پور فصل سے کافی سوبائی انگلی خشک ہو گئی یا انگلیاں قطع کیں سو تب تک خشک ہو گئی تو فقط ویت مقطوع کی لازم ہوگی اور قصاص ماقط ہوگا سو اسکو سمجھ لے اگرچہ قول در کے مخالف ہو ایسا بیان کیا ہے بشرط ثلاثہ اور اگر کسی میں شرح خطاوی سے جماعی مسئلہ یوں مذکور ہے کہ جو عضو مثل ہو گیا انگلی دیت واجب ہو اگر وہ انگلی پر تو انگلی کی دیت ہو اور اگر کھٹ ہو تو کھٹ کی دیت ہو اور اگر لمبی میں ہے کہ جب تمام انگلی پیکار ہو گئی تو تمام کی دیت واجب ہو اور اگر لائق انتفاع ہو تو مقطوع کی دیت اور باقی میں حکومت عدل بالا جماع ہو اور یہ شراح اور باتن کے مخالف ہے کہ انی الخطاوی وفي الاصحح الزائدة وعین الصبہ و ذکرہ ولسانہ ان لم یعلیم حتمہ فیظرفی العین وحرکتہ فی الذکر وکلام فی اللسان حکومت عدل اور پانچ سے زیادہ انگلی میں و صغیر کی انگلی اور کتہ تامل اور انگلی زبان میں حکومت عدل ہو اگر صحت و سلامتی اسکی معلوم نہ ہو تو انگلی میں تو نفیر کرنے سے اور کتہ تامل میں خیش کرنے سے اور زبان میں بونے سے م راندہ انگلی میں خوشنالی نہیں جو دیت واجب ہو اور اگر کتہ و غیرہ سے منافع مخصوصہ مقصود ہیں پھر جب وجود منافع معلوم نہیں تو خشک سے پوری دیت واجب ہوگی حکومت عدل واجب ہوگی فان علت لصحة فمالغ فی خطا و اعدا بابت بنیتہ او باقرار کجائی وان انکر افعال لاعرف حتمہ حکومت عدل جو ہرہ پھر اگر صغیر کی انگلی و غیرہ کی صحت معلوم ہو تو اب وہ جو ان کے مانند ہر خطابا بعد میں جبکہ گواہی سے یا جانی کے انوار سے ثابت ہو اور اگر وہ منکر ہو یا کہ میں اسکی صحت کو نہیں جانتا ہوں تو حکومت عدل واجب ہو کہ انی جو ہرہ و دخل ارش موضعہ از بہت عقلہ و غیرہ اسے فی الدیہ لدخول پھر فی الکلی ان قطع صبا جانشکلت الید اور اس موضع کی دیت جسکے صدر سے عقل اسکی یا اسکے سر کے بال جانے سے آدمی کی پوری دیت میں داخل ہو جاوے گی بسبب دخل ہونے خبر کے کل میں مانند اہل شخص کے جسے انگلی دوسرے کی قطع کی ہو یا کتا یا خشک ہو گیا تو انگلی کی دیت یا قہر کی دیت میں داخل ہو جاوے گی عقل کے فوت ہو جانے سے سب اعضا کی منفعت باطل ہو جاتی ہے اس واسطے کہ متعلق بہ دن عقل کے متصور نہیں تو گویا ہر مردہ ہو گیا کہ فی الخ و ان و ہر سبب سمعہ و بصرہ و لطفہ لا تدخل لانا کا اعضا مختلفہ بخلات العقل لعود دفعہ لکل اور اگر حرجت موضع سے اسکی سماعت یا بصرات یا لکلی جاتی ہی تو موضعہ کی دیت پوری دیت میں داخل نہوگی اس واسطے کہ سماعت و بصرات اور بصرات اور گویا کی اعضا مختلفہ کے مانند ہیں بخلات عقل کے اس واسطے کہ عقل کا نفع سب اعضا کی طرف رجوع کرنا ہر جب سمعہ و بصرہ اور گویا کی منفعت خاص خاص ملحدہ ملحدہ ہوئی تو اعضا مختلفہ کے مانند ہونگے تو ایک دوسرے میں داخل نہوگا تو موضعہ کی دیت جدا دوسراعت و غیرہ کی جدا واجب ہوگی و لا تو دان و بہت عینا ہ بل الدیہ فیہا خلافا لہما اور قصاص نہیں اگر موضعہ سے دونوں انگلیاں جاتی رہیں بلکہ دونوں میں یہی موضعہ اور انگلیوں میں دیت واجب ہوگی بخلات صاحبین کے ہم صاحبین کے نزدیک موضعہ میں قصاص نہ انگلیوں میں دیت ہو و لا قطع اصح مثل جارہ خلافا لہما اور قصاص نہیں اس انگلی کی قطع سے جسکے پاس کی دوسری انگلی خشک ہو گئی بلکہ دونوں عضو کی دیت واجب ہوگی بخلات صاحبین کے یہی اس کے نزدیک دل میں قصاص ہو اور دوسری میں دیت ہو کہ انی الخطاوی و لا اصح قطع مفصلہ الاعلی مثل باقی ہر الا صاب کنا و یہ مفصل و حکومت قیامتی اور قصاص واجب نہیں اس انگلی میں جب کا مفصل علی کا ناگیا ہو باقی انگلیاں خشک ہو گئیں بلکہ مفصل کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہر جسکو شراح نے کہا تھا کہ تن میں آویگا و لا تو دیکھتے سن سوتا و اصغر و اقصر قیما بعد سر بل کل دیت اس اذ فات منفعتہ انقطع و الا فساد عماری حالتہ انظم فالدیہ ایضا و لا حکومت عدل لمبی بقول الدھر و الا فلائی فیہ قیما فیہ مافیہ اور قصاص نہیں نصف دیت توڑنے میں جبکا نصف باقی توڑنے کے بعد سیاہ یا زرد یا سرخ ہو گیا بلکہ دیت کی تمام دیت واجب ہوگی جب کہ جہانے کی منفعت فوت ہو جاوے اور اگر جہانانا فوت نہوگا تو اس صورت میں اگر تو نا دیت نفیر آتا ہو بونے کے وقت تو ہی دیت ہو اور اگر نظر آتا ہو تو حکومت عدل ہو کہ انی اولیٰ تو در کے یوں کہتے ہیں کہ اگر جہانانا فوت نہیں ہو تو انگلی پھر واجب نہیں اعتراض اور دخل ہر محل ہے کہ کہ انگلی نفع مطلق مذکور ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ باوجود عدم

یا بن کا زخم جو حامل ہوا تھا کوڑے وغیرہ کی ضرب سے چکا ہو گیا اور اسکا نشان باقی نہ رہا تو نہیں کچھ دیت نہیں مگر اسوے کہ موجب دیت کا ہونا ہی اور زوال الفح ہر سوسیکلے اور لے اور نشان بجائے سے زائل ہو گیا اور فقط در کسی شے کا موجب نہیں جیسے ضرب در داک غیر فاحش میں اور فنام موٹم میں کچھ دیت نہیں بلکہ تہریر میں مالک کو اختیار ہے وقال ابو یوسف علیہ ارض الالم ہی حکومت عدل و قال محمد بن حنفیہ من لیسقہ الی ان ہر اس اجزۃ السبب من الدوا اور ابو یوسف نے کہا کہ حاج پر در دکان ہونا ہی معنی حکومت عدل ہے اور محمد بن نے کہا جسقدر زخمی کو خراج لائق ہوا اگر صحت ہوئے تاک طیب کی اجرت اور ورنہ کے نہیں سے وہ حاج پر لایم ہوگا و فی شرح الخاوی مفسر قول ابی یوسف رحمہ اللہ ارض الالم باجزۃ السبب و لہذا و علیہ لافلا تہینما قالہ المصنف وغیرہ قلت وقد قدرنا نحوہ عن احدثی اذکر ہما عندہ روایتین فقہیہ اور طحاوی کے شرح میں ہے ابو یوسف کے قول یعنی فرما ہے در کی تفسیر اجرت طیب اور اجرت واقع ہوئی ہے تو موجب اس تفسیر کے ابو یوسف اور محمد بن کے قول میں مخالفت باقی نہ رہی ایسا کہ اگر مصنف وغیرہ نے میں کتا ہوں اور بہتہ ناسد اسکے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں جیسے سے صاحب مجتبیٰ نے اس مسئلہ کی شرح میں ابو یوسف سے دو روایتیں مذکور کی ہیں سو خبر در ہر ہر دم دور و اتوں سے ایک روایت محمد کے موافق ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ صحیح سالم غلام کی قیمت کجا سے پھر اسکی قیمت اس در کے ساتھ کجا سے شائع ہے بلفظ تنبیہ اشارہ کیا کہ شرح الخاوی کی تفسیر ابو یوسف کی ایک روایت کے موافق البتہ ہو سکتی ہے کہ انی الخطاوی ولایقا در جرح الاعرابہ خلافا لاشافعی اور قضا میں لینا جاتا زخم کا اگر اسکے چلنے ہو جائے کے بعد بخلاف شافعی کے مسمد احمد اور دارقطنی میں حدیث موی ہے کہ کہ تخریفات علیہ المعلومۃ والسلام نے قصاص لینے سے منع فرمایا جب تک زخمی چکا ہو جائے اور دلیل عقلی یہ ہے کہ جراحات میں انجام انکا معتبر ہے بنا پر کہ زخم کی شدت سے زخمی ہو جائے تو اب جرح قتل ہوگی تو زخم ہونا بدین صحت کے نہیں معلوم ہو سکتا کہ انی لم یخ و عند الصبی و المحنون و دفعوہ خطا بخلاف اسکران و علی علیہ و صغیر و محنون اور بدیم اور بیوش کا عمد خطا ہے بخلاف مست اور غش و اسے کہ انکا عمد خطا نہیں و علی عاقلۃ الدیۃ ان لیت نصت اعترفا کثر و کم لیکن سن نجم والا فہ مالہ در اور صغیر یا محنون کے عمد میں اسکے مددگاروں پر دیت ہے اگر دیت بیسویں حصہ تک ہو پچھ یا زیادہ اور صغیر یا محنون عجمی بنو یعنی عزلی ہو اور اگر بیسویں حصہ سے دیت کم ہو یا صغیر وغیرہ عجم کا رہتے والا ہو تو خود صغیر کے مال میں دیت واجب ہوگی کہ انی الدرر ولا کفارة ولا حرمان ارث خلافا لاشافعی اور صغیر اور محنون کے قتل عمد میں نہ کفارہ ہے نہ میراث مقتول سے محروم ہو نہ بخلاف شافعی کے م کفارہ اسوے نہیں کہ صغیر اور محنون پر گناہ ثابت نہیں اور حرمان میراث عقوبت ہے اور صغیر اور محنون لائق عقوبت کے نہیں ولو جن بعد التسل قتل و قیل لا و کما فیما علقہ علی الملتفی اور اگر قاتل دیوانہ ہو گیا بعد قتل کے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے گا اور بعضوں نے کہا کہ قتل ہوگا اور اسکا پور بیان ہمارے ملتفی کی شرح میں ہے جیسے ضرب سن صبی فائز عما یطر بلوغ البصی المضر ب ان بلغ ولم یبت علی عاقلۃ الدیۃ ولو من اعجم فہ مالہ در و تحقیق نے اہل قاتل ایک صغیر نے دوسرے صغیر کے دہت پر مارا سو اسکو اٹھا تو انتظار کرنا چاہیے صغیر مضر ب کے مانے ہونے تک میرا کردہ مانع ہو اور دہت نہ نکلا تو اسکے مددگار دین دیت ہے اور اگر صغیر ضارب عجم کا رہتے والا ہے تو خود اسکے مال میں دیت ہے اور ہم مجبورین کے دیت کی تحقیق بیان کر نیلے کتاب اہل قاتل میں ممتہ فائدہ ضروریہ حکومت عدل الاصلیہ لافلا تہینما علی الصبی کما فی تہریر البصیر مضر ب لالتا فائزہ حکومت عدل کو عاقلہ یعنی جاسے کے مددگار تحمل نہیں ہوتے بنا پر قول صحیح کے ہر طرح یعنی خواہ حکومت عدل و فحکم کی دیت سے کم ہو یا زیادہ یا برابر یا خیر تو زیادہ

میں ہر ضرب بقتا دی نانا خانہ

فصل فی الجنین یہ فصل ہے بچہ شکم کے مسائل میں جنین اس بچہ کا نام ہے جو ہنوز بی مان کے پیٹ میں ہے ضرب بطن امراۃ حرة حامل خرج الایستہ و البیستہ و یصح حکما طلت بل للشرط حرۃ الجنین و دن اسکا ممتہ علقہ من شید یا و دن المعز بہتہ الفرۃ علی العاقلۃ در عن الزلیعی فالعجب

من المصنف کیف لم یذکرہ ایک مرد نے حاملہ آزاد عورت کے پیٹ پر مارنا شایع ہے کہ آزاد عورت کی قید سے لوندی اور ناکار کا حکم خارج ہو گیا اور دونوں کا حکم
اگے آگیا میں کتابوں بلکہ سچے شکی کا آزاد ہونا شرط ہے نہ اسکی مان کا چنانچہ وہ لوندی جو اپنے مالک سے حاملہ ہوئی یا مرد خرب خورد سے حاملہ ہوئی تو اسکے
بچہ مرد جانے میں غرہ یعنی دیت ہر قاتل کی عاقلہ پر کذا فی الدررین اور بی تو مصنف سے تعجب ہے کہ اُس نے حریت جنین کی شرط کو کیونکر نہ بیان کیا یعنی باوجودیکہ
مصنف صاحب درر کی اکثر شایعت کرتا ہے یہاں اسکے مخالف بیان کیوں کیا مرد خرب شکم شال ہے نہ قید تو یہی حکم ہے ضرب پشت کا شرح تشریحین ہے کہ ضرب جنین
کی شرط ہے کذا فی الخطاوی ولو كانت المرأة کنسائیة او محوسیة او زوجیة فالقتل جینما مستأجراً وجب علی عاقلة غرة غرة اشہر اولہ ذرہ اولہ عاویہ والدیات
اگرچہ عورت مفردہ یعنی اہل کتاب سے ہو یا محوسی قاتل کی زوجہ ہو سو صد ضرب سے عورت سے بچہ مردہ آزاد پیٹ سے گرایا تو قاتل کی عاقلہ پر غرہ واجب ہے
شایع ہے کہ غرہ شہر عمارت ہے اول شہر سے اور یہ دیت جس کا غرہ نام ہے اول متادریات سے ہم شایع ہے یہ وجہ تسمیہ بیان کی غرہ فہم غنیمت مجیدہ و شہیدہ ارباب شہر
محمد مال سے چنانچہ گھوڑا اور اونٹ اور غلام اور لوندی کذا فی المغرب شیخ الاسلام کی مسودین ہے کہ بدل جنین کا غرہ نام رکھا سو ہے کہ آئین غلام کا دینا واجب ہے
اور غلام کو غرہ کہتے ہیں اور دوسری وجہ تسمیہ شایع کی موافق مذکور ہے کذا فی ابینی نصف عشر الدیۃ اسی دیتہ ارجل او جنین ذکر او عشر دیتہ المرأة لواءشی وکل سہما
تسمیۃ درجہ غرہ عمارت ہر دیت کے بیسویں حصہ سے یعنی مرد کی دیت کا بیسواں حصہ اگر جنین مرد ہو اور عورت کی دیت کا دسواں حصہ اگر جنین عورت ہو اور دونوں
پانچ سو دم ہر مرد کی دیت دس ہزار دم ہے تو اسکا بیسواں حصہ پانچ سو دم ہے اور عورت کی دیت پانچ ہزار دم ہے تو اسکا بھی دسواں حصہ پانچ سو دم ہوا فی سنۃ و قاتل
الشافی فی ثلث سنین کا لکھ دیتہ و قاتل مالک فی مالہ و کذا قلعہ صلی اہل علیہ وسلم جنین مردہ میں غرہ یعنی پانچ سو دم و جنین قاتل کے عاقلہ پر ایک سال کے اندر اور
وام شافعی نے کہ تین سال کے اندر دیت کے مانند وجہ ہیں درام مالک نے کہا کہ قاتل کے مال میں وجہ ہے اور ہاری دلیل فعل رسول اہل علیہ وسلم ہم مجتہدین
میں حدیث طویل سے مروی ہے غرہ عبد او متہ تسمیۃ او صحیحین میں بی بکرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اہل علیہ وسلم نے نبی بیان کی عورت کے جنین میں غرہ عبد یا متہ کا حکم کیا لیکن تین
... کا ذکر نہیں اور محمد بن جح کے موطا میں سید بن سب سے روایت ہے کہ رسول اہل علیہ وسلم نے اس جنین میں جو بیٹے کے بیٹے میں مقبول ہو غرہ عبد یا ولیدہ کا حکم کیا اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں جابر سے روایت ہے کہ نبی صلی اہل علیہ وسلم نے جنین میں عاقلہ قاتل پر غرہ قرار دیا کذا فی ابینی فان لقمۃ حیاء مات فدرہ کا لکھ پھر اگر حاملہ نے زندقہ
پھر وہ مر گیا تو پوری دیت وجہ ہے ضارب پر وان لقمۃ یقتا فماتت لام فدرہ فی الام وغرہ فی جنین الماتقران الفعل بعد بعد دترہ اور اگر حاملہ نے مرد بچہ گرایا پھر
مان اسکی لگی تو مان میں دیت وجہ ہے اور بچہ میں غرہ اسو ہے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ فعل متعدد ہو جاتا ہے اپنے اثر کے تعدد سے چنانچہ ایک شخص نے تیر مارا سو اس سے
یا ہو کر دوسرے کو قتل کیا تو تیر انداز پر دو دینیں جب ہیں اگر دونوں فعل ازراہ خطا ہیں اور اگر اول عمر ہے تو قصاص اور دیت وجہ ہے کذا فی الخطاوی ورجح بالذخیرۃ
بعد وغرہ تو عین فاکتر اتی قلت وظاہرۃ تعدد الدیۃ لمرہ فلیرجع اور ذریعہ میں تعدد وغرہ کی تفسیر کی ہے کہ اگر دو بچے مردہ ہو کر سا قسط ہوں یا زیادہ اتنی مافی الذخیرۃ
کتاب ہوں اور ظاہر تعلیل سے دیت کا بھی متعدد ہونا معلوم ہوتا ہے اور میں نے اسکو صرح نہیں دیکھا تو کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو یہ ہیں کہ اگر حاملہ دو جنین
گرایے تو دو غرہ واجب ہیں اور اگر ایک زندہ کل کر دیا تو اور دوسرا مردہ کلے تو غرہ اور دیت وجہ ہے ضارب پر اور اگر مان لگی پھر دو بچے مردہ ہوئے تو فقط مان کی
دیت وجہ ہے اور اگر مان کے مرنے کے بعد دو جنین نکلے پھر گئے تو تین دیتیں وجہ ہیں کذا فی الخطاوی وان ماتت فالقتل یتا فدرہ فقط و قاتل الشافی غرہ
دیتہ اور اگر مان لگی اور اسے مردہ بچہ گرایا تو فقط مان کی دیت ہے اور ام شافعی نے کہا کہ غرہ جنین اور دیت مان کی وجہ ہے ہم ام عظم کی دلیل ہے کہ ظاہر مان
کا مرنا موت جنین کا سبب ہے کیونکہ اسکا جینا اسکے جینے سے ہے اور اسکا دم لینا اسکے دم لینے سے تو جنین کی موت اسکی مان کی موت سے ثابت ہوتی ہے اور یہ
احتمال بھی ہے کہ صدر ضرب سے جنین مراد ہو تو شک سے ضمان نہیں ہوتا وان علقۃ حیاء بعد ماتت بحب علیہ دیمان کما اذا علقۃ حیاء واما اذا حاملہ
عورت نے زندقہ بچہ گرایا ہے عجانے کے بعد تو ضارب پر دو دینیں وجہ ہیں چنانچہ تسمیۃ میں دو دینیں جب ہیں جبکہ عورت نے زندقہ بچہ گرایا ہے اور عورت و دونوں

کذا فی صدر الشریعہ وعند الشیخین دیتہ وپرواۃ عتاد اور ائمہ شیعہ کے نزدیک دیت جین کی وجہ سے یہ قیمت اور یہ قول ہمارے بعض شایخ سے مروی ہے
 چنانچہ غرالا سلام بروی نے شرح جامع صغیر میں بعض شایخ مذہب سے نقل کیا ہے کہ انی اخطاوی ولا الکفارة لیکن عندنا جو مال نہ یا دیتی ان دفعہ میں
 اور کفارة وجب نہیں قتل جنین میں ہمارے نزدیک اگر مردہ گرا جو بلکہ کفارة مستحب ہے کہ انی اخطاوی ہم بھی وجوب اس واسطے ہے کہ کفارة شرع میں ثابت ہو لیکن
 کلام میں تو اس کے غیر میں تعدی ہوگا وجہ احتیاط یہ ہے کہ ضارب ترکب اور منع کا ہو تو قرب الی لہذا کرنا اور ایسے فعل پر سے استغفار کرنا افضل ہے کہ انی اخطاوی
 وشرہما وان خرج حیاتیات فقیہ الکفارة کذا مخرج بہ فی کماوی القندی وپرواۃ من کلام تم تعظیم وجوب الدیۃ حیثہ فجب الکفارة فیہ مال یا بخس
 فلیخففہ اور اگرچہ زندہ ہی سے نکلا پھر وہ مر گیا آئیں ضارب پر کفارة ہر اسی طرح تصریح کی ہے حادی قندی میں وروہ یعنی زندہ کرنے میں کفارة مہوم ہونا اگر
 فقہائے کلام سے اس لیے کہ فقہانے در صورت زندگی میں اور مرنے کے مرجانے میں وجوب دیت کی تصریح کی ہے پھر جب دیت وجب ہوئی تو کفارة بھی وجب ہوگی
 آئیں چنانچہ یہ آخری نہیں تو اس فیصلہ کو یاد رکھنا چاہیے یعنی اس واسطے کہ اکثر کتب فقہ میں مسئلہ مصرع نہیں دیا ہوتا بعض فقہاء کفر وشرع کلام فیما ذکر من
 الاحکام وعدۃ ونفاس کما فی بابہ اور جس میں کلمہ حکم ظاہر اور پیدا ہوا چنانچہ ناخن اور بال وہ پوس بدن والے جن میں کہ تفسیر ان احکام میں جو ذکر ہو چکے
 اور عورت کی عدت اور نفاس کے احکام میں چنانچہ اپنے باب میں گذر گیا وشمس العزۃ عاقلۃ امراۃ فی شتہ وادعۃ دان لم یکن لہا مالۃ مفعی ما لہا فی سنتہ
 ایضا صدر الشریعہ دلم نام مال متین بعض قطعہ دمری اکثر نظاما مقطوعۃ یتاحد اید واور او فعل کثیر بابلنا بلا اذن مردہا اور جس عورت اذونے مرد پر ساقط
 کر دیا عمدہ اذون اپنے شوہر کے کسی دوا یا کسی فعل سے جسے اپنے پیٹ پر بار کے تو عورت کی عاقلہ پر غرہ کا ضمان وجب ہے ایک سال کی مدت میں اور اگر عورت
 کا عاقلہ نہ ہو تو خود عورت کے مال میں بھی غرہ وجب ہر سال کے اندر کما فی صدر الشریعہ اور عورت گنہگار نہ ہوگی سقاط سے جب تک جنین کا بعض بدن ظاہر نہیں
 ہوا اور یہ مسئلہ کتاب بکھر میں نظم مذکور ہو چکا م شایخ کو یوں کہنا مناسب تھا کہ سقاط سے عورت گنہگار ہوگی اور اسطیکہ بیان کلام ہے وجوب غرہ میں اور وہ
 وجب نہیں ہوتا مگر جبکہ بعض حضار بدن ظاہر ہوں پھر شایخ یوں کہتا اور اگر بعض حضار بدن ظاہر نہ ہوں تو سقاط میں گناہ نہیں کذا فی اخطاوی
 فان اذن اذون عمدہ لا غرہ لعدم تعدی پھر اگر عورت کو اس کے شوہر نے سقاط کا اذن دیا یا عورت نے سقاط کا ارادہ نہیں کیا اور سقاط ہو گیا تو غرہ نہیں
 کا وجب نہیں مگر تعدی کے سبب سے بعض دونوں صورت میں عورت کا کچھ قصور میں زمینعی و صاحب کافی نے در صورت اذن شوہر مدم وجوب غرہ مذکور کیا ہے لیکن غرض
 نے کہا کہ یہ قول ضعیف پرستی ہے نہ قول صحیح پر اس واسطے کہ نفوس میں بات جاری نہیں تھا نہ فی حاشیہ اخطاوی واورات امراۃ ففعلت لا یصل لما مودۃ اور اگر
 زدنے دوسری عورت کو سقاط جنین کا اور کیا سو اسے گرایا تو عورت مامورہ چھان نہیں ورام الولد اذا فطنت بفسا حتی سقطت فلا شی علیہا لا تحالۃ ولین علی مولدہ
 مال یعنی حیثہ فجب للمولی العزۃ لانه موزور ورام ولہ جبکہ بذات خود سقاط جنین کرے تو اس پر کچھ وجب نہیں بسبب محال ہونے دین کے مملوک پر یعنی غرہ جنین کا
 دین ام ولہ پر نہیں ہو سکتا جبکہ وہ لوڈی سختی ملک غیر شوہر جبکہ وہ غیر مولی کی ملک ثابت ہوگی تو مومے کے واسطے غرہ ثابت ہے اس واسطے کہ وہ موزور ہے
 یعنی قریب خوردہ ہے کہ غیر کے ملک میں تصرف کیا اپنے ملک جان کر خرید و غیرہ کے سبب سے مملوک غرہ کی صورت یہ ہے کہ لوڈی خرید کی اور تصرف میں
 لایا سو وہ حاملہ ہو گئی پھر لوڈی نے پیٹ گرایا دوسرے یا ضرب سے پھر لوڈی غیر بائع کی ملک ثابت ہوئی تو قاضی سختی کے واسطے جاریہ اور اس کے عرق کا
 حکم کرے اور شری یائع سے شمس پھر لے اور سختی سے کہا جاے کہ تیری لوڈی نے اپنے ولد کو قتل کیا اور وہ آزاد تھا کیونکہ وہ موزور کا ولد ہے اور جنین آزاد ہیں
 غرہ وجب ہے تو یا لوڈی اسکو دے یا غرہ جنین کا کذا فی المالمیریہ مختصراً فی الواقات شربت دو اذلت سقطت عمدہ فان اقمۃ حیاتیات فلیخففہ الدیۃ
 و الکفارة دان یتا فالعزۃ ولا ترث فی الحالین اور وقات میں ہے کہ عورت نے دوا پی یا بچہ عدا اگر اسے پھر اگر بچہ گرایا زندہ بعد اس کے وہ
 مر گیا تو عورت پر دیت اور کفارة واجب ہے اور اگر مردہ بچہ گرایا تو غرہ واجب ہے اور عورت دونوں حالت میں وارث جنین کی نہ ہوگی وحب

اول صفت ہر جو مذکور ہو چکا تو اعادہ کی کچھ حاجت نہ تھی کذا فی الخطاوی وان فی المسلمین کسبہ و نحوه اور نبی باذن الامام لا یقتضی در ملک
 عام میں نفس مسلمین کیو اسے بکھان بنایا گیا چنانچہ مسجد اور خانہ کے ایک ایک امام بنایا گیا تو وہ تو یہ بنایا گیا کہ کلام سے مراد کیا معلوم ہو جائے کہ مسجد
 کا نامارادہ میں در صورت عدم ضرورت ہر ایک کے جائز ہے اور عدم نقصان کا موضوع عدم ضرورت ہے اور اگر عزم کہ ضرورت تو اسے اور منع نہیں ہوگا کما لا یخفی اور اگر
 دلیل اگلا قول ہے کہ جو سکھو ضرر کے اسکا احداث جائز نہیں اور جو جائز نہیں وہ قائم نہ رکھا جائیگا اگر عزم ہے اذن ہوا نفس مسلمین کیو اسے بنا ہو کذا فی الخطاوی و
 ان کان یضر بالعمامة لا یجوز احداثہ لقولہ علیہ السلام لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور اگر اکثر خلق کو ضرر کرنا ہو تو احداث اور سکھانا جائز نہیں بل حدیث نبوی
 علیہ السلام کے لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام یعنی ضرر پہنچانا اور ضرر کا بدلہ دینا اسلام کا طریقہ نہیں ہے حدیث جاریہ طبرانی میں اور عبادہ بن صامت سے ابن ماجہ میں
 اور ابن عباس سے ابن ماجہ میں اور ابو حنیفہ سے مسند ک حاکم میں اور ابو ہریرہ سے در فضی میں اور عائشہ صدیقہ سے در فضی میں ہدی ہے اختلاف بعض الفقہاء میں ہے
 لہذا کہ ضرر نہیں نفع کا تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ آدمی اپنے جانائی کو ضرر نہ پہنچائے یعنی اسکی حق یعنی نہ کرے اور نہ ضرر کی جڑ سے سکھو ضرر پہنچا کر اور بعضوں نے کہا کہ ضرر وہ ہے
 کہ دوسرے کو ہوا و تحکیم میں نفع ہو اور ضرر وہ ہے کہ دوسرے کو تو ضرر پہنچا دے اور تحکیم میں کچھ نفع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ضرر ایک قسم سے ہے اور ضرر دو قسم
 طاعت سے ہے اور بعضوں نے کہا ضرر اور اتحد یعنی ہین عرض کر کے تاکید ہے کہ اذنی یعنی شیخ الحدادیہ غایہ میں لکھتے ہیں کہ لا ضرر بقدر ضرر الا یعنی بدلائیے میں
 اپنے مقدار حق سے تعدی کرنا چاہیے اسوائے کہ ضرر یعنی مضارہ ہے یعنی تو سکھو ضرر پہنچا دے جسے تحکیم میں پہنچا دے اور اس علم ضرر و نفع کے طریق سے ضرر اور ضرر
 لم یضر باحد والا علی ہذا التفصیل سابق اور ارادہ میں چھینا چھپے اور ضرر کرنے کیو اسے جائز ہے اگر کسی کو ضرر نہ ہو تو اس میں تو جائز نہیں موجب ہی تفصیل سابق کے
 ہم قسمانی نے کہا اور ہی حکم ہر راہ میں درست لکھا گیا دہائی ہذا قد فی غیر لافذ لا یجوز ان تصیر باحد ان مطلقا ہر ہم دلا الا باہم لانه کمالک الخاص بہم
 اور یہ حکم احداث کا شارع عام نافذ کا تھا جو دوسری طرف سے بند نہیں ہے اور کو جو غیر نافذہ میں تو کوئی چیز احداث کرنے سے تصرف کہ مطلقا جائز نہیں خواہ
 اہل محکمہ کو احداث ضرر کرنا ہو یا ضرر کرنا ہو مگر اہل محکمہ کے اذن سے البتہ بنا جائز ہے اسو سبب کہ کو جو غیر نافذہ انکی ملک خاص کے مانند ہم شارع اس غیر میں صاحب
 درکار تابع ہو گیا اور بدیہ میں صبح ہو کہ کو جو غیر نافذہ اہل محکمہ کا ملوک ہر قسم الاصل فیما قبل حالہ ان قبل حدیثا کو فی طریق العامة وقد بنا کو فی طریق الخاصہ جہنہ
 پھر دریافت کرنا چاہیے کہ قاعدہ کلیہ اس احداث میں جبکہ قدیم اور جدید ہونا معلوم نہیں ہے ہر کہ اگر شارع عام میں ہر تو جدید ہے اور اگر محکمہ کی خاص راہ میں
 تو قدیم ہے کذا فی البرجندی ہم تو اگر احداث جدید ہر تو امام کو اسکا توڑنا جائز ہے اور اگر قدیم ہے تو کسی کو توڑنا درست نہیں کذا فی الخطاوی و فی قسمستانی قال مات
 احد من الناس بسقوطا علیہ فیرتہ علی عاقبتہ ای ماعلمہ الخرج تسبیب ہر کوئی آدمی اشیاء مذکورہ کے بہر ساقط ہونے سے ہو گیا تو اسکا خونہا مکان کھانے
 دالے کے عاقلہ پر واجب ہے سبب اسکی سبب سازی کے یعنی سبب ہلاکت بانی مکان جو لہذا اسکے مددگار دن پر دیت لازم ہوئی کما تدری لعاقبتہ کو صحر
 برفانی طریق او وضع حجر اور تابا او طینا ملحق مملکت یہ الانسان لانه سبب حمی عاقلہ پر دیت دینا لازم ہونا ہے اگر کو ان کھود راہ میں یا تخر کھا یا خاک یا
 شی راہ میں ڈھیر کی کذا فی الملتقی تو اسکے سبب سے کوئی آدمی ہو گیا اسوائے کہ حاضر در وضع سبب ہر ہلاکت کا فان تلف بہ ای ہوا احد من المذکورات
 ہیتمہ صمنم فی مالہ ان لم یا ذن بہ الامام پھر اگر ایک کسی چیز سے اشیاء مذکورہ میں سے یعنی بیت کھانا یا زب یا برج وغیرہ یا دکان یا راہ کے کنوئین یا تھر سے
 کوئی جانور تلف ہو گیا تو محدث کے مال میں تاوان لازم ہوگا اگر امام نے اسکا اذن دیا ہو وجہ تاوان تعدی ہر محدث کی اور عاقلہ پر اسوائے تاوان لازم تو کہ
 ماعلمہ نفس کا تاوان لازم ہونا ہی خیال کا اور اگر سلطان کے حکم سے اشیاء مذکورہ کو احداث کیا تو تاوان لازم نہ ہوگا عدم تعدی کے سبب سے اسو سبب کہ سلطان کا
 اختیار کامل ہے راہ میں کیونکہ وہ نائب ہر خلق ہے کہ تو اسکا فعل ایسا ہے جیسے مالک کا فعل اپنے ملک میں چنانچہ قسمستانی میں ہر در و ذل سلطان کے مانند راہ میں کلاؤں
 ہر غیر نافذہ کو جب میں تو عدم اذن راہ میں ہر اول کلام تک یعنی فان مات احدک کذا فی الخطاوی فان ذل الامام فی ذلک مات واقع فی سبب طریق

[illegible]

فی مسجد حنیئہ ای مجلس دان تہریر مسجد لایہ دون غیر جم غفیر مباح فقہیہ یا سلامۃ یا شیانہ کور یعنی چٹائی یا قندیل یا تہجران اپنے محلہ کی مسجد میں
لیلیا اور کوئی شخص اسکے سبب ہلاک ہو گیا تو پھر ضمان نہیں ہوا ہے کہ تہجد کی اپنی مجلس جہت کے سوا اور کوئی تو غیر شخص کا فعل مباح ہے تو مقید
بسلامت ہو گا مگر ظاہر حکام اس پر ولایت کرتا ہے کہ وہ اپنی مجلس تہجد پر جس جہت سے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس محلہ اور غیر میں محلہ دونوں کا فعل مباح ہے ممکن ہے
محلہ کا فعل مباح مطلق ہو بلکہ قید سلامت اور غیر کا فعل مباح قید سلامت ہو کہ انہی اختلافات و طعن فیہ معلومہ الیہ اصل ان مجالس فی مسجد حنیئہ و غیرہ
غیر معلومہ لیکن مطلقا خلافا لہذا مستطرف فی اثر بلائیہ مزیلا للیطی وغیرہ قولہما وقد حقت فی شرح الملتقی یا بیٹھا مسجد میں نماز کے انتظار کے واسطے
اور کوئی شخص اس پر گتے تلف ہو گیا تو مجالس ضمان نہیں خلاصہ یہ کہ جو شخص نماز کے واسطے اپنے محلہ کی مسجد یا غیر محلہ کی مسجد میں بیٹھا تو پھر ضمان نہیں
اور نماز کے سوا اور فعل کے واسطے بیٹھا تو پھر ضمان ہے مطلقا خواہ اپنی مسجد میں ہو یا غیر محلہ کی مسجد میں برخلاف صاحبین کے یعنی ان کے نزدیک مجالس مسجد
پر ضمان نہیں خواہ نماز کے واسطے جلوس ہو یا نہ ہو اور غیر بلائیہ میں صاحبین کے قول کی نفی کی ہے جو زمعی وغیرہ کی طرف نسبت کر کے درجہ نے اس کو حق یا کفار
شیخ ملتقی بیام زمعی بن جلوانی سے منقول ہے کہ اکثر مشائخ نے صاحبین کے قول کو لیا ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور صدر الاسلام سے منقول ہے کہ صاحبین کا قول اگر
اس لیے کہ جلوس نماز کی ضروریات سے ہے تو نماز کے ساتھ ملحق ہے اور عینی میں ہے کہ صاحبین کے موافق ان مسئلہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ انہی لفظوں میں فیہ و تہجد
یعنی البیوت فیہ فی فناء حانوتہ اور درہ فلتت بستی ان قبل مراد فیلے الاجیر وان بعدہ فعلی الام کہ لو کان فی غیر فناء دلم علم الاجیر فان علمہ فلیہ لکما لو اور لہذا
فی وسط الطريق لفساد الام اور ملتقی میں ہے کہ اگر فردر لگا یا تاکہ عمارت بناوے یا اسکے واسطے کھوان کھودے یا کسی دکان یا گھر کے پیش دروازے میں
سوا کے سبب سے کوئی چیز تلف ہو گئی اگر ہلاک ہوئی قبل تعمیر یا خر کے تو ضمان اٹکانہ فردر ہے اور اگر بعد از تعمیر کے ہلاک ہوئی تو امر کرنے والے پر
چنانچہ اگر تعمیر اور خر متاثر کی پیش درہو اور فردر اسکو بچا تا ہو تو متاثر پر ضمان ہے پھر اگر فردر بچا تا ہو تو فردر پر چنانچہ اگر اسے تعمیر کے واسطے اور کیا
در بیان مراد کے اور کوئی تلف ہو تو فردر پر ضمان ہے فساد ام کے سبب سے یعنی راہ ملک متاثر کی ہو تھی تو اسکا امر کرنا باطل تھا جب باوجود اسے فردر نے
تعمیر پر اصرار کیا لہذا فردر پر ضمان آیا نہ متاثر ہو لو کان الام ہو فانی دیں ہے حتیٰ کہ فلتے الاجیر قیاسا اسی علمہ فساد الام ہوا اور وہی متاثر تھا
اس سے قلت وقد قدم ہو وغیرہ لقیاس ہما وظاہرہ ترجیحا سیما علی ادب رواۃ صاحب الملتقی من مقدمہ الاقوی فانی اور اگر متاثر نے کہا
کہ یہ میرا پیش دروازہ ہے اور میں اسکو کھوان کھودنے کا حق نہیں ہے یعنی میرا وجود اسے فردر نے وہاں کھودا اور کوئی چیز تلف ہو گئی تو ضمان فردر پر
ہو قیاس کی راہ سے یعنی اس واسطے کہ فردر کو امر متاثر کا فساد معلوم ہو گیا تو متاثر نے اسکو فریب نہیں دیا اپنی حقیقت ظاہر کر کے اور متاثر پر ضمان
ہو امتحان کی راہ سے اتنی کلام الملتقی میں لکھا ہوا ہے درجہ صاحب ملتقی وغیرہ نے بیان قیاس کو امتحان پر مقدم ذکر کیا ہے اور تقدیم یہاں ترجیح پر ولایت
کرتی ہے خصوصاً صاحب ملتقی کی عادت پر کہ وہ قوی تر قول کو مقدم ذکر کرتا ہے سو اسکو نال کرم وجہ امتحان یہ ہے کہ متاثر نے کھودنے کا مظاہر اپنے
ملک میں کیا اس واسطے کہ پیش درہو میں آدمی کو شہی دلتا اور لکڑیاں رکھتا اور کھوڑا بنا دھندا وغیرہ رکھتا بن اشرفات درت جہن تو امر صحیح ہوا نہ اسے تو ضمان متاثر پر
ہو گا نہ فردر پر و چون جہاں لوتہ فی طریق یا م سلطان و فی ملک او وضع خستہ فیما ی اہرنی او منقرتا بلا اذن الامام و کذا فی بعض فی طریق الامانہ
فتوٰی رجل المر و علیہا علم الفین لان الاضافۃ الی الباشرۃ اولیٰ من التمسبب اور جسے چاہے اب فردر کھودا راہ میں سلطان کے حکم سے یا اپنی ملک میں
کھودا یا لکڑی رکھ راہ میں باطل بنا یا بعد ان دن سلطان کے اور اس طرح کا حکم ہے ہر ایک اس چیز میں جو شارع عام میں بنائی گئی ہے کسی فرد نے اس پر عہد لگا کر لیا
اور وہ تلف ہو گیا تو ظاہر اور وضع اور باقی پر ضمان نہیں ہوا ہے کہ بلائیت کا نسبت کرنا بائشہر کی طرف اولیٰ ہے سبب کی طرف سے یعنی اس پر پہلے دو ملک
زمعی نے کہا کہ آجہ آب زبانی ام کھودایا اپنے ملک میں کھودنا تعدی نہیں ہے اور وضع خستہ اور منقرہ اگرچہ تعدی ہے لیکن اس پر عہد لگانا نسبت الی الواقع کا

کا طبع ہو اس واسطے کہ وضع منسوب ہو اور چلنے والا با سحر ہو کہ فی الخطا دی و بندہ تین دن ان منسوب نہا یضمن فی سحر البیرو دینح کجر او تم بعد الواقع المرور کذا
فی الجعفی اور اس کلام یعنی عدم ضمان تعدد سے ظاہر ہو گیا کہ قسب پر اسی صورت میں ضمان لازم ہو تا ہر کون کو خود نے اور پھر راہ میں جسے جبکہ لگا کر ہوا
بالقصد اسپر در و نہ کرے کذا فی الجعفی وغیرہ فی طریق کذا وغیرہ مان انبیاء فی لم یضمن بخلاف الاصحار قلت و بندہ اعرف ان المراد بالمرطوق فی الکتاب المرطوق نے
الاصحار دون انبیاء فی و اصحابہ لانه لا یکن احد دل عنہ فی الاصحار غالباً دون الاصحابی اور مجتبیٰ میں ہر کہ مکلف یا اسکے سوا سید انون کی راہ میں کون کو خود
اور ہمیں کر کے کوئی تلف ہو گیا تو کھودنے واسطے پر ضمان نہیں بخلاف شہر دن کے میں کتاب ہوں اور اس مسئلہ سے معلوم ہو گیا کہ راہ سے مراد کتب فتنہ میں شہر دن
کی راہ میں ہیں نہ بابان اور شہر دن کی اس واسطے کہ شہر دن میں راہ عین سے ہو کر چلنا اکثر ممکن نہیں ہوتا نہ سید انون کی راہ میں و لو اسنا جبرجل اربعہ مفر ہر
فوقعت البیرو علیہم حیثما من جفر ہم فمات احدہم فعلی کل واحد من الثلثۃ الباقیۃ ربع الدیۃ و یسقط برعہما لان البیرو قد وقع علیہم فمات من
جناۃ وجناۃ معاً یسقط ما قابل فدا خانہ وغیرہ زادی کو ہر ذہن والو البیرو فی المرطوق غلو فی ملک اسنا جفر فیہ فی ان ایک کتب نے ان فعل مباح فمات
غیر مضمون انتہی اور اگر ایک مرد نے چار شخصوں کو فروری پر لگایا اپنا کون کو خود نے کو کون ان سب پر بیٹ کر کر ڈانکے کھودنے کے سبب سے سوئیں
سے ایک شخص مر گیا تو باقی تین شخصوں سے ہر شخص پر جو غنائی دیت اور جو تمنائی دیت ساقط ہوئی اس واسطے کہ کون انکے کھودنے کے سبب سے
تو مرنے والا مر گیا اپنی جنایت اور اپنے ساتھیوں کی جنایت سے تو اس قدر دیت ساقط ہو گئی جو میت کے فعل کے مقابل واقع ہو گئی کذا فی الخانیۃ وغیرہ
جو ہرہ میں اتنا زیادہ ذکر کیا ہے اور یہ حکم اس شرط پر ہے جبکہ کون ان راہ میں ہو سوا اگر ستاجر کی ملک میں ہو گا تو لایون ہوں ہر کہ کجہ دیت واجب نہو اس واسطے کہ وہ
فعل مباح ہو سو جو حادث ہو گا اسکا ضمان نہیں انتہی مافی ہر ہر قتل و یؤخذ منہ جواب حادثہ ہی ان رجلا کم دراضۃ تارۃ کون ملوکہ و علیہما خراج کار انشی
بیت المال و تارۃ کون ملوکہ و تارۃ فی باہ مدۃ طویلۃ یودی خراجا و یکال الاستفعا بہا بغیرہ و غیرہ فیستاجر ہر ذہن الرجل جامعۃ یجفر لہ لبر الیغیر من فیما
اشجار الحب وغیرہ منسقط سے احد ہم بل کوثرۃ مطالبۃ بدنیۃ قال المصنف و احکم فیہا و حبسہا عدم وجوب شے علی اسنا جبر و کذا علی الاجر کا بغیرہ کلام کو ہر
رجل اطلاق افتنا و علی ما وقع مقید الاتحاد و احکم و حادثۃ و اند علم میں کتاب ہوں اور جو ہرہ کے کلام سے جواب ایک استنقا کا معلوم ہوتا ہے وہ حادثہ
یہ ہو کہ ایک مرد کے درخت انگور ہیں اور انگور کی زمین گاہے ملوک ہوتی ہے اور اس پر خراج ہر جیسے بیت المال کی ارضی اور کبھی زمین وقف کی ہوتی ہے
اور گاہے صاحب انگور کے قبضے میں ہوتے دراز تاک رہتی ہے کہ وہ اسکا خراج دیا کر تا ہے اور اس زمین سے نفع لینے کا مالک ہوتا ہے درخت وغیرہ لگا کر سو اس
مرد صاحب انگور نے جماعت کو فروری پر لگایا کون کو خود نے کے واسطے تاکہ اس زمین میں انگور وغیرہ کے درخت لگا دے سو کون بھٹ بڑا ایک
مرد پر تو اس کے وارثوں کو مستاجر سے دیت کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں مصنف نے شرح میں کہا اس حادثہ اور اسکے مانند میں عدم وجوب ضمان کا حکم ہے مستاجر
پر اور اسی طرح اور فروری پر کجہ واجب نہیں چنانچہ جو ہرہ کے کلام سے استفادہ ہوتا ہے اور فتاویٰ کا اطلاق مقید رجول ہے یعنی جو کتب فتاویٰ میں مذکور ہوں
بلا قید کہ جو کھودنے میں تلف ہوا اسکا ضمان ہر سوم اور حضرت نے المرطوق ہر نہ حضرت نے المملک اتحاد حکم اور حادثہ کے سبب سے و اند علم یہ جو کہا کہ زمین
گاہے ملوک ہے اور گاہے وقف اور گاہے تصرف مستاجر میں ہر مدت طویل سوم اور اس سے یہ ہو کہ وہ زمین خالی نہیں اشیا مذکورہ سے اور یہ
مرا د نہیں کہ ایک زمین گاہے ملوک ہے اور گاہے وقف اور جواب استنقا میں یہ خلل ہے کہ حادثہ انگور متفرع ہے صاحب جو ہرہ کی محبت اور جو ہرہ اور
نقما سے دین سے مخصوص نہیں تو حکم متحد نہیں ہو سکتا اور حادثہ بھی مختلف ہے کیونکہ حضرت نے المملک فی المرطوق کی سنار ہے و اند علم کذا فی الخطا و
فروع مساکن ملحقہ شارح کے لوانا جبر الدار الملکۃ لاخرن جناح اولیۃ فوقع قتل انسانا ان قبل فرغم عن علہ فالضمان علیہم لانه یضمن لمن سلب مالہ
الدار اور اگر صاحب خانہ نے فروری پر لگائے چھا یا چھتا نکالنے کے واسطے سو چھا یا چھتا کر بڑا سو اسے کسی آدمی کو قتل کیا انے زغرت علی سے پہلے تو ضمان کا ہر

و اما انہ لم یقصدوا فی عذرہ بقدر علی نقضہ فیما صاحب دیوار مالک رمضان وجب ہر طلب کے بعد اس حالت میں کہ جسے دیوار کو نہ
 کیا اور مالک وہ اسکے کرنے کا مالک ہو مستدرت میں حسین اسکے دھانے پر قادر ہر دم یعنی طلب کے بعد فوراً ملاجست ضمان وجب نہیں تو اگر طلب پر نہ ہو
 اور فوراً دیوار کر پڑی مالک نے اتنی فرصت نہ پائی کہ اگر اسے پر قادر ہو تو ضمان تلف ابسیر لازم ہوگا بطلت عدم قدرت علی نقض لان دفع الغرض لعمام وجب
 ازل دیوار ہو اسے ضمان تلف لازم ہے کہ ضرر عام کا دفع کرنا وجب ہر دم اگر ضمان وجب ہو تو تفرغ متعجب ہو تو راہ بند ہو جائے کرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جائے
 سے خلق ہند کا ضرر ہے اور ضرر عام کا دفع کرنا وجب ہر دم اور اگر ضرر ہے کہ ضرر خاص کا تعلق ضرر عام کے دفع کیونکہ وجب ہونا ہی چاہیے کفار پر تیارنا اگر کفار نے
 اطفال مسلمین کو سیر بنایا ہو اور چنانچہ مالک جان کے خوف سے اس مالک کا ناجو مٹا جائے تاہو کذا فی الخطا وی تم ماعلف بہ من الغنوس علی الجا فہ دن الاموال علیہ لان
 الجا فہ لا یعمل المال غیر معلوم کرنا چاہیے کہ جو دیوار کے کرنے سے جان آدمی کی تلف ہو گئی تو اسکی دیت صاحب دیوار کے مددگار ہو کر دیوار کی تلف ہونے سے تو مالک
 صاحب دیوار پر ہر سو اسلیکے مددگار تلف مال کا ضمان نہیں دیتے ولا ضمان لا بالاشہاد علی ثلثہ اشہاد علی مقدم علیہ و علی اہلک بالقرآن علیہ و علی کون کبدار مالک
 ای من وقت الاشہاد والی وقت سقوط ذلک قال اور ضمان نہیں کرتین خبر گواہ لانے سے ایک خبر کہ صاحب دیوار کی طرف طلب ہر دم مقدم ہوگی دوسرے خبر کہ
 بلاکت ہوئی ابسیر کر پڑنے کے سبب تیسرے خبر کہ دیوار اسکی ملک ہو یعنی اشہاد کے وقت سے سقوط کے وقت تک اسکی ملک میں باقی ہے لہذا مصنف نے قول
 آئندہ کو ذکر کیا و لو تقدم اے من الایمان نقضہ من لیکنہا با جارة او اعارة او الی المثل من ادلی ابو ذر لا یقصد بہ عدم قدر تم علی التشرع و اگر
 طلب ہر دم اس شخص سے تقدم ہوئی جو دیوار توڑنے کا مالک نہیں ان کو گون میں ہے جو گھر میں رہتا ہے جارہ یا عاریت کے سبب یا قرض یا انانت دار کی طرف
 طلب ہوئی تو اس طلب و رشما و کا کچھ اعتبار نہیں انکی عدم قدرت کے سبب تصرف پر یعنی وہ لوگ ہر دم وغیرہ کے تصرف پر قادر نہیں ہیں نہ سقوط بطلت
 ان ذکر و تلف شیکھا فلا ضمان علیہ لان علی ساکن و لا مالک اور اس صورت میں اگر دیوار ساقط ہوئی انخاص نہ کو رہن کی تقدم طلب کے بعد اور دیوار نے
 ساقط ہو کر کوئی خبر تلف کی تو ضمان ان نہیں نہ گھر کے رہنے والے پر نہ مالک ہر دم ساکن پر اسے ضمان نہیں کہ وہ مالک نہیں اور مالک پر اسے نہیں کہ ابسیر
 نہ اشہاد و نہ طلب لکھا لو خرج کما یطعن ملک مع او غیرہ کہتہ حادۃ اشہاد و کذا لو جن یسقطا اور نہ حق و حکم لمجا فہ عم عاد وفاق خانہ چنانچہ اس صورت
 میں ضمان نہیں کہ دیوار خارج ہو گئی اسکی ملک سے بیع کے سبب یا غیر بیع کے سبب سے چنانچہ یہ کہنے کے سبب سے کذا فی الجا دی اشہاد و ہر دم طرح
 ضمان نہیں اگر مالک دیوار کا بخون ہو گیا بخون مطبق یا قرض ہو گیا اور دار حرب میں جا ملا اور اسکے قاق کا حکم ہو گیا پھر وہ دارالاسلام میں آ گیا یا بخون چلا
 ہو گیا کذا فی النجایم ظاہر ہے میں تسلیم فرمادی بطلان اشہاد کے واسطے اسواسطے یہ کہ کچھ حکم نہیں قبل تسلیم کے تو یہ جو شارح اگلے قول میں کہ گارواں اللہ
 بالبیع و نحوہ وغیرہ ظاہر ہے کہ انی لخطا وی بعد الاشہاد و لو قبل القبیض لروال ولایۃ بالبیع و نحوہ وان عاد ملک بعدہ حادی خانہ فوج ملک بعد الاشہاد
 سے ضمان لازم نہیں آتا اگرچہ سقوط دیوار کا قبض شری سے پہلے ہو سبب زائل ہو جانے اسکی ولایت کے بیع اور اسکے مانع سے اگرچہ ملک بائع کی خبر خود
 کر سے بعد اسکے کذا فی الجا دی و نہایت ضمان وجب ہوتا ہے ہر دم سے پھر جب بیع کی توفاد در ہر دم پر اور اگر بیع کے بعد پھر مالک ہوگا تو بیع ضمان
 لازم ہوگا مگر اشہاد زمانی سے متحد ملک کے سبب سے بخلاف خود گنجائش بقا و فعلہ کما مر بخلاف مانع خراج کے سبب باقی رہنے فعل بائع کے چنانچہ فصل بان
 میں زبانی سے مذکور ہو چکا ام اشہاد جمل جرات ہے اخرج جذوع دیوار سے یعنی دیوار سے دھیان رواہ کی طرف باہر نکالنا اور یہ عمارت بنا نا کذا نے
 صدر شریعتہ دل ہند اسکی جہا اور برآمد کتے ہیں اور خراج کی مانند کیفیت اور میراب ہے خلاصہ یہ کہ اگر راہ کی طرف خراج کیا یا مانند اسکے کچھ کرنا یا غیر ہر ایک جہا
 وہ ساقط ہو کر تلف کا موجب ہو تو ضمان بائع پر ہے نہ شری پر اسواسطے کہ نفس وضع جنایت ہے تو ذوال ملک اس حال کو نہیں بدلتا اور دیوار خراج
 جنایت نہیں بلکہ ترک ہر دم دیوار مالکی جنایت ہے سو بیع کے بعد ہر دم پر قدرت نہیں ان الی دار الشان من مالک او ساکن با جارة او غیرہ و الا ضمانتہ

لاذنی اولاہیہ قسمستانی قاطب لیس لک الحق کہ اور اگر دیوار مال ہوئی کسی آدمی کے گھر کی طرف خواہ وہ مالک ہو یا رہنے والا ہو کرایہ دہندہ سے تو اس کی دیوار
عقب ہدم کا اختیار ہو اس واسطے کہ خاص حق کسی قسمستانی نے کہا اور انسان کی ضمانت کثیر تعلق اور ارتباط کی وجہ سے ہو یعنی تو مالک اور اگر کرایہ دار
دو نو کو صاحب خانہ کسنا صحیح فقہر صبح تا جلیلہ و ہر اوہ منہای من بختایہ تو صاحب خانہ کی باجیل اور جنایت سے اگر کرایہ صحیح ہو یعنی اگر ایک شخص کے گھر کی طرف
دیوار مال ہو اور اسے مالک دیوار کو ملت دی کہ اتنی مدت میں اگر کرایہ لینا یا کما خیر ضمانت نہیں تو یہ جائز ہے پھر اگر اس مدت کے اندر تلف ہو گا تو مالک کو
بر ضمان لازم ہو گا کیونکہ صاحب حق کو اپنے حق کا حفاظ کرنا جائز ہے کہ اتنی مدت میں مال کی طریق قاطب القاضی اس طلب نقصان لیس لک لیس لیس لیس
و شرف القاضی فی حق اہل بیتہ نافذ فیما یستحقہم لا یجاء یفرج ذمیرہ بخلات ناجیل من بالدر اور اگر دیوار مال ہو گئی راہ کی طرف سو اس کو قاضی نے ملت دی مدت
معین کیا یا اسے ملت دی تیسے ہدم دیوار کی طلب کی تھی تو دیوار کا مالک بری الذمہ ہو گا ضمانت لغت سے اس واسطے کہ شارع عام میں سب کا حق ہے اور قاضی
کا تصرف حق عام میں نافذ ہے اس میں جو ان کو نقصان لگے نہ اس میں جو ان کو ضرر کرے کہ اتنی الذمیرہ بخلات ناجیل صاحب خانہ کہ وہ ان اسی کا خاص حق ہے دیوار مال
بعضہ لاطریق یوسفیہ لدار خاس طلب صبح طلب لاند اذ صرح الا شہاد فی بعض صبح فی اکل رجندی اور اگر بعض دیوار راہ کی طرف مال ہوئی اور بعض کسی کے گھر
کی طرف تو جو شخص طلب ہدم کرے گا تو طلب کرنا صحیح ہو گا اس واسطے کہ جب بعض میں شہاد صحیح ہو تو اس میں صحیح ہو گا کہ اتنی اہر جندی میں جو کچھ دیوار و جندی تو ہوتا
ہو گا تھا صحیح ہو گا اس قدر دیوار میں جو ان کی ملک کی طرف مال ہو اور بقدر میں بھی جو راہ کی طرف مال ہو اس واسطے کہ اہل بیتہ بھی مجملہ عامہ کے ہے اور اگر صاحب شہاد اہل بیتہ
کا خیر ہو تو اس قدر دیوار میں شہاد صحیح ہو گا جو راہ کی طرف مال ہو اور جب بعض دیوار میں صحیح ہو تو اس میں صحیح ہو گا کہ اتنی اہل بیتہ عطا دی نے کہا تو اس سے
معلوم ہو گیا جو شارع کے کلام میں ہے یعنی چنانچہ غل خان بنی مالک استبداد میں بلا طلب کما فی شراعی کجناح و نحوہ کثیر استبداد یہ ہے پھر اگر دیوار مال بنائی
سرے سے تو ضمان تلف مالک دیوار لازم ہو گا چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکالنے میں جیسا کہ تیراب میں ضمان لازم ہے بلا طلب بسبب اس کی تعدی کے مال بنانے
سے حافظہ میں جسے شہد علی احکم مسقط علی رجل ضمن عاقلہ خمس الدیۃ اسی خمس مالک بن مالک بن مالک افسر تکتہ من اصلاحہ ہر قصۃ للحاکم ایک نواد
مالک بنایں شریکوں میں شریک ہے ایک شریک پر شہاد دو دفع ہو اگر وہ دیوار گڑھی ایک مرد پر تو صاحب دیوار کے مددگاروں پر یا بچوں حصہ دیت کا
لازم ہو گا یعنی جو چیز تلف ہو گئی دیوار سے مال ہو با جان اس کے یا بچوں حصہ کا ضمان لازم ہو گا اس واسطے کہ ایک شریک اصلاح دیوار پر قادر ہے اس کی حکم
سے نالش کرے یہ جواب ہے سوال مقدار کا یعنی ایک شریک ہدم دیوار پر قادر نہیں تو اگر شہاد دو کو بکر صحیح ہو اصلاحہ جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ ہدم پر قادر نہیں
لیکن اس کی اصلاح پر قادر ہے حکم سے اطلاع کر کے اس واسطے کہ مقصود از اللہ قریر ہے جس طرح سے کہ ہدم پر بچہ نہیں دار میں شہد حصر احکم فیما یسر الا وہی عطا
فقطب بہ رجل ضمن تلشی الدیۃ لتعدیہ فی التلشین وقد صل التلک بعلۃ واحده فیتعبر بالجمۃ ایک گھر میں تین شخصوں میں شریک ہے ایک نے ان میں
کتوان لکھا یا دیوار بنائی سو اس کے صدمہ سے ایک مرد مر گیا تو حاضر اور بانی دیت کی دو تہائیوں کا ضمان دیکھا بسبب اس کی تعدی کے دو تہائیوں میں تین
دو شریکوں کے حصوں میں اور اہل بیتہ تلف حاصل ہوا ایک ہی علت سے تو بقدر حصہ معتبر ہو گا مگر موت کی علت واحده نقل ملک ہے تو اس کی نسبت ہر مالک
بقدر ملک کے کہ اتنی اہل بیتہ و شریک یعنی دقا لا انصافا لان التلک قسما ستر دہر اور صاحب نے کہا کہ یا بچہ شریکوں کے اور تین شریکوں کے مسئلہ میں بیت نصف
ہر سبب کے تلف دو قسم ہے ایک قسم معتبر ہے اور دوسری رگناج جس شریک پر شہاد ہو تو اس کے حصہ میں تلف معتبر ہے اور جس شریک پر شہاد نہیں ہوتا تو اس کے حصہ میں
تلف باطل اور رگناج ہے اور کون کون نے بین باعتبار اپنے ملک کے حاضر متعدی نہیں ہے اور باعتبار ملک شریکوں کے متعدی ہے تو وہ زمین پر لیکن تو نصف
انقسام ہو گیا کہ اتنی الزمی یعنی عاقلہ متعدی پر نصف ویت لازم ہوگی اور نصف رگناج الا شہاد علی اس کا شہاد علی النقصان بالکسر یفرض من
استبداد دیوار مال ہے شہاد دہی دیوار افتادہ منقوض پر شہاد ہے یعنی ایک ہی شہاد و کفایت کرتا ہے دونوں کے ضمان تلف میں شارح نے کہا کہ

نقص کسیر فون و سکون فاف عبارت ہر اس نیت اور کسی سے جو دیوار سے ساقط ہو جیتا فلو وقع الحائط علی الطريق بعد الاثماد فخر لسان بنقصہ نما
ضمن لان نقص ملک فخر نیہ علیہ اور سوقت میں اگر دیوار گری رہے ہر تھما کے بعد سو کوئی آدمی آہر شوکر کھائے گرا سو گیا تو مالک دیوار پر ضمان دیتے
لازم ہوگا سو اسے کہ نیت اور کسی مقوض مالک دیوار کی ملک ہے تو راہ کو اس سے فارغ کرنا اور صاف کرنا ہی پر واجب ہے وان غیر حل التقتیل بات
یسقط ملای ای الحائط لا یضمنہ لان تقریر لہ ولایا لہ لانیہ اور اگر ایک مرد نے شوکر کھائی اس مقول پر جو دیوار کے سقوط سے گر گیا تو مالک دیوار پر شوکر
کھانے والے کا ضمان لازم نہ ہوگا سو اسے کہ راہ فارغ کرنا مقول کی واث سے مقول کے وارثوں پر جو نہ صاحب دیوار پر نکاح جناح جیتا نہیں یہ التقتیل
الثنائی ایضا بقا رجا یہ فیلزمہ تقریر علی طریق عن التقتیل ایضا یؤید وہ لو باع الحائط او نقص یرے دیوار باع الجناح لازمی بر خلاف برادرہ
گرنے کے کہ وہاں مالک اس کا قتل تانی کا بھی ضمان دے گا سبب باقی رہنے اسکی جنایت اور تعدی کے تو اسے براہ کا فارغ کرنا مقول سے بھی
لازم ہوگا مگر یہ کہ وہ مسئلہ ہے کہ اگر دیوار یا مقوض کو مالک نے بیع کر ڈالا تو ضمان سے بری الذمہ ہو گیا اور اگر بابت بیع تو ضمانت سے بری الذمہ
نہو گا کذا فی الرعی والاصح الا شہادہ قبل ان یسوی الحائط لا یندم التمدی ابتدا و تہا اور صحیح نہیں گواہ کرنا دیوار کے کھٹنے اور پٹنے سے پہلے
بسیب نہونے تعدی کے باعتبار ابتدا اور تہا کے و تقبیل فیہ شہادہ رجل وامرأتین لانه شہادہ علی التقدیم لائے قتل اور شہادہ میں ایک
دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے کیونکہ یہ تقدیم پر گواہی ہے نہ قتل پر فروع مسائل فقہ شراح کے حائط بعض صحیح و بعضہ وادہ فاشہد علیہ سقط کلمہ ولی اس
ضمنہ الا ان یکن الحائط علیہ یضمن ما صاب الوہی فقط لانه جیتا کا تین کا لا شہادہ صحیح فی الوہی لانی ارجح ایک دیوار پر کچھ درست ہو اور
کچھ مائل ہو اور سخت سو اہر شہادہ واقع ہو مائل پر سو تمام دیوار گری ہو اور آدمی کو اسے تلف کیا تو مالک دیوار کا ضمان اسکا دے گا مگر یہ کہ
دیوار مائل ہو تو فقط بقدر صواب دیوار ضعیف کے ضمان دے گا سو اسے کہ سوقت میں طوں کے سبب سے ایک دیوار منبر لہ دو دیواروں میں
کے ہر تو شہادہ ضعیف دیوار میں صحیح ہو گا نہ درست دیوار میں حائطان احد ہا مائل والاخر صحیح فاشہد علی المسائل سقط اصح فاقول شہادہ کان ہوا
خانہ دو دیوار میں ایک مائل ہو اور دوسری درست سو شہادہ واقع ہو مائل پر سو گری ہو درست دیوار تو اسے کچھ تلف کر دیا تو وہ باطل اور
راہگان ہر کچھ اسکا ضمان نہیں کزانے انخایہ مسجد مال حائطہ فالا شہادہ علی من بناہ والدیہ علی عاقلہ من بناہ ایک مسجد ہر جسکی دیوار مائل ہو تو گواہ
کرنا اسے بنانے والے پر چاہیے اور اسے سقوط کا خونہا اسے بنانے والے کے مدگاروں پر چھوٹے ہر جسکی شہادہ مقول و قف پر ہو اور اگر مساکین پر شہادہ ہوگا تو
کہ مساکین پر وقت ہے تو اسے سقوط کی دیت و قف کے مدگاروں پر چھوٹے ہر جسکی شہادہ مقول و قف پر ہو اور اگر مساکین پر شہادہ ہوگا تو
ضمن نہیں کذا فی بعض المشرعین حائطہ بعد التاجر علی عاقلہ مولاہ و مستقر فاشہادہ اور غلام ناجری دیوار کرنے کا ضمان اسے مالک کے مدگاروں پر چھوٹے ہر جسکی
مستقر برین ہر مسلمان کی دلیل سے قال ولی التقتیل اذا جازع غفوت من نقصان لا یصح لانه تملک علیہ مسئلہ الاصل جاریہ قلت رجلا عدا الزنی ہوا ولی التقتیل
قبل ان یقتل لایقتضی لایحد لانا صارت مملوکتہ و لو جیتہ مقول کے وارث نے کہا کہ جب کل آدمی تو میں نقصان کو صاف کر دینا تو چھوٹے ہر جسکی شہادہ مقول و قف پر ہو اور اگر مساکین پر شہادہ ہوگا تو
یعنی گواہی ہے کہ جب کل آدمی تو میں اس خون کو جسے ہانے کا شایع نے چھو اختیار کیا تیری ملک میں کر دینا تو چھوٹے ہر جسکی شہادہ مقول و قف پر ہو اور اگر مساکین پر شہادہ ہوگا تو
مسئلہ صلی کا یعنی مسجد کا وراثت پر آیا ہے اور وہ مسئلہ ہے کہ ایک آدمی نے ایک مرد کو قتل کیا مقول کے وارث نے اسے نہ کیا نقصان ہے سے پہلے تو فی چیز واقع ہوئی
اس مسئلہ وہ لو تیری ان کی ملک ہو گئی کذا فی الرعی لانیہ ان قتل کا موجب علی نقصان ہر تو وارث مقول کا یا کہ خون کا مالک ہو گیا نقصان کا راہ سے اور باقی ملک سے ملے کہ سبب ہر جن

باب چہارم فیہ فیہ وچہا بیہ
یہ باب ہر جانور کی جنایت اور جانور پر جنایت کرنے کے احکام میں الاصل ان المرء فی طریق المسلمین مباح بشرط الاسلامہ فیما یکن الا حرم الارض

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ سلطانی کی راہ میں چلتا بیاض و شہر سلامت رہنے کے اس امر میں جس سے بچنا اور باز رہنا ممکن ہے اس امر میں احتیاط کی قید اسو اسٹے
 نکالے کہ اگر سلامت علی الاطلاق شرط ہو تو راہ کا چلتا بند ہو جائے اور احتیاط جانور کے روزانہ کے اور کائنات کے وغیرہ ممکن ہے کہ نہ وہ چلنے کی ضرورت سے نہیں ہوتا
 انہیں سلامت شہر و دیہات پر خلاف حکم لانے اور اپنے گھرانے کے کہ اس سے احتیاط نہیں جانور کے سوار کو نوہ شہر بھی نہیں ضمن ان کی ایک فی طریق ہوتا
 اور مسافت و ایہ و انصافیت پیدا اور رہا اور اسما اور کدست ہما اور جھٹت پیدا اور مسافت فضا میں ہر شارع عام میں سوار اس میں کجا
 اسکے جانور پر بند اور کھلا اور جو تلف کیا جا تو نہ اپنے یا تو یا یا توں یا سر سے یا کانا اپنے منہ سے یا مارا اپنے یا تو سے یا دھا کا داپہ پر سے قلعہ حضرت
 اند کو رہت فی السیر فی ملکہ ثم یسیر فی بہا الان فی الوطی و ہو رہا لہا لانہا شہرہ قبلتہ بقلہ فحرم غیر اہل توار اگر امور مذکورہ اپنی زمین میں چلنے میں
 حادث اور دیدار ہوں تو جانور کا مالک ضمان نہ گیا مگر چلنے میں ضمان لازم ہو گا جبکہ مالک اس پر سوار ہو اسو اسٹے کہ جانور کا قتل مقتول کی مباشرت ہو اپنے کو
 سبب سے تو قاتل مقتول کی مباشرت سے محروم ہو گا مگر ہر چند مقتول جانور کے بوجہ سے بھی تلف ہو تا ہے لیکن اسکا بوجہ سوار کے تابع ہے کیونکہ اسکا چلتا سوار
 کی طرف منسوب و مضامینہ چنانچہ ہوتے ہیں کہ سوار خر سناک بھر چلا اور جانور نہ وہ زمین پر چالس ہے تو سوار پر کفارہ اور دیت لازم ہوگی اور مباشرت سے محروم
 ہو گا اسو اسٹے کہ مباشرت مالک وغیرہ ملک میں برابر کذا فی المعنی و فو حضرت فی ملک غیرہ باذنہ فو کلمہ فلا ضمان کا اہم میں صاحبہا سوا قبستانی اور
 اگر غیر کی ملک میں اسکی اجازت سے امور مذکورہ حادث ہوں تو غیر کی ملک نہ کہ اسکی ملک کے ہے تو سوار پر ضمان لازم ہو گا یعنی مگر چلنے میں ایہہ ضمان لازم ہو گا
 چنانچہ جبکہ جانور کا مالک اسکے ساتھ نہ رہتا یعنی راہ میں اور جانور سے کچھ تلف ہو تو مالک پر ضمان لازم ہو گا کذا فی قبستانی والا لکن ذہن میں ہونا چاہیے
 متعدد اور اگر غیر کی ملک میں جانور کا ادخال نہ مالک کے اذن سے تو مالک پر ضمان لازم آویگا اسکے تلف کرنے کا اسکی تعدی کے سبب سے مطلقا خواہ جانور کے ساتھ
 مالک ہو یا نہ ہو خواہ تلف چلنے سے ہو یا اور طرح زمینی میں ہے کہ اگر جانور غیر کی ملک میں داخل ہوا اور جانور کا مالک اسکے ساتھ نہیں ہے تو کی ضمان نہیں دارا اور اگر
 مالک نے اسکو داخل کیا تو سب صورتوں میں ضمان اس پر لازم ہو گا تعدی کے سبب سے کذا فی اخطاوی لا یضمن انکسار کسب یا فحمت بھر چلا اور نہ سائرہ فلا ضمان
 کذا فی قبستانی نہ دیگا سوار چلتے ہوئے جانور کے پاؤں یا دم کے مارنے کا برخلاف شافعی کم اسو اسٹے کہ چلنے کی حالت میں اس سے احتیاط نہیں تو اگر سوار
 جانور کو کھڑا کر گیا راہ میں و ضرب نہ کر دے ہوگی تو ضمان لازم آویگا ایسے کہ چھڑانے سے احتیاط ممکن ہے اگر چہ غیر سے احتیاط نہیں ہے کذا فی الدرر و حطب انسان
 کا رشتہ و بالست سائرہ او وقتہ لاصل و لاصل و لاصل لان بعضہا لادب لایعقل الادب تھا یا کوئی آدمی تلف ہو گیا جانور کے لید کرنے یا شتاب کرنے سے راہ میں تو ضمان
 نہیں خواہ جانور چلتا ہو یا کھڑا ہو لید شتاب کیو اسٹے ایسے کہ بعضہ جانور لید شتاب نہیں کرتے ہیں بدو ن کھڑے ہوئے قلعہ او فہما غیرہ فبالست تضمن
 متعدد یا بقا فہم لکھتے جانور کو لید شتاب کے سوا اور کام کیو اسٹے غمرا یا اور چنے شتاب کیا یعنی اور اس سے کچھ تلف ہو گیا تو ضمان لازم آویگا اسکے غمرا
 کی تعدی کے سبب سے یعنی راہ اسو اسٹے موضوع نہیں کہ جانور چھڑانے پر کیو اسٹے غمرا یا بابت تو غمرا نامعدی غمرا الان فی موضع اول الامام با بقا فہما
 فلا ضمان یعنی سوق الدرب و اما باب المسجد فکا لریق الا اذا اجد الامام لما موضع لکراہ کے اس مکان میں کھڑے رہنے سے ضمان نہیں جہاں سلطان نے جانور
 کھڑے کرنے کا حکم دیا اور باز انجلیکے اس پر اور مسجد کا دروازہ تو بمنزلہ راہ کے ہے وجوب ضمان میں مگر جبکہ سلطان نے جانور کو کھڑے کرنے کیو اسٹے کوئی مکان
 دیاں قرار دیا ہو فان اصحابت پیدا اور چلہا حصاة او نواۃ او اناارت خیار اور جبر صغیر فقہا علیہا اور نہ تو باطل یعنی عدم امکان احتیاط
 عندہ ولو انجر کثیرا ضمن و مکان پھر اگر جانور نے اپنا ماتھ یا پاؤں مار کے کھڑکی یا کھجور کی کھلی انجالی یا چھوٹا پتھر یا اعتبار انرا یا سوا اسے انجو بھوری یا کبیر بگاڑا
 تو سوار پر ضمان نہیں اسو اسٹے کہ اس سے احتیاط نہیں دارا چھڑانے پر تو ضمان لایگا بسبب امکان خرد کے جو ضمن الساقی و القاد با ضمیمہ انکسار جی فی الدرر سائرہ
 و فکسر اور ضمان دیا جانور کا کھینچنے والا اور پیچھے سے لکھنے والا ان چرخ کا جسکا سوار ضمان دیتا جو اور زمین فصیح کی ہے کہ یہ قول معروہ اور عکس ہر امر عبارت ہے

اثبات کے لازم سے اور نکاح اس عبارت پر نفی کے لازم سے خلاصہ یہ کہ جان رکب بڑھان آنکھ دمان کیچنے دے اور مانگے دے بری ضمان آتا ہے اور
 جس موضع میں رکب بڑھان بین دمان آئے بری ضمان نہیں اور اس قول صحیح کے مقابل مختصر قدری کا قول ہے کہ سائق ضمان ہے جانور کے کاغذ اور انوکھ
 کے روزنہ کا اور قائلہ کاغذ کے روزنہ کا ضمان ہے نہ بانوں کے روزنہ کا اور رکب علیہ الکفار فی الوطی کما اور سوار پر کفارہ واجب ہے کیچنے
 میں بنیائے گذر کیا مخطاوی نے کہا کہ اسباب میں رکب کا کفارہ مذکور نہیں ہو چکا لہذا علیہما ای لاعلی سائق وقائتہ ان دونوں پر بنی کیچنے کے اور
 کیچنے والے پر کفارہ نہیں م سائق اور قائلہ متبیین اور رکب بنا کر رکب اور کفارہ مباشرت کا حکم ہے نہ سبب کا اور اس طرح کیچنے سے رکب کے کتب میں چرمان میراث اور
 متعلق ہے نہ سائق اور قائلہ کے حق میں بلکہ ان کی متعلقہ لوکان سائق اور رکب یعنی سائق علی تصحیح خلافا لما یجزم بہ قسمستانی وغیرہ لان الاضافۃ الی الباس
 دے میں سبب کما مرے اذ کان سبباً لا یعمل بالفرادۃ اطلاقاً کما ہوتا ہا فی سبب عمل بالفرادۃ فبشرکان کیا یا فی مسئلہ نحن الدیۃ باذن رکب کا قائلہ
 اور اگر ایک جانور کا ایک کیچنے والا ہو اور دوسرا سوار ہو یعنی اور وہ جانور کچھ تلف کر دے تو کیچنے والے پر ضمان نہ آوے گا بلکہ سوار پر ضمان لازم ہوگا
 بنا بر قول صحیح کے برخلاف اس قول کے کہ قسمستانی وغیرہ نے اسیر یقین کیا ہے اس واسطے کہ فعل کی ضمانت مباشرت کی طرف مقدم ہے سبب کی ضمانت سے چنانچہ
 مذکور ہو چکا یعنی اولویت مباشرت کی سبب سے اس وقت ہے جبکہ ایسا سبب ہو کہ تلف کرنے میں اکلاً عمل نہ کرتا ہو چنانچہ بیان ہے یعنی کیچنے میں لیکن اس سبب میں جو
 غلٹ کر دے میں نہ تعامل کرنا ہو تو رکب اور سائق دونوں ضمان میں شریک ہونگے چنانچہ بیان کیا جانور کے کوچنے کے سلسلہ میں دیگا اس کے رکب کے اذن سے تو
 اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ رکب نے کہا دوسرے سے کہ لکڑی سے اس جانور کو کوچ اور وہ کوچنے سے بھاگا اور کوئی خیر تلف ہوئی تو دونوں پر ضمان لازم آوے گا ایسے کہ فقط
 کو چنانکات میں کفایت کرتا ہے جو ضمن علاقہ کل فارس در اہل دیتہ الاخر ان اصطلاحاً و اما تاسمۃ فحقاً علی انفار لوکان میں لیساں تعجب لایا کہ
 ولا وقفا علی وجہ ہما اور ضمان دے علاقہ ہر سوار یا پیدل کا دوسرے سوار یا پیدل کی دیت کا اگر دونوں نے باہم لڑکھائی ہو اور مر گئے ہوں اس صدر سے سو
 دونوں جیت کر پے بشرطیکہ دونوں آزاد ہوں بھی ہوں اور لڑکھانے کے خالصہ ہوں در نہ دونوں شخص کے بل پٹ کرے ہوں وجہ ضمان یہ ہے کہ ہر واحد کی موت
 دوسرے کی طرف ضمان ہے لیکن ضمان علی الاطلاق نہیں بلکہ تقابل میں ہے اس واسطے کہ اختیار میں ہے کہ ایک دے سفر کیا جانور پر دوسرا سواری ہے
 آیا اور اسے لڑکھائی سے بچھڑا تلف ہو گیا تو اگلے سوار پر ضمان نہیں در اگر گلا تلف ہوا تو بچھلے پر ضمان ہے اور یہی حکم ہے کہ تینوں کے لڑکھانے کا لکڑی مخطاوی
 و لوکان کا عبدیر بن و وقفا علی الوجہ ابن کمال سیدرد و جمافی احمد و خطا و شربلانیہ وغیرہ اور اگر دونوں سوار یا پیدل غلام ہوں یا لڑکھاکر پٹ کرین شخص کے بل
 کہ امیر ابن کمال تو انکا خون را نگان ہر عدا و خطا میں لکڑی ان شربلانیہ وغیرہ لوکان میں تعجب غالبہ فی مالہم کما مر اور اگر دونوں بھی ہوں یعنی عرب ہوں تو
 دیت انکے مال میں ہے نہ علاقہ پر چنانچہ چند بار مذکور ہو چکا کہ حج کا علاقہ نہیں و لوکانا غامدین فعلی کل نصف الدیۃ اور اگر دونوں نے عدا لڑکھائی ہو اور مر گئے
 ہوں تو ہر شخص پر نصف دیت ہر سوار کے ہر شخص تلف ہوا اپنے فعل سے اور دوسرے کے فعل سے تو نصف دیت جتہ ہوگی اور نصف باطل کفایہ میں ہے کہ نصف
 دیت عمد میں ہر واحد کی علاقہ پر واجب ہے اور خطا میں پوری دیت ہے کہ انی الدیۃ ولو وقع احدہما علی وجہ ہر دونوں شخص کے بل پٹ کر دے تو فقط
 اسکا خون را نگان ہے یعنی اسکا خون را نگان نہیں جو پٹ گرا و لو احدہما حرا و الآخر عبد فلی علاقہ المحرمۃ عبدی خطا و نصفہما فی عمد اور اگر دونوں میں سے
 ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام تو آزاد کی علاقہ پر غلام کی پوری قیمت ہے خطا میں اور نصف قیمت ہے عمد میں یہ سببکہ نہ بے شور اور حدیث مانور کے مخالف ہے کیونکہ
 علاقہ بر عمد کی دیت اور غلام کی دیت وجہ نہیں ہوتی کہ انی مخطاوی کہ لوتجا و ب رحلان حبلاً فان قطع حبلاً فمقطا و اما علی القفا و در
 در ہما موت کل بقوۃ نفسہ چنانچہ اگر دونوں نے باہم ایک کسی کینچی سواری توٹ گئی سو دونوں کر پے اور مر گئے جت کر کے تو انکا خون باطل اور را نگان
 ہے اس واسطے کہ ہر شخص کی موت ہوئی اپنی ذات کے زور سے فان وقفا علی الوجہ وجب دیتہ کل واحدہما علی علاقہ الاخر بقوۃ صاۃ ہر اگر دونوں

تو انکے سے بیان مراد جانور کے چھ ہونا یا ار جانور سے مراد کتا ہو کہ فی الزلیعیم در الملتقی میں ابو یوسف سے روایت ہے کہ جانور اور کتے کا جوڑنے والا انکے
ہر حال میں یعنی آئنے کا نکا ہو یا نہ نکا ہو اور اسی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ نعمانی نے بیان کیا ہے قادی الملکیر میں ہے کہ شایخ نے ابو یوسف کا قول بیان
نفسیہ ابو یوسف نے کہا ہے قول مختار ہے اور اگر کہہ جا چھوڑا سو کی کے کبیت میں گیا اور کھوفا سہ کیا اگر آئے چھوڑا اور مالک دیا کبیت کی طرف اس طرح کہ وہ
آئیے چھوٹے تھا تو پھر ضمان ہوا اور اگر وہ آئیے چھوٹے نہیں تھا لیکن کہ حافی ابو یوسف میں جائز اور دوسرے بایں عیسا جعفر آئے چھوڑا تھا اسی طرف گیا
کبیت کو آئے خراب کیا تو بھی ضمان ہو گا اور اگر دوسرے بایں گیا پھر کبیت میں جائز تو اگر وہ مال کی رہیں ہوگی تو وہ ضمان نہیں لیا اور ایک ہی راہ ہے تو پھر
ضمان لازم ہو گا اور اگر آئے چھوڑا سو وہ ساعت بھر گھر گیا پھر کبیت کی طرف گیا اور خراب کیا تو چھوڑنے دوسرے ضمان نہیں ہے آئے اس قریب کے کلام شایخ کی تشریح
ہو گی اور چونکہ حکم کے یہ خاص نہیں تو اس قول کو کہ جانور سے کتا مراد ہے حضرت کرنا مناسب تھا کہ فی الخطا و یختصرا وان رسل طر اسباق اولاد و اولاد طر اسباق اولاد
لم یکن سائل لکمالہ او اقلتہ داتہ فیہما خاصا صابٹ بالاولاد و اسانہا راولیلا الا ضمان نے اکل قولہ علیہ الصلوۃ والسلام انما جبارا ہی لمتقلہ ہر اور
اگر پندہ چھوڑا خواہ کھوٹا نکا ہو یا نہ نکا ہو یا جانور ہو یا کتا چھوڑا اور حالانکہ انکو نہیں مانکا یا جانور بذات خود چھوٹ بھاگا سو مال یا آدمی کو آئے لٹھ کیا
میں یا دن میں تو ضمان نہیں سب صورتوں میں بدلیل قوی بنی علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ جانور کا جسم باطل ہے یعنی جانور غنیہ کا فعل ارگان ہے پھر ضمان نہیں ہو گا
اور ابن ماجہ میں یہ حدیث یوں مروی ہے کہ انظار جہا جبار یعنی جانور کا جسم کرنا ارگان نہیں ہے امام شافعی اور مالک و رحمہم اور اکثر فقہاء اجازتے کہ جانور کے فعل کا کو
باطل ہے نہ وہ جانور جو چھوڑا گیا سو اسے کہ فساد مرسلہ کا فوراً رسال میں ارگان نہیں ہے امام شافعی اور مالک و رحمہم اور اکثر فقہاء اجازتے کہ جانور کے فعل کا کو
میں ضمان نہیں ہے رات میں ضمان ہے کہ فی ایسی لکھا تو حجت الداتہ یہ اسی بالکب و لو سکران ثم یقید الرکب علی ردہ فانه لا یضمن کالمقتلۃ لا یغنیہ عن سیر لیا
فلا یضمن سیر لیا مٹی کو لٹھ انسانا قد مرہر عادیہ چنانچہ اگر جانور نے سرکشی اور شرارت کی سو اسے اگرچہ وہ ست ہوا اور سوار فادرنہ ہوسکے سیر نے پر
ضمان لازم ہو گا خود خود چھوٹے جانور کے مانند سو اسے کہ اس وقت میں سوار کا جلائے والا نہیں ہے جو جانور کا چلنا سرکشی کی حالت میں سوار کی طرف منسوب ہو گا
تو اگر اس حالت میں جانور کسی انسان کو لٹھ کر گیا تو اسکا خون باطل ہے پھر کیا ضمان نہیں کہ فی اعمادیہ میں ضرب داتہ علیہا رکب یا نحوہا بعد بلا اذن
الکب نفیحتہ او ضربت سید کا تنصاف آخر غیر الطاعن او نفرت و صدمہ و قتلہ ضمن ہوا ای الناحس لا الرکب اور جسے اس جانور کو مارا تو سوار کوئی سوار اگر
یا لکھا ہی سے جانور کو کو کچا بدون اذن سوار کے جو جانور نے اپنے پانوں یا ماتھے کو کچنے دے کے سوار اور شخص کو مارا یا جانور چڑھا سو اسے کھوکھلا اور قتل کیا تو کچنے والا
ضمان دیکھنا سو اسے رکب کے مانند سائق اور قائد ہے عدم ضمان میں کو کچنے کو اسے مخصوص کیا کہ اگر گھوڑے کی پیٹ پر یا تھوکے اور جانور کسی کو لٹھ کرے تو اسے
رکنے دے پھر ضمان نہیں کہ فی الخطا و یختصرا فی الملتقی و انیتہ قال ابو یوسف یضمنان یضمنان لکھو لوکان یوقفادۃ علی طریق التقدیر فی الاقیاف یضاد اور ابو یوسف
نے کہا کہ کو کچنے والا اور در دونوں نصف نصف دیت کا ضمان دین چنانچہ اگر سوار نے جانور کو مارا میں لکھا ہو تو دونوں ضمان لازم ہو گا سو اسے کہ سوار کی پیٹ
تقدیر ثابت ہے راہ میں کھڑے کرنے سے چھوٹے کو کچنے دے کی تعدی ہے لکھا لوکان باذنہ و ولت انتہائی فوراً قد علیہا او جیسے اگر کوئی سوار کے اذن سے ہوا جانور کسی
کچنے کو کچنے کے ساتھ بلا توقف تو مقتول کا خون در دونوں حصوں پر ہم دونوں بخون اسوقت ہو گا جبکہ جانور اپنے مقام سے نہ ہٹا ہوا اور نہیں یوقفادۃ طاعن پر ہو گا نہ
رکب پر کہ فی الخطا و یختصرا فی الملتقی و ولت انتہائی فوراً قد علیہا او جیسے اگر کوئی سوار کے اذن سے ہوا جانور کسی کچنے کو کچنے کے ساتھ بلا توقف تو مقتول کا خون در دونوں حصوں پر ہم دونوں بخون اسوقت ہو گا جبکہ جانور اپنے مقام سے نہ ہٹا ہوا اور نہیں یوقفادۃ طاعن پر ہو گا نہ
الناخص ثم الناحس انما یضمن لو ادنی فوراً فی الناحس الا انما ضمان علی الرکب انقطاع انشئ در روزانہ اور اگر جانور نے سوار کو گرایا سو کھوٹا قتل کیا تو کچنے والا
کو کچنے دے کے عاقلہ پر ہے پھر دریافت کرنا چاہیے کہ کو کچنے دے پر ہی صورت میں ضمان لازم ہو گا اگر چنانچہ کچنے کے فی الفور ہوا اور نہیں تو سوار پر ضمان
لازم ہو گا کو کچنے کے انقطاع اثر کے سبب سے کہ فی الدرد و جہاز یہ ضمن فی فقی عین وجاہتہ او شاة قصاص او غیرہا انفعما لا نرسا لعم و

وینع اور خدیہ میں سے ایک پیسہ واجب ہو اور جبکہ سولے سے دفعہ اور خدیہ کوئی اختیار کیا تو دینی چیزیں بوجہ بی بی لکنہ قدم ان دفعہ جو الاصل دین میں سے لفظ
الکتاب والادب علیہ لیکن شراح صحیح نے پہلے اسکو بیان کیا کہ وجوب اسکو درجہ اول میں بیان کیا کہ کتاب کی عبارت میں وجوب اصلی پر دلالت نہیں
ہم صحیح میں ہے کہ نام محمدی نے اسکو بیسویں کہا کہ جب غلام آدمی پر جنابیت موجب مال کی کہ تو اسکو مولیٰ کو اختیار ہے چاہے غلام دے چاہے ذریعہ ہمارا ہی
نہ وجوب ہو کہ وجوب اصلی دفعہ چوتھے تو اس میں سے خلافت مرتفع ہو گیا اور خدیہ اختیار کرنے کے بعد غلام کی موت سے اسکو ذریعہ باطل ہو گیا کہ تعبیر کا فقہا
مذہب کو سوائے ذریعہ ہی کو اختیار کیا تو یہ غامضی امر کے سبب ہے جو بعضی اختیار کرنے سے اور بعضی کا کلام تعلیل میں مضرب ہو واد علم بالصوب گذشتہ اختطافی خان
فداہ فحشی بعدہ فحشی کا لاؤنی حکما سو اگر سولی نے غلام کی جنابیت کا ذریعہ دیا پھر بعد اسکے غلام نے پھر جنابیت کی تو دوسری جنابیت پہلی جنابیت کے مانند حکم
دین یعنی مولیٰ دفعہ اور خدیہ میں بیان بھی مختار ہے خان جنی خاتین نے فقہ ہمالی و لیمیا اور فداہ یا شہما پھر اگر غلام نے دو جنابیتیں کہیں تو ان جنابیتوں میں
مولیٰ غلام کو اس وقت وارثوں کو دے یا دونوں کی دیت کا ذریعہ دے وان وہیہ المولیٰ وادعہ اعتقہ اور وہ اوکو لہ یا غیر حکم ہما باجنابہ فی حق الاصل
میں قیمتہ والا اصل میں لاؤنی ان علم ہما غرم الارش فقط اجماعا اور اگر سولی نے غلام کسی کہ سہ کر دیا یا اسکو سید الا یا آزاد کیا یا مدد کیا یا نوثر کی
ام دہ یا یا جنابیت کی ناؤنی میں تو مولیٰ ضمان دے قیمت اور دیت میں سے کتر چیز کا یعنی اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت کو دے اور اگر دیت کم ہو
قیمت سے تو دیت دے اور اگر جنابیت کو جان کہ سہ یا سچ کی تو فقط دیت ضمان دے بالاتفاق کسبہ عالمہ ہما جیسے غلام کی سچ سے دیت واجب ہوئی ہے
جنابیت جا کر غم خطاوی نے کہا یہ سہ کر دیا کیونکہ دان علم ہما غرم الارش میں داخل ہے و تعلیق عتقہ قبل زید اور سیدہ او شحہ فعل العبد ذلک
کما یصیر فار یقولہ ان قیمت فانت طالق تلتا اور جیسے دیت واجب ہوئی ہے تعلیق عتق غلام میں قتل زید کے ساتھ یا اس کے تیرا نے یا اس کے سر چوڑے
کی تعلیق کے ساتھ سو غلام نے ویسا ہی کیا جیسے زوج فادہ جو جائز ہے اس تعلیق سے کہ اگر میں بیمار ہوں تو تو طلقہ ہے بن باری یعنی تو عورت وارث ہوئی
زوجہ کی کم اگر سولی نے کہا اپنے غلام سے کہ اگر تو زید کو قتل کرے تو تو آزاد ہو سو اسے زید کو قتل کیا یا سولی نے کہا اگر تو زید کے تیرا سے تو تو آزاد ہو سو اسے
تیرا یا کیا اگر تو اس کے سر چوڑی کرے تو تو آزاد ہو سو اسے زخم لگایا تو سولے پر دیت کا ضمان لازم ہوگا ایسے کہ اسے خدیہ اختیار کیا کیونکہ اسکو آزاد کیا جو د
جنابیت کی تقدیر پر گذشتہ الدر وان قطع عبدیدہ رحمہ او دفع الیہ فاعتقہ فمات من اسراریۃ فالعبد صلح ہما اسی باجنابہ لا یتقہ دلیل صحیح
اور اگر غلام نے آزاد کا ہاتھ عمدہ کاٹا اور غلام اسکو دیا گیا سو اسے آزاد کر دیا پھر آزاد مر گیا زخم کی سرایت سے تو غلام صلح عتقہ کیا جنابیت کی رسو اسطے
کہ اسکا آزاد کرنا صحیح صلح کی دلیل ہم اسو اسطے کہ احتاق بقدم کرنا صحیح صلح کے تقدیر دلالت کرنا ہے اور اس صلح کی صحت نہیں بد دن اسکے کہ جناب
سے اور جو اس سے حادث ہو صلح قرار دیا جائے پھر جب اسے آزاد کر دیا تو صلح دشمن احتاق صحیح ہو گئی ابتدا سے وان لم یعقہ وقد ہے پر رطل
سیدہ فیقتل او یغنی بطلان الصلح اور اگر مقبوض الیہ نے غلام مذکور کو آزاد نہ کیا اور لا لکھت کے صدر سے دہ کر لیا ہو تو غلام اسکے مالک کو بھیر دیا جاوے
سو وہ قتل ہو قصاص میں یا سنان کر دیا جائے سبب باطل ہو جائے صلح کے خان جنی ما دون لہ دیون خطا فاعتقہ سیدہ بلا علم ہما غرم رب الدین
الاقل من قیمتہ من دیتہ وغرم لولیہما الاقل منہما اسی قیمتہ من الارش در غلام ما دون دیون نے ازادھا جنابیت کی ہو اسکے مالک نے اسکو آزاد کر دیا یا
ما دون اسکی جنابیت سے تو صاحب دین کو مالک ضمان دے قیمت اور دین سے کتر کا یعنی اگر قیمت غلام کی دین سے کم ہو تو قیمت کا ضمان اور اگر دین کم ہو تو دین کا ما دون
دے اور جنابیت کے وارث کو ضمان دے قیمت اور دیت سے کتر کا یعنی اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت دے (اور اگر دیت کم ہو قیمت سے قیمت دے و تہا لہ اے
عبد ہمالی جنی قیمتہ واحدہ امولاء ولا غیر اور اگر غلام ہمالی کو جنی شخص نے تلف کو دلا تو اس پر ایک قیمت واجب ہو غلام کے مالک کی سولے سوائے اسکے یعنی
بہ حسب دین اور دین مقبول کا مواخذہ قائل پر ہو گا اسو اسطے کہ حق فقیہین کا اکثر ہوا مالک رقبہ سے پھر جب مولیٰ قیمت پا دیا تو اسکو صاحب دین کے گنا

اس واسطے کہ قیمت غلام کی مایست ہو اور صاحب دین مقدم ہو اگر کسی نے اس کو قتل کر دیا تو اس کی موت جیسا کہ مذکور ہے
 الاولاد بعد حق الدین غلام دولت نعم حق الدین لم یخلق حق اخوانہ بالاولاد بکفایت اگر باہر اگر ما دون مدیون نوٹدی حق تو ایسے بچے کے ساتھ بھی جادے کی دین
 میں بشرطیکہ ولادت ہوئی ہو دین کے لائق ہونے کے بعد سوا کر دینی بیرون اسکو لائق ہوا تو دین داون کا حق نوٹدی کہنے سے متعلق نہ ہوگا برخلاف اسکی
 کمائیوں کے یعنی کمائی میں اسکا حق متعلق ہر نہ اس کے دل میں ہم مسئلہ اس باب میں مقصود انکار نہیں ہر کیونکہ اس میں جنابت مذکور نہیں بلکہ بالیقین مذکور ہے اگر مالک
 اس میں اور مسئلہ آئندہ میں فرق ظاہر ہو جائے فاقبت تولدت لم یرفع الاولاد لہ اسی لولی کہنا یہ مطلقاً مذمتہ المولے لادئمنا خلاف الدین میرا اگر
 ما دون مدیون نوٹدی نے جنابت کی میر وہ جنی تو لڑکا جنابت کے وارث کو نہ دیا جائیگا اس واسطے کہ موجب جنابت مولی کے ذمہ ہر نہ نوٹدی کے ذمہ ہر
 برخلاف دین کے کہ مذکور نوٹدی کے ذمہ ہر نہ مولی پر عبید رجل زعم رجل ان سیدہ حرہ ققتل عبیدہ اتفق ولیہ اسی دلی الزام عقبتہ خطا اخطا
 للم علیہ لانہ زعمہ عقبتہ افزانہ لایستحق العبد بل الذی لکنہ لایصدق علیہ الخافۃ لاجتہاد ایک مرد کا ایسا غلام ہو جسکو دو سر امرد کتایں کہ اس کے مالک نے
 اسکو آزاد کر دیا ہر سوا اس غلام آزاد دے آزاد ہی ظاہر کرنے دے دی کو قتل کیا خطا کی راہ سے تو اس غلام پر کچھ لازم نہیں حرز عام کے دے
 ایسے کہ اسکی آزادی کے گنے سے ایسے اسکا آزاد کیا کہ وہ غلام کا مستحق نہیں ہر بلکہ دیت کا مستحق ہر الا اسکی تصدیق نہ ہوئی مافقہ ہر مگر محبت شری سے ہم مافقہ سے
 بیان مراد غلام کا مولی ہر فان قال متفق رقم معروف رجل قتل اماک بنی اعباب مولاد الذی اقصہ خطا رجل قتل امی فقال الاخ الذی ہوا مولی الابل بعندہ
 صدق الاول لانہ منکر للضمان ہر اگر اس متفق نے جسکا مالک ہونا ایک مرد کا مشہور ہو یہ کہا اپنے اس مولی سے جس نے اسکو آزاد کیا ہر کہ میں نے تیرے بھائی کو
 آزاد خطا قتل کیا تھا اپنے آزاد ہونے سے پہلے سو مونس نے جو مقتول کا بھائی ہر کہا یوں نہیں ہر بلکہ تو نے آزاد ہونے کے بعد قتل کیا تو اول شخص یعنی غلام
 مذکور کی تصدیق ہوگی اس واسطے کہ وہ لازم ضمان کا سکرہ دم خطا دی نے کہا کہ شارب مصنف اور حموی کا تابع ہوا ہر اس مسئلہ کی تصویر میں
 حالانکہ یہ صحیح نہیں ہر بلکہ تصویر غیر موسیج ہر چنانچہ اور کتابوں میں صحیح ہر ان قال لہا قطع یدک انت تہنی فکانت ہی لابل فطقت بعد
 العتق قال لعل لہا لاندہ اسباب اہمان ام ادھی یا میرہ فلا یوں اتقول لہا اور مولی نے اپنی نوٹدی سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا جبکہ تو میری نوٹدی کی
 اور اسے کہا نہیں بلکہ تو نے ہاتھ کاٹا تھا آزاد کرنے کے بعد تو نوٹدی کا قول مستبر ہوگا اس واسطے کہ مولی نے ضمان کے سبب یعنی قطع کا آزاد کیا ہر اس خبر کا دعوی
 کیا جو ضمان سے بری لاندہ نہ ہو کہ وہ تو اسکا قول مستبر ہوگا وکذا القول لہا فی کل ما اخذہ المولی منہا من المال لما ذکرنا استحسانا اور اسی طرح نوٹدی کا قول
 مستبر ہر ہر ایک اس خبر میں جو مولی نے نوٹدی سے مال لیا اس دلیل سے جسکو ہم نے ذکر کیا بطریق استحسان کے الا اجماع و اعلمۃ قال قول لہا لاندہ بحالہ مشہور
 منافی للضمان مگر جماع اور نوٹدی کی کمائی میں نوٹدی کا قول مستبر ہوگا تو اس میں بیان کا قول مقبول ہوگا سبب اس کے سبب ہونے کے اس حالت تفری حالات
 جو تاوان کے مخالفہ دم اس واسطے کہ اپنی نوٹدی کا جماع کرنا اگر وہ مدیون ہوا مال کا موجب نہیں اور ہی طرح اپنی نوٹدی کی کمائی لینا تاوان کا موجب نہیں اگرچہ
 نوٹدی قرضدار ہو کہ انی ازنی عبیدہ مجور اوصی اوصیاً بقتل رجل فقتلہ فدیۃ علی عاقبتہ القاتل لان عبدہ یعنی خطا غلام مجور یا مصنف نے دوسرے صنف کو ایک
 مرد کے قتل کرنے کا اور کیا سوائے اسکو مار ڈالا تو مقتول کا خون باقی کے مددگاروں پر ہوگا اس واسطے کہ صنف کا قتل عدل قتل خطا کے برابر میں حکم میں وجو علی عبیدہ
 بعد عتقہ و قبل لا الاعلی الصبی لآخر ابد التصور اہلیۃ اور صنف فانی کے مددگار غلام آخر سے دین میں اس کے آزاد ہونے کے بعد اور قول ضیف میں جموع
 نہیں غلام آزاد پر لیکن صنف آخر بھی کسی رجوع نہیں یعنی مانع ہونے کے بعد ہی تصویریت کے سبب و انکان بان مولی عبیدہ اشد دفع لہا قاتل اذناہ فی الخطا
 اور اگر غلام کا مامور بھی غلام ہوا کہ ماند تو مال غلام قاتل کو اور نوٹدی مقتول کے حوالہ سے غلام کا قریب قتل ظمین لاجرم علی لآخر فی کمال و رجوع بعد حق عبیدہ
 بالاقول من لاندہ اوقیمہ لاندہ مختار فی دفع الزیادۃ لاندہ ضرر اور فانی مامور کے مالک کو اور رجوع کرنا جائز نہیں بالفعل اور غلام آزاد ہونے کے بعد قریب اور قیمت

غلام میں جو کمتر ہو وہ مالک بھرے اس واسطے کہ مالک دفع زیادت میں مختار ہو نہ مجبور یعنی غلام قاتل کے مالک کو اختیار تھا غلام کے دینے اور فدیہ دینے میں
 جسکے آئے فدیہ زیادہ قیمت اختیار کیا تو آزاد کا دادان لازم ہوگا وگذا حکم فی ہمدان کا ان لعبد القاتل صغیر لان عمدہ خطار اور اسی طرح
 قتل عمد کا حکم ہو اگر قاتل غلام صغیر ہو اس واسطے کہ صغیر کا قتل عمد خطا کے مانند ہر حکم میں خان کسیر اقص منہ اور اگر قاتل غلام بالغ ہو تو اس سے قصاص
 لیا جائے جبکہ حضرت امیر افاغستان مولاہم وقع فیہا انسان و اکثر قتلک فلا ہی علیہ لان بنیامہ لعبد لا توجب علیہ تینکا غلام نے کون ان کھو اس واسطے
 نے اسکو آزاد کیا بھر نہیں چند آدمی یا ایک آدمی کو پڑا سو مر گیا تو اسکو ہر آدمی کے لئے غلام کی جنابت پھر کچھ دہی نہیں کر دیں اور مخرج میں بھی
 یہی حکم ہے و جب علی المولی قیمتہ واحدة و اولو افع الفاربعی و اگر کون ان کھو دے دے کے مالک پر ایک قیمت غلام کی واجب ہوگا اگرچہ ہزار آدمی کو یوں
 میں کر کے مرنے ہوں گدا فی الزبعی خان قتل عبد عمداً رجلین حرین کل سبھا و لیان فعفا احد و لی کل سبھا دفع اسید نصفہ الی حرین المرن
 لم یعفو او فداہ بدیہ کا لے لائے نہ مالک لعفو سقط العود و مطلب مالا و ہر دینان و سقط دینہ نصیب العا بنین و لیس دینہ نصیب اسانین اور
 دفع نصفہ لہما پھر اگر ایک غلام نے ان دو آزاد مردوں کو عمدہ قتل کیا کہ ہر ایک قتل کے دو وارث ہیں سو دونوں گرد ہوں میں سے ایک ایک وارث ہے
 قصاص عفو کیا تو مالک غلام ان دو آزاد کو دے جنوں نے معاف نہیں کیا یا غلام کا فدیہ دے پوری دیت دے کہ اس واسطے کہ اس معافی سے قصاص کا
 ہو کہ نقاب ہاں ہو گیا اور مال تو پوری دو دین ہیں اور خالاکہ معاف کرنے والوں کے حصے کی دیت نو سافٹا ہو گئی اور سکوت کرنے دے دو وارثوں کے حصوں کی
 دیت باقی رہ گئی یا مالک چاہے نصف غلام دونوں وارثوں کو دے خان قتل لعبد احدیما عمدہ او الآخر خطار و عفا احد ولی محمد فدی بدیہ لولی الخطا
 و نصفہما لاحد ولی احمد الذی یعف پھر اگر غلام نے ایک مرد کو عمدہ قتل کیا اور دوسرے کو خطا قتل کیا اور قتل عمد کے دو وارثوں میں سے ایک وارث ہے
 قصاص میں معاف کیا تو مالک پوری دیت کا فدیہ دے قتل خطا کے دو وارثوں کو اور نصف دیت فدیہ دے قتل عمد کے اس ایک وارث کو جسے عفو نہیں کیا اور دفع
 السیما و قسم ثلاثا عولا غندہ و ارباعا شازرہ فدیہا یا مالک غلام دے قتل خطا کے دو وارثوں کو اور تین نہا و دین دے بطریق عول کے امام کے نزدیک اور
 چار حصے کر دے بطریق منازعت کے صاحبین کے نزدیک ہم دجہ اسکی ہے ہر خطا کے دو وارثوں کا حق پوری دیت دس ہزار درم میں ہر آدمی کے دو وارثوں کا حق قصاص
 میں ہر بھر جب ایک وارث نے عفو کیا تو دوسرے وارث کا حصہ مال ہو گیا یعنی باج ہزار درم نصف دیت تو اگر مالک فدیہ دے تو دس ہزار خطا کے وارثوں کو دے
 اور باج ہزار عمدہ کے ایک وارث کو جسے معاف نہیں کیا اور اگر مالک غلام کو دفع کرے تو تین نہا کرے و دتہا بیان خطا کے وارثوں کو دے اور ایک نہائی قتل
 عمدہ کے ایک وارث کو بطریق عول کے اس واسطے کہ اسکا حق دیت میں بھی اسی طرح ہے نہ ہر امام کا اور صاحبین ہم کے نزدیک چار حصے ہوں گے
 بطریق منازعت کے تین جو تھا بیان خطا کے وارثوں کو اور ایک جو تھا لی اسکو جسے عفو نہیں کیا اس لیے کہ نصف غلام نو خطا کے وارثوں کے واسطے
 سلم ہر بلا شازرعت اور نصف باقی میں منازعت واقع ہوئی دونوں خرق کی تو اسکو نصف نصف کر دیا گدا فی الزبعی خان قتل عبد ہما قرہما و عفا
 احد ہما بطل کلمہ و قال یدفع الذی عفا نصف نصیبہ لآخر او بقدرہ ربع الدینہ و فیل محمد مع الامام و وجہ انہ انقلب بالنعو مالا و المولی لایستوجب
 علی عبدہ و بنا فلا یخلفہ فیہ الوترہ پھر اگر دو شخصوں کے غلام نے مالکوں کے فرابت دار کو قتل کیا اور ایک مالک نے قصاص عفو کیا تو تمام قصاص باطل
 ہو گیا اور صاحبین نے کہا کہ جس مالک نے عفو کیا وہ اپنا آدھا حصہ دوسرے مالک کو دے یا اسکا فدیہ دے جو تھا لی دیت دے کر دو شخصوں نے کہا
 کہ محمد امام کے ساتھ میں اس مسئلے میں امام کی دلیل یہ ہے کہ قصاص عفو سے منقلب ہاں ہو گیا اور مالک اپنے غلام پر مستوجب دین کا نہیں ہوتا تو اس کے وارث
 اس میں اس کے خلیفہ ہو گئے ہم خطا دے کہ مالک کو دونوں نہ موجود ہیں تو موثر وارث کا بیان کیا گذر کر
 فصل فی بنیامہ علی العید یہ فصل ہر اس جنابت کے بیان میں جو عبد بردار قہم عبد سے مراد ملوک کہہ تو غلام اور لونڈی دونوں کو شامل ہے و یہاں

قیمتہ فان لم یستہم یومئذ اکر و بلغت قیمتہ الاثمہ و غیرہ الخرقۃ لقص من کل دیر بعد و اسے شتر در اہم انوار کا خطا دیتا، رفیق بن اکر و عیین اشترہ
 با تر ابن سعود رضی اللہ عنہ دیت مملوک کی اسکی قیمت پر سہ گرام کی دیت آزاد کر دی دیت کے برابر ہو کر چار دے یعنی قیمت غلام کی دس برابر دہم ہو اور
 لونڈی کی قیمت آزاد کر دیت کی دیت کے برابر ہو چے تو غلام اور لونڈی کی دیت سے دس درم گنا ہے جاوینے کہ رتبہ مملوک کا خطا و تہا آزاد سے ظاہر ہو
 اور دس درم کا عیین کرنا عبد ابن سعود رضی اللہ عنہ کے اثر سے ثابت ہے و عنہ من الاثمہ شترہ اور امام سے دوسری دیت ہو کہ لونڈی کی دیت سے یاخ (درم)
 کیے جاوین و کون جینہ علی الخافۃ فی ملت سبعین خلافا لابی یوسف در اور یوسف بن دیت غلام کی قانی کے مدکاروں پر وجہ ہو کی بن بر کی دیت
 میں برخلاف ابو یوسف کے یعنی انکے نزدیک نقصان دس درم کا ستر نہیں گذانی خطا دی ذنی انصیب یحب لقیمتہ بالقتہ ما بلغت بالاجماع اور مملوک کے
 غصب میں اسکی قیمت غاصب پر وجہ ہے بالاتفاق جہا تک اسکی قیمت ہو چے یعنی اگرچہ آزاد کی دیت سے زیادہ ہو و ما قدر سن دیت اگر قدر سن قیمتہ
 و جینہ قضی یدہ نصف قیمتہ بانہ ما بنت فی السج حرر قبل الزاد علی قیمتہ آت ان و اسے و ذمہ فی الملتقی اور جو مقرر ہے غصا و کر کی دیت سے دی مقرر
 مملوک کی قیمت سے اور سہ دقت میں تو مملوک کے ما یون اسکی نصف قیمت ہو قول صحیح بن جعفر کہ اسکی قیمت ہو کہ انی للرد اور قول یوسف بن کراخ درم کا پچھرا درم سے زیادہ ہو کر
 اور ہی تولی بریقین یا یسیر لیس فی الاثر من ابی قولی نہیں ہو کر کتب بن جنانچہ ہر ایہ اور خلاصہ اور مجمع البحرین اور خیار اور قادی و لو کی اور قسقی اور مبنی میں گذانی خطا و
 و یحب حکومت عدل فی بحیثہ فی السج دلیل کہ قیمتہ اور حکومت عدل و یحب ہر غلام کی ڈاڑھی میں بقول صحیح اور قول یوسف بن تمام قیمت دہیم ہے اس صورت میں
 حکم ہو کہ داری و مقرر کے بعد جے قطع مد بعد فخرہ سیدہ نسری فمات منہ و لک العبد و رتہ غیر و غیر المولی لا یقص الا شباہ من لہ یعنی ایک شخص نے غلام کا ہاتھ کاٹا
 پھر اسکے مالک نے اسکو آزاد کر دیا تو وہ اس فخر سے کہ اسکا مالک اور اس غلام آزاد کے درمیان اسکی میں دلی کے سوا تو قالیج سے قصاص نہ لیا جاوے گا صاحب حق کے
 اشتباہ کی وجہ سے ہم یعنی اگر جہت کا وقت اعتبا کیجے تو صاحب حق مالک ہو اور اگر موت کا وقت ہستار کیجے تو قسط وار حق ہیں یا مالک بھی تو جہا تک متقی مانع
 قصاص ہوگی لیکن دیت قصدا ورت کی ہر یا مالک کی بھی گذانی خطا دی والا لکن لہ المولی قصص مہ خلافا محمد اور اگر اسکا کوئی وارث نہیں ہوے مولی کے تو قسط
 سے قصاص لیا جاوے گا بخلاف ازہم بعد محمد بن خالد العبد یا بعد محمد بن شجاع فیس المولی الحق فی احد ہما بعد السج فار شہا للسید لان لہان کا اشارہ مالک نے اپنے
 دو غلاموں سے کہا کہ ایک غلام تم دونوں میں سے آزاد ہو دو نوں کے سرزمی ہوے پھر مالک نے رقم سر کے بعد ایک غلام کی آزادی بیان کر دی یعنی یوں کہا کہ میں نے
 اس غلام کو آزاد کر لیا تھا تو دونوں کی دیت مالک کی ہر ہو و یکہ بیان کرنا اشارہ کے برابر ہو یعنی گویا رقم کے بعد اب اسے آزاد کیا و قسطا خیرہ و قیمتہ بعد لہ الخافۃ
 سکا و قیمتہ اسرار اور اگر دونوں غلام نہ کوثر متول ہوے تو دیت آزاد کی اور قیمت غلام کی وجہ ہوگی شتر یکہ ایسا ہی قاتل نے دونوں کو ساتھی قتل کیا ہو اور دونوں
 کی قیمت برابر ہویم و ذہ فزی ہر کہ رقم کے بعد آزادی ملن ہو تو بیان دمان انشا علیہا اور موت کے بعد آزادی ملن نہیں تو بیان بیان انشا ہوگا معض بیان و ظاہر
 شہرے گا اور اگر قیمت مختلف ہوگی تو ہر واحد کی نصف قیمت و آزاد کی دیت وجہ ہوگی گذانی خطا دی و شترہ و ان قتل کلا واحد صا و علی الخافۃ و لم یدر
 الاول قیمتہ اجبہ بن زلیحی اور اگر دونوں غلاموں کو دو شخصوں نے ساتھی یا ایک چھ مارا اور پہلا مقتول معلوم نہیں تو قاتلون پر دو غلاموں کی قیمت وجہ
 ہوگی گذانی از علیہم قتلہ وان قتل کلا واحد صا مخالفت مقصود ہر ترجمہ اگایہ ہو کہ اگر ہر غلام کو ایک شخص نے ساتھی قتل کیا اور پہلی صورت سے جو نہ کوثر ہوگی
 خطا دی نے کما شارح کو یوں کما قضا و فی قتلہا شخصان صا لہذا ہر ترجمہ نے عبارت صحیح کا ترجمہ کیا خلافا بمارا اشارہ اور اگر پہلا مقتول معلوم ہو تو اسکے
 قاتل قیمتہ وجہ ہوگی اور دوسرے قاتل پر دیت آزاد کی وجہ ہوگی گذانی خطا دی تھا و ربیل عینی عبد خیر مولاد کنشاد و فتح مولاد عبدہ المقننہ لظاہر
 و اخذہ قیمتہ کاملہ او کم و لا یاخذہ قیمتہ نقصان و کمالہ اخذ نقصان قاتل انشائی صمنہ العیمہ و ہر سبک الحجتہ العیمہ ایک مرنے غلام کی دونوں
 انکسین جو مرن نو اسکے مالک کو اختیار ہو طے پنا انکو چھوٹا غلام انکو چھوٹنے دے کو دے اور اس پر ہی قیمت لے یا چاہے اسکو اپنے پاس رکھے

در اس سے نقصان نہ ہے اور صاحبان نے کہا مالک کو نقصان لینا جائز ہے اور امام شافعی نے کہا اگر بیعت ہوئے دس سے غلام کی قیمت کا ضمان ہے اور غلام کا انحصار
 رہا ہے پاس رکھے و لو جنہی مدبر اودم ولد ضمن السید الاقل من لقیمتہ ومن لا ارش لقیام قیمتہا مقامہا و اگر غلام مدبر یا دم ولد جنایت کرے تو مالک ناویل
 دے کتر مال کا قیمت اور دیت سے یعنی اگر قیمت کم ہو دیت سے تو قیمت دے اور اگر دیت کم ہو قیمت سے تو دیت دے ایسے کہ مدبر اودم ولد کی قیمت قائم مقام ہر
 ایک کم مناسب یہ تھا کہ یہ مسئلہ باب سابق میں مذکور ہوتا اس واسطے کہ مدبر اودم ولد فاکل ہر مقتول خان و دفع لقیمتہ بقضایا فحتمی المدبر اودم ولد جنایت
 اخری تشارک الاثنی الاولی الاولی میں نے جنایات کلمہ الاقیمتہ واحدة ولائی علی المولے لانی مجبور علی الدفع ہر اگر مالک نے قیمت دی قاضی کے حکم سے پھر
 مدبر یا دم ولد نے دوسری جنایت کی تو دوسرے مقتول کا وارث شریک ہوگا مقتول اول کے وارث کا اس واسطے کہ مدبر کی تمام جنایات میں سو اسے ایک
 قیمت کے اور کچھ واجب نہیں اور مالک پر کچھ واجب نہیں اس واسطے کہ وہ مجبور ہر قیمت کے دینے پر یعنی حکم قاضی و لو دفع لقیمتہ لوبہ الاولے بغیر قضا و اتباع
 السید حصصہ من لقیمتہ و رج بہا علی الاولی لانی قبضہ بغیر حق لان المولے لایجب علیہ الاقیمتہ واحدة اور اگر مالک نے پہلے جنایت کے وارث کو قیمت
 دی بدون حکم قاضی کے تو مقتول ثانی کا وارث بھیجے کہ مالک کا قیمت لینے کے واسطے بقدر رہے جسے کے اور مالک بقدر رہے مقتول اول کے وارث
 سے ایسے کہ وارث اول نے تمام قیمت پر ناحق قبضہ کیا اس واسطے کہ مالک پر تو سو اسے ایک قیمت کے کچھ واجب نہیں و اتباع ولی بخبايا الاولی وارث ثانی
 وارث اول کا بھیجے کہ یعنی نصف قیمت اُس سے ہاں لے اس واسطے کہ اُسے اسکا حق ناحق لیا و قال لا یثب علی المولے اور صاحبان نے کہا قیمت بلا قضا دینے
 میں مالک پر کچھ لازم نہیں و ان اعتق المولی المدبر و قد جنی جنایات لم تلزمہ اسی المولی الاقیمتہ واحدة علم یا بخبايا قبل اعتق اول لان حق اکر
 لم یعلق بالعبد فلم یمن مفتونا بالاعتق اور اگر مالک نے مدبر کو آزاد کیا اور حالانکہ اُس سے جنایات متعددہ صادر ہوئے تو مولے پر سو اسے ایک قیمت کے کچھ
 لازم نہ ہوگا خواہ مالک کو قبل از اعتق جنایت کا علم ہوا ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ وارث کا حق غلام کی ذات سے متعلق نہیں تو مالک آزاد کرنے سے اُس کے
 حق کا ضائع کرنے والا نہیں مگر اودم الولد کا مدبر فیما م اودم ولد مدبر کے مانند ہر حکم مذکور میں یعنی مسئلہ اخناق میں اقر المدبر اودم الولد بخبايا تو وجب
 المال لم یخیر اقرارہ لانی اقرار لعلی المولی بخلاف ما اذا اقر بالقتل عمد افاقانہ یصح اقرارہ علی نفسہ فیقتل بہ اور اگر مدبر یا دم ولد نے اس جنایت
 کا اقرار کیا جو مال کی وجہ سے ہو تو اسکا اقرار جائز نہیں اس واسطے کہ یہ اقرار ہر مولے کے غرض پر بخلاف اسکے جب کہ اُسے قتل عمد کا اقرار کیا تو اسکا اقرار
 صحیح ہوگا اپنی ذات پر تو اپنے اقرار کے سبب سے مارا جاوے گا و لو جنی المدبر خطا و فمات لم تسقط قیمتہ عن مولاه اور اگر مدبر نے جنایت کی بطور خطا
 کے پھر وہ مر گیا تو اسکی قیمت اسکے مالک سے ساقط نہ ہوگی و لو قتل المدبر مولاه خطا سے فی قیمتہ اور اگر مدبر نے اپنے مالک کو بطریق خطا کے قتل کیا تو
 کوشش کرنے اپنی قیمت میں یعنی سخت مزدوری کر کے اپنی قیمت مالک کے وارث کو دے و لو عمد قتلہ الوارث او استسماہ فی قیمتہ ثم قتلہ درر اور
 اگر مدبر نے اپنے مالک کو عمدہ قتل کیا تو وارث اسکو قتل کر دے یا وارث چاہے اُس سخت مزدوری کر دے اسکی قیمت حاصل کرنے میں پھر حصول قیمت
 کے بعد اسکو قتل کرے کذا فی الدرر

فصل فی غصب الفتن وغیرہ فصل ہر ملوک وغیرہ کے غصب کے احکام میں غیر ملوک سے مدبر اور حبس مراد ہے قطع مد عبیدہ فقصیدہ رجل و سرے
 فمات منه ضمن الغاصب قیمتہ قطع مالک نے اپنے غلام کا مارتھا تو اسکو غصب کیا ایک مرد نے اور غم نے سرایت کی سو وہ اسی ختم سے مر گیا تو غاصب
 نادان دے یا مگر غلام کی قیمت کا و ان قطع یدہ و ہونی یدہ غاصب فمات منه بری الغاصب سیر و رتہ متعلقا فی سیر ستر ۱ اور اگر مالک نے غلام
 کا مارتھا تو اور حالانکہ غلام غاصب کے پاس ہر سو وہ اسی ختم سے مر گیا تو غاصب بری الذمہ ہو گیا قیمت دینے کے نادان سے بسبب ہر وجہ سے مالک اسکے
 تلف کرنے والا تو مالک پھر لینے والا شہر جاوے گا غصب عبیدہ مجبور مثلہ فمات فی یدہ ضمن لان الحور موخر با فحاله لبا قولہ الا بعد شفعہ غلام

غیر از دوزخ نے اپنے مانند دوسرے کا غلام غیر از دوزخ منصب کیا سو وہ اسکے قبضے میں مر گیا سو وہ تاوان دے گا انکی قیمت کا سو اسے کہ غیر از دوزخ اپنے اقبالی
 میں ناخوہر نہ اپنے دوزخ میں مر گیا سو وہ تاوان دے گا انکی قیمت کا سو اسے کہ غیر از دوزخ اپنے اقبالی
 مرنے جنایت کی اپنے غاصب کے پاس سو غاصب نے اسکو بھیر دیا مالک کو مرنے اپنے مالک کے پاس دوسری جنایت کی تو مالک اسکی قیمت کا
 تاوان دے دونوں مقتولوں کے وارثوں کو نصفانصاف یعنی نصف قیمت مقتول اول کے وارث کو دے اور نصف باقی دوسرے کے وارث کو ورجع
 المولی نصف قیمت علی الغاصب و دفع المولی نصف قیمت الی ولی الجنایۃ الاول لان حقہ لم یجب الا بالرحم قائم اور مالک مدبر کی
 نصف قیمت بھرے غاصب سے اور بولے وہی نصف قیمت جنایت اول کے وارث کو دے اسلیے کہ اسکا حق واجب ہوا مگر اس مالی میں کہ مرنے کو جو
 ہم مخطاوی نے کہا جلی نے زلی سے رام اور ابو یوسف کی دلیل یوں نقل کی ہر کہ مقتول پول کا حق تمام قیمت میں تھا سو اسے کہ جب وہ مقتول ہوا تھا تو کوئی
 فراہم اور سناخ اسکا نہ تھا اور کوئی جو بھری تو مقتول ثانی کی فراہم کے سبب سے ہوئی ہر جیکہ غلام کا بھلا مالک کے کا تو حق یا خارج از حق تو وارث اول اسکو ملے گا
 تاکہ اسکا حق پورا ہو جاوے اتنے تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ شراح کی عبارت میں خلل جزئاً کو یوں کہنا مناسب تھا لان حقہ واجب نہیں لافراہم یعنی مقتول اول
 کے وارث کا حق اکتوفت واجب ہو تھا جیکہ اسکا کوئی فراہم نہ تھا مگر رجع المولے علی الغاصب لانہ اخذ نہ سبب کان عندہ غاصب بھر دوسری بار
 مالک نصف قیمت غاصب سے بھرے سو اسے کہ بولے جو لیا گیا اس سبب سے لیا گیا جو غاصب کے پاس ہوا ویکسہ یا جسکی خندہ بولہ غم غاصب لایرجع ہر
 علی الغاصب یہ ثانی لان الجنایۃ الاولے کانت فی ید مالکہ اور سبب سے بھلے اسکی یعنی مرنے جنایت کی اپنے مالک کے پاس بھر جنایت کی اپنے غاصب کے
 پاس تو مالک غاصب سے دوسری بار نصف قیمت نہ بھر لیا سو اسے کہ پہلی جنایت اسکے مالک کے پاس واقع ہوئی جو نہ غاصب کے پاس دوزخ نے
 اقبالی کا مدبر غیر ان المولی مدفع بعد نقصہ ہما وشم اسی فی لہد بر قیمتہ کما مر اور غلام خالص دونوں صورت میں یعنی خواہ غاصب کے پاس جنایت
 واقع ہو خواہ مالک کے پاس مدبر کے مانند ہو اسے اس بات کے کہ مالک یہاں خود غلام کو دے گا اور دوزخ میں جنایت مدبر میں قیمت دیگا چنانچہ مذکور ہو چکا
 مدبر جسکی عند غاصب فرہ غصیبہ ثانیاً یعنی خندہ کان علی سیدہ قیمتہ لہما ورجع قیمتہ علی الغاصب لہما عندہ و دفع المولی نصفانصاف
 اسی قیمتہ الماخوذہ ثانیاً ولی الجنایۃ الاول ورجع المولے بذلک نصف علی الغاصب مدبر نے جنایت کی اپنے غاصب کے پاس بھر اسے مالک کو بھیرا
 بھر غاصب نے دوبارہ غصب کیا سو اسے غاصب کے پاس بھر جنایت کی تو اسکے مالک پر قیمت مدبر کی دونوں مقتولوں کے واسطے واجب ہوگی اور مالک قیمت
 بھرے غاصب سے اس لیے کہ دونوں جنایتیں غاصب کے پاس واقع ہوئیں اور بولے نصف قیمت ماخوذہ جنایت اول کے وارث کو دوسری بار دے اور دوسری
 نصف قیمت جو وارث اول کو دے غاصب سے بھرے دم الولد فی کلہا المدبر اور دم ولد ان سبب صورتوں میں مدبر کے مانند ہر غصب رجل صبیحا حراً لا یمیر عن نفسه
 والمراد بغصبة الذناب بہ بلا از دوزخ فہما تہذا اخرنی یدہ فجاءتہ او کجی لم یضمن ایک مرد نے وہ غیر از دوزخ دینا حال بیان نہیں کہ سکنا غصب کیا
 بھر وہ آزاد غاصب کے ماتم میں مر گیا ناگمان یا تہ کے سبب سے تو مرد پر تاوان نہیں غصب سے مراد صغیر کا بچا نہ دوزخ جارت اسکے ولی کے ہم یعنی غصب کے
 معنی مجازی بیان مراد ہیں اسلیے کہ آزاد میں غصب ثابت نہیں ہوا ضمان سو اسے ثابت نہوا کہ موت ناگمانی اور پانا ہر مقام میں ممکن مختلف باختلاف احوال
 نہیں ہوا ان مات بصما عقتہ او نش حتمہ فدیۃ علی عاقلہ الغاصب احتساباً بقبضہ لکان اصولی وکجات حتی لو نکلہ موضع فغلب فیہ
 اجمی ولامن ضمن فجب فیہ الدیۃ علی عاقلہ لکنہ قتلا سببا ہدایۃ وغیرہا اگر صغیر نہ کو مر گیا بچلی کے گرنے سے یا سانپ کے کاٹنے سے تو اسکی دیت
 غاصب کی عاقلہ پر بریل تحسان کے واسطے کہ غاصب سبب پڑا ہر جلیوں یا سانپوں کے مکان کی طرف نقل کرنے کا تو اگر غاصب صغیر کو اس مکان میں
 سے لیا جان اکثر پ اور ارض لاحق رہتے ہیں تو ضمان لازم ہوگا تو زمین بھی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی قتل سبب کا موجب ہونے سے کہ انی الہدایۃ

و غیر با قلت و بقی نونقل انحر الکیبر لندہ الاماکن تعدیا ان عقید او لم یکینہ انحر عنہ ضمن وان لم ینتہ من حفظ نفسه لالانہ بتقصیرہ فکلم تصغیر لکبر مقید عنایہ من
کنتا ہون باقی رہ گئی ایک صورت کہ اگر آزاد باغ کو کوئی شخص ان مکانات کی طرف سے گیا زبردستی اگر مقید کے اس طرح سے گیا کہ اسکو پکڑا اس سے
مکس نہیں تو قاتل پر ضمان لازم ہوگا اور اگر باغ اسکو مانع نہوا اپنی ذات کی حفاظت سے تو ضمان لازم نہوگا اس واسطے کہ باغ کی تقصیر کے سبب ہو تو تصغیر کا حکم
کے مانند مقید بقید نہ کرے کذا فی عنایہ ولو غصب صبیحا فغاب عن یدہ جلس الغاصب حتی یحیی بعد اعلیم صومۃ خانیتہ کا موضوع امرۃ بل حتی وقت الغنۃ نہیجا
خانیتہ جس حتی برزدا و ثروت خلاصہ اور اگر تصغیر کو غصب کیا پھر وہ غائب ہو گیا اس کے پاس سے تو غاصب مجبوس رہیگا یہاں تک کہ اسکو اسے آزاد کی موت
معلوم ہو جاوے کذا فی انجانیۃ فیما ینہ اگر ایک مرد کی عورت کو زہر سے لیکھا یا نہا تک کہ زہر میں بن جراتی ہو گئی اس طرح کہ زہر کو معلوم نہیں کہ زہر کھانہ ہو تو وہ
شخص مجبوس رہیگا یہاں تک کہ اسکو غیر لادے یا عورت بر جاوے یعنی اسکی موت معلوم ہو جاوے کذا فی کلامۃ امر خاتما ینتہن صبیحا ففعل الختان ذلک فقطع
س و من ذوالذی ان یمنیہ فغاب علیہ اذا مات بالوت یسقط غنۃ کرنے والے کی عاقلہ پر نصف دیت ہو اور اگر وہ مرے تو اسکی عاقلہ پر پوری دیت ہو اور یہ مسئلہ ضمان جبر کے باب میں سابق مذکور
ہو چکا اور وہاں یہ کی حیثیتان میں یہ مسئلہ یون مذکور ہے کہ وہ کون جانی ہے اگر اسکا مخفی ہے تو اس پر وہ دیت ہو جبکہ نہ مرے نصف اسکا واجب ہو موت سے یعنی اگر
نہ مرے تو پوری دیت واجب ہو اور نہ تو نصف واجب ہو وہ کون جانی ہے اگر اسکا مخفی ہے تو اس پر وہ دیت ہو جبکہ نہ مرے نصف اسکا واجب ہو موت سے یعنی اگر
لی فسقط البصی ولم یکن ینتہ سیر فمات کان علی عاقلۃ من حملہ اسی دیتہ بصی کان اسی من رکت شملہ اولایک و ثمانی انجانیۃ مانند اشخاص کے
جسے تصغیر کو جانور پر چڑھایا اور کہا جانور کو تھامے رکھ میرے واسطے سو تصغیر کر پڑا اور اسے جانور کو تھامے رکھ میرے واسطے کی عاقلہ پر تصغیر کی دیت
واجب ہو خواہ اتنی عمر کا لڑکا سوار ہوتا ہو یا سوار نہ ہوتا ہو اور اسکا پورا بیان خانیتہ میں ہے بصی اودع عبد مقتله اسی قتل بصی بعد المودع ضمن عاقلۃ
واجب ہو خواہ اتنی عمر کا لڑکا سوار ہوتا ہو یا سوار نہ ہوتا ہو اور اسکا پورا بیان خانیتہ میں ہے بصی اودع عبد مقتله اسی قتل بصی بعد المودع ضمن عاقلۃ
قیمتہ مانند اس تصغیر کے جسکے پاس غلام و دیت رکھا گیا سو اسے اسکو قتل کیا یعنی تصغیر نے غلام مودع کو قتل کیا تو بصی کا عاقلہ غلام کی قیمت کا ضمان
دیگا خان اودع طحا بلا اذن ولیہ لیس ما ذونا فی تجارۃ فاکلم یمنین لانه سلطہ علیہ وقال ابو یوسف رحمہ و اشافعی یمنین پھر اگر تصغیر کے پاس کھانا دیت
رکھا گیا بدون اسکے ولی کے اذن کے اور تصغیر ما ذونا فی تجارۃ بھی نہیں ہے سو تصغیر نے کھانا کھا لیا تو اس پر ضمان نہیں اس واسطے کہ صاحب غلام نے تصغیر کو طعام
سلطہ کر دیا اور ابو یوسف اور شافعی نے کہا کہ ضمان دیگا و کذا لودع عبد محجور مالافا ستملکہ ضمنہ بعد غرقہ وغندابی یوسف و اشافعی فی کمال اور ہی طرح اگر
غلام محجور کے پاس مال و دیت رکھا گیا سو اسے اسکو تلف کیا تو اسکا ناوان دیگا آزاد ہونے کے بعد اور ابو یوسف و اشافعی کے نزدیک فی کمال ناوان دیگا و کذا
کذا اختلاف ابو جبر و اخوان اور ہی طرح اختلاف ہے اگر تصغیر اور غلام محجور کو عاریت دی گئی یا قرض دیا گیا ہم یعنی تصغیر اور غلام نے کوئی خیر عاریت لی یا بطور قرض
پھر تلف کی تو تصغیر یا ذون پر ضمان نہیں باغ ہونے کے بعد بھی اور غلام پر آزاد ہونے کے بعد ضمان ہے اور شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک فی کمال ضمان ہے
کذا فی الخطا دی ولو کان باذن او ما ذونا ضمن بالاجماع اور اگر رعایت یا قرض اذن سے ہو یا وہ ما ذونا فی تجارۃ ہو تو بالاتفاق ضمان لازم ہوگی تو اسکا ہلاک
بصی مال غیر بلا دویۃ ضمنہ فی کمال چنانچہ اگر تصغیر نے خیر کا مال بدون و دیت کے تلف کیا تو اسکا ضمان بالاتفاق لازم ہوگا فی کمال قلت و غیر کلمہ
لو بصی عاقلہ والا فلا یمنین بالاجماع و ثمانیہ فی عنایہ و اشافعی عن التلبی و مسکین علی خلاف مافی التلقی و لحدایۃ و الرطب یحفظ بین کنتا ہون اور
ہ تمام مذکور اس صورت میں ہے جبکہ تصغیر عاقل اور مقید ہو اور اگر عاقل نہ ہو تو پھر ضمان لازم نہیں ہے بالاتفاق اور اسکی پوری تفصیل عنایہ اور ثمانیہ میں ہے شملہ اور کیسے
نسقول بغلاف تلقی اور ہدایۃ اور بلعی کے تو اسکو یا در کھنا چاہیے تو معلوم ہوا کہ وجوب ضمان کیو اسے اشتراک عقل تصغیر اور عدم اشتراک میں بل نہ رہے دو طریقہ ہیں

یہ ہم اُسکے قاتل کو جانتے ہیں چہرہ قاتل کا خون نہا اور اگر تو ہو دیوں نے کہا کہ تم نے یہ لوگوں میں ناموس یعنی وحی ربانی کا حکم کیا گذرانی الدین علی بن ابی طالب نے شرح ہر این
کہا کہ ہماری دلیل یہ حدیث ہے ترمذی کی کہ بیٹھتے علی المدعی و یسین علی المدعی علیہ اگر یہ حدیث ضعیف ہے لیکن نص حدیث صحیح سنی متفقین میں متفقین جو صحیح
مسلم تو یوں کہ لیکن یسین علی المدعی اور باقی صحاح میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی علیہ قسم کا حکم کیا تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ مدعی علیہ کا قسم ہے
اور مدعی کا ذبیحہ قسم نہیں ہے اس تقریر سے ترمذی کی حدیث قوی ہو گئی استیعاق قضی علی اہلہا بالذبح لا یطعمہا بل انی قوت الدعوی يقتل عمداً
وقت الدعوی بخلاف وقتہ می فی فیضی بالذبح علی عواظہم کما فی تہج الجمع معزاً للذخیرۃ و خانہ و نقل ابن الکمال عن ابیہ و ان فی ظاہر الروایۃ القسامۃ علی اہل
المحلۃ والدیۃ علی عواظہم ای فی ثلث سنین و کذا فی ثلث سنین ثلث سنین شریک لایبصر اہل محلہ کی قسم کے بعد اپنی دیت کا حکم کیا جاوے لیکن نہ ہر طرح
کے دعویٰ میں بلکہ اگر قاتل عمد کا دعویٰ واقع ہو اور تو ابیہ دیت کا حکم ہو گا اور اگر قاتل خطا کا دعویٰ واقع ہو تو اہل محلہ کے عواظ یعنی مددگاروں پر
دیت کا حکم ہو گا چنانچہ شرح مجمع میں ہے ذبیحہ او خانہ سے منقول اور ابن کمال نے مسودہ سے نقل کیا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں اہل محلہ پر قسامہ ہے اور اُسکے
مددگاروں پر دیت ہے یعنی تین سال کے اندر اور اسی طرح غلام مقتول کی قیمت تین سال میں لیا جاوے گی گذرانی شریک لایبصر و ان لم یتیم العدد ذکر کل
علیہم لیتیم حسین مسینا اور اگر اہل محلہ میں پچاس مرد کا شمار ہو اور انہوں کو کر قسم لیا جاوے اُسے تاکہ پچاس نہیں پوری ہو جاوے و ان لم یتیم العدد و اراد
الولی مکملہ ارہ لا اور اگر پچاس کا شمار ہو اور گویا اور وارث نے تکرار قسم کا ارادہ کیا تو کر قسم لیا جاوے گی و من کل متیم حبس حتی یکلّف علی الوجه المذکور
چنانچہ انی دعویٰ القتل عمد امانی اخطا فی فیضی بالذبح علی عواظہم و لا یطعمہ ابن کمال معزاً للخانۃ اور جو شخص نہیں سے قسم نہ کھائے تو قید کیا جاوے
بیان تک کہ قسم کھائے اس طرح جو بیان مذکور ہو چکی یہ حکم ہو قاتل عمد کے دعویٰ میں اور قاتل خطا میں تو اُسکے مددگاروں پر دیت کا حکم ہو گا اور وہ جو جس نے چنانچہ
ابن کمال نے خانہ سے نقل کیا ہے و لو اقر علی نفسه و بعدہ قبل اقرارہ و لو علی غیرہ فصدقہ الوی سقط التحلیف عن اہل المحلۃ اور اگر ایک شخص نے اپنی ذات یا اپنے
غلام پر قتل کا اقرار کیا تو سکا اور مقبول ہو گا اور اگر شخص پر قتل کا اقرار کیا سو مقتول کے وارث نے اسکی تصدیق کی تو اہل محلہ سے قسم لینا ساقط ہو گیا
ولا قسامۃ علی صبی و مجنون و امراۃ و عبد و قسامۃ بین صغیر و دیوانے و عورت اور غلام ہم اس واسطے کہ صغیر اور مجنون قسم کے لائق نہیں اور عورت
اور غلام نصرت کے لائق نہیں اور قسم ہوتی ہے مددگاروں پر و لا قسامۃ و لا دیۃ فی میت لا اثر لہ فیہ لیس یقتل لان القتل عرفاً ہوا فوات الحیۃ بسبب بائق
اچھی و ان مات خف انفع و اغرامۃ متبع فعل العبد و نہ قسامۃ نہ دیت اُس پر جب جین قتل اور ضرب کا کچھ نشان نہیں ایسے کہ وہ مقتول نہیں ہے کیونکہ مقتول اثر
میں وہ ہے جسکی زندگی فوت ہو گئی ہو زندہ کے کتب سے اور دیت تو اپنی موت میں لیا ہے اور اداں تابع ہوا ہے عبد کلّف کے فعل سے و یسئل دم من فہ او
انفعہ او دبرہ او ذکرہ لان الذم یخرج منها عادیۃ بلا فعل احد کلمات الاذن و یسئل یا خون بنا ہویت کے متھو یا تاک یا صدقہ یا نازہ سے تو قسامہ اور دیت نہیں
اس واسطے کہ خون نکلتا ہے ان کلمات سے عادیۃ میں بدون فعل انسان کے برخلاف کان و زکر کے او نصف منہ ای و لا قسامۃ فی نصف منہ شق طولاً
او اقل منہ ای من نصفہ و لو معہ الراس لما حر یا سکے نصف میں یعنی قسامۃ میں دیت کے اُس نصف بدن میں جو طول میں مجاز لیا یا نصف سے کمتر بدن میں
قسامہ نہیں اگرچہ اقل بدن کے ساتھ سر بھی ہو بدیل گذشتہ معنی مذکور ہو چکا کہ قسامۃ میں مگر تمام بدن یا اکثر بدن میں او علی رقبۃ ای ہیبت جتہ طتویۃ لان
انظارہ مات بہا زنیۃ ہیبت کی گردن پر سانپ پٹا ہو اور تو قسامہ اور دیت نہیں اس واسطے کہ ظاہر حال ہے کہ وہ سانپ کے سبب سے مر گیا ہے گذرانی ابن ابی
وما تم خلقۃ لکبیرہ ای وجہ سقط نام کلقتہ نہ اثر ضرب و جب قسامۃ و لا دیۃ فی لظہیرۃ یا خالفہ او جسکی پیدائش پوری ہو چکی وہ بڑے آدمی کے برابر ہے یعنی تندرست
بچہ ہیبت سے مر گیا ہو یا لکبیرہ جس پر ضرب کی تشافی موجود ہو تو قسامہ اور دیت واجب ہے اور لظہیرۃ میں اسکے مخالف یعنی سین قسامہ اور دیت نہیں فان دعویٰ لولی علی واحد من
غیر ہم کان براہتم اہل المحلۃ و سقطت القسامۃ عنہم ہر وارث نے اہل محلہ کے سوا ایک شخص پر قتل کا دعویٰ کیا تو یہ اسکی طرف سے براہت محلہ والوں کے قتل

اور قسامہ انکے اوپر ساقط ہو گیا فان ادرے علی بعض قسم لاسقط قبل لاسقط اور اگر وراثت سے ملے والوں میں سے ایک شخص پر قتل کا دعویٰ کیا تو اس نے
قسامہ ساقط نہیں ہوتا اور قتل ضعیف میں ساقط ہو جاتا ہے قول اولیٰ ظاہر الدیۃ ہے اور قول ثانی ایہ وسف سے مروی ہے کہ ذی الطحاوی قتل علی دایۃ سوا ساقط
اور قائمہ اور کب فیہ علی عاقلۃ دون اہل الحلیۃ لایہ فی مدہ قصار کا نہ فی دائرہ ایک مقتول پر اس جانور پر جسکے ساتھ ایک ٹائٹے والا یا کھینچنے والا یا سوار پر تو کسی
بیت ساقی یا قائمہ یا کب کے مددگاروں پر نہ اہل حلیہ پر اس واسطے کہ وہ مقتول اسکے قبضہ و تصرف میں نہ ہو تو گویا اسکے گھر میں نہ ہو ولو جمع فیہا ساقی و
قائد و کب فالدیۃ علیہم جمیعاً وان لم تکن ملکاً لکلم غلامیدہم قبل لقسامۃ والدیۃ علی مالک الدیۃ کا لدار دینا لاجب علی اساقی الا اذا کان لیسہ قیام
تغنیاً وجہ فی الجورۃ اور اگر جانور میں ساقی اور قائمہ و در کب تینوں جمع ہوں تو دیت ان سب پر ہے اگر جانور اسکا مملوک ہو تو بار اسکے قبضہ و تصرف
کے اور بعضوں نے کہا کہ قسامہ اور دیت جانور کے مالک پر ہے جیسے گھر کے مالک پر قسامہ اور دیت وجہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ ٹائٹے دے پر وجہ نہیں مگر جبکہ
وہ جانور کھڑی ٹائٹا ہو اور ہی اخیر قول پر یقین کیا ہے جو ہر دین دان میں ہوا احد فالدیۃ و لقسامۃ علی اہل الحلیۃ اتی فیہا لایقیل علی الدیۃ اور اگر جانور کے
ساتھ کوئی نہ ہو تو دیت اور قسامہ ان محلے والوں پر ہے جسکے محلے میں مقتول جانور پایا گیا وان مرت دایۃ علیہا قتل من قریبین او قریبین فعلی اقربہا
لما روتہ صلی اللہ علیہ وسلم اوفی قتل وجہ بین قریبین بان یدرع فوجدہ اے احد ہما ارب شہر قضی علیہم بالقسامۃ ولو استویا فلیسما وقید الدیۃ لایقیل
قبستانی اور اگر ایک جانور گذر جس پر مقتول ہو دو گائوں میں یا دو قوم کے درمیان تو جو زمین نزدیک تر ہوگا اس پر قسامہ اور دیت ہے اس واسطے کہ ہر دو خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت نے اس مقتول میں جو دو گائوں کے درمیان پایا گیا یہ حکم کیا کہ دونوں کی ساقی یا کسی تو وہ مقتول ایک
گائوں کی طرف بالشت بھرتا ہے اگر نو آئین لوگون پر قسامہ کا حکم ہوا اور اگر دونوں گائوں برابر ہوں بلا کم و کاست تو دونوں پر قسامہ ہوگا اور جانور
کی قید اتفاقاً ہے بشرط انہیں نہ کذا فی استہانی ہم قرب کا اعتبار تو اس وقت ہے جبکہ سیاح زمین ہو اور اگر زمین مملوک ہو تو مکان کا اعتبار ہے چنانچہ ہر ذریعہ میں
یون مصرح ہے کہ اگر مقتول پایا گیا ایک گائوں کی زمین میں لیکن وہ متصل ہے دوسرے گائوں کے گھروں سے تو اگر زمین ملک ہو تو مالک پر قسامہ ہے
اور زمین تو نزدیک تر ہے تو ملک کا اعتبار کیا نہ زیب کا تو قرب کا ومان اعتبار ہے چنان زمین کسی کی مملوک نہیں کذا فی الطحاوی عن المنخ بشرط
سماع الصوت منہم کذا عبارۃ الذہبی و عبارۃ الدردر و غیر ما منہ و عبارۃ البرجندی نقل عن الکافی یسعون صوتہ لان حیثینذ یلقہ اخوت فینسبون
اے التفسیر فی الشرح نزدیک تر اہل قریہ پر قسامہ اور دیت ہے بشرطیکہ انکی آواز سن بڑتی ہو اسی طرح کی عبارت ہے زرطیح کی اور در و غیرہ کی عبارت یون
ہو بشرطیکہ مقتول کی آواز اہل قریہ کو سن بڑتی ہو اور برجندی کی عبارت کافی سے یون منقول ہے کہ اہل قریہ اسکی آواز سنتے ہوں اس واسطے کہ ساقی اور
کے وقت زیادہ سی لاقی ہو سکتی ہے تو اہل قریہ مددگاری میں منسوب بقصیر ہو گئے مخطاوی نے کہا کہ دونوں عبارتوں کا تال ایک ہے جب اہل قریہ کی آواز
مقتول کے پاس پہنچتی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گائوں تک پہنچے گی والا بان کان فی موضع لایسمع منہ اصوات لائز منہ نصرتہ فلا یسبون
التفسیر فلا یجعلن فاکمین تقریر اور زمین تو زمین یعنی اگر مقتول ایسے مکان میں ہو کہ اسکی آواز نہ سنی جاتی ہو تو اہل قریہ کو اسکی مددگاری لازم نہیں
تو وہ منسوب بقصیر نہ ہونگے تو وہ تقریراً قائل ہی نہ ٹھہرائے جائیگے یعنی قسامہ اور دیت اہل قریہ پر اسوجہ سے ہے کہ جب مقتول کی انھوں نے مدد نہ کی
تو گویا وہی اسکے قاتل ٹھہرے لہذا ان پر دیت لازم ہوئی مگر جب وہ ایسے بعد مکان میں مقتول ہو کہ اسکی آواز گائوں تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ مدد نہ فرمت
میں معذور ہیں تو انکی تفسیر ثابت نہ ہوئی تو نہ ہما بھی ان پر لازم نہ آیا ویرا ہی حال المکان الذی وجہ فیہ التقتیل فان کان مملوکاً کجب لقسامۃ
علی المملاک والدیۃ علی عاقلۃ تم و کذا لومو قوا علی ارباب خلویہ لان العبرۃ للمملک والولایۃ لکما افادہ مضاف مستند اللو لوجہ و ابن زبیر قتلت
و سبھی انصرح بہ فی المتن تبنا للدر و غیرہ و حیثینذ فلا عجرۃ للقرب الا اذا وجد فی مکان مباح لملک فیہ لائحۃ و لایادہ و مرات ہوگی اس مکان کے

حال کی حسین مقتول یا یا گیا سو اگر وہ مکان مملوک ہو گا تو قسامۃ واجب ہو گا اسکے مالکوں پر اور دیت واجب ہوگی انکے مددگاروں پر اور یہی طرح اگر وہ مکان حسین لوگوں پر دقت ہو گا تو مقتول پر قسامۃ واجب اور دیت انکے مددگاروں پر یہی ایسے کہ ملک اور ولایت یعنی شرف کا اعتبار ہے چنانچہ مصنف نے شرح میں دلوں پر اور زاریہ سے نقل کیا ہے میں کتاہوں اور غریب کی تسبیح تو کی میں میں دروغیہ کی بروری سے تو اس وقت میں قرب مکان کا کچھ اعتبار نہیں مگر جبکہ مقتول اس مکان میں بیچ یا یا جائے میں کسی کی ملک ہے نہ فقیر اور نہ شرف محض شرف میں ہے کہ مقتول بلا یا یا میں تو اگر وہ کسی کا مملوک ہے تو قسامۃ اور دیت مالک اور اسکی قوم پر ہے اور اگر کسی کی ملک نہیں تو اگر مقتول کی اور سنی جاتی ہو کسی شرف سے تو اس قسامۃ پر اور اگر وہ زمین پر ہے تو اگر اس شخص سے اول سلام کو فائدہ ہو تا ہو لکڑی اور گناہ سے تو دیت اسکی بیٹہ المال سے دیتا ہے اور اگر اہل اسلام کو دیاں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو اسکا خون ریگان پر اور اسی طرح کا حکم ہے اگر یا یا میں مقتول یا یا جائے اور اسکی قرب میں آبادی نہ ہو کہ انی اخطا دی عن اہل المگیرۃ ولا علی ذی الملک و البیہ اور اسکی ملک ہو لوگ یا وقت ہو تو قسامۃ صاحب ملک اور صاحب شرف پر ہے و اگر دال ولایت و البیہ مخصوص و لو کما یتصور فلو فائدہ مسلمین فلا قسامۃ ولایت علی احدہما علی اور ولایت اور قبض سے جو اور مذکور ہو سے ہیں ولایت اور قبض خاص مراد ہے اگر قبض جماعت میں کا ہو تو اگر تمام مسلمین کا تعریف ہو گا تو اس مکان کے مقتول کا کسی قسامۃ ہو نہ دیت کہ انی البیہ علی لکن سچی و جوہانی بیت المال فی قتال لکن وجوب دیت کا بیت المال میں غریب و یگا سو مال کم خطا دی نے کہا کہ اگر البیہ کی نفی کو اول قریہ مجھو کیجیے تو وجوب بیت المال سے کچھ شناخت نہیں و اگر دال البیہ ایضا البیہ حقہ و اما الارضی التي لہا مالک فہذا مال ظلمہا یتبعی ان کیون البیہ فیہا ہر لایہ لیس علی الفاضل و قیہ شانی من المکرانی فلیمر اور یہی ہے کہ قبض اور تصرف سے فقہار کا تعریف مراد ہے اور جن زمینوں کے مالک ہیں یا حکم نے بر دیتی اسکو چھین لیا ہے تو لائق بقوا عرفہ کے یہ ہے کہ اسکے اندر مقتول کا خون ریگان ہو اسے کہ فاضل پر دیت نہیں ہو کہ انی القستانی عن المکرانی تو اسکی تحریر اور تفسیح کرنا چاہیے غریب کی رویت سے و ان سبا حاکمۃ فی ایدی المسلمین تجب الدیۃ فی بیت المال لما ذکرنا انہ اذا کان بکال سیم منہ البیہ تجب علیہ افوت کہ انی الولو بکیتہ اور اگر مکان میں بیچ ہو لیکن مسلمان کے قبضے میں ہو تو دیت وہی ہے بیت المال میں اسوجہ سے جو ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ اس طرح پر ہو کہ دیاں سے اور سنی جاتی ہو تو زبا درسی دیت ہوگی کہ انی الولو بکیم فیمد شرف سے نقل ہوگا کہ وجوب دیت کا محل بیت المال وہ ہے جو جان سے اور عمر نہ ہوتی ہو تو شرف کی یہ تفسیل بلا درجہ کہ انی اخطا دی دینما و لو وجد فی فی ارض محل الی جانب قریۃ لیس صاحب الارض منہا ای من اہل القریۃ فی علیہ ای علی رب الارض لا علی اہلہا ای القریۃ لان اجرۃ ملک الی ولایت انہی قلت فیذا مخرج نے ان القرب انما یعتبر اذا وجد فی ارض سباحۃ لملوکہ و لا موقوفہ لان تدبیرہ لا راجع و سچی متنا مقبہ اور ولو بکیم میں ہے اور اگر مقتول یا یا جائے ایک مرد اس زمین میں جو ایک گاؤں کی طرف متصل ہے اور مالک زمین اس گاؤں کا رہنے والا نہیں ہے تو دیت اسکی مالک زمین پر ہے نہ اہل قریہ پر اسو اسے کہ اعتبار ملک اور تصرف کا ہے اسے مافی الولو بکیتہ میں کتاہوں تو یہ رویت مخرج ہے زمین کہ قرب مکان اسی صورت میں متبر ہے جبکہ مقتول یا یا جائے زمین میں بیچ میں نہ مملوک اور موقوف میں اسو اسے کہ تدبیر مملوک یا موقوف کی اسکے لوگوں پر ہے اور غریب یہ مسئلہ میں آویگا تو آگاہ رہنا و ان وجد فی دار انسان فعلیہ القسامۃ و لو عاقلۃ حضور و خلوا فی القسامۃ ایضا خلافا لابی یوسف رحمہم اللہ اور اگر مقتول یا یا گیا کسی آدمی کے گھر میں تو اس قسامۃ پر ہے اور اگر اسکے مددگار موجود ہیں تو وہ بھی قسامۃ میں داخل ہونگے برخلاف ابو یوسف کے کہ انی المقتدی والدیۃ علی عاقلۃ ان ثبت انہا لم یجتمعا لکما سچی و کان لہ عاقلۃ و لا فعلیہ اور دیت اس آدمی کے مددگاروں پر ہے اگر ثابت ہو اجماع سے کہ وہ لوگ اسکے مددگار ہیں اور وہ شخص مددگار رکھتا ہو اور اگر اسکے مددگار زمین میں تو اسی آدمی پر دیت واجب ہے جو محبت سے مراد وہ ہیں یا مددگاروں کا اقرار ہے ای الدیۃ و القسامۃ علی اہل الخطلۃ الذین خطہم الامام اول الشرح و لو فی ستم واحد اور وہ یعنی دیت اور قسامۃ اہل غنہ پر ہے اہل غنہ وہ ہیں جو کو امام نے خطہ مکرہ ملکیت کا اجتہاد

اور قسامہ انکے اور پتہ ساقط ہو گیا فان دے اسے علی بعین منہم لاسقط وقیل لقسا اور اگر وارث نے محلے والوں میں سے ایک شخص پر قتل کا دعویٰ کیا تو اسے
 قسامہ ساقط نہیں ہوتا اور قول ضعیف میں ساقط ہو جائیگا قول اول ظاہر الدیہ ہے اور قول ثانی ابو یوسف سے مروی ہے کہ زانی الخطا وی قتل علی دایۃ منہ اس
 وقت قائد اور کب فیدۃ علی عاقلۃ دون اہل الحکمۃ لانی فیہ قصاص کا نہ فی دارہ ایک مقتول ہے اس جاؤ پر جسے ساتھ ایک مانگے والا یا کھینچنے والا یا سوار ہو کر
 بیت سائق یا قائد یا کب کے مددگار دن پر نہ اہل محلہ یا سوا اسے کہ وہ مقتول اسکے قبضہ و تصرف میں ہو تو گویا اسکے گھر میں ہو ولو اجمع فیہا سائق و
 قائد و کب فالدیۃ علیہم جمیعاً وان لم یکن ملکاً لم یملک علیہم قیل لقسا منہ والدیۃ علی مالک الدیۃ کا لدار وقیل لا یجب علی اساق الا اذا کان لدار
 تحقیقاً وہ جرم فی الجورۃ اور اگر جانور میں سائق اور قائد و کب تینوں مجتمع ہوں تو دیت ان سب پر ہے اگرچہ جانور کا مملوک نہ ہو بار انکے قبضہ و تصرف
 کے اور بعضوں نے کہا کہ قسامہ اور دیت جانور کے مالک پر ہے جیسے گھر کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ مانگے دے پر واجب نہیں مگر جس
 وہ جانور کو مخفی یا کھتا ہو اسی اخیر قول پر یقین کیا ہے جو ہرہ میں دان لم یکن منہا احد فالدیۃ و لقسا منہ علی اہل الحکمۃ اتی فیہا القتل علی الدیۃ اور اگر جانور کے
 ساتھ کوئی نہ ہو تو دیت اور قسامہ ان محلے والوں پر ہے جسکے محلے میں مقتول جانور پایا گیا وان حرث دایۃ علیہا قیتل من قریبین او سیاتین فعلی اقربہا
 لمار و علی الدیۃ وسلم ہر قتل وجد بین قریبین بان یذرع وجوداے احدهما ارب بشر فیض علیہم بالقسامۃ ولو استویا علیہما وقید الدیۃ انفاً
 قستانی اور اگر ایک جانور گذر اسیر مقتول ہے دو گائوں میں یا دو قوم کے درمیان تو جو زمین نزدیک تر ہوگا انہیں قسامہ اور دیت ہے اس واسطے کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت نے اس مقتول میں جو دو گائوں کے درمیان پایا گیا یہ حکم کیا کہ دونوں کی سافت بنائی گئی تو وہ مقتول ایک
 گائوں کی طرف بالشت بجز نزدیک شہر تو انہیں لوگوں پر قسامہ کا حکم ہوا اور اگر دونوں گائوں پر ہوں ملازم و کاست تو دونوں پر قسامہ ہوگا اور جانور
 کی قید اتفاقاً ہے شرط نہیں ہو کہ زانی قستانی م قریب کا اعتبار تو اس وقت ہے جبکہ سیاح زمین ہوا اور اگر زمین مملوک ہے تو مکان کا اعتبار ہے چنانچہ برازیہ میں
 یون مصرح ہے کہ اگر مقتول پایا گیا ایک گائوں کی زمین میں لیکن وہ متصل ہے دوسرے گائوں کے گھروں سے تو اگر زمین ملک ہے تو مالک پر قسامہ ہے
 اور زمین تو نزدیک تر ہے تو مالک کا اعتبار کیا نہ قریب کا تو قرب کا دامن اعتبار ہے چنان زمین کسی کی مملوک نہیں کذا فی الخطا وی عن المنع بشرط
 سماع الصوت منہم کذا عبارت الزلیجی و عبارت الدردر وغیر ما منہ و عبارت ابی جندی نقلا عن الکافی یسعون صوتہ لان حیثۃ لمحۃ الوقت فینبون
 اسے التفسیر فی انصرۃ نزدیک تر اہل قریہ پر قسامہ اور دیت ہے بشرطیکہ انکی آواز سن چکی ہو اسی طرح کی عبارت ہے زلیجی کی اور دروغیہ کی عبارت یون
 ہے بشرطیکہ مقتول کی آواز اہل قریہ کو سن چکی ہو اور جندی کی عبارت کافی سے یون منقول ہے کہ اہل قریہ اسکی آواز سننے ہوں اس واسطے کہ سافت آواز
 کے وقت زیادہ سی لاحق ہو سکتی ہے تو اہل قریہ مددگاری میں منسوب بقصیر ہونگے مخطاوی نے کہا کہ دونوں جبارتوں کا مال ایک ہے جب اہل قریہ کی آواز
 مقتول کے پاس پہنچتی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گائوں تک پہنچے گی والا بان کان فی موضع لا یسمع منہ اصوات لا تلزم نصرۃ فلا یسبون اسے
 التفسیر فلا یجیلون فامکن تقدیر اور نہیں تو نہیں یعنی اگر مقتول ایسے مکان میں ہو کہ اسکی آواز نہ سنی جاتی ہو تو اہل قریہ کو اسکی مددگاری لازم نہیں
 تو وہ منسوب بقصیر نہ ہونگے تو وہ تقدیر ا فاقل جی نہ شہر اے جائیگے یعنی قسامہ اور دیت اہل قریہ پر اسوجہ سے ہے کہ جب مقتول کی انھوں نے مدد نہ کی
 تو گویا وہی اسکے قاتل شہر لہذا انبر دیت لازم ہوئی مگر جب وہ ایسے بید مکان میں مقتول ہوا کہ اسکی آواز گائوں تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ مدد نہ
 میں مفرد ہیں تو انکی تقصیر ثابت نہ ہوئی تو نہ بھی انپر لازم نہ آیا ویرا عی حال المکان الذی وجد فیہ القیتل فان کان مملوکا یجب لقسا
 علی المملاک والدیۃ علی عاقلۃ و کذا لو مو تو فاعلی ارباب مملوین لان اعبرۃ للمملک والولایۃ لکما فادامہ صنف مستند اللو لوجہ و ابن ازیۃ قلت
 و سبجی الاقرح جی فی المتن تبعا للدردر وغیر ما حیثۃ فلا عبرۃ للرب الا اذا وجد فی مکان سباح لاملک فیہ لاحد ولایہ اور مراعات ہوگی اس مکان کے

حالی کی حسین مقتول پایا گیا سو اگر وہ مکان ملوک ہوگا تو قسامہ درجب ہوگا اسکے مالکوں پر اور دیت واجب ہوگی اگر کسی مدگاروں پر اور کسی طرح اگر وہ مکان حسین لوگوں پر وقت ہوگا تو مستحقون پر قسامہ درجب اور دیت انکے مدگاروں پر ہر ایک کے ملک اور ولایت یعنی قسمت کا اعتبار ہے چنانچہ مصنف نے شرح میں ولو بجہ اور برزانیہ سے نقل کیا ہے کہ میں کشاہون اور غریب کی تصریح آدمی متن میں دروغیہ کی پر دی ہے تو اس وقت میں قرب مکان کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ مقتول اس مکان سیاح میں پایا جائے حسین نہ کسی کی ملک ہے نہ قتل اور تصرف میں خط خسر میں ہر کہ مقتول ملا یا بان میں تو اگر کسی کا ملک ہو تو قسامہ در دیت ملک اور اسکی قوم پر اور اگر کسی کی ملک نہیں تو اگر مقتول کی آواز سنی جاتی ہے کسی شہر سے تو اس پر قسامہ در اور اگر آواز نہ سنی پڑتی ہو تو اگر اس جنگل سے اہل اسلام کو فائدہ ہوتا ہو لکڑی اور گھاس سے تو دیت اسکی بیت المال سے دیکھا ہے اور اگر اہل اسلام کو دھاق سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو اسکا خون ریگان پر اور اسی طرح کا حکم ہو اگر با بان میں مقتول پایا جاوے اور اسکی قریب میں آبادی نہ ہو کذا فی الخطا دی عن لہا لکیرۃ والا علی ذی الملک واید اور اگر مکان ملوک یا وقت پر تو قسامہ صاحب ملک اور صاحب تصرف پر اور اگر ولایت واید مخصوص ولو کجا مع یحصون فلو فاعانہ المسلمین فلا قسامہ ولایت علی احدہما افع اور ولایت اور قبض سے جو اور مذکور ہوے ہیں ولایت اور قبض خاص مراد ہے اگر قبض جماعت میں کا ہو تو اگر تمام مسلمین کا تصرف ہوگا تو اس مکان کے مقتول کا کسی پر قسامہ نہ دیت کذا فی البدائع لکن سبجی وجوہا فی بیت المال قتال لیکن وجوب دیت کا بیت المال میں غریب دیکھا سو اہل کم خطا دی نے کہا کہ اگر بدائع کی لکھی کو اہل قریہ پر محمول کیجیے تو وجوب بیت المال سے کچھ منافات نہیں درامد بالید ایضا الید تحقیقہ واما الاراضی الی لہا مالک اخر ما دل علیہا فیستغنی ان یلویں التعلیل فیما بدر الانہ لیس علی الغاصب قریہ ہستی من الکرامانی تلخیص راوی یہی ہے کہ قبض اور تصرف سے حقدار کا تصرف مراد ہے اور جن زمینوں کے مالک ہیں برحکم نے زبردستی انکو چھین لیا ہے تو لائق بقبوعہ ہفتہ کے یہ ہے کہ اسکے اندر مقتول کا خون ریگان پر ہو اسلئے کہ غاصب پر دیت نہیں ہے کذا فی التہستانی عن الکرامانی تو اسکی تحریر اور تفریح کرنا چاہیے مذہب کی رویت سے وان سباحا لکن فی ایدی المسلمین تجب الدیۃ فی بیت المال لما ذکرنا انہ اذا کان بجال سیم منہ لہو تبجب علیہ الخوف کذا فی الولو بجہ اور اگر مکان سیاح ہو لیکن مسلمان کے قبضہ میں ہو تو دیت دہس پر بیت المال میں اسوجہ سے جو ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ اس طرح پر ہو کہ دکان سے آواز سنی جاتی ہو تو زبردستی درجب ہوگی کذا فی الولو بجہ ہم خط خسر سے نقل ہوگا کہ وجوب دیت کا محل بیت المال وہ ہر جہان سے آواز سمرع نہ ہوتی ہو تو شجاع کی یہ تعلیل بلا وجہ ہے کذا فی الخطا دی دینا ولو وجد قتل فی ارض محل الی جانب قریۃ لیس صاحب الارض منہا ای من اہل القرۃ فی علیہ ای علی رب الارض لا علی اہلہا ای القرۃ لان اجرة للملک دلولایۃ استہی قلت فہذا مرشح ہے ان القرب انما یغیر اذا وجد فی ارض مباحۃ لہا ملوکہ ولا موقوفہ لان تہیرہ لا راجع و سبجی فہنا فتیہ اور ولو بجہ میں ہے اور اگر مقتول پایا جاوے ایک مردن اس زمین میں جو ایک گاؤں کی طرف متصل ہے اور مالک زمین اس گاؤں کا رہنے والا نہیں ہے تو دیت اسکی مالک زمین پر ہے نہ اہل قریہ پر اسو اسلئے کہ اعتبار ملک اور تصرف کا ہے اسلئے مافی الولو بجہ میں کشاہون تو یہ رویت مرشح ہے زمین کہ قرب مکان اسی صورت میں متبر ہو جبکہ مقتول پایا جاوے زمین مباح میں نہ ملوک اور موقوف میں اسو اسلئے کہ تبریر ملوک یا موقوف کی اسکے لوگوں پر ہے اور غریب یہ سلسلہ میں آویگا تو اگر وہ رہنا وان وجد فی دار انسان فعلیہ القسامۃ ولو عاقلۃ حضور او خلوا فی القسامۃ ایضا خلا فالابی یوسف رحمہم علیہ اور اگر مقتول پایا گیا کسی آدمی کے گھر میں تو اس پر قسامہ در اور اگر اسکے مدگار موجود ہیں تو وہ بھی قسامہ میں داخل ہونگے برخلاف ابو یوسف کے کذا فی المتفق والدیۃ علی عاقلۃ ان ثبت انہا لہا بختہ لکما سبجی دکان لہ عاقلۃ والا فعلیہ اور دیت اس آدمی کے مدگاروں پر ہے اگر ثابت ہو اجمت سے کہ وہ لوگ اسکے مدگار ہیں اور وہ شخص مدگار رکھتا ہو اور اگر اسکے مدگار زمین میں تو اسی آدمی پر دیت واجب ہے مگر تحت سے مراد گواہ ہیں یا مدگاروں کا اقرار ہے ہی الدیۃ و القسامۃ اہل الخطۃ الذین خطہم الامام اولی الشرح ولولہ فی منہم واحد اور وہ یعنی دیت اور قسامہ اہل خطہ پر ہے اہل خطہ وہ ہیں جو کو امام نے خطہ کیا ملکیت کا ابتدا

فتح اسلام میں اگرچہ انہیں سے ایک ہی شخص باقی رہا جو ہم خلیفہ بالکسر عبارت ہر مکان مجتہد اسل خلیفہ کے لوگ ہیں جو مالک ہوتے ہیں
 کے جبکہ امام نے شہر فتح کیا اور مسکون غازیوں میں بابت دیا اور ہر ایک کو خلیفہ بالکسر یا مالک کے حصے حصے سے ہوا دین کنڈانی یعنی دونوں اسکان و شہرین
 دھال ابو یوسف کھلم شتر کون نہ دھان کے رہنے والے اور خریداروں پر اور ابو یوسف نے کہا کہ مالک اور اسکان اور خریدار دیت اور سامہ میں شریک ہیں خان
 باع کا ہم فعلی شترین بالاجماع ہمارا گردان کسب مالکون نے مکانات بیچنے والے نو دیت اور سامہ خریدار و بیرو جب یہ باغیان زمین اور ابو یوسف کے دانی جلد
 فی دارین قوم بعض اکثر فنی علی عدد الاروس کا نفع اور اگر مقتول پایا گیا اس گھر میں جو شتر کہ ہر دیران ایک قوم کے بعضوں کا حصہ زیادہ ہے تو
 قسامہ اور دیت اور بیوں کے شمار پر چھٹے کے ماتم مثلاً ایک شخص کا حصہ آدھا ہے اور دوسرے کا دسواں اور دوسرے کا باقی تو قسامہ اور دیت کے عاقلہ پر
 تین تہا و برابر ہوا سولے کے قلیل اور اکثر کا مالک حفظ اور مدیر میں برابر ہر کنڈانی اٹھادی وان میت و لم یقبض حتی وجد فیہا قلیل فعلی عاقلہ المایع اور اگر
 گھر بیچ ہو گیا اور بیو شتر ہی کے قبضے میں نہیں آیا کہ انہیں مقتول پایا گیا تو قسامہ اور دیت بائ کے عاقلہ پر دینی تسع بخیار علی عاقلہ دوی الید خلا فالہا اور بیع
 بشرط بخار میں صاحب قبض کی عاقلہ پر دیت اور سامہ ہر بخار مل صاحب کے ہم خواہ بخار بائ کا ہو خواہ شتری کا خواہ دونوں کا ولا یقتل عاقلہ حتی شہد شہد
 انہما ای الدار الخ فیہا قلیل لندی الید دویہو قلیل کیا سچی اور عاقلہ یعنی مددگاروں پر دیت دینا لازم نہوگا جیتک شاہد گواہی میں اسکی کہ جس گھر میں
 مقتول ہر وہ قابض اور معرفت شخص کا ہے اگرچہ قابض ہی مقتول ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا ایسے ارڈی الید خود مقتول ہو تو بھی اسکی عاقلہ پر دیت لازم
 نہوگی جیتک گواہوں سے قلیل ایک ثابت نہ ہوگی ولا یقتل بخار الید سے لوکان بلم تر عاقلہ ولا نسہ در اور عاقلہ پر وجوب دیت کیواسے فقط قبض اور معرفت بدون
 شہادت کے کفایت نہ کرے گا تو اگر شہوت ملک کا فقط قبض ہی سے ہوگا تو قابض کا عاقلہ کسی مقتول فی الدار کی دیت نہیگا اور نہ قابض مقتول کی دیت دیکھا
 کنڈانی الدار معللا بانہ لکن لا یجاب علی الوترۃ لوترۃ یعنی صاحب در نے عدم وجوب دیت کو ذکر کیا ہے یہ علت بیان کر کے کہ دیت کا وجوب کرنا اور بیو وارثوں
 کیواسے ممکن نہیں مقتول کا مگر ظہور قتل کی حالت میں وارثوں کا مالک ہو گیا اور وارثوں کے مددگار کے تحمل ہوتے ہیں جو وارثوں پر وجوب ہوتا ہے وارثوں
 تخفیف ہو تو اگر مددگاروں پر دیت وجوب ہو اور وارثوں کو ملی تو گویا وارثوں کا ضرر ہوا وارثوں کے نفع کے واسطے اور یہ ممکن نہیں صاحب در نے یہ تعلیل
 صاحبین کے مذہب کی بیان کی ہے اور امام کا یہ مذہب ہے کہ وارثوں کے عاقلہ پر دیت وجوب ہے چنانچہ شراح امام کی طرف سے اس تعلیل کا جواب دیکھا ہے
 متن اور شرح میں آئندہ بھی مذکور ہوگا مگر الوترۃ یخلفون فیکون الایجاب علی الوترۃ لیس لالوترۃ کنڈانی لعلہم لکنا جیسے کہ وارث مقتول کے خلیفہ ہوتے ہیں
 تو یہ وجوب دیت کا وارثوں پر ہوتا ہے میت کے نفع کے واسطے نہ وارثوں کے نفع کے واسطے چنانچہ بعضوں نے یہ بیان کیا ہے تعلیل مذکور کے جواب میں قلت
 وقد یقال لما کان ہر لایدری نفسہ فغیرہ بالاولی نقوۃ ایشہ قتال میں کہنا ہوں جبکہ صاحب خانہ اپنی ذات کی دیت نہیں دیتا ہے تو صاحب خانہ کے
 سوسے اور شخص پر بطریق ادنی دیت وجوب نہوگی عدم وجوب کے شبہ قوی ہونے سے سو مسکون مال کروان ویدنی افساک فالقسامۃ اول لید در سولے
 من فیما سن اراکاب و الملاحین اتفاقا لانہ فی الیدیم کالدرۃ اور اگر مقتول پایا گیا نا دین تو قسامہ اور دیت (کنڈانی الدار) ان لوگوں پر ہے جو مال کے
 اندر سوار ہیں اور ملاوین پر بالاتفاق اسواسے کہ کشتی انکے قبضے میں جانور کے مانند ہے وجوب دیت میں مالک اور غیر مالک اور مال کے مینجے والے سب
 برابر ہیں کنڈانی لعلہ حکم افساک اور ہی طرح گاڑی کا حکم کشتی کے مانند ہے یعنی اسکے مقتول کی دیت اور قسامہ گاڑی کے سواروں پر ہے و فی مسجد
 محلہ و شارعہا الخاص بالہما کما افادہ ابن الکمال مستندا للبدائع وقد حقہ ملاخر و درود المصنف علی اہلہما اور اگر مقتول پایا گیا محلہ
 کی مسجد میں اور محلہ کے کچے میں تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہے کوچہ محلہ سے مراد وہ کوچہ خاص ہے جس میں فقط اہل محلہ آتے جاتے ہیں چنانچہ
 ابن کمال نے برائے سے اسکی سند بیان کی ہے اور ملاخر نے اسکی تحقیق در میں مذکور کی ہے اور مصنف نے اسی کو اپنی شرح میں ثابت رکھا ہے

ملا خسر و کما بیان ابن کمال کے موافق نہیں جیسا کہ شارع صحیح اس واسطے کہ ملا خسر نے شارع یعنی زہد کی دو قسمیں بیان کیں اس طرح کہ راہ دو قسم ہو ایک تو شارع
محلہ جو زمین اکثر اہل محلہ طے پیرتے ہوں اور گاہے اہل محلہ کے سوا اور لوگ بھی آتے جاتے ہوں اور دوسرا شارع عام جو زمین جس میں خود اہل محلہ برابر ہوں جسے بازاروں کی
راہیں اور خارج شہر کی راہیں آتی تو شارع محلہ کو مخصوص باہل محلہ نہیں قرار دیا جو ابن کمال کے مانند مخطوطی نے کہا تو تحقیق یہ کہ زمین میں شارع محلہ کہنا احتراز ہو
شارع عام سے یعنی شارع محلہ میں اہل محلہ پر دیت ہو اور شارع عام میں بیت المال پر دیت ہو مسجد محلہ کی قید سے وہ مسجد خارج ہوگی جس میں مسافر نماز پڑھتے ہوں
تو وہ ان قسامتہ اور دیت مسجد کے بدلے دے پڑے اور اگر باقی معلوم نہ ہو تو متصل گھر کے مالک کے عاقلہ پر کہ ان فی الخطا دی و سوق ملوک علی المملاک وعند
ابی یوسف علی اسکان ملقی اور اگر مقتول یا یا گیا ملوک بازار میں تو اس کے مالکوں پر قسامتہ اور دیت ہو اور ابو یوسف کے نزدیک بازار کے رہنے والوں پر
دیت ہو کہ ان فی الملتقی و فی غیرہ اسی غیر ملوک و اشرار الاظم ہوا لثاخذ و ارجح و کجامع دکل مکان کیونکہ انصرفت فیہ لخاصۃ المسلمین لا لاولاد غیر مسلم
ولا لجماعہ یحییون لا قسامتہ ولا دیت علی احد ابن کمال و انما الدیۃ فی بیت المال لان الغرم بالغنم اور اگر قاتل یا یا گیا بازار غیر ملوک میں و شارع عظم
یعنی شاہراہ کشادہ میں اور قید خانہ اور جامع مسجد اور ہر ایک اس مکان میں جس میں تمام مسلمین کا تصرف برابر ہو نہ ایک مسلمان کا نہ مخصوص جماعت کا
تو ایسے مکانوں میں قسامتہ نہیں اور نہ کسی پر دیت ہو کہ صرح ابن کمال اور ایسے مقتول کی دیت تو بیت المال میں ہو اس واسطے کہ نادان بقابلہ
سنتقت کے ہر معنی چونکہ تمام اہل اسلام جامع مسجد اور مجلس اور شاہراہ سے منتفع ہوتے ہیں تو نادان بھی خبر ہوگا یعنی مقتول کی دیت دیکھا دیت کی دیت
سے جو سب مسلمانوں کے درمیان موضوع ہو یعنی نے کہا بیت المال یعنی خزانہ سلطانی عامہ مسلمین کا مال ہے تو سب مسلمان اس میں شریک ہیں سو خدا کی لعنت
ان ظالموں پر جو بیت المال کو اپنا مال جانکھرت کرتے ہیں اور اس کے مستحق کو محروم رکھتے ہیں تم انما تجب الدیۃ فیما ذکر علی بیت المال ان کان نابیا
ای بعد اعن المحلات والا لکن نابیا لفریاضہا فاعلی اقرب المحلات الیہ الدیۃ و القسامۃ لانه محفوظ بحفظ اہل الجملۃ فکلون القسامۃ والدیۃ
علی اہل الجملۃ پھر اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ مکانات مذکورہ کے مقتول کی دیت جو بیت المال پر واجب ہوتی ہے تو ایک شرط سے واجب ہوتی ہے اور وہ شرط
مذکورہ یہ ہے کہ جامع مسجد اور شارع عام وغیرہ دور واقع ہوں محلوں سے اور اگر دور ہوں بلکہ قریب ہوں اسے تو جو وہاں سے قریب تر محلہ ہوگا شہر دیت ہو تو قسامہ
واجب ہوگا اس واسطے کہ وہ مقام اہل محلہ کی حفاظت سے محفوظ ہے تو قسامہ اور دیت اہل محلہ پر واجب ہوگا و کذا فی اسوق المال اذا کان من لیکن فی الیما لای
اسی طرح کا حکم ہو بازار بعد میں جبکہ لوگ زمین رات کو رہتے ہوں یعنی دن کی سکوت کا اعتبار نہیں وکان لاحد فیہا دار و ملوکہ فکلون القسامۃ والدیۃ علیہ لانه یرو
صیانۃ ذاک الموضع فیوصف بالتقصیر فجب علیہ موجب التقصیر کافی اخیایۃ معزالنہا یتقلت وہاں آتے اخرجون ابو اسود مفتی ارم و مقدمہ المصنف
وان خلاعہ المتون لانه صرح بہ غالب ائتاد و اشرار حلیف حفظ یا کسی کا اس بازار بعد میں گھر ہو ملوک تو قسامہ اور دیت اسی شخص پر ہو
اس واسطے کہ اسکو حفاظت اس مکان کی لازم ہے تو وہ شخص موصوف بتقصیر ہوگا تو اس پر تقصیر کا موجب یعنی قسامہ اور دیت واجب ہوگا
چنانچہ غنا یہ میں ہے نہایت سے مقتول میں کتنا ہوں اور اسی کا یعنی موجب قسامہ اور دیت کا اتر محلات پر کذا فی الخطا دی عن المصنف
فتوت دیا ہے مرحوم ابو سعید مفتی روم نے اور مصنف نے اسپر اعتماد کیا ہے اس میں کہ زمینوں فقہ کے موجب اتر محلات سے خالی ہیں
اس واسطے کہ یہ شرط مفصل موجود ہے اکثر قتا و دن اور شرجون میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے و یحیدر لو وجہ فی برتہ و فی وسط الفرات
اذا کان یمر بہ الماء لا یحسب کما یسے اذ لای لاحد وقیل اذا کان موضع انبثا مائے نے دار الاسلام تجب الدیۃ نے بیت المال لانه نے
ایسے مسلمین ابن کمال اور بلا موجب دیت خون را یگانہ ہو اگر مقتول یا یا جاے جنگ میں اور دیسے فزات کے درمیان میں شہر ملکہ مقتول کو
یا بی ہانا ہوا لاشس اسکی محبتیں نہ چنانچہ آگے مذکور ہوگا اس واسطے خون را یگانہ ہوا کہ وہاں کسی کا تصرف نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ اگر دریا

کے پانی نکلنے کا نسخہ دار الاسلام میں ہو تو دیت اہل بیت المال میں واجب ہرگی ایسے کہ دار الاسلام مسلمانوں کے قبضے میں ہو کہ ازادہ بن مالک
 مہ ذرات کا ذکر تفسیر کے واسطے نہیں ہے بلکہ ذرات سے مراد غریب ترین جاہل یا جاری ہو کہ انی یعنی شرح المداہ فی نہر صغیر ہو یا حتی بہ شغیر
 علی اہلہ انحصار صم بہ اور نہ صغیر کے سبب سے شفعہ کا استحقاق ثابت ہوتا ہے اس کے مقتول میں اس نہر کے مالکوں پر قسامہ اور دیت واجب ہو گا اگر
 خصوصیت کی وجہ سے نہر کے ساتھ م استحقاق شفعہ اس نہر صغیر میں چھوٹی کشتی جاری ہو اور مقتول نے کہا جس کے لوگ متعین ہوں کہ انی اصطلاح سے
 ولو کانت الجریۃ مملوۃ اور قفلا لہ کما رہی او کانت قریۃ من القرۃ او الاجتیۃ او القبطۃ یا حیث سمع منہ الصوت جب علی المالک
 ای ذی الید او علی اہل القرۃ او اقرب الاجتیۃ یعنی اور اگر جنگل ملک یا کسی شخص پر وقت ہو چنانچہ وقت کا مسئلہ مذکور ہو چکا اور اگر آگے آئے گا
 یا جنگل قریب ہو گا تو ان سے یا قریب ہو کل کے خون سے یا کپڑے کے خون سے اس طرح پرکہ مقتول کی آواز دیکھ سموع ہوتی ہو تو قسامہ اور دیت واجب ہو گا
 مالک پر یا قابض وقت پر یا اہل قریہ پر یا اقرب خون کے رہنے والوں پر کہ انی الزعم عبارت میں ہفت عشر تبہ واقع ہے ولایت میں اہل حاشی اکث
 خانہ بدوش رہتے ہیں خون میں کبھی اس جنگل میں جیسے ہندوستان میں کچری قوم ولو محتسبا بالشط او یا بحریۃ اور موطا و لقی علی الشط
 فعلی اقرب الموضع الیہ من القرۃ والا صغار ذی الخانیۃ والا رضی و تروہ المصنف اذا کان یصل صوت اہل الاض و القرۃ الیہ
 و الا لا کما اور اگر مقتول ترک رہا ہو دریا کے کنارے پر یا ناپ کے کنارے یا دیوان بستہ ہو یا کنارے پر بڑا ہو تو وہاں سے قریب تر مکان ہو گا دیہات
 یا شہروں سے وہاں کے باشندوں پر قسامہ اور دیت واجب ہے خانہ میں اتنا زیادہ کہا ہے اور قریب تر ازہی بھی واجب ہو گا اور مصنف نے اٹکوات بہت
 رکھا ہے بشرطیکہ جب اہل زمین اور دیہات ذالوں کی وہاں آواز ہو سختی ہو اور اگر آواز وہاں تک پہنچتی ہوگی تو قسامہ اور دیت واجب ہو گا چنانچہ مذکور
 ہو چکا وہاں اتقی قوم بالیسوف فاجلو ای تفرقوا من قتل فعلی اہل الحملۃ لان خطا علیہم الا ان یدعی الولی علی اولئک او یدعی علی
 بعض معین متہم فلم یکن علی اہل الحملۃ شی و لا علی اولئک حتی میرہن لان بحر والد حو لا یثبت الحق ویرے اہل الحملۃ لان قولہ حجۃ علیہ اور اگر ایک
 قوم باہم جھگڑی ہو اور میں کسی کو ایک مقتول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئی تو اہل حملہ پر قسامہ اور دیت ہو اس واسطے کہ حفاظت حملہ کی آگے ذمہ ہو کرے کہ وراثت
 مقتول کا اس قوم متفرق پر قتل کا دعویٰ کرے یا انہیں سے بعض میں پر دعویٰ کرے تو اہل حملہ پر قسامہ واجب ہو گا اور نہ اس قوم پر تا وقتیکہ وراثت
 اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرے اس واسطے کہ فقط دعویٰ کے حق ثابت نہیں ہوتا یہ دن حجت کے اور اہل حملہ بھی بری الذمہ ہو گئے اس واسطے کہ
 وراثت مدعی کا قول اہل ذات پر حجت ہے اہل حملہ کے بری الذمہ ہونے میں و متخلف علی صیغۃ ہم المفعول قال قتلہ زیر حلف بالمد ما قتلہ لا
 عرفہ لہ قالہ خیر زہر ولا یقبل قولہ فی حق من یزعم انہ قتلہ اور جیسے قسم عائد ہو اہل قسامہ سے اُسے کہا کہ مقتول کو زہر نے قتل کیا تو وہاں ہون قسم کھائے
 کہ خد اکی قسم میں نے مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اُسکے قاتل کو جانتا ہوں سو زہر کے اور اسکا قول مقبول ہو گا اس شخص کے حق میں جسکو وہ قاتل
 گمان کرتا ہے نتائج نے کہا متخلف بصیغۃ مفعول ہے نہ ہم فاعل و بطل شہادۃ بعض اہل الحملۃ یقتل غیر ہم خلافا لما اول قتل واحد متہم بصیغۃ للتمتۃ اور بعض
 اہل حملہ کی گواہی غیر اہل حملہ کے حق میں باطل ہے ہر خلاف ما جہیں کے یا اہل حملہ سے ایک میں پر قتل کی گواہی دین تو باطل ہے تہمت کے سبب سے مہذبی ایک شخص
 حملہ میں قتل ہو اور وراثت نے دعویٰ کیا کہ حملے والوں کے سواے اور قوم نے اُسکو قتل کیا یا دعویٰ کیا کہ اہل حملہ ہیں سے ایک میں شخص نے اُسکو قتل کیا ہے اور اہل حملہ
 سے دو شخصوں نے اُسکی گواہی دی تو یہ گواہی باطل ہے ہر امام کے نزدیک تمت کی علت سے اس واسطے کہ خصوصیت تمام اہل حملہ کے ساتھ قائم ہے اور قسامہ اور دیت سبب
 و وجہ ہے اور شہادہ ہائے میں کہ اپنے اوپر سے خصوصیت کو ناں کر خیر بر ذالین تو وہ تم شہرے تو گواہی انکی مقبول ہوگی کہ انی کہ در وین جرح فی حق فیقتل تہم لبقی
 و افراش حتی مات فالدیۃ و القسامۃ علی ذلک اکی خلافا لانی وقت اور جو شخص زخمی ہو کسی قبیلہ اور برادری میں ہو وہاں سے زندہ اٹھایا گیا سو بہتر ہے

پھر ان کا بیان تاک کہ مرگیا تو دیت در قسامہ کسی قبیلہ پر ہے یا غلات ابو یوسف کے کہ قسامہ اور دیت نہیں ہے بلکہ غلات اور مال غنیمت ہر دہ غنات علیہم
 احوال عند ابی یوسف رحمہ و فی قیاس قول ابی حنیفہ رحمہ نفس اگر ایک شخص کے ساتھ ایسا زخمی ہو جسکی زندگی کی بقا باقی ہو سو اسکو دوسرے شخص اپنے گھر اٹھا لایا
 سو وہ ان ایک مدت رہا پھر مرگیا تو اٹھالے والا ضمان نہ دیکھا ابو یوسف کے نزدیک اور امام کے قول کے قیاس میں ضمان لازم ہو گا حال یہ کہ اس مسئلہ کا قبضہ نہیں
 ہلکے سے تو اس کے پاس نہ ہو ایسا ہو جسے علی بن ابی حمزہ زنجی کا گدا فی الدرر و فی حلیہ بلانالت و عبد الرحمن بن قیس احمس کا اختلان انما ہر ان
 الا ضمان لا یقتل نفس و متبع عند ابی حنیفہ ظافرا و در ان سے شخص کے دو درون میں ایک شخص مقتول پایا گیا تو دوسرے شخص اسکی دیت کا ضمان دیکھا امام کے نزدیک
 اسو سے کہ ظاہر حال یہ ہے کہ آدمی اپنی دیت کو آپ قتل نہیں کرنا بخلاف مجرمانہ یعنی اسے نزدیک ضمان نہیں اس حال سے کہ شاید اسے اپنی جان آپ ہلاک کی
 و فی قتل قرۃ لامرأہ کرکعت علیہا و قدی عاقبتہا و عند ابی یوسف القسامہ علی عاقلہ ایضا اور عورت کے گائون کے مقتول میں عورت پر بار بار قسم و بار بار
 یعنی سچا پس بار اور عورت کے مدگار دیت دینگے اور ابو یوسف کے نزدیک مدگار دن برعم بھی لازم ہوگی یعنی اسو سے کہ قسامہ ہونا ہے اہل نعت پر اور عورت
 اہل نعت نہیں فقیر کے مانند اور طریقین کی یہ دلیل ہے کہ قسامہ نفی نعت کے واسطے ہے اور نعت عورت سے بھی ہو سکتی ہے کہ ذی الدرر قالی الہنا و دن و امرأۃ
 مدخل فی تحمل مع العاقلۃ فی ہذہ المسئلۃ کذا فی الملتقی و ہوا الصح ذکرہ الزی تارخین فقہانہ لکما اور عورت دہل ہے عاقلہ کے ساتھ تحمل دیت میں اس مسئلہ کے اندر
 کذا فی الملتقی اور یہی قول صحیح تر ہے چنانچہ یحیی نے اسکو ذکر کیا جو ہم نے لکھا عورت تحمل دیت میں ایسے داخل ہو کہ وہ بشر لہ قاتل کے ہو تو عاقلہ کی شریک
 ہوگی نہ ہی میں لکھا کہ اس مسئلہ کی قید اسو سے لگائی کہ عورت تحمل دیت میں کسی صورت میں داخل نہیں سوائے اس مسئلہ کے کہ ذی الدرر قالی و ان و جہ
 قتل فی و انفسہ فالمدیۃ علی عاقلہ و قرۃ عند ابی حنیفہ رحمہ و عند ہما و زفر لاشی فیہ ای فی القتل المذکور و ہنسی کذا ذکرہ لاشر و قالیما رحمہ
 انشر نعتہ و ہما اصف اور اگر ایک شخص مقتول پایا گیا اپنے خاص گھر میں تو اس کے دار و نوں کے عاقلہ پر دیت ہے ابو حنیفہ کے نزدیک و صاحبین اور زفر
 کے نزدیک مقتول مذکور میں کچھ نہیں ہے اور اسی عدم وجوب کے قول پر فتویٰ دیا ذکر کیا ہے لاشر و نے در میں اس قول کا طبع ہو کر جسکی صدر اشریت نے
 مزج دی اور صفت لاشر و اور صدر اشریت دونوں کا تابع ہوا ہے و خالصہ ابن الممال فعال لہا ان الدار فی ہذہ مین و ہذا خرج فحیل کا قتل نفسہ فیکون ہذا اولہ
 ان القسامۃ انما تجب بطور اقتل و مال مہورہ الدار و نعتہ فہی علی عاقلہ و صدر اشریت وغیرہ کے خلاف کیا ہے ابن کمال نے سویوں لکھا ہے کہ صاحبین کی
 دلیل یہ ہے کہ لبتہ مگر مقتول کے قبضہ اور تصرف میں تھا جبکہ زخم حاصل ہوا تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا اسے اپنی جان کو آپ قتل کیا تو خون انکار انگان ہو گا اور امام
 کی دلیل یہ ہے کہ قسامہ تو قتل ہی ظاہر ہونے سے واجب ہوتا ہے اور قتل ظاہر ہونے کی حالت میں گھر دار و نوں کا ہو گیا تو دیت مقتول کی دار و نوں کے عاقلہ پر
 ہوگی لایقال العاقلہ انما یحملون یا جب علی الوترۃ تحقیقا لہم ولا یملکون الاکجاب علی الوترۃ لالان الاکجاب لیس للوترۃ بل للمقتول حیث نفسی نہ دیونہ و تنفذ
 و صایا ہتم بحالہ الوترۃ فیہ و ہذا لیس لہم و لہم و ان قتل یا جب الدیۃ علی عاقلہ و لکن میرزا مہ قنیتہ یون نہ کہا جائے گا کہ عاقلہ تو اسی مال کے
 سمجھل ہونے میں جو دار و نوں پر واجب ہوتا ہے تاکہ دار و نوں تحقیق ہوا و ممکن نہیں دار و نوں پر واجب کرنا دار و نوں کے واسطے اس سے
 کہ اس سوال کا یوں جواب دیا جاوے گا کہ بیان اکجاب مال کا دار و نوں کے لیے نہیں بلکہ مقتول کے واسطے ہوتا ہے لیکہ اسی مال سے مقتول کے دین ادا
 کیے جاویں گے اور اسکی وصیتیں اسی سے نافذ ہوں گی پھر مقتول کے دار و نوں کے خلیفہ ہونگے اس مال میں اور وہ فقیر اور مدہوش کے مانند ہے اگر فقیر یا مدہوش
 اپنے باپ کو قتل کرے تو دیت واجب ہوگی فقیر یا مدہوش کی عاقلہ پر اور وہی دیت فقیر یا مدہوش کی میراث ہوگی تو جو دار و نوں ہا و لو و جد فی ارض ہو فوفۃ
 او دار کذا لکس لہی موقوفہ علی ارباب معلومۃ فالقسامۃ والدیۃ علی اربابہا لان تہیرہ لہم اور اگر مقتول پایا گیا وقت کی زمین یا اسی طرح وقت
 کے گھر میں جو عین لوگوں پر وقت ہے تو قسامہ اور دیت وقت کی لوگوں پر ہے اور اسکی وقت کی تہیرہ عین لوگوں پر ہے و ان کا نعت الارض اولہ

کے پانی نکلنے کا منع دار الاسلام میں جو توحید اسکی بیت المال میں وجہ ہوگی ایسے کہ دار الاسلام مسلمانوں کے قبضے میں ہو کہ اگر وہ اسکی مال
 ہم ذات کا ذکر تخصیص کے واسطے نہیں ہے بلکہ ذات سے مراد غریب و یتیم جو زمین یا پانی جاری ہو کہ انکی یعنی شرح المدایہ دینی منہر صغیر ہو یا حتی غیر صغیر
 علیہ اہلہ و عیالہ صغیر کے سبب سے شفعہ کا استحقاق ثابت ہوتا ہے اس کے مقتول میں اس نہر کے مالکوں پر قسامہ اور دیت واجب ہوگا انکی
 خصوصیت کی وجہ سے نہر کے ساتھ ہم استحقاق شفعہ اس منہر صغیر میں جو زمین جاری ہو اور مقتول نے کہا جسے لوگ شیعین ہوں کہ انکی ایشیاد سے
 ولو کان ثلث لبرۃ مملوکہ او قتل لادکار یہ سچی او کانت قریبتہ من القرۃ او الاخصیۃ او الضبطہ یا حیث یسبح منہ الصوت بحسب علی الممالک
 اسی ذی البید او علی اہل القرۃ او اقرب الاخصیۃ یعنی اور اگر شکل مملوکہ یا کسی شخص پر وقت ہو چنانچہ وقت کا مسئلہ مذکور ہو چکا اور آگے آدھے گز
 یا شکل قریب ہوگا ٹوں سے یا قریب ہوگی کے جنوں سے یا پھر کے جنوں سے اس طرح بلکہ مقتول کی آواز دہان شروع ہوتی ہو تو قسامہ اور دیت واجب ہوگا
 مالک پر یا قابض وقت پر یا اہل قریہ پر یا اقرب جنوں کے رہنے والوں پر کہ انکی (الذی) عبارت میں اہل منہر متبہ واقع ہو دلا بت میں اہل ہواشی البتہ
 خانہ بدوش رہنے میں جنوں میں کبھی اس شکل کبھی اس شکل میں جیسے ہندوستان میں کبھی قوم ولو محتسبا بالشط او یا بخیرۃ او موطا دینی علی ایشیاد
 فعلی اقرب الموضع الیہ من القرۃ و الامصار و ان ذی الخانیۃ و الاراضی و اقرب المصنف اذا کان یصل صوت اہل الارض و القرۃ الیہ
 و الا لاکامروا مگر مقتول رک رہا ہو دریا کے کنارے پر یا ناپ کے کنارے یا دہان بستہ ہو یا کنارے پر ہوا ہو تو وہاں سے قریب تر مکان ہوگا دیہات
 یا شہر وں سے ومان کے باشندہ دن پر قسامہ اور دیت واجب ہوگا خانیہ میں اتنا زیادہ کہا ہے اور قریب تر از فی پچی و آجہ ہوگا او مصنف نے اٹھنا متبہ
 رکھا ہے بشرطیکہ جب اہل زمین اور دیہات والوں کی دہان آواز پہنچتی ہو اور اگر آواز دہان تک پہنچتی ہوگی تو قسامہ اور دیت واجب ہوگا چنانچہ مذکور
 ہو چکا و ان التقی قوم بالسیوف فاجلو اسی تفرق من قتل فعلی اہل المحلۃ لان خطما علیہم الا ان یدعی الولی علی اولئک او یدعی علی
 بعض معین منہم فلم یکن علیہ اہل المحلۃ نسی و لا علی اولئک حتی یرکن لان مجرد الدعوی لا یثبت الحق و برے اہل المحلۃ لان قولہ جمع علیہ اور اگر ایک
 قوم باہم خبر لئی ملو اریں پہنچ کر میر ایک مقتول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئی تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہر اس واسطے کہ حفاظت محلہ کی آئے و نہر ہر گز کہ وارث
 مقتول کا اس قوم متفرق پر قتل کا دعویٰ کرے یا نہیں سے بعض میں بر دعویٰ کرے تو اہل محلہ پر قسامہ واجب ہوگا اور نہ اس قوم پر تا وقتیکہ وارث
 اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرے اس واسطے کہ فقہ دعویٰ سے حق ثابت نہیں ہوتا ہر دن جھگڑے کے اور اہل محلہ بھی بری الذمہ ہو گئے اس واسطے کہ
 وارث مدعی کا قول اسکی ذات پر حجت ہے اہل محلہ کے بری الذمہ ہونے میں و مستحلف علی صیغۃ اہم المفعول قال قتلہ زیر حلف بالندہ ما قتلہ لا
 عرف لہ قاتلا غیر زیر دلائیل قولہ فی حق من یرحمہ اذ قتلہ اور جب قسم عائد ہے اہل قسامہ سے اُسے کہا کہ مقتول کو زیر نے قتل کیا تو وہاں یون قسم کھائے
 کہ خدا اکی قسم میں نے مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اس کے قاتل کو جانتا ہوں سو اسے زیر کے اور اسکا قول مقبول ہوگا اس شخص کے حق میں جسکو وہ قاتل
 گمان کرنا ہو نہ اس نے کہا متحلف بصیغۃ مفعول جو نہ ہم فاعل و طبل شہادۃ بعض اہل المحلۃ یقتل غیر ہم خلافا لہما او یقتل واحد منہم بصیغۃ لستمہ اور بعض
 اہل محلہ کی گواہی غیر اہل محلہ کے حق میں باطل ہے بلکہ ان میں سے ایک میں بر قتل کی گواہی دین تو باطل ہے تمہمت کے سبب سے ہم اپنی ایک شخص
 محلہ میں قتل ہوا اور وارث نے دعویٰ کیا کہ محلہ کے سوا اسے اور قوم نے اسکو قتل کیا یا دعویٰ کیا کہ اہل محلہ میں سے ایک میں شخص نے اسکو قتل کیا ہے اور اہل
 سے دفعہ قصور نے اسکی گواہی دی تو یہ گواہی باطل ہے ہر نام کے نزدیک تمت کی علت سے اس واسطے کہ خصوصیت تمام اہل محلہ کے ساتھ قائم ہے اور قسامہ اور دیت سبب
 واجب ہے اور شاہد چاہتے ہیں کہ اپنے اوپر سے خصوصیت کو نال کر برادر زمین تو وہ تمہمت سے تو گواہی انکی مقبول ہوگی کہ انکی ہر دوں میں جرح فی حق فیقتل شہد فی حق
 و افراش حتی مات فالذیۃ و القسامۃ علی ذلک لکی خلافا لابی یوسف اور جو شخص زخمی ہو کسی قبیلہ اور برادری میں ہو وہاں سے زندہ اٹھایا گیا سو برادر

کتاب الحاصل

عواقب میں تکت سیناں اور اگر کتابت یا دیر یا نام و لہ مقتول یا سے محلہ میں تو قسامہ اور ہر ایک کی قیمت اہل محلہ کے مددگاروں پر جب پچیس سال کے اندر ولو
و بعد اجد قتلانی دارالو لاہ قندار الایو لا قیمتی سے مولانا نرمانہ خانہ والا سکنا قیمتی علی مولانا جو جلتہ اور اگر غلام مقتول یا یا گیا اپنے مالک کے گھر میں تو
خون اسکا ارکان ہر گھر کہ غلام یا ذون یا دیون ہو تو اسکی قیمت اسکے مالک پر واجب ہو بالفعل اسکے قرض دینے والوں کے لیے اور ہر کتابت کے یعنی
اگر کتابت مقتول یا یا گیا مالک کے گھر میں تو اسکی قیمت اسکے مالک پر واجب ہر تین سال کی مدت میں م کتابت کی قیمت سے بدل کتابت ادا کیا جائے
اور اسکی آزاد دی کا حکم کیا جائے اور جو بدل کتابت دے کر باقی رہے وہ اسکے وارثوں کی میراث ہو کہ نہ فی المالگیریہ ولو بعد المولے قتلانی دارالو لاہ
مرونا اولاً فی عاقلۃ المولیٰ اور اگر مالک مقتول یا یا گیا اپنے غلام ذون فی التجارۃ کے گھر میں خواہ غلام دیون ہو یا نہیں تو مالک کی عاقلہ پر دیت
ہو یعنی قسامہ اور دیت ولو بعد آخر قتلانی دارالایہ اوہم او امرۃ فی دار و جہا فاقسامۃ والدیۃ علی العاقلۃ ولا یجزم من البیراث اور اگر آزاد و مقتول
یا یا گیا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں یا عورت اپنے زوج کے گھر میں مقتول یا یا گیا تو قسامہ اور دیت والین بازوج کی عاقلہ پر اور صاحب خانہ میراث
سے محروم نہیں و ہد علم و استغفر اللہ العزیم

کتاب المعامل

یہ کتاب ہر احکام متاقل کے بیان میں ہی جمع مقتضات فسخ سکون قسم وہ یعنی ساقط جمع ہر مقتضی کی قطع قسم سکون عین وضم فاق صیغہ مکرر بضم ر کے جمع کا
 ہر وہی الدیہ دسی عقلانا لانا عقل الاداسن ان لفظ اسی سکنا ومنہ عقل لانا یعنی لیسج اور وہ یعنی مقتضی دیت ہر اور دیت کو عقل شفع عین و سکون
 فاق بھی کہتے ہیں یعنی اسو اسٹے کہ عقل معنی منع ہر اور دیت خون کو باز کھتی اور دیتی ہر خونریزی سے دیا یعنی دیش دوش و درمندی کو عقل کہتے ہیں اسو اسٹے کہ
 عقل انسان کو از کتاب قبائح سے باز کھتی ہر جذبہ عقل سے دیت مراد ہوتی حالانکہ کتاب الایات مقدم مذکور ہو چکی اور اس کتاب میں دیت کا کچھ ذکر نہیں بلکہ
 انکا ذکر جو خبر دیت واجب ہر جسکو عاقلہ کہتے ہیں تو جیسے کتاب المعامل کے کتاب ابوخل کتابا صواب ہر چنانچہ صاحب برہان نے کتاب ابوخل کہا ہر بعض
 نے اسکا یوں جواب دیا ہر کہ کلام میں مضامین محدث ہر معنی کتاب اہل المعامل تو مجاز حدیث کی قسم سے ہر کہ انی الطحاوی مختصر او المعاطلہ اہل دیوان
 دہم لشکر وغند اشامعی اہل العشرۃ دہم لخصیات اور عاقلہ یعنی خبریت واجب ہوتی ہر عبارت ہر اہل دیوان سے اور وہ لشکر ی لوگ ہیں اور امام شافعی کے
 نزدیک عاقلہ برادی کے لوگ یعنی خصیات ہیں م دیوان عبارت ہر ان اوراق سے جن میں اہل لشکر کے نام اور انکا سالیانہ یا شتمانی یا ماہیانہ لکھا جاتا ہر جسکو
 دفتر کہتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اول دیوان مقرر کیا اور اہل دیوان پر دینے میں کی صاحبہا کے سامنے بلار دوں نکار چو کہ انسان کی جان ختم خبر ہر
 تو باطل اور اہلکان نہیں ہو سکتی اور قاتل مظلومی پر وجوب دیت بلا وجہ ہر اسو اسٹے کہ وہ مقدم ہر اور خطا اس سے شروع ہر اور اگر تمام دیت نہیں واجب نہ تھی
 وہ نیست دنا بود ہر جیسے تو قاتل کے عاقلہ یعنی مددگاروں پر ڈال گئی اسو اسٹے کہ آدمی احتیاط اور احتراز میں نبی قوت اور ذور کے سبب سے قصور کرتا ہر کچھ ذرا نہیں
 کرتا اور یہ ذور آدمی کو حاصل ہوتا ہر غالباً اپنے اندر اور جماعتیوں کے بحر سے بر تو مددگار خطا کا شہر مددگاری میں کیونکہ وہی تو سبب ہیں اسکی مبالغی اور تعدی
 تو انکی تفسیر ثابت ہر کہ قتل کی کو انھوں نے کہ دن محفوظ رکھے جیسا طے ہے تو انھیں پر دیت کا ڈالنا اور اسے اور سبب ہوا یعنی نے شرح ہدایہ میں کہا اگر کوئی کے
 صحابہ کا جماع نہ کر و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے مخالفت ہر اسو اسٹے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اہل نسب پر مقرر کی اسکا جواب دینے کہ یہ
 جماع حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہر اسو اسٹے کہ آپ نے اہل نسب پر دیت مقرر کی باعتبار نفرت اور مددگاری کے ولندہ اسوان اور میان اہل نسب
 دیت نہیں اسو اسٹے کہ وہ مددگاری کے لائق نہیں ہر جب عمر فاروق نے تدوین دیوان کی تو مددگاری دیوان کے ساتھ ہو گئی لہذا اہل دیوان عاقلہ شہر کے نویسن
 نہیں بلکہ معنی نفرت کی خبر ہیں منہم اہل لشکر عاقلہ ہیں اسکے جو نہیں ہر یعنی سپاہی لشکر کے نہ ہر قاتل کے یعنی جس سلسلہ جس میں ہیں قاتل ہوگا انھیں پر دیت واجب

ہر گنج عظیم کل دیت و جب نفس قتل نزع یا بطلب الاصلح اوشہ کہ قتل الاب اسبہ عمدہ قدرتی مالہ کما تری انجایات سواہل لشکر ہر ایک
 ہر ایک وہ دیت جو نفس قتل سے واجب ہوئی ہر نفس قتل کی قید سے وہ قتل نکل گیا جو بقلب ہمال ہو گیا اصلح کے سبب سے یا شہر کی وجہ سے جیسے باب کا
 اگر محمد اپنے بیٹے کو اس قتل کی دیت باپ کے مال میں ہر چنانچہ گذر گیا کتاب انجایات میں م نفس قتل سے دیت وجہ ہوتی ہر قتل شہر محمدین اور قتل غلامین
 اور جاریہ ہجرے خطا میں چنانچہ اسکی تصریح کتاب انجایات میں مذکور ہو چکی ہو خود سن عطا یا ہم اذن زنا ہم و افرق بن احنفہ و افرق ان افرق افرق
 فی بیت المال بقدر حاجتہ و الکفایہ مشاہیرہ و میا و نہ و عطا و ما یفرض فی کل سنۃ لا بقدر حاجتہ بل بصبرہ و غنائہ فی امر الدین ہو دیت یا اسکی اہل لشکر کے
 عطا سے یا اسکے رزق سے اور رزق عطا اور رزق میں یہ ہر کہ رزق وہ ہر جو بیت المال سے مقرر ہو بقدر حاجتہ و کفایت کے بطریق یا ہواری یا اور نہ کے
 اور عطا ہر جو بیت المال میں ہیں ہر بطریق حاجتہ کے نہیں بلکہ اسکی نیکیاں اور مضبوطی اور سخت کشی کے سبب سے دین کے کام میں فی ثلث سنین میں دیت
 انقضار و کذا وجب فی مال القاتل عمدہ اوان قتل الاب اسبہ یوحذ فی ثلث سنین عندنا و عند الشافعی وجب مال الشکر کی وجہ میں سے دیت یا اسکی نیکوئی میں سال میں
 قاضی کے حکم کرنے کے وقت سے یعنی جیسے کہ قاضی نے وجوب دیت کا حکم کیا اس وقت سے تین سال کا حساب شروع ہوگا اور اسی طرح دیت واجب ہر قاتل عمدہ
 کے مال میں اس طرح کہ باپ نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا تو ہمارے نزدیک تین سال میں دیت یا اسکی اور امام شافعی کے نزدیک باطل وجہ ہوتی م تمنا کے بعد تین سن قبلہ
 کی عطا سے دیت یا اسکی اور اگر سنین ضعیفی عطا مع ہر قبل قتل کے پھر شکر یوں کو قضا کے بعد حاصل ہو تو اس سے دیت یا اسکی اور اگر دس دیون یا ایک آدمی کو
 قتل کیا ہو تو قضا کے تو ہر ایک شخص کی عاقبہ پر دیت کا دسواں حصہ تین سال میں واجب ہوگا کذا فی الخطا دی فان خرجت اعطایا فی اکثر سنین ثلث او قبل
 تو خود منہ جھول انقصو و ہر اگر عطا یا تین سال سے زیادہ مدت میں یا کمتر مدت میں مال سے نکلے تو اس سے دیت یا اسکی و باقی حاصل ہونے کے سبب سے مئی اگر تین
 سال آئندہ کی عطا ایک ہی سال میں ہے تو تمام دیت اس سے یا اسکی کذا فی الزعمی اور اگر تین سال کا رزق ایسا سال کے تین حصے میں ملا تو اس سے دیت یا اسکی جیسے کہ رزق عطا
 حاجت کے مقرر ہو یا ہر تو اگر اس میں سے لیا جائے تو اسکو تکلیف درج ہوگا بخلاف عطا کے کذا فی اجتہدی وان لم یکن القاتل من اہل الدیون فحاکمۃ فیصلۃ و آثار
 و کل سن تمنا ضررہ تویر ہصار اور اگر قاتل لشکر میں نہیں ہر تو ہنگام عافہ ہنگام قبیلہ اور اسکے قریب لوگ ہیں ورنہ لوگوں سے وہ قاتل مدد گاری چاہتا ہو کذا فی نویر ہصار
 ہم قبیلہ اور غیر عبارت ہر عصبیات جیسے یعنی ایک جدی لوگ خلاصہ یہ کہ وجوب دیت میں تاخر اور مدد گاری کا اعتبار ہر تو اگر اہل عافہ یا اہل بازار یا اہل قریہ یا برادری کے
 لوگ اس طرح ہوں کہ جب نہیں کسی شخص کو کوئی اور پیش آتا ہو تو وہ لوگ اسکی کفایت مدد گاری کو اسے مستعد ہوجانے میں تو وہی لوگ اسکے عافہ ہیں اور اگر اسکے مددگار
 چند قسم کے لوگ ہیں تو اگر انوں اور برادری اور مددگار ہزار سے تو شکر دے لوگ مقدم اور اولی ہیں پھر ان کے بعد برادری کے لوگ پھر لوگ اہل عافہ یا زاری لوگ اور اگر قاتل غنی
 ہو کہ نہ اسکا دیوان ہر برادری نہ کوئی مددگار تو اسکی دھو تین ہیں یا اسکے مقتول کی دیت بیت المال میں ہر یا خود اسکے مال میں کذا فی الخطا دی مختصر انصرفت
 و تقسیم الدیۃ عظیمہ فی ثلث سنین تم لسنین یعنی العیالات تمستانی فیلحظہ اور دیت تقسیم ہوتی عافہ برتین سال کے اندر پھر جانا چاہیے کہ سنین یعنی عیالات کہ ہر
 کذا فی تمستانی تو اسکو یا دیکھنا چاہیے م خطا دی نے کہا تم لسنین یعنی العیالات کی حاجت سنین اس واسطے کہ مات کے قول فان خرجت اعطایا میں مضمون مذکور
 ہو گیا لا یوحذ فی کل سنۃ الا درہم اور درہم و ثلث و لم تر ذل علی کل واحد من کل الدیۃ فی ثلث سنین علی اربعۃ علی الاصح اور نیز لیا جائے دیت ہر سال میں کہ
 ایک درہم یا ایک درہم اور نہائی درہم کی اور زیادہ نہ لیا جائیگا عافہ کے ہر شخص برتین سال کی مدت میں چار درہم سے باہر صحیح تر قول ہے کہ اگر ہر شخص سے ایک درہم لیا گیا تو اسکی سن
 سال میں تین درہم ہوے اور اگر ایک درہم اور نہائی درہم کی لکھی تو چار درہم ہوے عطا دی نے کہا یہ قول صحیح تر محمد سے مضمون ہر اور غیر صحیح قدر ہی کی رویت ہر کہ ہر سال
 میں ہر شخص سے چار درہم سے زیادہ نہ لیا جائے فان لم تسع البقیلۃ لذلک ضم الیہ اقرب البقائل لبا علی ترتیب العصبیات ہر اگر
 قاتل کا قبیلہ یعنی ایک جدی برادری اسکے واسطے یعنی دیت پوری ہونے کے واسطے التجا نش ذکر ہے تو جو قبیلہ اسکے ساتھ زیادہ تر قرابت رکھتا ہر نسب کی

انکھ بھڑی سودہ مگر تو صغیرہ کے وارث نے چاہا قسم دنیا عاقلہ کا مستغیر کی نفی فعل پر اور جواب اسکا یہ ہے کہ قسم دار و نوگی اسوائے کہ تو قسم دہوی
 صحیح ہونے کی فرع ہے اور حالانکہ دعوی عاقلہ پر متوجہ نہیں ہے اور یہاں گفتگو کچھ باقی ہے کہ اگر عاقلہ نے قاتل کے قاتل کا اقرار کیا تو انکا اقرار بہ نسبت
 انکے صحیح ہوگانا انیکہ تیر و جواب دیت کا حکم ہو یا اقرار انکا صحیح نہیں تو اگر یوں جواب دو کہ ان تو لائق یوں کہ قسم انکے حق میں جاری ہوا اسکے فائدہ
 ظاہر ہونے کے سبب سے فائدہ سے مراد اہم دیت ہے ایسا کہا ہو مصنف نے اپنی شرح میں بحث کی راہ سے تو انکی تحریر اور تفسیر کرنا چاہیے ہم کلیت عاقلہ
 قول سابق کے مخالف ہے کہ عاقلہ ضم نہیں تو انہیں قسم بھی نہیں در اگر یوں جواب دیجئے کہ یہ غیر مدعا علیہ کا اقرار ہے تو اس قسم جاری نہ ہوگی تو صحیح ظاہر ہے کہ انکی عاقلہ
 وان جنی حر علی نفس عبد خطا رفی علی عاقلہ یعنی اذہ قبلہ لان العاقلہ لا یحیل اطراف اجدد فال شامعی لایتم نفس انفسا اور اگر آزاد نے جنایت کی
 غلام کی جان پر خطا کی راہ سے تو انکی دیت آزاد کی عاقلہ پر جنایت سے مراد یہ ہے کہ آزاد غلام کو قتل کرے اسوائے کہ عاقلہ غلام کی اطراف کی دیت کے
 متحمل نہیں اور نام شامعی لکھا کہ عاقلہ قتل نفس کی دیت کے بھی متحمل نہیں ولا یحل صبیحی احرارۃ و مجنون فی لعاقبۃ اذ لم یتباصر و ابینی لوانما فی غیر قسم و
 الا فیدخلون علی الصبح کلام اور صغیر اور جوت اور دیوانہ عاقلہ میں داخل نہیں جبکہ وہ باہم مددگاری نہ کرتے ہوں یعنی اگر صغیر وغیرہ قاتل ہوں تو عاقلہ میں داخل نہیں
 اور اگر صغیر وغیرہ سے قتل ظاہر ہوا ہو تو عاقلہ میں داخل ہونگے بنا بر قول صحیح کے چنانچہ غریب مذکور ہو چکا ہم عدم تمامہ کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر ان سے مددگاری
 کی درخواست ہوتی ہو تو عاقلہ میں داخل ہونگے وجوب دیت میں کذا فی الخطادی ولا یقبل کا فرعن مسلم ولا یجسہ عدم التماہر اور کا ذریت نہیں بتا
 مسلمان کی طرف سے اور نہ مسلمان کا ذریعہ سے عدم تمامہ کی وجہ سے والکفار یتعاقلون فیما بینہم وان خلت علیہم لان لہم فکلمۃ لہ و احدہما یغنی
 تمامہ و الا ففی مالہ فی ثلث سنین کا مسلم کا مسلمہ فی الجنتی اور کا فر فیما بین خود ایک دوسرے کے عاقلہ ہونگے اگرچہ انکے دین مختلف ہوں اور اگر
 کہ کفر بالکل ایک ہی دین ہے یعنی بشرطیکہ ایک دوسرے کی مددگاری کرتے ہوں اور اگر تمامہ نہیں رہے ہو تو فقط قاتل کے مال میں دیت متولی کی وجہ
 ہر تین سال کے اندر مسلمان کے مانند چنانچہ مجتبیٰ میں انکو شرح بیان کیا ہے مجتبیٰ میں ہے کہ دوا و مسلمان دار الحرب میں وارد ہیں و ایک مسلمان نے
 دوسرے کو قتل کیا تو انکی دیت قاتل کے مال میں وجہ ہے کذا فی الخطادی و اذ لم یلین للقاتل عاقلہ کلیفۃ و جلیہم فال ذریت فی بیت المال فی ظاہر
 الرواج و علیہ الفتوی دروزانہ و محل الاطعمی روایت وجوہانی مالہ روایت شاذہ اور جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ مددگار نہ ہو چنانچہ فیفک کا یا مددگار ہو مسلمان ہو تو اسکے
 مقتول کی دیت بیت المال میں ہے ظاہر الروایت میں اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الدرر البزریہ اور علی سے مال قاتل میں وجوب دیت کی روایت کو روایت شاذہ
 قرار دیا ہے یعنی جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ نہ ہو تو اسکے مال میں دیت وجہ ہے اس روایت کو زیلعی نے غیر معتد کہا ہے قلت و ظاہر مانی مجتبیٰ میں خوارزم میں
 انکا ہم قدر اندم و بیت المال قدر اندم پرچ وجوہانی مالہ فیودہ فی کل سنتہ ثلثہ مرہم اور ثلثہ کما نفعہ فی مجتبیٰ عن الناطقی قال و نہ احسن لا بد
 من ضلۃ و اقرۃ المصنف فلیحفظ نقد وقع فی کثیر من الموضع انما فی ثلث سنین فاقیم میں کتاب ہوں اور مجتبیٰ کا ظاہر کلام ملک خوارزم کی حکایت
 حال سے ہے کہ وہاں کے لوگوں کی باہم مددگاری نیست و نابود ہو گئی اور بیت المال اندم اور بیت نشان ہو گیا تو یہ حال ترجیح دنیا ہے وجہ ہونے
 دیت کو قاتل کے مال میں تو قاتل ہر سال تین یا چار دم ادا کرتا رہے چنانچہ انکو مجتبیٰ میں ناطقی سے نقل کیا ہے صاحب مجتبیٰ نے کہا اور یہ قول خوب
 ہے اسکا یا درکناسہ و روایت و مصنف نے اپنی شرح میں انکو ثابت رکھا ہے تو انکو یاد رکھنا چاہیے سو البتہ مجتبیٰ یا غیر مجتبیٰ کے اکثر موضع میں درج ہوا
 کہ بالکل دیت کا ادا کرنا تین سال میں ہے تو انکو سمجھ سے کذا فی الخطادی و نہرا اذا کان القاتل مسلما فلو قیما ففی مالہ اجماعا بزانہ اور یہی
 جب عاقلہ نہ ہو بیت المال سے دیت وجہ ہے اسوقت ہے جبکہ قاتل مسلمان ہو سو اگر قاتل ذمی ہو تو اسی کے مال میں بالاتفاق دیت ہے کذا فی البزریہ
 و من لہ وارثا معروف و مطلقا و لو بسیدہ او محرما برق او کفر لا یعقلہ بیت المال و ہوا الصحیح کما بسئلہ فی الخانیۃ اور جس قاتل کا مشہور

وارث ہر کسی طرح کا وارث ہو اگر جہ وراثت بعید ہو یا محرم المیراث علام بالافہو کے سبب سے تو اس کے مقتول کی وصیت ہر مال میں نہ دیکھا اور یہی قول
 صحیح ہے چنانچہ اسکو خانیہ میں شرح بیان کیا ہے ولا عاقلۃ للبحر و بحر من الدرقا لہ المصنف لعدم تمامہ مجموعوں کا یعنی عرب کے سوا اور ملک کے رہنے
 والوں کا عاقلہ نہیں ایسی پریشان کیا ہے ورنہ یہ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ان کے عدم تمامہ کے سبب سے وقیل ہم عواقل الایم قیامہ و ن کا اس کا کفہ
 و ایسا وین و ایسا رفین و ایسا رفین قابل محکمہ اہل قافلہ و عاقلہ و کذا لک طلبہ العلم طاعت و ہر اسے اسکو انی وغیرہ خانیہ اور بعضوں نے کہا کہ مجموعوں کو اسے
 بھی عاقلہ ثابت ہیں اسو سے کہ وہ باہم حمایت اور مددگاری کرتے ہیں چنانچہ گفتگو اور صیاد اور وارث اور بن گروگ تو قافلہ کے اہل محلہ اور اہل شہر اس کے عاقلہ ہیں
 اور اسی طرح طالب علم باہد گر عاقلہ ہیں میں کہتا ہوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے جس لائمہ ملوانی وغیرہ نے کذا فی خانیہ زاد فی تحقیق و بحاصل ان کہ تمامہ مل فی
 نہ الالباب و معنی التماسر انہ اذا خیرہ اقربا و اسعد فی کفایتہ و کما فی تحقیق میں یہ زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ کہ اس باب یعنی اثبات عاقلہ میں خاصہ مل فی
 اور تمامہ سے مراد یہ ہے کہ جب اسکو کوئی معنی اور مصیبت پیش آئے تو لوگ اس کے ساتھ کھڑے ہوں اسکی کارر آری میں یعنی اسکو بجا لین اسکی تکلیف مال
 وین اور اسکا پورا بیان مجتبیٰ میں ہے و فی ذلک بعضا من مغزیا لہا قلیتہ و کثرت ان التماسر فہم باحرف ہم عاقلہ و فی حفظ دائرہ لغستانی اور ذیل بعضا میں
 حافطیہ سے منقول ہے اور معنی ہے کہ مجموعوں میں تمامہ پیشوں کی وجہ سے تو اہل شہر و ہی عاقلہ ہیں کہ شہر کے آہی تو اسکو یاد دہنایا ہے اور اسی قول کو
 اہل قلیتہ سے منقول ہے کہ شہر کے خیرینا اسکا تو فی ان التماسر متفقہ الا ان قلیتہ کس و بعض و منی کل واحد المردہ لہا حافطیہ لکن ہمارے استاد حافطی نے
 اہل قلیتہ نے ثابت رکھا ہے لکن خیرینا اسکا تو فی ان التماسر متفقہ الا ان قلیتہ کس و بعض و منی کل واحد المردہ لہا حافطیہ لکن ہمارے استاد حافطی نے
 اسکی تحریر اور تصحیح کی ہے کہ بالفعل تمامہ موجود نہیں جسند اور بعض کے غلبہ کے سبب سے اور ہر شخص اپنے ہم شہر کی مدد کی کا آرزو مند ہے تو آگاہ رہو ہم یہی
 قول ہے جو زہدی صاحب مجتبیٰ نے عرف خوارزم کہا ہے ان کیا ہے قلت و حث لا قلیتہ ولا تمامہ فالایہ فی مال ویت المال میں کہتا ہوں اور جہان فیصلہ اور زہدی
 ہے اور نہ حمایت اور نہ مددگاری تو مال ویت قافلہ کے الی میں کہ بایت المال میں م وجب دیت کامیت المال میں ظاہر اور لایہ مفتی ہے جو اور وجوب مالی قافلہ کے
 مال میں روایت شاذہ ہے چنانچہ مذکور ہو چکا میں کہتا ہوں و تمامہ یہ ہے چنانچہ فقہ نے اسکی تصریح کی ہے جو جس قوم میں تمامہ اور حمایت کرنا رائج ہے تو وہ لوگ اس کے
 عاقلہ ہیں اور اگر حمایت نہیں کرنے تو عاقلہ نہیں کذا فی الطحا وادی و ہر دعائی اعلم و مستغفر اللہ

کتاب الوصایا

یہ کتاب ہر وصایا کے احکام میں وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے چونکہ دنیا میں انسان کا آخر حال موت ہے تو اس کتاب کا آخر
 کتاب میں لانا قبل ازیراث مناسب ہو وصیت اہم ہے یعنی مصدر اور وصی کو یعنی جس خیر کی وصیت کی جائے اسکو بھی وصیت کہتے ہیں اور ایسا عبارت ہے جو غیر خود وصی
 کرنے سے تاکہ غیر اسکی نصیب میں کام کرے خواہ وصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ باغ محمود کو دینا ہے موت کے بعد تو زید خود وصی ہے اور خالد وصی ہے اور
 باغ خود ہی ہے جو اور محمود وصی کہ تعیم الوصیۃ والایسا افعال اوصی الی فلان ای جملہ وصیا و الا سم منہ الوصایۃ و سبھی نے باب متعل و اوصی لفلان یعنی
 علیہ بطریق الوصیۃ وصایا عام اور شامل ہے وصیت اور ایسا کو بولتے ہیں اوصی الی فلان یعنی اسکو وصی کیا اور وصایۃ اہم ہے ایسا سے اور وصی کے
 مسائل جدا باب میں آگے آویگے اور بولتے ہیں اوصی لفلان یعنی اسکو مالک کیا بطریق وصیت کہم خطا دی نے کہا لام اور اے کا فقرہ کتب نفی سے
 معلوم نہیں ہوتا اگر یہ فقرہ جملہ لای ہے تو وہ مطلق میں کچھ نزاع کا مقام نہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے صاحب درر کے کلام سے اور شایع اس بیان میں تابع ہے صاحب
 درر کا فہم یہی تملیک مضاعف الی ما بعد الموت یعنی کان او دینا تو وصی میں یعنی بعد فقرہ وصیت اور یہاں کے معلوم کرنا چاہیے کہ وصیت تملیک ہے
 مضاعف یا بعد موت کے خواہ تملیک کی شریعت میں ہو یا دین قلت یعنی بطریق اہل حق و الا و بالبدین فائزہ ناندین کل المال کیا سبھی میں کہتا ہوں تملیک سے
 تملیک بطریق احسان کے مراد ہے تاکہ مانند اقرار کرنے دین کے وصیت سے عمل جائے اسو سے کہ دین کا اقرار نافذ ہے تمام مال سے چنانچہ آگے آوے گا

اورت ہر کسی طرح کا وارث ہو اگرچہ وارث بعید ہو یا محرم المیراث علام بالا فرہو کے سبب سے تو اس کے مقتول کی وصیت الیہ المال نہ دیکھا اور یہی قول
صحیح ہے چنانچہ اسکو خانیہ میں شرح بیان کیا ہے ولا عاقلۃ للبحر وہ بزم فی الدرر قالہ المصنف لعدم تناصر جمہور کا یعنی عرب کے سودا اور ملک کے رہنے
والوں کا عاقلہ نہیں اسی پر تین کیا ہے در بین بہ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ان کے عدم تناصر کے سبب سے وقیل ہم عواقل الایم تینا ہون کا اسکا کفہ
و انصیا دین و اصرافین و اسرارین قابل حملۃ اطفال و عاقلۃ و کذا تک طلبة العلم طاعت و ہر اسے اکلوانی وغیرہ خانیہ اور بعضوں نے کہا کہ جمہور کو اسے
بھی عاقلہ ثابت ہیں اسو سے کہ وہ باہم حمایت اور مددگاری کرتے ہیں چنانچہ فقہان اور صیاد اور وارث اور بین گروگ تو فانی کے اہل محلہ اور اہل مشیہ کے عاقلین
اور اسی طرح طالب علم باہر کا عاقلہ ہیں یہی کتابوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے جس لائے ملوانی وغیرہ نے کذا فی خانیہ زاد فی تجبیتی و حاصل ان کہنا صراحتی
نہر الالباب و معنی التناصر انہ اذا خیرہ اقربا ہر بعد فی کفایتہ و کما فی تجبیتی میں یہ زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ کہ اس باب یعنی اثبات عاقلین مناصر میں
اور تناصر سے مراد یہ ہے کہ جب اسکو کوئی معنی اور مصیبت پیش دے تو لوگ اس کے ساتھ آجھٹھتے ہوں اسکی کارر آری میں یعنی اسکو بجا لین اسکی تکلیف مال
دین اور اسکا پورا بیان تجبیتی میں ہر کوئی فریاد صراحت مغزیا لکھا قلیتہ و حق ان کہنا صریحہم با حروف ہم عاقلۃ و فی حفظ و ذرہ اقصائی اور خیر بصائر میں
ما قلیتہ سے منقول ہے اور حق یہ ہے کہ جمہور میں تناصروں کی وجہ سے تو اہل مشیہ و ہر عاقلہ ہیں کہ تہ کے ہستی تو اسکو بجا دیکھا جائیے اور اسی قول کو
قتستانی نے ثابت رکھا ہے لکن ترجمہ انکانونی ان التناصرت الا ان قلیتہ کمد و بعض و معنی کل واحد المردہ لعمامة تفتیہ لیکن ہمارے استاد حانوتی نے
اسکی ترجمہ اور تفسیر کی ہے کہ بالفعل تناصروں و نہیں حرد و بعض کے غلبہ کے سبب سے اور ہر شخص اپنی ہمتیہ کی برطالی کا آرز و مند ہے تو آگاہ رہیم یہی
قول ہے جو زبانی صاحب تجبیتی نے عرف خوارزم کا بیان کیا ہے قلت و حیث لا قلیتہ و لا تناصرا فالایۃ فی مال و بیت المال میں کتابوں اور جہان فیصلہ اور ہر باری
ہر اور نہ حمایت اور نہ مددگاری تو دان و بیت قائل کے الی میں کہ بایت المال میں م وجوب بیت کابیت المال میں ظاہر اور ایہ مفتی ہے ہر اور وجوب مال فانی کے
مال میں رویت شاذہ ہے چنانچہ مذکور ہو چکا میں کتابوں و تناصروں پر ہر چنانچہ فقہان نے اسکی تفسیر کی ہے تو جس قوم میں تناصرا و حمایت کرنا آج ہے تو وہ لوگ اس کے
عاقلہ ہیں اگر حمایت نہیں کرنے تو عاقلہ نہیں کذا فی الخطا و دی و ہر دعا فی العلم و ہر مستغفر اللہ

کتاب الوصایا

یہ کتاب ہے وصایا کے احکام میں وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے چونکہ دنیا میں انسان کا احوال موت ہر تو اس کتاب کا اثر
کتاب میں لانا قبل از مرگ مناسب ہو وصیت اسم کو معنی مصدر اور موصی کو یعنی جس خبر کی وصیت کی جائے اسکو بھی وصیت کہتے ہیں اور ایسا عبارت ہے فریاد موصی
کرنے سے تاکہ غیر اسکی نصیب میں کام کرے خواہ موصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ باغ محمود کو دینا ہے موت کے بعد تو زید تو موصی ہے اور خالد موصی کا وارث
باغ موصی ہے ہر اور محمود موصی کے لایم الوصیۃ والا یصا و افعال او سے الی ظلال ای جملہ وصیا و الاسم منہ الوصایۃ و سبھی نے باب متعل و ادوی لفظان یعنی
علکہ بطریق الوصیۃ و صایا عام اور شامل ہے وصیت اور ایسا کو کہتے ہیں ادوی سے ظلال یعنی اسکو و موصی کیا اور وصایۃ اسم ہے ایسا سے اور موصی کے
مسائل جدا باب میں آگے آویگے اور کہتے ہیں ادوی لفظان یعنی اسکو مالک کیا بطریق وصیت کے معنی خطا دی نے کہا لام اور اے کا تفرق کتب لغت سے
معلوم نہیں ہوتا تو اگر تفرق مصلحتی ہے تو مصلحتی میں کچھ نزاع کا مقام نہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے صاحب درر کے کلام سے اور تلاح اس بیان میں باہر صاحب
درر کا فہم یہی تملیک مضاعف الی ما بعد الموت عینا کان او بیٹا تو فوت میں یعنی بعد تفرقہ وصیت اور یہاں کے معلوم کرنا چاہیے کہ وصیت تملیک ہے
مضاعف یا بعد موت کے خواہ تملیک کی شریعت میں زیادہین قلت یعنی بطریق تبرع لکن جو الا و بالبدین فائزہ ناندن کل المال کسبھی میں کتابوں تملیک سے
تملیک بطریق احسان کے مراد ہے تاکہ مانند اقرار کرنے دین کے وصیت سے مکمل جائے اسو سے کہ دین کا اقرار نافذ ہے تمام مال سے چنانچہ آگے آوے گا

یعنی بخلان وصیت کے کہ وہ ملت مالی سے نافذ ہونے لگا یا قرار دین عبارت ہے اقرار مالی از سر سے نہ تکیا بعد الموت سے تو وہ تو فوت ہونے کے بعد سے نافذ ہے اور ارادہ احسان کی کچھ حاجت نہیں دلائل قاطعہ وجہ ہا محققہ ثنائی قاطعہ اور تبرع کے مخالفت نہیں وصیت کا وجہ ہونا حق تعالیٰ کے حق کے سبب سے جو اس کا مال کام ہو جو اس کا مال کام ہو سوال بقدر کافر تبرع سوال ہے کہ جب وصیت کی یہ تعریف ہوئی کہ وہ تکیا کسی بے حق تبرع اور احسان کے اور مال مذکورہ اور کفارت وغیرہ حقوق ربانی میں وصیت ہے یہ تبرع واجب ہوئی تو تبرع کماں ہوا ہے کثیر عبارت ہر دم وجوب سے شائع ہے جواب دیا کہ یہ وجوب منافی تبرع کے نہیں ہے اور یہ لفظ قاطعی وقت جواب کی طرف اشارہ کیا یعنی وجوب حق ہر جب موت سے قاطع ہو گیا اور تبرع عبارت کے مانند ہوا کہ ذی الحلیہ ہی علی مالی الحلیہ اربعہ اقسام ہے تبرع اور وصیت دو کفالت و ذبیہ عصیام و صلوة الی قضا فیہا و بیاحتی و مکروہ لایل الحقیقہ والا ستمہ اور بائیں کلام نے جو محقق ہیں ہر وصیت چار قسم ہے وجہ ہر وصیت دسٹے زکوٰۃ اور کفارت اور ذبیہ عصیام اور صلوة کے جبکہ ادا کرنے میں سہولت ہے تصور کیا اور وصیت بیاحتی ہر مالدار کے دسٹے اور مکروہ ہر فاسق فاجر کے دسٹے اور ان کے سوا وصیت پنج قسم ہے وجہ زکوٰۃ وغیرہ کی وصیت زلیعی میں مذکور ہے تو اسکو زلیعی کی طرف نسبت کرنا مناسب تھا اور جتنی میں اسکو پنج میں شمار کیا ہے عبارت محقق کا ترجمہ ہے کہ وصیت چار قسم ہے وجہ ہر چنانچہ ردودائع اور دیون مجہولہ کی وصیت اور پنج چنانچہ کفارات اور ذبیہ صلوة اور عصیام اور اسکے مانند کی وصیت اور بیاحتی ہر حصے اختیار اجانب اور اقارب کے دسٹے وصیت اور مکروہ ہر حصے اہل سوقی اور مخاصی کو بیاحتی وصیت کرنا ہستی کہ فی الخطا وی واجب اللوالدین والافریقین لان آیتہ بقرة مسوخہ بآیتہ انصار اور وصیت کرنا اولاد میں اور اقارب کے دسٹے وجہ نہیں اسو اسٹے کہ سورہ بقرہ کی آیت سورہ نسا کی آیت سے منسوخ ہے ہم سورہ بقرہ کی آیت ہر کتب علیکم اذ خیر احدکم الموت ان ترک خیر ان الوصیۃ للوالدین والافریقین یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ مفرض ہو تو تبرع حاضر ہوتے ہیں کسی شخص کو موت اگر کچھ مال چھوڑے وصیت کرنا مانا باب اور قرب و ولوں کے دسٹے اور سورہ نسا کی آیت سے آیت الموارثہ مراد ہے جو مانع ہے سورہ بقرہ کی آیت مذکور کو یہی نہ سمجھیں کہ ابن عمر اور عکرمہ اور جابر اور مالک و شافعی اور اکثر اہل تفسیر کا ارادہ ہمارے اکثر اصحاب نے کہا ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت منسوخ ہے اس حدیث سے جو چند صحابہ کبار سے مروی ہے کہ انہما لایا امانہ یا علی کی حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں مروی ہے کہ ان ابی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ تعالیٰ قد عظمیٰ کل ذی حق فضا وصیۃ لوارث یعنی ہر ذی حق صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا جو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہر حقدار کا حق عطا کیا تو اب وصیت نہیں وارث کیواسٹے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابن جریر نے مشورہ کہ اکثر علمائے قبول کیا اور ابی ہریرہ مشہور سے نسخ کتاب جائز ہے ہمارے نزدیک اور حجت ہے امام شافعی پر کہ وہ نسخ کتاب کی حدیث سے عقیدہ نہیں گذرانی یعنی شرح لہذا یہ سبب مایہ وجوب استبرعات وصیت کا سبب وہ ہے جو تبرعات یعنی عبادت غیر وجہ کا سبب ہے ہم حوی نے کہا وصیت کا وہ سبب ہے جو وصیت کے محاسن میں مذکور ہے یعنی جو اعمال موت ہو گئے ہیں آنکا تدارک کرنا مال کو موت کر کے اس حالت میں کہ مال کی کچھ حاجت رہے تاکہ انجام میں کام آوے محقق ہیں کہ اگر ہم وظائف و ذبیہ عارفین کے بعد ثنائی تقصیر اور اصلاح نسا کی معرفت ہے اور مظالم اور حقوق عباد کا تدارک کرنا اور اعمال کا زیادہ کرنا فرض مال کے وقت ہوا ہے کہ ہر مخلوق زندہ کے دسٹے موت نزدیک ہے اور وہ ہر وصیت ہے جو کو قرآن مجید میں تاکید فرمایا ہے آیت الموارثہ میں اس طرح کہ میں بعد وصیتہ برسی بہا و دین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمہارا ہمتائی مال تمہارے صدق کیا تمہاری آخر عمر میں تمہارے اعمال زیادہ ہونے کے دسٹے اور فرمایا کہ اس مرد کو حلال نہیں جو خدا کا اور کھلے دن کا مال نہ رکھتا ہو اور وہ مالدار ہو اور وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کہ سورہ بقرہ کی آیت وصیت اس کے سبب سے پاس ہو اتنے محدودی نے قاضی خان سے فرغ نفیس یا دیکھنے کے لائق نقل کی وہ ہے کہ جب آدمی نے وصیت کا ارادہ کیا اور اسکی اولاد وصی نہ ہو تو اس نے کہا کہ مال کا چھوڑنا اپنی اولاد کے دسٹے افضل ہے اور اگر اولاد کیا ہے اور مال چھوڑنا ہر امام رہنے کا کہ اسکو وصیت کرنا لائق نہیں اور اگر مال زیادہ ہے اور وارث غنی ہیں تو ہر وجہ سے وصیت کی ابتدا کرے اور اگر اس پر کچھ وجہ نہیں رہا تو اہل قربت کے دسٹے وصیت کرے اور اگر اقربا غنی ہیں تو ہر وصیوں کے دسٹے وصیت کرے

کذا فی الخطا دی و شرانہما کون الموصی اہل التملیک فلم یخرج من صغیر و من و مکاتب الا اذا تم ان لقمہ کما سجدی اور وصیت کی شرط ان میں سے
ہونا ہو موصی کا لائق مالک کرنے کے تو وصیت جائز نہیں ہو مگر ان میں سے جو مکاتب سے لکھا گیا ہو یا کتاب وصیت کو اپنے آزاد ہو جانے کی طرف نسبت کرتے تو
جائز ہے چنانچہ آگے آگیا و عدم استغراقہ بالبدین بقدر علی الوصیۃ کما سجدی اور عدم استغراق مال کا دین کے ساتھ شرط بلویب مقدم ہونے کے وصیت
چنانچہ آگے آگیا و کون الموصی لہ حیاء و قہما تخفیفا و تقدیر التملیک اکل الموصی لہا قہما فان یسقط اذ او شر بلا لہ اور موصی جس کے لیے وصیت کی گئی اس کا زہ
ہو یا وصیت کے وقت شرط ہو خواہ وہ حقیقتاً زندہ ہو یا تقدیراً تاکہ حمل موصی کو حیات تقدیری شامل رہے سو اسکو جو چاہے کہ اس تعیم سے شر بلا لہ کا اعتبار قائل
ہو یا ہم صاحب دینہ کیا کہ موصی لہ کی حیاتیات و حیات کے وقت شرط ہو اس واسطے کہ اگر وہیت ہو تو وصیت باطل ہو شر بلا لہ نے اس شرط کو بطلے وصیت
ترتیب سے ہر دو مان حیات کہان پر تسلیم ہے اسکا جواب دیا حیات تقدیری کا لفظ زیادہ کر کے و کو غیر وارث و وقت موت در موصی کہ کاموت کے وقت وارث ہونا شرط
ہم یعنی موصی کہ موصی کا وارث ہو موصی کے موت کے وقت وارث ہو موصی کے وقت وارث ہو تو وصیت صحیح ہو یعنی بن کر اگر ایک شخص نے اپنے
عالی کیو اسٹے وصیت کی اور مال نہ لکھ وہ وارث ہو موصی کا بیٹا پیدا ہوا تو بھائی کے حق میں وصیت صحیح ہو یعنی اس واسطے کہ بیٹا پیدا ہونے سے بھائی موصی کا وارث نہ ہو سکتا
وقت اور اگر موصی کا بیٹا ہو اور اسے اپنے بھائی کیو اسٹے وصیت کی یہ بیٹا مگر کیا قبل از موت موصی کے تو وصیت باطل ہو کہ نہ موصی لہ وارث ہو موت کے وقت لکھتے وقت
کے وقت وارث نہ تھا و لا قائل اور موصی لہ کا قائل ہونا موصی کا شرط ہے وصیت کی خواہ اسے وصیت قبل از قتل کی ہو یا عمرائے قتل کیا ہو یا بعد عمری ہونے کے وصیت کی
بہر صورت وصیت باطل ہو کہ انی الوصیۃ دل شتر کو زہلا وقت نعم کما ذکرہ ابن سلطان وغیرہ فی الباب الاتے اور کما شرط ہو موصی لہ کا معلوم یا نہیں ہو یا ہونا مان
اسکا معلوم ہونا شرط ہے چنانچہ ابن سلطان وغیرہ نے لکھ دیا کہ یہ باب ہندہ میں ہم موصی لہ کا علم یا وصیت کافی ہے چنانچہ فقہاء اور سائیں کذا فی الخطا دی و کون الموصی
کا بلا التملیک بعد موت الموصی بقدر من الحق و لا لا و نفعاً موجود الحال او بعد و ما اور شرط ہے وصیت کی ہونا موصی کا یعنی جس چیز کی وصیت ہو تو
بعد موت موصی کے خالی ہو تملیک کے واسطے کہ یہ مفقود کے حقوق سے خواہ وہ مال ہو یا منقبت یا فعل موجود ہو تو با بعد ممدوم یعنی علی خطر الوجود جو چاہے باغ
کے چلو ان کی وصیت کرنا فلا نے شخص کے واسطے جنگ کہ وہ زندہ رہے یا ملت مال کی وصیت کی اور حال لکھ موصی کا کچھ مان نہیں ہو اسے مال سید کیا تو موصی لہ ملت
ان کا حق ہو گا اگر کسی موت کے وقت ارث کی وصیت ہو کہ انی الخطا دی مختصراً وان کیون تقدیر ارث و شرط ہے کہ موصی بقدر ارث ملت مال کے ہوم خطا دی نے
کہا یہ موصی کی شرط ہے و کہنا قدر او وصیت بلکہ الفلان و یا بحری مجراہ من الالفاظ المستعملة فیما اور وصیت کا کارن موصی کا یہ قول ہے کہ میں نے
وصیت کی اس چیز کی فلا نے شخص کے واسطے اور جو اسکے قائم مقام ہوں انالفاظ سے جو وصیت میں متعل ہوتے ہیں ہم چنانچہ یوں کہنا کہ میں نے اپنا تہائی مال اپنی موت کے
بعد فلا نے شخص کے لیے فقہاء یا فی اہدائے کرنا ایجاب و القبول و قال زہرا ایجاب فقط و بدائع میں ہے کہ وصیت کا کرنا ایجاب و قبول ہے اور زہر نے لکھا کہ فقط ایجاب
را کر ہم غایۃ البیان میں ہے کہ اسے نزدیک وہ قبول شرط ہے وصیت کی جو موت کے بعد ہو تو جو قبول یا رد کہ موصی کی زندگی میں ہو وہ باطل ہے اس واسطے کہ وصیت تملیک
متعلق بہ موت ہے تو موت سے پہلے قبول و رد شمار کے لائق نہیں سو اسے کہ قبول نہیں ہوتا ایجاب سے پہلے اسے شخصاً ملت المراد بالقبول یا علم ہرچ والد لہ لہ با
یوت ہو موصی لہ بعد موت الموصی یا قبول کما سجدی میں کہنا ہوں اور قبول سے وہ مراد ہے جو شامل ہو ہرچ اور ولایت کو اس طرح کہ موصی لہ مر جائے موصی کی موت کے بعد
برون قبول کرنے کے چنانچہ آگے آگیا ہم موصی لہ کا مراد موصی کے بعد یہی قبول ہے تو وصیت کی چیز کا وارث ہو گا موصی لہ کا وارث اور قبول یا فعل قبول بالقبول کے
برابر ہے چنانچہ موصی کی وصیت کو جاری کرنا اور اسکے دائروں کے واسطے خرید یا یا اسکا دینا اور کرنا کہ انی التملیک تیر من محیط اخری و حکمہا کون الموصی بلکہ
جدید الموصی لہ کما فی البتہ فیلزم استبداد بکار تہ الموصی با و حکم یعنی از مرتب وصیت کا ہونا موصی کا ملک جدید موصی لہ کی چنانچہ ہمہ میں
ملک جدید حاصل ہوتی ہے موصی لہ کو موصی لہ کو وصیت کی جاری کا استبداد لازم ہو گا و تجوز بالثلث لاجنبی عند عدم الملک وان لم یخرج الوارث

ذوالک اور تہائی مال کی وصیت جائز ہے جنسی شخص کے واسطے اور صورت عدم مانع کے اگرچہ موصی کے وارث اسکو جائز نہ کہیں م منع وصیت چنانچہ قس
 مستغرق میں ہونا وارث کی اجازت کی حاجت نہیں حدیث مذکور کی دلیل سے یعنی حق تعالیٰ نے تمہارا تہائی مال تمہیں تسلیم کیا تمہاری آخر عمر میں تاکہ تمہارے
 اعمال زیادہ ہوں لا الزیادۃ علیہ الا ان تمیز و تہتہ بعد موتہ و لا اعتبار بارتھم حال حیاتہ صلا بل بعد وفاتہ و ہم گیارہ نہیں جائز تہائی مال سے زیادہ وصیت
 کرنا مگر اس صورت میں جائز ہے جبکہ موصی کے وارث مانع اسکی موت کے بعد اجازت دین اور وارثوں کی اجازت موصی کی زندگی میں مسلا اعتبار نہیں بلکہ اسکی وفات کے
 بعد معتبر ہے حیات موصی میں وارثوں کی اجازت اسواسطے معتبر نہ تھی کہ ہنوز انکا حق ثابت نہیں اسواسطے کہ میراث کا حق موت کی موت سے ثابت ہوتا ہے
 اور اگر وارث صغیر ہو تو وارث کبیر کی اجازت وارث صغیر کے حق میں نافذ نہ تھی اور نہ اسکے ولی کی تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں سعد بن وقاص رضی
 حدیث سے جو صحیح سنیہ میں مروی ہے سعد نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا میری بیٹی فقط وارث ہے تو میں اپنے تمام مال کی وصیت
 کرنا ہوں تو فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تہائی مال کی وصیت کرنا ہوں فرمایا نہیں کہا تہائی مال کی وصیت کروں فرمایا نہیں کہا تہائی مال کی
 وصیت کروں فرمایا نہ تہائی مال کی وصیت کر اور تہائی بہت ہی معنی وصیت کے واسطے یعنی معتبر کو نہ وارثا وغیرہ وارث وقت الموت لا وقت الوصیہ کے
 عکس قرار دے لیکن الوارث یعنی وارث یا غیر وارث ہونا موصی کی موت کے وقت معتبر ہے نہ وصیت کے وقت بلکہ اس قرار کرنے میں وارث کے واسطے م
 مرض کے قرار میں وارث ہونا یا غیر وارث ہونا اقرار کے وقت معتبر ہے اسواسطے کہ اقرار صرف ہر فی الحال کا بر خلاف وصیت کے تو اگر مریض نے اقرار کیا ایک
 شخص کے واسطے اور حالانکہ وہ اسکا وارث نہیں تو اقرار جائز ہے اگرچہ وہ شخص بعد اسکے اسکا وارث ہو جاوے لیکن بشرطیکہ کہ وہ وارث ہو جائے میراث
 کی حیثیت سے بعد اقرار کے چنانچہ عورت جنسی کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا اور اگر وارث ہو قدیم سبب کی حیثیت سے تو اقرار صحیح ہوگا چنانچہ اپنے اس
 بھائی کے واسطے اقرار کیا جو محبوب تھا مگر کے فرزند کے سبب سے پھر بعد اسکے فرزند مر گیا کذا فی الخطا دی و مذرت باقل منہ و دو عند غنی و رشتہ و استغنا
 یکھستہ اور سبب ہے کمتر از ثلث سے وصیت کرنا اگرچہ وصیت کمتر از ثلث کی وارثوں کی تو اگر مری کے ساتھ ہو یا میراث کے حصوں کے سبب سے اسکو مستغنا
 حاصل ہو چو کہ کمتر کہا اسے لکنا غلبہ ترک کیا بلا احد ہما اے غنی اور استغنا لانه حیثینہ صلوہ و صدقہ جیسے وصیت کا ترک کرنا مستحب ہے بدون تو اگر مری یا
 استغنا در نہ کے یعنی جبکہ وارث نہ خود مالدار ہوں نہ میراث کے حصوں سے اسکو استغنا حاصل ہو تو اس صورت میں ترک وصیت مطلقا مستحب ہے اسواسطے
 کہ ترک وصیت اسوقت میں مسلمان جمعی ہو اور صدقہ جمعی ہو یعنی جب وارث محتاج ہیں اور مورث مال چھوڑ گیا تو اسکو صدقہ جمعی کا بھی ثواب ملے گا اور
 خیرات کا بھی اور وصیت میں جنسی پر فقط خیرات کرنے کا ثواب ہے حالانکہ قرابت و پر خیرات کرنا افضل ہے جنسی کی خیرات سے چنانچہ مسند احمد میں ہے
 انصاری سے حدیث مروی ہے کہ افضل صدقہ علی ذی الرحم الکماش کذا فی المعنی یعنی بہتر صدقہ اس قرابت و پر ہے جو عداوت تھی لکھا ہے تہلہ میں
 خطا دی میں قستانی عن الشیرہ سے منقول ہے کہ صدقہ استغنا دام کے نزدیک ہے کہ ہر وارث چار ہزار درہم کا وارث ہو اور فضل سے روایت ہے کہ ہر وارث
 دس ہزار درہم کی میراث پادے و تو تر عن الدین لقدم حق بعد اور وصیت ساخرہ دین سے یعنی اسے دین کے بعد وصیت کا رتبہ ہے بسبب
 مقدم ہونے حق بعد حق الشرع پر مقدم ہے اگرچہ حق شرع واجب ہو اسواسطے کہ شرع کا حق نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا ساقدار ہو جائے
 موت سے چنانچہ اپنے محل میں مذکور ہے تو وصیت شرع کے مانند ہوتی کذا فی المنح و صحت بالکل عند عدم و رشتہ و لو طما المستان لہم المزام
 اور وصیت صحیح ہے تمام مال کی عدم وارث کی حالت میں اگرچہ موصی کا حکم وارث ہو مانند مستان کے عدم فراہم کے سبب سے م یعنی جب کہ
 مستان نے اپنے تمام مال کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہے اگرچہ اسکے دار الحکوب میں وارث ہوں کذا ذکرہ ابو اسود در میں ہے تعلق حق وارث
 مانع خاصیت وصیت کا پھر جبکہ وارث منتفی ہو تو وصیت صحیح ہوگی و الملوکہ ثلث مالہ اتفاقا دیکھوں وصیتہ بالحق فان خرج من الملوکہ

اسکی طرف سے معاہدہ کرے بعض اُسکے جو بیچے کے واسطے وصیت ہوا تو جائز نہ ہوگا اسواسطے کہ باب کی ولایت ثابت نہیں ہے بلکہ کسی کے اوپر کذا فی
 اولو بحیثیت قلت وہ علم جواب حادثہ الفتویٰ وہی ابنہ لبیس الوصی ولو مختار التصرف فیما وقت لعل مل قالوا لعل لابی ولا یونی علیہ بین کتاہوں اور
 یا ان سابق سے حادثہ فتویٰ کا جواب معلوم ہو گیا وہ یہ ہے کہ وصی اگر یہ مختار ہو اسکو تصرف کرنا جائز نہیں ایمان جو محل کے واسطے وقت ہو اگر
 فقہانے کہا ہے کہ محل یعنی بیچہ شکی کی ولایت نہیں کسی پر اور نہ کسی کی ولایت ہے اور نہ کسی کی وصیت بدو ان کے محل
 کے صحیح ہے یعنی اگر یوں کہے کہ میں نے وصیت کی اس نوذری کے خلاف شخص کے واسطے مگر اُسکے بیٹ کا بچہ وصیت میں داخل نہیں تو صحیح ہے مگر فقہ
 ان کا بیچ افرادہ بالعقد صحیح مستندہ منہ والافلا نوذری کی وصیت بدو ان محل کے واسطے صحیح ہے کہ ثابت ہو چکا ہے اصول میں کہ جبکا عاملہ ذکر کے بعد
 میں صحیح ہے تو اُسکا نکال لینا بھی عقد سے صحیح ہے اور جو ایسا نہیں اُسکا نکالنا بھی صحیح نہیں یعنی چونکہ افراد محل کا عقد وصیت میں درست ہے تو اُسکا مستندہ بھی
 وصیت سے صحیح ہوگا ورنہ اسلم اللہ فی وجہ العکس اور وصیت صحیح ہے ہر مسلمان سے کا فرضی کے واسطے اور اُسکے باہمس ذمی کی وصیت مسلمان کیواسطے
 درست ہے دلیل صحت اول کلام اتی ہے ولانیہا کم العدن الذین لم یقاتلکم فی الدین ولم یخرجکم من دیاکم ان تبرؤم یعنی نہیں روکتا تم کو
 اللہ تعالیٰ ان کا خون کے احسان کرنے سے جو تم سے نہیں لڑے دین میں ان زمین کا لاکھو تمہارے گھر دن سے اور صحت ثانی کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ذی سے
 ذمی مسلمان کے برابر ہو گیا معاملات میں تو احسان دونوں طرف سے درست ہے و احیاء میں اسی طرح محاکات میں بھی کذا فی الدرر لاحوال فی دارہ
 اور وصیت جائز نہیں مسلمان کو کا فرضی کے واسطے دار الحرب میں اسواسطے کہ وصیت حسن سلوک اور احسان ہے اور ہم ممنوع ہیں کفار و منافقین کے
 احسان سے لقولہ تعالیٰ (انما ینکم العدن الذین فاکلکم فی الدین) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو روکتا ہے ان کا خون کے
 احسان سے جو تم سے دین میں لڑے ہیں کذا فی الدرر عن اجماع الصغیر قید بدارہ لان استامن کالذمی کما افادہ الملاستحاضہ صنف نے عدم جواز
 وصیت میں دار الحرب کی قید لگائی اسواسطے کہ مستامن ذمی کے مانند ہے وصیت میں چنانچہ یہ فائدہ ملاخرو نے در بین بیان کیا ہے
 کی راہ سے ملاخرو نے کہا کہ جامع صغیر میں عدم جواز وصیت حربی کے واسطے مذکور ہے اور سیر کبیر میں جواز مفہوم ہوتا ہے وجہ توفیق بین المستامن
 یہ ہے کہ عدم جواز مقید بدار الحرب ہے تو یہ اخترا ہے اس حربی سے جو دار الحرب میں نہیں یعنی مستامن ہی مراد ہے سیر کبیر میں کہ حربی مستامن کے واسطے درست
 ہے اتنی لطفاً دی نے کہا کہ فائدہ مذکور کے بیان کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ مستامن کا مسئلہ مصرح مذکور ہے کتب فقہ میں قلت وہ مصرح
 انحدادی والذلی وغیرہ و کجی ثنائی و صایا الذمیین میں کتاہوں اور جواز وصیت مستامن کی تصریح کی ہے حدادی اور ذلی وغیرہ جہانے اور آگے
 متن اویگا ذمی کی و صایا میں ولاوارثہ و قاطعہ بشارۃ لاتبعا کامر اور درست نہیں ہے وصیت اپنے وارث اور اپنے قاتل کے واسطے جس نے
 موصی کو بطریق مباشرت کے قتل کیا ہو نہ بطریق تسبب کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ تسبب قتل تحقیقی نہیں ہے حدیث مرفوعہ میں وارث کی لا وصیت للقاتل قتل
 تسبب جیسے وضع حجر غیر ملک میں کذا فی الدرر خواہ وصیت قبل از قتل کے ہو یا بعد از قتل کے بریل اطلاق حدیث کے کذا فی النسخ الا باجاءۃ و تہ لکھو
 علیہ الصلوۃ والسلام لا وصیت لوارث الا ان یخیر لوارث یعنی عند وجود وارث آخر کما ینفیدہ آخر احادیث و تحقیقہ وارث کے واسطے وصیت درست نہیں اگر موصی
 کے وارثوں کی اجازت سے درست ہے بریل قول فقہرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وصیت نہیں ارث کے واسطے مگر یہ کہ وصیت کو وارث جائز نہیں یعنی جب دوسرا
 وارث موجود ہو تب وارث کیواسطے وصیت درست نہیں چنانچہ آخر حدیث ہے ولالت کرنا ہے چنانچہ ہر تحقیقی ہم غریب بیان کرتے ہیں کہ ہر عقلا فہم کرنا چاہا
 صغیر و محض اولاد کا اجازت دینے والے وارث باغی قاتل ہوں تو وارث صغیر اور محضوں کی اجازت جائز نہ ہوگی و اجازۃ المرئین کا تہد او وصیتہ اور وارث
 مرئین کی اجازت ابتدا وصیت کے مانند ہے یعنی اگر وارث باغی مرئین نے وصیت کی اجازت دی تو اگر اُسکو شفا ہو گئی تو وصیت صحیح ہو گئی اور

اور ایسی مرگیا کسی مرض سے تو اگر موصی کہ مریض کا بھی وارث ہو تو اجازت مریض کی جائز ہوگی جب تک مریض کے وارث اس کی موت کے بعد اجازت
 نہیں اور اگر موصی کہ جنسی ہو وارث نہیں تو اجازت جائز ہو اور یہ نکتہ مال سے مختبر ہو کذا فی المسخ ولو اجازت بعض در بعض خازنی بخیر بقدر حصہ
 اور اگر بعضے وارثوں نے اجازت دی اور بعضوں نے نہ دی تو اجازت دینے والے پر بقدر اسکے حصے کے وصیت جائز ہوگی و لیکن القاتل مصلیٰ او مجنون
 شیخ زکریا اجازت لا ینہا البسایلا للعقوبۃ یا کہ قاتل صغیر یا مجنون ہو تو وصیت جائز ہو بدون اجازت وارثوں کے اس واسطے کہ دونوں عقوبت کے لائق نہیں
 او لم یکن لہ وارث سواہ کمائی انجانیہ ای سوی الموصی لہ القاتل اور وارث حتی لو اوصی لاجتہاد ہی لہ ولم یکن نہ وارث آخر الصحیح الوصیۃ ابن الکمال
 یا موصی کا کوئی وارث نہ ہو اسے اسکے کذا فی انجانیہ یعنی سوائے قاتل اور وارث موصی لہ کے تو اگر وصیت کی اپنی زوجہ کو یا زوجہ نے وصیت کی اپنے
 زوج کو اور وراثت کر کی وارث نہیں تو وصیت صحیح ہوگی کذا ذکرہ ابن الکمال زاد فی المحیطہ فلو اوصت لزوجہا بنفسہا کان لہ کل حصہ میں تانا زیادہ
 کیا تو اگر زوجہ نے اپنے زوج کو اپنے نصف مال کی وصیت کی تو تمام مالی اسکا ہوگا یعنی جبکہ زوجہ کا کوئی وارث نہ ہو سوائے زوج کے تو نصف مال بطریق
 وصیت کے اسکا ہوگا اور نصف بطریق میراث کے قلت انما قید و بالزوجین لان غیرہما لا یتباح الی الوصیۃ لانه یرث اکل برد او جم وقد قد سنہ فی الاقرار سنہ یا
 لہ غیر البسایلا لیکن تاجہا و فرقیہوں نے زوجین کی اسی واسطے قید لگائی کہ زوجین کے سوا اور وارث کو وصیت کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ وارث ہوگا تمام مال کا
 و میراث کی یا قرابت کی وجہ سے اور البتہ ہم اسکو مقدم ذکر کر چکے ہیں کتاب الاقرار میں غیر بلا علیہ کی طرف نسبت کر کے دینی فتاویٰ انوار الیٰ دینی زحل کل مالہ و مات
 ولم یرک و تاروا الا امرتہ فان لم یخیر فلہا السہم و الباقی للموصی لہ لان لہ الثلث بلا اجازت فقہی الشیخان فلہا ربعہا و ہوسدس الکل و لو کان سکا نہ زوج
 فان لم یخیر حلہ الثلث و الباقی للموصی لہ و فتاویٰ نوازل میں ہے کہ وصیت کی ایک مرد کے واسطے اپنے تمام مال کی اور موصی مرگیا اور کوئی وارث نہ ہو اس واسطے
 اپنی زوجہ کے تو اگر زوجہ نے وصیت کی اجازت نہ دی تو زوجہ کو سب سے ششم حصہ ہر اور باقی موصی کہ کا ہر اس لیے کہ موصی کہ الثلث مال تو بلا اجازت ہو تو باقی میں
 دہ تہائیوں تو زوجہ کی میراث چہارم حصہ ہر اور وہ ششم حصہ پھر اکل مال کا اور اگر زوجہ کے بجائے زوج ہو وارث وصیت کرنے والے کا سوا اگر زوج نے وصیت کی
 اجازت نہ دی تو زوج کی میراث نہائی مالی ہر اور باقی مالی موصی کہ کا ہر جم جب زوجہ نے وصیت کی اجازت نہ دی تو زوج کے مال کے چہرسم ہونے نہائی وصیت کی
 اکل کہ چارسم باقی رہے چھ میں جو چھائی زوجہ کی میراث ہر یعنی ایک سم اور وہ ششم حصہ ہر کل مالی کا اس واسطے کہ میراث مختبر ہوتی ہر باقی سے بعد از خروج وصیت کے
 اور اگر زوج وارث نے وصیت جائز نہ کی تو اسکی میراث نہائی ہر یعنی دو سم اور وہ نصف ہر باقی کا یعنی چارسم کا دلاسن صبی غیر مختبر مصلاد لونی وجہ بخیر خلافا
 لاشافعی اور وصیت مطلقا صحیح نہیں اس صغیر سے جسکو نیک و بد کی امتیاز نہیں اگرچہ اسے امور نیک میں وصیت کی ہو بخلاف امام شافعی کے کہ نیک کام میں نیکے
 نزدیک صحیح ہے و کذا الصحیح مختبر الا فی تجزیہ و مرفیہ تجزیہ استحسناما اور اسی طرح صغیر باقیہ سے وصیت صحیح نہیں مگر اسکی تجزیہ اور دفن کے امین تو وصیت استحسناما
 جائز ہے لیکن تجزیہ و دفن میں مصالحت کی مراعات ہوگی خلاصہ میں ہے کہ اگر وصیت کی ہر اور دم کے کفن کی تو متوسط کفن دیا جائیگا اور دیگر دن کی وصیت کی
 کفن میں تو شرائط وصیت کی رعایت نہ ہوگی اور اگر باج یا چھ کپڑوں کی وصیت کی تو شرائط وصیت کی رعایت نہ ہوگی اور اگر وصیت کی کہ فلا نے قبرستان میں
 فلا نے زاہر کے پاس اسکو دفن کریں تو شرائط کی مراعات ہوگی اگر زیادہ صرف نہ ہو کذا فی المسخاوی و علیہ کل اجازت عمر رضی اللہ عنہ وصیۃ یاقع یعنی المرأتی
 اور اسی یعنی تجزیہ و دفن پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت قریب البلوغ صغیر کی وصیت کیو سب سے محمول ہے یعنی فاروق عظم نے جو صغیر کی وصیت
 کو جائز رکھا تھا تو وہ وصیت تجزیہ یا کفین پر محمول ہے نہ مطلقا یا مرہ سے بالغ مراد ہے کذا فی شرح الہدوی وان وصیۃ مات بعد الادراک او ضا فہا
 الیہ کان ادرکت ثلثی لفلان الخ بقصور ولایۃ فلا یمکک بخیر و علیہا کمائی فی اطلاق بخلاف ابجد لما افادہ بقولہ صغیر کی وصیت صحیح نہیں اگرچہ وہ بلوغ
 کے بعد مرگیا ہو یا وصیت کو بلوغ کی طرف نسبت کیا ہو اس طرح یہ کہ اگر سن جوان بالغ ہوں تو میراث نہائی مالی فلا نے شخص کے واسطے ہے تو وصیت جائز

منہ کی صغیر کے فسور ولایت کے سبب تو اسکا مالک ہو گا تبخیر کے طریق سے تطبیق کے طریق سے چنانچہ عطاقی میں اسکو ملک نہیں بر خلاف غلام کے چنانچہ
 مستثنیٰ نے اپنے آئندہ قول میں اسکو مذکور کیا ہے ولان بعد و مکاتبہ ان ترک الحکاتب و فاعول فعل عندہما تصحیح فی صہرہ ترک الوفا و در اور وصیت
 صحیح نہیں غلام اور کتابت سے اگرچہ مکاتبہ سے ادار بدل کتابت کے واسطے مان چھوڑا ہوا بعضوں نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک وصیت صحیح ہر وصیت
 ترک کرنے اور اسے مال کتابت کے کذا فی الدرر الا اذا ارضا ذما کل شہادۃ و جبارۃ الدرر فضا فاما الی الحق فتصح لزوال المانع و ہر حق المولیٰ مگر جبکہ غلام یا
 کتاب ہر ایک شخص نے وصیت کو حق کی طرف نسبت کیا تو وصیت صحیح ہوگی مانع کے زوال کی وجہ سے اور وہ مانع وصیت خفی ہر موت کا اور در کی عبادت
 یونہی ارضا فاما یعنی غلام اور کتاب دونوں نے وصیت کو حق کی طرف منہاں کیا مگر غلام اور کتاب کی وصیت خفی ہوتی ہے سبب سے جائز یعنی ہر
 جب وصیت کی تعلیق آزادی پر ہوگی تو اب مولیٰ کا حق باقی رہتا تو وصیت صحیح ہوگی ولان معتقل للسان بالانشارۃ الا اذا استدرت عقلہ سے
 صما لہ اشارۃ معہودۃ فوق کانس اور وصیت جائز نہیں نسبت زبان سے بطریق اشارہ کے مگر جبکہ اسکی بستگی زبان کی عہد ہوگی بیان تک کہ اسکا
 اشارہ کرنا معلوم ہو گیا ہو تو اب نسبت زبان کو لگے کے مانند ہم معتقل للسان وہ ہر جو کلام کرنے پر قادر نہ ہو کر تکلف سے کذا فی مجموعی درین ہر کو لگے کا
 اشارہ اور لکھنا بیان کے مانند ہر خلاف معتقل للسان کی وصیت اور نکاح اور عطاقی اور خرید اور قضا جس کے وجہ فرق ہے ہر کہ اشارہ قائم مقام عبارت
 کے ہوتا ہے جبکہ وہ معہود اور معلوم ہو گیا ہو سو لگے میں تو معلوم ہر نسبت زبان میں و قدر الاستد اسستہ فعل اذا استدرت لموتہ جائزۃ بالانشارۃ و اشارۃ
 علیہ و کان کا خرس قانوا و علیہ الفتویٰ در روایتی فی مسائل شتی اور بستگی زبان کا استد ایک سال پر عین کیا گیا اور بعضوں نے کہا کہ بستگی اسکی موت
 تک مست ہوگی تو اسکا اقرار اشارہ سے جائز ہے اور پیر گواہ ہونا درست ہے اور نسبت زبان کو لگے کے مانند ہو گیا اور ہی قول بر فتویٰ ہر کذا فی الدرر اور مسئلہ
 آگے تو لگنا شاکل شتی کی کتاب میں و نہما یصح قبولہا بعد موتہ لان ادان ثبوت حکما بعد الموت اور وصیت کا قبول کرنا صحیح نہیں مگر موصی کی موت کے
 بعد اسواسطے کہ ثبوت حکم وصیت کا وقت تو بعد موت کے ہے مگر تو اگر موصی کی موت کے بعد موصی نے وصیت قبول نہ کی تو وصیت موقوف
 رہے گی اسلئے قبول کرنے پر موصی لہ کے ملک میں داخل نہ ہوگی بدون قبول کے اور موصی کے وارث کی ملک سے بھی خارج ہے کذا فی الاتفاقی
 فبطل قبولہا و ردہا قبلہ تو وصیت کا قبول کرنا اور رد کرنا موصی کی موت سے پہلے باطل ہے و نہما ملک بالقبول الا اذا مات موصیہ غیر
 بلا قبول فہو اس المال الموصی بہ لورثتہ بلا قبول استحسانا لکما مر اور وصیت کی چیز موصی لہ کی ملک بدون قبول کرنے کے نہیں ہوتی مگر جبکہ اسکا
 موصی مرے ہر موصی لہ مرے بدون قبول کرنے کے تو وہ یعنی مال موصی بہ موصی لہ کے وارث کا ہے بدون قبول کے استحسان کی دلیل سے چنانچہ کہ غلام
 و جہ استحسان ہے کہ وصیت تو موصی کی طرف سے اس طرح تمام ہوگئی کہ نسخ کی تحصیل نہیں مگر موقوف موصی لہ کے حق کے سبب سے ہر جب موصی لہ گیا تو
 تو اسکی ملک میں وصیت کا مال داخل ہو گیا چنانچہ اس بیع میں جہین شتری کا خیار شرط یا غیر شتری دیا گیا اجازت سے پہلے اند فی شرح الدرر و کذا فی الدرر
 البغین بطل فی ملک قبول استحسانا ہم میں بی علیہ فیصل عنہ لمار اور اسی طرح اگر کچھ شکی کو واسطے وصیت کی تو وہ اس کے ملک میں داخل ہو گا بدون قبول کے
 استحسان کی وجہ سے سبب نہونے اس شخص کے تسلیم ولایت ہو پیر تاکہ وہ اسکی طرف سے قبول کرے چنانچہ مذکور ہو گیا دلہ ای الموصی الرجوع عنہما بقول مرتب
 او فعل القطع حتی المالک عن الغصب بان یزید ہمد و علم منافقہ کما عرفت فی الغصب و موصی کو جائز ہے ہر جاننا وصیت سے مرع قول سے یا ایسے فعل سے
 جو مالک کے حق کو قطع کر لیتا ہو مغبوب سے اس طرح کہ اس خیر کا نام بدل دے اور اسکا ترافائدہ زائل کرے چنانچہ کتاب الغصب میں معلوم ہو حکام چنانچہ
 پیرے کی وصیت کی ہر شکوہ قطع کیا اور سوا تو اب اسکا نام قبا اور تمیں ہو گیا او فعل یزید فی الموصی بہ یا منع سلیمہ الا بکلت لہ و فی الموصی لہ یعنی اپنا
 نے الدرر الموصی بہا بکلاف تجصیصہا و ہم بانما لہ تعریف فی التامع یا ایسا فعل ہو جو موصی بہ میں اسکو زیادہ کر دے جو موصی بہ کی

تسلیم کا مانع ہو بدین اُسکے جیسے موسیٰ پرستو کو گلی کے ساتھ تل کرنا اور جیسے عمارت بنانا موسیٰ بہا گھر میں برخلاف اُس گھر کے جو نہ کاری کے اور اُسکی عمارت ڈھانے کے واسطے کہ وہ تصرف پر تابع میں نہ مل میں تصرف عطف علی قول صرح و عطف ابن کما ان تجا للدرر با و علیہ فتوصلی النش فی کون ملکہ بشید رجوع خیرا کما یفیدہ متن الدرر فقدر یزید ملکہ فانه رجوع عاد و ملکہ ثانیام لا کالینع و البتہ اور موسیٰ کو رجوع جائز ایسے تصرف سے جو اسکے مال کو زائل کر دے چنانچہ رجوع اور بہ تو یہ تصرف رجوع ہی وصیت سے خواہ وہ غیر موسیٰ کی مالک میں دوسری بار تو اسے یا نہ اسے شایع نے کہا قولہ و تصرف عطف ہی بقول صرح پر اور ابن کما ان نے درکار تابع ہو کر اسکو بلفظ او عطف کیا ہے اور اس اختیار پر تصرف اصل ثالث ہی اسکے فعل کے افادہ رجوع ہونے میں چنانچہ درکار کا متن اسکا مفید ہو سوا اسکو غور کرے و کذا اذا خلط غیر ببحث لا لیکن غیرہ اور اسی طرح رجوع عن الوصیۃ ہی جبکہ موسیٰ نے موسیٰ کو ملا دیا غیر سے اس طرح کہ اسکا حد اگر ناملن نہیں لایکون راجعا بحال ثوب الوصی یہ لاثہ تصرف فی الیغ موسیٰ وصیت سے راجع نہوگا اُس کپڑے کے خوب دینے سے جسکی اُسے وصیت کی اس لیے کہ یہ تصرف ہی تابع میں نہ اصل میں در علم ان التعلیر بعد موت الوصی لایغیر اصلا اور یہ معلوم کر کہ تغیر کرنا موسیٰ کی موت کے بعد اصلا ضرر نہیں کرنا وصیت میں دلا بگو دیا در و کفر و قاتلہ و فی حج یفتی و مشکہ فی العینی تم نقل عن الیعون ان الفتوی علی انہ رجوع و فی السراجیۃ و علیہ الفتوی و ازہ المصنف اور موسیٰ راجع نہیں ہوتا وصیت کے انکار کرنے سے اسی طرح ہی در و کفر اور قاتلہ و قاتلہ کے متن میں اور مجمع میں ہے کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور انہ اسکے عینی شرح مجمع میں ہے پھر عینی نے یون سے نقل کیا کہ فتویٰ اسپر ہے کہ انکار رجوع ہی وصیت سے اور سراجیہ میں ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہے اور مصنف نے اسکو ثابت رکھا ہے فی شرح میں ہم معلوم ہو کہ بیان دونوں قول پر فتویٰ ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں نسخی کی شرح جامع کپڑے سے نقل کیا کہ قدوری نے اپنے مختصر میں اس مسئلہ کا خلاف نہیں ذکر کیا اور نہ محمد رح نے اپنی کتابوں میں لیکن کتاب الوصایا میں انکار کو رجوع کہا اور جامع کپڑے میں رجوع نہیں کہا اسوجہ سے مشایخ میں اختلاف واقع ہوا بعضوں نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جامع کا قول قیاس کا جواب ہے اور کتاب الوصایا کا قول استحسان کا جواب ہے انتہ و کذا لایکون راجعا لقولہ کل وصیۃ او وصیت بہا خرم اور اواخر تھا اور اسی طرح موسیٰ راجع نہوگا اس قول سے کہ جو وصیت کہ میں نے کی وہ حرام خواہ بیان ہی یا اُس وصیت میں تاخیر دالی میں نے بخلاف قولہ ترک کتاب خلاف اس قول کے کہ میں نے وصیت کو ترک کیا یعنی یہ رجوع ہی وصیت سے تاخیر رجوع نہیں اور ترک رجوع ہی واسطے کہ ترک نہی سقاطہ ہے اور تاخیر تھا نہیں و بکلمات قولہ کل وصیۃ او وصیتہا فی باطلۃ او الذی او وصیت بہ لزیید فو لمع و اولفطان واری کل ذلک رجوع عن الاول و کلون لہا و بالاجازۃ کما حرر خلاف اس قول کے کہ جو وصیت میں نے کی وہ باطل ہے یا جو وصیت کہ میں نے زید کے واسطے کی وہ عمر و دیواسطے ہی یا خلا نے میرے وارث کے واسطے ہی تو میرا ایک یہ قول رجوع ہی اہل سے اور وارث کی وصیت ثابت ہوگی دوسرے وارث کی اجازت سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ وارث کے حق میں وصیت بدون اجازت اور وارث کے دست نہیں ولو کان فلان لا آخر متیا و قتما فالاولیٰ من الوصیتین بکما لہما بطلان الثانیۃ اور اگر دوسرا فلان شخص مردہ ہو وصیت کے وقت تو دو وصیتوں میں سے پہلی وصیت بحال خود قائم ہے بسبب باطل ہونے دوسری وصیت کے دلوجیا و قتما مات قبل الوصی بطلت الا ذلی بالرجوع و الثانیۃ بالموت اور اگر دوسرا موسیٰ زندہ ہو وصیت کے وقت پھر گیا موسیٰ سے پہلے تو پہلی وصیت تو باطل ہو گئی رجوع کرنے سے اور دوسری وصیت باطل ہو گئی موسیٰ کی موت سے و قبل ہیبتہ المریض و وصیتہ لمن کما بعد ہما اسی بعد البتہ و الوصیۃ لما تقرانہ تعیم ہما و الوصیۃ لہ و ازا و الوصیۃ لہ و ازا و غیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ و عرض کا ہیبتہ اور اسکی وصیت باطل ہے اُس وقت کے واسطے جس سے موسیٰ نے انکار کیا ہیبتہ اور وصیت کے بعد اس لیے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو وصیت کے واسطے موسیٰ کہ وارث یا غیر وارث ہونا موت کے وقت معتبر ہے نہ وصیت کے وقت ہم وصیت تو اسوجہ سے باطل ہے کہ عورت اگرچہ وصیت کے وقت وارث نہیں مگر موت کے وقت وارث ہوگی نکاح سے اور

اور حالانکہ وارث کے واسطے وصیت جائز نہیں اور یہہرین کا اس واسطے درست ہوا کہ اگرچہ یہہرین ہر صورت میں لیکن مرض کے سبب سے وہ حکماً ایسا
 الیٰ بعد الموت ہو اس واسطے کہ یہہرین واقع ہو گیا ہو وصایا کے موقع میں کیونکہ تبرع ہو تو اس کا حکم ثابت ہوگا موت کے نزدیک بخلاف الاقرار لا یعتبر کوئی
 المقولہ وارثا وغیر وارث یوم الاقرار ظواقر لہا فکلمات جائز بخلافات اقرار کے اس واسطے کہ مقولہ کا وارث یا غیر وارث ہونا اقرار کے دن متبرع ہو تو اقرار
 کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر مر گیا تو اقرار جائز ہو اقرار کے وقت عورت وارث نہ تھی پھر نکاح سے وارث ہوئی تو یہ اقرار کے واسطے مقصود
 نہیں ویسٹل اقرارہ وصیتہ وصیتہ لایہ کا فراد عبد او مکتانہ ان اسلم او حقی بعد ذلک لایقام البتہ وقت الاقرار فیورث تحتہ الا تیار او باطل
 اس کا اقرار اور اس کی وصیت اور اس کا یہ اپنے فرزند کا فریے یا غلام یا مکتب کے لیے اگر فرزند مسلمان ہو گیا ہو یا غلام اور مکتب کو آزاد کیا ہو بعد
 اس اقرار اور یہہرین وصیت کے سبب قائم ہونے فرزند کے اقرار کے وقت تو یہ تحت اشار کا موت ہرچہ یہہرین وصیت کا حال تو مذکور ہو چکا کہ زمین
 موت کا حال متبرع ہو اور اقرار اگرچہ ملزم نہیں ہے لیکن ارث کا سبب یعنی فرزند اقرار کے وقت موجود ہو تو یہ تحت اشار کی موسم ہو تو اقرار تحت کے
 اعتبار سے ملحق بوصیت ہو گیا کذا فی الدرر وہبہ مقعد و مفلوج و شلل و مسلول یہ علت اسل دہر قرح فی الریہ من کل مالہ ان طالت مدۃ
 سنۃ ولم یخف موتہ سنۃ والا لطل و خیف موتہ فمن تشہ لانہا امرض فرنتہ لاقالہ او مقعد او مفلوج اور شلل او مسلول کا یہہرین اس کے تمام مال سے
 نافذ ہر اگر مرض کی مدت ایک سال تک دراز ہوگی ہو اور اس مرض سے موت کا خوف ہو اور اگر مرض کی مدت دراز نہ ہوئی ہو یعنی ایک سال نہ گزر ہو
 اور موت کا خوف ہو تو اس کا یہہرین مال سے نافذ ہوگا اس واسطے کہ وہ امرض فرنتہ متطا ولہ بین قافل اور مکتب نہیں شارح نے کہا مسلول وہ چرک ہو
 سل کی بیماری ہو اور وہ عیسیت کے اقرضہم مقعد بضم سیم وہ بیمار ہو چلنے پھرنے سے عاجز ہو یا ٹون کی بیماری سے اور مفلوج وہ جس کو فاج کی بیماری ہو
 یعنی آدھا دھڑ حس و حرکت سے رہ گیا ہو اور شلل وہ جس کے ہاتھ میں رشتہ ہو یعنی ہاتھ کا پٹیا ہو خلاصہ یہہرین کہ یہ امرض فرنتہ اس کو عارض ہون اور وہ کوئی
 تبرع کا تصرف کہ پھر جائے برس سے پہلے تو یہ مرض الموت ہو تو اس کا تصرف ثلث مال سے نافذ ہوگا اور اگر بعد سال کے مرا تو مرض الموت نہیں ہوتا
 کہ جب سال کی چاروں فصلوں میں زمین غنہ تھا ملاک ہونے کا زہرہ راج گیا تو اس کا مرض تبرع طبیعت اور عادت کے ہو گیا ہر فیض کے حکم میں نہ رہا یہاں تک کہ
 علاج کے بھی لائق نہ ہو کذا فی الدرر قبل مرض الموت ان لا یخرج کوئی نفسہ وعلیہ عند فی خبر یزید زبیر بعضیوں نے کہا کہ مرض الموت یہہرین کہ آدمی اپنی حاجتوں کے واسطے
 نہ نکلتا ہو اور اسی قول پر غما کیا ہر خبر یدین کذا فی البزازیہ و فی مختارہ ما کان انہا لب نہ موت وان لم یکن صاحب خراسانی عن بہتہ الذخیرۃ او قول
 مختار یہہرین کہ مرض الموت وہ ہر جس سے موت غالب الوقع ہو اگرچہ بیمار صاحب فراش ہو کذا فی القستانی عن بہتہ الذخیرۃ واذ اخرج الوصایا قدم الغرض
 ان اخرا الموصلی دان لسادت قوۃ قدم مقدم اذ ضاق الثلث غما اور اگر مجتمع ہوں چند قسم کی وصیتیں یعنی مرض اور وجب اور نفل تو مرض مقدم ہوگا اگرچہ
 اس کو موصی نے سو کیا ہو اور اگر وصایا برابر ہوں مرض یا نفل ہونے میں تو وہ مقدم ہوگا جس کو موصی نے مقدم کیا اگر تھالی مال تمام وصایا کی گنجائش
 نہ کتا ہو مکتبانی نے کہا ابتدا کرنا چاہیے اس مرض سے جو فی الجہد پھر اس مرض سے جو فی الجہد پھر وجب یا نفل ایسا مردی ہر فقہار سے کذا
 فی الخطاوی قال الریعی کفارۃ قتل و ظہار وین مقدمہ علی الفطر ووجوبہا بالکتاب دون الفطر ولفطرۃ علی الاضحیۃ لوجوبہا اجماعا دون الاضحیۃ لریعی نے
 کہا کہ قتل اور ظہار اور قسم کا کفارہ مقدم ہر صدقہ فطر پر اس واسطے کہ کفارات مذکورہ کا وجوب کتاب سے ثابت ہے نہ صدقہ فطر کا اور صدقہ فطر مقدم
 ہر قربانی پر سبب واجب ہونے صدقہ فطر کے اجماع سے نہ قربانی یعنی قربانی کا وجوب اجماع سے ثابت نہیں و فی القستانی عن الطبریزی عن الامام ابو داؤد
 یبید کفارۃ قتل نہیں تم ظہار تم انظار تم الذخیرۃ فطر تم الاضحیۃ و قدّم علی اخراج او قستانی میں فقیر یہہرین امام طواریسی سے یون مردی ہے کہ
 ابتدا کی جائے کفارۃ قتل سے پھر کفارۃ ظہار سے پھر کفارۃ انظار سے پھر صدقہ فطر سے پھر قربانی سے اور عشر مقدم کیا جائے خرچ پر و فی الجہد

نہ سب الی حنیفہ اخرا ان حج افضل من صدقہ اور در جندی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا بچلانا سب سے بڑا کج فعل ہے اور نبی کریم
 خدا کا صدقہ افضل ہے حج سے میر جب حج کی مشقت امام نے دیکھی تو حج کو افضل کہا صدقہ سے کہ ان فی الخطا دی اوصی حج ای حجتہ الاسلام حج عتہ
 را کیا وصیت کی حج کی یعنی فرض حج کی تو اسکا وارث یا وصی موصی کی طرف سے حج کر دے سوار کر کے موصی کے شہر سے اس واسطے کہ موصی پر حج
 فرض تھا اس وطن سے سوار ہو کر نہ پیدل تو اسی طرح سے اسکے نائب پر فرض ہوگا غلام مبلغ نفقہ سن بلکہ فعال جل انا حج عنہ ہذا مالان تینا کچھ
 تہستانی معربا لافتمہ سوار حج کفایت کرے موصی کے شہر سے سوار ایک روٹنے کہا کہ میں حج کرونگا بیت کی طرف سے اسی قدر مال قلیل پر پیدل تو حج
 کفایت نہ کرے گا بیت کی طرف سے چنانچہ تہستانی میں ہر تہمتہ سے مقول ان لکھی نفقہ ذلک والا فمن حیث لکھی اگر حج کفایت کرے سوار ہو کر وطن سے
 اور اگر کفایت نہ کرے تو جس مکان سے کفایت کرے وہاں سے سوار کر کے نائب کو حج کیو بسطے روانہ کرے وان مات حاج فی طریقہ و اوصی حاج عینی کن
 بلکہ رہا کیا دنا لاس حنیفہ مات آخرا تا بادیہ و حنیفی و حنیفی قلت و معادہ ان قولہ قیاس علیہ لہو نکان قیاس نہا ہذا متدفا ناصم اور حج کا جاننا
 راہ میں مر گیا اور اسنے وصیت کی اپنے عوض حج کروانے کی تو حج کروانا چاہیے بیت کے شہر سے سوار کر کے اور صاحب بیت نے کہا جہاں سے مر گیا وہاں سے
 چاہیے آخسان کی وجہ سے کہ ان فی الہدایہ و الحقیقی و الملتقی میں کتابوں اور یہاں سے استفادہ ہوتا ہے کہ امام پر کا قول قیاس ہے اور یہی پر منون فقہ کی
 مشتمل ہیں تو یہاں قیاس ہی متد ہوا آخسان سے سو لکھو سمجھ رکھ جہاں قیاس اور آخسان جمع ہوتے ہیں تو آخسان مقدم ہوتا ہے مگر یہاں قیاس ہی
 مقدم تھا ان مبلغ نفقہ ذلک والا فمن حیث تبلغ اگر حج کفایت کرے سوار کی کو وطن سے اور اگر کفایت نہ کرے تو جہاں سے کفایت کرے وہیں
 سے سوار کر کے حج کروانا چاہیے بالافاق و سن لا وطن کہ من حیث مات اجماعا اور جس شخص کا وطن نہ ہو تو جہاں وہ مر گیا وہاں سے حج کروانا چاہیے یہاں
 امام اور صاحب بیت کے اوصی بان شیری کل مالہ عبدہ فیق عنہ عن الموصی و لم تجز الوترہ بطلت یہ وصیت کی کہ اسکے مال سے غلام خرید کیا جاوے
 پھر آزاد کیا جائے موصی کی طرف سے اور اسکے وارثوں نے اسکو جائز رکھا تو وصیت باطل ہے کہ اگر اوصی بان شیری کہ عبد بابت درہم و
 زاد الا لعل علی الثلث و قال شیری کل الثلث فی اسکتین حجج اسی طرح جبکہ وصیت کی یہ کہ خرید کیا جاوے اسکے واسطے غلام ہزار درہم سے اور ہزار
 درہم ثلث مال سے زیادہ ہیں تو وصیت باطل ہے اور صاحب بیت نے کہا کہ تمام ثلث سے دونوں صورتوں میں غلام خرید کیا جاوے کہ ان فی الحجج مصلی اوصی صاحب
 ثم بری من مرضہ ذلک و عاش سنین ثم مرض فوصایا ہ باقیۃ ان لم یقل ان است من مرضی نہر افقد اوصیت بلکہ ان فی الخانیۃ بیمار نے
 چند وصیتیں کیں پھر وہ بیگا ہو گیا اپنی اس بیماری سے اور چند سال زندہ رہا پھر بیمار ہوا تو اسکی وصیتیں باقی ہیں اگر اسے یوں کہا ہو کہ میں اپنے اس مرض سے
 مر گیا تو میں نے یہ وصیت کی کہ ان فی فتاویٰ قاضی خان اوصی بوصیتہم جن ان ملحق کچھوں حتیٰ بلع ستہ شہر بطلت والا لا اوصی نے وصیت کی میر
 وہ کچھوں ہو گیا اگر کچھ جنوں و ترک کچھ بیمار تاک کہ چھ مہینے تک پہونچا تو وصیت باطل ہے ورنہ باطل نہیں و کہ اگر اوصی ثم افذ بالوصی اس
 فصار محتوایا مات بطلت خانیۃ اور اسی طرح اگر وصیت کی میر موصی کو سو اس نے بیا سو وہ بیوٹ اور غافل ہو گیا یہاں تک کہ مر گیا تو وصیت باطل ہے کہ ان فی الخانیۃ
 اوصی بان بیمار بہ سن فلان ربان سی عنہ الما شہرانی لہوم او فی سبیل لہم فہو باطل فی قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ خانیۃ یہ وصیت کی کہ موصی کا مگر عادت
 دیا جاوے فلائے شخص کو یا یہ کہ بانی پر لایا جاوے موصی کی طرف سے جسے میر حج کے موسم میں یا خدا کی راہ میں تو وہ باطل ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں
 کہ ان فی الخانیۃ کہ اوصی بہد التین لہو اب فلان فان لوصیتہ باطلہ و لو قال بطلت ہما دو اب فلان جائز یا میر اگر یوں وصیت کی کہ یہ مجھ سے فلائے
 شخص کے جانوروں کے لیے خاص ہے تو وصیت باطل ہے اور اگر یوں کہا کہ اس بھوسے سے فلائے جانور دن کو چارہ دیا جائے تو وصیت جائز ہے و لو اوصی بان شیری
 علی فرس فلان کل شہر کہ از و بطل میما اور اگر یہ وصیت کی کہ فلائے کے کھوٹے پر ہر مہینے میں اسقدر خرچ کیا جاوے تو جائز ہے و اگر کھوٹے سے

[illegible]

تو وصیت ہوئی نوہ کروں کے واسطے تو باطل ٹھہری اور قول مانی یعنی ابو جعفر کے جواز وصیت کو اس لئے بچو سوئے نوہ کروں کے واسطے بکا باجے
 م نوہ کروں کے واسطے وصیت کا باطل ہونا ظاہر میں دن پر مخصوص نہیں کیونکہ وہ نو گناہ پرستی میں دن کے بعد ہی نوہری گناہ پر کذا فی الخطا دی فروع
 مسائل ملحقہ شراح کے اوصی یا بنی علیہ السلام اور کچھ بعد موت الی بعد از وفات میں فی قوب کذا فی الطین قبرہ او ضرب علی قبرہ قبۃ المؤمنین عند قبرہ عثمان
 وصی باطلہ سر اجید و حقیقہ یہ وصیت کی کہ نماز پڑھے اس پر فلا تخص یا موت کے بعد اس کی لاش کو اٹھا لیا دین دوسرے شہر کی رحمت یا اس کا حق دیا جائے
 غلام نے کپڑے میں یا اس کی قبر پر کچل کچا ہے یا اس کی قبر پر قبہ یا خیمہ قائم کیا جائے یا جو اس کی قبر کے پاس قرآن پڑھے اس کو کچھ معین مال دیا جائے تو ہر ایک وصیت
 باطل ہے کذا فی السراجیہ اور ہم اس کی تحقیق غریب بیان کرینگے م شراح نے وصیت باخدا موت کے باب سے پہلے کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ قبر کی کنگل مکروہ نہیں
 قرآن پڑھنا قبر پر اور قاری کو دنیا لینا جائز ہو خطا دی نے کہا دوسرے شہر میں غرض لجانے کی وصیت اس واسطے درست نہیں کہ نقل کرنا مکروہ ہو اور قبر پر
 قبہ وغیرہ قائم کرنا مکروہ ہے لہذا اس کی وصیت باطل ہے اور اسی ثلث مالہ اللہ تعالیٰ فی باطلہ وقال محمد تصرف لوجودہ لہ وصیت کی اپنے نہائی مال کی ضد اس کا
 کے واسطے تو یہ باطل ہے امام کے نزدیک اور اگر گناہ کے واسطے تو جیسے وائبرۃ للظاہر کذا فی الخطا دی خال الوصیت لظہان باطل و ہر شہر مانی میں لہ الا الا لہ کہا کہ
 تو لام تملیک کی کچھ وجہ نہیں بدون ناویل اور تو جیسے وائبرۃ للظاہر کذا فی الخطا دی خال الوصیت لظہان باطل و ہر شہر مانی میں لہ الا الا لہ کہا کہ
 وصیت کی ہزار دردم کی فلائے شخص کے واسطے اور حالانکہ ہزار دردم میرے تمام مال کا دسواں حصہ ہے تو موسیٰ لہ کے واسطے سہا سے ہزار دردم کے کچھ
 نہیں م جبکہ ہزار دردم ثلث مال سے خارج ہو سکیں تو اسکو ہزار دردم ملینگے خواہ ہزار دردم حصے سے زیادہ ہوں یا کم کذا فی الخطا دی و فی الوصیت لہ منیع
 مانی ہذا الیکس و ہر الف فاذا فیہ ابقان و دنایر و جواہر کلہ لہ ان حج من الثلث تجب اور اس قول میں کہ میں نے غلام کے واسطے وصیت کی اس تمام
 مال کی جو اس خلیفہ کے اندر ہو اور حالانکہ وہ ہزار دردم ہیں مچو کہ میں دیکھا تو دو ہزار دردم اور شہر فیان اور جواہر ہیں تو وہ مال بالکل موسیٰ لہ کا ہے بشرطیکہ وہ
 ثلث مال سے خارج ہو و کذا فی التبعی خال لم یؤتہ اذ است فانت بری من ذنبی علیک صحت وصیتہ ولو قال ان وصیت لایسرا للخطا فیہ اپنے بیرون
 سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تو بری الذمہ ہو میرے اس دین سے جو چھپو تو وصیت صحیح ہے یعنی بعد موت کے وہ بری الذمہ ہو جاوے گا اور اگر کوں کہا
 کہ اگر میں مر جاؤں تو تو بری الذمہ ہو میرے دین سے تو بیرون بری الذمہ ہو گا مگر وہاں کے سبب سے ہم خطا ہے عراد اس پر تعلیم ہے جو ہر دو سو و نہین لیکن
 اسکا ہونا مترتب ہے کذا فی الخطا دی بذل الخون فی الوصیۃ لہ صنی و زائد داخل ہر بیاروں کی وصیت میں یعنی جو مال بیماروں کے واسطے وصیت
 میں متعین ہو تو مجنون پر بھی صرف ہو گا اس لیے کہ جن میں بیماری ہے و فی الوصیۃ للعلما بذل الخون فی بلاذ خوارزم دون بلاذ و مالوں کے
 واسطے وصیت ہوا اس میں ملک خوارزم کے شہر داخل میں نہ ہمارے ملک کے متکلم متکلم وہ جو علم عقائد میں گفتگو کرتا ہو خطا دی نے کہا شاید کہ خوارزم کے
 متکلم شہرات مخالفین کا اتباع کرنے ہوئے بلکہ لوگوں کو عقائدات و جہد کی تعلیم کرتے ہوئے اور غیر ملکوں کے متکلم شہرات خلاصہ وغیرہ کو بیان کیا کرتے
 ہوئے بیرون رد اور انکار کے تو وہ خیال اور مضامین اسکو علم الہی سے کچھ نصیب نہیں دلو اوصی للعلما لیرت للعلما و الزاد پرین لہم ہم اعتباری
 حقیقہ قبہ اور اگر وصیت کی عقل مندوں کے واسطے تو اسکو صرف کرنا چاہیے تارک الدنیا عالموں پر اس لیے کہ فی حقیقہ عقل مند وہی ہیں کذا فی
 التقایم ماقبل انجام میں کو کہتے ہیں تو حقیقت میں تارک الدنیا ماقبل پر جسے دینے نا پایدار کا انجام خور کر کے اسکو چھوڑ دیا تھا خطا دی نے کہا
 در اختیار کے نسخوں میں بجائے لفظ قبہ کے لفظ کا لفظ ہے اور صواب یہ ہے کہ قبہ ہے اس لیے کہ یہ عبارت قبہ کی ہے چنانچہ نسخ انصار میں ہے اور اگر
 ایسا ہو تو سراج دہاج کی عبارت ٹھہرے گی اس لیے کہ آخر فروع میں سراج مذکور ہے و اسد علم و علم ان الوصیۃ فی ید الموصی اور ذریعہ منزلۃ الودیعہ سراج
 جانتا چاہیے کہ مال وصیت موسیٰ اور اسکے وارثوں کے قبضہ میں بجائے امانت کے ہے کذا فی سراج یعنی اگر مال مذکور لفظ ہو جائیگا تو اسکو ممانی یا لازم نہ ہو گا

باب الموصیة ثلث المال

یہ باب ہر نہائی مال کے وصیت کے مسائل میں آتا ہے اور اسی مالہ نوید والاخر والاخر ثلث مالہ و لم یخرا لورثہ مسئلہ تھا تصفیان انسا قاجیکہ اپنے نہائی مال کی وصیت کی زید کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے بھی نہائی مال کی وصیت کی اور دونوں نے اجازت نہ دی تو نہائی مال دونوں شخصوں میں نصف نصف ہو گا یا اتفاق امام اور صاحبین کے ہم اس واسطے کہ ثلث مال دونوں کے حق کی گنجائش نہیں رکھتا کیونکہ عدم اجازت کی طاقت بین نہائی مال سے وصیت زیادہ نہیں ہو سکتی اور متفقان کے سبب بین دونوں برابر ہیں اور محل حرکت کے قابل ہر ہند ثلث مال دونوں میں نصف نصف ہو گا کہ فی الطبی وان اوصی ثلث مالہ زید والاخر بعد من مالہ فالثلث بینہما اتلانا اتفاقا اور اگر نہائی مال کی وصیت کی زید کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے اپنے مال کے چھ حصے کی وصیت کی تو نہائی دونوں شخصوں میں ہر ایک ہر ایک با اتفاق نام رہ اور صاحبین کے یعنی دوہم صاحب ثلث کے اور ایک ہم صاحب سدس کا وہ ان اوصی لا احد یجوز علیہ والاخر ثلث مالہ و لم یخرا لورثہ ذلک فثلثہ بینہما تصفیان ای الوصیۃ باکثر من ثلث اذ لم یخیر التبع باطلیہ جعل کاہ اوصی لکل بالثلث نصف اور اگر وصیت کی ایک شخص کے واسطے اپنے تمام مال کی اور دوسرے کے واسطے نہائی مال کی اور دونوں نے اسکو جائز رکھا تو اس کے مال کی نہائی دونوں میں نصف نصف ہوگی اس واسطے کہ نہائی مال سے زیادہ کی وصیت پر جب ورنہ کی اجازت نہ ہوگی تو وہ باطل ٹھہرے گی تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا اسے ہر شخص کے واسطے نہائی مال کی وصیت کی وہ نہائی دونوں میں نصف نصف ہوگی یہ مذہب ہر امام کا و قالوا ارباعا لان الباطل ما زاد علی الثلث فاضرب اکل فی الثلث فحصل اربعۃ جعل ثلث المال اور صاحبین نے کہا کہ ثلث مال کے چار حصے کے چاروں اس واسطے کہ باطل وصیت وہ ہے جو نہائی پر زیادہ ہو تو کل کو ضرب ثلث میں چار حاصل ہونگے وہی چار ہم ثلث مال میں قرار دیے جائیں گے مخطا دی نے کہا کہ شارع کی عبارت غیر تقسیم پر یعنی سوہن وقت پر مطلب غیر سوہن درر کی عبارت پر ہی ہے کہ صاحبین کے نزدیک چار ہم کے چار نیکے ہیں ہم اسکے واسطے جسکے لیے تمام مال کی وصیت ہوگی اور ایک ہم اسکے لیے جسکے واسطے نہائی کی وصیت ہوگی اس واسطے کہ وصیت ذاکر ثلث پر باین جنسی باطل ہے کہ موصی کہ اسکا مستحق نہیں ہوتا لیکن وہ معتبر ہے اس امر میں کہ موصی اسکے سبب سے ثلث مال سے لیکر بقدر حصہ اس زائد کے اسکے کہ اس مطلب کے ابطال کا کوئی موجب نہیں تو ثلث کا خرچ تین ہر تو ثلث ایک ہوا اور کل میں تو چار ہم ہو گئے تو ثلث مال ان چار بہام قیمت ہو گیا مخطا دی نے کہا ولا یقرب لموصی لہ باکثر من الثلث عند ابی حنیفۃ الخ و با ضرب بمطلوع میں حساب فہندہ بہام الوصیۃ اتلانا فاضرب نصف کل فی الثلث کیونکہ سدس مطلوع سدس المال و عند جابرۃ لما قد اتلانا اور امام کے نزدیک ضرب واقع ہو گیا وہ موصی اسکے لیے ثلث مال سے زیادہ وصیت ہوئی شارع نے کہا ضرب سے مراد وہ ضرب ہے جو اصل حساب میں مستخرج ہو تو امام کے نزدیک وصیت مذکورہ کے بہام دہن تو ضرب کر ہر ایک کے نصف کو ثلث میں تو سدس ہو گا ہر شخص کے واسطے مال کا چھ حصہ ہوا اور صاحبین کے نزدیک بہام وصیت کے چار میں چار ہم نے انکو آگے بیان کر دیا ہم شارع کو یوں کہنا اولی تھا فاضرب نصفہا و فاضرب نصف کل ضرب بمطلوع عبارت ہے اس عدد کے حاصل کرنے سے جسکی نسبت احد فیہر دیں کے ساتھ ایسی جیسے دوسرے کی نسبت ایک کے ساتھ کہ فی الطحاوی فی الامانی ثلاث مسائل وہی لہما باۃ ارساۃ و لہر ہم المرسلة ای المخطیۃ غیر المہدیۃ بلشہا و نصف او نحوہا اکثر ثلث کا موصی ضرب نہیں کرنا کہ میں مملوکوں میں ضرب راجع ہوئی ہے اور دین سے پہلے ایک محابات دوسرے سات تیس درہم مرسلہ یعنی مطلق درہم جن میں ثلث یا نصف کی یا اسکے سواے اور کوئی قید نہ کرے ہم محابات لغت عرب میں یعنی سات اور خطا کے ہے اور یہاں محابات سے مراد وہ ہے جو جن میں تبدل سے کمتر ہو کہ فی الطحاوی و من صور ذلک ان یوصی بثلث بالغ درہم مثلا و یجاء بی بیع بالغ درہم او یوصی بثلث حید فیمتہ اذ درہم وہی مثلا مالہ والاخر ثلث مالہ و مخر فالثلث بینہما اتلانا جماعا اور اسکے منجملہ مسئلہ کی یہ مثال ہے کہ وصیت کی ایک مرد کے واسطے ہزار درہم کی مثلا یا ایک شخص سے بیع کی ہزار درہم جن کی بطریق محابات کے یا وصیت کی اس غلام کے آزادی کی جسکی قیمت ہزار درہم ہے اور حلالہ ہزار درہم اسکے تمام مال کی دو تہائی ان میں اور دوسرے شخص کے واسطے تینون مثالون میں اپنے

فقط نصیب اور نقص اور بعض اور خدا و شرکاسم اور خیر کے مانع نہ کہ فی الخطا دی وان قال سدس مالی لم قال ثلثه له و اجاز ان یشترک فی
حقه الثلث فقط وان اجازت المورثه لدخول السدس فی الثلث مقدما کان او موزعا فذا بالیقین و ہذا اندفع سوال صدر الشریعہ و مشکال ابن النعمان اور اگر
بولاکہ میرے مال کا سدس یعنی چھٹا حصہ فلا نے شخص کے واسطے میرا لاکہ میرے مال کی تہائی اسکے واسطے ہوا اسکے وارثوں نے اجازت دی تو میری مال
کے واسطے تہائی مال پر یعنی اسکا حق فقط ثلث ہو اگرچہ وارثوں نے اجازت دی ہو بسبب دخول ہونے سدس کے ثلث میں خواہ ثلث مقدم مذکور ہو خواہ
اعتبار یقین کے سبب سے اور اس تقریر سے صدر الشریعہ کا سوال اور ابن کمال کا اشکال دفع ہو گیا صدر الشریعہ کا خلاصہ سوال یہ کہ ثلث اور سدس کا قول اگر
اجاہد ہو تو کد بہر اور اگر انشا ہو تو جب یہ کہ موصی کہ کے واسطے نصف مال و جب یہ اس واسطے کہ ثلث و سدس نصف ہو تو یہ خلاصہ جواب یہ کہ وصیت
میں اشمال یہ کہ سدس ثلث میں داخل ہوا اور یہی اشمال ہے کہ داخل ہو بلکہ زیادت سدس کی ثلث پر اور یہی کہ داخل سدس کا ثلث میں یعنی یہ کہ نہایت
ہو اور دوسری وجہ یہ کہ کد فی ثلث سے زیادہ کی وصیت کا مالک نہیں تو موصی کے کلام کا محمل صریح یہ کہ نصف کا ارادہ فرادہ و فی سدس مالی مکرر لہ سدس
لان المعروف قد عیدت عرفہ اور اس وقت میں کہ سدس مالی کا لفظ مکرر کرنا تو اس کو اس واسطے کہ سدس یہ اس واسطے کہ عرفہ دوبارہ مذکور ہو اس عرفہ کو مکرر یعنی یہی
نے یوں کہ کد میرا سدس مال اسکے واسطے یہ میری کما کہ میرا سدس مال اسکا ہو خواہ اسی مجلس میں مکرر کی یا دوسری مجلس میں تو سدس اسکا حق یہ اس واسطے کہ عادی
عرفہ میں مالی میں ہونا یہ اول کا اور یہاں عرفہ لفظ یہ سدس کا اس واسطے کہ وہ مضائقہ مال کی طرف و ثلث درجہ و ثنیابہ بخلاف وہ خلوصہ کلام
او عبیدہ ان ہاک ثلثاہ فلنہ یجس باقی فی الاولین ای الدرہم و النعم و موصی کے درجہ یا انکی بغیر مکرر یوں یا اسکے مختلف کیوں کی یا اسکے غلاموں کی
ثلث کی وصیت میں اگر وہ ثلث نصف ہو وین تو موصی لکھو اس واسطے وہ یہ جو ب باقی رہ گیا اول و دناون میں یعنی درون میں اور بغیر مکرر یوں میں شارح نے کہا
اور اگر کہے خدا کہ جس میں نووہ درجہوں کے مانند ہیں یعنی موصی نے کہا کہ میرے ثلث درجہ یا ثلث فہم فلانے کے واسطے ہیں ہر درجہ اور فہم کی دو تہائی ان ثلث
ہو گئیں تو موصی کہ کے واسطے تمام باقی ہر مثلاً اگر تو درم مال تھا سو چھ درم ضائع ہو گئے تو باقی تین درم موصی کہ کا حق ہے ان خرج من ثلث باقی جمع مضاف
مالہ انھی طری اگر موصی کی جمع انعام مال کی ثلث سے نکلتے تب جمع باقی کو موصی لکھا دیا و لکھا کد زارہ انھی طری و ثلث الباقی فی الآخرین ای التیاب و عبیدہ
ان خرج الباقی من ثلث کل المال او چھلی و دناون میں یعنی کچھ دن اور غلاموں میں باقی کا ثلث یہ موصی کہ کے واسطے اگرچہ باقی تمام مال کی تہائی سے
نکلے م یعنی اگر کد کبڑے قیمت یا نو غلام ہم قیمت ہیں اور نہیں ہے چھ کبڑے یا چھ غلام ضائع ہو گئے باقی تین تو اس باقی کی تہائی یعنی ایک لکیر یا ایک
غلام موصی لکھا یہ بطلان درجہ اور فہم کے کہ ان جمع باقی موصی لکھا حق ہے و کالاول کل شیء یخس لکیر او موزون و ثنیاب متحدہ وضا بطہم
جبراً و کائناتی کل مختلف یخس وضا بطہ مالہیم جبراً و اول یعنی درم اور فہم کی مانند ہر چیز متحدہ یخس یا بغیر لکیر اور ذریعہ ایک قسم کے اور
قاعدہ کلیہ اسکا یہ کہ اس چیز کی قیمت زبردستی ہو سکتی ہو اور زانی یعنی ثیاب اور عبیدہ کے مانند ہر چیز مختلف یخس اور اسکا قاعدہ کلیہ یہ کہ وہ چیز
قیمت پذیر ہونی ہو زبردستی سے ہم انبیا متحدہ یخس اگر دائون میں شریک ہوں اور بعض دار قیمت کے طالب ہوں اور بعض نہ چاہتے ہوں تو قاضی
انکو تقسیم کرے گا زبردستی سے اور اگر مختلف یخس ہیں تو انہیں تقسیم جبری نہ ہوگی و بالفت ولہ دین من یخس الالف و عین فان خرج الالف
من ثلث العین دفع الیہ اور موصی نے ہزار درم کی وصیت کی اور حالانکہ اسکا مال دین ہے لوگوں پر ہزار درم کی یخس سے اور عین بھی ہے تو اگر ہزار درم
میں کی تہائی سے نکلے تو اسکو وہی دیا جائے م یعنی اگر اسکا تین ہزار کا مترکہ نقد ہے تو اسی نقد میں سے ایک ہزار درم موصی کہ کو دیے جائیں والا
بخرج ثلث العین یہ مع لہ و کلما خرج شیء من الدین یدفع الیہ ثلثہ حتی یستوفی جعہ و ہوا الالف اور اگر ہزار درم نہ لکیرین نقد نہ لکیر
تو تہائی نقد کی اسکو دیا جائے اور جس قدر دین سے وصول ہوتا جائے تو اسکی تہائی سے اسکو ملتی جائے یہاں تک کہ اسکا حق ہزار درم

عبارت ہو کہ اب بعد موت سے ہم خدا کی نیکو بستی پر غور کیا کہ فقیر کی قید مذکور ہوئی تا اطلاق صحیح ہو تا اذہم کہین الموصی بہ علیہا او نوعا سبب انشراح
 مذکور اس وقت سے کہ جبکہ وصیت کی چیز عین یا نوع میں نہ ہو اما اذا اوصی بعین او نوع میں مالہ کی نسبت غنیمت فہما کہ قبل موتہ بیعت تعلقا یا عینا سبب
 بقواتہا ولو ان سبب غیر مال لیکن جبکہ وصیت عین کی یا اپنے مال سے ایک نوع کی وصیت کی یا خیر غنیمت غنیم کی وصیت کی بحدہ تعلق ہو گئی موصی کے مرتبے سے
 پہلے تو وصیت باطل ہو گئی بسبب تعلق ہونے وصیت کے عین سے تو وصیت باطل ہوئی اس کے فوت ہونے سے اگرچہ اسے سوائے اس غنیمت کے اور غنیم کو مال
 کیا ہو ولو لم یکن بل غنیم عند الوصیۃ فاستقفا واما ای غنیمت مانت صحت فی الصحیح لان تعلقا بالنوع تعلقا بالمال اور اگر موصی کی غنیمت وصیت کے مرتبے سے
 نہ ہو پھر وہ غنیمت کو حاصل کرے پھر مر جائے تو وصیت صحیح ہو قول صحیح میں اس لیے کہ تعلق وصیت کا نوع سے و یا سبب سے وصیت کا تعلق مال سے نہیں
 وجود عند الموت کا اعتبار ہو ولو قال لہ شاة من مالی و لیس لہ غنیم یعنی قیمۃ الشاة اور اگر بولا زید کے واسطے کو پسند ہو میرے مال سے اور حالانکہ اس کی
 ملک میں بیٹ کر ہی کا کلمہ نہیں ہو تو اس کو پسند کی قیمت و یا اس کی بخلاف قولہ لہ شاة من غنیمتی و لا غنیم یعنی لہ شاة لہ فانما تعلق بخلاف اس قول
 کے کہ اس کے واسطے ایک کو پسند ہو میری غنیمت یعنی بیٹ کر یوں سے اور حالانکہ اس کی ملک میں غنیمت نہیں ہو یعنی ایک کو پسند بھی نہیں تو وصیت باطل ہو ورنہ
 عین اس ملک میں ہو کہ پہلی صورت میں جب کو پسند کو مال کی طرف منصات کیا تو معلوم ہو گیا کہ مالیت کو پسند کی وصیت مراد ہو اور مالیت حاصل ہوتی ہے تعلق
 مال میں اور دوسری صورت میں جب کو پسند کو غنیمت کی طرف منصات کیا تو معلوم ہو گیا کہ عین کو پسند مراد ہو اس واسطے کہ موصی نے کو پسند کو غنیمت کا ایک مراد قرار دیا
 و کذا لو لم یضفھا لمالہ و لا غنیمتہ و قبل الصحیح اور اسی طرح اگر کو پسند کو اپنے مال کی طرف منصات کیا اور حالانکہ اس کے ملک میں غنیمت نہیں تو وصیت باطل ہو اور قول
 ضعیف یہ کہ وصیت صحیح ہو و کذا ان حکم فی کل نوع من انواع المال کا بقدر و الثوب و نحوہا ازلیجی اور اسی طرح کو پسند کے مانت حکم ہو پھر ہم میں نہام
 مال سے چنانچہ گاہے بی ادب لکھا اور اخذ ان کے کذا فی الاصلی و ثلثہ لامہات اولادہ و ہن ثلث و الفقیر و اساکین میں ای اموات الاولاد ثلثہ ہم
 من غنیمتہ و ہم الفقیر و اساکین من غنیمتہ تقسیم سباعا لان لفظ الفقیر و اساکین جمع و ثلثہ ثلثان قلنا ان غنیمتہ تعلق بغنیمتہ اور اگر وصیت کی ای اموات الاولاد
 واسطے اور فقیر و اساکینوں کے واسطے تہائی مال کی اور طالاکم و ولدین ہن تو ان کے واسطے میں ہم ہن یا پانچ سہوں میں ہے اور فقیر و اساکین کے واسطے ایک
 سہم ہو اور اساکینوں کے واسطے ایک سہم امام کے نزدیک اور محمد کے نزدیک تقسیم ہوگی سات حصے ہو کر اس واسطے کہ فقیر و اساکین کا تقاضا جمع ہو اور اقل جمع وہ ہن
 ہم جو اب کہتے ہیں امام کی طرف سے کہ فقیر و اساکین ہر ایک لام ہر خیس کا اور ہر لام جنسی جمع ہونے کو باطل کر دینا یعنی تو یہاں ظاہر میں جمع کا صنف ہو ورنہ غنیمت
 میں مفرد ہو و ثلثہ زید و اساکین لزیہ نصفہ و ہم نصفہ و غنیمتہ انما تاکامہ اور اگر وصیت کی تہائی مال کی زید و اساکین کے واسطے تو زید کے لیے نصف
 ہر ثلث کا اور اساکین کے واسطے نصف باقی ہو اور محمد کے نزدیک ہن حصہ ہونے ایک حصہ زید کا اور دو حصے اساکین کے واسطے اس لیے کہ اقل جمع وہ ہن چنانچہ
 مذکور ہو چکا و لو اوصی ثلثہ زید و الفقیر و اساکین تقسم انما تاکامہ الامام و ہما فاعند ابی یوسف و ہما ساعد محمد اختیار اور اگر وصیت کی اپنے تہائی مال کی زید
 اور فقیر و اساکینوں کے واسطے تو تہائی کی تقسیم ہوگی تین حصے ہو کر امام کے نزدیک اور دو حصے ہو کر ابو یوسف کے نزدیک اور پانچ حصے ہو کر محمد کے نزدیک کذا
 فی الاختیار شرح البخاری و لو اوصی للساکین کان لہ صرفہ الی ساکین واحد و قال محمد لانی علی امر فلیا جو صرفت للساکین لاقل من نہیں عندہ و بخلاف فقیر
 و اساکین للساکین فلو شاربہ و قال ثلث مالی لزندہ للساکین ہر طرف واحد اتفاقا اور اگر وصیت کی اساکینوں کے واسطے تو وصی کو جائز ہے انکا صرف کرنا ایک
 مسلمان پر یعنی بطلان جمعیت کی وجہ سے اور محمد نے کہا کہ دو ساکین ہر طرف کرنا لازم ہو بدلیل گذشتہ یعنی اقل جمع وہ ہن تو جو مال کے ساکین کے واسطے ہی انکا
 صرف کرنا دو ساکینوں سے کمتر پر جائز نہیں محمد کے نزدیک اور یہ خلاف اس صورت میں ہو جبکہ موصی نے ساکین کی طرف اشارہ کر کے بیان نہیں کر دیا سو اگر اسے
 ایک جامع کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میرا تہائی مال ان ساکینوں کے واسطے ہو تو انکا صرف کرنا ایک ساکین کی طرف اتفاق امام اور محمد کے جائز نہیں

وہ کہ وصیت کی تہائی اور سہواش کی دو تہائی ان جہاز میں بن بر دن اعتبار دن کے خلاصہ جو یہ ہے کہ عدم تقیرم دین ایمان اسکے عدم نعین کے سبب سے ہوئی در طریق نسبت ما ذکر اور دین مذکور کے مقرر اور معین ہو جانے کا یہ قیودہ ہے جو مذکور ہو گیا یعنی تصدیق فریقین کی تو خدا الوہیہ ثلثی اور ثلثی در الموصیہ ثلث ما ذکر اور یہ باقی ثلث حصہ دین کا اور ثلث حصہ ازادہ انکی در تہائیوں سے لیا جاوے گا اور جو حصہ وصایا نے انکار کیا وہ انکی تہائی سے لیا جاوے گا اور جو باقی رہے گا بعد دین اور ان کے وہ ایک چار حصہ یعنی جو در تہائیوں میں باقی رہے گا وہ دار ثلث کا ہے اور جو ایک تہائی سے باقی رہے گا وہ اس وصایا کا ہے وکلیف علی علی العلم لواءجی الزیادۃ اور ہر فریق قسم کھائے اپنی دست پر اگر سعی کچھ زیادہ دعوئی کرے یعنی ہر فریق یون قسم کھائے کہ وہ ہم اسی قدر دین کو جانتے ہیں قلت بقی کوکانت الوصایا دون الثلث بل یزول الثلث کلام بقدر الوہایا ہم اردو باقی رہا ہے اجمال کہ اگر دو حصہ تہائی مال سے کم ہو تو کیا پوری تہائی نکال رکھی جاوے گی یا بقدر وصیت کے میں نے اسکی تفسیر کتب فقہ میں نہیں دیکھی ونبی ایضاً بل یزول ہم ان بعد قوہ فی اکثر من الثلث بر وجع ان الکمالی اور بھی اجمال باقی ہے کہ آیا انکو دہم ہے یہ کہ مقرر کی تصدیق کرنی غلط ہے اکثر میں اسلئے واسطے ابن کمال کی طرف رجوع کرنا چاہیے یہ اصل اعتراض ہے زبانی کا سوا بن کمال نے فقط زبانی کا اعتراض بدو بن جواب کے ذکر کیا ہے اور بعضوں نے ضیف جواب دیا جس سے زبانی کا اشکال ساقط نہیں ہوتا کہ انکی اصطلاحی مختصراً ولا جسی ودارتہ او قاطعہ نصف الوصیہ و بطل وصیتہ للوارث و القائل لا نھما من اہل الوصیۃ علی ما دللنا تصح باجازۃ الوترۃ اور اگر وصیت کی اجنبی شخص اور اپنے وارث یا اپنے قاتل کے واسطے تو اجنبی کو نصف وصیت ملے گی اور اسکی وصیت وارث اور قاتل کے حق میں باطل ہوگی جنہی کو نصف ملے گا نہ کل اسواسطے کہ وارث اور قاتل وصیت کے مستحق ہیں بنا بر اس قول کے جو گذر گیا اور اسی واسطے وصیت وارث اور قاتل کے واسطے صحیح ہو جاتی ہے وارث کی اجازت سے ہم برخلاف اس وصیت کے کہ موصی نے زندہ اور مردہ کے واسطے وصیت کی تو سب کا مالک زندہ ہوگا اسواسطے کہ مردہ وصیت کا مستحق نہیں ہوتا مگر اگر ہم بھی منوگا بخلاف ما اذا اقرہ بعین او دین لورثہ ولا جنسی یصح فی حق الا جنسی ایضاً لانه ازاد بقدر سابقینہا فاذا اقرہا ہنہ لغا باقیہ ضرورۃ برخلاف اسکے جبکہ میں یادوں کا انکار کیا اپنے وارث اور جنسی کے واسطے کیونکہ وصیت صحیح نہیں جنہی کے حق میں بھی اس لئے کہ ازاد ہر حصہ سابق کا یعنی دونوں کی شرکت کا زمانہ ماضی میں ہے جبکہ بعض بغیر ہو گیا تو باقی بھی بالفرض و لغو مقرر عدم صحت کی وجہ یہ ہے کہ وصیت انشاء تصرف ہے یعنی دہن اور جنسی کے واسطے تملیک ابتدا کی ہے اور ازاد خبر ہر موجود سابق سے اور حالانکہ اسنے خبر دی ہے وصفت شرکت زمانہ ماضی میں تو اب ازاد کا اثبات بدون شرکت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی خبر کے مخالف ہے اور نہ اثبات ازاد کا شرکت کے ساتھ ممکن ہے اور اگر کہ وارث اس میں شریک ہوا جاتا ہے کہ انکی اصطلاح سے عن الزبانی مختصراً قبل ہذا اذا تصادقا فان انکر احدہما شرکۃ الآخر صح ازادہ فی حصۃ الا کہی عند محمد رج و عند ہا تبطل فی کل لما ظنا زبانی بعضوں نے کہا یہ یعنی عدم صحت ازاد ہر وقت ہے جبکہ وارث اور جنسی ایک دوسرے کی تصدیق کرے ہے اگر ایک دوسرے کی شرکت کا انکار کرے تو وارث کا ازاد جنسی کے حصہ میں صحیح ہوگا محمد رحمہ کے نزدیک اور شیخین کے نزدیک سب کے حصے میں باطل ہے کہ وجہ سے جو ہم نے بیان کی کہ انکی الزبانی ولو اوصی جشیاب متفاوۃ جید و وسط و روی ثلثۃ انفس کل منہم ثوب فصلاح منہا ثوب و لم یدر اسے ہو و الوارث یقول لکل منہم مالک حقا بطلت الوصیۃ بجماعۃ المستحق کو صیۃ لاعدہ بن الرطین اور اگر وصیت کی عمدہ اور متوسط اور ناقص متفاوۃ کثیر دن کی تین شخصوں کے واسطے ہر آدمی کے لیے ایک کثیر اچھرا ان تینوں کثیر دن سے ایک کثیر ارضان ہو گیا اور معلوم نہیں کہ کون تلف ہوا اور موصی کا وارث کتنا ہے ہر ایک آدمی سے کہ تیرا حق تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی مستحق کے حکم منونے سے جیسے ای دو مردوں میں سے ایک مرد کے واسطے وصیت باطل ہے یعنی اگر موصی نے کہا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص کے واسطے میں نے

مرض جب متداول اور مزمن ہو جائے اور اسکو بستر نہ ڈال دے تو وہ سدرت کے برابر ہو حکام شرعی میں کذا فی المجتبیٰ پر صاحب مجتبیٰ نے متداول
مرض کی حد بفریاد کی ہر کہ ایک سال ہو اور مرض معتبر کی حد وہ ہو جو مباح کر دے غار کو تھوڑے مرض معتبر یعنی جس مرض میں نفوذ تصرف انشاء کا ثلث
مال سے معتبر ہو کذا فی الخطاوی اعتقاد وی اعتقاد و محاباة و ہمتہ و وقفہ وضمانہ کل ذلک حکمہ حکم و میتہ مرض کا اعتقاد و محاباة اور ہمتہ اور ہمتہ کا وقت
اور ضمان ہو تا اس ہر ایک کا وصیت کے حکم کے مانند ہم عقود مذکورہ وصیت نہیں ہیں بلکہ وصیت کے مشابہ ہیں اس واسطے کہ وصیت عبارت ہے از کباب
بعید الموت سے اور یہ تصرفات بجزین فی الحال لیکن چونکہ مرض میں واقع ہوئے تو در حکم وصیت ہو گئے حتیٰ ورنہ کے تعلق کی وجہ سے محابات کی صورت یہ ہو
کہ سودرم کی چیز ۵۰ درم کو بیچے یا ۵۰ درم کی چیز سودرم کو خرید کرے تو قیمت ثلث سے زائد خرید میں اور قیمت ثلث سے ناقص بیع میں اسی کا نام محابات ہے
کذا فی الخطاوی فقیر میں التمسک لما قدر ثانی الوقت ان وقت المرض الملبون محیط بطلان طلیف و لیر حلیہ تصرفات مذکورہ وصیت کے مانند ہوئے
تو ثلث مال سے معتبر ہوئے چنانچہ ہم نے لکھے ذکر کیا ہے کہ کباب الوقت میں یہ کہ مرض میں بطلان طلیف کا وقت باطل ہو تو اسکو یا دیکھنا چاہیے اور خرید اور
منتج کرنا چاہیے و نیز ہم صحابہ الوصایا فی الضرب اور اہل دیار سے فرحت واقع ہوئی جو بصرہ میں یعنی عبد شمس اور محابی اور مویوب لہ اور
قیم اور رضون لہ مرض میں کئی صحابہ و دیار کے ساتھ تو اگر ثلث مال سے واسطے کفایت ہو گیا تو مالہ اور ذریعہ و صدقہ کے اذیت میں ہر ایک حصہ
مستبر ہو گا فرحت کا مطلب یہی ہے کہ کلاہ کذا فی الخطاوی و لم یسع العبد ان لا یخیر فقہ لان المنع حکم فی بطلان الاجازۃ اور غلام سنی نرس کا اپنے متلا میں
اگر اس کے علق کی اجازت ہو گئی دارون کی طرف سے اس واسطے کہ منع قیق تھا دارون کے حق کے سبب سے تو وہ ساقط ہو جاوے گا اس کی اجازت سے فان
حالی فر و ضاق ثلث عنہا فقی اسے اجاباة حتیٰ پھر اگر نہیں نے محابات کی پھر غلام کو آزاد کیا اور اس کا ثلث مال محابات اور عناق سے تنگی کرنا ہو
یعنی تنگی میں دونوں تصرف کی گنجائش نہیں ہے تو وہ یعنی محابات مقدم ہے عناق پر صورت اس کی یہ ہے کہ ۲۰۰ درم کی قیمت کا غلام ایک سودرم کو
سیا پھر اس غلام کو جس کی قیمت سودرم ہو آزاد کیا اور مرض کا کچھ مال نہیں ہو اسے ان دو غلاموں کے تو ثلث مل یعنی سودرم محابات میں صرف ہوئے
کذا فی الدرر و بعکسہ بان حرر غنابی استویا اور ادل صورت کے بالعکس یعنی اول عناق کیا پھر محابات کی تو دونوں برابر ہیں ہم صورت اس کی یہ ہے کہ
جس غلام کی قیمت سودرم ہو آزاد کیا پھر وہ غلام جس کی قیمت دو سودرم ہو سودرم کو بچا تو ثلث مال یعنی سودرم کی تقسیم دونوں میں نصف نصف ہو گئی تو
عبد معتق نصف مفت آزاد ہو گا اور نصف قیمت میں سی کرے گا اور صاحب محابات دوسرے غلام کو ۵۰ درم دے کر خرید کرے گا کذا فی الدرر و قال
حقہ اولیٰ فیما اور صاحبین نے لکھا کہ غلام کا آزاد ہونا دونوں صورتوں میں مقدم ہے و وصیتہ بان یثقی عنہ بعد المائۃ عبد لا یخذ الوصیتہ بان
ان ملک درہم لان لہ قریۃ تفاوت قیمتہ عبد اور مرض کی وصیت اس طرح ہے کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کیا جاوے ان سودرموں سے
خرید کرے تو وصیت نافذ نہ ہوگی باقی درہم سے اگر ایک درم بھی سودرموں سے تلف ہووے اس واسطے کہ تقرب الی ہست متفاوت ہو جا تا ہر قیمت جس کے
تفاوت سے بخلات کچھ بخلات جس کی وصیت کے یعنی اگر وصیت کی کہ اس قدر درہموں سے میری طرف سے حج کیا جائے پھر ان درہموں سے ایک درم یا
زیادہ تلف ہو گئے تو وصیت قائم ہو باطل نہیں و قالہا سوار اور صاحبین نے لکھا کہ علق اور حج کی دونوں وصیتیں صحیح ہیں کوئی باطل نہیں و تامل
الوصیتہ یعقوب عبدہ بان اوصی بان یثقی الوترۃ عبدہ بعد موتہ ان حتیٰ بعد موتہ فرفع بالجناۃ لکما لویع بعد موتہ بالذین اور باطل ہوتی ہے وصیت
اپنے غلام کے آزادی کی یعنی یون وصیت کی کہ وارث اس کے غلام کو اس کے مرنے کے بعد آزاد کرے تو وصیت باطل ہوگی اگر غلام سے بعد موت موسیٰ کے
جنایت واقع ہوئی سو غلام بنایت میں دیا گیا چنانچہ اس صورت میں وصیت باطل ہوتی ہے اگر وہ بچا گیا موت کے بعد موسیٰ کے دین میں ہم جب
بطلان یہ ہے کہ ولی جنایت کا حق مقدم ہے موسیٰ اور موسیٰ کے حق پر اور اسی طرح وارث کا حق مقدم ہے و ان لہری الوترۃ عبد لا یبطل

وکان اخذ اونی ہوا بم باس ترجمہ اور اگر وارثوں نے غلام کا خدیہ دیا تو وصیت باطل ہوگی اور یہ خدیہ دینا وارثوں کے ذاتی مال میں ہوگا ان کے انصرام کے سبب سے یعنی انھوں نے اپنے اہل خود غلام کو لیا تو وہ تبرع خدیہ ہے ولوا وھی ثلثہ اسی ثلث مال لیکر ترک عبد آفا زکی من الوارث و لکن استحق ہذا عبد فا دعی بکرم عتقہ فی الصعۃ لیسفد من کل المال و ادعی الوارث عتقہ فی المرض لیسفد من ثلثہ و یقیم علی کفر بالقول الوارثین سمعین لانی لیکر استحقاق کر اور اگر وصیت کی اپنے ہمائی مال کی بکر کے واسطے اور موسیٰ نے ایک غلام چھوڑا سو اگر کیا وارث اور بکر ہر ایک شخص کے حصہ سے اس غلام کو آزاد کیا ہے بکر نے دعویٰ کیا اسکی آزادی کا موسیٰ کی وصیت میں ماکہ آزادی تمام مال سے نافذ ہوا اور وارث نے اسکی آزادی کا دعویٰ کیا مرض موسیٰ میں تاکہ عتق نافذ ہو ثلث مال سے اور مقدم ہو بکر پر یعنی اس واسطے کہ مرض کا عتق اگرچہ وصیت پر مگر ثلث مال کی وصیت پر مقدم ہو کہ زنی اور تو وارث کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہے ایسے کہ وارث استحقاق بکر کا شکر ہے اور قول معتبر ہونا ہے شکر کا قسم کے ساتھ دلائل کی زید کذا فی نسخ المصنوع و بشرح قلت صوابہ بکرا لہ المذکور و لا غایۃ الا امر ان تقوم شلوا لہ فی غیرہ المصنف اولاد سیتہ بانبا و ہمد علم اور زید کے واسطے بکر نہیں اسی طرح متن اور شرح کے نسخہ میں لاشی زید مرقوم ہے میں کتابوں یوں کہنا ٹیکسا ہے ولا شکر بکر یعنی بکر کے واسطے بکر نہیں اس واسطے کہ اس مسئلہ میں لاشی بکر کا اول مذکور ہی غایۃ الامر ہے کہ قوم نے یعنی فقہوں نے اس مسئلہ میں زید کی تخیل دی ہے سو مصنف نے اولاً تخیل کو بدل دیا اور ازہر میں تفسیر کو قبول کیا و ہمد علم الا ان فیفضل من ثلثہ شی من ہیمۃ عبد لکریہ کہ موسیٰ کے ثلث مال سے بکر فاضل ہے غلام کی قیمت سے تو فاضل مال کر بکر کے کام شلث مال سوم ہے اور غلام کی قیمت ۸۰ درم ہے تو ۲۰ درم بکر کو ملینگے اور تقوم حجتہ علی دعواہ فان الموسیٰ لا یصح لہ قیمت حجتہ و کذا عبد یا کو اہی کی حجت قائم ہو بکر کے اس دعویٰ پر کہ اعتاقی صحت میں تھا اس واسطے کہ بکر موسیٰ نے دعویٰ کر کے کہ وہ اپنے حق کا قیمت ہے اور بکر کا طرح غلام بھی مدعی ہے ولوا وھی ثلثہ اعلیٰ لیسیت و ادعی عبد عتقا فی الصعۃ و لا مال لہ غیرہ فصد قما الوارثین یعنی فی قیمتہ و بدش الی الترمیم و قال عتق و لا یسعی فی تہے اور اگر دعویٰ کیا ایک مرد نے دین کا بیت پر اور غلام نے عتق کا دعویٰ کیا صحت میں اور حالانکہ بیت کا بکر مال نہیں ہے سو اسے اس غلام کے سودار نے دونوں مدعیوں کی تصدیق کی تو غلام سہی کرے اپنی قیمت کے ادا کرنے میں اور وہ قیمت صاحب دین کو دی جائے اور صاحبین نے کہا کہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور کوشش قیمت میں کرے گا م صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ دین و عتق ساتھ ہی ظاہر ہوتا ہے وارث کی تصدیق سے ایک کلام میں تو گویا ساتھ ہی واقع ہوتا ہے اور صحت کا عتق موجب سعایت کا نہیں امام کی دلیل یہ ہے کہ دین کا اقرار قوی تر ہے حق سے و لہذا یجس احوال کل مال سے معتبر ہے اور اقوی مدفع نہیں دینی سے اور اسکا مقتضی یہ ہے کہ اصل عتق باطل ہوتا لیکن وہ بعد الوفوع تقاض کا تحمل نہیں تو اسکا مقتضی منقص کیا ايجاب سعایت سے کذا فی الذکر علیہ علی ہذا الخ لکات لورک انبا دلت درہم فادما مارجل دینا و آخر دیتہ و صد قما لابن خالفت بینما نصفان منہ و قال لا و دیتہ اقرب اور بنا پر خلاص مذکور کے اگر بیت نے ایک بیٹا اور ہزار درم چھوڑے سو ان درہم کے دین ہونے کا ایک مرد نے دعویٰ کیا اور دوسرے نے انکی ودیعت ہونے کا دعویٰ کیا اور بیت کے خزنہ نے دونوں کی تصدیق کی تو ہزار درم دونوں مدعیوں میں نصفان قیمت ہیں امام نے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ ودیعت قوی تر ہے دین سے ہم اس مسئلہ میں اولیت میں خلاص ہے و خلاص مسئلہ سابقہ کے قوی ہذا الخ لکنا شارح کا بلا دیر ہے کذا فی الخطا و ی قلت و مکن سے الہدایۃ فقال عندہ الاول دیتہ اقوی و عندہما سو ا و لا یصح ما ذکرنا لکمانے الیانی و کما فی فی الاشر بلا لیدہ لطف حفظ میں کتابوں اور ہدایہ میں اس کے بالعکس کہا ہے سو یوں کہنا ہے کہ امام نے نزدیک و دیت قوی تر ہے اور صاحبین نے ۷ کے نزدیک دین اور ودیعت برابر ہے اور صحیح تر وہ قول ہے جو ہم نے ذکر کیا چنانچہ کافی میں ہے اور اسکا پورا بیان شہر بلا لیدہ میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے شہر بلا لیدہ میں یوں ہے کہ صاحب ہدایہ سے پہلے بزرگوں نے خلاص امام اور صاحبین کا بالعکس نقل کیا ہے کذا فی الخطا و ی

اور قول صاحبین کا احسان ہر مہنی قویٰ سچ ہے کہ انی شرح المسئلۃ بن کمال نے کہا اور وہ یعنی صاحبین کا قویٰ مؤلفین قرآنی ہے اور تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے
نجات دی لوط اور اہل کو سو سے اٹکی عورت کے ہستی قویٰ بن کمال بن درجواب اس مسئلہ لکھ کا نام کی طرف سے بڑی کتابوں میں مذکور ہے کہ استدلالات مذکور کا
جواب یہ ہے کہ قرنیہ عوم کا وہاں موجود ہر مہنی استثناء اور امام کی دلیل یہ ہے کہ لفظ اہل کا حقیقت ہر درجہ کے درجے بدیل نصوں و عورت خالی تعالیٰ و سارہ ماہرہ لکھ
لاجلہ اکثر ائمہ و فہم اہل علمہ کذا و اطلاق تفسیر ہونا ہر حقیقت شعلہ کی طرف کذا فی الخطا دی مختصراً و اہل بیتہ و قبیلہ الہی سب ایسا و حقیقتہ
یہ دخل فیہ کل من نسب الیہم قبل ابائہ الی انہی اب لہ فی الاسلام سوی الاب القسی لانه منصات القیستانی عن الکرامانی اور آدمی کی آل عبارت
ہیں ان کے اہل بیت اور ان کے اہل قبیلہ جس کی طرف وہ منسوب ہوتا ہے اور ہر وقت میں یعنی جبکہ ان سے اہل بیت اور قبیلہ مراد ہو تو ان میں داخل ہے ہر ایک وہ
شخص جو مہنی کی طرف منسوب ہو اس کے باپ دادا کی جانب سے اسلام میں ان کے پیسے کے باپ تک پدر قصے کے سوا اس سے کہ پدر قصی منصات ایہ
یعنی اور وصیت نہیں مگر منصات کے واسطے کذا فی القیستانی عن الکرامانی ہم پدر قصی اسلام میں متلا علی یا عباس رضی اللہ عنہما تو اگر علوی نے وصیت کی
اپنی آل کے واسطے تو انہیں داخل ہے جو علی رضی کی طرف منسوب ہو نسب آبائی کی جانب سے نہ وہ شخص جس کا نام انہی سادات میں الا قرب والا بعد
والذکر والاشی و اسلم و الکافر و الصغیر و الکبیر فیہ سوا ذریب را و بعد تر اور مراد و عورت اور مسلمان اور کافر و صغیر و کبیر میں سب برابر ہیں
ویر دخل فیہ انہی و الفقیر ان کا نوا لایحیون کما فی الاختیار اور آل میں غنی اور فقیر داخل ہیں اگر وہ منصوص ہوں کذا فی الاضیاء عبارت اختیار کی یون
ہر دو ان کا نوا لایحیون کذا فی الخطا دی من الہی یعنی آل غنی اور فقیر سب داخل ہیں اگرچہ وہ لوگ غیر منصوص ہوں اور یہی حق ہے سہو کا یہ ہے اور ساف
ہو گیا ویر دخل فیہ ابوہ و جدہ و ذریبہ کما فی شرح المسئلۃ یعنی اذ کا نوا لایحیون اور آل میں داخل ہے مہنی کا باپ اور دادا اور کچھ بیٹا اور ان کی زوجہ
کذا فی شرح المسئلۃ یعنی جبکہ وہ ان کے وارث ہوں ہم عدم ہر وارث کی قید اس واسطے لکائی کہ وصیت نافذ ہوتی ہے غیر وارث کے حق میں و لایدخل فیہ اولاد
البنات و اولاد الاخوات و لا اخ من قرابہ امر لان الولیہ نسب لایہ الا لاسلام و مہنی کی آل میں داخل نہیں ان کی بیٹیوں کی اولاد اور نہ ان کی بیٹیوں کی اولاد
اور نہ کوئی وہ شخص جو ان کی مان کا قرب دار ہے اس واسطے کہ بیٹا باپ کے نسب میں داخل ہوتا ہے نہ مان کے نسب میں و حسبہ اہل بیت ایہ لان البنات ان
تبعن بابیہ لایہ اور مہنی کی نفس ان کے باپ کے اہل بیت ہیں اس واسطے کہ انسان تجانس ہوتا ہے اپنے باپ کا نہ اپنی مان کا غایۃ البیان میں کہ جس
عبارت سے نسب سے اور نسب معتبر ہے باپ کی طرف سے و کذا اہل بیتہ و اہل نسبہ کا وہ حسبہ محکمہ مکہ اور اسی طرح مہنی کے اہل بیت اور ان کے اہل نسب
اور ان کی آل اور ان کی نفس کی مانند ہیں تو اہل بیت اور اہل نسب کا حکم آل اور جنس کے مانند ہے و لولوا حیث امرأۃ یجنسہا و لا اہل بیتہا لایدخل
ولد لہا سے ولد المرأة لانه نسب الی امہ لایہا اور اگر عورت نے اپنی جنس یا اپنے اہل بیت کے واسطے وصیت کی تو اس عورت کا بیٹا وصیت میں
داخل نہیں اس واسطے کہ بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نہ مان کی طرف الا ان کیون الولہ اسے الولہ بن قوم ایہا فحیثہ یدخل لانه من جنسہا
درود کافی و غیر ہا قلت و مفادہ ان اشرف من الام فقط غیر معتبر کما فی اوخر فتاویٰ ابن نجیم ابھی شیخنا اہل علم لہ خرچہ نے اجماع کر کے باپ اس فرزند
کا اس عورت موصیہ کے باپ کی قوم سے ہو تو اس وقت میں اس عورت کا بیٹا بھی وصیت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ اس کا ہم جنس اور ہم نسب ہے
کذا فی الدرر الدکافی و غیر ہا میں کہتا ہوں تو اس تقریر سے یہ مفادہ کہ شرف یعنی سیادت فقط مان کی طرف سے غیر معتبر ہے ضابطہ فتاویٰ ابن نجیم
کے اور خیرین مذکور ہیں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے ہمارے استاد ذخیر الدین رلی نے مان یہ البتہ ہے کہ سیدہ کے فرزند کو فی اجماع حریت اور بزرگی ہے اگر
جس کی مان سیدہ نہیں لاقالہ بالمعنیۃ الماشیۃ کذا فی الخطا دی م فتاویٰ عالمگیری میں بدائع سے منقول ہے کہ حسب اور نسب مخصوص یہ پدر
ہے نہ مادر جس کی مان سیدہ ہو اور باپ سیدہ ہو تو اس کو زکوۃ کا مال لینا حرم نہیں اور وہ ہاشمیہ کا کفو اور ہر مہنہ میں اور اگر وہ مال نہیں جو سادات

نفت ہوا انصاف واقف اور یہ حدیث ہے کہ اگر کل نسب ابن زشی فہو لایہ الاماکان بن فاطمہ فانی نو اس میں اگرچہ عورت کا نسب مستبر ہو تو بھی مستبر
 سے ہے چنانچہ لفظ حدیث مستبر سے کہی آئی کہ فی الخطای وان اوصی لا قاریہ اولدی قرابتہ کذا السنخ قلت صوابہ لذوی اولار حاتمہ
 اولانسا یہ فی الما قرب فالاقرب بن کل ذی رحم محرم منہ اور اگر وصیت کی اپنے اقارب کے واسطے یا اپنے قربت والوں کے واسطے یا اپنے
 ذوی الارحام یا اپنے اہل انساب کے واسطے تو یہ وصیت ہر قرب ترک کے واسطے ہر ایک کے بعد جو اور قرب تر ہو موصی کے ہر قربت دار محرم سے خارج
 ہے کہ اس کے سون میں اسی طرح لذی قرابتہ مرقوم میں کہتا ہوں لذوی قرابتہ یعنی جمع محکم ہر محرم لذی قرابتہ مفرد ہے اور یہ مسئلہ مفروض یعنی جمع
 ہے لہذا شارح نے صیغہ جمع کو صواب کہا اور ترجمہ نے اسی وجہ سے صیغہ جمع کا ترجمہ کیا ولایدخل الوالد ان قبل بن قال للوالد قربا فہو ساقی
 والوالد ولومنونین بغير ادق کما یفیدہ عموم قولہ الورث اور اقارب کی وصیت مذکورہ میں مان باب اور بیٹا اور وارث موصی کا داخل نہیں اگرچہ
 والد بن اور فرزند ممنوع المیراث ہوں کی سبب کفر یا ملکیت کے چنانچہ عموم وارث سے یہ ثابت ہوتا ہے بعضوں نے کہا کہ جو فرزند اپنے باپ کو قرب
 کے وہ ماوراء بن رحم ذنبہ ماوراء بن کی ہے کہ اہل لغت کے عرف میں قرب اسکو کہتے ہیں جو میرے قرب کرے اور شخص کے واسطے سے اور قرب والد کا ولد
 سے بنفسہ ہر لا بغیرہ کذا فی الذمعی والابجد وولد الولد فیہ دخل فی ظاہر الردیہ دلیل لا دستارہ فی الاقتیار اور داد اور دونو ما تو اقارب کی وصیت
 میں داخل ہیں ظاہر الردیہ میں اور بعضوں نے کہا داخل نہیں اور اسی کو پسند کیا ہے اختیار شرح مختار میں جم فتاوی عالمگیری میں بدرجہ سے نقل کیا کہ
 عدم دخول کا قول صحیح ہے کیونکہ لاشئین فصاعد ابغنی اقل الجمع فی الوصیۃ آسان کمائی المیراث اور اقارب کی وصیت مذکورہ دو شخصوں اور
 زیادہ کے واسطے ہوگی یعنی اس لیے کہ وصیت میں میراث کے مانند اقل جمع دو ہیں مام نے اس وصیت میں چار شخصوں کو اعتبار کیا ہے اول
 یہ کہ سنہ دو شخص بن یا زیادہ دوسری یہ کہ موصی کا قربت دار ہو تیسری یہ کہ اقرب فالاقرب مستبر ہے اور بعد محجوب ہے اقرب کے وجود سے مانسہ
 میراث کے چوتھی یہ کہ موصی کا وارث نہ ہو اور عورت اور مرد میں برابرین کذا فی العالمگیریہ فان کان لہ للموصی عمان وخالان فی حصیہ کالارث
 وقالا لا ربا تو اگر وصیت اقارب بن موصی کے دو چار اور دو ماموں ہوں تو وصیت اسکی دونوں چچاؤں کے واسطے میراث کے مانند ہے اور صاحبین نے
 کہا چار حصے ہونگے دو حصے چچاؤں کے واسطے اور دو حصے ماموں کے واسطے شارح نے قبیل میراث سے اسکا اشارہ کیا کہ تساوی وسانا کے وقت
 جہت اقوی مستبر ہے تو چچا مقدم ہونگے ماموں پر کذا فی الخطادی ولولہ عم وخالان کان لہ نصف ولہما النصف وقالا لا تلاما اور اگر موصی کا
 ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کے واسطے نصف مال ہے وصیت کا اور دونوں ماموں کے واسطے نصف باقی ہے اور صاحبین نے کہا تین تھا و
 مال ہوگا یعنی ہر ایک کو تہائی ملے گا برابر ولوعم واحد لا غیر فلفہ نصفما ولیر نصف الآخر فی الورثۃ لعدم من یجوزہ اور اگر موصی کا ایک چچا ہونہ اور
 کوئی تو اس کے واسطے نصف وصیت ہے اور نصف مائی اور اس کے وارثوں کو دوا جائے کیونکہ اسکا کوئی مستحق نہیں ولوعم وعمتہ آتو یا کستوا فرہما اور اگر
 موصی کا ایک چچا اور ایک عم ہو تو وہ دونوں برابرین ہوا سٹے کہ دونوں قربت یکساں برابر ہے ولو انجم لحریم بطبقت خلا فالہما اور اگر موصی کا کوئی
 محرم نہ ہو تو اقارب کی وصیت باطل ہوگی بخلاف صاحبین کے م صاحبین کے نزدیک اگر محرم نہ ہو گئے تو غیر محرم کی وارث وصیت صرف ہوگی اس لیے
 کہ ان کے نزدیک اقارب بن داد مال اور انہاں کے سبب رشتہ دار داخل ہیں کذا فی الخطادی ولولہ فلان فی الذکر والای سوا لان اسم الولد نیم اصل
 حتی یحل اور اگر وصیت کی خلا نے شخص کے دلہ کے واسطے تو یہ وصیت مرد اور عورت کے واسطے برابر ہے اسوا سٹے کہ دلہ کا اسم مرد اور عورت دونوں کو
 شامل ہے یہاں تک کہ بیٹ کے بچے کو بھی شامل ہے ولایدخل دلہ ابن مع دلہ صلب اور داخل ہوگا بونا فرزند صلی کے ساتھ فلولہ نبات لصلیۃ بنو ابن
 فی النبات عملا بحقیقہ اور اگر خلا نے شخص کے صلی بیٹیاں اور پوتے ہوں تو وصیت بیٹیوں کے واسطے ہر حقیقت میں عمل کرنے کی راہ سے

یعنی پوتوں کو ولد کہنا باعتبار مجاز کہ یہی اور بیٹوں کو بنا بر حقیقت کے ہوا حالانکہ حقیقت مقدم پر مجاز ہرگز نہ ہوتی۔
 البتہ مجاز حقیقت سے نہ ہوتا بلکہ عیرا و لکھا مجازی اثران تاکہ کلام یا وصیت بیکار اور بیوہ نہ تھوڑے مگر جبکہ فلاں شخص کی اولاد کے واسطے
 وصیت کی اور اسکی اولاد بطبعی نہیں ہے تو اب وصیت میں پرے داخل ہو گئے کہ انی عالمگیریہ ولایہ دخل اولاد لیسات و عن محمد بن خلون اختیار اور بیٹوں کی
 داخل نہو کی اور محمد سے ایک روایت ہے کہ داخل ہوئی کہ انی الاختیار ولورثہ فلان لکن کما مثل خط الاثینین لانه عیر الوراثۃ اور اگر وصیت کی فلاں نے
 کے داروں کے واسطے تو مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا اسوائے کہ موصی نے وصیت کا اعتبار کیا مگر بغیر وصیت کے دیا جائے گا و شہرہ ط
 صحیحہ اس الوصیۃ ہمارے فی الوصیۃ لورثہ فلان و انی مٹا کا عقب فلان موت الموصی لورثہ و عقبہ قبل موت الموصی لان الورثۃ و عقبہ
 انسا کیون بعد الموت اور میان بیٹے فلاں کے داروں کی وصیت میں اور جو اس کے معنی میں ہو چنانچہ عقب فلاں کے وصیت میں صحیح
 ہوتے وصیت کی شہرہ ط یہ ہے کہ فلاں شخص جسکے داروں اور پس ماندوں کے واسطے وصیت ہوئی مگر یہ موصی کی موت سے پہلے اسوائے
 کہ وارث اور پس ماندہ صادق نہیں آتا اگر اسکی موت کے بعد تم انکان محرم موصی کے آخر قسم بنیم و بنیم علی عدد ازوس ثم انما اب وورثہ
 بقسم بنیم لکن اگر کلا اثینین کس عیر اگر داروں کے ساتھ دوسرا موصی بھی ہو تو ماہین ورنہ اور ماہین دوسرے موصی کے بقسم بنیم علی عدد ازوس
 ہوئی عیر جو داروں کو حصہ ملے گا تو ان کے ماہین مرد کو دو نا اور عورت کو نصف اسکا تقسیم ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا فلومات الموصی قبل موتہ
 اسے الموصی لورثہ و عقبہ بطریق الوصیۃ لورثہ و عقبہ عیر اگر وصیت کرنے والا مر گیا اس شخص کے رہنے سے پہلے جسکے داروں اور عقب کے
 واسطے وصیت ہوئی تو اس کے داروں اور عقب کے واسطے وصیت باطل ہو گئی تم انکان محرم موصی کے آخر بقولہ وصیت فلان و عقبہ کانت الوصیۃ
 کلہا فلان الموصی لردن و عقبہ لان الاسم لا یبقا و لم لا یبقا الموت و تمام فی اسراج ہر اگر داروں کے ساتھ دوسرا شخص موصی کے چنانچہ
 موصی کا یہ قول کہ میں نے وصیت کی فلاں شخص کے لیے اور اس کے داروں اور عقب کے لیے تو باطل وصیت فلاں موصی کے لیے ہے ہر کی نہ
 اس کے داروں اور عقب کے واسطے اس لیے کہ داروں کا اسم شامل نہیں انکو بعد مر جانے اس شخص کے اور اسکا یور بیان اسراج و ماہین میں ہے و عقبہ
 عقبہ ولدہ من الذکور و الاناث فان باقوا فولدہ ولدہ و کذا وکذا ولایہ دخل اولاد الاناث لان عقب ابائکم لالہ اور سراج و ماہین میں ہے اور عقب آدمی کا
 اسکا ولد ہے خواہ مرد ہو یا عورت عیر اگر اولاد بطبعی ہو گئی تو اس کے فرزند کی اولاد اسی طرح ہے یعنی ان میں بھی مرد و عورت برابر ہیں اور عورتوں کی اولاد
 عقب میں داخل نہیں اسوائے کہ وہ اپنے باپوں کی عقب میں نہ اس کے یعنی نانی نانا کا عقب اپنے باپ دادا کا عقب ہے مخطاوی نے کہا اسراج
 کو فولدہ کہ لک کہنا بہتر تھا اسوائے کہ ولد مرد و عورت دونوں کو شامل ہر وہ فی ایتام بنیم اسے غی فلان و بنیم اسم لمن مات ابوہ و
 اسلم فان مصلی اسد علیہ وسلم لایتم بعد البلوغ و عیما بنم و فرنا بنم و ابیہم الارل الذی لا یقدر علی شئی رطلکان و امراة و یولدہ قولہ
 و دخل فی الوصیۃ فقیر ہم و غنیہم و ذکر ہم و انما ہم اور اگر وصیت کی فلاں شخص کے یتیم فرزند میں اور ان کے اندھوں اور لنگڑوں اور
 ان کے مساکین میں تو وصیت میں داخل ہو گئے غی فلان کے فقیر اور غنی اور ان کے مرد اور عورت شامل ہے کہ یتیم نام پر اس شخص کا جسا باپ
 مر گیا قبل بلوغ کے زمانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بالغ ہونے کے بعد بھی نہیں آرا مل صحیح ہر اہل کی اصل دہ ہر جہی خیر قادر نہو یعنی
 محتاج اور مسکین خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس عموم کی تائید کرنا ہر صنعت کا قول یہ قول کہ اس میں عورت اور مرد یکساں ہیں و قسم سوتہ ان
 احصوا بغیر کتاب و حساب نامہ فی شہد کیون تکلیف کا تم اور مال برابر تقسیم ہو گا اگر غی فلان کے یتیم اور اندھ متعین اور منحصر ہوں بدو نہ
 اور حساب کرنے کے تو اس وقت میں بیٹے جب کہ منحصر ہوں تو مال وصیت تو یکا شہرے گا ان کے واسطے عدم و حصار اور انحصار کی تعریف

اور مولاے اسفل یعنی آزاد کردہ کو نہ اس وجہ سے کہ عموم حاصل ہوا اور مشترک واقع ہوئے نفی میں بلکہ اس وجہ سے کہ قسم کمانے پر فلاں شخص کا بعض باعث ہوا اور بعض غیر مختلف ہی مابین الاعلیٰ والا اسفل گذشتہ انصاف اور مصنف نے اسکو ثابت رکھا جو اپنی شرح میں خمس الامتہ اور صاحب ہدایہ کے نزدیک قسم مذکور میں عموم مشترک کا قرینہ نفی ہوا اور علی کے نزدیک ملت عموم بعض جو نفی الا اور عینہ الی الا علی الاکمل قبل مرتبہ خیمہ بیع لزوایا الملت مگر جبکہ مولا کی وصیت میں موصی تعیین کر دے مولاے علی کی یا اسفل کی اپنی موت سے پہلے تو اب وصیت باطل نہ تھوے کی صحیح ہو جاوے کی زوال مانع کے سبب سے یعنی مانع صحت عدم تعیین موصی سو اب زائل ہو گئی ایک بیان سے ویدخل فیہ ای اڑائی میں شتمہ فی صحیحہ ومرضہ اور مولا میں داخل ہوا وہ غلام جسکو موصی نے آزاد کیا اپنی صحت اور بیماری میں ولا یدخل فیہ مذکورہ و اہمات اولادہ و عن ابی یوسف یدخلون اور مولا میں داخل نہیں موصی کے غلام مذکور اہمات اولادہ اور ابی یوسف کے ایک روایت یہ ہے کہ وہ بھی داخل ہیں عدل دخول کی علت یہ ہے کہ مذکورہ اولاد و ولد آزاد ہوتے ہیں مالک کی موت کے بعد اور وصیت منصات ہوتی ہے موت کی حالت کی طرف تو قبل از موت تحقیق اسم کا ضرور ہے کہ انی الذی راؤھی طبقت مالہ الی الفقہاء و دخل فیہا میں یدخلون نظر فی المسائل الشرعیۃ وان علم کث مسائل مع اولئہا گذشتہ فقہان نے تہائی مال کی وصیت کی فقہوں کے واسطے تو قیود میں درخص داخل ہو گا جو فقہ دقیق اور فکر عمیق رکھتا ہو مسائل شرعیہ میں اگرچہ میں ہی سکون کو ان کے دلائل کے ساتھ جاتا ہو کہ انی لفقہان یعنی بدون علم دلائل کے فقہ میں قابل حتی قبل من حفظ النواہین مسائل لم یدخل تحت الوصیۃ صاحب فقہ نے کہا بیان تک کہ بعض فقہوں نے کہا کہ جو شخص ہزاروں سکے یا درکھتا ہو یعنی بدون دلائل کے وہ فقہ کے تحت وصیت میں داخل ہو گا مگر فقہاء جو فقہ دانی میں قسوی قرینہ کو سوچ لیا ہوا اور متفقہ یعنی جو مسائل جانتا ہو بدون دلائل کے وہ فقہ میں نہیں ہوا اور اسکو وصیت مذکورہ میں حصہ نہیں کہ انی لخطادی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اس زمانے کے عالمون پر فقہ کا اطلاقی کتاب ہوا الاما شائد بعد تو علماء مسائل دان متفقہ میں فقہ میں اوصی یا بن طہین قبرہ او فی ضرب علیہ قیہ فی باطلہ کما فی النجاشیہ وغیرہ و قد منہا جن اسر جہہ وغیرہا یہ وصیت کی کہ مٹی لگائی جائے اسکی قبر پر یا اسکی قبر قریب یا گنبد بنایا جائے تو وصیت باطل ہے چنانچہ فتاویٰ تائید خان وغیرہ میں ہوا اور یہ مسئلہ ہم راہیہ غیر سے کہ مذکور کر چکے ہیں لیکن قد منہا فی الکراہیۃ انہ لا یکرہ طہین فقہور فی حتماً فیہ یعنی ان کیوں بقول بطلان الوصیۃ بالتطہین بسبب علی بقول بالکراہیۃ لا مانع من ذلک بالکراہیۃ فاما المصنف لیکن ہم راہیہ سے کتاب الکراہیۃ میں مذکور کر چکے ہیں کہ قبر میں پرٹی لگانا قول مختار میں کر وہ نہیں ہے تو لائق ہے کہ مٹی لگانے کی وصیت کا باطل ہونا کہ وصیت کے قول پر مٹی یا اسواسطے کہ اسوقت وصیت ہے کر وہ کی اور حالانکہ وہ جائز نہیں بلکہ اسکا مصنف نے اپنی شرح میں ہم راہیہ مذکور ہے فقط مٹی لگانے پر اگر گنبد بنانے کا تقریب نہیں کیا تو وہ بالاتفاق مکروہ ہے قلت و گذشتہ ان کیوں بقول بطلان الوصیۃ بسبب غیرہ بار علی بقول بالکراہیۃ اقرہ علی بقیور اولہم جواز الا جازۃ علی اطاعات اما علی مستی بہن جوازہا فیہ یعنی جوازہا اسطفاً و عامہ فی خوشی الانشاء من الوقت میں انشاء ہوا اور ہی طرح یہ لائق ہے کہ بطلان وصیت کا قول اس شخص کے واسطے ہے جو قرآن شریف پڑھے موصی کے قبر کے پاس بار قول کر بہت قرۃ کے بقور یا ہوجہ سے کہ طاعات پر بار بار جائز نہیں لیکن بار قول مٹی کے کہ قرۃ علی بقور اور بار بار دونوں جائز نہیں تو دونوں کا جائز ہونا سزاوار اور لائق بدل ہوا عطفاً یعنی خواہ عدم جواز کی علت قرۃ علی بقور ہو یا عدم جواز بار بار علی طاعات ہو اور اسکا یوں بیان خوشی انشاء میں ہے کہ کتاب الوقت سے در حق بقور لہما کر تہیین مکان الذی مینہ الوقت لقرۃ القرآن والتذکرۃ فی العلم یا تشریفہ لاتیق التشریط لہما فی شرح المنظرہ بحسب اتباع شرط الوقت والباشرۃ فی غیر مکان الذی مینہ الوقت بغیر غرضہ من حیث ان ملک البقۃ قال و تحقیقہ فی الدرۃ المینۃ فی مسئلۃ استحقاق الحاکمۃ اور بقور لہما کر تہیین انشاء میں ہے تحریر اور تشریح کی ہے کہ اس مکان کو وقت کرنے والا تعیین کر دے قرآن پڑھنے یا تدریس کے لیے تو وہ تعیین ہوتا ہے تو اگر اس مکان میں قرۃ یا تدریس واقع نہ ہو تو قاری یا مدرس مستحق ہوا گا اس مال کا جو اسکے واسطے مشروط ہوا اس واسطے کہ شرح منظوم میں ہے کہ وجہ ہر اجتماع کرنا شرط وقت کا اور ہر مکان کو وقت نے میں کر دیا ہو اسکے غیر میں پڑھنے یا تدریس

اور دماغ سے تو غلہ خارج ہوا استعمال اور کئی کاغذ اور لاجرم الموصیٰ لہ العبد الموصیٰ محمد بن المکوفۃ مثلاً الا اذا کان ذاک مکانہ والہ فی موضع آخر ان تخرج
 سن التمثیل والا فلا تخرج الا بالذی الوثرۃ بقا حقہ فیہ اور باہر بیجا ہے موصیٰ غلام موصیٰ بہ کو کوہ سے مثلاً اگر جبکہ وہ اسکا مکان ہو اور موصیٰ کے کمال و جلال
 دوسرے مکان میں ہوں تو غلام کا بیجا نہ دیا جائے نیز بشریکہ غلام موصیٰ کے ثلث مال سے خارج ہوتا ہو اور اگر خارج ہوتا ہو تو موصیٰ لہ اسکو باہر بیجا ہے بدو
 اذن وارثوں کے بسبب باقی رہنے حتیٰ ورنہ غلام میں م خلاصہ یہ کہ اگر غلام مذکور ثلث مال سے خارج ہو سکنا تو موصیٰ لہ اسکو موصیٰ کے شہر سے باہر بیجا
 اگر موصیٰ اور موصیٰ لہ ایک ہی شہر میں رہتے ہیں اور اگر موصیٰ لہ اور اس کے اہل و عیال دوسرے شہر میں رہتے ہیں تو اسکو باہر بیجا نہ دیتا ہو اسو اس کے وصیت نافذ
 ہوئی ہو موصیٰ کے مقصود کے موافق تو جب موصیٰ لہ کا وطن دوسرا شہر ہو تو موصیٰ کا مطلب یہ ہے کہ موصیٰ لہ غلام کو اپنی خدمت کے واسطے وہاں بیجا نہ دے بلکہ وہی
 کو ایوں کتابتہ تھا (سن المکوفۃ الا ان کیون ذاک مکانہ) اور اسم اشارہ راجع ہونا مبعہ کی طرف تو اولہ فی موضع آخر کی حاجت تھی وہ مبعوۃ
 اسی موصیٰ لہ فی حقہ الموصیٰ لہ کی وصیت اور موصیٰ لہ کے مر جانے سے موصیٰ کی زندگی میں وصیت باطل ہو جاتی ہے یعنی اسو اس کے اسکا تھی نہ اور بعد
 بعد العبد والدار الی الوثرۃ اس موصیٰ حکم الملک اور موصیٰ کی موت کے بعد غلام اور موصیٰ کے وارثوں کی طرف پرتا ہے حکم ملک یعنی جو ملک منافع کی وصیت
 میں ملک موصیٰ زائل نہیں ہوتی لہذا بعد موت تھی موصیٰ کے وارث اس کے ملک ہوتے ہیں ولو لہ الوثرۃ صنفہ فیہ تیسری ہر جہہ بقوم مقام الاول و اس
 بیع المرین من ابرہہ بالکثر ثلث لہذا ذکرہ صنف فی الہین اور اگر موصیٰ کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے غلام کو ثلث کیا تو وہ نادان دیکے اسکی قیمت کا
 کہ اس قیمت سے دوسرا غلام قائم مقام اول غلام کے خرید کیا جائے ولہذا فیہ منوع ہے حسان سے تمامی مال سے زیادہ ایسا ذکر کیا ہے صنف نے اپنی
 شرح کی کتاب الہین میں ہم اہل عبارت یعنی کی ہر اور جہ اسم اشارہ کا ذکرہ کا حق محترم ہے لیکن شارح کی عبارت میں غفل واقع ہو گیا ہے یعنی اختصاص کی وجہ سے
 کہ فی الخطاوی لخصاً ولو اوصیٰ بہذا العبد لفلان و بعدہ لآخر و ہر مخرج من ثلث صح و کما فی الہرر اور اگر موصیٰ نے وصیت کی اس غلام کی ایک شخص
 کے واسطے اور اسکی خدمت کی وصیت کی دوسرے شخص کے واسطے اور حالانکہ وہ غلام موصیٰ کے ثلث مال سے خارج ہوتا ہو تو وصیت صحیح ہے اور اسکا پورا
 بیان درمیں ہے و فی اکثر غلامیہ و نفقۃ اولہ یعنی بخدمتہ علی الموصیٰ لہ رقبۃ الی ان یدرک بخدمتہ فیصیر کالبکر و نفقۃ البکر علی سن لہ بخدمتہ اور شہر بلا البکر
 اور غلام مذکور کا نفقہ جبکہ وہ خدمت نہ کر سکنا ہو کم عمری کے سبب سے اُس پر جسکے واسطے اس کے رقبہ کی وصیت ہوئی یہاں تک کہ وہ خدمت کرنے کے
 لائق ہو جائے تو اب وہ صغیر کبیر کے مانند ہو جاوے گا اور غلام کبیر کا نفقہ اُس پر جسکی خدمت کے واسطے وصیت ہوئی دان ابی الانفاق علیہ روا ہے
 سن لہ الرقبۃ کا مستعیر مع البکر اور اگر موصیٰ لہ بخدمتہ اُس پر خراج کرنے سے انکار کرے تو اس غلام کو بکیر دے اسکو جسکے واسطے رقبہ کی وصیت ہوئی
 جیسے مستعیر کا حکم ہے میر کے ساتھ یعنی اگر مستعیر نفقہ غلام سے انکار کرے تو غلام بکیر کی طرف رو کیا جائے گا فان جنی فالغلام علی سن لہ بخدمتہ بکیر
 اگر غلام مذکور خدایت کرے یعنی ازراہ خطا کسی کو قتل کرے تو ذبیہ اُس پر واجب ہے جسکے واسطے خدمت کی وصیت ہوئی ولو ابی خدہ صاحب الرقبۃ
 او ذبیہ و بطلت الوصیۃ اور اگر صاحب خدمت ذبیہ دینے سے انکار کرے تو صاحب رقبہ ذبیہ دے یا غلام مقتول کے وارث کو جواب دے اور وصیت
 باطل ہوگی یعنی ذبیہ یا دفع کی صورت میں و شجرۃ بستانہ فحیات و احوال ان فیہ حقہ لہ ہذہ الثمرۃ فقط اور اگر موصیٰ نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت
 کی بکیر موصیٰ کر گیا اور حالانکہ باغ میں پھل موجود ہے تو موصیٰ لہ کے واسطے فقط یہی پھل ہے نہ آئندہ پھل و ان زاد و بدلہ ہذہ الثمرۃ و یا تقبیل اور اگر موصیٰ
 نے وصیت مذکورہ میں عیشہ کا لفظ زیادہ کیا تو موصیٰ لہ کے واسطے یہ پھل ہی ہے اور آئندہ تقبیل کا بھی پھل ہی کہانی الوصیۃ بقلعۃ بستانہ قائم نہ ہر وہاں
 قسم ابدالاً و الا یہاں غلہ بستانہ میں اسواسطے کہ غلہ باغ کی وصیت میں موصیٰ لہ کے واسطے یہ غلہ موجود بھی ہے اور وہ غلہ بھی ہے جو آگے موجود ہو گا
 خود موصیٰ ہمیشہ کا لفظ وصیت ملاوے یا نہ ملاوے ہم تشرہ اور غلہ میں وجہ فرق یہ ہے کہ عرت میں تشرہ نام ہے موجود کا تو میں مدد کو

نہا

[illegible]

کسی چیز کی مسجد کے واسطے تو وصیت جائز نہیں اس واسطے کہ مسجد لائق تملیک کے نہیں ہر اور محمد نے اسکو جائز رکھا ہے مصنف نے کہا اور محمد کے قول کا فتویٰ دیا ہے ہمارے استاد جبر الراقی کے مصنف نے صم محمد نے وصیت مذکورہ کو مصلح مسجد کے اور پر محمول کیا ہے تاحی الاکھان موسیٰ کا کلام صحیح ٹھہرے والا ان لیقول الموسیٰ بن یحییٰ علیہ جو زنا تھا کا مسجد کے واسطے وصیت صحیح نہیں کریہ کہ موسیٰ کے کہ خرج کیا جاوے مسجد پر ثواب وصیت جائز ہے با اتفاق امام اور محمد رحمہ کے قال او وصیت ثلثی لفلان او فلان لطلعت عند ابی حنیفہ جہانۃ الموسیٰ کہ عند ابی یوسف رحمہ لہما ان یصلحا علی انہ اثنتی و عند محمد بن حنفیہ لہما ان یصلحا او اعطوا موسیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے ترائی مال کی وصیت کی فلا نے شخص کے واسطے تو وصیت باطل ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسبب محمول ہونے موسیٰ کے اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دونوں شخصوں کو اختیار ہے کہ آپس میں صلح کر لیں نہائی مال کے لینے میں خواہ نصف نصف پر مصالحت کر لیں یا کم و بیش اور محمد رحمہ کے نزدیک موسیٰ کے وارثوں کو اختیار ہے انہیں سے جس شخص کو چاہیں

دین و اللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی وصایا الذمی وغیرہ یہ فصل یہ ذمی وغیرہ کی وصایا میں یعنی چنانچہ کسان اور صاحب ہوا اور برتری و صابین ذمی جعل دارہ بیعتہ او کنیتہ اوریتہ تاری صحتہ فوات فی میراث لانه کو حق لم یصلی کا فرضی نے اپنا گھر بیعہ یا کنیتہ یا آتش خانہ بنا یا اپنی صحت کی حالت میں پروردگار کیا تو دیکھے دارثون کی میراث ہر سو ہو کہ وہ وصیت غیر سبیل کے مانند جرم بیعہ عبادت خانہ بیوہ اور کنیتہ عبادت خانہ نصاریٰ کا اور آتش خانہ مسجد جو اس کا ان عبادت خانوں کا بنانا ذمیوں کو دیہات میں جائز ہے نہ دار الاسلام کے شہروں اور قصبات میں داما عند ہما خلاصہ معنیہ اور صاحبان کے نزدیک تو اسوجہ سے صحیح نہیں کہ انکا بنانا مصیبت ہے ولس ہر کا مسجد لانہم سکون وید فنون فیہ مزامحہ سے لوکان مسجد کذلک یورث قطعا قالہ المصنف وغیرہ لانہ فیہ لم یصلح میراثا نصا لہ تالے اور بیعہ اور کنیتہ مسجد کے مانند نہیں ہر اسواسطے کہ بیوہ اور نصاریٰ اس میں رہتے ہیں اور اپنے مردے اس میں دفن کرتے ہیں تو اگر مسجد بھی اس طرح ہو یعنی اس میں سکونت اور دفن ہوتا ہو تو وہ بھی مورث ہوگی ایسا کہ ہے مصنف وغیرہ نے اسواسطے کہ اس وقت میں محرر خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ توئی صم یہ صاحبین کے کلام کا نتیجہ نہیں بلکہ امام کے قول کا نتیجہ ہے اور جو اس سوال مقدرا کہ عیہ اور کنیتہ بیوہ اور نصاریٰ کے حق میں ہیں ایسا چوتھے مسجد کے حق میں ہیں اس میں بیعہ جاری نہیں ان اوصی الذمی ان منی دارہ عیہ او کنیتہ لہ عیہ میں فوج جائز من التلکث وچین تملیک اور اگر ذمی نے یہ وصیت کی کہ اسکا گھر بیعہ یا کنیتہ بنا یا جاوے عین لوگوں کے واسطے تو وہ جائز ہے ترائی مال سے اور یہ تملیک ٹھہرے گی اسکے واسطے وان اوصی بدارہ ان منی کنیتہ او عیہ فی القری فلا فی المصلح لا یجوز اتفاقا اقوام غیر سبیل میں صحت عندہ لا عند ہما لامر انہ مصیبتہ ولہ انہم تیر کون دما بیوہ قسحہ اور اگر ذمی نے اپنے گھر کی وصیت کی کہ وہ کنیتہ یا بیعہ دیہات میں بنایا جاوے قوم غیر سبیل کو اسے تو یہ وصیت اسکے نزدیک صحیح ہے نہ صاحبین کے نزدیک اسواسطے کہ صاحبین کی دلیل مذکور ہوگی کہ وہ مصیبت ہے اور مصیبت کی وصیت جائز نہیں اور امام کی دلیل یہ ہے کہ اہل ذمہ چھوڑے جاتے ہیں اپنے دین پر تو وصیت صحیح ہوگی دیہات کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر شہر میں کنیتہ یا بیعہ بنانے کی وصیت کی تو با اتفاق امام رحمہ اور صاحبین کے جائز نہیں کو عیہ حرلی مساسن لا وارث لہ ہا لکل مالہ المسلم او ذمی کذا فی الوقایہ ولا جبرۃ میں تہ لانہ اموات فی صناعیہ وصیت جائز ہے اس حرلی مساسن کی جہا کوئی وارث نہیں دار الاسلام میں اسکے تمام مال کی وصیت مسلمان یا ذمی کے واسطے کہ انی الوقایہ اور کچھ اعتبار نہیں اسکے ان وارثوں کا جو دار کربان ہیں اسواسطے کہ وہ دھکم اموات کے ہیں ہمارے حق میں ولو اوصی بقتلہ مثلا نفذ و رد باقیہ لورثہ لا اراہل لانہ لا یستحق لہ فی دارنا اور اگر حرلی مساسن نے اپنے نصف مال کی مثلا وصیت کی تو وصیت نافذ ہوگی اور باقی مال اسکے وارثوں پر رد کیا جاوے گا میراث کی راہ سے نہیں بلکہ اسواسطے کہ اسکا کوئی مستحق نہیں ہمارے ملک

ہو گئے اور وہ بالغ حاضرین تو اگر کھوئے اتفاق کیا کہ اُسے واسطے وصیت کا مال دیا جائے یا ایک وارث محتاج ہو گیا سو سب وارثوں نے
اجماع کیا کہ اسکو دیا جائے تو جائز ہے اور وارثوں میں ضعیف یا غائب یا حاضر غیر رخی ہو تو جائز نہیں کذا فی الخطا وی اوصی بقدر صلۃ رجل من بین
المخیر لغيره یعنی لفساد ارباب وصیت کی اپنی نماز کے کفارہ دینے کی ایک مرد میں کے واسطے تو اسکو غیر کو دینا جائز نہیں اسی قول پر فتویٰ ہر فساد زمانہ
کی علت سے ہم قصبات وغیرہ میں طبع غالب یہ لہذا فقیر وصیت جائز نہیں اوصی لسلوۃ ولت مالہ دیون علی المعسرین خبر کہا اوصی لعم عن الغیرہ لم یخرج
ولابد من قبض ثم التصدق علیہم اپنے مال کی وصیت کی اپنی نمازوں کے کفارہ کے واسطے اور مالانکہ اسکا مال محتاجوں پر دین ہر سودی سے
اُس مال کو انہیں جو ترافہ ادا ہونے کی وجہ سے تو یہ فدیہ کنایت کرے گا اور ہر اُس مال کا ادنیٰ قبض کرنا غیر کو صدقہ دینا یعنی بدو فی قبض ادا ہے کفارہ
صحیح نہیں ولما مر ان تصدیق بالثلث مراتب غاصب لثمنہا مثلاً و استلک خبر کہ صدقہ علیہ وہو معتبر بخریکہ حصول قبضہ بعد الموت بحالات الدین اکل من
الغنیۃ اور اگر موصی نے یہ امر کیا موصی کو کہ تہائی مال صدقہ دے بخر موصی ہو گیا کسی غاصب نے تہائی مال مثلاً غصب کیا اور اسکو ضائع کیا سو موصی نے
اسکو جوڑ دیا صدقہ دینا سمجھ کر اور حالانکہ وہ محتاج ہو تو کفایت کرے گا تصدق میں بسبب حاصل ہونے قبضہ غاصب کے بعد مر جائے موصی کے برخلاف
دین کے کہ مہر پر دین کا قبضہ حیات موصی میں ہوا تھا تو وہ کنایت نہ کرے گا یہ سب مسائل فقہ سے مذکور ہیں دینی اجواہر اوصی الرجل بقدر اموالہ وصیت التمرکہ
والوصی لہ فی البلد وقد علم بالغنیۃ ولم یطلب ثم بعد سنین اذنی تسخ ولا یطیل بالتأخیر ان لم یملین رد الوصیۃ اور جو اہر افتادی میں ہر کہ عمارت دانی زمین کی وصیت
کی ایک شخص کے واسطے اور موصی ہو گیا سو کہ نفیس ہوا اور موصی نے اُسی شہر میں ہر اور حالانکہ اسکو شہر ترکہ معلوم ہر اور اُسے طلب نہ کیا بخر چند سال کے بعد ورجو
کیا تو مسوع ہو گا اور تاخیر سے دعویٰ باطل نہ ہو گا بشرطیکہ اُسے وصیت کو رد نہ کر دیا ہو ہم عقار عبارت ہر عرصہ سینہ سے اور ضمیمہ عبارت ہر حفظ عرصہ سے کذا فی
الخطا وی عن جامع المفسرین اوصی لہ بدافعاً بعد موتہ قبل القبض صحیح جو از التفرق فی الوصی یقبل قبضہ ایک شخص کے واسطے وصیت کی ایک ملک کو
اُسے گھر کو بچا بعد مر جائے موصی کے قبضہ کرنے سے پہلے تو بچ جائز ہو اسواسطے کہ وصیت کی خبر میں تعارف کرنا قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے وقت ضمیمہ
علی دلہ یا وجلت ہم الولد متولیا وللولد اب فالتولی اولیٰ من الاب ایک عورت نے زمین کو وقف کیا اپنے بیٹے پر اور بیٹے کے چچا کو مہر متولی کیا اور بیٹے کا
باپ بھی زندہ ہے تو متولی مقدم ہر باپ سے شری دانا و اوصی بہ لارسل فاخذ ما اشبع من ید الوصی لہ یؤخذ الثمن ولو استحق والد لارسل الوصی واسطے
الوثرۃ بشرطی لانہ غیر ذی مال البغیر گھر زید کیا اور اسکی وصیت کی ایک مرد کے واسطے سو اُس گھر کو شفع نے لیا موصی دے کاٹھ سے نوٹن لیا جاوے گا
اور اگر غیر شخص کا ثابت ہوا تو موصی لہ شتری کے وارثوں سے کچھ بناوے گا اسواسطے کہ استحقاق مالک غیر سے ظاہر ہو کہ اُسے غیر کے مال کی وصیت
کی تھی اور حالانکہ وہ جائز نہیں ہم جب گھر شفع نے گاتھ شفع کی علت سے تو موصی لہ استدر ثمن شتری موصی کے ترکہ سے لے گا اور وارث شتری کے
شفیع سے ثمن بھر لیں گے کذا فی المنح

باب الوصی

وہو الوصی الیہ باب ہر وصی کے احکام میں وصی دہر جسکی وارث وصیت کی جائے ہم عرب بتے ہیں اوصی فی ظان یعنی اسکو اپنے مال میں تصرف کرنے کی اہل موت کے
وصیت کی اور اسکو موقوف الیہ اور وصی بھی بتے ہیں اور وایت بالسر الفتح ہم ہر اُس وصی کو واثق نہیں کہ وصایت قبول کرے ہو اسطے کہ میں خبر ہر الویو سٹے ہر
ہر اول بار وصی ہوا غلط ہے اور دوسری بار چانت ہے اور تیسری بار چوری ہے جس سے رویت ہے کہ وصی فاد نہیں عدل یا اگرچہ میرا نہیں عمر فاروقی ہونی و شیخ نے کہا کہ میں
ہر برس قصا کی اپنی مدت میں وہ شخص نہیں دیکھا جو اسے خلیجے کے ال میں عدل کرنا ہو کذا فی الخطا وی عن التمسائی اوصی الی زید اوصی بخل صدقہ
صحیح ظان ارد عشرہ اسی طبع پر تہ زید کا ہر وصیت کی یعنی ایک شخص نے اسکو وصی کیا اور اُسے وصایت کو قبول کر لیا موصی کے نزدیک تو وصی ہر ما صحیح ہو گیا

پھر اگر دیکھا یعنی قبول نہ کیا انکار کیا دوسری روئے سے اسکے نزدیک یعنی موسیٰ کی نسبت میں خود وصایت پھر لکھی ثابت ہوئی ہم اس واسطے کہ وہ بدین ترجمہ کرانہ
قبول کرنا واجب نہیں چاہے پھر دوم اختیار کرے چاہے جو کرے موسیٰ کو اختیار نہیں کہ غیر پر تصرف لایم کرے اور جو عین میں قرب دنیا نہیں جو کہ موسیٰ کو اختیار
ہو کہ دوسرے شخص کو دوسری غیر اسے اور اگر بعد کے قبول کرے گا تو قبول صحیح ہوگا یا ان اسکے سامنے دوسری بات قبول کر لیا تو صحیح ہے اس واسطے کہ ان میں ہر کسی کو
دوسری کیا سوئے اسکے سامنے کہا کہ میں قبول نہیں کرتا تو یہ رد ہوا اور دوسری نہ پھر اگر موسیٰ نے اس سے کہا کہ تم سے یہ توقع نہ تھی کہ تم قبول نہ کرو گے سو اسے کہا
میں نے قبول کیا تو دوسری ہو گیا کہ فی الخطای و الا لا یصح الی غیر ذلک خزانہ کے سامنے دوسری نے رو لیا تو ہمارا کرنا اسکے صحیح یعنی اسکی
عدم دست میں صحیح نہیں ہوتا کہ وہ ذریعہ خود دوسری کی حجت سے صحیح اخراج عنہا ولو فی غیبتہ عند الامام خلافا للثانی بنازیہ اور صحیح ہر خارج کرنا دوسری کا
وصایت سے اگرچہ دوسری کی غیبت میں اخراج واقع ہوا ہوا امام رکے نزدیک برخلاف ابو یوسف رکے یعنی اسکے نزدیک اخراج بلا علم دوسری صحیح نہیں
قان سکتا اوصی الیہ فمات موصیہ فملک الرد و التبرؤل پھر اگر موسیٰ نے سکوت کیا پھر حکام وصیت کرنے والا دیکھا تو دوسری کو رد کرنا اور قبول کرنا جائز دوسری
دوسری تصرف لایم نہیں ہوتا تو بدین قبول کرنے کے پھر وصایت لایم نہیں ہوتا و کالت کے اور یہاں قرب دنیا بھی نہیں ہوا سو اسے کہ موسیٰ نے خود ذریعہ بھایا
اسلیکے کہ اسے حال دریافت نہ کر لیا کہ اسے وصایت قبول کی یا نہیں و لزم عقد الوصیۃ علی شئ من التکرر وان قبل ہی ای کیونہ وصی قان علم الوصی
بالوصیۃ لیس بشرط فی حقہ تصرف او عقد وصیت لایم ہوجاتی ہر دوسری کی کوئی چیز بیع کرنے سے موسیٰ کے ترک سے اگرچہ وہ پہلے دوسری ہونے کو نہ جانتا ہو اس واسطے
دوسری کو وصایت کا علم شرط نہیں ہے اسکے تصرف کے صحیح ہونے میں بخلاف الوکیل قان علمہ بالوکالۃ شرط بخلاف وکیل کے اس واسطے کہ وکیل کو وکالت
کا معلوم ہونا شرط ہے وکالت کی قان سکتا تم رد بعد موت تم قبل صح الا اذا انقضت قاضی وہ علاج قبولہ بعد ذلک پھر اگر موسیٰ نے قبل وصیت
سے سکوت کیا پھر دیکھا موسیٰ کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جبکہ قاضی نے اسکے رد کرنے کو نافذ کر دیا تو اب اسکے بعد قبول کرنا درست
کا صحیح نہیں و لو دوسری الی صبی و غیرہ و کافر و فاسق بدل ہی بلیم النفاضی بغیر ہم انما بالنظر و لفظ یدل فیضی حجتہ الوصیۃ خلوص قبل
الاخراج جائز ہے اور اگر موسیٰ نے دوسری کیا صغیر کو اور غیر شخص کے غلام کو اور کافر و فاسق کو تو بدل ڈالا جاوے یعنی قاضی اسکے سوائے اور شخص کو
بہ صبی مقرر کرے انعام نہ کرے واسطے او تبدیل کرنے کا لفظ وصیت پر دلالت کرتا ہے تو اگر صغیر اور غلام اور کافر و فاسق کو پھر تصرف کرین قبل اخراج کے تو
تصرف جائز ہے کہ فی اسرارہ فی ملک لصبی و عتیق لعیب و اطم الکافر و المرد و اب الفاسق محقق فیہ فیوض لایۃ الوقت لصبی صحیح اسما نام غیر ہم القاضی
عنہما اسی عن الوصایا لرد الالموجب للحرل الا ان یوں غیر امین اختیار ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اور کافر و فاسق مسلمان ہو گیا اور فاسق
سے توبہ کی کہ فی الحقیقت تو قاضی انکو دھمایا سے خارج نہ کرے بسبب زائل ہوجانے اس مانع کے جو موجب تھا مغزول کرنے کا کہ یہ کہ دوسری خائن ہو
امانت در نہ تو مغزول درست ہے کہ فی الاختیار او محقق ہیں کہ ولایت وقت کی صغیر کو مفوض ہوئی تو استعسان کی راہ سے صحیح ہے والی عبدہ و احوال ان
در شہ صحتا صحیح کا یہ اسکا الی مکاتبہ او مکاتب غیر ہم ان ردی الرق نکاحا عبدہ اور اگر دوسری کیا اپنے غلام کو اور غلام کہ موسیٰ کے وارث صغیر ہیں تو صحیح ہے جیسے اسکا
دوسری کرنا اپنے مکاتب کو یا غیر کے مکاتب کو درست ہے پھر اگر مکاتب عدم اسے بدل کتابت سے ملکیت کی طرف پھیر لیا تو اسکا حکم غلام کے مانند ہے
یعنی اگر وارث صغیر ہیں تو درست ہے ورنہ تو درست نہیں والا لا دفا لا یصح مطلقا در را دوسری کے وارث عاقل باغ ہیں تو غلام کا دوسری کرنا صحیح
نہیں اور بھائیوں نے کہ انعام کا دوسری کرنا مطلقا درست نہیں خواہ وارث صغیر ہوں خواہ باغ کہ فی الدرد و من عمر عن اقیام بہا حیثۃ لایجر و جبارہ
ضمیمہ النفاضی الیہ غیر رعایت حق الوصی و لورثہ اور جو دوسری کہ عاجز ہو وصایت کے قیام سے فی الحقیقت نہ فقط دوسری کے اظہار سے تو قاضی اسکے
ساتھ اور دوسری کو ملا دے موسیٰ اور وارثوں کے حق کی رعایت کرنے کے واسطے دوسری کا یوں ظاہر کرنا کہ مجھ سے وصایت نہیں ہو سکتی سو اسے مقبرہ

کہ شکایت کرنے والا کاسب کا ذب ہو تاہر اپنی جان کے بچانے کے واسطے کذا فی السج ولو نظر للقاضی عجزہ صلا استبدل غیرہ اور اگر قاضی کو ضرر
ما جزی اصلاً ظاہر ہو تو اور شخص کو بدل کے وصی مقرر کرے ولو غرہ ای الوسی انتشار القاضی مع البیئۃ لہا فخر لہ وان جاز القاضی و اثم
قاضی نے بیعت کے پسندیدہ وصی کو معزول کیا باوجودیکہ وہ وصایت کی لیاقت رکھتا ہو تو اسکا معزول کرنا نافذ ہوگا اگر قاضی نے ظلم کیا اور گھٹا کر
فی الاشباہ و اختلاف فی صحت غرہ والا کثر علی السعۃ کما فی شرح الوہابیۃ للجبب الا قمار بعزم لہو کما فی الفصولین ولما غزل الخائن فوجہ حبب انہی قلند
و عبارت جامع الفصولین من الفصل السابع والعشرون الوسی من اہل بیت لہ عدا لاکما فیما لا یجوز للقاضی ان یغزلہ فلو غزل قبل یغزل ان اقول الصبیح عندی ا
لا یغزل لان الوسی شفیق بنفسہ من القاضی فکیف یغزل فینبغی ان یغزل بنفسہ فضاۃ الزمان انہی قال المصنف قال یغزل فخر تری عہ صحت لہ
للوسی فکیف با لوظائف بالادوات اشباہ میں ہر فقہانے اختلاف کیا ہر وصی اہل کی صحت غزل میں اور اکثر قضیہ صحت غزل پر ہیں چنانچہ
شرح وہابیہ میں ہر لیکن عدم صحت کا فتویٰ دینا در جب ہر چنانچہ فصولین میں ہر اور وصی خائن کا تو معزول کرنا واجب ہر انہی مافی الاشباہ
میں کتا ہوں اور عبارت جامع الفصولین کی ستائیسویں فصل سے یہ ہر کہ میت کا وصی اگر متقی اور کافی ہو تو قاضی کو معزول کرنا لائق نہیں
سو اگر باوجود اسکے معزول کرے گا تو قول ضعیف یہ ہر کہ وہ معزول ہو جاوے گا میں کتا ہوں میرے نزدیک صحیح یہ ہر کہ وہ معزول ہوگا سو اسے کہ
وصی اپنی ذات پر شفیق تر ہر قاضی سے یعنی اُسے بتر سچکر اسکو وصی مقرر کیا تو قاضی اسکو کیونکر معزول کرے گا اور لائق ین ہر کہ عدم غزل کا فت
و یا جائے فضاۃ زمانہ کے فساد اور بدعتی کی وجہ سے انہی مافی جامع الفصولین مصنف نے کہا ہمارے استاد صاحب جلال توقہ نے کہا سو ا لہ
غزل وصی کی عدم صحت راجح ہو گئی تو وظائف ادوات کی معزول کیونکر صحیح ہوگی ہم مجملہ وظائف کے تو بیعت ہر فتاویٰ غیر زائد ہیں بجز ان اُس سے متعلق
ہر کہ قاضی اگر ناظر وقت کو معزول کرے تو اسکی شرط یہ ہر کہ اُس سے خیانت ثابت ہو چنانچہ احسان اور جامع الفصولین میں ہر معلوم ہوا کہ غیر زائد ہر کرنا
بدون خیانت کے حرم ہو اور اگر کہے گا صحیح ہوگا اور عدم صحت غزل ناظر سے معلوم ہوا کہ وقت کے صاحب وظیفہ کو بھی معزول کرنا صحیح نہیں چنانچہ ہر ہر
سے اسکو ثابت کیا ہر کذا فی الخطا دی و بطل فعل احد الوصیین کا متولی ہیں فائمانی حکم کا الوصیین اشباہ و وقت البقیۃ اور درود عیون میں ہے
ایک وصی کا فعل باطل ہر جسے دو متولین وقت سے ایک متولی کا فعل باطل ہو اسواسطے دو متولی دو وصی کے مانند ہیں حکم میں کذا فی الاشباہ
و وقت البقیۃ و مفادہ انہ لو تراجدا ہما ارض الوقت لم یجز ہما الا آخر و قد صارت واجتہد الفتوۃ اور قول سابق سے یہ مستفاد ہوا کہ اگر ایک متولی
وقت کی زمین جا رہ دے تو جائز نہیں دوسرے متولی کے بدون اس کے اور البتہ یہ صورت فتویٰ طلب ہوئی تھی یہ صورت احسان میں صرح مذکور ہر کہ اگر
احد اہل نظرین بالا جا رہ جائز نہیں اور اگر ایک ناظر دوسرے کو وکیل کر دے تو جائز ہر فتویٰ ابو سعود نے اسکو نقل کیا ہر کذا فی الخطا دی و لود صلیۃ کان
ایضا وہ لکل منہما علی الا نفر او قیل فی رد قال ابو الیث و هو الاصح وہ ناخذ ایک وصی کو فعل بدون دوسرے وصی کے باطل ہو اگر چہ میت کا
وصی کرنا ہر وصی کو جبراً و اذیت ہو ہوا و بعضوں نے کہا ہر وصی اپنے فعل میں منفرد اور مستقل ہر ابو الیث نے کہا اور دینی ہر وصی کا انفراد اور
استقلال صحیح تر ہر اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں لکن الاول صحیح فی البسوط و جزم بہ فی الدرر دنی التستانی انہ اقرب الی الصواب لیکن اول یعنی بطلان
فعل احد الوصیین کو صحیح کہا ہر بسوط میں اور اسی پر یقین کیا ہر در میں اور تستانی میں ہر کہ یہی بطلان کا قول قریب تر ہر صواب کی طرف ہم بیان دونوں
قولوں پر فتویٰ اور قضا درست ہر چنانچہ رسم مفتی میں مذکور ہر کذا فی الخطا دی قلت و نہ اذا کاننا وصیین او متولیین من جہۃ امیت اور البتہ
او قاض واحد اما لو کان من جہۃ تافیین من بلدین فینفرد احدہما بالتصرف لان کل من القاضیین لو تصرف جاز تصرف فلذ اناسیہ ولو اراد کل من
القاضیین غزل منصوب القاضی الآخر جائز ان اسے فیہ المصلحتہ والا لا و اما مدنی و کالتہ و غیر البسوط منہا للثقیات و غیرہا لطیف میں کتا ہوں

دریغیے بطلان فعل احد الوصیین اسوقت ہر جگہ دونوں وصی یا دونوں متولی بہت با وقت یا ایک قاضی کی طرف سے ہوں اور اگر دونوں
 ہی یا متولی دوسروں کے دو قاضیوں کی طرف سے ہوں تو ایک وصی یا ایک متولی تصرف کرنے میں مستقل ہوگا سو اسلئے کہ ہر قاضی اگر تصرف کرے
 اسکا تصرف جائز ہو تو اسی طرح اسکے نائب کا تصرف جائز ہو اور اگر دونوں قاضیوں میں سے ہر قاضی دوسرے قاضی کے منسوب کو معزول
 راجح ہے تو درست ہو اگر ان میں مصلحت دیکھے اور اگر مصلحت نہ دیکھے تو معزول کرنا جائز نہیں اور اسکا پورا بیان تنویر البصار کی کتاب الوکالۃ
 بن لطفات وغیرہ سے منقول ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے وہی وصایا السراج لم یعلم القاضی ان للیت وصیایم حضرت الوصی فاراد الخول فی الوصیۃ
 لہ ذلک وصیب القاضی الاثر لا یرجى الاولی اور سراج دہاج کی کتاب الوصایا میں ہے کہ اگر قاضی بخانا ہو کہ میت کا وصی ہے سو قاضی نے
 میت کے واسطے کوئی وصی قائم کیا بہت کا وصی آیا سو اسنے وصیت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اسکو یہ درست ہے اور قاضی کے
 دوسرے وصی قائم کرنے سے پہلا وصی خارج ہوگا الا بشر اذ کفنتہ وتجزیہ وخصومتہ فی حقوقہ وشرا حاجۃ المظفل والاعتناق لہ
 واعتناق عبید معین ور دو دلیعۃ وشفیعۃ وصیتہ عینتین دو وصیوں میں سے ایک وصی کا فعل باطل ہے مگر وصی کے کفن کی خرید میں اور اسکی
 تجیز میں اور اسکے حقوق کے خصوصیت کرنے میں اور حاجات طفل کی خرید میں اور طفل کے واسطے یہ قبول کرنے میں اور غلام معین کے آزاد کرنے میں
 اور وصیت معینہ کے پھیر دینے میں اور وصیت معینہ کے جاری کرنے میں ایک وصی کا فعل بھی نافذ ہے باطل نہیں زاد فی شرح الوہبانیۃ عشرۃ آخرہ
 منہار و منسوب و مشتری شراد فاسد و سہ کیلی اور زلی و طلب دین و قضاء دین جس حقہ شرح وہبانیۃ میں امر عشرہ سو اسے جو تن میں مذکور ہیں
 زیادہ دیکھیں بہن از تجملہ منسوب کا پھیر دینا اور شراد فاسد کی خریدی چیز کا پھیر دینا اور کیلی یا زلی چیز کا قسمت کر دینا اور دین بوسی کو طلب کرنا اور
 دین کا ادا کرنا اسکے حق کے ہم نہیں ہم امر عشرہ سے تین امر کو تاج نے ذکر نہ کیا از تجملہ شیب کی وجہ سے تین بیع کا پھیر دینا اور بارہ نفس نیم اور بت
 کی طرف سے غیرت کی وصیت کو جاری کرنا معین فقیر با سکیج کے واسطے وسیع یا نجاف تلفہ و جمیع اموال ضائعہ اور اس چیز کے بیچنے میں تجلے تلف
 ہو جانے کا ذکر ہے اور اموال ضائعہ کے جمع کرنے میں احد الوصیین کا فعل باطل نہیں وقال ابو یوسف یغزو کل بالتصرف فی جمیع الامور ولو لم یصل علی الترادد والا
 انج اتفاقا شرح وہبانیۃ اور ابو یوسف نے کہا کہ ہر وصی منفرد تصرف کرنے میں جمیع امور میں اور اگر موسی نے انفرادی جمیع پر تصریح کر دی ہو تو انکی تصریح کی
 بیروی کرنا لازم ہوگا باتفاق امام رحمہ اور امام ابو یوسف کے کذا فی شرح الوہبانیۃ وان مات احدہما فان الوصی الی الی الی اولی آخر فلیتصرف فی التکرر و
 والاحتیاج الی نصب القاضی وصیایم اور اگر ایک وصی مہیا ہو گیا اور وصی میت نے وصی زندہ کو وصی کیا یا دوسرے شخص کو وصی کیا تو فقہ احنی کو ترک میں تصرف کرنا جائز
 ہے اور اسکی حاجت نہیں کہ قاضی دوسرا وصی مقرر کرے مگر جلی نے کہا کہ وصی زندہ کا نہایت تصرف کرنا ترک میں اسوقت جائز ہوگا جبکہ وصی مردہ نے اسکو وصی کر دیا ہو اور اگر
 اور شخص کو وصی کیا ہوگا تو دونوں کا مجتمع ہونا واجب ہوگا کذا فی الخطاوی والا یصح ضم القاضی الی غیرہ در اور اگر وصی مردہ نے وصیت نہ کی کسی کو تو وصی
 زندہ کے ساتھ قاضی دوسرا وصی لاوے کذا فی الدرریم سو اسلئے کہ میت کا قصد یہ تھا کہ اسکے ترکہ میں دو شخصوں کی رائے سے نظام ہو تاکہ خلل واقع نہ ہو یہ تو قاضی کے
 نصب وصی سے ممکن ہے کذا فی الرمی وہی الاشباہ مات احدہما اتام القاضی الآخر مقامہ وضم الیہ خوار شاہ میں ہے کہ ایک وصی مہیا تو قاضی دوسرے شخص کو اسکے
 مقام پر قائم کر دے یا اسکے ساتھ دوسرا ملاوے ولا یطل الوصیۃ الا اذا وصی لہما ان تبید قابلیۃ حیث شاء اتمی وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ اور وصیت باطل نہیں
 ہو جاتی مگر جبکہ وصی نے یون وصیت کی دونوں وصیوں سے کہ اسکے ثلث مال کو دونوں خیرات کر بن جہان دونوں جاہلین اتی مانی الاشباہ اور اسکا پورا
 بیان شرح وہبانیۃ میں ہے شرح وہبانیۃ میں ہے کہ اگر وصیت مذکورہ میں ایک وصی نے کہا کہ فلا نے شخص کو میں دے گا اور دوسرے نے کہا دوسرے سے
 محتاج کو دوں گا تو کسی کو دینا جائز نہ ہوگا اس لیے کہ ایک موضع میں دونوں کا اتفاق نہ ہوا اور اگر وصی مہیا قبل خیرات کرنے کے تو وصیت باطل ہوگی

باقی مال کی تنائی سے ایسے کہ اسے توجہ کیو ایسے مان کو میں کر دیا تھا جب وہ تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی و صحیح الوصی بعد امن الترتیبہ
 الغرض انہی جہتوں سے ایسا کہ اسے توجہ کیو ایسے مان کو میں کر دیا تھا جب وہ تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی و صحیح الوصی بعد امن الترتیبہ
 زمین متروک سے و فسخ و وصی باع ما و وصی بیعہ و تصدق ثمنہ فاستحق بعد ہلاک ثمنہ اسی ضیاعہ عمدہ لائے العاقد فاعودہ علیہ
 اور ضمان دیا کہ وہ وصی جسے بیجا اس غلام کو جبکہ بیچنے کی اسکو وصیت ہوئی تھی اور وصیت اسکا ثمن بوسی کی طرف سے تصدق کر دیا جائے وہ غلام اس شخص کا
 ملک ہو گا اگر اس خراج ہو جائے تو بعد وصی کے پاس ضمان کی وجہ یہ کہ وصی ہی قواعد ہر طرح کا تو عمدہ عقد کا اس کے ذمہ ہو گا ورجع الوصی فی الترتیبہ کلما
 ان محمد فی الترتیبہ طمانہ سفر در مکان دیا حتی لو ہلک الترتیبہ اول وقت طلاق رجوع و فی الترتیبہ انبر رجوع علی من تصدق علیہ لان ثمنہ لم یغرم علیہ اور وصی رجوع
 سے تمام ترکہ میں یعنی بقدر تاوان دیا وہ تمام متروک سے بھرے اور عدل کے کما کما ثلث متروک سے بھرے ہم جو ب دیتے ہیں امام کی طرف سے کہ وصی نے
 یہ کیا کیا وصیت کے سبب سے تو تاوان دین ضرر ایست بر یعنی اور دین کل متروک سے متعلق ہو تا جو ثلث سے تو اگر متروک تلف ہو گیا بالقابیت میں کہ تا
 اب رجوع نہ ہو گا اور نفی میں یوں مذکور ہے کہ وصی تاوان بھرے ان فقیروں سے خیرین کو اسے خیرات دیا ایسے کہ فائدہ تصدق کا اس کے واسطے ہو گا
 نقصان میں خیرین پر بیجا کیا رجوع فی مال لطفل و وصی باع ما ہما یہ اسی اصل میں الترتیبہ و ہلک ثمنہ مع فاسخ المثل لم یبع و اصل رجوع علی الوترۃ
 حصہ نہ انفاق ثمنہ استحقاق با ایسا جیسے کہ رجوع کرنا جو فقیر کے مال میں وہ وصی جسے بیجا وہ مال جو فقیر کو ترکہ وصیت سے ہو یا اور اسکا ثمن تلف ہو گیا
 بوسی کے پاس جو مال بیع غیر کا مستحق نکلا اور فقیر بقدر اپنے حصہ کے باقی وارثوں سے بھرے گا ایسے کہ نسبت لوٹ لگی اس مال کے استحقاق سے جو فقیر کو ہو یا تھا
 و صحیح احیاء مال الیتیم کو خیرا بان کہ یوں اتنا مال اور بقولہم بخر فیہ اور وصی کو حوالہ قبول کرنا مال یتیم کا صحیح ہے اگر یتیم کے حق میں بخر ہو تو طرح کہ دوسرا
 محتال علیہ زیادہ تر مال اور جیسے کہ دوسرا ایسے کے مانند ہو مقدر دین تو حوالہ قبول کرنا جائز نہیں کہ انی لیتیم و صحیح بیع و شرا و ہن اجبی باتین
 الناس را با ما لا یتعین و ہوا الفاضل لان ولایتہ نظریۃ فلو باع بہ کان فاسد حتی یکملہ اشترا بقیض تنہائی اور صحیح ہرج و مرج اور خرید و بی کی اجبی سے
 بقدر ضمان بزم نہ بقدر عدم تعین اور وہ عبارت ہر غبن فاضل سے یعنی اگر وصی کو غبن فاضل ہوا تو وہ صحیح صحیح نہیں ایسے کہ وصی کی ولایت نظر کی
 یعنی جب میں یتیم کے واسطے منفعہ ہو تو اگر وصی نے غبن فاضل سے بیع کی تو بیع فاسد ہو گیا تو شری بیع کا مالک ہو گا قصہ کرنے سے گذرانی تنہائی دینا
 اور تباہ الوصی للفقیر مع الاصل و ان باع الوصی او شتری مال الیتیم من ثمنہ فان کان وصی لفاضل لا یجوز ذلک مطلقا لاند و دلیل اور یہ یعنی
 صحیح بیع بشرط عدم غبن فاضل اس وقت ہر جبکہ وصی نے خرید و فروخت کی ہو فقیر کے واسطے غیر شخص کے ساتھ اور اگر وصی نے مال یتیم کی خرید و فروخت کی
 اپنی ذات سے تو اگر وہ فاضل کی طرف سے وصی ہر توبہ جائز نہیں مطلقا خواہ غبن ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ وصی دلیل ہر فاضل کا یعنی اور نقل وکیل کا فقیر لہ
 سو کہ کے فعل کے ہر اور وکیل کا فعل حکم کرنا ہر سو حکم کرنا اپنی ذات کے واسطے درست نہیں کہ انی لطلحا دی وان کان وصی لای جاز بشرط منفعۃ
 طاهرۃ للفقیر ہو قدر نصف زیادہ واقفا اور اگر وصی باپ کی طرف سے ہو تو بیع وصی کی اپنی ذات سے جائز نہیں بلکہ فقیر کے واسطے طاهر
 ہو اور وہ یہ کہ بقدر نصف کے ہو زیادتی یا کمی میں میں غنیمت ظاہر کی تفسیر یوں مذکور ہے کہ ایسا پندرہ دم کا مال فقیر سے دس دم کو بیع کرے و وصی
 دس دم کا مال فقیر کا پندرہ دم کو آپ خرید کرے و قال لا یجوز مطلقا اور صاحبین نے کہا کہ باپ کے وصی کی بھی بیع جائز نہیں مطلقا خواہ منفعہ ظاہر ہو یا
 و بیع الاب مال فقیر من ثمنہ جائز نہیں لقمیۃ و بما تعین فیہ وہو الیسیر والا لا اور مال فقیر کو باپ کا بیع کرنا اپنی ذات سے جائز نہیں کہ
 برابر بقدر میں کہ غبن خارج ہو تا جو یعنی غبن قلیل اور اگر یہ نہیں تو جائز نہیں و ہذا لکھ فی المسؤل و انی لطلحا و بیع اور بیع تفصیل مسائل مذکورہ
 کی مال مسؤل میں ہر اور غیر مسؤل جیسا نجدہ رضی اور مکانات کی خرید و فروخت کے احکام آگے مذکور ہو گئے و لوزار الوصی علی انفسہ لکھ لکھ و لکھ لکھ و لکھ لکھ

اور اگر وصی نے مثل بیعت کے کفن پر زیادتی کی شمار میں تو وصی نادان دیگا بقدر زیادت کم مثلاً بیعت کے ہمسردن کا کفن تین کپڑوں کا ہوتا تھا
وصی نے چار کپڑے خرید کیے تو ایک کپڑے کی قیمت کا وصی پر اذان دینا لازم ہوگا وہی قیمت وقوع الشراکہ و بیعتہ ضمنی یا و قعین مال الیتیم ولو کچھ
اور اگر وصی نے کفن کی قیمت پر زیادتی کی تو یہ خرید وصی کے واسطے واقع ہوگی تو اس وقت میں وصی نادان دیگا اسکا جو اسنے تین دیا ہی یتیم کے مال
سے کذا فی الاول و بیعتہ لو دفع المال الی الیتیم قبل ظهور رشیدہ بعد الادراک فضاغ ضمنی لانه دفعہ الی بن نہیں کہ ان بدفع المیہ او
ولو بحیثین ہر کہ اگر وصی نے یتیم کو مال دیا اسکی ہر شیا ری ظاہر ہونے سے پہلے بعد اسکے بلوغ ہونے کے بعد وہ مال ضائع ہو گیا تو وصی نادان دیگا
اس واسطے کہ اسنے اسکو دیا جکا دینا اسکو جائز نہ تمام یہ صاحبین رح کا قول ہر تعطیل کی دلیل سے اور امام ہم کے نزدیک وصی برضمان نہیں اگر بیعت
کو بندہ برس کے بعد دیا اس واسطے کہ جب یتیم ۱۵ برس کا ہو تو وصی کو دینے کا اختیار ہر غیر عقاربین کذا فی الخطا دی و جائز سید اسی کو ہی علی کسیر الی
فی غیر العقاربین لالہین ادخول بلاکہ ذکر غری زادہ عز الی غایۃ قلت و فی الزبعی و فقہستانی المصحح لالہ نادار و وصی کو چھپا وارث مانع غائب ہر جائز
مال منقولہ میں مگر اداس دین کے واسطے غیر منقول کی بیعت بھی جائز یا اسکے تلف ہونے کے خون سے ایسا ذکر کیا ہر غری زادہ نے خانیہ کی طرف نسبت
کر کے میں کتا ہوں اور زبعی اور فقہستانی میں مذکور ہر کہ صحیح تر قول یہ ہر کہ غیر منقول کی بیعت جائز نہیں اس واسطے کہ اسکا تلف ہو جائے مگر ہر کہ اگر بیعت
دین مستغرق ہر تو وصی کو بیعت کا بالاجماع اختیار ہر اور اگر دین مذکور بیعت کے سبب ترک کہ کو محیط نہیں تو صاحبین کے نزدیک بقدر دین ہو اسقدر کی بیعت جائز
ہر اور امام کے نزدیک کل کی بیعت جائز ہر کذا فی الخطا دی عن الجوی و جائز سید عقاربین جسی لاس نفسہ منصفہ قیمتہ او نفعہ العنبر اور دین الیتیم او بیعت
مرسلۃ لانتفاذ لہما الا لہما اولکون غلامۃ لازید علی کونہ او خوف خرابہ او نقصانہ او کونہ فی بدخلب در در شہادۃ محمد اور منبر کی عقاربینی مال غیر منقول کی
بیعت وصی کو جائز ہر غیر شخص سے نہ اپنی ذات سے اسکی و دنی قیمت پر یا منبر کے خرج کے واسطے یا دین بیعت کے ادا کرنے کے واسطے یا وصیت مرسلہ
کے جاری ہونے کے لیے جکا نافذ اور جاری ہونا کہیں سے مقصور نہیں سو اسے عقارب کے یا اس واسطے کہ عقارب کی حاصلات زیادہ نہیں ہوتی اسکے مساوات
سے یا اسکے ویران ہونے یا ناقص ہو جانے کے خوف سے یا اسوجہ سے کہ عقارب ظالم سرکش کے ہاتھ میں ہر کذا فی لالہ نادار و انتفاذ لہما و بیعت مرسلہ سے مراد وصیت
سلطنت ہر اس طرح کہ موصی نے کہا کہ میرا مال یا جو تھا مال منصف ہر تو اب عقارب کی بیعت جائز ہر کذا فی المذہب و فیہما لایع و بیعت لاس قبل ام ادا و خا صا
لا یلکان بیعت العقارب مطلقا میں کتا ہوں اور یہ یعنی جو بیعت عقارب غیر شیا و ثمانیہ مذکور ہیں اس شرط سے ہر کہ مانع مان یا بجائی کی طرف سے موصی ہو اسکا
مان اور بجائی کا وصی عقارب منبر کی بیعت کا مالک نہیں ہر طرح یعنی نہ شیا و ثمانیہ میں نہ غیر میں دلا شرا و غیر طعام و سوسہ اور مان و بجائی کا وصی کسی چیز کے خرید کا مالک
نہیں سو طعام اور لباس منبر کے ولو ابلع با مان محمود عند الناس و مستور کمال جو زبان کمال اور اگر عقارب منبر کا مانع منبر کا باب ہو سو ارادہ کو کوئی چیز زیادہ
عمر او بر بندہ ہو یا اسکی خوبی اور بدی کچھ ظاہر ہو تو بیعت جائز ہر کذا ہر ہر ابن مال و لا تجوز الوسی فی مالہ اسی الیتیم نفسہ خان محل تصدق بالبیع اور وصی و داری
مگر یتیم کے مال میں اپنی ذات کے جائز ہے کیونکہ اس واسطے اس مال میں تجارت کی تو منفعت کو خیرات کر دے و جائز لو انخرس مال الیتیم لیتیم
تکافؤ فی الدار و درود اری جائز ہر اگر وصی تجارت کے یتیم کے مال میں یتیم کے واسطے اور کچھ اور ایمان در دین ہر کہ در دین خانیہ سے مذکور ہر کہ وصی کو یتیم کے مال اور
بیعت کے مال میں تجارت کرنا اپنے واسطے جائز نہیں اور اگر تجارت کی اور نفع ہو تو اس المال کا ضمان دے او نفع خیرات کرے ہر دین کے نزدیک اور اگر بیعت کے
نفع کو نفع وصی کو حلال ہر خیرات نہ کرے نتیجہ قلت و فی الاشیاء لایکال الوسی شیئ باقی میں نہیں لالہ لانی مسئلہ او بیعت عیدہ بن طلال میں کتا ہوں اور
خیال ہیں ہر کہ وصی کسی چیز کی بیعت کا مالک نہیں نہیں مثل سے کتر میں گرایا مسئلہ و بیعت میں نقل میں بیعت جائز ہر یعنی جبکہ موصی نے اپنے غلام کی بیعت کی و بیعت
کی غلام نے شخص سے ام اور غلام شخص میں نقل کی بیعت پر بھی خود اس کو اب وصی کو نہیں سے کم کرنا درست ہر لیکن ثلث قیمت سے کم کرنا تو بھی درست نہیں کذا فی الخطا

وفیہا الکلام فی اجراء التتوی اجرتی علی علم فلو لم یعمل لاجلہ واما وصی التتوی فلا اجر لہ علی التتوی ویزاد ان ینفذ الوصی التتوی اجرا فان لم یعمل فی حقیقۃ
فلاشکی کہ وہ ذرا لقیقۃ تم ذکر کیا جائیگا فافهم قد مر فی الوقت واما وصی التتوی فان لہ نصیبہ یا جزیئہ جائزہ ہی اور شاہدین میں ہر اجرت مثل کے بیان میں
کہ متولی کو اس کے عمل کے برابر اجرت جائز ہے سو اگر اسے عمل نہ کیا تو اسکو اجرت نہیں ہے اور وصیت کے وصی کو بنا بر قول صحیح کے اجرت نہیں ہے اور یہ یعنی
متولی کے واسطے اجرت مثل کا ثبوت اس وقت ہے جبکہ قاضی متولی کے لیے اجرت عین کر دے تو اگر اسے اجرت عین نہ کی اور متولی نے ایک سال میں
کوشش کی تو اس کے واسطے کچھ اجرت نہیں اور صاحب شاہد نے اس قول کو قنبد کی طرف نسبت کیا پھر صاحب قنبد نے وہ قول ذکر کیا جو اس کے مخالف
ہو یعنی یون کہ اس کا متولی سختی اجرت ہو اگر قاضی نے اجرت نہ مقرر کی ہو سو اسکو سمجھو ہے اور البتہ یہ مسئلہ کتاب الوقت میں گذر گیا اور قاضی کے وصی کا
یہ حکم ہے کہ اگر قاضی نے اسکو اجرت مثل پر مقرر کیا تو جائز ہے اگر ہی مافی الاشباہ و فی القہستانی من خیر اللذخیرہ ولو کا فوہنا را و کبار ارباع حصۃ لہما و کما و
گذر کیا اس کے ماہرین تفصیل اور قنبدانی میں ذیفرہ سے منقول ہے کہ اگر وارث چھوٹے اور بڑے ہوں تو وصی چھوٹوں کے حصہ کو چھوٹے کے حصہ سے چھوٹے کے
مسائل مستثنیٰ ہیں مذکور ہو چکا اور اسی طرح بالغ وارثوں کے حصے کو بچہ کے بقا تفصیل گذشتہ کے ہم تفصیل مذکور ہے کہ ادا دین اور خوف ہلاکت
میں بیع جائز ہے نہ اس کے سوا میں گذرانی لفظا وصی و نقل عن الہادیۃ ان فی بیع العقار و خانہ و خلاف التسلخ و جوازہ صاحب الہادیۃ لان فیہ اشباہ
علیہ مع وقع کما تہ دان غیر الوصی لثبوت خوف و غلبہ و علیہ لفتوی و ما فیہما علیہ علی المقتنی اور قنبدانی نے عداد سے نقل کیا ہے کہ وصی کو غنایہ بیع میں
بطریق بیع الوفا کے مشابہ کا اختلاف ہے اور صاحب ہدایہ نے اسکو جائز کہا ہے سو اسے کہ اس میں مال صغیر کا باقی رکھنا ہے یا وجود دفع حاجت کے
اور سو اسے کہ غیر وصی کو تصرف کرنا ظلم کرکے خوف سے جائز ہے اور اسی قول بر فتویٰ ہے اور اسکا یور بیان ہمارے مکتبی کی شرح میں مذکور ہے
و لا یجوز اقرارہ بدین علی المسیت اور وصی کا اقرار جائز نہیں میت پر دین کام ہر اسے کہ اگر وارث کے غیر پر حجت نہیں تو مقررہ کو اسکا لینا بدین و ن
گواری کے درست نہیں اور اگر وصی دیکھا تو اس پر ضمان لازم ہوگا کہ انی لظما وصی و لا شئی من ترکہ نہ لفظ لان الا ان یكون المقر و ارثا
فیصح فی حصۃ ورنہ وصی کا اقرار کسی چیز کا میت کے ترکہ سے جائز اس طرح کہ یہ غیر فلاں شخص کی ہو مگر کہ اقرار کرنے والا وارث ہو میت کا
تو اقرار صحیح ہوگا فقط مقرر کے حصہ میں نہ باقی ورنہ کے حصوں میں ولو اقر الوصی بعین لاخر ثم ادعی انہ للصغیر لاسمح درر اور اگر وصی نے کسی چیز
میں کا اقرار دوسرے شخص کے واسطے کیا پھر دعویٰ کیا کہ وہی چیز صغیر کی ہے تو اسکا دعویٰ سموع ہوگا کہ انی اللہ یعنی تناقض کی وجہ سے و وصی
ابی لطف الحق بجا کہ من جددہ و ان لم یکن وصیہ فاسجد لکما تقر فی حجرہ و صغیر کے باب کا وصی زیادہ تر صدقہ ہے صغیر کے مال میں تصرف کرنے کا
صغیر کے دادا سے اور اگر اسکا وصی نہ ہو تو دادا حق ہے چنانچہ کتاب نجر میں ثابت ہو چکا ہے و فی البیہ لیس للبیہ بیع العقار و لہ فرض القصد ان ینفذ الوصی
بمخلاف الوصی فان لہ داک و ذیہ میں ہے کہ دادا کو غنایہ کی اور اسباب کی بیع اور اسے دین کے واسطے اور وصیتوں کے جاری کرنے کی و اسے جائز نہیں

بمخلاف وصی کے کہ اسکو یہ درست ہے

فصل فی شہادۃ الاولیاء فی فصل ہر وصیوں کی گواری کے مسائل میں م اس فصل میں شہادت او میار کے سوا اور مسائل بھی بہت مذکور ہیں
تو یون کہنا بہتر تھا فصل فی شہادۃ الاولیاء و غیر ذلک و بطلت شہادۃ الاولیاء صغیر کا مال مطلقا اگر میری مال مسیت اور باطل ہے
گواری و وصیوں کی وارث صغیر کے مال کی ہر طرح خواہ صغیر کو میراث سے مال ملا ہو یا ہمہ وغیرہ یا وارث بالغ کے حق میں وصیوں کی گواری بہت
مال کی باطل ہے سو اسکا صغیر کے ہر مال میں وصی کا تصرف جاری ہے اور بالغ کے مال میں میت میں وصی کو حفاظت کی ولایت ہے وارث کی نصیب میں تو اس شخص
اسکی گواری باطل ہے وصیت شہادت تھا بغیر وہی بغیر مال مسیت لفظ لعل و لا یتاہا عنہ فلا تمہہ صغیر اور صحیح ہے گواری ان دونوں کی بغیر مال مسیت کے

منقطع ہونے دونوں وصیوں کی ولایت کی اس نال سے ثواب بہت کا مقام نہیں کہ شہادۃ طہین آخرین بدین اہل بیت و شہادۃ آخرین
 لایا ولین شہادۃ صحیحہ کو ایسی صورتوں کی اور دونوں کے واسطے ہزار درم کے دین ہونے کی است پر اجماع ہو گا وہی انھیں دونوں وصیوں کی پہلے
 دونوں کو ان کو واسطے مانند کی ہزار درم کے دین یعنی فریق اول نے فریق ثانی کے دین کی است پر کو ایسی دی اور فریق ثانی نے فریق اول کے دین ہونے کی
 کو ایسی دی تو دونوں کو یہاں صحیح بن بخلاف شہادۃ کل فریق پر وصیت ثبات بخلاف شہادت ہر فریق کے ہزار درم کی وصیت میں یعنی ہر فریق نے دوسرے
 فریق کے واسطے کو ایسی دی کہ وصیت نے ان کو ہزار درم کی وصیت کی ہر سو کو ایسی باطل ہو وفاق ابو یوسف لا قبل فی الدین بضماد و قدیم فی شہادت
 اور ابو یوسف نے کہا کہ دین میں بھی کو ایسی قبول نہیں مانند وصیت کے اور بہتہ پر مسئلہ کتاب شہادت میں پہلے نہ کر ہو چکا ہے اور شہادۃ اولادین
 بعید و آخرین شہادت کہ اولاد ہر ام سلمہ لایا تھا لشکرۃ فقتل یا پہلون کی کو ایسی غلام کی وصیت کی اور چھپون کی کو ایسی شہادت یا باخیر میں درج
 کی وصیت کی تبتب ثابت کرنے کو ایسی شہادت غلام کو تو باطل ہوئی کل مال میں غلام بھی داخل ہو تو شہادت مال کی وصیت میں نہائی غلام میں شرکت
 ثابت ہو گئی اور شرکت قبول شہادت کی مانع ہر وضع کو شہاد طران ارجلیہ یا باوصیتہ بعین کا بعد و شہادۃ شہادۃ و لہما للشاہدین یا وصیتہ
 بعین آخر لاندہ لشکرۃ خلافتہ زلیعی اور کو ایسی صحیح ہر اگر دو درم کے واسطے کسی خیر شہاد غلام کی وصیت کی کو ایسی دی اور شہادۃ لہما
 شہادۃ رہے دوسری چیز شہادۃ بلغ کی وصیت کی کو ایسی دی اس واسطے کہ بیان دونوں فریق میں شرکت ثابت نہیں تو وصیت بھی نہیں جو کو ایسی قبول
 ہو کہ فی الدین شہادۃ اوصیان ان الہیت اوصی زید عرا لغت لایا تھا لاسما سینا و جلیلہ تقیم القاضی ربنا لثا و جبالا و اربابا و اخر
 جمیع تصرفا بدہنہا انقر دو وصیوں نے یہ کو ایسی دی کہ وصیت نے زید کو کسی ان دونوں کے ساتھ وصی کیا ہے تو یہ کو ایسی لغو و بیسب ثابت کرنے
 دونوں وصیوں کے اپنی ذاتوں کے واسطے مدد گا اور اس صورت میں قاضی ان دونوں کے ساتھ تیسرے وصی ملا دے بنا بر وجوب کے کیونکہ انھوں نے
 اور وصی کا خود اقرار کیا تو اب دونوں وصیوں کا تصرف کرنا وصیت کے مال میں بدو وصیت وصی کے جائز نہیں چنانچہ ثابت ہو چکا الا ان یدرک
 زید ذلک ای یدرک انہ وصی ہوا فینفذ قبل شہادۃ شہادۃ انما استقامتہ التعمیر غنہ گرہ کہ زید انکا دعویٰ کرے یعنی زید دونوں دعویٰ کرے کہ دو وصی
 اور وصی ہر ان دونوں کے ساتھ ثواب دونوں وصیوں کی کو ایسی بطریق احسان کے قبول ہو گی اس سے کہ دونوں وصیوں نے تیسرے وصی کے ظہر اسے کی
 مشقت قاضی پر سے ساتھ کر دی کہ فی الخطا دی و کذا ابنا الہیت اوصی زید عرا لغت لایا تھا لاسما سینا و جلیلہ تقیم القاضی ربنا لثا و جبالا و اربابا و اخر
 وصیت کے دو طریقوں نے جب کو ایسی دی کہ ان کے باپ نے ایک مرد کو وصی کیا ہے تو کو ایسی لغو ہے اس واسطے کہ دونوں نے اپنے واسطے نہ صرفت
 کو کہینا بسبب تاثر کرنے اباب گناہ کے سہرہ کے واسطے و ہذا لغو ہو چکا دلیلیہ قبل استخانا اور یہ یعنی کو ایسی کا لغو ہوا اس شرط سے کہ وہ شخص وصی ہونے
 کا منکر ہے اور اگر وہ وصی ہونے کا دعویٰ کرے تو شہادت مذکورہ مقبول ہو گی باعتبار استخوان کے بخلاف شہادۃ یا باہما و کل زید العاض
 و یوثہ بالکوفۃ حیث اقبل سلفا ان زید الوکالہم لان القاضی لا یلزم نصب الیہا عین الیہا ذلک بخلاف الوصیتہ بخلاف اس کو ایسی
 کہ دو وصیوں نے یہ کو ایسی دی کہ اپنے باپ سے زید کو اپنے قصص دیوں کا جو اصل کو فریاد کیا ہے کہ یہ کو ایسی کسی طرح مقبول نہیں خواہ زید و کالت
 کا دعویٰ کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ قاضی زید کو آدمی کی جانب سے دلیل کے باوجود کہ نہ کا منکر الیٰ ضرب سے مالک نہیں بخلاف وصیت کے و شہادۃ
 الوصی تصح علیہ نیست لاندہ و لولہ لغز و ان ہما صحیح طبقے اور وصی کو کو ایسی وصیت کے بغیر یہ وصیت کے نفع پر اگرچہ کو ایسی بعد مقرر
 کے واقع ہوئی ہو تو ان کے خصوصیت نہ کی ہو کہ فی الخطا وصی انفذ الوصیتہ منہ یا لقصہ و فی الخطا وصی بقسوی در وصی نے وصیت
 کی وصیت کو جاری کیا اپنی ذات کے مال سے تو استفادہ مال نہ کر کہ وصیت سے حصہ ہے ہر طرح اور یہ بخلاف زیدی کہ فی الدین وصی رجوع کرے ہر طرح خواہ وہ

سیت کا وارث ہو یا نہ خواہ وصیت شدہ ہو یا لایعینہ کذا فی الخطا دی فقیر کو کیل آدمی ثمن بن لہ فان لہ ان یرج جناحہ وہ دیکل جسے بن ادا کیا ہے
مال سے سو سکو موکل کے مال سے بھر لینا جائز ہے و کذلک الوصی اذا تری کسوة للصغیر او تری ما تفرق غایہ من مال نفسه فانی یرج اذا شہد
علیہ ذلک اور اسی طرح وصی جبکہ صغیر کے واسطے لباس خرید کرے اپنے مال سے یا وہ چیز زید کی جسکو صغیر پر خرچ کرتا ہے تو وصی صغیر کے مال سے بھرے جبکہ اسپر
اسے ہر کیا جو یعنی اسپر شہادہ مقرر کیا ہو کہ میں اپنا مال بطور قرض کے صرف کرتا ہوں یا صغیر کے مال سے بھر لوں گا وہی البزاریہ و ما شرط الا شہاد لان قول
الوصی فی حق الاتفاق بقیل لانی حق الرجوع بلا شہادہ تہی علی حفظ قلت لکن نے عقیدتہ و خلاصتہ و مخاصمتہ و مخانیہ لان یرج بالثمن وان لم یثبہ بخلاف الاولین
و سببی ما لفقیدہ قبیۃ نزاد یہ میں ہر کہ گواہ کرنا تو اسی واسطے شرط ہے کہ وصی کو ثمن کا بھر لینا جائز ہے اگرچہ اسے گواہ نہ کر لیا ہو پر خلاف مان باب
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے میں کتابت ہوں لیکن قبیۃ اور خلاصہ اور غانیہ میں ہر کہ وصی کو ثمن کا بھر لینا جائز ہے اگرچہ اسے گواہ نہ کر لیا ہو پر خلاف مان باب
کے کہ انکو رجوع بلا شہادہ جائز نہیں اور آگے وہ آوے گا جو اسکا مفید ہے تو خبردار رہنا ہم شرط بنالیمہ میں ہر کہ ہمارے علما کا کلام جو مطلق یا رجوع
بشہادہ میں مفید ہے اور یہ استہراک عام اور لباس کی طرف راجع ہے اسو اسے کہ والدین کی عادت میں طعام اور لباس اولاد کا تبرع ہوتا ہے
کذا فی الخطا دی او قضی دین لمیت اثبات شرعا او کفشدہ وادی خرج التیم او عشرہ من مال نفسه یا وصی نے وہ دین سیت کا جو شرعا اسپر
ثابت ہو ادا کیا یا اسکو ثمن دیا یا تیم کا خرچ یا عشرہ اپنے مال سے ادا کیا او تری لوارث الیکر طعاما او کسوة للصغیر او ثمن لوارث لمیت
او قضی دین من مال نفسه فانی یرج ولا یكون مطلوباً یا لوارث بالغ نے صغیر کے واسطے طعام اور لباس خرید کیا اپنے مال سے یا لوارث نے سیت کو کفن دیا
یا اسکا دین ادا کیا اپنے مال سے تو سیت کے متروک ہے کہ بھرے گا و تبرع نہوگا یعنی اسکا مال بلا عوض نہ ٹھہرے گا و لو کفن الوصی لمیت من مال نفسه
قبیل قولہ فیہ قبل ہو ستر کہ بقولہ او کفشدہ اور اگر وصی نے سیت کو کفن دیا اپنے مال سے تو اسکا قول یہاں مقبول ہوگا شایع نے کہا کہ بعضوں نے
کہا کہ یہ مان کا قول زائد اور مکرر بقول مان او کفشدہ مطلبی در اختیار کے محشی نے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ شایع لفظ قبل کو حذف کرنا یعنی اسواسطے کہ
اس قول کا مکرر مذکور ہو ماصرح ہر خطا دی محشی نے کہا اسکا جواب یوں ممکن ہے کہ مان کی مراد یہ ہے کہ دونوں یعنی وارث اور وصی کفن کے مجزا دیے ہیں
مترکہ سے متفق ہیں لیکن وہ قدر قیمت میں مختلف ہیں تو اب وصی کا قول مقبول ہوگا تو یہ قول مان کے قول سابق سے متعارض ٹھہرا قتال تہی و لو باع
الوصی شیئاً من مال التیم ثم طلب ثمنہ بالکثر بما باع رجع القاضی فیہ الی اہل البصیرۃ و الامانۃ انی اخبرہ انسان منہم انہ باع بثیمتہ و
ان قیمۃ ذلک لا تلیقت القاضی الی من زید اور اگر وصی نے مال تیم کا بیجا بھروسہ سے مال مع کی طلب ہوئی اسکی جینے سے زیادہ ثمن کو تو قاضی
اسمین اہل بصیرت اور اہل امانت کی طرف رجوع کرے اگر تین دفع کاروں میں سے دو شخص اسکو خبر دیں کہ وصی نے مال تیم کو اسکی قیمت کے یونانی
بیع کیا اور اس مال کی بھی قیمت ہو تو قاضی انقات نہ کرے اس شخص کی طرف جو زیادہ ثمن بتا ہو و ان کان فی المراءۃ تشری کثر و فی السوق یا محل
لا ینقص البیع لذلک اسی لاجل ذلک زیادہ بل یرج الی اہل البصیرۃ فان جمیع رجالہم علی شئ لیسوا یقبواھا عند محمد و کفی قول واحد فی
ذلک عندہما کما فی التشریہ اور اگر فرد دین میں بیع میں زید ہو تو ہو جسکو بفعل کے عن بن ہلام بولتے ہیں وہ مال خریدتا ہو یا ہو زیادہ ثمن سے او بار بار میں تہ
سے تو وصی کی بیع کو قاضی نہ توڑے اس زیادہ کے سبب سے بلکہ رجوع کرے وقت کار لوگوں کی طرف بلکہ اگر لوگوں میں سے دو متفق ہوں ایک خبر تو نہیں دونوں
کا قول لیا جائے محمد کے نزدیک اور ایک ہر کا قول کفایت کرتا ہے امام عظم اور ابو یوسف کے نزدیک جیسے تشریہ شد دین کا بیع و علی ہذا قیم الوقت اذا ارسل
الوقت ثم جاء اخر زید فی الاجرا المحل فیہ الیہ و مخری الیہ یمتد و علی ہذا القیاس متولی وقت نے جبکہ وقت کی کرایہ والی چیز کرایہ کو دی مجرور و مخری شخص یا زیادہ
کرایہ دیے کو تو نقص اجارہ نہوگا برون قول اہل بصیرت کے یہ سب سائل در میں نہ کر رہیں قنارے کا ضیاع سے منقول فرور مسائل لمعہ شایع کے

یقیناً قول الوسی فیما یرحمہ من الاتفاق بلا نیۃ الا فی شئی عشرۃ مسئلہ علی مانی الاشباہ و صی کا قول خراج کرنے کے دعویٰ میں بدوین گواہوں کے مقبول ہر
مگر بارہ مسئلوں میں مقبول نہیں چنانچہ اشباہ میں مذکور ہیں مسألی مذکورہ کو شایع اب ذکر کرتا ہر ادعے فقہاء دین اہل بیت ہلا مسئلہ یہ ہے کہ وصی نے
دین بیت کے ادا کرنے کا دعویٰ کیا م صورت اُسکی یہ ہے کہ وصی نے دعویٰ کیا کہ میں نے وصی کا دین اپنے مال سے ادا کیا اور قیام اُسکی تکذیب کرتا ہر اور
اُسکے ادا کرنے پر گواہ نہیں ہیں تو قول وصی کا مقبول نہ ہوگا اور ادعیٰ مضارہ میں مالہ بعد بیع التکرہ قبل قبض تھا دوسرے مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا ادا سے دین
بیت کا اپنے مال سے بعد ترکیبہ اپنے اور اسکے تین قبض کرنے سے پہلے ادا ان البیت مسئلہ مال آخر دفع ضمانت تیسرا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ میں نے دوسرے
کا مال ضائع کیا سو میں نے اُسکا نادان دیام صورت اُسکی یہ ہے کہ وصی نے قیام سے کہا کہ تو نے اس مرد کا مال غنلی میں اتنا تلف کیا تھا اور میں نے قری
طرت سے ادا کیا تھا سو قیام نے اُسکی تکذیب کی تو قیام کا قول مقبول ہوگا اور وصی ضامن ہر سب کے نزدیک کذا فی الخطاوی اداؤں بد تجارتہ ہر سب
دیون نقصان اعتہ جو تھا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ وصی نے قیام کو تجارت کا اذن دیا سو قیام پر لوگوں کے دین ثابت ہو گئے سو وصی نے اُنکو ادا کیا قیام کی
طرت سے ادا دی خراج ارضہ نے وقت لایسح للزاعۃ یا تجوان مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ میں نے قیام سے قسٹ میں کہ زمین زرعت کے
لائق نہ رہی م تو اگر زمین زرعت کے لائق ہر خصوصت کے دن تو بالاتفاق وصی کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا بشرطیکہ وصی اور قیام متفق ہوں موت وصی کے
وقت پر کذا فی الخطاوی او جل عبده الا بق تحسنا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا قیام غلام کو بختہ کے بڑلانے دے کے انعام دیتے کام یہ محمد کا قول ہے اور ابو یوسف
کے نزدیک وصی کا قول مقبول ہے اور اگر وصی نے کسی شخص کو غلام کے لائے پر بطور اجارہ کے مقرر کیا تو بالاتفاق وصی کا قول مقبول ہے کذا فی الخطاوی
او خدا عبده بکافی سا توان مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا قیام کے غلام قاتل کے قدیہ دیتے کا بالاتفاق علی حرمتہ اُنھوں مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا قیام کے محرم پر خراج کرنے کا
م صورت اُسکی یہ ہے کہ وصی نے قیام سے کہا کہ قاضی نے تبرے اندر بھائی کے دے اتنا مانا تبرے مال سے مقرر کیا اور میں نے اُسکو ابر سے ادا کیا اور قیام نے کہا کہ
اور کسی قاضی نے یہ حکم نہیں کیا تو قیام کا قول مقبول ہوگا اور وصی ضامن ہر سب کے نزدیک کذا فی الخطاوی عن تارخانیہ او علی فقیہ الدین داؤد انک مسئلہ یہ ہے کہ
کیا خراج کرنے کا قیام کے اُن غلاموں پر جو عمر گئے م قول ہے محمد کا اور ابو یوسف کے نزدیک وصی کا قول مقبول ہے اور اگر غلام زندہ ہوں تو بالاتفاق وصی کا قول
مقبول ہے کذا فی الخطاوی او اتفاق علیہ مافی ذمتہ با وصی نے دعویٰ کیا قیام پر اُس مال کے خرچ کرنے کا جو وصی پر واجب الادا تھا م مسئلہ اشباہ میں مذکور
نہیں اور اگر اُسکو شام کھیتے تو تبرے مسئلے ہوتے ہیں وجہ اس مسئلہ کی یہ ہے کہ وصی چاہتا ہے کہ میں ادا سے دین سے فارغ الذمہ ہو جاؤں تو اُسکی تصدیق بدوین
شہادت کے نہ ہوگی کذا فی الخطاوی و کذا ان مال نفسه حال غیبتہ مالہ دار الادار جرح دشواں مسئلہ یہ ہے اور اسی طرح وصی نے دعویٰ کیا خراج کرنے کا قیام پر
اپنے مال سے جبکہ قیام کا مال حاضر تھا اور جسے غیر لینے کا ارادہ کیا م بشرطیکہ وصی نے اُسپر گواہ نہ کیا ہو کہ میں اپنا مال خرچ کرتا ہوں غیر لینے کے واسطے او
اگر اُسے اُسپر گواہ کر لیا ہو تو جرح جائز ہے کذا فی الخطاوی عن تارخانیہ و ذمہ زوج البیت امر او دفع مہر ما من مالہ و ہی میتہ گیارہ حواں یہ مسئلہ یہ ہے یا
دعویٰ کیا کہ اُسے قیام کا نکاح کر دیا ایک عورت سے اور اُسکا مہر ادا کیا اپنے مال سے اور حالانکہ وہ عورت زندہ نہیں ہے اثباتہ عشر حجر و رج تم ادعی
انہ کان مضارباً بارحواں مسئلہ یہ ہے کہ وصی نے تجارت کی اور فائدہ حاصل کیا پھر دعویٰ کیا کہ اُسے بطور مضاربہ کے تجارت کی م بیان
بھی عدم اشتہاد بشرط ہے اور اگر وصی نے مضاربہ پر گواہ کر لیا ہو تو نفع میں شریک ہوگا کذا فی الخطاوی و الاصل ان کل شئی کان مسلطاً علیہ
فانہ یصدق فیہ و ما لا فلا اور فائدہ کلیہ مسألی مذکورہ میں یہ ہے کہ جس چیز پر وصی مسلط ہو تو اُس میں اُسکی تصدیق کجا دے گی اور جبیر وہ مسلط
اور متعین نہیں تو اُس میں اُسکی بلا شہادت تصدیق نہ ہوگی م تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ جب کہ ظاہر حال اُسکا کذب نہ ہو کذا فی الجوی یعیب
القاضی و صیانی سببہ مواضع مہولۃ فی الاشباہ قاضی بیت کی طرف سے وصی کو مقرر کرے اُن سات مقاموں میں جو اشباہ میں

مفسر مذکور بن جم غصیب وصی کا رشتہ یہ ہے کہ قاضی کے زبرد گردی دین کو خلاف شخص کر گیا اور اس نے کوئی وصی قائم نہیں کیا سو اگر قاضی نے وصی مقرر کیا
بہر صورت کا کوئی وصی ظاہر ہو تو وصیت کا وصی دہی وصی ہر نہ قاضی کا وصی اور غصب وصی کا اختیار فقط اس قاضی انقضائے کو ہو جسکو سلطان کی طرف سے
اسکی اجازت ہو گذرانی الاشباہ و انما اذکان بدین و علیہ الامتیذ و صیغہ مجملہ موضع مسجد کے یہاں مقام میں جب کہ وصیت کا دین ہو کسی شخص پر
یا کسی شخص کا دین ہو وصیت پر یا وصیت جاری کرنے کے واسطے و زادی احوال ہر مضمین آخرین استری الاباب بن طالعہ شیکا فوجہ عبدی غصب القاضی
و مینا لیر وہ علیہ اور زو اہر احوال حاشیہ ثبائہ دین و مقام اور زیا دہ مذکور کے ہیں ایک یہ کہ باپ نے اپنے فضل سے کوئی خیر خریدی یا خیر نہیں عیب یا یا تو
قاضی وصی کو مقرر کرے تاکہ باپ وہ خیر عیب ناک اسکو میر دے و اذ اہتج لاثبات حق منیر الود غائب غلبہ مقطوعہ غصب والاظلا و غیر الراجح لفتاوی
اور حکم اس منیر کے اثبات حق کی حاجت ہو جسکا باپ غائب ہو بطریق غلبہ غصب کے تو قاضی وصی کو قائم کرے اور اگر غلبہ مقطوعہ ہو تو وصی مقرر
نہ کرے اور صاحب زو اہر سے ان دونوں سکون کو جمع انسانی کی طرف نسبت کیا ہم غلبہ مقطوعہ وہ ہے کہ ایسے مکان میں ہو جو ان فائدا مانا جانا ہو
مستفاد ہوتا ہو شرح جمعی سے اور فقہانے غلبہ مقطوعہ کی تفسیر کا اختلاف کتاب النکاح میں مذکور کیا ہے بعضوں نے کہا کہ غلبہ مقطوعہ وہ ہے کہ ایسے
مکان میں ہو جو ان فائدا جانا ہو مگر سال میں کیا رہے قول قدوری کا مختار ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایک مینا یا زیادہ کی مسافت ہو اور بعضوں نے
کہا کہ وہ شخص ایک شہر میں نہ پھرتا ہو بلکہ پھر کرنا ہو یا مقتود پھر ہو اور بعضوں نے کہا کہ ۲۵ منزل ہو اور بعضوں نے کہا کہ ۲۰ منزل ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایک شہر میں نہ
ہو اور دوسرا مغرب میں نہ لفظی لفظی دی وصی القاضی کو کسی اہل بیت الا فی مال میں وصی القاضی انشر انفسہ ولا ان یبع من الاصل شہادہ کہ قاضی کا وصی
بیت کے وصی کے برابر ہے مگر اگر محکمہ میں اس کے برابر نہیں ایک یہ ہے کہ وصی قاضی کو خرید کرنا انہی ذات کی واسطے مگر کہ ہے جائز نہیں دوسری صورت
یہ ہے جو بیجا اس شخص سے جسکے حق میں وصی کی کو اہی قبول نہیں درست نہیں ولا ان یقبض الا باذن مبتد اسن القاضی تیسری صورت یہ ہے اور جائز نہیں اسکو
قبضہ کرنا مگر قاضی کے دوسرے اذن سے نہیں اگر قاضی نے خصوصیت کی طرف سے وصی کیا تو بعد فیصلہ کے وصی اس چیز پر قبضہ کرے تا وقتکہ قاضی رض
کا اذن جب بد نہ سے برخلاف وصی بیت کے اور اگر غصب وصی کے وقت خصوصیت و قبض دونوں کا اذن دیا ہے تو اذن جدید کی حاجت نہیں ملا ان وجہ
الضعیف بطل با چوتھی صورت یہ ہے اور جائز نہیں کہ وصی قاضی منیر سے کسی کام کی چاکری کر دے ولا ان یعمل بصیغہ بد یا بخیرین صورت یہ ہے اور وصی قاضی
کو جائز نہیں یہ کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کرے و خصوصہ القاضی مخصوص چوتھی صورت یہ ہے اور اگر قاضی نے وصی کو خاص کر دیا یعنی ایک
نوع میں وصی کیا تو وہ مخصوص ہو جائیگا یعنی صحیح انواع میں وصی ہوگا برخلاف باپ کے کہ وہ قائم مقام ہے باپ کے گذرانی لفظی و ولو نہا و بعض
انصرافات صحیح تیسرے سا توین موت یہ ہے اور اگر قاضی وصی کو بعض تصرفات سے روک دے تو اسکا روکنا صحیح ہے برخلاف نہی بیت کے گذرانی الاشباہ عن الزمان و لہ
عزلہ و لو غلا لا یتوین موت یہ ہے اور قاضی کو جائز ہے خود لڑنا اسکا اگرچہ قاضی کا وصی تھی ہو گذرانی الاشباہ عن التثبہ علا لیتیمہ بخلاف وصی اہل بیت و لک
کہ برخلاف وصی بیت کے ان سب بخیرین سکون میں و فی الزمانہ وصی وصی القاضی کو صیغہ والوصیغہ عامۃ تھی و یحصل التوفیق اور خیر میں ہے قاضی کے وصی کا
وصی قاضی کے وصی کے برابر ہے اگر قاضی کی وصیت عام ہو تھی مافی الاشباہ اور اس شرط سے ختمات دونوں قولوں کا دفع ہو گیا م یعنی تیسری خزانہ کا اختلاف
دفع ہو گیا اشباہ میں یا بخیرین صورت تیسری سے مشقوں ہے کہ قاضی کے وصی کو اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کرنا جائز نہیں اور خزانہ سے نقل کیا کہ جائز ہے
بشرط وصیت عامہ کے تو اختلاف رفع ہو گیا یعنی عام جواز ہے وصیت خاص میں اور جواز ہے وصیت عام میں فی القضا دی مفسرے ترجمہ فی رحمہ انما استفد
من التلک عند عدم الامارۃ الا فی ترجمہ فی التلک فیمنع من اکل بان آجریا قل من اجرة اشل لانا تطل موت فلا امرار علی الوترہ و فی حیاتہ لا ملک
احم لکن فی الامادیہ انہا من التلک فاعلمہ رویتان اور فبا وے مفسرے میں ہے کہ مرض کا تبرع اور حسان کرنا مرض میں نافذ نہیں ہونا مگر تلک

کتاب الحنفی

کتاب میں غشی کے حکام مذکور ہیں غشی شقیہ پر غشی فاشیہ ہے و سکون نون سے اور غشی لغت میں عبارت ہنری اور کس سے اور غشی ہنری
معلوم کرنا چاہیے کہ غشی تعالیٰ نے آدمی کو مرد اور عورت بنایا اور ہر ایک کے حکام بیان فرمائے اور حکام مذکور نہیں کیا جو مرد و عورت بھی تو معلوم ہوا کہ یہ
دونوں صفت متضاد ہیں ایک شخص میں جمع نہیں ہوتے اور دونوں میں علامت ایسا کی کہ مذکر اور انث پر کاسے متبادہ واقع ہونا ہر ایک صفت کو کوئی انسان ایک
ہونا ہر ایک میں یا نہیں ہوتی کہ انسانی غلطی یا مذکر میں غلبہ وجودہ ذکر اور الوجود جبکہ مصنف نے غالب الوجود کے ذکر سے غشت پائی یعنی مرد اور عورت کے
حکام سے تو مرد اور عورت غشی کا ذکر شروع کیا ہو ذفرج ذکر اور غشی غشی میں جمع ہوتا ہے غشی کا ذکر شروع کیا ہو ذفرج ذکر اور غشی غشی میں جمع ہوتا ہے
دونوں علامتوں سے مراد ہوا غشی بالی من الذکر فغلام وان بالی من البیض فاشی تو اگر وہ پیشاب کرے ذکر سے تو مرد ہی اور اگر پیشاب کرے غشی سے تو عورت
ہو جب اسے ذکر سے پیشاب کیا تو دوسری علامت بدن کا نشانات ہر اور اگر اسے غشی سے پیشاب کیا تو دوسری علامت تو نون یعنی مسہ کی مانند ہو کہ ان
فی انسانی وان بالی منھا فاشی لایسبق اور اگر دونوں پیشاب کرے تو بہن و آدم پر حکم کر دینی جس سے پہلے پیشاب نکلتا ہو اس کا اعتبار ہو اس کا اعتبار
اسی دلیل ہے کہ وہ غشی صوری وان استویا من شکل اور اگر دونوں برابر ہوں طرح کر دوں سے ساتھ ہی پیشاب نکلتا ہو تو وہ غشی من شکل پر حکم اس واسطے کہ اگر وہ برابر
سے کوئی معین نہیں والاثر اکثرہ ظاہر اور اکثر پیشاب کی خبر نہیں نام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ اکثر خروج غشی
حضور دلیل ہے والاثر اکثرہ اکل اور نام کی دلیل یہ ہے کہ اکثر خروج کثافت کی خبر نہیں ہر نہ ہمارے پر اور نام سے مردی ہے کہ انھوں نے ابو یوسف سے

مفتی بائع کا اور غیر کا ختنہ تو مرد اور عورت دونوں کو درست ہے کہ ان فی المال کی تہ و ان لم یکن لہ مال میں بیت المال تم بتاع اور اگر مفتی کا مال نہ ہو تو ختنہ کرنے والی تو بڑی بیت المال یعنی نذرانہ سلطانی سے خرید کر کیا ہے پھر ختنہ کے بعد بخیر الی جاے اور نہ اس کا بیت المال میں داخل کیا جاے اس واسطے کہ بیت المال حاجات سلبین کے واسطے مقرر ہے کہ انی انجوی اور زوجہ خاتہ مختہ لائہ ان کا ن ذکر مع اصلاح وان انی فخر المجلس اخت تم ایتلما و عند ان غلابا احتیاطا یا مفتی نکاح کرے ختنہ کرنے والی عورت سے تاکہ وہ اس کا ختنہ کر دے ایسے کہ اگر مفتی مرد پر تو نکاح صحیح ہے اور عورت پر تو مجلس یعنی عورت کا دیکھنا عورت کی طرف سے بکتر ہے مرد کی نظر سے پھر مفتی ختنہ کے بعد اس کو طلاق دے اور ختنہ کر کے عدت میں بیٹھے بنا برا احتیاط کے اگر ختنہ نے اس کے ساتھ خلوت کی ہجوم سے قول طحاوی نے اپنے استاد سے نقل کیا ہے اور بیت المال کا قول علماء مذہب سے منقول ہے اس واسطے کہ اگر اسے نکاح کیا تو نکاح مشکوک ہے اور اگر صحیح ہے تو عورت منقطع ہوگی اس سے خلاص نہیں ہو سکتی اور وجوب ہر کا ختنہ سے یقین نہیں ہو سکتا اور نہ وجوب میراث کا اگر مفتی شکل نکاح اور یہ جاہم نہیں ہو سکتا کہ شہر نقیہ و جہد ہے یا نہیں ازی نے یوں کہا ہے اور علامہ سندھی نے کہا کہ تخلص ان نکاحات سے اس طرح ممکن ہے کہ نکاح کرے اس شہر یا کہ عورت اپنی ذات کی اختیار ہے سو وہ ختنہ کے بعد طلاق لے اختیار مرد کی وجہ سے اور بیت المال سے وصول ہوا اس زمانہ میں ایسے کام کیوں اسے اہم محال ہے تو نکاح کر لیا اسل پر وہ علم کہ انی انطوا وی عن انجوی و دیگرہ لبس تحریر و کمالی اور مفتی شکل کو بشی کبر اور زیر ہینا کر دے وہ اولیٰ بخیر محرم اور مفتی مشکوک سے خلوت اور نہ انی نہ کرے سو اسے اس کے محرم کے دان قبلہ محل بابت حرمت ہمسایہ اور اگر مفتی مشکوک کسی مرد سے دوسرے لیا تو عورت معاہرت کی ثابت ہوگی مگر جو جائز نہ ہوگا مفتی کی مان کر اس دوسرے لینے والے مرد سے نکاح کرنا اور نہ انکی بیٹی کو ولایا و غیر محرم لاقمال انہ امراء اور مفتی شکل سفر نہ کرے بدو محرم کے اس جنمال کی وجہ سے کہ وہ عورت ہم محرم سے مرد محرم مرد ہے اس واسطے کہ محرم عورت کے ساتھ اس کو غیرت میں دان مال مارحل و امراء لا عبرہ ہے اس واسطے کہ لاہ دعویٰ بلا دلیل اور اگر مفتی شکل کے کہ میں مرد ہوں یا عورت ہوں تو اس کا کچھ اعتبار نہیں صحیح قول میں اس واسطے کہ یہ دعویٰ مرد و عورت کے قبیل اعتبار لاہ لایقت علیہ غیرہ اور عضو ہونے کے تاکہ اس کا قول معتبر ہو اس واسطے کہ یہ بیہ سو اب اس کے کوئی دقت نہیں لیکن فی مفتی بعد نذر نکاح لا قبل قبیلہ قبل قلت و یحیصل التوفیق لیکن مفتی میں ہے کہ بغیر ثابت ہوجانے انکی شکل کے قول اس کا مقبول نہیں و قبل از ثبوت شکل قول اس کا مقبول ہے پہلے ثابت ہوں اور اس تفصیل سے توفیق بین اقوالین المنکوحین حاصل ہوگی مگر معنی عدم قبول کا قول اس صورت میں ہے جبکہ مفتی کا شکل ہونا ثابت ہو چکا اور قبول اس صورت میں ہے جبکہ نذر شکل ثابت نہیں اسی طرح کی تفصیل عالمگیری میں مذکور ہے محوطہ و صفحہ انقلہ بقستانی عن شرح الفرائض بسید وغیرہ الا ان یجمل علی نذر اقبیہ اور نوب بفسحت ہر وہ قول جو ہستانی نے فرائض شریفی وغیرہ سے نقل کیا ہے مگر یہ کہ اس تفصیل مذکور اس کو محمول کیے تو قول صحیح ہوگا ضعف دفع ہو جاوے گا سو آگاہ رہنا مفتی میں فرائض شریفی سے یوں ہے کہ اگر مفتی نے حیض یا سنی کی یاد دیا عورت کی طرف مائل ہونے کی خبر دی تو قول اس کا مقبول ہوگا اور جو اس کا مقبول ہوگا جب تک کذب اس کا ظاہر ہو تو یقیناً مانجا ہے اپنے مرد ہونے کی خبر دی ہے اس کے بیٹ سے بچہ پیدا ہوا اسی خطاوی نے کہا کہ قول مذکور کو اسے محمول کرنا مستعین ہے بل لیس مفصل و بعد علم اولومات قبل ظهور حالہ لم یغسل و یتیم یا بصیغہ نذر افسل اور اگر ختنہ کر لیا قبل ظاہر ہوجانے اس کے حال کے تو غسل نہ دیا جاے اور نہ تکمیل کر دیا جاے خاک پاک سے بسبب ختنہ ہونے غسل کے ہم چھو کہ اس کا مرد یا عورت ہونا ثابت نہیں جو اس کو مرد یا عورت غسل دے تو تیمم عین ہوا سو اگر تیمم کرنے والا جہی ہے تو اپنے ماتم میں کبر الیست کہ تیمم کر دے اور اگر محرم ہے تو بدو دن کبر کے مانند اس مرد کے جو عورتوں میں مر گیا کہ انی انجوی ولا یغفر حال کہ نہ مرا خا غسل بیت ذکر او انشی اور مفتی مشکوک قریب البلوغ ہونے کی حالت میں کسی مردہ کے غسل میں جا فرما تو خواہ مردہ مرد ہو یا عورت و مذہب حیتہ قبرہ اور تحجب ہے مفتی شکل کی قبر پر دفن کے وقت پردہ کر لینا عورت کے مانند و بوضع الرجل قریب الامام ثم یوم المرأة اذا صلی علیہم غایتی الترتیب اور امام کے قریب رکھا جاے مردہ مرد ہے مفتی شکل عورت جبکہ قبر جنازہ سے

اور دو خیانی بخانی اور ایک سنگا بخانی خشتی جو کہ تو خشتی کو در دوش کرے بین کچھ خشتیں کیونکہ وہ عصبہ ہر اندر خشتی کو عورت فرض کیجے تو اسکا خصلہ صفت کیونکہ وہ صاحب فرض ہے اور ہر وقت میں یہ مسئلہ کہ تو ہم کی طرف عول کی گام اس مسئلہ میں کج خصلہ صفت ہے اور دمان کا جھٹسا اور دونوں خیانی بخانیوں کا تہائی اور سنگا بخانی خشتی ہے وہ مرد ہے کیونکہ وہ عصبہ ہر اور عصبہ ہر وقت میراث پاتا ہے جو اصل فرض سے کچھ باقی رہے سو بیان کچھ باقی نہ رہا اور اگر خشتی کو عورت فرض کیجے تو اہل فرض کا تو کج خصلہ صفت ہے تو بنا بر سوہا لیں کچھ اور بھی فرض کیا تا عورت ہے نہ عورت تاکہ انصاف سے وہ بات حق نہ دے وہ خشتی قدر آشی کاں اہل کمال علم اور اگر ایک شخص ہر گیا یا بار کجا اور بخانی کا ایک کہ جو کہ جو خشتی ہے تو خشتی کو بیان عورت فرض کیجے اور مال چاکا ہو گا کج خشتی کو عورت ہے اور اسے فرض کیا لے کچھ جگہ کے لیے اور اگر خشتی میں ہی دار اسکو روز فرض کیے تو وہ عصبہ ہر تا عصبہ مال کا وہی عورت ہو تا ہے چاہے ایسے کہ ہر چند دونوں عصبہ میں لیکن عصبہ چار پر عدم ہر کذا فی الخطا دی و اسد العلم و استغفر اللہ کلیم اللہ

مسائل شنی

جمع شہیت یعنی متفرقہ و ہون در ہر عصبہ ہر اندر کمالا نہ کر لیا کاں حق ذکرہ فیہ قلت و قد خفت غالباً لجا لہا و لد جملہ ذکرہ مسائل شنی میں شنی جمع ہے شہیت کی یعنی متفرقہ و وہ عادت ہے اہل تصانیف کی کہ آخر کتاب میں مسائل متفرقہ عبادت اور معاملات کا ذکر کرتے ہیں و اسے تدارک اُن مسائل کے جو دمان مذکور ہیں ہرے جہان انکا ذکر کرنا ضرور اور لائق تہاشاج ہے کہ میں کہتا ہوں اور لہذا میں نے اکثر مسائل ملا دیے اُنکے مواقع مناسبہ میں اور خدا کو حمد کی جسے اہل حق کی توفیق دی عرق مدین خیر خارج جس بندہ مقدمہ مسخری فی لیسیمہا کلام قدر مذکور ہے بی اوائل نواقض الوضو پسینہ شہری دہم بحر کا خارج ناپاک ہے یہ مقدمہ مسخری ہے جسکی تسلیم میں وہ کلام ہر حکامین نے تجویز دے دیا تھا اول نواقض وضو میں ہم ادیان کی قید ظاہر اسیر دلائل کرتی ہے کہ غیر مدین کا پسینہ جس میںین ادبیت یعنی پسینہ کا تولد ہونا جس سے بعضی غلبت اور خراب سے عدم تعقید کا متقاضی ہے اور فیہ خبرہ کی اتفاقی ہے تو ہر مسخری خبر کے مانند ہر کذا فی الخطا دی و کل خارج جس نقیض الوضو بندہ مقدمہ کبریٰ کلمۃ عندنا فیہ خیر ان عرق مدین خیر نقیض الوضو اور جو خارج نہیں ہے وہ وضو کو توڑتا ہے یہ مقدمہ کبریٰ در شکل اول برہی الاتیاج کا اور وہ یعنی کبریٰ سلم ہے ہمارے نزدیک تو دونوں مقدموں سے مل کر یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ مدین خیر کا پسینہ وضو کو توڑتا ہے لکنہ محتاج الانبات الصغری و حاصلہ مانی الذخائر الاشرقیۃ لابن تہتمہ مغربا للجبئی عرق لد جاہتہ بکلامہ جس قال وہیہ فخری کا پسینہ جو فقہا نجاست خوار ہے ہر ناپاک ہے اور بنا براس قول کے تو مدین خیر کا بھی پسینہ ناپاک ہے بلکہ اولیٰ بالنجاستہ ہر ہم و جادولیت کی ہے ہر کشتی فقیہ چنانچہ فخری کا پھر عرق نکالنے میں غیر فقیہ چنانچہ فخری کے چارہ سے زیادہ ہے کذا فی الخطا دی و ہم قال و ما سمع من کان عرقہ کورق الکلب و کچھ غیر جبئی کے مصنف نے کہا اور کتنا قبیح و بد موم ہے وہ شخص جسکا پسینہ کٹے اور سور کے مانند ہر ہم یقیح اور مذمت ہے مدین خیر کی اذان اللہ منہ قال ابن الخرفینہ یہ بعض الوضو و ہر عرق عرب و خراج ظاہر قال المصنف و ظورہ حولنا علیہ ابن افرنے کہ تو اس وقت میں یعنی جبکہ مدین خیر کا عرق نہیں ہوا تو وہ وضو کو توڑے گا اور یہ مسئلہ عجیب و غریب ہے اور اسکی ترجیح ظاہر ہے مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور اسکی ترجیح کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ہم نے پھر فقہا دیکھا یعنی اہل مدین میں اسکو داخل کیا قلت قال خیار الی خطا اسد تعالیٰ کیف یعول علیہ و ہر مع غرابہ لا یشہد لہ روایت ولا رایتہ الا اولے فظاہر اولم یر دین احد من یعتد علیہ و اما الثانیۃ فلعلم سلیم المتقدمۃ الاولیٰ شارح نے کہا میں کہتا ہوں کہ ہمارے استاد خیر الدین ربلی نے اسد تعالیٰ انکوائت سے محفوظ رکھے کہا ہے کیونکہ اسیر فقہا دیکھا ہے اور حالانکہ وہ باوجود غراب اور مذمت کے نہ اسیر روایت اہل فرہب کی گواہی دیتی ہے نہ اسد لال عقلی مصر روایت تو خود ظاہر ہے اس واسطے کہ یہ مسئلہ معتد عالموں میں سے ایک عالم سے بھی مروی نہیں اور اسد لال عقلی تو عدم تسلیم مقدمہ اولیٰ سے ثابت نہیں ہم مقدمہ اولے غیر مسلم ہے ہر کہ مدین خیر کا پسینہ خارج نہیں ہے و تہتمہ لطلالنا مسئلہ اجدی از غری ملین کچھ غیر فقہ عللوا حل الکلمہ بصیر و تہتمہ لطلالنا لایبقی لہ

۱۲۸۱

کیرا بخورنے سے نہ چلتا ہو تو یہی متین ہوگا کہ بخلان تصبیح طواری کے فتویٰ دیا جائے کہ انہی الخطا دی خصماً ہر جید کہ حصر کا مرجح توبہ ظاہر تھا لیکن چونکہ طواری کا قول منتهی بکے مخالف تھا اندر ترجمے تو بکس کو مرجح قرار دیا دہم علم کا لوشتر الثوب الملبول علی حمل کس یا لیس انفس طرہ شریعہ از شریعہ اودام علی فرض کس برق دم نظیر ازہ لاجس جائزہ خیالہ اگر تکریر یصلایا یا نایا شک کس پر یا قانون کو دھوا اور نایا ک زمین پر چلایا یا نایا ک فرض ہو یا سو یا سیکہ سببہ نکلا اور ترجمہ جاست کا کیرے یا قانون یا بدن پر ظاہر نہوا نایا ک نونگا کذا فی الخانیہ جمعی نے کہا نایا ک زمین پر یا قانون سے طرح چلا ک زمین تر ہوئی اور سیاہ لیکن ترجمہ جاست کا یا قانون میں ظاہر نہوا اور اگر نایا ک زمین پر چلا شک یا قانون سے تو نایا ک ہوگا اور مرجح میں ہر اور اگر شک قدم پاک رکھا یا فرض تریر سو یا اگر تر ہو گیا جاست سے تو کس ہو اور زمین تو کس زمین اور فقط منوات اور زوات کا کیر اعتبار زمین بنار فون مختار کے یعنی بدون جم کے کذا فی الخطا سے نوی الزکوۃ الا انہ سماہ قرضاً جائز فی الاصح لان اجزہ للقلب لسان دانے زکوۃ کی نیت کی گرسا قرض نام رکھا یعنی محتاج کو قرض ملکر دیا تو درست ہے صحیح قول میں اسو اسلے کسیت دل کا اعتبار نہوا زبان کام صحیح تر وہا یہی ہر کسیت دافع کا اعتبار ہر لینے دے کا علم در زمین اگر ابو جھر کے قول پر کذا فی الخطا سے من کہ خط فی بیت المال کا علم از نظر بجا ہو و جہت مال طرہ اخذہ دیانہ قد مناہ قبل باب المصروف بجا حصہ بیت المال میں ہر پانچہ علم از دین سو اسے بیت المال کا مال یا یا تو ملو کا لیا یا اعتبار دیانت کے جائز ہر جم نے اسکو باب المصروف کے پہلے ذکر کیا ہم بیت المال یعنی خزانہ سلطانی کے مصروف ملار اور عمان اور عمانین اور انکی اولاد اور طالب علم اور درمختار دین میں ہر ہر کہ امام طواری نے کہا کہ جب ایک شخص کے پاس مانت ہو اور موضوع مجاے اور ہکا کوئی وارث نہوا تو اگر وہ اہل مصارف مذکورہ سے ہو تو اپنی ذات پر خرچ کرے ہمارے اس زمانہ میں سو اسے کہ اگر بیت المال میں فعل کرے تو مال ضائع ہوگا سو اسے کہ حکام اسکے مصارف شرمی میں ہر نہ کر لینگے در اگر وہ شخص بیت المال کا مصروف نہیں نو اور شخص بیت المال پر خرچ کرے دہم علم کذا فی الخطا دی فطر فی رمضان فی یوم و لم یفر حتی افطر فی یوم اخر فعليه كفارة واحدة دلوی رمضان علی تصبیح و قد نہا فی الصوم روزہ تو رمضان کے ایک دن میں اگر قمار اور ہیکہ یا ہیکہ کہ دوسرے دن کا روزہ تو اگر تو ہر ایک ہی کفارہ ہر اگرچہ اسے دو رمضان تو کچھ روزے توڑے ہوں تو یہی ایک ہی کفارہ کفایت کرتا ہر بنابر قول صحیح کے اور ہم نے اسکو کتاب الصوم میں مذکور کیا ہر ولو نوی قضا رمضان و لم یعین الصوم صح اور اگر قضا رمضان کی نیت کی اور دن کی تعیین نہ کی یعنی چون نہ کہا کہ تیسری تاریخ کی قضا کرنا ہوں یا پانچویں کی تو صحیح جم اسلے کہ جس واحد میں تعیین کی نیت شرط نہیں دو عن رمضان کفنا بصلوۃ یسنا وان لم یعنی بصلوۃ اول صلوۃ علیہ او اخر صلوۃ علیہ کذا فی اکثر تعیین یوم شرط نہیں اگرچہ دو رمضان تو ن کی قضا کی نیت کرے جیسے نماز کی بھی قضا صحیح ہر اگرچہ یون نیت نہ کرے نماز میں کہ وہ پہلی نماز پڑھا ہوں جو مجھ پر واجب الادا ہر یا پچھلی وہ نماز پڑھتا ہوں جو مجھ پر واجب ہر ہی طرح کتر میں جم سیکیں کی شرح کتر میں ہر دو رمضان کی قضا کرے مراد یہ کہ دو رمضان سے ایک رمضان کی قضا کی نیت کرے پہلی پچھلی نماز بخون کی تعیین ضرور نہیں اور یہ مراد نہیں کہ دو نون رمضان تو ن کسیت میں جم کرے ہوا کہ ہم میں دو رمضان کسیت کرنے والا نفل پڑھا ہر یعنی فرض ادائین ہونا روزہ کا نفل ہو جائے قال المصنف قال الذی لا یصح اشتراط تعیین فی الصلوۃ و فی رمضان الخ قلت و کذا قد مر فی باب قضا الفوات تھالہ رد و غیرہ ما اپنی شرح میں مصنف نے کہا کہ دلیعے نے کہا کہ تعیین کا نماز اور دو رمضان تو ن میں شرط ہونا صحیح تر قول ہے میں کہتا ہوں اور ہی طرح اشتراط تعیین کو ہم نے ذکر کیا ہر باب قضا الفوات میں در و غیرہ کا تاج ہر کرم خطا دی نے کہا اور تصبیح کی دلجویت میں اس تو ن کی کہ قضا رمضان بلا تعیین صحیح ہر اگرچہ دو رمضان تو ن کی قضا ہو مگر تعیین احوط ہر انتہی اور دو رمضان تو ن میں تعیین کی یہ صورت ہے کہ یون نیت کرے کہ میں فلا نے ہر کہ رمضان کی قضا کرنا ہوں اور قضا صلوۃ میں نماز اور اسکے دن کی تعیین کرے اس طرح کہ میں فلا نے دن کی نظر کی قضا کرنا ہوں اور اگر اول نظر علیہا آخر نظر علیہ کی نیت کی تو اشتراط تعیین کے قول پر جائز ہو سو اسے کہنا تعیین ہر لگی اسکے متین کرنے سے اور ہی طرح وقت میں متین ہو گیا اول یا آخر کرنے سے ہر دیکھ جو نماز اولی قضا کی تو اب اسکے بعد کی نماز اولی ہو گئی اور جو اسکے پہلے ہر وہ پچھلی نماز ہو گئی مصنف نے کہا اور یعنی اولی نظر علیہا یا آخر نظر کرنا شخص ہر اس شخص کے دہلے جسکو اوقات فائدا دے رہا ہے یا پڑھتا ہے

ہے اسے اپنی ذات پر آسانی کا ارادہ کیا نہی تم رہتے فی الجرح فیل باب اللعان انفسہ ذنیہ تعیین میں بشرط اعتبار ان الوجہ مختلف ہے بل اعتبار ان مراعات
الترتب ورجیہ علیہ ولا یکثر مراعاة الالایۃ تعیین حتی لو سقط الترتیب اکثر الخواتم کیفیتہ الظہر لا غیر کذا فی الجرح وکذا فی تفصیل حسن فی السلبہ وینفی خصہ نہی بلفظ غیر
میں نے جہاں اثنین باب اللعان کے پہلے وہ دیکھا جسکی عبارت یہ ہے اور تعیین کی نیت شرط نہیں ہونی اس اعتبار سے کہ وجہ مختلف اور ترتیبی بلکہ اس
اعتبار سے نیت تعیین کی شرط ہے کہ مراعات ترتیب کی بجز وجہ یہ اور اگر مراعات ترتیب کی ممکن ہیں یہ کہ تعیین کی نیت سے تو اگر ترتیب ساقط ہوئی کثرت
خواتم سے تو نقصانیت ظہر کی مثلاً کفایت کرنی ہے نہ اس کے سوا اور یہاں یہ مذکور ہے محیط میں اور یہ تفصیل خوب ہے مازوں میں لکھا یا کہ کمالی ہی کہ فی الجرح تم رایت
انفہ عنہ فی الاشباہ فی بحث تعیین انہوی تم قال ودر شکل و ما ذکرہ و صاحبنا کما فی خان وغیرہ خلافہ و در حتمہ کذا فی تعیین انہوی بحر دفعہ فلیستہ لذلک یہر دیکھا میں
صاحب جہاں اثنین کو کہ اسے محیط کی عبارت مذکورہ نقل کی اشباہ میں تعیین نہوی کی بحث میں یہ کہ اور یہ یعنی عدم تعیین کی کثرت خواتم میں مشکل ہے اور جو ہمارے
علمائے مذکور کیا ہے چنانچہ قاضی خان وغیرہ نے وہ اس کے خلاف ہے یعنی تعیین شرط ہے کہ کلام میں اگرچہ بلفظ ادل ظہر یا آخرہ ہر دو اور ہی یعنی شرط تعیین
مستند ہے چنانچہ تعیین میں یہ ہی جہاں اشباہ تو اس سے آگاہ رہنا ہم دیکھا کہ یہ کہ عدم شرط تعیین خواتم اس قاعدہ کلیہ کو مستند کرتا ہے جہاں ہر دو کا
اتفاق ہے وہ قاعدہ یہ کہ تعیین ہر دو ہی ہر اشباہ کی تیز کے واسطے اور سب مازوں میں یہ فیل مختلف انہیں کے ہیں اس لئے کہ ان کے اسباب یعنی اوقات
مختلف ہیں کذا فی المحوی حاشیۃ الاشباہ وخطا دی نے ہر مستند کے حاشیہ میں کہا کہ عدم تعیین قول بھی دلو حاشیہ میں صحیح ہے اگرچہ تعیین اجود ہے رہا
شاشۃ مستطیع بدیم ارقی الاس ورا ال عند الم فاستخذ منہ حرقہ جائز استمالا واد حرق کا الغسل و قد ساء من مطہرات جیسے بکری کا سر خون
میں بشرط آگ سے جلایا گیا اور خون اس سے دور ہو گیا پھر نکاشور بانایا گیا تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے اور طہارنا و حوض کے برابر ہے بل کہ دیکھ میں اور ہم نے
کتاب اطہارہ میں پہلے ذکر کر دیا کہ جلایا جی مطہرات میں داخل جو کہ کجاست کو قنار قتی ہے یہاں تک کہ شئی ناپاک میں ناپاک یا کچھ نازنین تہا یا جلایا اور اگر قتی
بطریق استحاک کے داند اور اگر جو جل کر اکر ہو جاوے تو پاک ہو جا تا ہے جیسے خراب جگہ سے کہ نجاست پاک ہو کر کسار میں کر کر تک نجاست کذا فی الخطا و ہی سلطان محل الخراج
رب الارض بجا بدین شاہ نے خراج یعنی محصول زمین کا زمیندار کے واسطے مقرر کر دیا تو باکرہ ہم : قول ہے اور جو دست رکھ کا اور یہی رفتوی ہے اور امام محمد کے نزدیک زمین
زمیندار کو دینا جائز نہیں بشرطی مانند منسلح میں ہے کہ محل خلاف اس وقت ہے جگہ زمیندار صرف ہر خراج کا اور اگر اراک اسانین ہے تو بلا اتفاق جائز نہیں کہ فی الخطا
وان جعل لہ اعترلا لا زکوۃ قلت و قد مرۃ فی کما و قد مرۃ فی الزکوۃ یعنی اراک بادشاہ نے زمیندار کو واسطے عشر عطا کیا تو جائز نہیں ہے واسطے کہ عشر زکوۃ ہے میں
کتاب ہوں کہ میں نے اسکو کتاب بجا دین ذکر کیا ہے اور کتاب زکوۃ میں بھی مذکور ہے ہر خراج جسے عشر زکوۃ عشر تو وہ فقیروں کا حق ہے ہر دان اگر زمیندار فقیر ہو تو اسکو بھی دینا
دوست ہے کذا فی الخطا و ہی من الخراج عجز صحاب الخراج عن زراعت الارض و ادوا الخراج و دفع الامام الارضی ولی غیر ہم بالاجرة لیعطو الخراج
من اجرتہما استحقۃ جائز اہل خراج عاجز ہو گئے زمین کی زراعت سے اور خراج کے ادا کرنے سے اور بادشاہ نے اسکو قصوں کو دی بطریق اجارہ کے تاکہ
وہ خراج ادا کریں اسکی اجرت مستحقہ سے تو یہ جائز ہے فان فصل شئی من اجرتہما دفعہ لما لکما رعایۃ للحقین پھر اگر فاضل ہے اسکی اجرت سے پھر تو زمین کے
مالک کے دے دونوں کی رعایت کیواسطے یعنی اگر زمین مثلاً سر دیہ کو اجارہ دے اور خراج اسکا اشی رویہ میں تو اشی رویہ بادشاہ نے ادریس رویہ
زمیندار کو دے فان لم یجد الامام من استاجر با با فہما لقا در دفعہ الخراج الماضی من انہن لو عظیم خراج و در دفعہ لاربا بیا بطریق پھر اگر بادشاہ کو بیاد
جو زمین اجارہ دے تو اسکو بیعہ صاحب قدرت سے اور خراج گذشتہ اس کے ثمن سے لے اگر مالکوں پر خراج باقی رہے ہو اور اسکو اس کے مالکوں پر دے کہ فی الزکوۃ قلت
و قد ساء فی الجہاد نہج سقوط با بقہ اقل فیل علی المر جوع اذ علی ان مرادہ دفعہ الخراج لہستہ الماضیہ فقط میں کتاب ہوں اور ہم نے کتاب بجا دین مذکور کیا ہے
خراج سقوط خراج کا متداخل سے تو بطریق کا قول مذکور قول جرح پر محمول ہے یا اسیر کہ بطریق کی مراد یہ ہے کہ خطا سائن گذشتہ کا خراج لیا جائے

دولت کرنا ہو و اسد علم اعفار المستخرج فیہ لا یرجى من ید ذی الید نام پیر بن الممدی علی وفق دعوہ بخلاف المنقول عن استاذ فیہ
 نہ نکالا جائے قابض کے ہاتھ سے قبضہ مدعی اپنے دعویٰ کے موافق یعنی کہ عفار مدعی علیہ کے ہاتھ میں ہرگز نہ لگائی گواہ نہ گذرانے بخلاف منقول کے
 ہم یعنی حاکم عفار کو ذی الید کے ہاتھ سے نہ نکالے قابض کے یوں اقرار کرنے پر کہ مان ذہ زمین یا مکان میں قبضہ میں ہو موصفت یعنی دونوں کے گنجانے
 کے احتمال کی وجہ سے یعنی شائد مدعی اور مدعا علیہ نے اس اتفاق کیا ہو کہ مدعا علیہ اپنے قابض ہونے کا اقرار کرے تاکہ حاکم عفار حکم دے بغیر جب اسے حکم کیا تو اب
 اسے توڑنے کی کوئی صورت نہیں رہا تو یہ کہ اگر اس عفار کا کوئی اور مدعی دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ صحیح ہوگا تو ذی الید کے قبضہ کے گذرانی اسطوریٰ اور عظیم بہ القاضی کا ہی
 کی ہمت دفع ہو جائیگی تو اس پر حکم کرنا ممکن ہوگا اس کے قبضہ سے خارج کرنے کا بسبب ثابت ہو جائے اس کے قبضہ کے گذرانی اسطوریٰ اور عظیم بہ القاضی کا ہی
 بلکہ شائد مدعا علیہ کے قبضہ کو تو اب کو ابھی کی حاجت نہیں ولایتی تصدیق المدعی علیہ نہ فی یدہ فی الصحیح احتمال الوضوۃ اور کتاب نہیں کرتی مدعا علیہ کی تصدیق
 کہ وہ عفار اس کے قبضہ میں ہے تو صحیح میں موصفت کے احتمال سے یعنی اس کا قبضہ جانے کے احتمال سے قلت قد منا غیر مرہ و خزانہ فی باب بنایۃ الملک
 ان المستی فی زمانا نہ لا یعمل بعلم القاضی قتال میں کہتا ہوں ہم نے چند بار گئے مذکور کیا پچھلا مرتبہ ذکر کا باب بنایۃ الملک کہ ہر قول مفتی بہ ہمارے
 زمانہ میں یہ ہو کہ قاضی کی دھشت پر عمل نہ ہوگا سو اسکو غور کرے و ہذا اذا ادعا ملک مطلقا اور یہ وقت ہر جبکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی
 اشتراط اقامت بینہ کا اس پر کہ عفار مدعا علیہ کی طرف میں ہر ملک مطلق کے دعویٰ میں ہر امانا اور ہی اشرار ان ذی الید و اقرار و بانہ فی یدہ فاکثر المنکر و اقرب لک من یدہ لا یخرج
 لہر ان علی کو نہ فی یدہ لان دعویٰ اصل کا تصحیح علی ذی الید تصحیح علی غیرہ ایضا کا بسط فی البزریہ اور جبکہ مدعی نے ذی الید سے خرید کا دعویٰ کیا اور
 ذی الید کے اس اقرار کا دعویٰ کیا کہ عفار میرے قبضہ میں ہے تو قابض ذی الید نے اسے خرید کا انکار اور اپنے قابض ہونے کا اقرار کیا تو اب
 ذی الید کے قبضہ ہونے کی گواہی کی حاجت نہ رہی اس واسطے کہ دعویٰ فعل کا چنانچہ خرید کا دعویٰ جیسا ذی الید پر صحیح ہو ویسا ہی عیروی الید پر بھی
 صحیح ہو چنانچہ برازیہ میں شرح مذکور ہر عفار لانی ولایت القاضی صحیح قضاوہ فیہ المنقول ہو صحیح و تقدم فی القضاہ ان المصلحین بشہر طیفیہ
 و یکتب بالحکم القاضی ملک الناحیۃ لیاہرہ بالتسلیم ایک عفار قاضی کی ولایت اور حکومت میں نہیں تو اس قاضی کا حکم اس عفار میں صحیح ہو جیسے مال
 منقول میں صحیح ہو یہی قول صحیح ہے اور کتاب العقار میں آگے مذکور ہو چکا کہ وہی شہر ہوا صحت قضا میں شرط نہیں یہی قول مفتی بہ ہے اور وہاں کا قاضی
 حکم لکھ دیتے محض قاضی کو حمان وہ زمین ہر تاکہ وہ اس زمین کے دلانے کا امر کرے و قبل الاصح و فی علیہ فی المنکر و المتفق اور بعضوں نے
 کہا کہ قاضی کا حکم غیر حکومت کی زمین میں صحیح نہیں ہے اور اسی قول پر صاحب کنز اور مفتی جلال رحمہما نے اپنی شرح میں لکھا کہ ہم نے کثر الذائق کے
 قول سے اس واسطے عدل کیا کہ برازیہ اور خلاصہ میں مذکور ہر کہ صحیح قول ہے کہ قاضی کا حکم محدود میں صحیح ہے اگر عفار محدود قاضی کی حکومت میں نہ لگائی گواہ
 قضی القاضی ہیشۃ فی حادثہ ثم قال حبیب عن قضائی او بدالی غیر ذلک او وقعت فی بلایس الشہود او اطلبت حکمی او نحو ذلک اکثر
 قول القاضی فی کل ذلک لخلق حق التبرہ دہر المدعی قاضی نے گواہ عفار ایک حادثہ میں حکم کیا پھر قاضی نے کہا کہ میں نے حکم سے بچا یا سو اسے اسے جملہ چیز اور عفار
 یعنی میں نے ناحق حکم کیا یا کہ میں گواہوں کے غریب میں بڑ گیا یا کہ میں نے اپنے حکم کو باطل کر دیا یا مانند اس کے اور کچھ کہا ابطال حکم میں تو ان سب باتوں میں قاضی کا
 قول معتبر ہوگا بسبب تعلق ہر جانے حق غیر کے یعنی مدعی کی حق تلفی کی وجہ سے اور دوسری وجہ یہ کہ اسے اول راجع ہو گئی حکم دینے سے تو رائے ثانی سے
 جو اسے برابر غرض نہ رہی گذرانی اسطوریٰ و القضاہ ما ضل لکان بعد دعویٰ صحیحہ و شہادۃ مستقیمہ اور قاضی کا حکم جاری اور نافذ ہے اگر صحیح دعویٰ
 اور شہادت مستقیمہ کے بعد دفع ہوا ہر صحیح دعویٰ وہ ہر جس سے دعویٰ کے احکام متعلق ہیں تو ہمیں مدعی اور مدعی علیہ کا حاضر ہونا اور قضا میں اور
 بطلانہ جواب کا اور گواہوں سے ثابت کرنا شائد ضرور ہوگا اور شہادت مستقیمہ عبارت ہر شہادت عدل و ارفاق سے جو شرائط صحت کی جامع ہر تو اسد مدعی

اور نہ اس وقت غیر مستقیمہ میں اقوال مذکورہ قاضی کے مستبر ہونے اور حکم قاضی کا باطل ہونا و لیکھا اور فاسد دعویٰ کی صورت یہ ہے کہ ضرور دکان دعویٰ کرے اور یہ بیان نہ کرے کہ وہ باغ ہر یا صاف زمین ہر اور مجملہ مراد غیر مستقیمہ کے یہ ہے کہ قاضی اپنی دہست پر حکم کرے جس پر یہ حکم کی خطا ظاہر ہو تو قاضی کو ایسا حکم جاری رکھنا لائق نہیں کہ ذاتی الخطا دی عن المجوی غصبا تبصرہ الا فی مثل رتبہ فی القضا لولہ لعلہ و بحکات نہ سہرہ ازہر خشارہ قاضی کا حکم دعویٰ صحیح اور مراد مستقیمہ کے بعد نافذ ہو مگر تین صورتوں میں نافذ نہیں ہوگا کتاب انصاف میں مذکور ہو گیا یعنی اگر قاضی نے اپنی دہست پر بیدار کو ایوں کے حکم کیا یا اپنے برخلاف مردم کے حکم کیا یا قاضی کی خطا ظاہر ہو گئی اذ قال الشہود قضیت انکما القاضی فالقول کہ یعنی قائلہ میں انہیں فی انہو کہ البدر تہر اذ فی المیزانہ خلاف انہو کہ نداد فی الجہام بنفہ قاضی آخر فیختہ لایکون القول لہ فانہ لم یقض بوجود خشارہ انانی یہ قال انصف دیو قید حسن لم تحت علیہ غیر صاحب الہر جبکہ کو ایوں نے مانگی سے کہا کہ تو نے حکم دیا ہے اور قاضی حکم دینے کا منکر ہو تو قاضی کا قول مجبر ہو گا یہی قول مفتی ہے ایسا لکھا ہے ابن الخرس نے فواکہ بدر یہ بین زاریہ میں آمار زیادہ لکھا ہے کہ یہ قول محمد ہر کے خلاف ہے ہر الا ان میں یہ قید زیادہ کی ہے کہ جب تک قاضی منکر کے قول کو دوسرے قاضی نے نافذ نہ کر دیا ہو تو اب قاضی کا قول عدم قضا یا میں مقبول ہوگا سبب موجود ہونے دوسرے قاضی کے حکم کے معصفت نے کہا اور یہ قید خوب ہے میں وقت انہو اس قید پر سوائے صاحب ہر کے اور کسی کتاب میں شرط نفاذ القضا فی المجتہدات میں حقوق ابعاد ان یصیر حکم فی حادثہ بان قید ہر دعویٰ صحیحہ میں جسم علی جسم حاضر منازع شرعی شرط نافذ ہونے قضا کی مسائل اجتہاد یہ بین حقوق عبادت یہ ہے کہ حکم ہر حادثہ میں اس طرح کہ نفاذ قضا ہر دعویٰ صحیح مقدم ہو چکا ہو ایک خاص سے دوسرے خاصہ ہر جو منازع شرعی ہر صورت اسکی یہ ہے کہ مثلا قاضی مالکی کا فیصلہ حنفی قاضی کے رہبر و پیش ہو کہ وہ اسکو جاری کرے تو بلا حضور خصمین کے حنفی کو اسکا نافذ کرنا جائز نہیں خطا دی نے کہا حقوق عباد کی قید اسو سے لگائی کہ البدر نقالی کے حقوق میں چنانچہ حدود اور عین اور مطلق میں حادثہ ہر نا شرط نہیں اور منازع کی قید سے غیر منازع خارج ہو گیا اور منازع شرعی کی قید سے منازع غیر شرعی چنانچہ فتولی اور بدوع اور مستعیر مثل گئے اسو سے کہ ایسا ہے مجبر نہیں مگر غلو برین ہر علی آخر عند فاضل نقضی یہیرا تہ بدون منازعہ و دخا صیہ شرعیہ و مدارج میں تمام بنفہ قضا وہ نقد شرطہ و ہر اللہ تعالیٰ کھوسہ شرعیہ و کان انذار فیجلم ہر ہرہ لایعیر لکما قد نہاد فی القضا و اخادہ بقولہ لو اگر مدعی نے ایسا حق دوسرے شخص پر قاضی کے رد ہو کر ایوں سے ظاہر کیا سو دوسرے قاضی نے اگر وہ اسکو اسکا حکم کر دیا بدون منازعت اور خاصیت شرعی کے اور بدون اس کے کہ تمام میں بین مدعی اور باہم حاضر ہوا اور بین واقع ہوا ہو تو دوسرے قاضی کا حکم نافذ ہوگا سبب ہونے شرط نفاذ کے یعنی مدعی نے جو بصوت شرعیہ تو اب یہ قضا نہ ہوگی فتویٰ دینا محض تو قاضی اپنے مذہب کے موافق حکم کے نہ جب کے ہر فی چنانچہ ہم نے اسکو کتاب انصاف میں ذکر کر دیا اور معصفت نے بے قول یندہ میں اسکو بیان کیا فتور رفع الیہ الی الی الی یعنی قضا مالکی بلا دعویٰ لم یستفت الیہ و عمل شخصی بنفشی مذہبہ عدم تقدم ما یبعث من ذلک خروج قضا مالکی خرج فتویٰ عدم تقدم مخصوصہ الشرعیۃ الی الی الی شرط انعقاد القضا فی حق ابعاد تو اگر مقدم ہو قاضی حنفی کی طرف مالکی مذہب کے قاضی کی قضا کا بدون دعویٰ کے تو اسکی طرف انعقاد کیا جائے اور حنفی کے بنفشت اپنے مذہب کے عمل کے سبب عدم تقدم اس شرط کے جو اسکو اپنے مذہب پر عمل کرنے سے مانع ہو بولت خروج قضا مالکی خرج فتویٰ یعنی عدم شرط سے قضا نہ کرے فتویٰ کے ہو گئی بحجت عدم تقدم خصوص شرعیہ کے جو شرط شخصی انعقاد قضا کی حق ابعاد میں اذ ارا باب القضا فی حکم القاضی الاول لہر مطلب شہود الاصل ہر فی القضا قید باریا یہ فی حکم الاول نا فا دا نہ اذ ہم یرتب فیہ لایعترض لہ جب تردد میں ہر سے قاضی پہلے قاضی کے حکم میں تو اسکو جائز ہر اصل کے گواہوں کو طلب کرنا یہ مسئلہ مذکور ہو گیا کتاب انصاف میں معصفت نے قاضی اول کے حکم میں تردد کی قید لگائی تو یہ فائدہ ظاہر کر دیا کہ جب ہمیں اسکو رد نہ تو تو طلب ہر کا متعرض ہونا فی انہو کہ البدر یہ تھا لا القضا لایقض و جمل علی اسداد بخلاف قضا غیرہ یعنی اذ ہمیں وجہ نہادہ بطریقہ قضا لای نقضہ فواکہ بدر یہ میں کہ انک قد نہانے کہا ہے کہ قاضی متقی عالم کا حکم تو رائے نہیں جاتا اور راستی اور درستی پر محمول ہوتا ہے بخلاف قضا اس قاضی کے کہ

یہاں سکوت رضا اور عدم رضا دونوں کا محمل ہے لہذا فی الجہتی باع ضمیمہ شرمی اما وقت علیہا دلی سجدہ کہ اوست وقتہ اور ادا تکلیف اللہ علی طبعہ لیس
 ذلک اتفاقا للثنا قبض وان قام بنیتہ لقبل علی الراجح لا یصحہ الذہوی بل یقول البیہقی فی الوقت بلا دعوی طرانا لما صوبہ الریعی وقد یقتضاه فی الوقت
 وباب الاستحقاق ایک شخص نے زمین پر بیرو دعوی کیا کہ وہ زمین کو منحصر وقت یا ظانی سجدہ وقت پر یا بین نے اسکو وقت کیا تھا اور یا بین دعا علیہ کی تکلیف
 چاہے تو یہ اسکو جائز نہیں بالاتفاق بسبب تناقض کے اور اگر بائیں نے اسکو رواہ قائم کیے تو کو اسی قبول ہوگی یا صحیح تر قول کے ہے اسوجہ سے کہ دعوی بل کا صحیح
 بلکہ اسوجہ سے کہ وقت میں بدو دعوی کے بھی کو اسی قبول ہو جاتی ہے برخلاف اس قول کے جسکا راجح ہے کہ یہ دعوی کی جو زمین میں عدم قبول شہادت کو صواب کہا ہے اور
 ہم نے اس مسئلہ کو کتابا وقت اور باب الاستحقاق میں بیان کیا ہے وہ بت ہمراہ دواہما خاتمت و طاب البتہ و ترماہم ہرما و قالوا کانت البتہ فی مرض و تھا
 وقال بل فی الصحۃ فالقول للزوجة ہما عمدہ فی بخانیۃ بتا رواہ ابی حاتم و یصحہ بعد نقلہ لمانی فتاویٰ ابی ان القول للزوج فقالوا لا یصحہ لروایۃ لیسما رواہ
 علی وجہ ابیہر و صلوا فی استیفاء القول للزوج نے پناہ زوج کو یہ کیا پھر وہ کئی اور وجہ کے وارثوں نے اسکا خراج سے طلب کیا اور بولے کہ ہمہ ہر ایک
 مرض الموت میں وقت ہو اور زوج نے کہا بلکہ اسے صحت میں ہے کیا تو وارثوں کا قول قبول ہوگا اسی پر تھا دیا ہے فتاویٰ قاضی خان میں جامع صغیر کی روایت کی
 بیرو کی کہ بدفعہ کرنے اس قول کے جو فتاویٰ نسفی میں ہے کہ زوج کا قول قبول ہے سو قاضی خان نے کہا کہ اسی روایت سابقہ پر تھا دیا ہے سو یہ ایک ان سب سے زوج
 پر اتفاق کیا اور سقوط ہر میں خواتین تو نسکے سقوط کا قول مستبر ہوگا ہم باقی کلام قاضی خان کا یہ ہے کہ حادث ہے اور جو ایش میں اصل ہے کہ قریب اوقات کی ان خواتین
 ہوں قلت و ذرہ فی توبہ لیسما و عمدہ بخانیۃ علی خلاف ما یجزم بہ فی المستفی کا لکھنؤ میں ان القول للزوج و ان جزم بخرامہ کا لکھنؤ میں ابن سلطان ہانہ الاستحسان فقیر
 اور ذرہ کے قول مستبر ہونے کو ثابت رکھا ہے تنویر لیسما میں اور اسی پر تھا دیا ہے ہمارے استاد نے برخلاف اس قول کے جسکا مستفی الاجر میں کثر الدقائق کے مانند
 یقین کیا ہے وہ یہ قول ہے کہ زوج کا قول مستبر اگر جہ راجح اور ابن سلطان کثر کے شراحون نے اسکا یقین کیا ہے کہ زوج کا قول مستبر ہونا استحسان ہے لیسما اور ذرہ
 کا قول قبول ہونا قیاس ہے تو اس اختلاف سے خبر دار رہنا قلت و تنویر ابن امام فی ازہر نقال وجہ انظار ابن لورہ سلم بن امام حق بل لیسما و ہم بدوہ و انہم
 و الزوج نسکے فالقول لیسما کتاہون اور قول زوج کے مستبر ہونے کی تقویت کی ہر کمال الدین بن امام نے آریاب ہر میں و یوں کہا کہ قول ظاہری وجہ ہے کہ
 کہ وارثوں کا حق ہر میں نہیں بلکہ زوجہ کا حق ہے اور وارث اسکا دعوی کرتے ہیں اپنے فائدہ کیو اسے اور زوج شکر ہے تو زوج ہی کا قول مستبر ہوگا نہ وارثوں کا
 لان القول قول المنکر و اسہ علم و کلہما بطلان لیسما غر لما لانیہ میں بن جہت زوج نے زوجہ کو انبی طلاق کا وکیل کیا تو اب زوج زوجہ کو وکالت
 مذکورہ سے معزول نہیں کر سکتا اسوجہ ایک زوجہ کو وکیل کرنا میں ہے زوج کی جہت سے ہم نسفی وکیل کرنے میں مضی میں ہے یعنی طلاق زوجہ کی تعلیق ہے زوجہ کے
 فعل پر ادب میں رجوع کا اختیار نہیں لیکن یہ توکیل محاس پر منحصر ہے اسوجہ کہ فتاویٰ صغریٰ میں مذکور ہے کہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں نے تجکو وکیل کیا اسکا کوئی
 ذات کو طلاق دے تو یہ وکالت اسی مجلس پر منحصر ہے نہ ہی برخلاف توکیل اضبی کے کہ وہ مجلس پر منحصر نہیں ہے اور رجوع کا اختیار ہے کہ فی استطاعتی خسر و کلہما
 بلکہ اعلیٰ فی مٹی غر تک فانت وکیل فترقیۃ ان قبول فی غر غر تک غر تک لان فی تعیم الاوقات و اما کلما قلیم و اما فی الایات نے دوسرے سے کہا
 کہ میں نے تجکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ میں جب تجکو معزول کر دوں تو تویر دلیل ہے تو اسے معزول کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یوں کہ میں نے تجکو معزول کیا پھر تجکو
 میں نے معزول کیا اسوجہ کہ لغت میں کا مجموع اوقات کے وسطے موضوع ہے اور کلما کا لفظ تو عموما فی حال کے وسطے موضوع ہے فلو قال کلما غر تک فانت وکیل
 ليقول فی غرہ حبت عن الوکالۃ لم یعلقہ و غر تک عن الوکالۃ لہ الخیرۃ کا مصلہ من لفظ کلما جنسہ عن لہ و اگر یوں کہہ کہ ہر بار میں تجکو معزول کر دوں سو تو
 میرا وکیل ہے تو اسے معزول کرنے میں یوں کہے کہ میں میرا وکالت معلقہ سے او میں نے تجکو معزول کیا وکالت بخیرہ سے جو حاصل ہوئی کلما کی لفظ سے جسکا
 ترجمہ ہر بار ہے تو اب وہ معزول ہو و اسے کا قبض بدل الصلح شرط ان کا ان دین بدین بان صلح علی درہم عن ذاتہ و عن غیرہ و آخرتہ و الذمہ

المرکبہ و دفع و لا یزعم المال بہ لما قلنا اور اگر حجت پر اگر کیا قطع کرنے پر سوائے قطع کیا بوضو اپنے جس کے زوج پر جو تو طلاق واقع ہوئی اور ایسا طلاق ہوگا سو اسے
کہ مرکہ کی طلاق واقع ہو جائی ہے اور اگر اسے مال لازم نہیں ہوتا اس دلیل سے جو ہم نے مسئلہ سابقہ میں مذکور کی کہ اس میں طلاق کے زوج مرکہ نہیں طلاق ہیں
لہذا فی الجملة دی من العسفت ولو احوال انسا علی الزوج ثم دبت لہم الزوج ثم انصح فالوا دی بحکایہ قلت نعم استم قبولہ فی جملة استلزام الان انما
تتکون احوال من طلاق البتہ بقدرہ الی من لا یترتب قبولہ اور اگر زوج نے ایک انسان کے دین کا جو کہ ایک ایسے زوج پر جو نہ طلاق ہے تو وہ صحیح نہ ہوگا فیہ ہوں گے کہ اگر
اور یہ جملہ ہر میں کہتا ہوں کہ جملہ مذکورہ تمام ہوگا مگر زوج کے قبول سے و زوج اس کے لیے کہ معلوم کرنا ہوگا یعنی تو کہ قبول کرے گا اور جانا کہ اس کا قبول کرنا شرط ہے اور
مگر یہ کہ یوں جواب دیا جائے کہ محال یہی صاحب دین جس کے دہے حوالہ ہوا وہاں تو دین کا مطالبہ زوج سے ہوگی بالترک کے اسے تقاضی کے یا اس جو محال علیہ کے
قبول کو شرط نہیں کرتا اتنا تحریر آئی علیہ کہ او بالوعدہ فتر منہا حال طہارہ و طلب جاریہ جو یوم علیہ مفادہ اندر ہر بار حق دفع والا دی ایک شخص نے اپنے
ملک میں کنون یا نجاست کا چوبچہ بنایا سو اس سے اس کے ہمسایہ کی دیوار تو ہو گئی اور اس کے ہمسایہ نے اس کی تحویل یا ہی تو اس پر حکم جنرل کیا اور عدم جبر سے مفادہ دیوار
کہ اس کو ضرر می سے ہر کو کا دفع تکلیف اور شفقت کی وجہ سے عدم جبر کی وجہ سے ہر کو شخص اپنے ملک میں خمار و ان سقط اس کا طہارہ منہ لم یقض بعد بعد از خمار
فی ملک فکان سببا اور اگر دیوار گر گئی بانی کی زودت سے تو کوہ نے دے پر ضمان لازم ہوگا اس کے عدم تعدی سے اس سے کہ اسے اپنی ملک میں ضمان کوہ و
تو یہ سبب ہو یعنی ہندم کا سبب البتہ ہر نہ فاعل اس کا اور ضمان فاعل ہوتا ہے نہ سبب و مر فی آخر الا جارة و لا یوقی انہ یوقی الا تکلمہ فعندی جارة ضمن اور کیا
اذا جارة کے آئین گذر گیا یہ مسئلہ کہ اگر ایک شخص نے اپنی زمین کو آنا سینچا کہ اس میں بانی نہ ہو سو اس کے ہمسایہ تک پہنچا یعنی اس کا نقصان ہوا تو نہ و ان دے گا
عمر دار و زوجہ بکمالہ با ذنہا فالعمارة لہا و انفقہ وین علیہما النسخہ ام ہر زوج نے اپنی زوجہ کے گھر میں عمارت بنائی اپنے مال سے زوجہ کی اجازت سے
تو وہ عمارت زوجہ کی ملک ہو اور جو مال خرچ ہوا وہ زوجہ پر دین ہے بسبب صحیح ہونے اس کی اجازت کے یعنی تعمیر کا ہر التزام ہر نفقہ کا باعتبار ولایت کے جیسے اپنے
دین کے اور دینے کا امر و لو عمر لنفسہ بلا اذنہا فالعمارة لہ دیون غاصبا للفرقة یخرج بطلہا ذلک و اگر زوج نے اپنے دہے عمارت بنائی بدو ان
زوجہ کے تو عمارت کا مالک زوجہ پر اور وہ غاصب ہوگا زمین کا تو اس کو حکم ہوگا زمین کے غالی کر دینے کا عورت کی طلب سے یعنی اگر زوجہ اس کی طالب ہوگی تو حکم ہوگا ولہا
بلا اذنہا فالعمارة لہا و متوطوع فی اہنا و ظار جوع لہ اور اگر عمارت زوجہ کو اسے بنائی بدو ان اس کے اذن کے تو عمارت زوجہ کی ہو اور زوجہ عمارت بنانے میں
احسان کرنا تو اس کو عمارت کا مالک اس کا جواز نہ ہوگا و لا یختلف فی الاذن و عدمہ و لا یغنیہ فاعل قول منکرہ معینہ اور اگر زوجہ میں نے اذن اور عدم اذن میں اختلاف کیا اور اگر
کوہ زمین تو نہ اذن کا قول کسی کے ساتھ مستحب ہوگا و فی ان عمارة لہا اولہ فاعل قول لہ لہ نہ ہو اس کا لکھا اذ اذہ بخلاف مقدم فی انفس و ما اگر دونوں نے اختلاف میں
کیا کہ عمارت زوجہ کی ہو یا زوج کی تو ہر ان زوج کا قول مقبول ہوگا سو اس سے کہ وہی تو نہ اس پر چنا سیر ہمارے ہمارے ہوگا بان کیا ہو اور کیا نہ سبب میں یہ مسئلہ
مذکور ہو چکا قال ہرہ ریت عتی ثم عترف بالخطا و حصہ رقتہ فی خطا قلہ ان خیر و جہا اولہ بنسبت علیہ ان فاعل انما دہ راستہ لا بقول لہم و حق
او صدق او کما قلت او شہد علیہ نذر کہ شہود او فی محض ذلک من اثبات لفظی لہ ان علی اثبات انفس ایک مرد نے کہا کہ عورت میری شیر خوار
ہو یعنی میری زوجہ کا اسے درجہ سیاحہ پر اسے اپنی خطا کا اعتراف کیا اور عورت کے لیے جو حکمانے کی تصدیق کی تو اس کو اس عورت سے نکال دیا یا ہر بشر طے شیر خوار کی
سے نوں پر ثابت نہ ہو اس طرح کہنے سے کہ وہ قول شیر خوار کی کا حق یا راستہ ہو یا جیسا میں نے کہا دیا سیاحہ پر یا اس قول پر لو کہ کوہ کیا ہو جو با میں خیر ہو
اثبات لفظی سے جو ثبات نفسی پر ولایت کرنے والا جو شرع کے لکھا کہ عسفت نے مثالیں دے کر فائدہ ظاہر کیا کہ ثبات مذکور ثابت ہوگا مگر قول ہی سے ہم
عسفت نے عدم ثبات قول کو شرط تحریر یا اگر بن کہ اس کا اس کی شیر خوار کی حق یا راستہ ہو یا جیسا میں نے کہا دیا سیاحہ پر یا جیسا کہ وہ کہے جو بعد پر ثبات قول کے اپنی خطا کا اعتراف
کیا تو قول اس کا مقبول ہوگا اگر عورت بھی اس کی خطا کی تصدیق کرے تو واضح تر ہوگا کہ ان فی الجملة دی وہل یون مکرر اور اگر وہ مذکور ثباتا خلاف بسوط فی فیہ

وہاں ان التکرار لایثبت بہ الاقرار اور شیر خوارگی کے اقرار کو کر رکھنا ثابت ہو یا نہیں اس میں خلاصہ ہو عالموں کا جو مہبوط میں شرح مذکور ہو اور
 حاصل مہبوط یہ ہو کر تکرار سے اثر ثابت نہیں ہوتا مہبوطی نے کہا اگر شایع بجائے حاصد کے راجعہ کہتا تو واضح تر ہوتا و لو اخذ رجل غیر فیہ من غیرہ انسان
 من یدہ لم یضمن الا لیسبہ و اگر ایک مرد نے اپنے بیٹے کو کپڑا سو ایک دی نے اسکو اسکے ہاتھ سے کھینچ لیا تو اس آدمی پر تاوان لازم نہوگا اسکو
 کھینچ لینا سبب تازی ہو جائیگی مگر اس کی حق تلفی ہوئی بدلیوں کے بھاگ جلنے سے تو نافع کی طرف حق تلفی مضاف نہوگی جو اس پر ضمان لازم آوے و
 کذا اذا دل السارق علی مال غیرہ او مسک ہار یا من حدودہ حتی قتلہ عدوہ لما قتلہ او اسلح جبکہ ایک شخص نے سارق کو غیر کا مال ہاتھ سے سوائے چور یا
 یا شخص نے دشمن سے بھاگ کا تھا اسکو کپڑا کھانا تاکہ اس کے دشمن نے اسکو قتل کیا تو مال کا تاوان اور خون کا قصاص ال اور مسک پر لازم نہ آوے گا جو سے
 جو پہنہ مذکور کی یعنی سبب ہرم یعنی سرقت ہو سارق کے فعل سے نہ دالت سے او قتل ہوا دشمن کے فعل سے نہ مسک کے فعل سے فی یدہ مال لا انسان فقال
 لہ سلطان دفع الی ہذا المال والا ففعلہ الی قطع یک و اضرک خمین فدفعہم لضمین الدافع لانه کہ ایک شخص کے ہاتھ میں دوسرے آدمی کا مال ہو رہا تھا نہ
 اس سے کہا کہ یہ مال مجھ دے اور اگر مجھ کو نیک تو میرا ہاتھ کاٹو اگر مجھ کو جاس بار مارو گا سوائے اسکو مال یا دینا سوائے پر تاوان نیا لازم نہوگا اسوائے کہ اگر گراہ
 اور جبر ہوا قال ترکتم و عوام علی فلان و فیض امری لی الاخرۃ لا تشیع و عواہ بعدہ ای بعد ہذا القول ذکرہ فی الفتنۃ ایک شخص نے کہا کہ میں اپنا دعویٰ جو تھا
 شخص پر تھا چھوڑا اور اپنا امر آخرت پر سونپا تو اس قول کے اسکا دعویٰ سمیع نہوگا فتنہ میں اسکو ذکر کیا گیا و الا جائزۃ تحت الافعال علی صحیح فلو غضب
 عینا لا انسان فاجاز الما لک غضب صحیح اجازتہ و غیر انما غضب عن الضمان اجازت یعنی جائز کہ دنیا فعلوں کو بھی لاحق ہوتا ہو تاہم بار قول صحیح کے تو
 اگر ایک نے دوسرے آدمی کی چیز غضب کی سو مالک اسکا غضب جائز نہوگا تو اسکی اجازت صحیح ہوگی اور اسوقت میں تو برمی الذمہ ہو جائیگا غصبتہ و ان
 ہم اجازت افعال کی قید اسوائے لگائی کہ اجازت افعال میں اختلاف نہیں ہو چنانچہ فضولی کے تقرقات میں تو تفع یہ فارہ یا تحفظہ لایسر عن الضمان بالمحفظ
 و تمامہ فی العادیہ اور اگر غاصبتہ منصوبہ نفع لیا پھر مالک اسکی نگہبانی کا امر کیا تو اب غاصبتہ و ان سے برمی الذمہ نہوگا جب تک اسکی نجبی حفاظت نہ کرے
 اور اسکا پورا بیان عمارہ میں ہوم انتفاع کی قید اسوائے لگائی کہ اگر نفع حاصل نہ کرے اور اسکو حفاظت کا امر ہوگا تو مجر د امر بالمحفظہ کے غضب سے خارج ہو جائیگا
 کذا فی الخطا دی و منہ منجلا فی الصحرا لیسیدہ جمار وحش فسی علیہ فجار فی الیوم الثانی قید اتفاقا و لودو جہدہ میان ساعت لم کل زلیغی و وجہ الحما
 مجر و حایہ تباہ لم کل لان الشرط ان یدجد انسان او یجرعہ و الا فوکا لیتہ کچھایا جال جنگل میں تاکہ اس سے گور خر کا شکار کرے اور اسپریم اللہ کو ذکر کیا پھر
 شکار ہی دوسرے دن وہاں آیا اور گور خر کو زخمی مردہ پایا تو وہ نہ کھایا جاوے گا اسوائے کہ حلت کی شرط یہ ہو کہ اسکو آدمی نے کھ کرے یا زخمی کرے اور نہیں تو اس
 جانور کے مانند ہو جو دوسرے جانور کے سینک کے زخم سے مر گیا شایع نے کہا دوسرے دن کی قید اتفاقا ہے نہ احترازی اسوائے کہ اگر اسکو اسی ساعت میں
 مردہ پایا تو حلال نہوگا کذا فی الزلیغی کہ تحریر ما قبل تشریہا و الاول و جہدہ من الشاہ مسیح الحیا و الخفیۃ و الذرۃ و المائتہ و المراتۃ و الدم المسفوح
 و الذکر لا شرا و لارونی کہ ہتہ ذلک مذکورہ تحریر میں ہیں بھیر کبھی سے سات چیزیں فیج اور خفیۃ اور عدو و اور چکنا اور پتہ اور جاری خون اور تازا بیل اس پر
 اور خبر کے جو اسکی گواہت میں وارد ہو شایع نے کہا اور یقیناً نے ان چیزوں کو کہ وہ تشریہ کیا ہے اور پہلا قول یعنی کہ ہتہ تحریر میں ان اشیاء کی اوبہ دلیل
 ہو چوہا بضمیمہ بیست و احد فقال ما نقل ذکرہ و الا نیمان متانہ بذلک دم ثم المراتۃ و الذرۃ و اور بعضہ فقیہوں نے اشیاء ذکر دیہ کو ایک بیست میں جمع کر دیا
 سو یوں کہا ہو سوتا کہ کہ وہ تازا ہے اور دونوں فطہ اور پھو کنا اسطرح خون پھر تپا اور عدو دم اس بیست میں چھ چیزیں ہیں نہ سات و قال غیرہ ما اذا کویت
 اثاثہ فکما سوی سبع فقیہین الوبال ہذا کویت خارج غین ہذا و ال تم بیان و ذال ہذا وغیرہ ناظم سابق نے یوں نظم کیا ہے کہ جب بھیر بکری نے کھیا ہے
 تو اسکو کھا سوائے سات چیزوں کے کہ اس نے کھانے میں و بال اسودہ حار عملہ ہو پھر خاسے عجمہ پھر غنیمہ عجمہ اور وال عملہ پھر دوم و ذال معجمہ حار

نہیں حیاتیہ نفع مراد ہو اور خارجہ عجز سے خصلہ دین سے غیور اور ذال ہے دوم اور سیم اول سے مثلاً اور سیم ثانی سے مرادہ اور ذال معجز سے ذکر مراد ہو اور سیم اول سے
اقراض مال الناس الطفل واللبطہ بشرط تقدیر فی القضاہ و قاضی کو غائب شخص اور سیم اول سے لفظ کے مال کو قرض دینا جائز ہو ان شرطوں کے
 ساتھ جو کتاب تقدیر میں مذکور ہو چکیں ہم شرط مذکورہ یہ ہیں کہ سیم کا وہی منہو اور عقد مضاربہ کا کوئی قبول کرنا والا نہ ہو اور سیم ثانی سے مرادہ اور ذال معجز سے ذکر مراد ہو اور سیم اول سے
 والوصی والمطلق الا اذا اشد حاجی شاع جاز تقدیر قافراضہ اولی زلیجی برخلاف باب اور وصی لفظ پانے واسے کے لینے باب کو صغیر کا مال اور وصی کو نیم کا مال
 اور عطف کو لفظ کا مال قرض دینا جائز نہیں ہو اگرچہ لفظ لفظ کو لوگوں میں خوب ظاہر کر دے یہاں تک کہ وہ مشہور ہو جاوے تا اب لفظ کو لفظ کا تقدیر کرنا جائز
 ہو تو اسکو قرض دینا بطریق اولی جائز ہو گا کذا فی الزلیجی مخطاوی کے نسخہ میں یوں عبارت ہو الا اذا اشد حاجی شاع تقدیر قافراضہ اولی دونوں عبارتوں کے
 حاصل مطلب ایک ہی قال ان کان اللہ یغیب المشرکین قافراضہ طالع لا طلاق امرأۃ لان من المشرکین من لا یغیب کذا فی النجانیۃ ایک شخص
 نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ سب مشرکوں کو عذاب کرے گا تو اسکی عورت مطلقہ اس قائل کی عورت پر طلاق واقع نہوگی اس واسطے کہ مشرکوں میں سے بعضوں پر
 عذاب نہ ہو گا چنانچہ خانیہ میں اور ظاہر توجیبہ ان المراد بهذا البعض من یغیب علیہ المشرک فی الجملة بان کیون مشرک کا فی عمرہ تخیم کرنا چاہئے یا کھسنے اور اطفال المشرکین
 فافهم مشرکوں میں سے بعض کو عذاب دہی سلبہ جزئیہ تم تقدیر الموحیۃ الکلیۃ التامہ کل مشرک یغیب قال المصنف اور ظاہر توجیبہ اور
 تاویل مسئلہ مذکور کی یہ ہو کہ اس بعض غیر مذہب سے وہ لوگ مراد ہیں جنہ لفظ مشرک کا اطلاق فی الجملہ صادق آتا ہو یعنی کسی زمانہ میں مشرک کا مرکب
 ہوا ہو سطح پر کہ اپنی عمر میں مشرک ہو پھر اسکا خاتمہ بخیر ہو کلمہ توحید سے یا بعض سے اطفال مشرکین مراد ہوں کیونکہ وہ مشرک مشرک ہیں یعنی حکم دین کا بانی
 آپر مشرک کا اطلاق ہو چرچہ یہ ثابت ہو کہ بعض مشرک مذہب نہیں اور قیضینا لہ جزئیہ ہو تو موجبہ کلیہ یعنی ہر مشرک مذہب ہو صادق نہ آیا ایسا کہ بعض مفسرین نے
 اپنی شرح میں ہم منطلق میں ثابت ہو کہ مدح سلبہ جزئیہ سے موجبہ کلیہ صادق نہیں رہتا موجبہ کلیہ میان لگان اللہ یغیب المشرکین اور اس واسطے کہ مشرک کی کلمہ
 استغراق کا ہر معنی کل مشرک مذہب اطفال مشرک میں اختلاف ہو علما کا مشہور یہ ہو کہ وہ بہشت میں داخل ہونگے و قد اور وہذا للعرضی غیر ذال ابن وہب ان فقال سئل
 قائل لایدخل النار کافراً و لکنہا بالمؤمنین ثمرة اور البتہ ابن وہب ان اس پہلی کو اتق کے معنی اور طرح پر لایا ہو وہبانیہ میں سوائے یوں کہا اور کوئی ایسا حال
 نہ کہتا ہو و دوزخ میں کافر داخل نہوگا و لیکن وہ دوزخ مومنوں سے معذور ہوگی قال ومنہا ان الکفار لایرون النار یؤمنون باللہ تعالیٰ و یسئلونہ و لا یفہم قال
 تعالیٰ فام کیہ فہم الامم لمارا و باسنا ابن وہب ان نے کہا اور اس پہلی کا مطلب یہ ہو کہ کفار جب دوزخ کو دیکھیں گے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے
 اور اسوقت کا ایمان انکو نفع نہ کرے گا حق تعالیٰ نے فرمایا تو کافروں کو انکا ایمان لا نا فاکرہ نہ کر گیا جبکہ وہ دیکھیں گے ہمارا عذاب ہم تو دوزخیوں پر ایمان کا
 لفظ بولا گیا اگرچہ نجات انکی اس ایمان کذا فی سے ممکن نہیں تو یہ کہنا صادق آیا کہ دوزخ مومنین سے آیا و کیا و کی استغفر اللہ من ہذا اللفظ و بجز البتہ
 معنی آخر ہو ان عبارتہما القائلون باسما و ہم مومنون فی البیت سوال ان اور بیت مذکور کے کچھ تصریح کا ایک مطلب دیکھی ہو وہ یہ ہو کہ دوزخ
 کے رہنما اے اسکے موکل فرشتے ہیں جو وہاں کے کام پر قائم اور متعین ہیں اور وہ مومن واقعی ہیں تو اس تقریر سے لازم آیا کہ بیت میں دو سوال ہیں
 اگرچہ سوال ثانی میں استدراک مستبعد ہو کذا فی المخطاوی قال ابن شحہ و عنہ ان ہما مکیہ مذکورہ و لفظہ و لایستی ان یدون و لیسط و لایقبل تاویل قائم
 اتی قلت ہذا و دفع وجہ حکم فیہ فلیت الاول فلا یقبل ابن شحہ شایع وہبانیہ نے کہا کہ میرے نزدیک اسے کلام کا ذکر کرنا اور اسکا بولنا جائز نہیں اور اس کے
 لائق نہیں ہو کہ کتاب میں عدول اور مسطور ہو اور مناسب نہیں کہ اسکے قائل کی تاویل یعنی بات بنانی قبول کیا جائے انتہی کلام ابن شحہ شایع نے کہا میں کہتا ہوں
 یہ یعنی بیت کا سوال ثانی یعنی مومنین سے فرشتے مراد ہونا باوجود ظاہر ہونے انکی وجہ کے اس میں کلام کیا گیا اور اسکو مسلم ترکھا سو پہلا سوال یعنی کافر دوزخ
 میں داخل نہوگا کیونکہ انکا جو کیا سو اسے کتاب کے دیکھنے والے اس سے غافل نہ ہو جو ہم ابن شحہ کی شرح وہبانیہ میں ہو کہ بعضوں نے یہ حکایت نقل کی ہو کہ ایک شخص

[illegible]

ہی اس میں کوئی روایت وارد نہیں تو ایسا واسطے عالموں کا اس میں جملات واقع ہوا و خان المرأۃ فی تحقیقہ میں سنتہ بل کرتے لکرجال اور عورت کا ختمہ سنت نہیں ہو بلکہ عورتوں کا مردوں کیواسطے مکرم ہونے حق تعالیٰ نے مشروریت ختمانہ سے مردوں کا اکرام کیا ایسا واسطے کہ وہ الذہب و جلع میں کذا فی الطحاوی
وہیل سنتہ اور قول صفت یہ ہر کہ عورتوں کا ختمہ سنت ہر قد حج ایسوی من ولد محتوم ان الایما علیہم الصلوۃ والسلام فقال سہ و سہ الرسل محتوم
لنمرک خلقتہ نمان و سہ طیبون انکارم یہ وہم زکریا ثیت اور یس یوسف و خطلہ عیسیٰ و موسیٰ و آدم و ذوق شعیب سام کو طوطی و صالح بن سلیمان بیچے ہو کر
خاتمہ اور البتہ جلال الدین سیوطی نے نظم میں جمع کر دیا ہے تمام ان الایما علیہم الصلوۃ والسلام کو جو ختمہ ہونے پیدا ہونے سولیوں کہہ کر رسولوں میں تیری
عمر کی قسم پیدا آئی محتوم ہیں سرہ رسول پاک نہایت بزرگی واسطے اور وہ یہ ہیں حضرت زکریا اور حضرت شیت اور حضرت ادریس اور حضرت یوسف
اور حضرت خطلہ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ اور حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت شعیب اور حضرت سام اور حضرت لوط اور حضرت صالح اور حضرت
سلیمان اور حضرت یحییٰ اور حضرت ہود اور ہمارے حضرت خاتم الانبیا جبکہ انقب مبارک یس علیہم الصلوۃ والسلام ہم طحاوی نے کہا اس نظم سے صریح
معلوم ہوا کہ سام اور خطلہ علیہما السلام بھی بنی مرسل ہیں و بجز کے الصغیر و بطرقہ وغیرہ من المداۃ المصلحہ اور جائز ہو طفل صغیر کا داغنا اور اسکے نزدیک
چیز نہ بچا کرنا اور اسکے سوا سے اور علاج کرنا مصلحت کے سبب ہم اور سطح لڑکیوں کے کان چھیدنا زینت کی منفعت کیواسطے درست ہر کذا فی الطحاوی و بجز
فصد البہائم و کھانا و کل علاج فیہ منفعت لہا اور جانوروں کی قصہ کھولنا اور انکو داغنا و جس علاج میں کہ انکے واسطے فائدہ ہو درست ہو و جائز قتل مایض
منہا ککلب غشور و ہرۃ تضرہ بکما ای الہرۃ و کذا و لا یضرہ بالانہ لایضہ و لا یخرہا اور جانوروں میں اس جانور کا مار ڈالنا درست ہو جو موی ضرر رسان ہو چنانچہ
کنا کاٹنے والا و بلی ضرر پہنچانوالی اور بلی موزی کو فح کر ڈالنے اور اسکو نہ مارے ایسے کہ مارا اسکو فائدہ نہیں کہتی اور نہ اسکو آگ سے جلادے و فی التبعیہ کر اور
جرا و قلمہ و عقرب لا باس با حرامی حطب فیما نکل و انقار النما لیس یارب اور متنبی میں ہر کہ مکروہ ہر آگ سے جلا تاڑی اور جون اور کچھو کا اور کچھ مضائقہ نہیں
ان لکڑیوں کے جلانے کا نہیں چیشیان ہیں اور جون کا پھینکنا زمین پر ادب نہیں ہر ہم اس واسطے کہ جون دوسرے شخص پر چڑھیں اور تکلیف دیگی اور مورت نمان ہر اور
گرنگی سے اسکے ناحق تعزیب ہو تو اسکا زما ہی بہتر ہو گرانے سے کذا فی الطحاوی تبقرت و جائز المسابقتہ بالفرس والابل والاربع الرمی لیراض لہا
اور سباقیت یعنی با ہم سبقت کرنا اور آگے نکلی ناگھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر اوپرید چکر اور تیر لڑائی کر کے جائز ہو جہاں کی ریاضت کے واسطے ہم سبقت
کی شرط یہ ہر کہ دوڑنے کی حد اتنی مقرر ہو کہ گھوڑا و ہاتھک و ٹرسکتا ہو اور ہر گھوڑے میں سبقت کا احتمال ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ایک گھوڑا سبقت نہ کر سکیگا یا بالضرر تو جائز
نہیں اسلئے کہ سباقیت خلاف قیاس جائز ہوئی احتیاج ریاضت کی وجہ سے اور بہورت میں تو غیر کو ناحی اپنا مال دینا ہر اس شرط سے کہ سبقت میں نہ ہو تو کیونکر جائز ہو گا
کذا فی المسخ ریاضت جہاں کی قید سے معلوم ہو کہ اگر سباقیت سے لہو و جب منظور ہو اور دل بہلانا تو اسباقیت مکروہ ہو کذا فی الطحاوی و حرم شرط الجمل من الجاہلیین
اور حرام سباقیت میں مال کا شرط کرنا دونوں جانب سے صورت ایسی یہ ہر کہ زید اور خالد نے گھوڑے دوڑائے اس شرط سے کہ اگر زید کا گھوڑا کھچے تو مال مشروط خالد سے
اور اگر خالد کا گھوڑا آگے بڑھے تو زید مال سے یہ ہر اس شرط سے حرام ہو کہ صریح قرار ہو الا اذا اذنا ثانیاً لئلا یبطل بشرط کما مر فی الخطر لک و دون جانب مال کی شرط اسوقت حرام نہیں ہر
جبکہ دونوں شخص تیسرے شخص محلہ کو داخل کر لیں کسی شرط کے ساتھ چنانچہ کتاب الخطر میں کور ہو چکا ہم صورت احوال محلل کی یہ ہر کہ ثمان زید و خالد تیسرے شخص مثلاً محمود کو کہیں
کہ اگر تو ہم دونوں سے سبقت کر جائے تو ہم دونوں کے دواں مشروط تو پوے اور اگر ہم تجھ سے سبقت کر جائیں تو ہم تجھ سے کچھ نہیں لیکن جو زید و خالد میں مال مشروط ہو اور خالد
خود باقی ہو جو ان میں سے بڑھ جائے وہ دوسرے مال مشروط کو یعنی اگر زید سے سبقت کی تو خالد سے اور اگر خالد سے سبقت کی تو زید سے اور اگر زید و خالد دونوں
سے سبقت کر کے تو انکو کچھ نہیں لیکن محلل کی شرط یہ ہر کہ اسکا گھوڑا زید و خالد کے گھوڑوں کے برابر ہو سبقت اور عدم سبقت کا احتمال رکھتا ہو اور اگر دونوں سے دوڑنا ہو
یقیناً یا دونوں سے کتر ہو یقیناً تو جائز نہیں باعتبار دلالت حدیث کے کذا فی الطحاوی لا یحرم ان احد الجاہلیین استحساناً مال مشروط حرام نہیں ایک جانب سے

استحسان کی دلیل سے ہم بدورت انکی یہ کہ شریک خدا کہے زید سے کہ اگر بن بخت کہ جائون تجھ تو سہل شرفی تجھ سے لو لگا اور اگر تو بڑھ جائے تو بن بخت کو لگا
یہ اس واسطے جائز ہو کہ یہ نماز نہیں اس واسطے کہ تعارض ہوتا ہے دونوں طرف کی ہرجیت کے احتمال سے سو یہاں دونوں طرف اسکا احتمال نہیں بلکہ ایک طرف
ہارنا ہی اور دوسری طرف جیتا تو قمار کے مانند نہوا یہی وجہ ہے استحسان کی انہی حالات میں الخ اور اگر ایک شخص نے سوار کوئی جماعت سے کہا کہ جو تم میں سے آگے
بڑھ جائے وہ مجھ سے اس قدر مال لے یا آئے تیرا انداز دین سے کہ اگر کہ جسکا تیرا نشان پر لگے وہ آنا یا دے تو یہ جائز ہو اور سنا بخت کے مانند نہوا میں اگر کسی میں
تعارض واقع ہو اور مصیبت کی واسطے مال مقرر ہو ایک جانب سے یا دونوں جانب سے بشرط احوال ثبات تحلیل کے ایسے کہ حالت کی وجہ سب کو شامل ہی کیونکہ دونوں طرف
میں کچھ اور شرفی نہ تھا تو سہل دین اور علاء کلہ اللہ کی طرف راجع ہو کہ ان فی الخطا وی ولا یجوز استحسان فی غیر ہذہ الاربعۃ کا بغفل باجھل واما باجھل بخجرتے کل شئی
وتمامہ فی الزبطی اور ان چار کے سوا نیچے ٹھوڑے اور اونٹ اور پیل اور تیر اندازی کے سوا سہ اور چیز میں چنانچہ ترجمہ پر سوار ہو کر مسابقت کرنا مال شرط
کر کے جائز نہیں اور دونوں مال کے تو ہر شرف میں مسابقت جائز ہے اور اگر کچھ پر یا بن زلیعی میں ہم یہ سب مسائل مذکورہ مسابقت کے فوائد ہی فالگیری
میں زلیعی سے منقول ہیں اور یہ بھی مذکور ہو کہ باب مسابقت میں جو مذکور ہے مراد حالت ہے نہ تحقیق تو اگر مطلوب شخص مال مشروط کو نہ دے تو عالم جبر سے انکو
نہ لاویگا اور حکم قصاص کو اس پر نافذ نہ کریگا ولا یصل علی غیر الا انما یؤلف لا غیر لئلا یکن الا بطریق التبع اور لفظ صلوة کا سوا ہے حضرت انبیا اور سوا حضرت
ملائکہ کے اور دونوں پر نہ ہوا لاجا دے مگر بطریق پیروی میں یعنی یوں کہنا چاہیے بالاستقلال کہ اللہ صل علی آل محمد وصل علی اصحاب محمد بلکہ بطریق تنبیہ کی یوں
کہنا درست ہے کہ اللہ صل علی آل محمد علی اکرمہ واولیاءہ وسلم طحاوی نے کہا بعضوں نے غیر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوة کا لفظ بالاستقلال جائز کہا اس واسطے
کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ صل علی آل ابی اوفی وقرہ تعالیٰ رسول الذی یصل علیک واولدک علیہم صلوة لیکن جمہور
علمائے مانع ہیں اس واسطے کہ حضرات انبیا کے ذکر کی یہ خاص علامت ہے تو غیر انبیا انکے ساتھ شریک نہ ہونگے اور جو اسیت اور حدیث مذکور ہے وہ دماغ و خول ہر اور اس میں
اختلاف ہے کہ آیا یہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی یا ترک اولیٰ ایسا ذکر کیا ہے نووی نے ازکار میں اور کہا کہ صحیح قول یہ ہے کہ اگر اسے تنزیہی ہے اور حضرت انبیا کی واسطے دعا کرنا
بلفظ صلوٰۃ اس واسطے مشروع ہوا کہ اس میں تعظیم اور تکریم ہی ہوا حالانکہ یہ کہ اس میں صلوٰۃ اللہ علیہ کی تکریم ہی نہ ہو جو حق تھا اسے کا اپنے رسول پر ملائکہ کے نزدیک اور
صلوة ملائکہ سے دعا مراد فتح الباری شریح جاری میں کہا ہے کہ یہ بہترین اقوال ہے اور اس طرح صلوٰۃ غیر ملائکہ سے دعا مراد ہے اور رضا سے تکریم کی طلب گاری قبول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ان فی الخطا وی دل یجوز الترحم علی البئی قولان زلیعی قلت و فی الذخیرۃ انہ یکرمہ اور کیا جائز ہے لفظ ترحم کا بنی پر سین دو قول ہیں
جو اول اور دوم جو ان فی الزلیعی میں کہتا ہوں اور ذخیرہ میں کہ ترحم کا لفظ بنی پر ہونا مکروہ ہے یعنی یوں کہنا اللہ ترحم علی محمد جائز نہیں ہم بعضوں نے کہا
کہ لفظ ترحم کا جائز نہیں ایسے کہ صلوٰۃ کے مانند تعظیم پر دلالت نہیں کرتا ہر دو لہذا غیر انبیا اور ملائکہ کو اسی لفظ سے دعا کرتے ہیں اور تحصیل حاصل بھی اس واسطے
کہ انبیا ترحم میں یقیناً اور بعضوں نے کہا کہ اللہ ترحم علی محمد کہنا جائز ہے اس واسطے کہ سب عبارات سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر شتان بن رحمت الہی کے خوانہ
اکمل ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اسامہ معظمہ سے واجب ہے تو فقیر غریب مسکین فریاد پر یا کہنا جائز نہیں اور عرب کی تعظیم واجب ہے خصوصاً اہل
اہل بیت کی حضرت کے سبب خصوصاً صاحبزادہ اور انصار کی اولاد کی اور مقدمہ تعظیم اولاد علی اور ابائی بکرا اور عمر اور عثمان کے ہیں رضی اللہ عنہم انہی کہ ان فی الخطا وی
وجودہ اس واسطے تھا لا استقلال لیسکین التوفیق وباللہ التوفیق اور سیوطی نے اسکا جائز کہا تھا لا استقلال لا تو دونوں قوون کا اختلاف رفع ہو گیا اور خدا
سے ہم توفیق خیر کی مانگتے ہیں ویتحب لرضی اللہ عنہما ابیہما ویتحب ابیہما لرضی اللہ عنہما کہ ہم اس واسطے کہ صحابہ کرام طلب رضائے الہی ہیں نہایت
سرگرم تھے اور خوشنودی حق کی واسطے جاننا بازی کرتے تھے تو رضی اللہ عنہم کے وہی زیادہ تر سرور ہیں امت کے اور لوگ اگرچہ قطب لاقطاب ہوں انکے ان فی
مہربانے کی برابر نہیں ہو سکے جسکو امین تر وہ وہوہ احادیث صحیحہ کو دیکھو کہ امن اختلاف نے بنوہ کہ فی القرنین وتمام اور اس طرح رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے

ان لوگوں کو جنگی نبوت میں اختلاف ہو چنانچہ ذوالقرنین اور یحییٰ علیہ السلام کا فی سبیل اللہ شہید ہونے کا ذکر ان لوگوں نے کیا جنگی نبوت میں اختلاف ہوا ان کے نام لینے کے وقت ان کے صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ کوئی کی شرح مقدمہ میں مذکور ہے ذوالقرنین
 لیسابین دین بدہم من العلماء والعباد و سائر الانبیاء و رزقہم کا نفع ہا بعین کیواسطے ہوا اور جو ان کے بعد ہیں از قسم علماء اور عباد اور باقی نیک لوگ ہم ہیں
 وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت کو نبین دیکھا اگر حکایہ کہام کو دیکھا چنانچہ امام زین العابدین اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما و کذا یجوز فکسہ ہوا رحمۃ اللہ علیہ و
 الرضی لیسابین من بدہم طے الراجح ذکرہ الکوفی اور اسطرح عکس آسکا جائز ہو سینگے رحم حکایہ کیواسطے اور رضی اللہ عنہم ہا بعین اور ان کے بعد کے تابعین
 کیواسطے بنا بر قول راجح کے ایسا ذکر کیا ہو کر انی نے م و لہذا کتب فقہ میں امام ربیع کے نام پر رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ دونوں لفظ مذکور ہیں وقال زبلی
 الاولے ان یہ عدول للصحابۃ بالرضی والیسابین بالرحمۃ و لکن بدہم بالمنفرد والنجاد و از زبلی نے کہا مہتر یہ ہو کہ صحابہ کے واسطے رضی اللہ عنہم کے لفظ سے دعا
 کرے اور تابعین کیواسطے رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد اور لوگوں کے واسطے خیر اللہ علیہم اور صحابہ و از اللہ عنہم کے لفظ سے دعا کرے م منفرت اور تجارذ کی اسطرح دعا
 ہوئی کہ تابعین کے بعد ذنوب کی کثرت ہوئی اور امور دینیہ کے اہتمام میں قلت ہو گئی کذا فی الطحاوی عن الحموی والاعطار باسم المیزور والہر جان والایجر
 ایوالدایا باسم بنین الیومین حرام اور نور و زار مہر جان کے نام سے دنیا جائز نہیں یعنی تجارت رسانی ان دونوں کے نام سے حرام ہے م نور و زار عبارت
 ہوا قاتلے آنے سے حج حمل میں وہ پہلی تاریخ ہو کر فروری ماہ کی اور مہر جان سوطین تاریخ ہو مہر ماہ کی آتش پرست دونوں دونوں خرید کرتے تھے اہل کلام بشارت
 کفار کی حرام ہوئی اسطرح ہوئی اور دیوالی مسلمانوں کو حرام ہو کہ مشابہت ہو ہند کی وان قصدت عظیمہ کا لفظ المشرکون بکفر خال ابو حفص الکلبی رحمۃ اللہ علیہ میں شریعت
 اہدی لشکر یوم المیزور و بقیۃ تریہ عظیم یوم قصد کفر حبشۃ اعمالہ انتہی اور اگر نور و زکی عظیم اور کریم مقصود ہو جو طرح مشرک کی عظیم کرتے ہیں تو عظیم کریموال کافر ہو جاوگا
 ابو حفص کہنے لگا اگر ایک دن حق تعالیٰ کی عبادت کی ۵۰ برس پھر مشرک کو تختہ چھیا ایک انداز نور و زکے دن بقصد عظیم نور و زکے تو بیشک وہ کافر ہو گیا اور آسکا
 عمل جبط ہو گیا یعنی ساری عبادت اکارت ہو گئی انتہی کلامہ و لواہدی اسلم ولم یرو عظیم الیوم مل جری طے عادۃ الناس لایکفر اور اگر مسلمان کو نور و زکے دن مقصد چھیا اور
 آمدن کی عظیم کا ارادہ نہ کیا یا کہ تختہ رسانی میں لوگوں کی عادت پر چلا تو کافر ہو گا وینبی ان لفظ قبلہ و بعدہ نقلا للشیعہ اور لائق یہ ہو کہ نور و زکے پہلے یا بعد اسکے مقصد
 رسانی کرے یا نہ کرے کیواسطے یعنی نور و زکے دن اگرچہ عظیم کا قصد نہ ہو لیکن مشابہت کفار کی بلاشبہ ہو تو اسکے پیچھے کرنا چاہیے دفع اشتباہ کیواسطے و بشری یوم
 مالمیشرو قبلہ ان اراد عظیم کفر وان اراد الاکل و الشرب و التعم و لایکفر زبلی اور اگر نور و زکے دن وہ چیز خرید کی جو اسکے قبل خرید نہ کی تھی اگر نور و زکی عظیم کا ارادہ اس
 خریداری سے ہو تو کافر ہو گیا اور اگر کھانے پینے اور لذت سہانی کا قصد کیا تو کافر ہو گا کذا فی الزبلی و لا باس بلس القناس غیر حریر و کراں علیہ لیس فوج ابع اصناف
 سرجیہ اور کچھ مضائقہ نہیں قناس کے پینے میں سوائے ریشمی کے اور سوائے اس کپڑے کے جس پر ریشم ہو چار انگلیوں سے زیادہ کذا فی اہر اجیم قناس حج ہو قلسوہ کی
 اور قلسوہ کا چھوٹا ہونے کا اہل علم اسکو سر پر رکھتے ہیں کذا فی النجھر مشفق حج کا لفظ اسواسطے لایا کہ سفید اور زین سب قسام کو شال ہو ذخیرہ میں ہو کہ قلسوہ گوشہ
 ہوتا ہو کذا فی النجھا طے صح انہ حرم لبسہا اور ریشمی قلسوہ اوچترہ انگل سے زیادہ ریشم ہوا اسکے پینے کی حرمت صحیح قول سے ثابت ہو برخلاف اس قول کے جو شرح
 سکین میں قلسوہ حریری کی حلت مذکور ہو کذا فی الطحاوی و ندب لبس السواد و ارسال و ندب لعمامۃ بین کتفہ الی وسط ظہرہ قبل الموضع الجاوس قبل شہر اور
 مستحب ہوا لباس سیاہ اور عمامہ کا شکر لٹکانہ و میان دونوں مونڈھوں کے آدھی پٹی نیک و عجبون نے کہا بیٹھے کے مقام تک نہ عجبون نے کہا ایک بابت و یکوادی
 لرحال کما فی باب الکراہۃ لبس المحض و المرغف بقول ابن عمر رضی اللہ عنہما ہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بسر المحض و قال وایاکم والا حرقا ہما زکی سلطان اور
 مردوں کو مکروہ ہو چنانچہ باب الکراہۃ میں گذرا ہینا کسم کا اور زعفران کے رنگین کپڑے کا بایل قول عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لباس مصفر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ چھو سرخ سے کہ وہ ہست اور لباس ہر شیطان کا و تحبہ لجل و اباح الشانزہ بقولہ تعالیٰ قل من جرم زنیۃ اللہ استے اخرج لعداۃ الایہ او

زور و خضاب دیکھا اور قول بخاریہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے خضاب کیا اور اگر اوقات میں ترک کیا سو جو جسے دیکھا وہ بیان کیا دوسرا منہ سے
یہ ہر کہ خضاب افضل ہے یا ترک کرنا اس کے بشنون نے کہا کہ ترک افضل ہے اس لیے کہ تفسیر میری سے منہی وارد ہو اور علمائے کہا کہ خضاب افضل ہے یا ترک کرنا اس کے
احکامہ کہ علم کی ایک جماعت نے خضاب کیا اور حدیث ابراہیم حنا کا خضاب کرتے تھے اور بعض زعفران سے خضاب کرتے تھے چنانچہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
اور بعض سیاہ خضاب کرتے تھے چنانچہ یہ حضرات عثمان اور حسن اور حسین بن زبیر بن عامر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ہم خفیون کا مذہب یہ ہے کہ خضاب
دیکھ کر دیکھ کر خضاب ہے یا چھوڑنا اسے تاہم بخاریہ میں مذکور ہے کہ زوی شافعی نے فرمایا کہ ہاؤنڈ ہے سحاب خضاب کی جو مرد اور عورت کو زردی اور سرخ کا اور صبح قول میں خضاب
ہر ایم ہو اس واسطے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ میری کو تغیر کرو اور بچو سیاہی سے انتہی قول لاکل سیاہ خضاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق میں ہے اور غازیون کو حرام نہیں
کافرون پر عرب نے کیا واسطے اور اصحاب کبار نے جو سیاہ خضاب کیا شاید اس کا یہی محل ہو کہ انہوں نے کذا فی الفتاویٰ میں بنے اپنے استاد زہرا حسن محدث سے سنا وہ
اپنے استاد سے نقل کرتے تھے کہ منہج و سیاہ خضاب ہر جو دوسرے کے سوا اور چیزوں سے ہوا سو اسے ترجیح بخاری میں ثابت ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تھے تو پیش مبارک
مخضوب ہو کر بھی والد اعظم کا بجز ان ایک کلمہ کیانی انصاف لاروی ان علیہ السلام و اسلام اکل متکلیما جمع الفتاویٰ جیسے جائز ہو کہ انکے لگا کر قول صحیح میں اس واسطے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اپنے کلمہ کا انکھائی دیکھ کر کذا فی مجمع الفتاویٰ الخ لاروی ان علیہ السلام و اسلام اکل متکلیما جمع الفتاویٰ الخ لاروی ان علیہ السلام و اسلام اکل متکلیما جمع الفتاویٰ الخ
السائل ایک شخص کو زور اور منہج ہوا اپنے گھر میں سو وہ جگہ کا میدان کیونکہ تویہ مکروہ نہیں بلکہ جائز گناہ سبب اور بدیل قرار کرنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی دیوار سے
و افواج من بدوہ باطاعون فان علم ان کل شیء بقدر اللہ تعالیٰ فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عنده انه لو فوج نجی ولو دخل اتلی بان
کہ لذلک فلا یدخل ولا یخرج حیث لا اعتقادہ و علیہ عمل النبی نے الحدیث الشریفہ مجمع الفتاویٰ اور جبکہ انسان نکلا اس شہر سے جس میں وہاں سو اگر وہ
یہ جانتا ہو کہ ہر چیز حق تعالیٰ کی قدرت سے ہر تو کچھ منافقہ نہیں اس کے نکلنے میں وہاں کے شہر سے اور وہاں جانے میں جہاں وہاں نہیں ہر اگر اس کے نزدیک
یہ یقین ہو کہ اگر نکلا تو بچا اور اگر وہاں کے شہر میں گیا تو اس میں مبتلا ہو گا تو اس کو یہ مکروہ ہو تو وہاں بجائے اور نہ وہاں سے نکلے تاکہ اس کا اعتقاد محفوظ رہے
اور اسی تفصیل پر خروج اور دخول کی یہی حدیث شریفہ میں محمول ہو کہ کذا فی مجمع الفتاویٰ فقیہ فی بدوہ لیس فیہا غیرہ افتہ منہ یرید ان ینتہر لیس لہ
ذلک بزار یہ وغیرہ مسائل شرعیہ کا عالم ایک شہر میں ہو کہ وہاں اس سے زیادہ ترکہ کی عالم نہیں اسے جہاد کا ارادہ کیا تو اس کو یہ جائز نہیں ہے چنانچہ
بزار یہ وغیرہ میں ہر م یہ قول محمول ہے اس جہاد میں جو ہر فرض عین نہیں ہو گیا اس واسطے کہ نفع ایسے عالم کا مسلمانوں کو زیادہ تر ہو تو اب میں اس جہاد
کے ثواب جو فرض عین ہو بلکہ فرض بالکفایہ ہر قضی لہ یون الیون المرحل قبل الحلول اومات فحل بمبرہ فاختہ من ترکہ لا یأخذ من المراجحة الی جہاد
بہما الا بقدر ما مضی من الایام و ہو جواہل المتأخرین قینہ وہ انقی المرہوم ابو السعد افندی مفتی الروم و علیہ بالرفق لجاہلین قد قد متہ قبل فصل الفرض
مدیون نے دین موجب کو معاد کے آنے سے پہلے ادا کیا یا مدیون مر گیا سو اس کے مرنے سے دین حال ہو گیا یعنی مؤجل نہ باقی الحال واجب الادا ہو گیا سو میت
مدیون کے ترکہ سے لیا گیا تو نہ لے اس منفعت سے جو وہاں اور مدیون میں بٹھ گئی مگر بقدر ایام گذشتہ کے اور یہی جواب ہر علماء متاخرین کا چنانچہ قینہ میں مذکور
ہو اور اس کا فتویٰ دیا ہر مرحوم جو خود افندی مفتی بلاد روم نے اور رعایت جائیزین کو اس کی وجہ مذکور کی ہے اور میری نے اس مسئلہ کو فصل فرض سے پہلے بیان کیا
م صوت اس کی ہے کہ کوئی چیز دس درم نقد سے خریدی اور دوسرے کے ہاتھ ۲۰ درم کو بیع کی دس مینے کے وعدہ پر پھر اگر مدیون بیع لینے کے بعد مرنے لگا یا یا مینے کے
بعد وہ مر گیا تو صاحبین کو چاہیے یا دس درم نقد لے اور بیع دس درم چھوڑے کذا فی المطحطادی فرج مسالہ شہد شامی کافی اخر الکتاب یعنی لمانہ القرآن فی کل البین لو مالان کچھ
مرہ آخرتہ الدنئی میں ہے کہ حافظ قرآن کو لافقیہ ہے کہ ہر چاہے دس دن میں ایک بار قرآن مجید کو ختم کرے ہم اس واسطے کہ مقصود و قسم مانی ہر نہ مجرد کدوت کمال تعالیٰ
افلہ یتدبرون القرآن خامتہ قرآن خوان پر سلام کرنا چاہیے اور قاری کو سلام کا جواب دینا یا نہ دینا دونوں درست ہیں قول صحیح میں وہ قاری انہی

نوافصل یہ ہر کچھ رہے اور اذنان سے اور جب نبی کا نام قرآن میں آدے تو اچر صلوة واجب نہیں امام احمد سے روایت ہے کہ جب قرآن کو سال میں دو یا تھم کیا
تو اسے قرآن کا حق اور کیا اور تاری قیام تکبیرے مگر اب یا علم یا عالم کیواسطے قیتمہ میں اور تیرہ ہر کہ ہر مہینہ میں ایک بار ختم کرے اور حسب ہر اسکے واسطے تفسیر اور تحسین
باس اور خوشبودگان اور حرف او کرنا اور اس مکان کو قنابل اور شمع سے روشن کرنا اور اس وقت میں کو ختم کے وقت جمع کرنا اور اسکے واسطے برکت اور مغفرت کی
دعا کرنا اور ختم کے بعد پھر قرآن کا شروع کرنا اور قرآن کو مصحف سے پڑھنا اور تہب یہ ہر کہ تین دن سے کتر مدت میں ختم کرے اور تہب ہر کہ ہر سال کیا یا اسکو قرآن
منا و جو اس زیادہ ترجیبا ہر اور تہب تین اوقات قرآن کیواسطے اہ مبارک رمضان جو اور بازار میں اور سوال کیواسطے اور نیا پاک مکان میں قرآن پڑھنا مکروہ ہر اور
مصحف پر کوئی چیز نہ لگے اور مصحف کو رکھ نہ چھوڑے پڑھا کرے تاکر وہ جو اور تہر کہ نہ غصہ سے اور اگر لائی آدمی حنف کو پیشہ مگر میں رکے برکت کی نیست سے تو مکروہ نہیں اور فقیر قرآن
کو اپنی عقل سے اور عکس ترتیب جائز نہیں اور اگر مصحف ایسا کہ ہو گیا ہو کہ اس میں پڑھا کر نہیں نو پاک پڑے میں نیست کو فنی قریب کہ نامزد ہو کر دفن کرے یا اسکو مٹا
یا ایسی پاک جگہ میں رکھ سے جہاں بچہ اور مخدوں کے ہاتھ نہ چوچیں اور نیست اور تہب تفسیر و فہمہ اور مکروہ عظیم کیلئے پانوں پھیلنا ناموم یا غیر نوم میں مکروہ ہر اور جو
قرآن غلط پڑھتا ہو تو بتانا افضل ہر جیسے راہ جو سے کوراہ بتانا حدیث میں وارد ہر کہ سیر زنت گناہ یہ سے سامنے آئے تو میں نے اس سے زیادہ ترک کوئی گناہ
نہ کیجا کہ مروایت یاسورہ پہلے کھو گیا انسان سے مراد یہ ہر کہ اسکو مصحف سے پڑھنا ممکن نہوارہیہ کہ قرآن پڑھنے میں کچھ منہ لائق نہیں لیکن پڑھنے کو وقت اپنے دنوں
پانوں سے پڑھے اگر اگر پاک مگر میں قرآن پڑھتا ہوا دیکھو دے کام میں قبول ہوں تو ترک سماع میں مذکور ہیں اگر انھوں نے کام شروع کیا ہو پڑھنے سے پہلے
اور اگر قرآن پڑھنا شروع ہو گیا تو مذکور نہیں اور نبی حکم فقہ خوانی کا ہر قرآن خوانی کے نزدیک لافانی الطحاوی سی طحطاوی والدا علم واستغفر اللہ انیٹسم

كتاب الفرائض

یہ کتاب ہر فرائض کے مسائل میں مفاہیض مجمع ہر ذریعہ کی اور ہر مشق کی فرض سے اور فرض نیت میں یعنی تقدیر اور قطع اور بیان کے اور اس اصطلاح شرع میں فرض وہ جو ثابت ہو دلیل قطعی یعنی سے اس قسم کے فقہ کے مسائل کو فرائض اس واسطے نام رکھا کہ تمام مقدار قطع میں ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت ہیں تو اس میں لغوی معنی اور شرعی دونوں یکساں ہو گئے لہذا فی المناہجۃ عن الاختیار شرح الخفاری علم اصول من فقہ و حساب طرف بہا حق کل من المکرر فرائض علم ہر فقہ و حساب کے ان قواعد کا جن سے ہر ایک وراث کا حصہ ترکہ سے معلوم ہو جانا دوم اور موضوع علم فرائض کے ترکانہ میں اور غایت اس علم کی اسی حال حقوق ہر اہل استحقاق کو اور ارکان اسکے تین ہیں وارث اور زوجہ اور شریعت اور شریعت اسکے تین ہیں موت اور وارث کی حیات حقیقی ہو یا نہ ہو چنانچہ محل اور علم و جراثیم کا اور اسباب اور ذرائع اسکے آگے ذکر ہو گئے اور اس مسلم کے استخراج کے تین اصول ہیں کتاب اللہ اور حدیث چنانچہ فی ہر وارث منیرہ اور ابن سلمہ کی شہادت سے ثابت ہو اور اصل اجماع امت ہو چنانچہ داد سے کی ارث عمر فاروق ہنسکے اجتماع سے ثابت ہو اور اسی پر اجماع اصحاب کرام کا ہو گیا اور قیاس کو فرائض میں کچھ دخل نہیں لہذا فی المناہجۃ ویختصر اذ الحقوق ہما غنمہ بالاستقراء و حقوق یہاں پہلے ہیں باعتبار تلاش اور لقص کے یعنی حقون کا مختصر چنانچہ میں حضرت استفرائی ہر حصہ عقلی لان الحق المالیۃ اور علیہ والادلاء اس واسطے کہ حق متعلق بہ ترکہ میت یا میت کو ہر یا میت پر اگر یا نہ ہو نہ وہ الاول الخیرہ والباقی امان متعلق بالذمۃ وہو الدین المطلق الاول و متعلق بالنعین اول یعنی میت کا حق تجزیہ ہو یعنی میت کا سامان مرنے کے وقت سے دفن کرنے تک اور دوسرا متعلق بذمہ میت ہو وہ دین مطلق ہو یا متعلق بذمہ نعین اور وہ متعلق بالنعین ہر وارث لث اما اختیاری وہو الوصیۃ او اضطراری وہو المیراث اور تفسیر یا اختیاری ہر وہ وصیت ہو یا اضطراری جو حسین اختیار کو کچھ دخل نہیں وہ میراث ہو کہ شرع کی حجت سے ثابت ہو دوسری فرائض لان اللہ تو سے قسم بنفسہ وادفعہ و فوج النہار لشمیر میراث کا فرائض نام رکھا گیا اسلئے کہ حق قتلے نے میراث کو خود بذات پاک قسمت کیا اور اسکو ظاہر اور روشن کر دیا جیسے دن کو روشن کر دیا ہے آفتاب سے میراث کو قسمت کیا یعنی ہر وارث کو حصہ آپ کھلوا دیا اور اسکی تقدیر ملک مقربہ اور بنی مرسل پر مغفون

منہجین کی اور ہر ایک حصہ نصف اور ربع اور ثلث اور سدس سے خود یکہام مقدس بیان کر دیا نجافات باقی احکام کے صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور صوم اور حج وغیرہ اس کے آئینہ مخصوص قبل ہیں سنت نبویہ میں اس کے بیان واقع ہوا کہ ان فی الخ قتل ولذا اس واسطے اللہ عیدہ وسلم نصف الفرائض ثلثہ بالفضل لا غیرہا غیرہا بالفضل ثلثہ وبالقیاس آخری میں کہتا ہوں اور اس واسطے یعنی بسبب تقسیم ربانی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم فرائض کو نہ نصف بلکہ رکھا بسبب ثابت ہونے اس علم کے فقہانوں نے نہ غیر فضل سے اور غیر فرائض تو کبھی فضل سے ثابت ہوا اور گاہے قیاس سے ہم بیان اس کا یہ ہے کہ علم فرائض کے ثبوت سے ثابت ہوا فضل اور غیر فضل دونوں سے ثابت ہوا تو جو علم کہ فقہانوں نے ثابت ہوا وہ فرائض ہوا اور جو فضل اور غیر فضل دونوں سے ثابت ہوا وہ فرائض کے سوا اور علوم دینی ہیں اور فضل سے مراد وہ ہوا جو اجماع کو بھی شامل ہوا اس واسطے کہ بعض مسائل فرائض کے اجماع امت سے ثابت ہیں وکیل لفظ بالمولود وغیرہ بالحمیۃ اور بعضوں نے کہا نصف ہونا بسبب متعلق ہونے فرائض کے موت سے اور غیر فرائض کے حیات سے ہم نے فرائض نصف علم اس واسطے ہوا کہ ان کے دو حال ہیں موت اور حیات سو فرائض موت سے متعلق ہوا اور باقی صوم حیات سے اور ایک حال نصف ہوا مجموعہ دو حال کا لہذا حدیث شریف میں فرائض کو نصف علم فرمایا اور بالضروری وغیرہ بالا اختیاری یا اگر فرائض سبب ضروری سے ثابت ہوا اور غیر فرائض سبب اختیاری سے ثابت ہوا ہم معنی جس سے ثابت ہوئی برہہ دو قسم ہوا اختیاری اور ضروری اختیاری جیسے کسی چیز کا خرید کر یا بیہ کرنا اور وصیت کرنا اور ضروری چنانچہ رشتہ تو اس واسطے فرائض کو نصف علم فرمایا وکیل ارشاد الحی من الحی ام من المیت المیتہ الثانی شرح الوہابیہ اور کیا ارشاد زندہ کو زمرے سے ہوتی تو یا مردے سے متعلق قول دو سہ لفظ زندہ وارث ہوتا مردے کا کذا فی شرح الوہابیہ ہم شرح وہابیہ میں ہر کہ ارث کے وقت میں علما کا اختلاف ہوا مثلاً کھ عران کے نزدیک آخر جزاء حیات مورث سے وقت ہر میلہ کا اور مثلاً کھ ملج کے نزدیک وقت ارث بعد مر جانے مورث کے ہوا اس واسطے کہ جب تک وہ زندہ ہوا اپنے جمیع اموال کا مالک ہوا ہر فرج سے تو اگر اس کا وارث اس حالت میں مالک ہو تو لازم آئے کہ ایک چیز دو شخصوں کی ملوک ہو گئی وجہ الکمال اور اس امر کو عقول تسلیم نہیں کرتیں کہ ان فی المظاہر ہی محشر کبیرا من ترک المیت الخالیہ عن تعلق حق الغیر یعنی ہا کہ میں والہ العبد الجانی والما دون المدیون والبیع المحبوس بالثمن والدار المتعبرہ لہذا تجاہے میت کے اس ترکہ جو خالی ہوا جس حق غیر سے عین ترکہ کے ساتھ چنانچہ رہن اور عید جانی اور غلام دونوں مدیون اور وہ بیع جو مجبور رہن ہوا اور اجارہ کا گھر ترکہ میں یعنی ترکہ کے ہوا اصطلاح میں ترکہ وہ مال ہر جس کے حق غیر کا حق متعلق نہ ہو گیا ہو تو مال کی قید سے اہل و عیال ترکہ سے خارج ہو گئے تعلق حق غیر کا عین ترکہ سے چنانچہ رہن وغیرہ رہن کی صورت یہ ہر کہ ایک شخص نے کوئی چیز مثلاً باغ گرو رکھا پھر رہن مر گیا اور باغ مر رہن کے پاس ہوا اور رہن سو اسے باغ کے کوئی مال نہیں چھوڑا تو رہن کا دین مقدم ہوا رہن کی تجزیہ تکلیفیں پر کیونکہ غیر کا حق عین باغ سے متعلق ہو گیا سو اگر ادا سے دین کے بعد کچھ باقی رہ گیا تو تجزیہ میں صرف ہو گا اور عید جانی کی صورت یہ ہر کہ غلام نے اپنے مولیٰ کی حیات میں کسی کو قتل کیا اور مولیٰ کا کچھ مال نہیں سوا غلام کے اور مولیٰ مر گیا تو مقتول کا وارث اس غلام کا زیادہ تر حقدار ہو مولیٰ سے ہاں اگر دیت دیکر کچھ باقی رہے تو اس سے مولیٰ کی تجزیہ تکلیفیں ہوگی اور عید ہا دون مدیون کی یہ صورت ہو کہ اس پر لوگوں کے دین ہیں مالک کی زندگی میں پھر مالک مر گیا اور اس کا کچھ مال نہیں ہوا اس کے تو رباب دیون مقدم ہیں تجزیہ ہوا و بیع محبوس کی صورت یہ ہر کہ مثلاً غلام بیجا زید کے ہاتھ میں بیجا زشتی نے ہنوز رہن لکھ لیا باغ نے غلام کو روک رکھا اپنے پاس اور زشتی کا کچھ مال نہیں سوا اس غلام کے تو باغ احمق ہوا اس غلام محبوس کا تجزیہ زشتی سے اور دار متاہرہ کی یہ صورت ہو کہ صاحب خانہ نے گھر زید کو کرایہ دیا اور زید نے اس کی اجرت پیشگی دی پھر صاحب خانہ مر گیا سو اجارہ فسخ ہو گیا اور زید متاجر کی کچھ اجرت باقی رہی اور صاحب خانہ نے سوا اس گھر کے کچھ اور ترکہ نہیں چھوڑا تو زیادہ مقدم ہو گا صاحب خانہ کی تجزیہ پر کذا فی المظاہر ہی واما مقدمت علی المتکلیفین لفظہا بالمال قبل صیرورتہ ترکہ اور حقوق نہ کوہ مقدم نہیں ہوتے بلکہ متکلیفین پر مقدم ہوتا ہے جو جانے حقوق کے مال کے ساتھ مالک ترکہ ہوتا ہے پہلے یعنی مال کا ترکہ ہونا تو موت کے بعد ہوتا ہوا سو یہ حقوق تو قبل از موت کے متعلق ہوا لہذا فقہ تجزیہ ہوا ہم تکلیفین من غیر تقییر ولا تبدیر کہن السعۃ و قد کان طبعہ فی حیاتہ ترکہ میت سے ابتدا اچھا ہے میت کی تجزیہ دین کی ادنیٰ قبل خرج کے چنانچہ کہ منہجین

اسکے جو میت اپنی زندگی میں پہنچا تھا شایع ہے کہ بجز کفین کو بھی شامل ہر قسم خود السراج میں ہو کر نکلی اور اسلاف کفن کا دوطرح ہوتا تھا ایک راسے اور تخت کی راسے سو شمار کے اعتبار سے مرنے کے کفن میں تین کپڑے ہیں اور عورت کے کفن میں پانچ ہیں تو اگر مرد کو کفن دیا تین کپڑے سے زیادہ تو یہ اسلاف ہوا اور تین سے کم کیا تو یہ بھی ہو اور اگر عورت کا کفن پانچ کپڑوں سے زیادہ کیا تو یہ اسلاف ہوا اور اگر پانچ سے کم کیا تو یہ بھی ہو اور عورت کے اعتبار سے اگر مرد زندگی میں دس روپیہ کی میت کے کپڑے پہنچا ہو اگر اس کا کفن اس سے زیادہ کیا تو اسلاف ہوا اور اگر اس سے کم کیا تو بھی ہو انتہی اور شایع کی عبارت میں لفظ او سخی واو کے ہر نوع اور قیمت میں حال میں ہر قسم ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا کفن سنون اس وقت دیا جائے جبکہ مالے دین میں تصور ہو تا ہو تا کفین کے بعد اور اگر کفن سنون ہوئے سے ضرر ہو تا ہو اس کا دین میں تو کفن کفایت دیا جائے گا کفن کفایت مرنے کے دو کپڑے ہیں جدید ہوں یا حصول اور عورت کے اس طرح متفق کپڑے ہیں کہ انانی الخطا ہی وہ لوگ کفن قبل کفین کفن ہر بعد از مری اور اگر میت کا کفن قبل کفین ہو تو اگر میت کے چھوٹے اور عینے سے پہلے کفن تلف ہوا تو کفن دیا جائے گا کفایت ہونے کے بعد ہر بار صومع اس کی یہ ہر جب قبر کو دگر کسی نے کفن نہ کیا تو اگر میت کفن ہو تو قبر میں تو وارثوں پر اس کو کفن دینا دوسری بار واجب نہیں اور اگر میت قبر کے باہر نہ ہو تو اول بار کفین آٹھ کفن دیا جائے اگر میت کا بدن رست ہو اور اگر رست نہ ہو تو اسکے ترکہ سے ایک کپڑے میں دفن کرنا چاہیے اور اس طرح کرنا چاہیے اگر چند بار کفن چورایا گیا ہو اسے دین اور قیمت سے پہلے اور اگر وارثوں میں ترکہ قسمت ہو گیا اور قضا دو یوں اور نفاذ وصیت ہو چکی تو وارثوں سے کفن کیو اسٹے استر واد ہو گا بقدر اسکے میراث کے اور اس سے کفن دیا جائے گا اگر اس طرح بزرگ تالیق و مال میراث کہ انی الخطا وی وکل من کل مالہ اور ہر بار کا کفن میت کے تمام مال سے لیا جائے گا نہ ثلث مال سے ثم تقدم دیونہ الیٰ ہر مطالبہ من حیثہ لیس بخر میت تجیز کے بعد ان دیون کا ادکار مقدم ہو گا ترکہ سے جبکہ مطالبہ ثابت ہو عباد کی حیت سے مہمت عباد کی قید سے وہ دین خارج ہو گیا جبکہ مطالبہ چھوٹے کی طرف سے ہو چنانچہ زکوٰۃ کا دین اور کفارہ وغیرہ کا دین و قیوم دین استحقاق دین المرضی ان جمل سبب اور صحت کا دین مقدم ہر فرض کے دین سے اگر مرض کے دین کا سبب ملام نہ ہو مہمت کا دین وہ ہو جو گواہوں سے ثابت ہو یا میت نے اپنی صحت میں اس کا اقرار کیا ہو اور مرض کا دین وہ ہو جو میت کے اقرار سے ثابت ہو مرض کی حالت میں یا جو مرض کے زمانہ ہو چنانچہ قتال کیو اسٹے مکان یا جرم اور قصاص کیو اسٹے والا نسیان کا سبب السیاد اور اگر مرض کے دین کا سبب ملام ہو تو صحت اور مرض دونوں حالتوں کا دین برابر ہو چنانچہ سید شریف نے اسکو شرح بیان کیا ہر مہم مذکور ہونا سبب کا اس طرح ہو کہ دیون نے اپنے مرض میں اس دین کا اقرار کیا جبکہ ثبوت بطریق مائتہ کے ملام ہو چنانچہ اسے کچھ خرید کر یا تھا کسی کا مال تلف کیا تھا تو یہ دین فی الحقیقہ صحت کا دین ہو اسو اسٹے کہ اسکا وجوب اسکے اقرار کے سوا ہے اور طبع بھی معلوم ہوا لہذا وہ دین صحت کے برابر ہو گیا حکم میں انتہی کلام امید الشرائع تو معلوم ہو کہ دیون عباد کی میت میں قسم ہیں قوی و ضعیف قوی وہ ہو جو تجیز اور کفین پر مقدم ہو چنانچہ حقوق متعلقہ نہیں ترکہ کا یہن اور درسطہ ہو جو گواہوں یا صحت کے اقرار سے یا مرض مائتہ سے ثابت ہو و ضعیف وہ ہو جو مرض کے اقرار سے ثابت ہو اور معلوم کرنا چاہیے کہ ترکہ قبل نقصان دیون کے مرنے کو کماند ہو تو ایسے وارثوں کے تصرفات نافذ نہ ہونگے بشرطیکہ ترکہ دین کم ہو یا برابر ہو اور اگر ترکہ زیادہ ہو تو نفوذ تصرفات میں دو چیزیں ہیں ایک وجہ یہ ہو کہ تا بقا و قدر دین تصرف نافذ ہو اور دوسری وجہ ظاہر تریہ ہو کہ تصرف نافذ نہیں علی قیاس لہ ہوں شرح شیعہ میں ہو کہ ترکہ مستغرق کی بیع کرنے کا حاکم کو اختیار ہے نہ وارثوں کو اسواسطے کہ وارث اسصورت میں کل اسکے نہیں کہ انانی الخطا و نمی اارین اللہ فان اوصیٰ بہ وجب تیغذہ من ثلث الباقی والا لا اور دین حتمائے کا چنانچہ زکوٰۃ سوا اگر میت نے اسکے ادا کرنے کی وصیت کی تو اسکا جاری کرنا متاعی باقی مال کا حصہ ہے اور اگر وصیت نہیں کی تو واجب نہیں مہم دین خدا چنانچہ زکوٰۃ اور حج اور صیام اور نذر اور کفارات تو اگر میت نے مثلاً اسقاط نماز کی وصیت کی تو مطالبہ ساقط ہو گا اور اگر وصیت نہیں کی اور وارث نے تبرع کیا لینے اپنی طرف سے مال دے کر اسقاط کیا تو بقیوں کے نزدیک نماز میں صیت سے ساقط نہیں ہوتی ہیں اسواسطے کہ اختیار واکل معدوم ہو اور اسواسطے کہ فعل وارث کا وصیت سے کثیر ہو تو قدم جواز کا حکم ہو گا تاکہ انحطاط مرتبہ ظاہر ہو اور بقیوں نے کہا کہ مطالبہ ساقط ہو گا وصیت کرنے کے مانند اسواسطے کہ حوازی دلیل یہاں تو گنجائش رحمت الہی اور اسکے کمال کرم اور فضل کی امید داری ہو اور یہ تو وصیت اور تبرع دونوں شامل ہیں ان کے نہیں کی

حقیقت اہل شرع کے عرف میں یہ ہو کہ مال واجب ہو و سب پر کسی چیز کے بدلے سے تو حراج دین اور اس کے کہ متان حنفی کا بدل ہو ورنہ مذکورہ کے اسوا سے
 کر اس میں تہیک ملال واجب ہو ورنہ اس کے کسی چیز کا بدل ہو کہ لانی الطحاوی شہم تقدم وصیت و مطلقہ علی الصبح خلافاً لاختارونی الا اختیار بحدیث کے بموجب
 مقدم کیجئے اگر وصیت مطلقہ ہو یا بقول منہج کے برخطات اس قول کے جس کو اختیار شرح مختار میں غزالی کا یہ دم وصیت مطلقہ عبارت ہو ورنہ مال یا ملت مال کی وصیت
 سے اور وصیت میں نہ ہو جو زمین سے متعلق ہو چنانچہ گھر یا کپڑے یا جاریہ کی وصیت اور بعضوں نے وصیت مطلقہ کے مقابل وصیت متعینہ کو بیان کیا ہو ورنہ
 کہ عینہ ملت مال کی وصیت کر کے اس طرح کو ملتاتین ورم یا دینار ملت اور یا نشت غنم کی وصیت کر کے لانی الطحاوی فتاوی عالمگیری میں اختیار کے لئے مذکور
 سے منقول ہو یعنی وصیت مطلقہ میراث پر مقدم نہیں تو میراث کی وارثوں کا شریک ہو نہ مقدم من ملت یا یعنی بعد تجزیہ و دیون وصیت جاری ہو اس مال کی
 تہائی سے جو باقی رہ گیا میراث کی تجزیہ اور دین کے بعد دم وصیت جاری ہو کی ملت باقی سے نہ اصل مال کے ملت است بشرط وقوع تجزیہ اور اسے دیون کے یا بشرط وجود
 کے جبکہ ورنہ شرط پایا جائے اور اگر تجزیہ اور دیون دونوں نہ پاس گئے اس طرح پر کہ ایک شخص ڈوب گیا یا جگلیا یا زہر سے اس کو کھنکھایا اور وہ کسی کے مدیون نہیں تو تمام مال کی
 تہائی سے وصیت جاری ہو کی اور اگر ملت کا کوئی وارث نہیں یا وارث ہو مگر تمام مال کے ملت سے ستیذہ وصیت کو جائز رکھتا ہو تو بھی کس مال کے ملت سے وصیت جاری ہوگی
 اور متعینہ و یا کا ملت سے مطلب یہ ہو کہ جس قدر مال وصیت کر دیا اس کے کفایت کر تا ہو تا مال جزئیت سے ساقط کیا جائے نہ اس قدر کو جو باقی مال سے اور جو بھی کو
 تسلیم کر دیا لانی الطحاوی عن ابن کمال واما قدمت فی الآیۃ اہتماماً لکونہا منسۃ لشرط وصیت آیت قرآنی میں مقدم نہیں کی گئی دین پر مگر اہتمام کیواسے سبب
 ہونے وصیت کے منسۃ تفریط کام یہ جواب ہو سوال مقدم کا سوال یہ ہو کہ یہاں وصیت کا رتبہ دین کے بعد ہو اور کلام مجید میں وصیت دین پر مقدم ہو شائع ہے جواب
 کہ وصیت کا اہتمام منظور ہو یا منسۃ تفریط کے اسوا سے کہ وصیت کا لزوم دین سے کمتر ہو اور اسوا سے کہ وصیت غریبا و اساکین کا حق ہو اور دین حق ہو یا بیہیون کا
 جو حاکم سے ناش کر کے لے سکتے ہیں تو اسکے ادا کرنے میں احتمال تھا تفریط بخلاف دین کے کہ ورثہ اپنے مورث کا فراغ و زہر خود چاہتے ہیں لہذا وصیت کا ذکر دین پر مقدم
 ہوا اور وصیت کی ترغیب کے واسطے شہم راجع الی خاصا لیسلم الباقی بعد ذلک بین ورثہ پھر چوتھے مرتبہ بلکہ پانچویں مرتبہ میں باقی مال بعد امور مذکورہ قسمت
 کیا جائے است کے وارثوں میں م صرف ترکہ میں پہلے تجزیہ اور تکفین کا مرتبہ ہو پھر ورنہ تہا و اسے دین کا پھر تیسرا مرتبہ وصیت کا تو چوتھا مرتبہ تہا و اسے ورثہ کا اور
 اگر ان حقوق کو اعتبار کیجئے جو زمین ترکہ سے متعلق ہیں چنانچہ زمین اور عبد بانی و تقسیم میراث کا پانچواں مرتبہ پھر گیارھا معلوم کرنا چاہیے کہ تاخیر قسمت کا محل و ان چوبی
 حقوق مقدم پانے جاویں اور اگر حقوق مذکورہ نہ ہوں تو قسمت ہی سے ابتدا ہوگی اور قسمت کا محل وہاں ہو جہاں وارث متعین ہوں اور اگر ایک ہی وارث ہو
 تو تمام مال اسیکے ہو سوا سے زمین کے کہ وہ سب مال کو نہیں پاتے روح اشرف میں ہو کہ ورثہ جمع ہو وارث کی اور طار فرائض کے عرف میں وارث وہ ہو جو
 باقی رہے بعد فنا ہو جائے اس شخص کے باقی کا نسب یا سبب ثابت ہو و یا بمعنی حتمی نے فرمایا کہ نحن الوارثون یعنی ہم باقی رہنے والے ہیں بعد فنا خلافت کے لیکن
 نسب یا سبب کی قیر خالق حق بجانب کے حق میں مانو زمین اسوا سے کہ وہ پاک نسب اور سبب پاک اور منترہ ہو کہ لانی الطحاوی شخص اسی الذین ثبت الہم بالکتاب
 مراد وارثوں سے وہ لوگ ہیں جنکی ارث کلام مجید سے ثابت ہو کتاب اللہ میں باپ اور آں اور زوج اور زوجہ اور بیٹی اور بیٹوں اور بھائی یا بیہیون کی میراث
 ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ علیہ السلوۃ والسلام اطعموا الجریۃ السدس یا جنکی ارث سنت سے ثابت ہو چنانچہ یہ حدیث رسول خدا علیہ السلام کی کہ حدیث
 کو سدس کا اطعام کر دینی چھ حصہ انکو دو حصہ کہ ارث سنت سے ثابت ہو اسی طرح سگی بیہیون کی بیہیون کے ساتھ سنت وہ ہو جو رسول خدا علیہ السلام
 و سلم سے قولاً یا فعلاً مروی ہو اور حدیث کا لفظ قول کو مخصوص ہو اور کشف المنار میں ہو کہ مطلق لفظ سنت کا سنت نبوی کے اختصاص کا معنی نہیں بلکہ
 کہ اہل شرع کے عرف میں مطلق لفظ سنت سے دین کا طریقہ مراد ہو خواہ رسول خدا علیہ السلام کو قول یا فعل ہو یا صحابہ کی یا رضی اللہ عنہم کا کہ لانی الطحاوی
 اور اجماع کمال لاجد کالاب وابن الابن کالابن یا جنکی ارث اجماع سے ثابت ہو چنانچہ واداکو باب کے آئندہ قرار دینا اور پستہ کو بیٹے کے مانند پھرانا

زمانے میں زمین پر درمیراث ہوگا اور اسے مرد و سے نقل کیا کہ اب اسی قول پر فتویٰ ہوا انتہی پھر عمر زادہ نے کہا کہ اگر کسی پر فتویٰ نہ ہو کہ جو کچھ جائیداد میں
 نہیں بیت المال تو صحابہ اور تابعین کے زمانے میں تھا اور اگر عثمان یا قاضی کو مال منکر و دیا جاوے تو وہ بیت المال کے مصارف میں صرف نہیں کرتے اور نہ اس
 عبد الواحد شہید میں بھی اس طرح رد علی الزمین تعلیل نہ کر سکتا اور روح الشروح میں قیصر سے مذکور ہے کہ ایک خورت اپنا زوج چھوڑ کر مری سوزن جسے نصبت
 باقی عالم مسلمان محتاج کو دیا تو وہ عند المد منذر ہوگا انتہی کذا فی الطحاوی ثم ذوی الارحام پھر ذوی الارحام میں جنت اہل فرد حق نسبیہ و عصبیت مذکور
 منون تو یہ کہ میں ذوی الارحام سے ابتدا ہوگی فرض نسبیہ کی قید سوائے نکاحی ملک اگر مسئلہ میں حد الزمین ہوگا تو اسکا فرض حصہ دیکھو جو باقی رہیگا وہ ذوی الارحام
 کو دیا جائیگا سوائے کہ زمین اہل روستہ نہیں ہیں تو بیسے اہل فرض کے نہ ہونے سے ذوی الارحام میں تقسیم ہوتی ہو اس طرح اہل فرض کے باقی رہے ہاں سے
 انکو دیا جائیگا جو قال ابن کمال نے کہا ذوی الارحام وہ قرابت دار ہیں جتنا حصہ مقرر ہوا وہ وہ عصبہ میں خواہ میت کی مان کیلئے سے قرابت دار ہیں ایک
 باپ کی طرف سے اور بنت میں ذورحم قرابت میں جہت الام کو کہتے ہیں کذا فی الطحاوی ثم بعد ہم مولی الموالاة کا مرقی کتاب الاولاد پھر بعد احسان مذکور ہے کہ
 موالاة جو چنانچہ بیان اسکا کتاب الاولاد میں گزر گیا ہم نے بھی جبکہ اہل فرض اور عصبیت اور ذوی الارحام سے کوئی نہ تو مولاد سے مولات میراث پاویگا مولات
 میں یعنی وصی کے ہوا اور اصطلاح شرع میں یہ ہر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ تو میرا مولیٰ یعنی دوست ہو میرے مال کا تو وارث ہو نا جبکہ میں مردن اور میری طرف
 سے خوبہا دیا اگر میں کسی کو قتل کروں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ قبول کیا تو اب عقدہ لا کی صحیح ہوگی اور قائل اس کلام کا اسکا مولیٰ ہوا اسکا وارث
 ہوگا جب وہ مر گیا اور میت دیکھا اسکی طرف سے جب وہ جنایت کر گیا ہم خفیون کے نزدیک خلاۃ الشافی اور اگر دونوں طرف سے شرط واقع ہوئی تو بھی بہت ہوا اگر
 نے کہا شرائط ولایہ میں کہ وہ شخص آزاد ہوا اور غنی ہوا اور عربی نہواور نہ انکے موالی سے ہوا اور عقدہ لا کے وقت اسکا کوئی وارث نسبی نہ ہواور نہ اسکی طرف سے
 بیت المال یا مولاد سے خوبہا دیا گیا ہو انتہی اور اس کے مجمل النسب ہو یا نہ ہونے کی شرط میں اختلاف ہوا اور اصطلاح اسلام کی شرائط میں اختلاف ہوا وراظم
 کذا فی الطحاوی و ملخصا دلالتی بن فرض الحدالہ میں ذکر ایسا بشریت اور بعد فرض احالہ زمین کے باقی مال مولاد موالاة کا جو یہ شریعت نے اسکو ذکر کیا ہم وراثت
 ہونا مولاد سے موالاة مردی جو حضرات عمر فاروق اور علی رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے سوا کسی پر براہیم غنی اور ہمارے علمائے عمل کیا اور
 اس پر دلیل جو قولہ تعالیٰ والذین عقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم یعنی میراث کا نصیب اہل تفسیر نے بیان کیا کہ مراد اس سے موالاة جو ہوا اور مراد جو ہوا جو نصیب کی اسانت
 انکی طرف اختصاص پر دلالت کرتی ہوا و وہ استحقاق کی دلیل ہوا اور اگر مراد بریل حسان او موت کے ہوا تو ارشاد ہوتا فاتوہم نصیبہا اور اس بیان سے منع ہو گیا
 قول کہ آیت کہ یہ میں تم مراد ہوا سوائے کہ اس وقت میں فاتوہم نصیبہم اس سے مرتبط نہیں ہوتا بلکہ مراد عتقہ یا عین ہونا برعات کے اس طرح ہر کہ ہر واقعہ متاخر ہے
 کا ہاتھ پکڑنا جو عاقدہ کی وقت اور احادیث اکین بیت میں انرا بخیر تدبیر کی حدیث ہر کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی مرد میرے پاس
 آتا ہوا میرے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوا تو فرمایا کہ وہ تیرا بھائی اور مولیٰ ہو تو زیادہ تر حقدار ہو انکی زندگی اور موت میں انتہی یعنی زندگی میں اس کے طرف سے دیت
 جنایت کی دے اور موت کے بعد اسکی میراث لے کذا فی الطحاوی ملخصا من غرور المسراج و شرح الاکمل ثم المقرئہ بنسب علی غیرہ علم تقبیت پھر مراتب سالیہ کے بعد
 شخص میراث پاویگا جبکہ واسطے غیر مقرر بنسب کا اقرار ہوا اس طرح ہر کہ اس غیر کے اقرار سے مقررہ کا نسب ثابت نہیں ہوا ہم صورت مسئلہ کی یہ ہر کہ زید نے خالو
 کہا کہ یہ میرا بھائی ہو تو زید مقرر ہوا و خالو مقررہ اور غیر زید کا باپ اور وہ مقرر علیہ ہے یعنی جب خالو کو بھائی کہا تو زید کا باپ اسکا بھائی باپ خالو اگر زید کا کوئی وارث
 نہیں اور اسنے ایک مجمل نسب کو بھائی کہا تو وہ اسکا مال بطریق میراث کے پاویگا لیکن مقرر کے باپ اسکا نسب ثابت ہوگا اور نہ اسکی میراث پاویگا سوائے
 کہ کوئی کا اقرار اسکی ذات پر حجت ہو نہ غیر پر فتاویٰ عالمگیری میں کافی سے منقول ہر کہ مقررہ بنسب علی غیر اس طرح ہر کہ اسکا نسب غیر کے اقرار سے ثابت نہیں کہ
 مقررہ جیسا کہ اقرار کے اس پر چنانچہ یون اقرار کرنا کہ یہ میرا بھائی ہو یا میں اور اسکا اسکے انتہی فلو ثبت بان صدقہ مقرر علیہ و امیر بشل اقرارہ او شہد رجل انہ ثبت نسبیہ

کتاب الفرائض

وزا رحمہ اللہ و ان رجح المقرّر مقرّر کا نسب ثابت ہو گیا۔ ارجح کہ مقرر نے مقرر کی تصدیق کی یا اقرا کر کیا مانند اقرا مقرر کے یا دوسرے ایک مرد نے مقرر کے اقرا
کے ساتھ گواہی دی تو اب اسکا نسب حقیقتہً ثابت ہو جاوے گا اور مقرر مقرر کے وارثوں سے مناجبت کر گیا اگرچہ بعد امور مذکورہ کے مقرر اپنے اقرا سے منکر ہو جائے
مقرر کی تصدیق اسی طرح کہ شمار نکاح باپ کے کہ ہاں خالہ میرا بیٹا ہے اور میرا بھائی ہے تو اس واسطے مقرر کے وارثوں کی تصدیق معتبر ہو بشرطیکہ وہ اقرا کے اہل ہوں
مثلاً زید کی اولاد یوں کہنے کہ خالہ ہمارا چچا ہے اور مطلقہ کا اقرا اس طرح ہو کہ وہ نہ بدو نہ دریافت کرنے اقرا مقرر کہ وہ میرا بیٹا ہے چند رجوع اقرا سے منع ارش میں متبرکہ
لیکن جب مقرر علیہ کی تصدیق یا اقرا یا شہادت قبل رجوع کے پائی گئی تو رجوع معتبر ہوگا اور مانع ارش نہ ہوگا کذا فی الخطاوی و کذا الوحدہ المقرّر قبل رجوع و غامری فی شرح
السراجیۃ یہ اروج الشرح وقد تضمنت فیما علقہ علیہا راسی طبع نسب مقرر کا ثابت ہوگا اگر مقرر نے مقرر کی تصدیق کی قبل رجوع کرنے مقرر کے اور اسکا پورا بیان فی الفرض
سراجیہ کی شرحون میں مذکور ہے خصوصاً روح الشرح بین اور البتہ میں نے اسکا خلاصہ بیان کیا سراجیہ کی شرح میں ہم خطاوی نے کہا کہ شراح ایمن یعنی تصدین
مقرر سے اثبات نسب ہونے میں مختلف کی شرح کا تابع ہو گیا ہے اور مصنف نے اس قول کو بعض شرح سراجیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور حالانکہ یہ قول بلاشبہ بہر
اسواسطے کہ مقرر کی تصدیق سے مقرر علیہ سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور شرح مصنف کی اخیر عبارت ایمن نیج ہو کہ تصدین مقرر علیہ کی معتبر نہ مقرر کی انتہی ملخصاً
شم بعدہم الموصی لہ ہذا علی الثلث ولو بالکل پھر مراتب سابقہ کے بعد وہ شخص ترکیت کا لیگا جسکے واسطے تمام مال سے زیادہ میت نے وصیت کی اگرچہ تمام
مال کی وصیت کی ہو ہم اسکو پہلے کہ موسیٰ نے اپنا مال ایک شخص کثیر صرف ملائے شخص معین کیا تو یہ جائز ہے مگر خلاف اسکے کہ اگر اسکا کوئی وارث معلوم ہو تو جائز
نہوگا کہ اسکی حق تلفی ہو اور یہ شریف نے اسکی وجہ یہ بیان کی کہ یہ بیت النار علی الثلث وارثوں کے سبب منفع تھی پھر جبکہ ایک بھی وارث نہ پایا گیا تو جسکے واسطے
جو موسیٰ معین کردیگا وہ پورا اسکا مال ہوگا ہمارے نزدیک کذا فی الخطاوی والاقدام علیہ المقرّر لانہ نوع قرآنہ بخلاف الموسی لہ وارثان علی الثلث کے موسیٰ لہ پر مقدم نہیں
کیا گیا مقرر لہ یا مسودہ سے کہ مقرر میں ایک ملک کی قرابت بذاتی قرابت کا احتمال ہے کہ اس میں قرابت کا کچھ احتمال نہیں ہم یعنی حال مقرر کا قومی سرور
اس احتمال کے کہ شاید مقرر صادق ہو اپنے اقارب میں بلکہ ظاہر حال اسی پر دلالت کرتا ہو کہ ذیل وہ اسی اقرا پر مقدم کر گیا اور وارث مقدم ہوا زائد علی الثلث کے موسیٰ لہ پر مقم
یونفع بیت المال لاوارث بل فیکما مسلمین پھر مراتب بتہ کے بعد بیت کا ترک بیت المال میں رکھا جائے۔ ارش کے راد سے نہیں بلکہ بوجہ غنیمت منافع مسلمین کے واسطے
لاوارثی مال بیت المال میں رکھا جاتا ہو روح الشرح میں ہو کہ علی لغنی سے مروی ہے فرمایا کہ جو اسلام میں نجوشی داخل ہوا اور قرآن ظاہر ہو کہ پھر حالت اسکا حق
بیت المال میں ہر سال دو سو درہم ہو اور ایک روایت میں دو سو دینار ہو اگر وہ دنیا میں پیدا ہو گیا تو آخرت میں لیگا اور شرح مختصر طحاوی میں ہے کہ مصارف بیت المال کے
علاج ہر بیمار دن کا اور کفان موتی اور نفقہ بقید اور جو عاجز ہو کہ سب پیشے سے کذا فی الخطاوی ہی مختصر و موافقہ علی ماہناریۃ اور مواضع ارش کے برابر اس مقام کے چار ہیں
ہم جب اسباب ارش کے مذکور ہوئے تو اب مواضع ارش کا بیان شروع ہوا اسواسطے کہ ہر چیز کے تحقق میں نقطہ سیکت وجود کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ارتفاع موانع بھی ضروری
ہو مانع وہ ہے جسکے ہونے سے عقصدائے سبب منو سکے آرت عبارت ہر میت حقیقی یا حکمی کے صاحب نسب کی خلافت سے میت کے مال میں یا اسکے اس حق میں جو خلافت کا قابل
ہو یا میت کے صاحب نکاح یا حبلا دار کی خلافت سے خواہ نسب رکھتا اور ولایت حقیقی ہو یا حکمی اور خلافت ہر شخص خاص یا عام کے مانع ہو جائے میت حکمی کی قید اسواسطے لگائی تاکہ
مفقود ہو گذرنے اسکی مرّت کے داخل ہو جائے اسکا استخراج مرتبہ و لا خوب بین لاحق ہو گیا اور نسب اور نکاح اور ولایت حکمی کی قید اسواسطے لگائی تاکہ داخل ہے نسب اور نکاح
اور ولا جو فقط میت کے اقرا سے ثابت ہو کذا فی الخطاوی تحف الرق ولونا قصداً لکتاب و کذا بعض عنانی حیثہ دم و مالک رحمہما اللہ مواضع ارش سے پہلا مانع رق ہو
یعنی مملوک ہونا اگرچہ ملک ناقص ہو چنانچہ غلام مکاتب اور اسطرح وہ غلام جو نصف یا ربع آزاد ہو کل آزاد نہیں امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ مالک رحمہما اللہ کے نزدیک میلر سے محروم
ہو وقال ابوحنیفہ وحبب قال اشافی الارث بل لورث وقال حمیرث دیورث وحبب بقدر نافیہ من حرّتیہ اور صاحبین نے کہا کہ جس غلام کا نصف یا ربع آزاد ہو وہ مؤثر لارث
کے ہو تو وارث ہوگا اور غیر کا حاجت ہوگا اور لامنافعی نے کہا کہ وہ وارث ہوگا بلکہ اسکا مال اسکے وارث کو ملیگا اور امام احمد نے کہا کہ وہ وارث اور مؤثر اور حاجت ہوگا تا کہ اسکے حصہ میں ثابت ہے

وقد ذكرنا في مسئلة يورث فيها الرقيق مع رن كل صوبهما مساس جنى عليه طعن بدار الحرب فاسترق ومات رقيقا بسراية ملك لجنائيه ذرية لورثته ولم
لاعتنا بجر اور البتة علماء شافعية في ايك وه مسله مذکور کیا ہے جس میں ذریعہ کا مال مورث ہوتا ہو باوجودیکہ وہ غلام کچھ بھی آزاد نہیں ہوا صورت میں مسله
کی یہ کہ حربی مسلمان پر دار الاسلام میں جنایت واقع ہو یعنی کسی نے اسکو زخمی کیا پھر وہ دار الحرب میں لاق ہو پھر وہاں گرفتار ہو کر غلام ہوا اور غلامی
کی حالت میں اسی زخم کی سہریت سے مرگیا تو اسکا خون بہا اسکے وارثوں کا ہوا اور یہ مسله ہے اپنے مذہب کے اماموں کے کلام میں نہیں دیکھا تو اسکی متنیج اور ترجمہ کرنا چاہیے
والفصل المو جب للقتل او الكفارة وان لم يقطع بجرته الا بوجه على امرور دو سرائع ارث کا وہ قتل جو قصاص اور کفارہ کا موجب ہو اگرچہ قصاص اور کفارہ سب
حرمت پذری کے ساقط ہو جائے چنانچہ کتاب الجنایات میں مذکور ہو چکا کہ قصاص کا موجب قتل عمد ہو اور کفارہ کا موجب شبہ عمد اور خطا اور قائم مقام
خطا ہو تو معلوم ہو کہ جس قتل سے قصاص اور کفارہ متعلق نہیں وہ مانع میراث کا نہیں چنانچہ قتل بسبب جیسے ایک شخص نے غیر کی ملک میں گنوان
کھو دیا یا پھر رکھا اور اسکا مورث اس میں گر کے مرگیا تو گنوان کھو دے والا اور پھر کارکنے والا اسکی میراث سے محروم نہ ہو گا عندنا شافعی لایرث القاتل مسلما اور
امام شافعی رحمہ کے نزدیک قاتل مطلقا وارث نہیں ہوتا خواہ اسکا قتل قصاص اور کفارہ کا موجب ہو یا نہ ہو ولومات القاتل قبل المقتول ورثه المقتول اجماعا اور
اگر قاتل مرگیا مقتول سے پہلے تو مقتول قاتل کا وارث ہو گا بالاتفاق م قاتل محروم ہو قتل کے گناہ سے مقتول کا کیا قصور ہو جو میراث سے محروم رہے و
اختلاف المسلمین سلا و کفر اور تیر مانع میراث کا اختلاف ہے دو دین کا باعتبار اسلام اور کفر کے معنی اگر وارث مسلمان ہو اور مورث کا فظیاعا کفر سے ہو تو ایک دوسرا وارث
نہو گا اور اگر اسلام اور کفر کا اختلاف نہیں چنانچہ ایک یہودی اور دوسرا نصرانی تو یہ اختلاف دینی مانع ارث کا نہیں اور قال احمد ان سلم الکافر قبل تسمیة الترتک ورث اوارام
احمد نے کہا کہ اگر کافر مسلمان ہو گیا ترکہ مسلم کے قسمت ہونے سے پہلے تو وارث ہو گا واما المرتبة فیرث عندنا خلافا لشافعی رحمہ اللہ اور مرتد کے مال میں تو میراث جائز ہے
ہمارے نزدیک بر خلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے م میراث جاری اور مرتد کے اس مال میں جو اسے زمان اسلام میں کسب کیا اسوا سنے کہ میراث مسلم کی مرتد سے متبرک
حالت اسلام کی طرف سے کیونکہ ارتداد سے وہ مالک ٹھہر گیا کہ مقصود زندگی سے ایمان تھا سو اسے فوت ہو گیا اور جب کا مقصود فوت ہوا وہ محروم کے مانند ہو بدلیل قولہ تعالیٰ ان
کان میتا فامیناہ یعنی جو کافر تھا اسکو چنے ہدایت کیا لیکن اسپر بھی مرتد سے ہنوز سبب اعتبار اور تذکرہ اور جبر علی الاسلام کے مقصود کی امید ہو تو موت کا حکم ظاہر نہ ہو چکا
قطع امید نہ ہو جا سکی قتل یا موت یا قصار بالیاق سے پھر جب قطع امید ہوگی کیسودجہ مذکور سے تو وہ میت ٹھہر گیا ارتداد کی وقت سے تو اسکا مسلم وارث اسکی میراث پاوگا اور
جو اسے ارتداد کی حالت میں مال حاصل کیا وہ غنیمت ہو سکین کی اور جمہور کے نزدیک اسلام اور ارتداد کا مال وارث مسلم کا ہوا اور اگر عورت مرتد ہوگی تو امام رحمہ اور صاحبین کے
مزدیک نون حالتیکہ مال وارث مسلم کے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مرتد کے دونوں کسب مال بیت المال میں رکھا جائیگا لکنانی الخطا و لمحقا قلت وقد ذكرنا في مسئلة يورث
نہا الکافر صور تما کافرات من زوجة حلالا و قضا میراث الحبل فاسلمت ثم ولدت ورث الولد ولم اره صریحا لا معتنا میں کہتا ہوں اور علماء شافعية نے ایک مسله مذکور کیا ہے
جس میں کافر کے مال کا مسلمان وارث ہوتا ہو صورت اسکی یہ ہو کہ ایک کافر مر گیا اپنی زوجہ حاملہ چھوڑ کر اور چنے حمل کی میراث اٹھا رکھی سو اسکی زوجہ مسلمان ہوئی پھر اسلام
کے بعد لڑکا جنی تو وہ لڑکا وارث ہو گا اپنے باپ کا اور میں نے یہ مسله اپنے علماء کے کلام میں صریحا نہیں دیکھا اسلام میں لڑکا اپنی ماں کا تاج ہوا اور الراج اختلاف ان
فیما بین الکفار عندنا خلافا لشافعی اور جو چوتھا مانع ارث کا اختلاف دارین ہو یعنی دو ملکوں کا اختلاف یہا میں کفار کے ہمارے نزدیک خلافت شافعی کے علم خلافت دارم و تاشا کا وہ
سلطنت کے اختلاف سے اسکا کہ فیہ ہم غنیمت منقطع ہو جاتی ہو یعنی حفاظت جان اور مال کی باقی نہیں رہتی کو نانی العا لکیر علیہ عن الکافی ابن کمال نے کہا کہ اختلاف ابن
چند قسم ہو آؤ ان کہ حقیقہ اور کھاد و نون طبع اختلاف ہو جیسے کافر حربی دار الحرب میں اور کافر ذمی دار الاسلام میں اور ثانی یہ کہ قطع علمی ختلان ہو چاہیہ وہ حربی مساجین آملک کے
ہونے پر یا نہ ہونے پر یا مساجد آسنی کے جو دار الاسلام میں ہو یا وہ کافر حربی دو ملک دار الاسلام میں یا مساجد سلم حربی کے ساتھ دار الحرب میں اور تیسری یہ کہ قطع حقیقی اختلاف ہو چاہیہ
حربی مسلمان دار الاسلام میں یا نہ آسنی کے جو دار الحرب میں ہو اور وہ دونوں ایک ہی ملک ہیں اور مانع ارث ہمارے نزدیک پہلی دونوں قسمیں ہیں تیسری قسم مانع اختلاف علمی ہو خواہ

ساتھ اختلاف خفیہ ہو یا نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے بالعکس ہے تو ذی اور مسلمان میں ایکے نزدیک ارث ہر آدمی کے ہر قسم میں توارث میں نہیں کذا فی المطحون
حقیقہ کبریٰ و ذی اختلاف دار کا حقیقہ ہو چنانچہ عربی اور ذی میں مینے عربی مرگیا دار الحرب میں اور اسکا باپ یا بیٹا ذمی اگر دار الاسلام میں تو ذی اس کی کاوارث
منو کا دار اصطلاح اگر ذی دار الاسلام میں مرگیا اور اسکا باپ یا بیٹا دار الحرب میں ہو تو یہ عربی اس ذی کا وارث ہو گا کذا فی العالگیری عن الکافی او کما گستاخ ذی و
کچھ میں سن دارین مختلفین کتر کی دہندی لا قطع العتہ فیما بینہم یا اختلاف دار کا کما ہو چنانچہ مسلمان اور ذی دار الاسلام میں یا چنانچہ و و عربی دو ملک مختلف
کے چنانچہ ترکی اور ذی تو ان میں توارث نہیں بسبب منقطع ہونے عصمت کے درمیان ان کے م تو کہ عربین کو اگر انہیں محمول کیجیے کہ و عربی دو ملک اپنے مختلف
ملکوں میں ہیں تو یہ اعتراض وارد ہوتا ہو کہ یہ سن قبل اختلاف دارین کے ہر حقیقہ تو اختلاف حقیقی کے مثال میں اسکو ذکر کرنا تھا اور اگر اس پر عمل کیجیے کہ و عربی
دو ملک مختلف کے دار الاسلام میں بطریق آستان کے ہیں تو وہ ایک ملک میں ہیں حقیقہ اور دو ملک مختلف میں ہیں حکم تو بہتر یہ تھا کہ شایع بجائے کچھ عربین کے کہ نہیں
کہتا انقطاع عصمت اختلاف دار سے اس طرح کہ ہر ملک والا دوسرے ملک لائے کے قتل کو حلال جانتا ہو اور مار ڈالتا ہو جب اسکو پاتا ہو تو اس میں اس کلام کی
طرف سے اشارہ ہو کہ جب مختلف دو ملکوں کے بادشاہوں میں عہد اور سپاہ ہو با ہم مدد گاری کا تو وہ دونوں دار مختلف نہیں ہیں یعنی ہر ایک ملک کے ہیں
کذا فی المطحون بخلاف مسلمان بر خلاف مسلمان کے معنی فیما بین مسلمان کے اختلاف دار ملع میراث کا نہیں ابن کمال نے کہا کہ اختلاف دار کا باعتبار اختلاف
شکر اور سلطنت کے کفار کے حق میں تحقیق ہوتا ہو مسلمان مسلمان کے حق میں اس واسطے کہ اہل بغی اور اہل عدل با ہم وارث ہوتے ہیں اگرچہ باغیوں کا شکر اور سلطنت علحدہ
ہو اور اہل عدل کا علحدہ اس واسطے کہ دار الاسلام دار الاسلام کو تو اسلام کا حکم ان سب کو شامل ہو تو ان میں بتا نہیں نہیں شکر اور سلطنت کے اختلاف سے اور دار الحرب
تو دار الاسلام نہیں بلکہ دار قرہ تو دار الاسلام اختلاف شکر اور سلطنت سے بتاں دار تحقیق ہوتا ہو انتہی اور روح الشرح میں کہ مسلمان میں اختلاف معتبر نہیں اس واسطے کہ اہل
اسلام با وجود وسعت اور تباہ اسکے اطراف کے اور قائم ہونے محارب کے اہل بلاد اسلام میں وہ ایک ہی دار ہو شایع کی نظریں چنانچہ کافروں کے دین با وجود یک نفس الامر
میں کثرت سے ہیں ایک بن اگر شایع کی نظریں کذا فی المطحون قلت و بقی من الوان جہات تاریخ المونی کا لغزنی والحدی والعتی کیا سچی میں کہتا ہوں اور بخلاف
موانع ارث کے باقی رہے ہیں مانع مجول ہوتا تاریخ مونی کا چنانچہ ڈوبنے والے اور بٹنے والے اور دیوار یا مکان کے نیچے کے کچنے والے اور مقبول لوگ چنانچہ اسکا
بیان آگے آدیکہ ہم یعنی اگر چند لوگ غرق یا حرق سے مر گئے تو ان میں توارث نہیں کیونکہ معلوم نہیں کہ کون پہلے مراد و کون بعد و طحون نے ابن کمال سے نقل کیا کہ
جہات تاریخ مانع نہیں اس واسطے کہ اصطلاح میں مانع ارث وہ جس سے ارث کی اہلیت فوت ہو تو اگر میراث فوت ہو سکا اہلیت کے اور وجہ سے وہ مانع ہیں داخل نہیں
تو جسے استیہام تاریخ مونی کو مانع کہا اسے خطا کی انتہی مختصر او متما جہات الوارث و ذلک من مسائل او اکثر بمسولہ فی الجبہ منہا اضعفت جمیعاً و ولد با و مات قبل ولدا
فلا وارث اور بنمایہ مانع ارث کے مجبول ہوتا ہو وارث کا اور یہ حیالت پانچ مسئلوں یا زیادہ میں مفصل نہ کر رہی تھی میں انرا بنجاریہ مسئلہ کہ دایہ نے ایک لڑکے کو دودھ
پلایا اپنے لڑکے کے ساتھ اور وہ دایہ مر گئی اور مندم نہیں کہ دونوں لڑکوں میں سے اسکا لڑکا کون ہو تو دونوں لڑکوں میں سے دایہ کا کوئی وارث ہو گا کذا فی التواستہ
ولد مسلم و ولد نصرانی عند النظر و کبر فیما مسلمان ولایہ ان من ابیہما زاد فی المیتۃ الا ان یصلیٰ فیما ان یاخذ المیراث فیہا اور اسی طرح اگر مشتبہ ہو جائے مسلمان
کا لڑکا نصرانی کے لڑکے سے دایہ کے پاس اور دونوں لڑکے بنے ہوں تو وہ دونوں مسلمان ہیں اور میراث پتا دینگے اپنے باپوں کی نسبت میں اتنا زیادہ بیان
کیا کہ اگر یہ کہ دونوں لڑکے آپس میں صلح کر لیں تو انکو میراث لینا جائز ہے آپس میں نصف نصف یا حقد پر صلح ہو کہ دونوں کا مسلمان ہونا تو اسوجہ کہ الاسلام علیہم علیہ
صلح اس واسطے جائز ہوئی کہ میراث تو انھیں کی ہو یا شکی نہ تھا و ذین گمراہ تین مانع ہو چھ جب صلح ہوئی تو حقد و رافعی وارث کو ہو چنانچہ وہ اسکا حق ہو اور جو
دوسرے کو ہو چنانچہ وہ ہو گا مستحق کے جانب سے ثم بین ذوی الفروض مقدما للزوجه لانما اصل الاولاد ذمنا تو الاولاد بجز نصف نے بعد من ارث کے ذوی الفروض
کا بیان کیا و ذہ کو سبب مقدم کے اس واسطے کہ زوجہ اصل ولادہ کہ اس سے تو ولادہ پیدا ہوتی ہیں فعال فی فرض للزوجه فصا دا الثمن مع ولادہ

ول ابن وان مثل سوکما شفت نے تو مفروض اور مہین ہر ایک زوجہ اور نیز زوجات کیواسے آٹھواں حصہ ولہ کے ساتھ یا پوتے کے ساتھ اگر چنانچہ ہر
یعنی پوتا پر و نام و نام ولد اور ولد ابن خواہ ذکر ہر خواہ اپنے اسی زوجہ سے ہو یا اور عورت سے ہر صورت زوجہ کا حق ثمن ہر اولاد کے ساتھ خواہ ایک و چھ پوتا
تو اگر چہ زوجہ دون تو آٹھواں حصہ کہیں برابر بانٹ لینی عدم اولویت کی وجہ سے کہ ان فی الطحاوی والربیع اما عند عمرہما فلا زوجات جائز ان للربیع بل اولاد ثمن
مع الولد اور چوتھا فی حصہ زوجہ کا ہر جبکہ ولادہ اور ولد ابن نہ تو زوجات کے دو حال ہیں یعنی سب بل اولاد اور ثمن مع الولد والربیع للزوج نہ کہ کما لولاء علی رجلان
فانکر نکاح یتیم و برہنا و لم یکن نے بیعت و اہم و دخل مہانہ ثمن یتیمون میراث زوج عدم الاولیت مع احدہما اسی الولد اولاد ابن اور زوج کے حصہ چوتھا فی
ہر ولہ کے ساتھ یا ولد ابن کے ساتھ خواہ ایک زوج ہو یا زیادہ چنانچہ دومردوں سے یا زیادہ و عورت کا عورت مرد کے نکاح کا اور گواہ لائے اپنے نکاح پر
اور وہ عورت ان مدیون میں سے کسی کے گھر میں نہ لگتی اور نہ کسی مدعی نے اس سے قربت کی لگتی تو میراث زوج کو مدعی آپسین بانٹ لینے برابر
عدم اولویت کی وجہ سے ہم اور اگر زوجہ زندہ کے نکاح کا چند مرد و عورت کریں اور گواہوں سے ثابت کریں تو گواہ بیان ساقط الاعتبار ہوگی اور عورت اس
مدعی کی ہوگی جسکی وہ تصدیق کرے بشرطیکہ اسکے پاس نہ ہو جسکی اسے تکذیب کی اور جسے قربت بھی نہ کی ہو اور اگر مدعی میں تانچ کا پس پیش ہو تو تانچ مابین
کا مدعی حق ہو کہ ان فی الطحاوی والنصف لہ عندہما تانچ و حج تانان النصف والربیع اور زوج کے حصہ نصف ہر جبکہ ولادہ اور ولد ابن نہ ہو تو زوج کے کل
ہیں نصف بل اولاد اور ربیع مع الولد ولاب والجد لث احوال الفرض المطلق و ہوا السدس و ذلک مع ولادہ و ولد ابن اور باپ اور دادا کے تین حال ہیں فرض
مطلق یعنی خالی تعصیب سے اور وہ چھ حصہ ہر ولہ کے ساتھ یا ولد ابن کے ساتھ و التعصیب المطلق عندہما اور دوسرا حال تعصیب مطلق ہو یعنی خالی
فرض سے دونوں کے نمونے کے وقت یعنی جبکہ ولادہ اور ولد ابن نہ تو تو بعد زوی الفروض کے باقی مال کو باپ یا دادا الیگا بطریق خصوص و الفرض و التعصیب
مع البنت او بنت الابن اور فرض اور تعصیب بیٹی یا پوتی کے ساتھ ہم باپ یا دادا اول اپنا حصہ فرض یعنی سدس لیکھا اور بیٹی یا پوتی اپنا حصہ فرض یعنی
نصف لگی اور جو باقی رہا اسکو باپ یا دادا بطریق خصوص کے لیکھا قلت و فی الاشیاء والجد کا لاب الانی ثلث عشرہ مسکوس اشراش و باقیہما فی غیرہما بین
اور اشیاہ میں ہر کہ دادا باپ کے مانند ہر گزیرہ مسکون میں دادا باپ کے مانند نہیں پانچ مسئلے تو فرض میں ہیں اور باقی آٹھ مسئلے غیر فرض میں ہیں ہم فرض
کے پانچ مسئلے یہ ہیں پہلا مسئلہ یہ کہ اگر دادی باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتی اور دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہر ۲- یہ کہ میت نے جبکہ والدین اور اجداد ہیں کہ
چھوڑا تو بعد حصہ اجداد و عین کے مان اسکی باقی کا ثلث پانچ اور اگر کچھ سے باپ کے دادا ہو تو ان سبکی جمیع مال کا ثلث پانچ طرفین کے نزدیک ۳- یہ کہ اگر عین
اور بنی قلات سب ساقط ہو جاتے ہیں باپ کے ساتھ بالاتفاق اور دادا کے ساتھ حفظ امام کے نزدیک ساقط ہوتے ہیں نہ صاحبین کے نزدیک ۴- یہ کہ اگر آزاد کو غلام کا اپنے
فرزند کے ساتھ سدس ولا لک لیتا ہر ابو یوسف کے نزدیک اور دادا کے واسطے یہ نہیں ہر بلکہ ہم ولا بنیا لیکھا و دادا کو کچھ نہ لیکھا باقی اماموں کے نزدیک ۵- یہ اگر غلام دادا
نے اپنے آزاد کو غلام لیکھا دادا اور بھائی چھوڑا امام نے کہا کہ دادا کے واسطے مخصوص ہر اور صاحبین نے کہا کہ دونوں میں مشترک ہر اور اگر دادا کے بجائے باپ ہو
تو تمام ہر شریعت ہی پاتا بالاتفاق اور باقی آٹھ مسکون کی تفصیل ہر پہلا مسئلہ یہ کہ اگر وصیت کی اقربا یا زید کیواسے مثلاً تو زید کا باپ وصیت میں داخل ہو گا دادا اسکا نہیں
ہو گا ظاہر روایت میں ۲- یہ کہ صغیر کا صدقہ فطر والد باپ پر واجب ہوتا ہر نہ دادا پر ۳- یہ کہ اگر باپ آزاد کیا گیا تو اپنے ولہ کی ولادہ کو اپنے موالی کی طرف کھینچنا کہ دادا کے
موالی کی طرف ۴- یہ کہ صغیر مسلمان ہو جائے اسنے اپنے باپ کے اسلام سے نہ دادا کے اسلام سے ۵- یہ کہ اگر زید مر گیا ولادہ صغیر اور مال چھوڑا کہ تو اسکی ولایت زید کے
باپ کو ہر نہ زید کے دادا کو ۶- یہ کہ اگر صغیر کا بھائی اور دادا ہو تو ابو یوسف ہم کے نزدیک نکاح کی ولایت میں دونوں شریک ہیں اور امام کے نزدیک دادا کو ولایت
مخصوص ہر اور اگر دادا کے باپ ہو تو اسکی کو ولایت مخصوص ہوتی بالاتفاق ۷- یہ کہ جب صغیر کا باپ مر گیا تو وہ یتیم ہو گیا دادا کے جوڑنے سے اسکی بیٹی زید میں
ہوتی ۸- یہ کہ اگر میت مر گیا اور اسکی اولاد صغیر ہو اور مال نہیں ہر اور میت کی ایک مان ہو اور دادا تو نفعہ صغیر کا مان اور دادا پر ہر اسطرح کہ مہمانی نفعہ مان پر ہر

دو تہائی مان دادا پر اور اگر دادا کی جگہ باپ ہوتا تمام نفقہ اسی پر واجب ہوتا کہ ان فی الاشباہ و الزامات من المصنف فی زواہر آخری من الفصولین ضمن الاب مہترہ
 فادع رجوع شرط و لا لاول و لولیا غیرہ او دنیا رج مطلقا انتی فتقر لولود لیا غیرہ لعمد الجذیر فرج کا لوصی بخلاف الاب اور شیخ صالح ابن مصنف نے اپنے
 حاشیہ اشباہ میں جبکہ زواہر الجواہر نام ہوا اشباہ کے تیرہ مسنون پر ایک اور مسئلہ زیادہ کیا ہر فصولین سے نقل کر کے وہ مسئلہ یہ ہے کہ باپ نے اپنے طفل صغیر
 مہر کی ضمانتی کی پھر مہر اسکا ادا کیا اپنے مال سے تو صغیر کے مال سے بھرے اگر اسے ادا کیے وقت رجوع کرنا شرط کر لیا ہوا اور اگر شرط نہ کیا ہو تو رجوع جائز نہیں اور
 اگر باپ کے سوا اور کسی صغیر کے ولی نے یا وصی نے مہر کی ضمانتی کر کے مہر ادا کیا ہو تو رجوع کر کے مطلقا انتی یعنی شرط اور بلا شرط ماہر صورت رجوع جائز ہے شیخ نے کہا
 تو ولی غیر باپ کا لفظ دادا کو بھی شامل ہے تو دادا کو بھی وصی کے مانند مطلقا رجوع کر لیا کہ برخلاف باپ کے وللا مہر مناشئہ احوال السدس مع احدہما اذ من بین
 من الاخوة او من الاخوات فصاعدا من ای جتہ کا ناوہ و خماطین اور مان کے تین حالات ہیں چھٹا حصہ ہر بیٹے یا پوتے کے ساتھ یا دو بھائی یا دو بہنوں
 کے ساتھ بھائی بہن دو بہن یا زیادہ کسی جہت سے ہوں اگرچہ ملے جلے ہوں مگر اگر ایک شخص مر گیا مان اور فرزند چھوڑ کر خواہ فرزند بیٹا ہو یا بیٹی پوتا ہو
 یا پوتی تو اسکی مان کا حصہ سدس ہو قال اللہ تعالیٰ و لا یورث کل واحد منہما السدس مہر ترک ان کا نہ ولد یا اسوا سٹے کہ ولد کا لفظ مرد اور عورت دونوں
 کو شامل ہے اور ولد الابن کو بھی عام ہے اور اس پر اجماع ہے امت کا کہ ولد الابن قائم مقام ولد صلبی کے ہے تو ورثہ ام بین اور اسی طرح مان کا حصہ بیت کے
 دو مہائین کے ساتھ یا زیادہ یا دو بہنوں کے ساتھ یا زیادہ سدس ہے خواہ بھائی بہن سٹے ہوں یا سوتیلی یا مادر ہی یا غلط ہوں یعنی ایک بھائی سگا ہوا
 دوسرا سوتیلی اور تیسرا مادر ہی والٹت عند عدم مہر اور مان کا حصہ تمام ترک کی تہائی ہے جو جبکہ اشخاص مذکورین نہ ہوں یعنی بیٹا اور پوتا اور دو مہائی اور بہن
 وراثت الباقی مع الاب واحد الزوجین اور مان کے واسطے باقی مال کی تہائی ہے باپ اور احد الزوجین کے ساتھ مہر مان دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ
 کہ ایک عورت زوج کو اور مان کو چھوڑ کر مگر تقسیم چھ سہم سے صحیح ہوگی نصف یعنی تین سہم زوج کے اور باقی مال کی تہائی یعنی ایک سہم مان کا اور
 باقی دو سہم باپ کے دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا مان باپ اور زوج کو چھوڑ کر تو اسکی تقسیم بارہ سہم سے صحیح ہوگی زوج کی چوتھائی اور باقی مال کی تہائی
 مان کی یعنی تین سہم اور باقی چھ سہم باپ کے ہر چنانچہ مان نے ان دونوں حالتوں کو آگے ذکر کیا ہے مگر شرح نے یہاں ذکر کر کے اشارہ کیا کہ مان کے تینوں حالات اگرچہ
 متصل ذکر کرنا بشرط تفریق بیان سے گذرانی الخطا وی اور اگر صورت مذکورہ میں بجائے باپ کے دادا ہو تو عالمگیری میں کافی سے منقول ہے کہ مان کو جمیع
 مال کا ثلث مانگا انتی والسیس لثیۃ مطلقا کا مام ام اب اور سدس حصہ ہر جدہ کا مطلقا خواہ جدہ مان کی مان ہو یا باپ کی مان ہو یعنی مانی اور دادا
 دونوں جدہ بھی حصہ ہیں اپنے ذاتی اور پوتے کے متروکہ سے چھ حصہ پانچ حصہ ایڈیٹر کن فیہ اذ ان ثاببات امی صحیحات کا لہذا کورین فال لفاستہ من
 ذوی الارحام کیا سبھی تنجہ ذیات فی الدرجۃ لان لقرنی تحجب بعدہ مطلقا گامی ایک جدہ ہو یا دو تین چار یا زیادہ سب شریک نہ ہوں سدس میں
 جبکہ جدات ثاببات یعنی جبکہ جدات صحیحہ ہوں چنانچہ دو جدہ مذکور ہو چکیں اسوا سٹے کہ جدہ فاسدہ ذوی الارحام میں ہر نہ ذوی الفروض میں چنانچہ اسکا کہ
 ذوی الارحام میں آویگا اور دوسری شرط میرث جدات میں یہ ہے کہ جمیع جدات درجہ میں متساوی اور برابر ہوں اسوا سٹے کہ جدہ قریبہ جدہ بعیدہ کی حاجت بتی
 ہو مطلقا خواہ جدہ قریبہ حاجبہ مان کی مان ہو یا باپ کی مان ہو اور اس طرح جدہ بعیدہ مجبور ہو خواہ مان کی مان ہو یا باپ کی مان ہو چنانچہ اسکا بیان بالحبس
 میں آویگا کہ انی الخطا وی ہم اکل نے شرح سراجیہ میں کہا کہ ہر شخص کے دو جدہ ہوتی ہیں ایک مان کی اور دوسری باپ کی ان سب طرح اسکے والدین کی و جمیع مہول
 کی تا آدم و خاویہ اسلام اور جدہ کی دو قسم ہیں میرث اور فاسدہ جدہ صحیحہ وہ ہے جسکی نسبت الی اہلیت میں ایک باپ دو ماؤں میں نہ داخل ہو اور جدہ فاسدہ وہ ہے کہ
 دو ماؤں کے مابین میں باپ شامل ہو اسوا سٹے کہ جو باپ کمیت کے ساتھ مانا کر گستا ہو بواسطہ عورت کے وہ جد فاسدہ چنانچہ مانا ہی مانگا پانچ مان کی مان تہ فاسدہ اور
 اسوا سٹے کہ دو ماؤں میں نہ ہونی سبک مابین مانا کے مابین مانا واسطہ واقع ہوا معلوم کرنا چاہیے کہ جدہ کا سدس میرث سے ثابت ہے اور جدت کے سدس کی دلیل روایت ہے کہ ایک شخص کی

یعنی مان کی مان صدیق اکبر کے پاس آئی اور بولی کہ میرے خاں کا حصہ چلو مجھے صدیق نے جو اب دیا کہ میں یہ ترا حصہ کتاب اللہ میں منصوص نہیں پاتا ہوں اور میری میراث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں بناؤ لیکن میں اصحاب کے مشورہ کرتا ہوں پھر اصحاب کو جمع کیا تو محمد بن مسلمہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کو سدس دیا اور پھر اس میت کی جدہ دوسری یعنی باب کی مان آئی اور بولی کہ میرے پوتے کی میراث چلو مجھے تو صدیق نے نہ دیا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس حدیث میں سیر واسطے کچھ حصہ نہیں پاتا لیکن چلو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی سدس تم دونوں میں مشترک ہو اور اگر ایک جدہ ہو تو فقط آسب کا ہر کذا فی الخطا و عمل اولی الخ و السدس للبنت الابن فاکثر مع البنت الواحدة کل التثنیین اور چھٹا حصہ جو پوتی اور زیادہ پوتیوں کا ایک بیٹی کے ساتھ دو تہائیوں کے پورا کرنے کے واسطے ہم مفسر نے سدس کو ذکر کیا تو ان لوگوں کو بیان کیا جو سدس کے مستحق ہیں خواہ ہمیشہ چنانچہ جدہ یا بعضی صورت میں بیسے پوتیاں اور پوتیوں کے کچھ حالات ہیں مثلاً بیٹیوں کے مانند ہیں یعنی ایک پوتی کو نصف اور دو پوتیوں کو یا زیادہ کو دو تہائیوں اور اگر پوتیوں کے ساتھ آٹھ بھائی بھی ہو تو بھائی آٹھ حصہ کر دیا لکن اگر کسی خطا لاشیں اور تین حال پوتیوں کو مخصوص نہیں از انجملہ ایک تو وہ ہر جسکو مصنف نے بیان کیا یعنی سدس ایک بیٹی کے ساتھ بیٹا دو تہائیوں کے ساتھ دو یا زیادہ بیٹیوں کے ساتھ وہ سدس ہوں اگر ان کے ساتھ بھائی ہو گا درجہ میں برابر یا افضل تو آٹھ حصہ کر دیا بشرطیکہ کوئی پوتی صاحب فرض نہ ہو ان میں سے اور سیر حال یہ ہر کہ فرزند صلیبی سے پوتیاں ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ جو کہما کہ سدس لیا گیا دو تہائیوں کے پورا کرنے کے واسطے سو اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہنات کا حق تینٹھن پزیرا دینا ہر کہنات کا نصف نہات الابن کو بھی شامل ہے ہر جہہ جبکہ بت سہلی نے اپنا فرض لینے نصف لیا تو بنت الابن کو سدس باقی دیا گیا تا کہ نہات کا حق چھ تینٹھن راہو جو کذا فی الخطا و السدس للاخت للابن فاکثر مع الاخت الواحدة لابلین کل التثنیین اور چھٹا حصہ ایک سو تہائی بہن کا اور زیادہ بہنوں کا ہر ایک سگی بہن کے ساتھ دو تہائیوں کے پورا کرنے کے واسطے لینے اگر سو تہائی بہن سگی بہن کے ساتھ ہو تو نصف متروک سگی بہن لگی اور سدس سو تہائی کو ملینا تاکہ دو تہائیوں پوری ہو جاوے معلوم کرنا چاہیے کہ سگی بہنوں کے پانچ احوال ہیں اور یہی پانچوں احوال سو تہائی بہنوں کے بھی ہیں پہلا حال یہ ہر کہ ایک سگی بہن نصف پاویگی دوسرا حال یہ کہ دو سگی بہنیں تین پانچ تیس سیر یہ کہ اگر ان کے ساتھ بھائی لگا ہو گا تو آٹھ حصہ کر دیا جو حق ہے کہ نہیں بیٹیوں کے ساتھ حصہ ہو جاتی ہیں انکو علیہ الصلوۃ والسلام اجنوا البناات مع الاخوات غصبات پانچواں یہ کہ ابن اور ابن الابن اور باپ کے ہونے سے بہنیں ساقط ہو جاتی ہیں بالاتفاق اور امام اہل علم کے نزدیک دادا کے ہونے سے بھی ساقط ہیں اور سو تہائی بہنوں کے دو حال اور بھی زیادہ ہیں تو سو تہائیوں کے سات احوال چھٹے پانچ احوال تو مذکور ہو چکے اور چھٹا حال یہ ہر کہ سو تہائی بہن سگی ایک بہن کے ساتھ سدس باقی ہو چنانچہ مان نے اسکو بیان کیا اور ساتواں حال یہ ہر کہ اگر سگی دو بہن یا زیادہ ہوں تو سو تہائی بہنیں ساقط ہو جاتی ہیں مگر یہ کہ ان کے ساتھ بھائی تو آٹھ حصہ کر دیا اور جبکہ سگی بہن بیٹی کے ساتھ حصہ ہوگی تب بھی سو تہائی بہنیں ساقط ہوں گی کذا فی الخطا و السدس لولاء الام والثلث لثلاث فضا عدا من ول الام مذکور ہم کا ماتم اور چھٹا حصہ ایک شخص کا ہر مان کی اولاد سے اور تہائی دو کی اور زیادہ کی ہر مان کی اولاد سے مردان کی عورتوں کے برابر ہیں حصہ میں م احتیانی اور مادری بھائی ہیں وہ ابن جنکی مان ایک ہو اور باپ دو چنانچہ شاکرہ نے زید سے نکاح کیا اس سے جاہل پیدا ہوا پھر زید کے بعد خالہ سے شاکرہ نے نکاح کیا اس سے محمود اور صابرہ پیدا ہوئے تو محمود اور صابرہ حاکم کے احتیانی اور مادری بھائی ہیں ابن خطا و ی نے کہا کہ مادری بھائی بہنوں کے میں حال ہیں ایک حال یہ ہر کہ اگر اکیلا ہو تو سدس پاویگا اور اگر دو یا زیادہ ہیں تو ثلث پاویگے تیسرا حال یہ ہر کہ فرع وارث یا فرع الفرح وارث سے اور باپ دادا کے ہونے سے وہ ساقط ہونگے بالاتفاق اس واسطے کہ انکی میراث ضعیف ہے قرابت ضعیف کی وجہ سے انتہی والثلث للام عند عدم من الاما و السدس لکذا و تہائی مان کی واسطے ہر جبکہ وہ لوگ نہ ہوں جنکے ساتھ مان کو سدس ملتا ہو چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی اگر بیٹا یا پوتیاست کا یا دو بھائی یا دو بہنیں یا زیادہ لے نہ ہوگی تب انکو ممان کی لگی ولما ثلث الباتی بعد فرض احد الزوجین لکذا و تہائی مان کی واسطے باقی مال کی تہائی ہو بعدا ذکر نے فرض احد الزوجین کے چنانچہ ہم اسکو مقدم ذکر کیجے ہیں شرح میں مذکور فی زوجہ والابین دام لهما خینہ الرج اور یہ یعنی تہائی مان کی زوجہ اور والدین میں ہر کو اس صورت میں در حقیقت مان کی واسطے جو تہائی ہر

ہم تم کا فقط بیان زیادہ کرنا اور اگلے مسئلہ میں بحولہ جو کہ شایع کی اسواسطہ کہ تم تو ابویں بن داخل ہو کر ان فی الخطاوی عن الحلی اندامہ نے لفظ کام
ترجمہ نہیں کیا ثلث مالتی بن ہو کر ترکہ کا چنانچہ ترجمہ میں گذر گیا کہ اگر زوج مر گیا اور زوجه اور اپنے والدین کو چھوڑا تو اسکی قسمت بارہ سہم صحیح ہوگی کل مال کی
جو بھائی بیٹے تین سہم زوجه کے ہیں اور باقی مال بیٹے تو سہم کی ہتھالی مان کی ہر سو تین سہم ہوتے تو تین سہم کل مترکہ کے بیٹے بارہ سہم کی چوتھائی بن اور زوج
والدین و امہا چھ سہم ہتھالی باقی کی مال کو ہر زوج اور والدین بن تو اسوقت میں درحقیقت مان کیواسطہ سوس ہر سہم یہ صورت بھی ترجمہ میں مذکور ہوئی
کہ اگر زوجه مر گئی زوج اور والدین کو چھوڑا تو قسمت اسکی چھ سہم صحیح ہے نصف زوج کا بیٹے تین سہم اور باقی مال کی ہتھالی بیٹے تین سہم کی ایک سہم ہو تو ایک سہم کل مال کا
سوس ہر بیان اعتراض وارد ہوتا تھا کہ جب ثلث باقی مال کا ربع یا سوس ٹھہر تو مصنف نے اسکو ثلث کیونکہ کاشناج نے اسکا جواب قول آئندہ میں دیا سہی
ثلاثا و باع قولہ فی دورۃ ابوا فلا ثلاث اور مصنف نے مان کے فرض کو ثلث کہا ادب کی راہ سے حق تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ دورۃ ابوا فلا ثلاث
بیٹے اکیس کا ولد نہوا اور اسکے والدین اسکے وارث ہوں تو اسکی مان کیواسطہ ہتھالی ہو باپ کا حصہ اسواسطہ صریحاً ذکر فرمایا کہ جب فقط والدین وارث مفروض ہو
اور مان کا حصہ عین کردہ تو معلوم ہو گیا کہ باقی مال باپ کا ہر علی بن ابی یون ہر کہ مان کا حصہ جبکہ والدین کے ساتھ احد الزوجین ہوں ثلث باقی ہو چنانچہ ہر
کا قول ہر ثلث مال چنانچہ بن عباس کا قول ہر کہ اس میں تفصیل انہی کی اس ذکر پر لازم آتی ہو جو اسکے برابر ہر حجت اور قرب میں اور یہ موضوع شرعی کے خلاف
ہو کر ان فی تفسیر البیضاوی لکھا والثلثان لکل ثلثین فصاعداً من فرغہ النصف وہو ثلثہ الثبت و ثبت الابن والاخت لابن والاخت لاب والزوج الا للزوج
لانہ لا یقبلہ اور ثانی بیٹے دو تہا یکان ان دو شخصوں یا زیادہ لوگوں کی ہاں جبکہ فرض حصہ نصف ہو وہ پانچ بن بیٹی اور پوتی اور سوتیلی بہن اور سوتیلی بہن اور
زوج گذر زوج کیواسطہ ثلثین نہیں اسواسطہ کہ اس میں تعدد در کثرت نہیں مہیضہ زوج کے حق میں دو تہا یون کا تحقق نہیں ہوتا اسواسطہ کہ ثلثین کے
وارث نہیں مگر تعدد انخاص جو کہ افراد کی مالتی نصف کے وارث ہو جائے میں فائدہ جلیلیہ معلوم کرنا چاہیے کہ فرض مقدروہ کلام مجید میں چھ بن نصف زوج ثلثین
ثلث سوس سوس نصف تو پانچ اصناف کا فرض ہر زوج کا فرض ہر جبکہ زوج کا بیٹا بیٹی اور پوتی پوتی ہو اور بنت صلیبی کا فرض ہر اور بنت الابن کا فرض ہر جبکہ بنت صلیبی
نہواور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر جبکہ سگی بہن نہواور زوجہ دو نصف کا فرض ہر زوج کا فرض ہر جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن ہو اور ایک زوجہ جو
چند زوجات کا فرض ہر جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن نہواور ثلث صرف ایک نصف کا فرض ہر بیٹے ایک یا چند زوجہ کا جبکہ ولیا الدلان ہو اور ثلثین چار اصناف کا فرض ہر
زوجہ صلیبیوں کا یا زیادہ کا فرض ہر اور پوتیوں یا زیادہ کا فرض ہر جبکہ بنت صلیبی نہواور سگی دو بہنوں یا زیادہ کا فرض ہر اور سوتیلی دو بہنوں یا زیادہ
جبکہ سگی بہن نہواور ثلث دو نصف کا فرض ہر مان کا فرض ہر جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن نہواور نہ دو بھائی ہوں نہ دو بہنیں اور اولاد واری کا فرض ہر دو بہنوں یا زیادہ
دو بہنوں یا اثاث اور سوس سات اصناف کا فرض ہر باپ کا فرض ہر جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن نہواور چھ بن کا اسطرح فرض ہر جبکہ میت کا باپ نہواور مان کا فرض ہر جبکہ میت کا
اور ولد الابن نہخواہ دو بھائی ہوں یا دو بہنیں اور چھ بن کا فرض ہر خواہ ایک ہو یا چند زوجات میراث کی وقت اور بنت الابن کا فرض ہر بنت صلیبی کے ساتھ مگر للثلثین اور
سوتیلی بہن کا فرض ہر سگی بہن کے ساتھ مگر للثلثین اور ایک شخص کا فرض ہر اولاد واری سے مرد ہو یا عورت کذا فی النکاح لکھتیرہ عن خزائنہ المفتین
فصل فی العصبیات یہ فصل ہر عصبیات کے مسائل میں م عصبیات جمع ہر عصبہ کی اور عصبہ مطلقاً گفت میں عبارت ہو محیط بالشیئ مسل و ذی حالہ عصبہ
شرعی میں موجود ہیں کیونکہ عصبیات میت کو ہر طرف سے گھیرے ہیں کذا فی الخطاوی مختصراً اور اصطلاح شرعی مصنف کے کلام سے معلوم ہوگی العصبیات نسبت
ثقیۃ عصبہ بغیرہ عصبہ مع غیرہ عصبیات نسبی تین قسم ہیں عصبہ بخلاف عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ م شایع اور مان نے عصبہ نسبی کو عصبہ نسبی پر اسواسطہ مقدم کیا
کہ سابق معلوم ہو چکا کہ نسبی نوی تر ہر نسبی سے عصبیات نسبیہ تین قسم میں مختصر ہوئی کیونکہ اگر ثبوت عصبیت میں غیر کے ملنے کی حاجت نہیں تو وہ عصبہ بغیرہ یعنی ذات خود
بلا حاجت انصاف شخص آخر عصبہ ہو اور اگر عصبہ بغیرہ کا محتاج ہو تو اگر عصبیت میں یہ غیر نسبی اسکا شریک ہو تو وہ عصبہ بغیرہ ہو اور اگر غیر اسکے ساتھ شریک نہیں ہو تو وہ عصبہ

عصبہ ہونا اپنے بھائیوں کے ہونے سے حق تعالیٰ کے حکام سے ثابت ہوا ان کا نواخواہ حسب الاولاد و منار فلان کر مثل حوا الا تیس ہیں لیکن رجب و ذوالحجہ و ذوالقعدہ
 یصرن عصبہ ہوا حق تو عصبہ بغیرہ چار عورتیں ہیں یعنی اور غلبہ کے حصہ والیان وہ عصبہ ہوجاتی ہیں اپنے بھائیوں کے ہونے سے ہم اور جس عورت کا حصہ فرض
 نہیں اور اسکا بھائی عصبہ ہو تو وہ اپنے بھائی کے ہونے سے عصبہ نہیں ہوتی چنانچہ ہم اور عمرہ خواہ سگی بہن یا سوتیلی تو سب لکچا لکچا گئے کو کچھ نہ لکچا اور یہی حال
 ہوا بن الہم کا بنت الہم کے ساتھ اور ابن الہم کا بنت الہم کے ساتھ کذا فی الخطاوی و دوحکا کا بن ابن ابن عصبہ بن شتراد و تہ اگرچہ بہنوں کا بھائی کی مکمل عصبہ
 چنانچہ میت کے بیٹے کے بیٹے کا بیٹا بیٹے پر و نام عصبہ کر دیتا ہے اپنے برابر کے درجہ والی بہن کو یا اس بہن کو جو اس سے اونچی درجہ والی ہو عصبہ بغیرہ میں بھائی کے
 مراد وہ جو برابر حقیقی اور حکی دونوں کو عام ہو سو حقیقی برادر میں ہوتا ہو بنت مملکت اپنے بھائی کے ساتھ اور سگی بہن اپنے بھائی کے ساتھ اور سوتیلی بہن
 اپنے بھائی کے ساتھ اور برابر مملکت بنات الابن میں ہوتا ہو تو اپنی بہنوں کو عصبہ کر دیتا ہو اور حقیقی بہنوں کے جو درجے میں برابر ہیں اور بنات الابن کو وہ برابر
 حکی عصبہ کر دیتا ہو جو اپنے اسفل اور درجہ میں تو آئیں سے اس عورت کو حکی عصبہ کر دیتا ہو جبکہ کچھ حصہ نہیں چنانچہ سبقتب میں آویگا کذا فی الخطاوی شریح
 فی العصبہ مع غیرہ فقال ومع غیرہ الاخوات مع البنات اور بنات الابن بقول الفرعین اجلوا الاخوات مع البنات عصبہ والامراء وجمعین بنا انفس بھر
 مصنف نے عصبہ مع غیرہ میں شروع کیا سولہ لکھا اور عصبہ مع غیرہ میں ہیں بیٹیوں کے ساتھ پوتیوں کے ساتھ بدل قول اہل فرائض کے کہ بیٹیوں کی بیٹیوں
 کے ساتھ عصبہ قرار دوا اور اخوات اور بنات کی دونوں جوہن سے جس مراد ہم سراجیہ اور اسکی شروع میں اجلوا الاخوات مع البنات عصبہ کو حدیث کیا ہے اور
 اعلم چونکہ ایک بہن ایک بیٹی کے ساتھ بھی عصبہ ہوتی اور ظاہر لفظ جمع اخوات اور بنات کا اس کے خلاف پر دلالت کرتا تھا لہذا خارج سے اسکا جواب دیا کہ چونکہ
 الف لام نہیں کا ہو تو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہو و عصبہ ولد الزنا و ولد المملعۃ مولی الام اور ولد الزنا اور ولد المملعۃ کا عصبہ کی ماں کا مولی ہم
 ولد المملعۃ یہ کہ ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا سو اس کے زوج نے کہا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے پھر باہم گفت گو کے زوجین میں فراق ہو گیا تو وہ لڑکا ولد المملعۃ
 ہو خطاوی نے منع انفار سے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد المملعۃ کو اس کے ماں کے ساتھ ملایا تو وہ اس شخص کے مانند ہو گیا جو کو باپ کی بیٹی
 سے کچھ قرابت نہیں تو اب یہ واجب ہو اگر اسکی ماں کے مولی اس کے وارث ہوں اور وہ اسکا وارث ہو تو اگر ولد المملعۃ مر گیا اور اسے ایک بیٹی اور ان اولاد کا
 کو چھوڑا تو بیٹی کو نصیب اور ماں کو سدس اور باقی مال بھر بیٹی اور ماں کو دیا جاو گیا بطریق فرض اور روکے گیا کہ اسکا باپ ہی نہ تھا اسنے اور ولد مشترک کا
 مشترک لونڈی سے ثابت ہو گا تو وہ ہر مولے سے ان کا مال کی میراث پاو گیا اور دونوں مولی ایک باپ کی میراث و مشترک کے مال سے پاوینگے اور ہر مولی
 کے قرابت وار اس کے میراث میں باہم شریک ہونگے گویا کہ ایک باپ کے قرابت دار ہیں اور اگر مولی مر گیا تو دوسرا باقی مولی ولد مشترک کے مال متروکہ سے
 پدر کامل کی میراث لیکر کذا فی الخطاوی عن الدر المنشی المراد بالمولی بالمعنی الملقن والعصبۃ بمعنی ماوکانت الام حرة الاصل کما بیط العلامۃ قاسم لانا لایب لہما
 تن میں مولی سے مراد وہ جو آزاد کرنے والے اور عصبہ دونوں کو شامل ہوتا کہ اگر ولد الزنا یا ولد المملعۃ کی ماں حرمہ اہلی ہو تو اسکو بھی شامل ہے چنانچہ علامہ قاسم
 اسکو مشرح بیان کیا ہے ماں کا مولی اسواسطے عصبہ ہو کہ ولد الزنا اور ولد المملعۃ کا کوئی باپ نہیں ہو یعنی شرمائے محاکوئی باپ نہیں جس سے اسکا نسب ثابت
 ہوا اور وہ اس کے وارث ہوں اگرچہ واقع میں ولد بدون والد کے نہیں ہوتا مگر بطریق خرق عادت و غیرہ فان فی سلمہ واحدہ دہی ان ولد الزنا وارث
 من توامہ میراث ان لام و ولد المملعۃ وارث من توامہ میراث ان لا یوین اور ولد الزنا اور ولد المملعۃ ایک سلمہ میں جدائی رکھتے ہیں وہ
 سلمہ یہ کہ ولد الزنا اپنے توام سے مادی بھائی کی میراث لیتا ہو اور ولد المملعۃ اپنے توام سے سگے بھائی کی میراث پاتا ہے وہ
 تحکم العصبۃ بالعصبۃ البسمۃ امی المصنوع بھر ہم عصبۃ کا احتتام عصبہ سببی سے کرتے ہیں یعنی سو عصبہ سببی مولی ہر غلام کا
 آزاد کرنے والا مصنف نے احتتام کے لفظ سے اشارہ کیا کہ آزاد کرنے والا وہی الارحام پر مقدم ہو کیونکہ جب وہ مرتبہ اخیرہ عصبۃ

یعنی عطلہ اعلیٰ اور محجب کی بنا دواصلوں پر جو بیٹے محبوب ہوتا یا یا جائے جو دو قاعدہ بن کے ہونے سے یا ایک کے ہونے سے تو بن قریبوں میں اولوں اعلیٰ
یا ایک اصل یا بی بی گئی تو وہ قریب محبوب ہونگے والا وارث ہونگے اور نہ محجب الاقرب مگر سوا ہم الا بنی مامرانہ تقدم الا قریب الاقرب لا قریب الا قریب الا سبب
الا ایک اصل یہ ہو کر ان کے سوا جو کبھی محروم نہیں ہوتے اور وارثوں میں سے قریب تر یہ محجب کو دیتا جو اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ اقرب فالقرب مقدم
ہوتا جو خواہ دونوں قرابت والے سبب یا رشتہ ہوں یا نہ ہوں مگر محجب حاصل ہوتا ہے اور اقرب ہونا واجب ہوتا ہے چنانچہ بعضیات
میں مذکور ہو چکا کہ میت کا جو میت کے اصل کا صاحب ہوتا ہے اور اصل میت اپنے فرع ذاتی کی صاحب ہوا اور فرع پر یہ فرع جدی کی صاحب ہوا علیٰ ہذا القیاس
ذوی الفروض میں اقرب ہونا واجب ہوا تھا سبب کی مثال چنانچہ جراثیم مع الام اور نثات الابن مع الصبیاتیں اور سوتیلی بہنیں سگی بہنوں کے ساتھ اور عدم اقارب
سبب کی مثال باپ اور بھائی اور وراثتی ان میں اولیٰ الشخص لایرث معہ کا بن الابن لایرث مع الابن اور محجب کی دوسری اصل یہ ہو کر جسکی قرابت
بلنگی ہو بواسطہ ایک شخص کے تو وہ وارث نہ ہوگا اس شخص متوسط کے ساتھ چنانچہ پونا وارث نہیں ہوتا بیٹے کے ساتھ بیٹے پونے کی قرابت دوا سے بواسطہ باپ کے ہو کر
دادا کے مال کا وارث ہونا باپ کے ہونے والا ولد الام ذیث ممانہ میں سزا تو لا لایرث کہ بھرتہ واحدہ گوارہی بھائی سوا مال کے ساتھ وارث ہوتا جو اس واسطے کہ مان تمام سزا کو کو نہیں
پاتی ایک جیسے ہے مگر جہیزیت کی قرابت داری بھائی سے بواسطہ مان کے ہو تو متعین اصل ثانی یہ ہو کر داری بھائی مان کے ساتھ وارث ہوتا مگر اسکی وراثت اسوجہ سے
ہوئی کہ مان سبب متروک کی مستوف نہیں ہوتی فقط ایک فریضت کی حبت سے اور اگر اصحاب ذرائع اور عسبات میں سے کوئی باقی نہیں سوا ان کے تو اب وہ تمام متروک
پاویں نہ ایک حبت سے بلکہ دو حبت سے فرض اور اولیٰ الحرم کا بن کا فر او قاتل الکجب غذا اصلا اور محروم المیراث چنانچہ کا فر او قاتل مینا ہمارے نزدیک اصلا صاحب
نہیں ہوتا نہ جب حران نہ جب نقصان مگر جب محروم میں صاحبیت میراث کی اصلا نہ ہی تو وہ استحقاق ارث میں میت کے مانند ہو گیا تو اسطرح حق جب میں وہ بزرگ
میت کے ہر فوات اہلیت کی وجہ سے و کجب لکچر بکچر انفا کا کام الاب محجب بالاث محجب ام الام اور محجب صاحب ہوتا جو باتفاق معتقدہ دین مسنونہ کے کو انی شرح لہر لہر
چنانچہ داری محجب ہوتی ہو باپ کے ہونے سے لیکن محجب کرتی ہرمانی کی مان کو دکالاخوۃ والاخوات فانہم کجبون بالاب محجب حران وکجبون الام وکجبون
الی السدس جب نقصان اور چنانچہ بھائی اور بہنیں کہ وہ محجب ہوتی ہیں باپ کے ہونے سے جب حران کر سنیے بالکل محجب ہو جاتی ہیں اور بھائی بہنیں ان کی
حاجب ہوتی ہیں شمس سے سدس تک جب نقصان کر سنیے بالکل صاحب بہنیں ہوتی بلکہ حصہ کم کر دیتی ہیں کہ انکا تہائی حصہ کہہ کر کجب محجب ہوتا ہو پہلی مثال جب حران کی
ہو اور دوسری جب نقصان کی و شخص جب نقصان محجب سے بالام و نث الابن والاخت لاب والزوجین اور جب نقصان پانچ شخص ہو تو خاص ہوتا ہو مان اور پوتی
اور سوتیلی بہن اور زوجه اور زوج کو ہم مان تو محجب ہوتی وراثت سے سدس تک لدا ولد الابن کے ہونے سے یا دو بھائی یا دو بہنوں کے ہونے سے اور پوتی محجب ہوتی
و نثت صبی کے ہونے سے نصف سے سدس تک اور سوتیلی بہن محجب ہوتی ہو سگی بہن کے ہونے سے نصف سے سدس تک و زوج محجب ہوتا و نصف سے سدس تک و زوج
محجب ہوتی ہو زوج سے نثن تک لدا ولد الابن کے ہونے سے کو انی الخطاوی و لیسقط نبوا الاعیان و دم الاخوۃ والاخوات لا بام شائبہ بالا بن و ابنہ وان استل
و بالاب لثاقا و الحمد عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ ثانی اور بنی اعیان یعنی کے بھائی اور سگی بہنیں باقی ہوتی ہیں تین شخصوں کے ہونے سے ان میں سبک میرا اور پوتا اگر
سائل ہوا اور دوسرا باپ ہوا و صاحبین کے اور تیسرے شخص دادا یا نانا ام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہم برادران صبی کا ذکر کرنا جب کے نسبت سے ہوا یعنی منسبت
بصفت کے مانند فرض کو اور ان کے مستحقوں کو ذکر کیا اور بعض وارثوں کے سقوط کا حال جب میں بیان کیا اسی مناسبت کی وجہ سے اور بعضوں نے چنانچہ صاحب سزا بیٹے وارث
کے تمام حالات اسکے ذکر کے وقت بیان کر دیے تو باب محجب میں حالت سقوط کے ذکر نیکی کچھ حاجت نہ رہی کیونکہ مندرجہ جمیع حالات کے حالت سقوط بھی مقدم ذکر ہو چکی کہ انکی
الخطاوی و قال لایا تمام علی اصول زید یعنی بالاول و ہذا المسقط کما ہونہ بہ فی حنیفہ و اصول زید بواسطہ فی المطولات اور صاحبین نے کہا کہ جہ کے جائزوں سے تمام
کرنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصول پر اور فتوے دیا گیا ہوا اول قول کا لینے جہ کے ساقط ہونیکا جیسا کہ وہ امام کا مذہب ہوا اور اصول زید کے مطولات فقیرین

مطلقاً قانعم والاخری ذات قرابتین ادا اکثر کام ام الام و ہی ایضاً ام اب الاب ہند و انصوریہ

ہندہ ذات قرابتین ہندہ ذات قرابتہ احدہ

اور جبکہ میت کی دو جہدہ جمع ہوں اور ایک جہدہ ایک قرابت والی ہو چنانچہ باپ کی نان کی نان یعنی باپ کی نانی اور دوسری جہدہ قرابت یا زیادہ قرابت والی چنانچہ نان کی نانی اور وہ باپ کی محبی وادی ہو صورت اسکی یہ ہو

ام ۱۰۰۰۰ محمود پر شکر ام ۱۰۰۰۰ اب خاند ام ۱۰۰۰۰ کلثوم ایک قرابت والی

شرح نے کہا متن اور شرح کے نسخوں میں اس خطائے مصنف کو ہم شارح نے اس کلام سے اشارہ کیا کہ اگر متن کو صحیح جانیں تو ایک قرابت والی سبب بنے قرب کے دو قرابت والی کی حاجت ہو جائے بعد ہونگی وجہ سے یعنی متن میں دو خلیل ہیں ایک یہ ہو کہ سر اجیہ اور عالمگیری وغیرہ کے مخالفت اور دوسرا خلیل یہ ہو کہ لازم آتا ہو موجب قاعدہ گزشتہ کہ اگر قریبہ بعیدہ کی حاجت ہو اور طالعانہ بیان وہ صورت مفروضہ ہو کہ دونوں جہدہ وارث ہیں چنانچہ بعد اسکے معلوم ہو گا کہ اندام جمع ہونے میں کے موافق ام الاب کا ترجمہ کیا بلکہ ام الاب کا ترجمہ کیا تو یوحنا ان امراة زوجت ابن ابہما بنت بنتا فولد بنتا ولد بنتہ المرأۃ جہدہ لایہ اور جہدہ ذات القرابتین کی توفیق یہ ہو کہ ایک عورت نے اپنے ابن الابین یعنی پوتے کا نکاح کیا اپنی نانت سے تو اسنے ایک لڑکا پیدا ہوا تو یہ عورت اس رسم کے والدین کی جہدہ ہو گئی اسکے باپ کی وادی اور نان کی نانی جو ہم اور یہ بیان ایک اور دوسری عورت پر جسے اپنے نبی کا پہلی عورت کے ابن سے نکاح کیا سو اسکی بنت سے پہلی عورت کا پوتا پیدا ہوا جو باپ کی میت کا تو یہ دوسری عورت میت کے باپ کی نانی ہو تو یہ عورت ایک قرابت والی جہدہ ہو تو جبکہ یہ دونوں جہدہ جمع ہوئیں تو دو قرابت والی جہدہ اور ایک قرابت والی جہدہ پائی گئی کہ زانی الفرائض الشریعی اور اس مسئلہ کی توضیح التوضیح یہ ہو کہ مثلاً دو عورتیں ہیں زینب اور کلثوم زینب نے اپنے ابن الابین یعنی شاکر بن حاد بن زینب کو اپنی نانت یعنی راضیہ بنت صابر بنت زینب سے نکاح کر دیا اسنے محمود پیدا ہوا تو زینب محمود کی دو قرابت والی جہدہ ہو گئی اسکے باپ کی وادی اور اسکی نان کی نانی اور سہ ماہ کلثوم نے اپنی بیٹی یعنی حلیمہ بنت کلثوم کا حاد بن زینب سے نکاح کر دیا اسنے شاکر زینب کا پوتا پیدا ہوا تو کلثوم محمود سے فقط ایک قرابت رشتی ہو کہ اگر اسکے باپ کی یعنی شاکر کی نانی ہو اور ہیں قرابت والی جہدہ کی مثال یہ ہو کہ زینب مذکورہ کی ایک بیٹی اور جو حکیمانہ سلیمہ ہو سو زینب سلیمہ کی نانت یعنی غنیمہ بنت کریمہ سلیمہ کا محمود مذکور سے نکاح کر دیا اس سے قائم پیدا ہوا تو زینب قاسم کی نانی کی بیٹی کریمہ کی نانی ہوئی اور قاسم کے دادا کی بیٹی حامد کی وادی ہوئی اور قاسم کی وادی یعنی راضیہ کی نانی ہوئی تو زینب قاسم کی جہدہ چھترہ تین طریقی قرابت سے اور کلثوم مسطورہ فقط ایک قرابت رکھتی ہو یعنی قاسم کے دادا یعنی شاکر کی نانی جو قسم محمد البدن بنتا املاً تا باعتبار الجہات مجہد بن حسن نے سدس کو دونوں جہدہ کے مابین تین تھاؤں کے تقسیم کیا ہو باعتبار جہات قرابت کے ہم یعنی ایک قرابت والی جہدہ کو سدس کی ایک تہائی دے اور دو قرابت والی جہدہ کو دو تہائی ان سدس دین اس وجہ سے کہ ہر شاکر کا اتفاق ہو مابہر جہات قرابت کے اعتبار

[illegible]

الفریق الاول	الفریق الثانی	الفریق الثالث
ابن ونبش	ابن ونبش علیا	ابن
ابن ونبش	ابن ونبش وسطی	ابن ونبش علیا
ابن ونبش	ابن ونبش سفلی	ابن ونبش وسطی
ابن ونبش	ابن ونبش سفلی	ابن ونبش سفلی

سوا گزیت نے اپنی تین پوتیاں چھوڑیں اس طرح کی کہ ایک دوسری سے نیچے درجے والی ہو اور دوسرے فرزند کی پوتیاں تین چھوڑیں اس طرح درجہ بدرجہ کتر اور اس پتہ تیسرے فرزند کی تین پوتیاں اس طرح درجہ بدرجہ کتر چھوڑیں چنانچہ شراح کی تمثیل سے اگر تامل کریں تو واضح ہوتا ہے کہ ہر تفرع اس کی یہ ہر کمیت نے پہلا بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو چھوڑا پھر اس کی بیٹی نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو چھوڑا اس طرح میت کے دوسرے فرزند نے ایک بیٹا چھوڑا پھر اس کے فرزند نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو چھوڑا علی ہذا القیاس تین بار ہر کمیت کے پردے نے اس طرح علی الترتیب ایک بیٹا اور بیٹی کو چھوڑا تین بار پھر سب مرد کے تمام طبقات کے اور نور لکیان ان کی باقی زمین اور میت جدا علی ہو اور اس مسئلہ کو مسئلہ تشبیہ کہتے ہیں کہ زانی الطحاوی مختصراً فاللعیا من الفریق الاول لایا زمیہا احد فہما الغنث تو فریق اول کی ادنیٰ پوتی کے برابر کوئی عورت نہیں تو جہا علی کے مترادف سے اس کو نصف ترک ملے گا م چونکہ اس میں اور میت میں ایک واسطہ ہو نہ ملاقات اور نبات کے لئے اس کے برابر میں کوئی عورت نہیں تو نصف ملے گی کیونکہ وہ قائم مقام بنت معلی کے ہو واسطی من الفریق الاول تو از میہا اللعیا من الفریق الثانی فیلون لہا السدس مکمل لکھائیں اور فریق اول کے ورثیان والی پوتی کے برابر فریق ثانی کی ادنیٰ پوتی ہو تو ان دونوں کو سدس ملے گا شیش کے پورا کرنے کے واسطے یہ دونوں پوتیاں اس واسطے ہو رہیں کہ میت میں اور ان میں دو واسطے ہیں انکو سدس اس واسطے ملا کہ فریق اول کی ادنیٰ پوتی نصف پانچ کی توشیش میں باقی جو رہا تھا وہ انکو ملا کر دو تہائیاں پوری ہو جائیں وہ تہائی السنیات اور کچھ سنیں اور کچھ پوتیوں کو سدس ہم نو پوتیوں میں سے تین پوتیوں نے دو تہائیاں پائیں اب باقی چھ سنہیات پوتیوں کو کچھ نہ ملے گا اس واسطے کہ نبات کا حق دو تہائیوں سے زیادہ فرض نہیں ہوا اور عورت ان کی قطعاً ثابت نہیں تو اھلاً لا کسر طرہ نہ ملے گی کہ زانی الفرائض الشریفی الا ان کیوں مع واحدہ سنن غلام مضیعہا وس یکا زمیہا من فو تہا من لاکون صاحبہ فرض وسط السنیات سنہیات کے لیے کچھ سنیں اگر یہ کہ سنہیات میں سے کسی کے ساتھ بھائی ہو تو بھائی اس میں کو اور اس کی برابر والی ہر وجہ کو اور اس کے اوپر واسے کو جو صاحب فرض نہیں ہو عصبہ کر دیا اور باقی سنہیات ساقط ہو جائیں گی ہم تو اگر بھائی فریق اول کے سفلی کے ساتھ ہو تو فریق اول کی علیا نصف ملے گی اور فریق اول کی وسطی اور فریق ثانی کی علیا سدس پادیشی اور باقی ثلث فریق اول کے سفلی اور اس کے بھائی اور فریق ثانی کی وسطی اور فریق ثانی کی علیا میں لاکر شل خط الانشیں پانچ حصے ہو کر تقسیم ہو گا اور فریق ثانی کی سفلی اور ثلث کی وسطی اور سفلی ساقط ہوگی اور اگر بھائی اور فریق ثانی کی سفلی کے ساتھ ہو تو باقی ثلث اس میں اور فریق اول کی سفلی اور فریق ثانی کی وسطی اور ثلث کی علیا اور وسطی میں اور فریق ثانی کی سفلی میں سات حصے ہو کر تقسیم ہوگا لاکر شل خط الانشیں اور فریق ثانی کی سفلی ساقط ہوگی اور اگر بھائی فریق ثلث کی سفلی کے ساتھ ہو تو باقی ثلث اس میں اور کچھ سنہیات میں آٹھ حصے ہو کر قسمت ہوگا اور اگر بھائی فریق اول کے علیا کے ساتھ مفروض ہو تو تمام مال اس میں اور اس میں تین حصے ہو کر تقسیم ہوگا وہ حصے بھائی کے اور ایک حصہ بہن کا اور آٹھ سنہیات کو کچھ نہ ملے گا اور اگر بھائی سدس والیوں کے ساتھ تو فریق اول کی علیا نصف ملے گی اور باقی ثلث میں اور فریق اول کے وسطی اور فریق ثانی کی علیا میں لاکر شل خط الانشیں تقسیم ہوگا اور باقی چھ سنہیات ساقط ہو جائیں گی لہذا فی الطحاوی والشریفی ویاخذ ابن عم کذا فی نسخ المتن والشرح وعبارة السید وغیرہ ویاخذ احد ابی عم ہوا بنخ الام السدس بالفرض من

شائع نے کہا میں اور شرح مصنف کے نسخوں میں اسطرح دیا کہ ابن عمر مرقوم ہوا سید وغیرہ کی عبارت یا خذ ابی عم ہر بیٹے دو چہرے بھائیوں میں جو اخیانی
 بھائی ہو میت کا وہ چھٹا حصہ لیگا فرضیت کی راہ سے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ دو بھائی ہیں ہر ایک نے ایک ایک عورت سے نکاح کیا ایک بھائی کا بیٹا مثلاً حامد
 پیدا ہوا اور دوسرے کا محمود پھر ایک بھائی نے اپنی زوجہ کو طلاق دی یا کہ وہ مر گیا اور دوسرے بھائی باقی نے اس عورت سے نکاح کیا اس نے دوسرا بیٹا مثلاً
 حمید نام پیدا ہوا پھر حامد یا محمود اپنا چھٹا حصہ بھائی جو اسکا اخیانی بھائی ہو چھوڑ کر مر گیا تو حمید حامد یا محمود کی میراث سے سوس حصہ بطریق فرضیت
 کے لیگا کذا فی الخطاوی تبصرہ دکر الاخوان الاخر زوجا فالنصف اور اسطرح اگر دوسرا چھٹا حصہ بھائی زوج ہو چھری ہیں کا تو اسکو نصف حصہ لیگا فرضیت کے
 اعتبار سے ولقیسمان الباقی مینہا نصفین بالجہود حیث لا مانع من ارثہ بہا فیرث بھتی فرض ولقیسم اور دونوں چھیرے بھائی باقی مال کو آپس میں نصف
 نصف بانٹ لینگے عصوب کی راہ سے کیونکہ کوئی مانع نہیں اسکی میراث سے قرض اور عصوب کی دونوں جہتوں سے تو اخیانی بھائی وارث ہوگا فرض اور
 عصوب کی دونوں جہتوں سے ہم پہلی صورت میں باقی مال پانچ سدس ہیں اور دوسری صورت میں نصف ہوا اگر زوجہ کا مثلاً بیٹا ہو تو وہ ابن العم کا صاحب ہوگا
 ابن العم ہونے کی وجہ سے نہ زوجیت کی وجہ سے اور اخیانیت کی وجہ سے بھی بیٹا صاحب ہوگا کذا فی الخطاوی واما بقرض ولقیسم معا جبکہ واحدہ فلیس الا بال
 والوہ اور فرض اور تقسیم کا سامتی ہونا ایک ہی جہت سے یہ تو پایا نہیں جاتا کسی وارث میں سوائے باپ اور اما کے ہم جہت واحدہ میان ابوت ہو یعنی باپ
 ہونا یا دادا ہونا قلت و قد یجمع جہتا تقسیم کا بن ہوا بن ابن عم بان تلخ ابن عمنا قلدا بنائیں کتا ہوں اور گا ہے عصوب کی دو جہتیں جمع ہو جاتی ہیں
 چنانچہ بیٹا وہی چچا کا پوتا ہوا اسطرح سے کہ عورت نے اپنے چچا کے فرزند سے نکاح کیا پھر وہ بیٹا جنی ہم تو وہ بیٹا ہونے کی جہت سے بھی عصبہ ہو اور چچا کا پوتا
 ہونے کی جہت سے بھی عصبہ ہو لیکن اس مثال میں خلل یہ ہو کہ میان میراث وہ لیگا فقط فرزند کی جہت سے نہ چچا کا پوتا ہونے کی وجہ سے اسواسطے کہ فرزند
 کی جہت مقدم ہو اگر اسکا یوں جواب دیا جائے کہ اجتماع جہتیں میان مراد ہر قطع نظر میراث سے کذا فی الخطاوی وکان ہو معنی اور چنانچہ بیٹا وہی آزاد کرنا لاہو
 ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص نے اپنے باپ کو خرید لیا سو باپ آزاد ہو گیا بجز خریداری کے تو بیٹا عصبہ ہو فرزند کی جہت سے اور اخیان کی جہت سے بھی
 و قد یجمع جہتا فرض واما تبصرہ فی الجوس لنگاحم الحارم وبتوارثون بہا جمیعاً عندنا وعند الشافعی باقوی الجہتین وتمامہ فی کتب الفرائض و تالی الاشارة الیہ فی
 الفرائض اور کبھی جمع ہو جاتی ہیں فرض کی دو جہتیں اور یہ تصور نہیں مگر مجوسیوں میں اسواسطے کہ وہ ملعون اپنی محرم عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں اور بہم دلا
 ہونگے دونوں جہت سے ساتھ ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک قوی تر جہت سے وارث ہونگے اور اسکا پورا بیان علم فرائض کی کتابوں
 میں مذکور ہے اور اسکی طرف غریقوں کی فصل میں اشارہ آدیکھا مثلاً مجوسی نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا فرزند ہوا اس عورت کا اور بھائی بھی ہوا
 پھر اگر وہ مر گیا تو اسے اپنی مان اور بن کو چھوڑا تو وہ اسکی وارث ہوگی دونوں جہت سے ان ہونے کی جہت سے بھی اور بن ہونے کی جہت سے بھی ولو ترک
 زوجا واما اوجیدہ و اخوة لام و اخوة لالبون اخذ الزوج النصف والام والام والجدۃ السدس و ولد الام الثلث والاشقی للاخوة لالبون لانعم عصبت
 ولم یبق لہم شئی اور اگر ایک عورت نے زوج اور مان یا دادی کو اور اخیانی بھائیوں اور بھائیوں کو چھوڑا تو زوج نصف ترکہ لیگا اور مان یا دادی چھٹا حصہ اور
 اخیانی بھائی تہائی لینگے اور بھائیوں کی واسطے کچھ نہیں اسواسطے کہ بھائی عصبہ ہیں اور انکے واسطے کچھ باقی نہیں رہا یعنی عصبیات وارث ہوتے ہیں اس مال کے
 جو محابا لغرض سے باقی رہے سو میان اہل فروض سے کچھ باقی نہیں رہا و عند مالک الشافعی رحمہ مشترک بین نصفین الاخرین کان لکل ولادام اور مالک شافعی رحمہ
 کے نزدیک کچھ دو دونوں قسموں میں یعنی اخیانی اور بھائیوں میں اشتراک کا حکم ہوگا تو اگر وہ سب اخیانی بھائی ہیں ہم اس مسئلہ کا نام مشترک بقیع راہ عملہ ہو چنانچہ ابن
 خلیل اور نوذری نے اسکو ضبط کیا ہوا بعضوں نے اسکو کبیر راہ عملہ بھی کہا ہوا اور اس مسئلہ کو مشترک اور جاریہ اور جزیہ اور یہ بھی کہتے ہیں کذا فی الخطاوی مختصر و کذا فی
 یفرق مالک الشافعی للاخوة لالبون والجدۃ السدس مع زوج وام فقول الی التمتہ اور اسطرح امام مالک رحمہ اور امام شافعی رحمہ کی بنیادیں ہیں کے واسطے

نصف کو فرض کئے ہیں اور دادا کے واسطے چھ حصہ زوج اور مان کے ساتھ تو یہ مسئلہ عول کر گیا تو ہم اس مسئلہ کو اکر یہ کہتے ہیں تو ضعیف اسکی یہ ہو کہ زید بن رضی اللہ عنہ کی بن یا سوتیلی بن کو دادا کے ساتھ صاحب فرض نہیں کہتے بلکہ اسکو دادا کے ساتھ عصبہ کہتے ہیں مگر مسئلہ اکر یہ بن اسکو دادا کے ساتھ صاحب فرض ہیں صورت اکر یہ کہ یہ ہو کہ زوج اور دادا اور بن یا سوتیلی بن کو زوج کی واسطے نصف اور مان کے واسطے ثلث اور دادا کے واسطے سبب در بن کے واسطے پھر دادا در بن کا حصہ ملا یا سبب یا تاؤ لکڑ کر مثل خط الانثین اسواسطے کہ ماحصہ دادا کی واسطے سبب اور سوس اور ثلث باقی سے اور اس مسئلہ کی اصل چھ قسم سے ہو لیکن عول کرنا اور نہ عول کرنا تو چھ قسم سے تین قسم زوج کے اور مان کے دو قسم اور دادا کا ایک قسم تو بن کی واسطے کچھ نہ تو اصل مسئلہ تین قسم کو زیادہ کیا تو ہم کہے دادا کا ایک قسم اور بن کے تین قسم حصہ کو چار قسم ہوئے اسکو دادا اور بن پر لکڑ کر مثل خط الانثین تقسیم کیا چونکہ تقسیم چار قسم کی تین حصوں پر تقسیم نہیں لہذا تین کو نو سے غریب کیا تو حاصل ہوئے ۲۲۰ تین سے زوج کے اور مان کے چھ قسم اور دادا کے تین قسم اور بن کے نو قسم پھر دادا کا حصہ بن کے حصہ کے ساتھ ملا یا تو بارہ قسم ہوئے سو اٹھ دواون بن لکڑ کر مثل خط الانثین قسمت کیا تو دادا کو اٹھ قسم اور بن کو چار تو زید رضی اللہ عنہ نے بن کو ابتدا میں صاحب فرض قرار دیا تاکہ وہ میرث سے محروم نہ رہے اور ابتدا میں اسکو عصبہ کر دیا تاکہ اسکا حصہ دادا کے حصہ سے زیادہ نہ ہو اور اس مسئلہ کو اکر یہ کہتے ہیں اسواسطے کہ بنی اکر کی ایک عورت کا یہ واقعہ ہو یعنی بنی اکر کی قوم کی ایک عورت مگر بنی زوج اور مان اور دادا اور بن یا سوتیلی بن جو زید بن یا سوتیلی بن کے بہن بنیں مشتبہ اور مکر ہو گیا کذا فی اسراجیہ شرح الشریعی لمططا وعذابی خیفۃ واحمد سقط الاخت اور مسئلہ مذکورہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک بن ساقط ہو جاتی ہر قسم تمام ہر کے نزدیک اصل مسئلہ چھ قسم سے ہوتا ہے تین قسم زوج کے اور دو قسم مان کے اور ایک قسم یعنی سوس دادا کا اور بن محروم ہو کر دادا کا حبیبتہ سے ایک مانند قلت و حاصلانہ لیس عندا حنیفہ مسئلہ الشریعۃ اتفاقا ولا مسئلہ الاکر یہ علی الفتی یہ مکر میں کہتا ہوں اور حاصل کلام کا یہ ہو کہ حنیفوں کے نزدیک مشرک کا سبب اتفاقا امام در صاحبین کے ثابت نہیں اور نہ اکر یہ کا مسئلہ ثابت ہوا امام کے قول مفتی یہ پر خیا پنہ مذکور ہو چکا اسی باب میں عند قولہ لم یسقط بنو الاعیان بالابن والابا پھر امام کے نزدیک دادا ایک برابر ہوتا ہے بن کا صاحب ہو گا یا پکے مانند اور صاحبین کے نزدیک دادا باپ کے برابر نہیں ہر حال میں تو صاحبین کے قول پر مسئلہ اکر یہ ثابت ہو گا کذا فی المططا

ایاب العول

یہ باب ہو عول کے مسائل میں ہم عول یعنی اول وکون ثانی ثلث میں ہمیں جو در غلبہ در دفع زیادات کے مستقل ہو لیکن معنی اخیر مناسب تر ہو معنی اصطلاحی ہے اسواسطے کہ جب مسئلہ تنگ ہو گیا فردن مجتہد سے تو ترک کو اکثر عدد کی طرف مرتفع اور زیادہ کر دیا اسکے منج سے تاکہ جمیع ورثہ کے فرائض میں نقصان داخل ہو جاوے وغیرہ اور کچھ پہنچی اور عول کے خلاف فردن جو چاہیے اسکا بیان آگے آویگا ہم اسواسطے کہ عول سے ذوی الفردن کے سهام کھٹ جاتے ہیں اور اصل مسئلہ بڑھ جاتا اور در سے سهام بڑھ جاتے ہیں اور اصل مسئلہ کھٹ جاتا ہو یا لیون تقریر کیجئے کہ عول میں سهام فاضل ہو جاتے ہیں منج پر اور فردن منج فاضل ہو جاتا ہر سهام پر کذا فی المططا دے ہو زیادہ السہام اذا کثرت الفردن علی منج الفردینۃ لیدخل النقص علی کل منہم بقدر فرضہ نقص ارباب الدیون بالمحاصیۃ عول اصطلاح میں عبارت ہو سهام ورثہ کے زیادہ کر دینے سے جبکہ فردن زیادہ ہو یا دین فرضیہ کے منج پر تاکہ نقصان اور کمی داخل ہو ہر وارث پر بقدر اسکے فرض حصے کے جیسے نقصان داخل ہو تا ہر ارباب دیون پر سبب محاصہ کے یعنی ہر دائن اپنا حصہ ناقص پاتا ہو علی قدر حصہ متروکہ کے تلی کے سبب سے یعنی جیسے بہت دیون تھے متروکہ میں ارباب دیون حصہ رسا و داماسا ہی پاتے ہیں ماحاصل کہ عول اس سے عبارت ہو کہ جب منج ادا سے فردن سے تنگی کرے تو منج پر کچھ تنگ کے اجزائے زیادہ کر دیا جاوے چنانچہ سوس یا ثلث وغیرہ ذاک من الکسور الموجودة فیہ خلاصہ یہ ہو کہ جب منج تنگی کرے وفاقا فردن مجتہد سے تو ترک کو اس عدد کی طرف مرفوع کرنا چاہیے جو کہ اس منج سے اکثر ہو پھر قسمت کرنا چاہیے تاکہ نقصان داخل ہو جمیع وارثوں کے حصوں میں ایک نسبت ہوگی کیساں کی ہو بقدر حصوں کے کذا فی الشریعی لمططا وی نے کہا اور جبنا نقصان ہر وارث پر داخل ہو تا ہر اسکا اندازہ معلوم ہوتا ہو کہ کسزائد کی نسبت کتنا ہے عدد اکثر کی طرف مثلا اگر زوج اور دو سگی بنیں وارث ہوں تو نصف اور ثلثین جمع ہوئے تو مسئلہ چھ سے ہوا اور عول کر گیا سبب کی طرف تو زوج پر نقصان

کتاب الفرائض باب الثانی
 تو اس اعتبار سے مہنت کی یہ تفریح صحیح ہوئی سو اگر فسخ بڑھ رہا ہو فرض سے اور حالانکہ وہ ان کوئی عقوبت نہیں ہو تو وہ فاضل رو کیا جائیگا اصحاب فرض پر
 بقدر اسکے سهام کے بالاتفاق بیت المال کے بڑا جانے کے سبب سے مفاضل مال کو رد کرنا ذوی الفروض پر بلا ترضی اور اسکے متابعین چنانچہ خفیفہ وغیرہ
 کا قول ہزار و زید بن ثابت نے کہا کہ فاضل ذوی الفروض پر رد نہوگا بلکہ بیت المال کا ہر ادراسی قول کہ مالک نہ اور شافعی نے لیا ہوا و شافعی یہ محقق
 کہتے ہیں کہ اگر بیت المال فاسد ہو گیا تو ذوی الفروض پر رد کرنا چاہیے اور ہم خفیون کے بہت دلائل ہیں از انجاء یہ آیت قرآنی ہوا، واللہ اعلم بعظیمہ و کئی پیش
 فی کتاب اللہ یعنی بعض اہل قرابت اولی میراث ہیں یعنی سے سبب قرابت کے تو اس آیت سے استحقاق حج میراث کا بوجہ صلہ رحمی کے ثابت ہوا اور آیت موارث
 نے مال کے جزو معین کا استحقاق واجب کر دیا ہر وارث کے واسطے تو دونوں آیتوں پر عمل کرنا واجب ہوا اس طرح کہ ہر وارث کو حصہ دیا جاتا ہے موارث کی آیت
 کے حکم پر باقی مال ان خفین وارثوں کو بھیر دیا جائے بوجہ صلہ رحمی کے اس آیت کے حکم سے اور یہ جو شایع ہے رد فاضل کے لیے فساد بیت المال کو علت
 بیان کیا سو ظاہر صحیح نہیں اس واسطے کہ رد فاضل ہمارے مذہب میں بیت المال پر مقدم ہوا اگرچہ بیت المال منظم ہو بلکہ اس تعلیل کا محل زوجین اور نبات
 حلق اور اسکے قرابت دار ہیں یعنی اگر مرثبتستحقین سے کوئی نہو سواے بیت المال کے تو یہ لوگ مقدم ہیں بیت المال پر علت مذکورہ کی وجہ سے اور اگر رنار
 بیت المال کو اجماع کی علت قرار دیجے تو کبھی ظاہر درست نہیں اس واسطے کہ رد فاضل کا قول یعنی شافعیہ کا قول ہزار و رام مالک کا یہی مذہب مشہور ہے کہ فاضل
 مال بیت المال ہو اگرچہ وہ منظم نہو کنانی اطلطوا ذی الاصلی الزوجین فلایرو علیہما فاضل مال جمیع ذوی الفروض پر رد ہوگا مگر زوج اور زوجہ پر رد نہوگا
 ہم زوجین پر اس واسطے کہ رد نہوگا اگر ان قرابت ثابت نہیں اور علت رو کی قرابت ہر چنانچہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوا اور اگر زوجین باہم قرابت دار ہوں تو ان پر قرابت
 کی وجہ سے رد ہوگا نہ زوجیت کی وجہ سے واللہ اعلم وقال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرد علیہما فیضا مالہ المصنف وغیرہ قلت وجہ فی الاختیار بان مذہب میں کہ
 قراجد اور امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ زوجین پر بھی رو کیا جائے ایسا کہ امیر مصنف وغیرہ نے میں کہتا ہوں اور اختیار شرح مختار میں اس پر
 یقین کیا ہو کہ یہ یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس قول کا نسبت کرنا مذہبی کا ہم اور خطا ہو تو اس کی طرف مراجعت کہ ہم طحاوی نے کہا کہ نقل قول
 عثمانی پر سراجیہ کے شارحین کا اتفاق ہوا و شارحین کنز بھی اس کو نقل کرتے ہیں اور انھیں شروع میں اس قول کی صحت اور دلیل مذکور ہوا اور اس کا جواب بھی
 انہی والدہ اعلم فی الاشباہ اندیر علیہما فی زمانہ فساد بیت المال وقد مر فی الاولاد اشباہ میں کہ مال فاضل زوجین پر رد کیا جائے سبب فساد ہوجائے بیت المال
 اور ہم اس مقدم ذکر کر چکے ہیں کتاب الاولاد میں یہ مسئلہ کتاب الفرائض کے مراتب و درجہ کے ذکر میں حاشیہ طحاوی سے تبصریح تمام مذکور ہو چکا ہم مسائل اردار
 افتنا ان المرء و علیہما نصف او اکثر و علی کل انا ان کیوں سن لایر علیہما ولا کیوں بھیر معلوم کرنا چاہیے کہ مسائل رو کے چار قسم ہیں اس واسطے کہ جن لوگوں
 پر رد فاضل ہوتا ہے وہ ایک قسم کے ہیں یا چند قسم ہیں اور ہر تقدیر پر اسکے ساتھ وہ لوگ ہیں جن پر رد نہیں ہوتا ہے وہ لوگ نہیں ہیں فالاول ان المذنب
 المرء و علیہم کتبتین او حتیین او حتیین متت المسئلۃ من عدد و روضہم ابتداء و نقلہا للقول سواول قسم یعنی اگر دوبارہ پانے والوں کی جنس متی ہو چنانچہ
 دو بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو دایاں ہوں تو ہر سے سے تقسیم ہوگا مسند وارثوں کی شمار سے تاکر تطویل قطع ہو جائے ہم یعنی چونکہ جمیع ترکہ خفین وارثوں کا ہر فرض اور
 کی ماہ سے اور ذائقہ انکی یکساں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں تو ہر وارث کو برابر بائ دیا جائے اس واسطے کہ اگر ہر ایک کو اول بقدر اسکے فرض سے
 دیا جائے پھر دوسرے بار باقی مال انکو بقدر اسکے سهام کے دیا جائے تو دوبارہ تقسیم کرنا ہوگا تو سب متروکہ ابتدا سے برابر بائ دینا متروکہ سان تر و والٹانی ان
 کان المرء و علیہ جنسین او ثانیہ الا اکثر بالاسبق اقرب عدو سوا ہم او قسم ثانی اگر دوبارہ پانے والے دونوں جنس کے لوگ ہوں تو ان کے سهام کے شمار
 نسبت ہوگی شایع نے کہا میں جنہوں سے زیادہ نہیں ہوتی سبب استقرار کے یعنی بنیات کے تہج کرنے سے معلوم ہوا کہ تین جنسین سے زیادہ چوتھی جنس مرد و عورت
 کی باقی نہیں رہتی جن میں تین لوسر سان و ثانیہ ثلث و سدس وارثیہ و ثلث و سدس و سدس تقسیم السانۃ تو دوسرے نسبت ہوگی اگر دوسرے

ہون اور تین سے قسمت ہوگی اگر ایک ٹنٹ اور ایک سونہ ہوا چار سے قسمت ہوگی اگر نصف اور سونہ ہوا چار سے قسمت ہوگی اگر دو ٹنٹ اور ایک
 سونہ ہوا سافٹ گھٹانے کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ سونہ کی یہ صورت ہو کہ جہ اور اخیا فی بین وارث ہیں تو مسئلہ یہ ہے ہوا اور سونہ اس کے
 دو قسم ہیں خالصیت کی راہ سے تو اصل مسئلہ دو سے قرار دیا اور متروکہ دونوں پر قسمت کر دیا نصف نصف تو ہر ایک کو نصف مال ملا اور اگر ہر ایک کو ایک ایک حصہ دیا جائے
 تو تین با قسمت کرنے کی مینا کرہ واجبہ ہوتی اور ٹنٹ اور سونہ جمع ہونے کی یہ صورت ہو کہ دو اخیا فی بھائی اور مان وارث ہو تو اس تقسیم میں بھی مسئلہ یہ ہے
 اور وارثوں کے سب سهام میں تو اصل مسئلہ تین سے قرار دیا اور بقدر سهام کے تین متاد کر کے بانٹ دیا تو دو اخیا فی بھائیوں کو دو ٹنٹ مال کے اور مان کو ایک ٹنٹ مال دیا
 نصف اور سونہ کی صورت یہ ہو کہ ایک بیٹی اور پوتی وارث ہو یا ایک بیٹی اور مان وارث ہو تو یہاں بھی مسئلہ یہ ہے ہوا اور سونہ چار میں تین حصہ سونہ کی اور
 ایک حصہ پوتی یا مان کا ہو تو دونوں حصے چار سے قرار دیے اور متروکہ چار حصے کر کے بانٹ دیا اس طرح کہ تین راج اسکی بیٹی کے اور ایک راج مان کا یا پوتی کا اور تین
 اور سونہ کی یہ صورت ہو کہ دو بیٹیاں اور مان وارث ہو یا ایک نصف اور دو سونہ جمع ہوں چنانچہ بیٹی اور پوتی اور مان وارث ہو یا ایک نصف اور ٹنٹ جمع ہو چنانچہ ایک
 بیٹی اور دو اخیا فی بھین خواہ ایک بیٹی اور مان وارث ہو تو ان تینوں صورتوں میں بھی یہ مسئلہ یہ ہے ہوا اور سونہ ماخوذہ یا پنج ہیں تو یہی صورت میں دو بیٹیوں
 کے چار حصہ ہیں اور مان کا ایک حصہ ہوا تو متروکہ کے پانچ حصے کیے ان میں سے چار حصہ بیٹیوں کے اور ایک حصہ مان کا اور دوسری صورت میں تین بیٹیوں وارثوں کی جمع
 ہوئیں اور ہر ایک کے سہ ماخوذہ یا پنج ہیں ان میں سے تین حصہ بیٹی کے اور ایک حصہ پوتی کا اور ایک حصہ مان کا تو ان پر متروکہ پانچ حصے کر کے بانٹ دیا بقدر حصہ سهام کے تو بیٹی
 کے تین حصہ اور پوتی کا ایک حصہ اور مان کا دوسرا حصہ اور تیسری صورت میں بھی چار حصہ پانچ سہ ماخوذہ ہیں کی بیٹی کے تین حصہ اور دو اخیا فی بھینوں کے دو حصہ اور سونہ
 تین حصہ کی ہیں کے ساتھ دو سہ میں تو مسئلہ پانچ سے قرار دیا جاوے گا اور متروکہ پانچ حصے کر کے قسمت ہوگا اور سافٹ کے واسطے لینے دو قسموں کو ایک قسمت قرار دینگے کہ انی اخطاری
 والثالث ان كان مع الاول اى الجنس الواحد من لایر وعلیہ ووالزوجان اعطی من لایر وعلیہ فذهن اقل فخرج وقسم الباقی علی
 رؤس من یرو علیہ کزوج وثلث ثبات فی من اربعة للزوج واحد لبی ثلثہ وبی سقیم علیہن فلا حاجة الی الضرب اور تیسری قسم اگر اول قسم لینے
 متروکہ الجنس کے ساتھ دو شخص ہو جس پر دو بیٹیاں ہوتی ہیں زوج یا زوجہ تو جس پر دو بیٹیاں ہوتا اسکو اسکا فرض دیا جائے اس کے کمتر خارج ہے اور
 باقی رد کیا جائے انکی ذاتوں پر جس پر رد کیا جائے یا چنانچہ زوج اور تین بیٹیاں وارث ہوں تو مسئلہ چار سے ہو گا زوج کا ایک ہی باقی رہے
 تین اور دو بیٹیوں بیٹیوں پر سقیم ہیں تو ضرب کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہم زوج کا فرض اولاد کے ساتھ چوتھائی ہو تو اسکا کمتر خارج چار ہو اگر چہ زوج کو باقی
 میں سے ایک دیا تو باقی تین بیٹیوں بیٹیوں پر با قسمت ہوگی ضرب کی کچھ حاجت نہونی والی قسم تین مان واقع رؤس من یرو علیہم کہ زوج
 دست جنات ضرب و قعدا ہر ہر اثنان فی مخرج فرض من لایر وعلیہ وہو ہر اربعہ بلع ثانیۃ للزوج استان وللبنات ستمہ اور اگر بعد فرض زوج
 کے باقی مستقیم نہ ہو تو اگر باقی ہیں اور انکی ذاتوں میں چہرہ رد کیا جائے تو افاق کی نسبت ہو چنانچہ زوج اور چہرہ بیٹیوں میں تو اسکا دفع جو کہ یہاں دوہو
 اس کے مخرج میں چہرہ کیا جائے جس پر دو بیٹیاں کیا جاتا اور وہ مخرج یہاں چار ہو تو حاصل ضرب آٹھ ہو گا تو زوج کے دو اور بیٹیوں کے چھ مخرج
 اقل مخرج زوج چار ہیں چہرہ زوج کو چار سے ایک دیا تو باقی رہے تین دو چہرہ بیٹیوں پر سقیم ہیں ہوتے لیکن تین اور چہرہ میں تو افاق یا ٹنٹ ہر تو اس
 ترات کے دفع کو جو یہاں دوہو چار میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوے اب قسمت صحیح ہوگئی والا تفاق بل یا تین ضرب کل عدد رؤس ہم فیہ اسے
 المخرج المذكور کہ زوج و خمس ثبات فخرج ہر اربعہ للزوج واحد لبقی ثلثہ تبان الخمس فاضرب الاربعۃ فی الخمس بلع عشر من
 كان للزوج واحد اضرب فی المضروب لیکن خمسہ فی لوالباقی ثلثہ ضرب باقی المضروب بلع عشر فلیکن ثبات ثلثہ اور اگر باقی اور عدد
 رؤس میں تو افاق کی نسبت نہ ہو بلکہ تبان کی نسبت ہو تو وارثوں کے تمام عدد رؤس کو ضرب دیا جاوے گا مخرج مذکور میں چنانچہ زوج

دو ذوقین کے فرض کام میں مرد علیہ کے مسئلہ کو پانچ سو اسی۱۵۵ کے برابر ثابت ثبوت کی معنی ہیں زوجات سندس کی دفعہ ثبوتیں سندس کا چھڑ تو اس کے دو مثلت چار ہونے اور ایک سے
 ایک ہوا تو جمع فرضیں پانچ ہونے جس میں پانچ کو آٹھ میں ضرب کیا تو ہم ہونے یہ پنج ہزار فرض کا اب اس کے منصف ہر ایک کا حصہ ۴۰ میں سے بیان کرتا ہر شہم اضرب سهام میں
 لایر و علیہ و ہر شہم للزوجات فی حصہ مسئلہ میں مرد علیہ کن حصہ سے حق الزوجات الارباع من الاربعین بجز من لایر و علیہ کے سهام کو لینے زوجات کے ایک شہم کو
 مسئلہ میں مرد علیہ یعنی پانچ میں ضرب کر کے پانچ ہی حاصل ہونے سو ہی پانچ زوجات اربع کا حق ہر ۴۰ میں سے و اضرب سهام کل فریق من مرد علیہ وہ اربعہ لایر و علیہ
 و سهم للزوجات فیما لقی اسے سے السبۃ الباقیۃ من مخرج فرض من لایر و علیہ کن الثمانیۃ و عشرون و للزوجات سبۃ فاستقام فرض کل فریق کتہ
 منکر علی آخذ کل فریق نصف بالامول السبقۃ الاتیۃ فی باب الخانج تصحیح من الفتن واربعاۃ واربعمین اور سهام ہر فریق من مرد علیہ کو اور وہ سهام
 پانچ ہیں چار بیٹوں کے اور ایک شہم وادیوں کا ضرب کران سات میں جو فرض من لایر و علیہ کے مخرج سے باقی رہے حاصل ضرب ۲۵ ہونے ان میں سے بیٹوں
 کے ۲۸ شہم ہیں اور وادیوں کے سات شہم تو اب ہر فریق کا فرض حصہ راست ہو گیا لیکن ہر فریق کے فرد فرد پر راست نہیں ہوتا لہذا ہر فرد اس کی تصحیح کرنے ان
 سات قاعدوں سے جبکہ بیان آو گیا باب الخانج میں تصحیح ہو گا ہر فرد کا حصہ ایک ہزار اور چار سو اور ۴۰ شہم سے ہم باجماع بموجب قواعد مذکورہ کے ۱۴۰۰ سے زوجات
 اربعہ کا نصیب ۱۸۰ ہزار اور ہر زوجہ کا حصہ ۵۴ ہزار و نصیب بنات ۱۰۰۸ ہزار و ان میں سے ہر بیٹی کا حصہ ۱۱۲ ہزار و وادیوں کا نصیب ۵۲ ہزار و ہر وادی کا حصہ ۲۴ ہزار وانی
 الطحاوی مختصر الفرائض الاول سے من ثمانیۃ واربعمین و لولاء ثانیۃ الاطالعۃ لا وسعت الکلام تھا اور پہلا مسئلہ لینے ایک زوجہ اور چار جہدہ اور سات اخیا فی بیٹوں کا مسئلہ
 صحیح ہو جاتا ہوا ۴۸ سے اور اگر اطالع کلام کا خوف نہ تھا تو البتہ میں اس مقام میں وسیع کلام کرتا ہوں ۴۸ میں سے زوجہ کا حصہ بارہ ہزار و زوجات کا نصیب بھی بارہ
 ہزار ہر جہدہ کا حصہ تین ہزار و بیٹوں کا نصیب ۲۴ ہزار ہر ایک کا حصہ چار ہزار وانی الطحاوی

باب توریت ذوی الارحام

یہ باب ہر توریت ذوی الارحام کے مسائل میں ہم ضرب میں ہر کر رحم اصل میں منت ہر دلہ کا اور اسکا ظرف پھر قرابت اور وصلت من جہۃ الاولاد منی ہر ہم ہو گئی
 اس واسطے کہ رحم قرابت کا سبب ہو طحاوی نے کہا نف میں ذورم عبارت ہو صاحب قرابت کے مطلقا خواہ قرابت من جہۃ الاولاد ہو یا منہو جو کل قرابت لیس بذی شہم
 ولا عصبۃ فی قسم ثالث جینہ ذورم ہر ایک وہ قرابت والا ہو جو صاحب فرض اور عصبہ منہو تو ذورم وارتون کی تیسری قسم تھرا اسوقت میں ہم یہ اصطلاح شرعی
 بیان ہر اکثر صحابہ کرام مانند حضرات فاروق اور رضی اور ابن مسعود اور ابو عبیدہ اور عباس ذرا و رزاد اور ابن عباس بروایت مشہورہ رضی اللہ عنہم توریت ذوی الارحام
 کے قائل ہیں اور یہی قول ہوا ام و صاحبین اور ان کے تابعین کا اور زید بن ثابت اور ابن عباس بروایت مشاذہ میں میراث ذوی الارحام کے قائل نہیں ان کے نزدیک
 جب اصحاب فرائض اور عصبات منون تو متروکہ بیت المال میں رکھا جاوے اور یہی مذہب ہوا امام مالک رحمہ اور امام شافعی کا نفی کرینو الوان کی دلیل یہ ہر کہ حق
 نے آیت مؤثریت میں ذوی الفروض اور عصبات کا نصیب بیان فرمایا اور ذوی الارحام کے واسطے کچھ مذکور نہیں کیا اگر انکا حق ہوتا تو البتہ بیان ہوتا اور اثبات کرینو الوان
 کی دلیل آیت ہر رد او لا الارحام لضم او سے بعض نے کتاب اللہ چنانچہ استدلال اسکا مذکور ہو چکا کہ انہ الفرائض الشرعی مختصہ تمام فیہ ولا یرث مع ذی شہم
 ولا عصبۃ سو ذی الزوجین لہم الرغلیما اور ذورم وارت منین ہوتا صاحب فرض اور نہ عصبہ کے ساتھ سوای زوجین کے لینے زوجین اگرچہ صاحب فرض ہیں
 مگر ذورم ان کے ساتھ وارت ہوتا ہوا اس واسطے کہ انہ رد کرنا فرض نہیں فیما خذ المتقرو و جمیع المال بالقرابۃ تو انکا ذورم تمام مال کو لیکر قرابت کی وجہ سے
 ہم جمیع مال کے لینے میں اشارہ ہر کہ ارث ذوی الارحام کی عصبات کے مانند ہوا ان میں اقرب فالاقرب کا اعتبار ہوا اور قرب کا ہے ہوتا ہوا قرب درجہ سے اور گاہ
 فوت قرابت سے تو جیسے تعصیب میں بیٹا مقدم ہوا پراسطرح ذوی الارحام میں جہدیت کا مقدم ہوا اصل پر گنا فی الطحاوی و بحسب اقربہم الا بعد کریتبہ تعصیب
 اور ذوی الارحام کا قریب تر بعد شہد کا صاحب ہوتا ہوا عصبات کی ترتیب کے مانند جیسے عصبات میں اقرب با بعد کا صاحب ہوتا ہوا اسی طرح ذوی الارحام میں

اثر کے ہوتے البتہ وارث نہیں ہوتا نعم اگر لفظ اضمات جزا میت ثم اصل ثم جزا البویہ ثم جزا البویہ اور جزا البویہ تو کل ذوی الارحام چار قسم ہیں قسم اول میت کا جزا
یعنی میت کی اولاد و حضری چنانچہ نانی اور ناتن چکر قسم ثانی میت کی اصل یعنی نانا اور نانی نین چکر قسم ثالث میت کی والدین کا جزا یعنی بچا اور بچائی چکر قسم رابع
یعنی میت کی والدہ یعنی دادا اور نانا کی اولاد یا بچہ جن کا جزا یعنی وادی اور نانی کی اولاد چنانچہ تفصیل اسکی آگے آویں تین اور شرح میں و جینتہ لقدم جزا میت داعم
اولاد البنات و اولاد البنات الابن وان سفلا اور اسوقت میں یعنی جبکہ یہ قاعدہ ٹھہر کر ذوی الارحام میں جو میت سے قریب تر ہو وہ میت کا صاحب ہوتا ہے تو میت
کا جزا مقدم ہو گا میت میں ذوی الارحام کی اقسام میں اور جزا میت کا عبارت ہے بیٹیوں کی اولاد سے اور بیٹیوں کی اولاد سے خواہ مرد ہوں یا عورت اگرچہ وہ بچہ
درجہ ساقی اور نازل ہوں مگر اگر میت کی نانی یا پر ناتن ہو تو نانی یا پر ناتن میراث سے کی نانا اور نانی کو کچھ نہ ملے گا اس واسطے کہ جزا مقدم ہو اصل
پر عصبات کے مانند ثم اصل دم الجدا الفاسد والمجدات الفاسدات وان علوا کچھ اولاد میت کے بعد اصل میت کی مقدم ہوا میت کے اصول جدا فاسد اور جدات فاسد
ہیں اگرچہ بچہ درجہ عالی اور اپنے ہوں مگر جدا فاسد وہ جو قربت رکھے بواسطے عورت کے چنانچہ نانا اور نانا کا باپ اور جدہ فاسد وہ جو کبھی نسبت میں میت کی طرف جد
فاسد داخل ہو چنانچہ میت کے نانا کی ملن یا نانا کی نانی خلاصہ یہ ہو کہ اس قسم میں بھی اقرب فالقرب مقدم ہو قسم اول کے مانند مطلقا خواہ اقرب باب کی جہت سے
ہو خواہ ان کی محبت سے کہ نانی یا نانا کی نانی خلاصہ یہ ہو کہ اس قسم میں بھی اقرب فالقرب مقدم ہو قسم اول کے مانند مطلقا خواہ اقرب باب کی جہت سے
اولاد الابن ان نزول کچھ والدین میت کا جزا مقدم ہو یعنی کسی بیٹیوں یا بیٹیوں بیٹیوں کی اولاد اور خانی بچائی اور بیٹیوں کی اولاد اور اسکے بھائیوں یا بیٹیوں بچائیوں
کی بیٹیاں اگرچہ سافل اور نازل ہوں مگر یہ ذوی الارحام کی قسم ثالث ہوگی یا بیٹیوں بیٹیوں کی اولاد عام ہو خواہ مرد ہوں یا عورت یعنی بچائے اور بچائیوں
ذوی الارحام سے ہیں اور اسکے یا بیٹیوں بچائیوں کی بنات کی اس واسطے کہ عصبان کی کہ بھتیجیاں ذوی الارحام میں داخل ہیں اور بھتیجے عصبان میں سے ہیں چنانچہ
عصبان میں مذکور ہو گیا اور اختیاتی بچائی اور بیٹیوں کی اولاد مرد ہو یا عورت ذوی الارحام سے ہیں اصل اس قسم میں او سے بالمراث اقربا لے الیت ہو تو بچائی عورت
بچائی کی ابن البنت سے اور اگر درجہ میں برابر ہوں تو ولد عصبہ مقدم ہو ولد ذوی الرحم سے جیسے بچائی کی پوتی اور بیٹی کا مال کو بچائی کی پوتی کی بیٹی نہ ہوگا
نانی اس واسطے کہ پوتی ولد عصبہ ہو کہ نانی الطحاوی مختصر اول قدم الجدا علیہم خلافا لہما اور مقدم ہو نانا اپنے خوات کی اولاد اور بنات اخوة پر بخلاف صاحبین کے م
نام سے دور باتیں ہیں ایک روایت یہ ہو کہ نانا مقدم ہو نانی اور ناتن لیکن یہ روایت مشورین اور نہ اس پر فتوے ہو اور دوسری مشور روایت یہ ہو کہ نانی ناتن
نانا پر مقدم ہو اور نانا مقدم ہو بچائے اور بچائیوں اور بھتیجیوں پر اور اسی روایت پر فتوے ہو اور صاحبین کے نزدیک بچائے اور بچائیوں اور بھتیجیوں نانا پر مقدم
ہیں اور امام کا مذہب ذوی الارحام میں عصبان کے قیاس پر ہو اس واسطے کہ عصبان میں دادا مقدم ہو میت کے بھائیوں پر کہ نانی الطحاوی مگر جزا بویہ
بدیہ چکر جدین یا جدین کی اولاد مقدم ہو مگر یہ ذوی الارحام کی جو تھی قسم اسے آخر الذکورات جدین سے باپ کا باپ بیٹے دادا اور ان کا باپ یعنی نانا
مراد ہو اور جدین سے باپ کی مان یعنی وادی اور ان کی ان یعنی نانی مراد ہو مگر الاحوال والنکالات اور وہ ناموں اور خالہ ہیں مگر یہ لوگ مان کے
رشتہ دار ہیں ناموں تو بچائی ہیں میت کی مان کے اور خالہ بنیں ہیں اسکی تو اگر مان کے بھگے بچائی نہیں ہیں تو میت کے نانا کی طرف منسوب ہیں اور اگر مان
کے اختیاتی بچائی ہیں تو میت کی مان کی طرف منسوب ہیں کہ نانی الطحاوی والشرقی والاعمام الامم اور اختیاتی چچا ہیں یعنی میت کے باپ کے اختیاتی بیٹے مادری
بچائی ہیں امام ہیں مادری کی تین اس واسطے لگائی کہ گچا اور سوتلا چچا عصبان میں داخل ہیں نہ ذوی الارحام میں والعمامہ اور بھتیجیاں ہیں ذوی الارحام
سے مطلقا بھائیوں یا بیٹیوں یا مادری تو اگر کسی یا بیٹیوں بنیں ہیں باپ کی میت کے دادا کی طرف منسوب ہیں یا بیٹیوں پر ہی سے اور اگر میت کے باپ کی اختیاتی بنیں ہیں
تو وہ منسوب ہیں اسکی جدہ پوری کی طرف منسوب ہیں مگر خلاصہ یہ ہو کہ خوال اور خالات اور مات اور اعمام مادری درجہ میں ہیں اور بیٹیوں کی اقربا والدینوں و ان میں سے ہو کہ
ان میں سے جو نفر ہو گا جسے ان کا سچ ہو گا اور اگر چند لوگ ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ قرابت انکی متحد ہو یا نہیں اگر متحد ہو اس طرح کہ سبکی قرابت جنت پوری سے یا جنت مادری سے

شرحوں میں اسے یعنی میان نہایت مختصر مذکور ہوا مگر جب اصول میں اختلاف ہو ذکور اور انوث کا اعتبار کیا اور اختلاف
 اصول کا کچھ اعتبار نہیں کیا اور محمد نے اعلیٰ بلن مختلف پر میراث کو تقسیم کیا اور ہر اصل کا حصہ اسکی فرع کے واسطے مقرر کیا ہر قوت میں کی صورت مذکورہ میں ابوین
 کے نزدیک مال کی تین تہائیاں ہو کر دو تہائیاں ناثق کا بیٹا یا دو لگا اور ایک تہائی نانی کی بیٹی یا دو لگا برعکس قول محمد کے اور تعدد اختلاف بطون کی تفصیل محمد
 کے مذہب کے موافق اور ذوی الارحام کے احصاء اربعہ کے احکام جدا کا خطا وادی اور شروع سراجیہ میں مذکورین خون قطول کے صیب مترجم اسکے ترجمہ کرنے سے
 مدورہ زمین شمارا الاستقصاء فی شرح الیاد ہا اعتبار الفرع فقط اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد نے فقط فرع کا اعتبار کیا ہونا اصول کام میان ضمیر کا مرجع مقدم مذکور
 میں ہوا البکر مرجع ضمیر کا سراج الدین کے کلام میں مذکور ہر کذا فی الخطا وادی لکن قول محمد اشترکوا تین عن ابی حنیفہ رحمہ نے جمع ذوے الارحام و علیہ القدر سے کذا فی شرح البر
 نصفین لیکن محمد کا قول شورتر ان در وایتوں میں سے جو امام ابو یوسف سے مروی ہیں تمام ذوی الارحام میں اور اسی قول پر فتویٰ ہوا ایسا مذکور ہر سراجیہ کے معنی کی
 شرح میں ہم کہ کذا فی العالمگیریہ عن النکائی اور یہ بھی عالمگیری میں ہر امام اسیجائی کی مسوولین مذکور ہر ابو یوسف کا قول صحیح ہے کہ مذکورہ آسان تر ہر اور صاحب محیط نے کہا
 کہ شرح بخارائے ابو یوسف ہم کا قول یہاں اس قسم کے مسائل میں اور خطا وادی میں ہر کہ شرح بخار اور خوارزم نے ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا ہر ذوے الملحقہ و قبول محوطہ
 ملت عن ترک بنت شقیقہ و ابن و بنت شقیقہ کی قسم حاجت باہم قدر لواء و الفرع نے الاصول مختلف تصیر الشقیقہ کے تحقیقین مقیم المال بینہما نصفین
 ثم تقسم نصف الشقیقہ ذین اولادہا اثلاً اور ملتقی میں ہر کہ محمد رحمہ کے قول پر فتوے دیا جانا ہر مجھے سوال ہوا اس میت کا سلسلہ جسے اپنے گے بھائی کی بیٹی
 اور سگی بن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اسکا ترکہ کیونکر تقسیم ہو گا تو میں نے جواب دیا اس طرح کہ فقہانے شمار فرع کا اصول میں شرط کیا ہوئے
 اگر فرع متعد ہوگی تو اصل کو بھی متعدد قرار دینگے تو اسوقت میں سگی بن دو سگی بنوں کے مانند ہو جائیگی یعنی اسواسطے کہ اسکی دو فرع ہیں ایک بیٹا اور
 ایک بیٹی تو مال متروکہ میت کے گے بھائی اور سگی بن جو بمنزلہ دو بنوں کے ہوگی نصف نصف تقسیم ہوگا پھر سگی بن کا نصف اسکی اولاد میں تین تہائیاں
 ہو کر مقسوم ہوگا مگر یہ جواب بی ہر محمد کے قول پر انکا مذہب یہ ہو کہ اگر فرع میں تعدد نہیں ہو تو فرع میں اصول کی ذکورت اور انوث کا اعتبار کرے تین
 اور اگر فرع میں تعدد ہو چنانچہ ایک اصل کی دو فرع مذکور ہوں اور دوسری اصل کی دو فرع موث ہوں اور تیسری اصل کی ایک ہی فرع ہو تو یہاں اصل
 کی صفت اور فرع میں جمع کرینگے تو اصل کو متعدد قرار دینگے فرع کے تعدد کے سبب سے لیکن فرع کا نصف یعنی ذکورت اور انوث کا اصل میں اعتبار نہ کرینگے
 تو برابر اس قول کے چونکہ مسئلہ مذکورہ میں سگی بن کے دو فرع ہیں لہذا سگی بن کو بمنزلہ دو بنوں کے قرار دیا اور متروکہ نصف گے بھائی کو ملا اور نصف سگی بن
 کو پھر سگی بن کے نصف کی تین تہائیاں کر کے اسکی اولاد میں تقسیم کی دو تہائیاں بیٹا لگا اور ایک بھائی بیٹی کذا فی الخطا وادی ملقطان الموصنین :-
 فصل فی الفرع والفرع فی غیر ہم یہ فصل ہر ذو بنے والوں اور بھنے والوں وغیر ہم کے احکام میں ہم غرق جمع ہر غرق کی اور حرقی جمع ہر حرقی کی
 جیسے قتلے جمع ہر قتلے کی مراد اسے وہ لوگ ہیں جو مر گئے اور یہ معلوم نہیں کہ کون پہلے مرا چاہے ایک کشتی کے لوگ ساتھ ہی ڈوب گئے یا ایک گھر کے لوگ ساتھ ہی
 جل گئے یا پھر دیوار یا چھت گر پڑی یا مگر کے میں مقتول ہوئے اور موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہیں تو یہ قرار دیا جاوے گا کہ گویا وہ ساتھی ایک ہی ان
 میں مر گئے لاوارث ہیں الفرع والفرع فی الا اذا علم ترتیب الموت فی ثلث التاخر اور ذو بنے اور بھنے والوں میں باہم وارث ہونا نہیں یعنی ایک
 فرع دوسرے غرق کا وارث نہ ہو گا مگر جبکہ تقدم اور تاخر مردوں کا معلوم ہو جائے اسطرح پر کہ تین کے بعد مشہد واقع ہوا تو اب پچھلا مرد وارث ہوگا پچھلا
 مرد کے کام غرق اور انکے امثال کی پانچ صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہو کہ ان میں سے میت سابق بالیقین معلوم ہو اسکا حکم صحیح ہو کہ لاحق سابق کا وارث ہوگا دوسری
 صورت یہ ہو کہ میت سابق بالیقین معلوم تھا پھر اس میں مشہد پڑ گیا اسکا حکم یہ ہو کہ اسکی میراث موقوف رہیگی تا وقتیکہ مشہد نائل ہو کر یقین حاصل ہو یا وارث
 باہم صلح کر لیں اسواسطے کہ یاد آجائے سے مایوسی نہیں ہو تیسری صورت یہ ہو کہ میت سابق بالیقین معلوم ہو چو قحی صورت یہ ہو کہ سگی موت ساتھی ہو یا پھر بن صورت یہ

سبقت اور میت کی معلوم نہ ہونے کی پہلی تین صورتوں میں ایک دوسرے کا وارث نہ ہو گا کہ ان کی اخطاوی عن عجم زادہ محشی الشریعی فصول جلد اول اور اگر میت سالیق کی ذات معلوم نہ رہے مجبور ہو جائے لیکن اسی تین کے بعد العباس اور اشتباہ واقع ہوا اس کی ذات میں اور یہ دوسری صورت ہو مگر پانچ صورتوں کے جو مذکور ہو چکی ہیں کہ ان کی اخطاوی عن کل بالیقین ووقت مشکوک فیہ سے یقین اور اخطاوی عن الجمع تو دیا جائے ہر ایک کو یقین کے ساتھ اور جس میں شک پڑے وہ موقوف رہے یہاں تک کہ صاف ظاہر نہ ہو کہ اپنے یا پڑ جائے اشتباہ کے بعد یا ورثہ باہم صلح کریں کہ ان کی اخطاوی عن الجمع ثابت وافرہ العصف لکن نقل شیخ عن منہ السراج عن زید بن ابراہیم انہما اصابا فماتوا احدہما ولم یدر ایاہما ہو یحییٰ کا ہوا
اما ما یحقق التعارض بینہما وہو مخالفت الامر توہر میں کہ ہوں اور شرح مجمع کے قول مذکور کو مصنف نے اپنی شرح میں ثابت رکھا اور لیکن ہمارے استاد نے منہ السراج سے منسوب محمود اس قول کو نقل کیا ہے کہ دو شخصوں میں سے ایک شخص اول مرگیا اور یہ معلوم نہیں کہ دو شخصوں میں سے کون شخص پہلے مرا تو یہ پھر ایسا جدا ہو گیا کہ گویا دونوں باقی رہ گئے ثبوت تعارض کی وجہ سے دونوں میں اور یہ روایت مخالفت ہو مجھے کے قول کے جو گذر گیا تو اسکو سوچئے ہم منہ السراج میں صورت ثانیہ کا ذکر ہے اور جو شرح مجمع سے ہوا وہ صورت ثانیہ ہو تو متناہی اور مخالفت دفع ہو گیا کہ ان کی اخطاوی عنی صورت ثانیہ میں میت سالیق کا علم بالیقین ہے اور ضرورت ثانیہ میں علم علی التیقین کے بعد اشتباہ واقع ہوا تو اب مخالفت تو یقین باقی نہ رہا واذالم علیہم تہم تقسم مال کل منہم علی ورثتہ الا حیا را ذلہا وارث بالثبوت وجبکہ اموات مذکورین کی ترتیب معلوم نہ تو ہر ایک میت کا مال ان لوگوں میں سے ان کے زندہ وارثوں پر تقسیم کیا جائے اس واسطے کہ اموات مذکورین کا باہم وارث ہونا نہیں شک کے سبب سے ہم نے استحقاق میراث کے سبب میں یہاں تک واقع ہو کر نہ تو استحقاق کا سبب ایک کی زندگی ہو دوسرے کی موت کے بعد اور وہ بالیقین معلوم نہیں اور جب تک سبب یقین نہیں استحقاق میراث کا متحقق نہیں اس واسطے کہ ثبوت سبب کا شک متصور نہیں کہ ان کی اخطاوی عنی فرائض شریفی میں ہر کو صریح کہنے الیامہ کے مقتولین میں ایلیح کا حکم کیا ہے زندوں کو مردوں کی میراث دلائی اور ایک میت کو دوسری میت کی میراث نہیں دی اور جبکہ عوس میں وہاں سے لوگ سرگئے تو عنہ فاروق نے ایلیح حکم کیا اور علی بنی نے بھی یقین اور جمل کے مقتولین میں یہی حکم جاری فرمایا ائمہ والکافر میراث بالنسب السبب کا مسلم اور کافرانہ ہونا میراث کی وجہ سے مسلمان کے مانند ہے کافر میراث مسلمین کے احکام جاری ہونگے فرض اور غصب اور عدم کے طریق سے جبکہ کفار حکام مسلمین کی طرف سے مرا فہرین اور ذرہ بیت اور اعتنا کے احکام کہ ان کی اخطاوی عنی وواجمع لہ قرابتان لو تفرقنا فی شخصین جب احبہا الاخر فاندیرث بالحقاب اور اگر کافرین دو ایسی قرابتیں جمع ہوں کہ اگر وہ قرابتیں دو شخصوں میں جدا جدا ہوتیں تو ایک شخص دوسرے کا صاحب ہو تو تو وارث ہو گا صاحب قرابت کی وجہ سے ہم چنانچہ مجوسی نے اپنی مان سے نکاح کیا اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی تو یہ بیٹی اس مجوسی کی اختیانی بن ہوئی اور بیٹی بھی اور بیٹی بھی اختیانی بن کی حاجت ہوئی اور قعدہ مجوسی کی وارث ہو گئی بیٹی ہوئی کی وجہ سے اور مجوبہ نوگی اختیانی بن ہونے کی راہ سے وان لم یحب احدہما الاخر فیرث بالقرابتین عندنا لکما قدمنا اور اگر ایک شخص دوسرے شخص کا صاحب ہو تو کافر وارث ہو گا دونوں قرابتوں کی وجہ سے ہم حنفیوں کے نزدیک چنانچہ عینہ اسکو آگے ذکر کر دیا ہے اب عوں سے پہلے ہم صورت ان کی یہ ہے کہ مجوسی نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا سو اس سے فرزند پیدا ہوا تو یہ عورت اس کی مان ہے اور سو بیٹی بن بھی ہو تو وہ دونوں وجہ سے فرزند مذکور کی وارث ہوگی تو ان ہنگی راہ سے متناہی مزدک پاؤگی اور بن ہونے کی وجہ سے نصت ترک لگی ولایرثون بانکحہ مستحکمہ عندہم لیسے مخلو ہنا کتزوج مجوسی اسے لان النکاح الفاسد لا یرث التوارث بین المسلمین فالایویہ بین المجوس کذا فی الجوزہ قال وکل نکاح لاسلم لایقران علیہ توارثان واما فلما ائمتہ وصحیحہ الطہیریہ اور کفار وارث نہیں ہوتے من حیث الزوجیۃ ان نکاحوں کی وجہ سے جو ان کے نزدیک حلال ہیں یعنی جن نکاحوں کو وہ حلال جانتے ہیں جیسے مجوسی کا نکاح کرنا اپنی مان سے اس واسطے کہ فاسد نکاح در میان مسلمین کے توارث کا موجب نہیں تو اسی طرح مجوس میں بھی باہم میراث کا موجب نہ ہو گا کہ ان کی اخطاوی عنی اس کے مصنف نے کہا کہ کافروں میں جو نکاح ایسا ہو کہ اگر زوجه اور زوج مسلمان ہوں تو اسی نکاح پر ثابت رکھے جادین تو باہم وارث ہونگے اور جس نکاح پر بعد اسلام کے ثابت نہ رکھے جادین تو باہم وارث نہ ہونگے ائمہ مانی انجورہ اور اسی قول کو صحیح کہا ہے طہیریہ میں ویرث ولد الزنا واللعان بکویتہ الاہم فقط اما نہ متناہی العصبات انہ اب لہما اولد الزنا واولد اللعان فقط اپنی مان کے وجہ سے وارث ہو گا اس واسطے کہ جتنے عصبات کے بیان میں ذکر کر دیا ہے کہ ان دونوں کا

باب مین بے احکام شرعی مین نہ واقع مین ہم تو اگر دلہان کا اختیاری بھائی ہو نکاح سے یا زنا سے تو یہ بھائی اس کا حصہ نہ ہوگا بلکہ بادی بھائی کی طرح
 لے گا تو صاحب فرض ہوگا اور دلہان کی ارٹ اس کی مان سے کی فرما اور رد اور اگر ان منقوتان کے ذوی الارحام وارث اسکے ہو گئے کذا فی الطحاوی وقت
 الحمل خط ابن واحد و نسبت واحدہ ایما کان اکثر علیہ الفتی سے لاء الغائب و کلون احتیاطا اور اٹھا رکھا جائے حمل کے واسطے ابن واحد یا نسبت واحد
 کا حصہ ان سے جس کا حصہ زیادہ حمل ہو وہی منقوت رہیگا اور اسی قول پر فتویٰ ہو اس واسطے کہ ایک ہی بچہ پیدا ہونا اکثر ہوتا ہو اور دائون سے اس قدر حصہ
 حاصل کیا جائے احتیاط کی راہ سے یعنی تافضی ضامی سے تاکہ وارث اس کو صرف نہ کر دلائل مام اہل علم کے نزدیک حمل کی واسطے چار بیٹیوں کا حصہ اور عہد کے نزدیک تین
 بیٹیوں کا حصہ اٹھا رکھا جائے اور ابویہ سے نزدیک ایک بن یا نسبت کا حصہ منقوت رہیگا اور یہی قول اصح اور مفتی بہ ہو اس واسطے کہ غالب عادت یہی ہو کہ لفظ ابن
 مین مین پیدا ہوا تو ایک تو اکثر بنی ہوگا جب تک سکا خلاف ظاہر نہ ہو کذا فی السراجیہ و شرھا لیب کا تو ترک ابون و متبادر و وجہ جیسے فان السلسلہ من اربعہ و عشرين ان فرض
 اصل ذکر اول بقدر عشرين ان فرض انشے لان البنین انشیں چنانچہ اگر مرد نے اپنے والدین اور ایک بیٹی اور زوجہ حامل کو چھوڑا تو مسئلہ صحیح ہوگا جو میں سے
 ارٹ کے بچے کو مرد فرض کیجے اور چھوٹے بچے کو لے کر لے گا، م کی طرف اگر اس کو عورت فرض کیجے اس واسطے کہ وہ بیٹیوں کے واسطے دو متائیان فرض ہیں م ۲۴ سے
 اس واسطے مسئلہ پھر اگر مرن زوجہ کا والدین کے سر میں کے ساتھ قتل ہو تو اگر کچھ مرد ہو تو زوجہ کا حصہ تین سم ہیں ۲۴ سے اور والدین کا حصہ اٹھ سم ہیں چار مان چار پ
 کے باقی رہے تیرہ وہ بھائی مین کے ہیں لہذا کرشل خط الانشیں اور صحیح ہوگا ۲۷ سے اور اگر کچھ عورت ہو تو دونوں بیٹیوں کو اپنے چاہیں اسلئے مسئلہ عدول کر گیا ۲۷ کے
 ان وقت قلت ہوا طے کون اھل من المیت والامتنہ کثیرہ مین کتا ہوں یہ مثال اس تقدیر پر حمل میت سے ہوا اگر حمل غیر میت سے ہو تو اس کی مثالیں بہت کثرت سے
 بن مثل لضم ہم و تار شامہ تبع ہر مثال کی شرح کی عبارت اس کی موم ہو کہ جس تقدیر پر حمل میت ہو تو اس کی یہی مثال خاص ہو جس کو شام نے ذکر کیا اور حالانکہ ایسا نہیں ہو
 لڑائے الطحاوی کا تو ترک زوجہ کا ما قبلہ الزوج النصف وللہام الثلث و لھل ان قدر ذکر السوس لاء عصیت بقدر انشی لضر من النصف و قول لھما نیکہ کلا لیکے
 چنانچہ ایک عورت نے اپنا زوج اور اپنی ان حامل کو چھوڑا تو زوج کا حصہ نصف ہو اور مان کا حصہ متائی ہو اور حمل کو اگر مرد فرض کیجے تو سب حصہ اس واسطے کہ وہ
 حصہ ہر باقی ال یا دیگا تو حمل کو عورت فرض کر نیگے تاکہ وہ مین ہوا اور اسکے واسطے نصف مرقہ مقرر ہوا اور عدول کر گیا یہ مسئلہ آٹھ کی طرف چنانچہ مخفی مین ہم مین
 چہ سے ہر نصف اور ثلث کے صحیح ہو جانے سے اور عدول کر گیا آٹھ کی طرف نصفین اور ثلث کے اجماع سے کذا فی الطحاوی قلت و لھم ان لو کان علی احد التقديرین ارث
 و علی الاخر لھم و اخرین لام فان قدر ذکر لھم بہن رستہ فی بنی ان بقدر ثلثہ و قول لستہ احتیاطا مین کتا ہوں اور مین نے مین دیکھا اس مسئلہ کا حکم کہ اگر بیٹ کا بچہ ایک
 تقدیر پر وارث ہو اور دوسری تقدیر پر وارث نہ ہو چنانچہ مثال مذکور کے وارث اور دو اختیاری بھائی یعنی ایک عورت مرن گئی زوج اور حاملہ مان اور دو اختیاری بھائیوں کو
 چھوڑ کر تو اگر حمل کو مرد فرض کیجے تو اسکے واسطے کچھ باقی نہ رہیگا تو لائن بقوا عدیہ ہو کہ اس کو عورت فرض کیجے احتیاط کی راہ سے اور عدول کر گیا مسئلہ نو کی طرف ہم مسئلہ
 دس ہائے کے اس میت کا ہو جو بعد اسکے مذکور ہوگی مرد فرض کرنے مین اس واسطے حمل کے واسطے کچھ باقی نہ رہیگا کہ زوج کا فرض حصہ نصف ہو اور مان کا سب سے ہوا اختیاری
 بھائیوں کا ثلث ہو چھ بھائیوں کے مستوفی و بفرض ہو یا تو بھائی جو عصبہ ہو سابق ہو گیا اور حمل کو عورت فرض کیجے تو سب سے ہر سبب اجماع نصف اور سدس کے اور عدول
 کر گیا نو کی طرف نصف زوج کا اور نصف گئی مین کا اور سدس مان کا اور ثلث اختیاری بھائیوں کا تو حمل کے واسطے تین سم اٹھا رکھینگے تو مین سے کذا فی الطحاوی تبصر
 مین ابویہ مال سے و حاملہ ان مات بان ظہر بہ و دان ولدت بمالہ الثلث یقدرہ اور ہم ہائے مین کما اور حاملہ اگر لڑا جائے تو وہ لڑکا وارث نہ ہو اور اگر لڑکی جائے تو اسکے
 واسطے متائی مرن ہم یہ وہ مسئلہ جس کو شام نے ابھی ذکر کیا ثلث نصف حامل ہو اس واسطے کہ تین متائی ہو تو نو کی کذا فی الطحاوی۔

فصل فی المناجات یہ فصل ہر مناجات مین مناسخت مین عبارت ہوا زار اور تکریر اور نقل اور تحویل سے اور اصطلاح فساد نص مین مناسخت ہو
 کہ لیس باطن دائون کے سہارے پھیلوان کی طرف منقول ہو جاوین بوجہ استحقاق یعنی ورثہ کے وارثون کو دینے جاوین کذا فی الطحاوی

اب میں اپنے احکام شرعی میں نہ واقع میں تو اگر دلدار کا اخیانی بھائی ہو نکاح سے یا زنا سے تو یہ بھائی اس کا حصہ نہ ہوگا بلکہ ماورای بھائی کی ہوتی ہے
 کے کا تو صاحب فرض ہوگا اور دلدار کا ان ارث اس کی بان سے گی فرما اور دلدار کا ان ارث ان کے ذوی الارحام وارث اسکے ہونگے کذا فی الطحاوی وقت
 لحمل خط ابن واحد و نسبت واحدہ انہما کان اکثر علیہ الفتر سے لائے الغالب و کھلون احتیاطاً اور اٹھار کا جاسے حمل کے واسطے ابن واحد یا نسبت واحد
 کا حصہ ان میں سے جس کا حصہ زیادہ محمل ہو وہی سو قوت رہیگا اور اسی قول پر فتویٰ ہوا اس واسطے کہ ایک ہی بچہ پیدا ہونا اکثر ہوتا ہے اور دھون سے اس قدر خط کا
 خاص لیا جاسے احتیاط کی راہ سے لینے خاص فی مناسبت سے تاکہ وارث اس کو مرد نہ کر دالین مام اظم کے نزدیک حمل کیواسطے چار بیٹوں کا حصہ اور عمر کے نزدیک تین
 بیٹوں کا حصہ اٹھار کا جاسے اور ابو یوسف کے نزدیک ایک یا نسبت کا حصہ سو قوت رہیگا اور یہی قول صحیح اور مفتی برہ اس واسطے کہ غالب عادت یہی ہے کہ اگر ملین صاحب
 میں میں پیدا ہوگا ایک تو اکثر برہنی ہوگا جب تک سک خلات ظاہر ہو نہ کذا فی السراجیہ و شرعاً البی کا لو ترک ابون و متبادر و تہی جیل خان السنتین اربعہ و عشرين ان فرض
 عمل کر کے بقول بیعتہ و عشرين ان فرض انہ لانی السنتین انہین چنانچہ اگر مرد نے اپنے والدین اور ایک بیٹی اور زوجہ حامل کو چھوڑا تو مسئلہ صحیح ہوگا جو میں سے
 ارث کے بچے کو مرد فرض کیجئے اور چوبیس عول کرینگے ۲۴ کی طرف اگر اس کو عورت فرض کیجئے اس واسطے کہ دو بیٹیوں کے واسطے دو تہائی ان فرض ہیں م ۲۲ سے
 اس واسطے کہ اگر مرد نے زوجہ کا والدین کے سر میں کے ساتھ غلط ہو تو اگر بچہ مرد ہو تو زوجہ کا حصہ تین سہم ہیں ۲۲ سے اور والدین کا حصہ اٹھ سہم ہیں چار مان چار پام
 کے باقی رہے تیرہ بھائی بہن کے ہیں لہذا کرشل خط الانشیں اور صحیح ہوگا ۲۴ سے اور اگر بچہ عورت ہو تو دونوں بیٹیوں کو اسیسے چاہیں اسلئے عول کرینگے ۲۴ کے
 طرف قلت ہوا اسلئے کون الحمل من الیت والا فستکثر تین کہتا ہوں یہ مثال اس تقدیر پر ہے کہ جب حمل میت سے ہوا اگر حمل غیر میت سے ہو تو اس کی مثالین بہت کثرت سے
 میں مثل لیمیم و ثار شہدہ حج و مثال کی شج کی عبارت اسکی موم ہو کہ جس تقدیر پر حمل ہو تو اسکی یہی مثال خاص ہو جسکو شج نے ذکر کیا اور حالانکہ ایسا نہیں ہوگا
 کذا فی الطحاوی کا لو ترک زوجہ و جاداً ما علی فلزوج النصف و للام الثلث و لحمل ان قدر ذکر السرس لائے عقبہ بقدر انتی لیفر من النصف و قول انہما لایک
 چنانچہ ایک عورت نے اپنا زوج اور اپنی ان حامل کو چھوڑا تو زوج کا حصہ نصف ہو اور مان کا حصہ تہائی ہو اور حمل کو اگر مرد فرض کیجئے تو سب حصہ ہوا اس واسطے کہ
 حصہ ہوا باقی یا لیا گیا تو حمل کو عورت فرض کرینگے تاکہ وہ میں ہوا اور اسکے واسطے نصف متروکہ مقرر ہوا و عول کرینگا یہ مسئلہ اٹھ کی طرف چنانچہ مفتی مینیم و م سنا
 چہ سے نصف اور ثلث کے جنج ہو جانے سے اور عول کرینگا اٹھ کی طرف نصفین اور ثلث کے اجتماع سے کذا فی الطحاوی قلت و لم ار الوکان علی احد التقديرین ارث
 علی الاثر لاکم و اخرین لام فان قدر ذکر الم بین رہے نصفین ان بقدر لائے و قول لستہ احتیاطاً میں کہتا ہوں اور میں نے نہیں دیکھا اس مسئلہ کا حکم کہ اگر بیٹ کا بچہ ایک
 تقدیر پر وارث ہو اور دوسری تقدیر پر وارث نہ ہو چنانچہ مثال مذکور کے وارث اور دواخیانی بھائی لینے ایک عورت مرگی زوج اور عالم مان اور دواخیانی بھائیوں کو
 چھوڑ کر اگر حمل کو مرد فرض کیجئے تو اسکے واسطے کچھ باقی نہ رہیگا تو لائق بقواعد یہ ہو کہ اس کو عورت فرض کیجئے احتیاط کی راہ سے اور عول کرینگا مسئلہ نو کی طرف م سنا
 یہ سنا کہ اس بہت کا جو جو بد اس کے مذکور ہوگی مرد فرض کرنے میں اس واسطے حمل کے واسطے کچھ باقی نہ رہیگا کہ زوج کا فرض حصہ نصف ہو اور مان کا سب ہوا و دواخیانی
 بھائیوں کا ثلث ہو پھر جبکہ ترک متفرق فیروض ہو گیا تو بھائی جو عصبہ ہو ساقط ہو گیا اور حمل کو عورت فرض کیجئے تو مسئلہ چہ سے ہو سبب اجتماع نصف اور سب کے اور عول
 کرینگا نو کی طرف نصف زوج کا اور نصف سگی بہن کا اور سب مان کا اور ثلث اخیانی بھائیوں کا تو حمل کے واسطے تین سہم اٹھار کھینگے تو میں سے کذا فی الطحاوی متفرق
 علی الویاتیہ نال سے و عالم ان مات بائن لم یث و دان ولدت متاملاً الثلث یقدرہ اور سبائی میں کہا اور عالم اگر لڑکا جنے تو وہ لڑکا وارث نہ ہوا اور اگر لڑکی جنے تو اسکے

واسطے متائی متفرق م سنا یہ وہ مسئلہ ہو جسکو شج نے ابھی مذکور کیا ثلث نصف حامل ہو اس واسطے کہ تین متائی ہو تو نو کی کذا فی الطحاوی
 فصل فی المناجات یہ فصل ہر مناسجات میں م مناسختہ میں عبارت ہوا لار اور تفسیر اور نقل اور تحویل سے اور اصطلاح فساد فی من مناسختہ ہو
 اربنس اہل دار ثون کے مقام آئے پھلوں کی طرف منقول ہو جاوین وجہ استحقاق لینے ورثہ کے وارثوں کو جو بے جا دین کذا فی الطحاوی

یعنی ترکہ بنو زکریا کا وارث نہ رہا تو اس کے حصے کو اس کے وارث کی طرف منتقل کرنا اسی کا نام مناسخ ہوا۔ بعض اورتہ قبل النکاحہ للترکہ صحیح المسلمین
 الاولیٰ و اعلیٰ مقام کے وارث بقضا وارث نہ گیا تو ترکہ متبرک ہونے سے پہلے پہلے مسئلہ کی تصحیح کی جائے گی اور ہر وارث کے سهام دیے جائیں گے۔ تصحیح مسئلہ
 سے عبارت ہے کہ سهام دیے جائیں گے۔ تصحیح پر کسی وارث پر کسر واقع نہ ہو کہ اسے الشرع فی تصحیح مسائل کے ساتھ قاعدہ کے ہیں آگے معلوم ہو گئے
 ثم الثانیہ پھر دوسرے مسئلہ کی تصحیح کی جائے گی پہلے مسئلہ کے بعد تصحیح اول اور تصحیح ثانی کے لئے ایذا میں نظر کرینگے تو یہ نظر میں حال سے خالی نہیں یا
 دونوں میں ایذا میں مماثلت ہوگی یا موافقت یا ممانعت انکی مثالیں آگے معلوم ہونگی الا اذا اختلفا مکانات عن عشرة بین ثم مات احدہم عنہم مگر جبکہ
 دونوں مسئلوں کی تصحیح متحد ہو تو مسئلہ ثانیہ کی تصحیح کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ ایک شخص سرگیا دس بیٹے چھوڑ کر پھر اس کے بوائے میں سے ایک بیٹا سرگیا کو نکال چلا
 م دس بھائی گئے ہوں یا سوتیلے تمام متروکہ کو نکال یوں پر تقسیم ہوگا ایک ہی بارگیا کر میت ثانی موجود ہی نہ تھا اس واسطے کہ اگر اول دس حصے کیے پھر ایک
 حصہ کا حصہ نو کر دیجے تو تغیر بلا طائل ہو فان استقام نصیب المیت الثانی علی ترکہ بقضا نفقت پھر مسئلہ ثانیہ میں اگر میت ثانی کا حصہ
 مستقیم ہو گیا اس کے ترکہ پر لینے اس کے وارثوں پر بلا کسر مقسوم ہو گیا تو میت خوب اور بہتر ہوا م اور ہم ایک مثال مذکور کر رہے ہیں جس میں احوال مذکور سے
 استقامت اور توافق اور تباہی جمع ہو کہ یہ کہ ایک عورت زوج اور بیٹی اور مان کو چھوڑ کر مری پھر زوج قبل از میت متروکہ ایک زوجہ اور والدین کو چھوڑ
 کر پھر بیٹی و ماں اور ایک بنت اور اس جدہ کو چھوڑ کر مری جو میت اول کی ماں اور پھر جدہ لینے ثانی زوج اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر مری جو میت ثانی استقامت
 کی مثال اور میت ثالث موافقت کی مثال اور میت رابع ممانعت کی مثال اور پھر جب ہم نے عمل مذکور کا ارادہ کیا تو پہلے میت اول کا مسئلہ تصحیح کیا اور
 ہر وارث کو اس کے سهام دیے پھر ثانی مسئلہ کی تصحیح کی اور میت ثانی اور اس کی تصحیح میں تامل کیا تو مسئلہ اول کے تصحیح بارہ سے ہوئی نصف اور ربع اور سدس
 کے اجتماع سے اور اس مسئلے میں رد فرض کرنا ہو گا زوج کے تین سهم اور بنت کے چھ اور ماں کے دو ایک سهم باقی رہا اسکو بیٹی اور ماں پر بقدر ان کے سهام کے
 رد یکس تو اب اس عمل کی حاجت پڑی جو رد فرض میں سابق مذکور ہو چکا اس واسطے کہ اس مسئلہ میں من یرو علیہ کے وجوب کے ساتھ من لا یرو علیہ جمع ہوا یعنی بنت
 اور ام کے ساتھ زوج جمع ہو تو زوج کا حصہ اقل خارج سے لینے چار سے دیا اور مسئلہ من یرو علیہ بھی چار ہو اس واسطے کہ اگر ربع سے قطع نظر کیے تو مسئلہ چار
 پر نصف اسکا تین سو بنت کا فرض ہو اور سدس اسکا ایک سو وام کا حصہ ہو تو من یرو علیہ کا مسئلہ چار ہو اور بدی اعطاء نصف زوج کے جو تین باقی رہے وہی
 من یرو علیہ کے مسئلہ پر مستقیم نہیں تو من یرو علیہ کے مسئلہ کی لینے چار کے ضرب کرنے کی حاجت پڑی من لا یرو علیہ کے فرض کے مخج میں اور وہ مخج بھی چار ہو
 تو چار کو چار میں ضرب کرنے سے ۱۶ حاصل ہوئے تو زوج کا حصہ ایک تھا چار سے جب اسکو مسئلہ من یرو علیہ میں لینے چار میں ضرب کیا تو چار ہی ہوئے اور
 من یرو علیہ کا حصہ مخج فرض کے باقی میں ضرب کیا گیا تو ماں کا حصہ ایک تھا چار سے جب اسکو تین میں جو باقی ہو مخج سے ضرب کیا تو تین ہی حاصل ہوئے
 اور بیٹی کا حصہ تین تھا جب اسکو تین میں ضرب کیا تو نو حاصل ہوئے تو اس تقیم سے زوج کو چار سهم حاصل ہوئے اور ماں کو تین اور بیٹی کو نو پھر جب ہم نے
 میت ثانی کے مسئلے کی تصحیح کی لینے زوج کی تو چار سهم سے اسکی تصحیح پائی اس واسطے کہ اسکی زوجہ کا ربع ہو اور اسکی ماں کا حصہ باقی مال کی تہائی ہو اور
 اس کے باپ کا حصہ دو تہائی ان پھر جب ہم نے زوج کی ماں ایذا میں من نظر کی تو چار سهام پائے سو اس کے وارثوں پر بلا کسر مستقیم ہیں انہیں سے زوجہ کا ایک سهم
 اور ماں کا ثلث باقی لینے ایک سهم اور باپ کے دو ثلث لینے دو سهم تو اس تصحیح میں ضرب کرنے کی حاجت نہ پڑی اور مسئلہ اور دو سہل سولہ سے جمع ہو گیا
 کہ انانہ الطحاوی و الشرع فی وان لم یستقم فان کان بین سہامہ و مسئلہ موافقت ضربت و فحق التصحیح فی کل التصحیح الاول اور اگر میت
 ثانی کا حصہ مستقیم نہ ہو اس کے وارثوں پر سوا کر میت ثانی کے سهام میں اور اس کے مسئلے میں موافقت ہو تو تصحیح کے وقت کو تصحیح اول کے سهام میں تو فرض
 کر گیا مثال اسکی وہ میت ہو صورت مذکورہ میں جو کہ وہاں اور ایک بنت اور ایک جدہ چھوڑ کر مری تو یہ مسئلہ چھ سے ہو جدہ کا ایک سہل سولہ

یعنی ایک سہم اور باقی پانچ روپے کے ہیں یعنی چار سہم دو بیٹوں کے اور ایک سہم بیٹی کا تو لڑکی کے نانی الیدین جو نوین اور اسکے سہلے میں جو بیٹے ہیں ان کے
 مرثیت بالست پائی اور مسئلہ ثانیہ کا ثلث دو ہوتا اس کو ضرب کیا جمع تصحیح اول میں جو سولہ بیٹے تو حاصل ہوئے ۲۲ جبکہ سہام سولہ سے تھے یعنی مرثیت اول کے ورثہ
 کے لئے دو گونہ میں ضرب کیا اس واسطے کہ دو دفعی مرثیت اول کے سہلے کا اور جبکہ سہام چھ سے ہیں یعنی مرثیت ثانی کے ورثہ کے تو وہ لیکھا تین میں ضرب کے اس واسطے کہ
 تین مرثیت ثانی کے نانی الید کا دفعی مرثیت اول کی مان کے تین سہم تھے سولہ سے جب انکو دو بیٹے ضرب کیا چھ حاصل ہوئے تو یہ مان کا حصہ ہوا اور زوج کے چار تھے
 سولہ سے انکو دو میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے تو یہ زوج کا حصہ ہوا اور یہ آٹھ کی تقسیم زوج کے وارثوں پر بھی مستقیم ہو آئین سے زوجہ کے دو سہم اور اسکے باقی چار سہم
 ایک ان کے دو سہم اور مرثیت ثانی کے مسئلہ سے جبکہ کا ایک سہم تھا اس کو تین میں ضرب کیا تین ہی حاصل ہوئے اور مرثیت ثانی کی اولاد کے پانچ سہم تھے انکو تین میں ضرب کیا وہ اصل
 روئے زمین سے ہر سہم کا حصہ چھ ہوا اور بیٹی کا تین تو ۳۲ کی تقسیم صحیح ہوئی کو نانی الطحاوی والشریفی بتقطا والا یکن مینما موافقت بل مہانیہ ضربت کل لسانی
 فی کل الاول تحصیل مخرج المسکتین اور اگر مرثیت ثانی کے سہام میں اور اسکے سہلے میں موافقت نہ ہو بلکہ بیانت ہو تو ضرب کر لگا تو جمع تصحیح ثانی کو تمام تصحیح
 اول میں حاصل ہوگا دونوں مسکون کا مخرج یعنی علی تقدیر موافقت دفعی تصحیح ثانی کی ضرب سے اور علی تقدیر البہانیہ کل تصحیح ثانی کی ضرب سے تصحیح ثانی کو تمام
 موافقت اور بیانت کے دونوں مسکون کا مخرج حاصل ہوگا بیانت کی مثال صورت مذکورہ میں وہ جدہ اور زوج اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر گئی اور اسکے
 باقیہ میں نو سہم ہیں چھ سہم اپنے اپنی بیٹی سے جو مرثیت اول ہو پائے اور تین سہم اپنی نانت سے جو مرثیت ثالث ہو پائے چنانچہ غنقریب مذکور ہو چکا اور مسئلہ جدہ
 کی تصحیح چار سے اس واسطے کہ زوج کا حصہ نصف ہو تو اصل مسئلہ ہوا دو سے اس کا نصف زوج کو دیا یعنی ایک دو سے تو باقی رہا ایک وہ دو بھائیوں مرثیت میں
 ہر سہم بیانت کی وجہ سے تو بھائیوں کے روپے کو اس کو اصل مسئلہ ہوا دو سے اس کا نصف زوج کو دیا یعنی ایک دو سے تو باقی رہا ایک وہ دو بھائیوں مرثیت میں
 کے باقیہ میں نو سہم ہیں اور نوین اور چار میں بیانت ہو تو تصحیح ثانی یعنی چار کو تصحیح اول یعنی ۲۲ میں ضرب کیا حاصل ہوئے ۲۸ تو جبکہ حصہ ۳۲ میں تھا وہ حصہ چار میں
 یعنی مسئلہ جدہ میں ضرب کیا جائیگا اور جبکہ حصہ چار میں ہو وہ جدہ کی نانی الید یعنی نوین میں ضرب کیا جائیگا سو مرثیت ثانی جو زوج اور مرثیت اول کا اس کی دوسری زوجہ کا
 حصہ دو تھا وہ ۲۲ سے اس کو چار میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے اب اس کا یہ حصہ ہوا اور مرثیت ثانی کی مان کا بھی حصہ دو تھا اس کو بھی چار میں ضرب کیا آٹھ ہوئے یہ اس کی
 مان کا حصہ ٹھہرا اور مرثیت ثانی کے والد کے سہام چار میں ضرب کیا چوبیس حاصل ہوئے یہ حصہ ٹھہرا ہر ایک فرزند کا اور مرثیت ثالث یعنی مرثیت اول کی نبت کے دونوں
 فرزندوں کا حصہ چھ چھ ۲۲ سے چار میں ضرب کیا چوبیس حاصل ہوئے یہ حصہ ٹھہرا ہر ایک فرزند کا اور مرثیت ثالث کی نبت کا حصہ تین تھا اس کو چار میں ضرب
 کیا بارہ حاصل ہوئے یہ اس کا حصہ ہوا اور مرثیت راج یعنی جدہ مذکورہ کے زوج کا حصہ دو سہم تھے چار سے جب انکو ضرب کیا جدہ کے مانے الید یعنی نو سے تو انھارہ
 حاصل ہوئے یہ اس کا حصہ ہوا اور جدہ کے ہر بھائی کا ایک سہم تھا اس کو بھی نو میں ضرب کیا تو نو حاصل ہوئے تو ہر بھائی کا حصہ تو نو سہم کا ہوا اگر انہ الشریفی والیطحاوی
 بتقطا والا ضرب سہام ورثہ المیت الاول فی المضروب ای نے تصحیح الٹا نے اونے وقفہ سو حصول مخرج کے بعد ورثہ مرثیت اول کے سہام
 ضرب کرے تو مضروب میں یعنی تصحیح ثانی میں بیانت کی تقدیر پر یا تصحیح ثانی کے وفق میں موافقت کی تقدیر پر ہم تو ہر وارث کے سہام کے ضرب کرنے
 سے اس مضروب میں ہر ایک کا حصہ حاصل ہوگا مبلغ مذکور سے چنانچہ ہر ایک کا حصہ جدا جدا بطریق ضرب مذکور کے خصل مذکور ہو گیا مسئلہ سابقہ میں و
 سہام ورثہ المیت الثانی فی کل فی یدہ اونی وقفہ من تصحیح الاول اور مرثیت ثانی کے وارثوں کے سہام کو ضرب کرے مرثیت ثانی کے تمام
 یعنی الید میں علی تقدیر البہانیہ تصحیح اول کے وفق میں ضرب کرے علی تقدیر موافقت ہم تو ہر وارث کا حصہ ضرب مذکور سے حاصل ہوگا کما فصلت سابقہ وان
 ہم من مرثیت من المیتین ضرب نصیبہ من الاول نے الٹا نے او وقفہ ونصیبہ من الٹا نے قیاسے یہ المیت الٹا نے او وقفہ اور اگر وارثوں میں وہ وارث
 ہو جو دونوں مرثیت سے میراث پاتا ہو تو اسکے حصہ کو اول سے ضرب کرے تو ثانی میں اگر بیانت ہو یا اسکے وفق میں اگر موافقت ہو اور ضرب

کرے تو اسکے حصے کو ثانی سے میت ثانی کی مانی الیدین اگر مہانت ہو یا اسکے دفن بین اگر موافقت ہو ہم پہلی صورت کی مثال یہ ہر ایک شخص کے ایک ایک بیٹا جو اسکے ایک عورت سے اور تین بیٹیاں جو اسکے دوسری عورت سے پھر ایک بیٹی مرنے کی دوگی بہنیں اور ایک سوتیلی بھائی جو پڑ کر تو پہلا مسئلہ پانچ سے ہزار اور دوسرا تین سے اور میت ثانی کے ہاتھ میں ایک ہزار اور ایک میں اور تین میں مہانت ہو تو تین کو پانچ میں ضرب کیا پندرہ حاصل ہوئے تو ہر اس کا اول سے ایک ستم ہر ایک سوتیلی بھائی میں ضرب کیا تین میں تو تین ہی حاصل ہوئے اور وہی مہنوں کے دو ستم تھے انکو ایک میں ضرب کیا وہی حاصل ہوئے اور بھائی کا ایک ستم تھا اسکو ایک میں ضرب کیا ایک ہی حاصل ہوا اور دوسری صورت کی یہ مثال ہر ایک شخص کے ایک بیٹا جو پڑ کر تو پہلا مسئلہ پانچ سے ہزار اور دوسرا تین سے اور میت اول کے بھی وارث ہیں تو میت اول کی تصحیح ۴۴ سے ہوا سو اسٹے کر تین ملا ہر سو میں سے تو باب سوس کا وارث ہو گا فرض کی راہ سے اور باقی کا وارث ہو گا کھیر ہوئی کی وجہ سے تو بیٹی کے بارہ ستم اور زوجه کے تین ستم اور باپ کے دو ستم پھر بیٹی مرنے کی اپنی ماں اور دادا کو چھوڑ کر تو اسکا مسئلہ ہو گا تین سے اور اسکے باقی میں بارہ ستم اور تین میں موافقت باثلث ہو تو ایک کو جو تصحیح کا وہی ۴۴ میں ضرب کر تو ۴۴ ہی حاصل ہوئے تو جبکہ حصہ مسئلہ اولی میں وہ وہ اپنا حصہ لگا ایک میں ضرب کر کے جو تصحیح کا وہی ہوا اور جبکہ حصہ مسئلہ ثانیہ میں وہ وہ اپنا حصہ لگا چار میں ضرب کر کے اسواٹے کو چار دفع ہو میت ثانی کی مانی الید کا کہنے بارہ کا تو مسئلہ اولی میں زوجه کے تین ستم ایک میں ضرب کیا تین ہی حاصل ہوئے اور باپ کے تین ستم ایک میں ضرب کیا تو وہی حاصل ہوئے اور سوتیلی بھائی ان کا ایک ستم تھا پھر تین ستم کے اسکو چار میں ضرب کیا چار حاصل ہوئے اور دادا کے دو ستم تھے تین سے انکو چار میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے تو یہ اسکا حصہ ٹھکانا فی الخطا وہی و لو مات ثالث قبل التسمیہ جعل المبلغ الثانی مقام الاولی جعل الثالث مقام الثانی فی العمل و ہذا الکلمات واجبہ فیہ مقام الثانیہ و المبلغ الذی قبلہ مقام الاولی لے مالا یتاہا و اگر وارثوں میں سے کسی میت نہ گیا میت سے پہلے تو مبلغ ثانی مسئلہ اولے کے مقام پر ٹھہرایا جائے و سنیہ ثالثہ مسئلہ ثانیہ کے مقام پر قرار دیا جائے عمل کر میں اور اسے جہاں وارث ہوئے تو اسکو مسئلہ ثانیہ کے مقام پر قائم کر اور جو مبلغ کر اسکے پہلے حاصل ہو چکا ہو اسکو مسئلہ اولے کے مقام پر قائم کرنا جائز ہے غیر متناہی تک یہ تینے ثالث کی موت قبل التسمیہ سے جو مبلغ کو تصحیح مسئلہ اولے اور ثانیہ سے حاصل ہوا وہ وہ جیسے تصحیح مسئلہ اولے کے ہو گا و اگر مسئلہ ثالثہ جو میت ثالث سے متعلق ہو وہ جیسے تصحیح مسئلہ ثانیہ کے ہو گا عمل بن گیا میت اول اور ثانی ایک ہی میت ہو گئی تو میت ثالث میت ثانی ٹھہر گیا پھر اسے میت راج اور ناس میں الی غیر المتناہیہ عمل کرنا چاہیے اسکا کہ جب میت اول اور ثانی اور ثالث کی ایک ہی تصحیح ہو گئی متین مرد سے ایک ہو گئے تو میت راج میت ثالث ٹھہر گیا اور اس طرح جیل موت راج کی تصحیح ایک ہو گئی چاروں مردے میت راج ٹھہر گئے تو میت خاص میت ثانی ٹھہر اعلیٰ ہذا القیاس لی مالا یتاہا ہی پھر معلوم کرنا چاہیے کہ قدر و مناسبات کا سیراث کے مرتبہ واحد و میں ہونا یا متبرکہ میں ہو عمل میں کچھ فرق نہیں بہر صورت عمل متناہی کا ہی طریق ہو جو مذکور ہو چکا کہ فی الفرائض الشرعی مختصر اذہا علم عمل خلا تفضل اور یہ جو مذکور ہوا علم جو عمل کرنا سواہر فیہ نہ کیجیو م شاح نے اس کلام سے اشارہ کیا کہ متناہی کرنا انسان نہیں ہوا اس میں ہر شریاری و میراری لازم ہوا سو اسٹے کہ ذہن ہوا و تامل اور فکر کی سہت حاجت ہو کہ فی الخطا وہی

باب المحتاج

یہ باب ہو محتاج میں م محتاج حج اگر حج کی لینے جائے خروج فردن سے اب ان قاعدوں کا بیان شروع ہوا جبکہ قیمت فردن میں حاجت ہو اور جو نہ سب فردن کو رہیں تو نہ سب محتاج بھی کو رہے محتاج ہیں اور مخج ہر کس قدر کا وہ اقل عدد و جس عدد سے یہ کسر واحد صحیح ہو چنا پھر راجع اربعہ کا اور ثالث ثلثہ کا ایک فرد مخج اگر محتاج کو تصحیح حصص پر مقدم کیا اسواٹے کہ تصحیح محتاج پر موقوف ہو مصنف نے اس باب میں دل محتاج کو ذکر کیا پھر تصحیح کو شامل اور تامل اور تامل میں اور بعد میں کو کھر صرف حصہ ہر زین کو پھر تقسیم ترک کو بین الورثہ و افراد و الفروض المذكورہ نے القرآن تو عان الاول النصف و مخج کل کسر سہیتہ کا راجع من اربعہ اذہا علم فاعلم ان تین فرض جسے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں دو قسم ہیں قسم اول نصف ہوا اور مخج ہر کسر کا اس کسر کا ہننام ہو چنا پھر راجع نکلا ہو اربعہ سے سو سے نصف کے کہ اسکا مخج اسکا ہننام بہن کیونکہ نصف نکلتا ہوا تین سے لینے دو سے ہم ہننام سے مراد یہ ہو کہ مخج اور کسر حرف میں شریک

ہیں اور اسی طرح ہندی زبان میں کسر اور مخرج ہنہام میں چنانچہ سنائی تین سے اور چوتھائی چار سے سوائے آدے کے کہ وہ ہنہام سے نہیں ہو کیونکہ اسکا مخرج دو ہوا اور ہلام
کرنا چاہیے کہ جب مخرج کیے ہوگا تو فرض اکثر ہوگا اور جب مخرج اکثر ہوگا فرض کثر ہوگا اسوائے کثرت اور ج سے اور مخرج اسکا اقل ہر ج کے مخرج سے و الراج
من اربعہ و النکاح من ثمانیۃ و الثانی الثالث و الثمان کلہا من ثلثۃ و السدس من ستۃ اور مخرج قسم اول ہر ج سے اور ج سے اور ج سے ثانیہ سے اور
دوسری قسم فرض کی ثلث اور ثلثین ہیں وہ دونوں نکلے ہیں ثلثہ سے اور سدس سے سم سندس کا ہنہام سے کا ہوتا اصل کے اعتبار سے ہر اسوائے کثرت کی اصل
سہ ہر دوسرے میں سنے کے ساتھ بدل گیا اور اس طرح وال سے ہوگی اور پہلے سے دوسری سے ہیں کچی ہوگی تو سہ ہوگی علیٰ التبعیض و التبعیض مقول مثلاً اثنتین و نصفہ
و نصفہ و نصفہ و اقول النصف و نصفہ و نصفہ فرضوں مذکورہ کا دونوں ہونا باعتبار التبعیض و التبعیض کے ہو تو مثلاً تولیوں کے لئے کثرت اور اسکا دو نوا اور اس کے دو کا
اردو یا تولیوں کے لئے کثرت اور اسکا دو نوا اور اس کے کا اور جہاں اس کلام سے مراد یہ ہو کہ کثرت کو جب دو یا کچھ تو راج حاصل ہوتا ہو اور راج کو جو دو یا کچھ تو نصف
حاصل ہوتا ہو اس طرح سدس کو اگر دو یا کچھ تو ثلث ہوتا ہو اور ثلث کو جو دو یا کچھ تو ثلثین ہوتا ہو اور اگر نصف کو نصف کیجئے تو راج حاصل ہوتا ہو اور راج کو نصف کیجئے تو ثلث ہوتا ہو
اور یہی حال ثلثین اور ثلث کی تفسیر میں ہے اور اہل فرائض نے جو فرض سے کو فرض کیا ہو اسکا سبب یہ ہو کہ انھوں نے ان فرضوں میں کس فرض کو تلاش کیا جو
مقدار میں کثر ہو تو کثرت کو تلاش کیا جبکہ مخرج ثانیہ ہو اور راج اور نصف کو دو کیا کہ ثانیہ سے تولیوں بلا کثرت کے ہیں تو انھوں نے ان تینوں فرضوں کو ایک قسم بٹھرایا پھر ثلث کے
بعد اقل فرض کو تلاش کیا تو سدس کو تلاش کیا جبکہ مخرج سے ہو اور ثلث اور ثلثین کو دو کیا کہ اس میں سے بلا کثرت کے ہیں تو ان تینوں فرضوں کو دوسری قسم قرار دیا کہ ان فی الشرع ثلث
و اقل کل ان نقول الراج و اثنتین و نصف کل و نصفہ میں کثرتوں اور جمع فرضوں میں ب عبارتوں سے مختصر تر یہ عبارت ہو کہ تولیوں کے لئے کثرت اور ثلث اور
ہر ایک کا نصف اور ہر ایک کا دو چہم تو اس عبارت میں فرض سے جمع ہو گئے نہایت احتیاط کے ساتھ اسوائے کثرت کے اور نصف ثلثین ہو اور راج کا دو چہم نصف
ہر اور ثلث کا نصف سدس ہو اور ثلث کا دو چہم ثلثین ہو فاذا جازعہ المسئلۃ من ہذا الفروض احاد و مخرج کل فرد مفرد و سیمہ الا النصف کما مر پہر جبکہ مسئلہ فرائض میں
ان چھ فرضوں سے ایک ایک فرض آئے تو ہر فرد فرض کا مخرج اسکا ہنہام مفرد ہو سوائے نصف کے چنانچہ اسکا بیان گذر گیا ہے اگر کسی مسئلے میں فقط راج ہو یا
نقطہ ثلث یا ثلث فقط یا سدس تو اسکا مخرج فقط اربعہ ہو یا فقط ثمانیۃ یا فقط ثلثہ یا فقط ستۃ و اذا جازعہ ثلثہ و اقل کل فرد مذکورہ سے دو دو
بجز فرد کلک الحد و الیہما کہ نہ مخرج نصفہ و اضعافہ کا ستہ ہے مخرج للسدس و نصفہ و نصفہ و نصفہ اور جبکہ کسی مسئلے میں فرضوں مذکورہ سے دو دو
یا تین تین فرض آئیں اور حالانکہ وہ ایک ہی قسم سے ہیں تو جو عدد ذکر کرنا ہو اسو دہی عدد اسکے دو چند اور سہ چند فرض کا مخرج ہو چنانچہ سے یعنی چھ
سدس کا اور اس کے دو چند یعنی ثلث کا اور سدس کے دو چند کے دو چند کا یعنی ثلثین کا مخرج ہم نے اقل فرض کا مخرج دی اکثر فرض کا مخرج ہو بشرطیکہ فرضوں
مجموعہ ایک نوع سے ہوں چنانچہ سدس کا مخرج ہو سدس ہی ثلث اور ثلثین کا کبھی مخرج ہو اور ثلث کا مخرج ثانیہ ہو سدس ہی ثانیہ راج اور نصف کا مخرج ہو اور سدس کا
یہ ہو کہ اکثر کا مخرج اقل میں موجود ہو بلا کسر تو اقل کے مخرج میں استغناء ہو اکثر کے مخرج سے مثلاً ثلث اور ثلثین کا مخرج ثلثہ ہو سدس کی مخرج میں یعنی سے بن موجود
ہو اور اسی طرح راج اور نصف کا مخرج ثلث کے مخرج میں داخل ہو فاذا اختلف النصف من النوع الاول کل النوع الثانی اسی الثانیۃ او خرا و بعضہ
فاذا کان فی السدس نصف و ثلث و سدس کو وجہ تفسیقین و احیتین الام دام فمن ستۃ کثر کما من ضرب اثنتین نے ثلثہ پھر جب فرضوں کی نوع
اول کا نصف مختلف ہو نوع ثانی کے بالکل فرضوں سے یعنی تینوں فرضوں سے یا بعض سے مختلف ہو تو جو بوقت کثرت میں نصف اور ثلثین اور ثلث
اور سدس ہر چنانچہ زوج اور دہی بہن بن اور واخیانی بہن اور مان و ایش ہو تو اسکا مخرج ستہ ہو اسوائے کچھ کا مرکب ہونا دو کے ضرب کرنے سے تین تین
حاصل ہوا ہر ہم یہ مثال ہر اختلاف نصف کی کل نوع ثانی سے اور شایع نے نوع ثانی کے بعض کی اختلاف کی مثال میں مذکور کی سو فرائض شریفی میں اسکا بیان
بیان ہو کہ اختلاف نصف کا فقط ثلث سے اس طرح ہو کہ عورت نے زوج اور واخیانی بہن کو وارث چھوڑا اور اختلاف نصف کا فقط ثلثین سے اس طرح کہ زوج

اور دوگی بہنیں وارث ہوں اور نصف کا اختلاط فقط سوس کے ساتھ کر بیٹی اور ان وارث ہوں اور اختلاط لغت کا ثلث اور بیٹھن سے ساتھی اسطرح کہ زوج اور دوگی بہنیں اور دو خیا فی بہنیں وارث ہوں اور نصف کا اختلاط بیٹھن اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوج اور دوگی بہنیں اور دو الام وارث ہوں اور اختلاط لغت کا ثلث اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوج اور ان وارث ہوں اور اختلاط الریح من النزع الاول شکل لسانی اور بعضہ فاذا کان فی المسرۃ و دن ذکر خمس شتی عشر لمرکب ما من ضرب الاربعۃ فی ثلثۃ الموائید المستتہ بالنصف یا مختلطہ اور مخمخ ہو قسم اول سے ریح تمام قسم ثانی کے ساتھ یا بعض کے ساتھ تو جبکہ سٹے میں زوجہ ہو اور انخاص مذکورین ہوں تو مخمخ اسکا بارہ سے ہو بسبب مرکب ہونے بارہ کے چار کے ضرب کرنے سے تین میں اسوائے کہ ہر کو چار کے ضرب توافق بالنصف ہر ام اشخاص مذکورین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شایع نے اختلاط لغت کے ساتھ بیان کیے ہیں دوگی بہنیں اور دو خیا فی بہنیں اور مال یہ مثال ہر اختلاط ریح کی تمام نوع ثانی سے اور اختلاط بعض کی مثالیں ہم مذکور کرتے ہیں اختلاط ریح فقط بیٹھن کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور دو بیٹھن وارث ہوں اور اختلاط ریح فقط ثلث کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور ان وارث ہوں اور اختلاط ریح کا سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور اولاد اور ہی سے ایک شخص وارث ہو اور اختلاط ریح کا بیٹھن اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور دوگی بہنیں اور ان وارث ہوں اور اختلاط ریح کا بیٹھن اور ثلث کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور دوگی بہنیں وارث ہوں اور اختلاط ریح کا بیٹھن اور ان وارث ہوں اور اختلاط ریح کا ثلث اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور ان وارث ہوں اور دو خیا فی بہنیں وارث ہوں تو ان مختلطات ثنائیہ اور ثنائیہ اور باقیمہ کا مسئلہ بارہ کر اسوائے کہ چھ تمام نوع ثانی کا مخمخ ہر چھ بچے ریح کا مخمخ لیادہ چار ہو اور چار اور چھ ہیں حواقت بالنصف ہر تو ایک کے نصف کو دوسرے کے کل میں ضرب کیا ہے دو کو چھ میں یا تین کو چار میں ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے کو انی الشریفی او اختلاط النش من لرفع الاول بعض الثانی واما بیکہ فیر تصور الاصلۃ زائے ابن مسعود و انے الوعایا فی مختلط من اربعۃ و عشرین یا نوع اول میں ثمن مختلط ہو نوع ثانی کے بعض فروض کے ساتھ تو اسکا مخمخ ۲۴ سے ہو اور اختلاط ریح کا جمع نوع ثانی کے ساتھ ہونا متصور نہیں مگر عبداللہ بن مسعود کے مذہب پر یاد عیال میں لبتہ ہو سکتا ہو تو اکو اکو دیکھا چاہیے ہم ابن مسعود کے نزدیک محروم عا جب ہوتا کہ بکب نقصان چنانچہ میت نے کافر بنایا اور اپنی زوجہ اور دوگی بہنوں اور دو خیا فی بہنوں کو چھوڑا تو ابن محروم زوجہ کا حاجب ہو گیا ریح سے ثمن کی صورت اور ہمارے مذہب میں یہ متصور نہیں اسوائے کہ جب زوجہ کا ثمن آوے تو حاجب ہو کہ صاحب بیٹھن دو بیٹھن ہوں اور صاحب سوس مال ہوگی یا بعدہ تو آسوقت میں صاحب ثلث نہیں ہو سکتا اسوائے کہ صاحب ثلث یا مال ہو یا اسکی اولاد اور ان میان محبوب ہو چکی ثلث سے سوس کی طرف اور اسکی اولاد تو ریح ثلث سے محبوب ہیں تو ثمن کا اختلاط فقط بیٹھن اور سوس کے ساتھ ہو گا نہ ثلث کے ساتھ اور اختلاط ثمن کا تمام نوع ثانی سے و اما یہ ریح اسطرح کہ وصیت کی کہ ثمن کی اور بیٹھن کی اور ثلث کی اور سوس کی اور وارثوں نے اسکو چار زکھیا وارث مقدم ہیں نوجا رہی ہوگی وصیت یعنی ۲۴ کو اسکی رات غول کے قسمت کر بیٹھنے کو انی الطحاوی مختصر کردہ و تبیین دام لمرکب ما من ضرب الثنائیۃ نے ثلثۃ لما قد مناس من اربعۃ الستۃ بالنصف مثال اختلاط ثمن کی بعض انی سے چنانچہ زوجہ اور دو بیٹھن اور ان بسبب مرکب ہونے ۲۴ کے آٹھ کی ضرب کرنے سے تین میں اسوجہ سے جو ہم مذکور کر چکے ہیں تو توافق بالنصف ہر ام بیان اسکا یہ ہر کہ اقل جز ثانی کا مخمخ چھ ہو اور اس میں ثلث اور بیٹھن کا بھی مخمخ داخل ہو تو اسی پر گفتا و حاجب ہوئی اور بچہ ہیں اور آٹھ ہیں جو ان کا مخمخ ہو وفاق بالنصف ہر تو ایک کے نصف کو دوسرے کے کل میں ضرب کیا یعنی تین کو آٹھ میں یا آٹھ کو تین میں ضرب کیا تو ۲۴ حاصل ہوئے و اما بیٹھنے اکثرین اربعۃ فروض نے مسئلہ واحدہ اور ایک مسئلے میں چار فروض سے زیادہ جمع نہیں ہوتے ہم اس کلیہ پر یہ اعتراض ہو کہ گاہے گاہے بیٹھنے یعنی ایک سٹے میں جمع ہو جاتے ہیں چنانچہ زوج اور ان اور سوس کی بہن اور سوس کی بہن اور خیا فی بہن اور گاہے چھ فروض بھی جمع ہو سکتے ہیں چنانچہ اشخاص مذکورین کے ساتھ زوجہ بھی ہو اسطرح کہ خشتہ مشکل پر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میری زوجہ ہو اور ایک عورت نے اسپر دعویٰ کیا کہ وہ میرا زوج ہو اور ہر ایک مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو ہر مدعی پر خشتہ کا فرض ثابت ہو گا سوا اعتراض اول کا جواب یہ ہو کہ ثمن سوس کر ہو گیا اور ان کا

وہن غیر مکررہ میں اور آخر میں ثانی کا یہ جواب ہو کہ وہ مادر امرا اور مادر بزرگ نہیں ہوتا لہذا فی الخطا دی ولا یصح من اصحاب اکثر من خمسہ طوائف اصحاب
فرائض میں سے پانچ گروہوں سے زیادہ اجتماع نہیں ہوتا ولا یکسر سئل اکثر من اربع قرن اور سهام میں چار فرقوں سے زیادہ کسرو واقع نہیں ہوتی م
یہا تک خارج کسور کا بیان ہو چکا اب آگے تصحیح مسائل کے قاعدے مذکور ہوتے ہیں فرائض شریعی میں ان کو تصحیح مسائل فرائض اس سے عبارت ہے کہ اکثر
حد ممکن سے اس طرح پر سهام بجا دیں کہ کسی وارث پر کسرو واقع نہ ہو یعنی سب وارثوں کے سهام پورے ہوں کسی کا سهام نہائی چوتھائی نہوا تصحیح مسائل کے
واسطے سات قاعدوں کی طرف حاجت ہو ان میں سے تین قاعدے تو مابین سهام مخرج اور رؤس ورثہ کے ہیں اور چار قاعدے مابین رؤس ورثہ اور رؤس کے ہیں
سو تین کا پہلا قاعدہ ہے باستقامت ہر وہ بزرگ کہ سهام ہر فریق کے وارثوں میں سے اپنے منقسم ہو جاوے بیرون کسر پڑنے کے تو بیان ضرب کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ
والدین اور بیٹیاں وارث ہوں اس واسطے کہ بیان سسر چھ ہے والدین میں سے ہر ایک کا حصہ سوس یعنی ایک ایک اودو بیٹیوں کے دو ثلث ہیں یعنی چار ہر
بیٹی کے دو سہم تو سهام مستقیم ہو گئے رؤس ورثہ پر بلا انگسار و سسر قاعدہ موافقت کا وہ یہ ہر ایک گروہ کا حصہ ٹوٹتا ہو لیکن آگے سهام اور رؤس میں وقت
ہو تو بیان حد رؤس کے وفق کو اصل مسئلے میں ضرب کر کے اگر عول نہوا اور اگر عول ہو گا تو اصل اور عول میں ضرب کر کے چنانچہ والدین اور بیٹیاں
یا زوج اور والدین اور بیٹیاں اور سسر قاعدہ مہانت کا وہ یہ ہر ایک ہی گروہ کے سهام میں کسر پڑتی ہو لیکن آگے سهام اور رؤس میں موافقت نہیں بلکہ
مہانت ہو تو بیان تمام حد رؤس کو اصل مسئلے میں ضرب کر کے چنانچہ زوج اور جدہ اور تین اخیانی بیٹیاں اور اگر عول ہو اور عول میں ضرب
کر کے چنانچہ زوج اور پانچ سگی یا سوتیلی بہنیں اور باقی چار قاعدے جو مابین رؤس کے ہیں سو ایک شامل ہوا اور دوسرا داخل و تیسرا توافق اور چوتھا بیان
سوسنت ان اصول سیدہ میں سے چھ قاعدوں کو ذکر کر لیا اور استقامت کو اسے حذف کیا ہوا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہو وقت طلب نہیں اور پچھلے چاروں قاعدے
نہیں ہوتے مگر بیان جس مسائل میں دو گروہ ورثہ پر یا زیادہ پر کسرو واقع ہو لہذا فی الخطا دی والشریعی مخطا و اذا انگسر سهام کل فریق علیہم ضربت عدوہم
فی اصل المسئلۃ و عولہا ان کانت عائدۃ کا مرأۃ و اخوین المراءۃ اربع یعنی لہا ثلثہ الاستیقام و توافق فا ضربہا ثلثین فی اربعۃ قطع من ثمانیۃ اور بجز سهام فریق
کے وارثوں پر ٹوٹ جاوے تو آئینے حد رؤس کو اصل مسئلے میں ضرب کر اور اگر مسئلہ عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کر چنانچہ ایک عورت یعنی
زوجہ اور دو بھائی وارث ہوں تو عورت کا حصہ ربع ہو باقی رہے تین وہ دو بھائیوں پر مستقیم نہیں اور بیان دوا در تین میں توافق کی بھی نسبت نہیں تو دو کو یعنی
حد رؤس کو چار میں یعنی اصل مسئلے میں ضرب کر تو مسئلہ آٹھ سے صحیح ہو گا کہ یہ مثال ہے مسئلہ غیر عالمہ کی اور مسئلہ عالمہ کی یون مثال ہو کہ زوج اور پانچ سگی یا سوتیلی
بہنیں وارث ہیں اصل مسئلہ چھ ہے اس کا نصف یعنی تین زوج کا حصہ ہوا اور اکیالیٹھ میں یعنی چار بہنوں کا حصہ ہو تو مسئلے نے عول کیا سات کی طرف اور بیان فقط
بہنوں کے سهام اپنے مستقیم نہیں اور آگے سهام اور رؤس یعنی چار اور پانچ میں مہانت ہو تو پچھہ حد رؤس یعنی پانچ کو اصل مسئلے اور اس کے عول یعنی سات میں
ضرب کیا تو ۲۸ حاصل ہوئے سو اس حال سے مسلح صحیح ہو گیا اس طرح کہ زوج کے تین سہم تھے انکو مضروب یعنی پانچ میں ضرب کیا پندرہ ہوئے اور پانچ بہنوں کے چار سہم تھے
انکو بھی پانچ میں ضرب کیا تو ۲۰ ہوئے تو بہن کے چار سہم ہوئے یہ تیسرا قاعدہ ہے وخرجہ بین قاعدوں کے وان توافق سهام ہمہ عدوہم ضربت وفق عدوہم فی
اصل المسئلۃ و عولہا کا مرأۃ و دست اخوة فثلثہ ثلثۃ توافق بالثلاث فا ضربہا ثلثین فی اربعۃ قطع من ثمانیۃ الفیاء اور اگر وارثوں کے سهام میں اور آٹھ کے دو
رؤس میں توافق ہو تو آٹھ کے وفق کو اصل مسئلے میں ضرب کرے اگر عالمہ نہوا اور اگر عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کرے چنانچہ زوجہ اور بیٹیاں
وارث ہوں تو بھائیوں کے تین سہم ہیں تو تین میں اور بھائیوں کے حد رؤس یعنی چھ میں توافق ہو تو دو چار میں ضرب کر تو یہ مسلح صحیح ہو گا کہ یہ مثال
مسئلہ غیر عالمہ کی مذکور ہوئی اور مسئلہ عالمہ کی یہ مثال ہو کہ زوج اور والدین اور بیٹیاں وارث ہیں تو اصل مسئلہ بارہ ہے ہر بیٹا اجتماع ربع اور سوس اور
بہنیں کے تو زوج کا حصہ ربع ہے یعنی تین سہم اور والدین کے دو سوس یعنی چار سہم اور بیٹیوں کے دو ثلث یعنی آٹھ سہم تو مسئلے نے عول کیا بارہ سے بزرگ

اور بیٹوں کے سهام بنے انھے قسط اسکے عدد رؤس پر لینے چہ پر منکر بین لیکن عدد سهام اور عدد رؤس میں توافق بالیقین ہو تو ہوتے اسکے رؤس کو یقین کی طرف پھر ایسے تین کی طرف پھر تین کو اصل سے اور اسکے عول میں لینے پھر وہ میں ضرب کیا تو ۵۴ حاصل ہوئے تو اب مسئلہ مستقیم ہو گیا اسواستہ کہ زوج کا حصہ اصل سے تین سے تین سهم کا تھا اسکو ضرب لینے تین میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے تو نو سهم زوج کے پھر اسے اور والدین کا حصہ تین سے چار سهم کا تھا اور اسی مضروب میں لینے تین میں ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے تو ہر ایک کے چہ سهم ہوئے اور بیٹوں کا حصہ اچھ سهم کا تھا اسکو بھی تین میں ضرب کیا ۳۶ حاصل ہوئے تو ہر ایک کا حصہ چار سهم کا ہوا اور اصول ثلثہ سهام اور رؤس کا حاصل تمام یہ ہو کر اگر سهام ماخوذہ از معراج وارثوں پر مستقیم ہو گئے تو یہ پہلا قاعدہ ہوا اور اگر مستقیم نہ ہوئے تو ایک بار گردہ پر منکسر ہوئے یا اکثر بہرہ دہ سری شش تو اصول اربعہ میں مذکور ہوا اور اول شش لینے ایک ہی گردہ پر انکسار ہو وہ دھال سے خالی نہیں کہ اس گردہ کے تمام میں اور اسکے عدد رؤس میں ہوا وقت ہر یا نہیں اگر موافقت ہو تو وہ دوسرا قاعدہ ہوا اور اگر موافقت نہیں بلکہ ممانعت ہو تو وہ تیسرا قاعدہ ہو کہ انافی الشرعی قاذو اگر سهام فریقین یا اکثر عدد رؤس تمامہ ضربت احد الاعداد فی اصل المسئلۃ دعو لہا اور جبکہ دو فریق یا زیادہ کے سهام منکسر ہوئے ہیں اور وارثوں کے رؤس متماثل اور برابر ہوں تو اعداد تمامہ سے ایک عدد کو ضرب کر اصل سے میں اور اسکے عول میں لینے اگر عول ہو تو اصل سے میں ضرب کر اور اگر منکسر عالم ہو تو اصل سے میں اسکے عول کے ساتھ ضرب کر ہم بیان سے اول چار قاعدوں کا ذکر شروع ہوا جو ما بین رؤس کے ہیں طحا تو دینی نے کہا کہ سراجیہ اور اسکے شروع میں عول مذکور نہیں مگر ایک فریق کے انکسار پر تو اس سے زیادہ انکسار کی یہ مثال ہو کہ زہا ورتین کی کہنیں اور تین اخیانی نہیں وارث ہوں ثلثات بنات و ثلثہ اعمام تکلفہ باحد المتماثلین فاضرب ثلثہ فی اصل المسئلۃ لیکن مسئلہ منہاجہ چنانچہ اگر تین بیٹیاں اور تین چچا وارث ہوں تو احوال المتماثلین پر انکسار کہو تین کو اصل سے میں ضرب کر تو حاصل ہو گئے انھیں سے منکر صحیح ہو گا ہم اصل مسئلہ میں سے ہو سبب جماع ثلثین اور ثلث کے اور تین کے ثلثین لینے دو بیٹوں پر مستقیم نہیں اور اسکا ثلث لینے ایک عام پر مستقیم نہیں اور رؤس و رشتہ متماثل ہیں کیونکہ بنات بھی تین ہیں اور اعمام بھی تین ہیں تو احوال المتماثلین کو اصل مسئلہ میں لینے تین کو تین میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے اب قسمت صحیح ہو گئی بنات کا حصہ دو تھا اسکو تین میں ضرب کیا چھ حاصل ہوئے تو بیٹوں میں کو دو دو ہوا پھر اعمام کا حصہ ایک تھا اسکو تین میں ضرب کیا تین حاصل ہوئے ایک ایک ہر چچا کو پوچھا بلا انکسار وان انکسر طے ثلثہ فرق اور راجع نا طلب لشارکہ اولادین

السهام والا عداد ہم بین الاعداد والا عداد ثم افضل کما خلت فی الفریقین فی المدخلۃ والمائلۃ والمواقفہ والیثیۃ فما جعل یسیر جزر السهم فاضرب فی اصل المسئلۃ اشار الیہ بقولہ وان دخل بعض الاعداد فی بعض کالربع زواجات وثلث ذوات واثنتی عشر ماضربت اکثر الاعداد لہذا علمانی اصل المسئلۃ دہو اثنا عشر لیکن مائتہ وارثہ وارثین منہاجہ اور اگر سهام منکسر ہوں وارثوں کے تین یا چار گردہ ہوں پر تو شراکت لینے نسبت کو طلب کر پہلے ما بین سهام اور اعداد رؤس کے پھر نسبت تلاش کر ما بین اعداد اور اعداد کے پھر وہ عمل کر جو کرنے کیا ہو دونوں فریق کے اندر داخلیت اور ممانعت اور موافقت اور ممانعت میں سو جو عدد کر حاصل ہو اسکا نام جزر سهم ہو اور اسکو مضروب بھی کہتے ہیں کہ انہی الخطاوی سو اسکو ضرب کر اصل سے میں مصدق نے اس مذکور کی طرف اشارہ کیا ہوا ہے اس قول میں اور اگر بعض اعداد بعض میں داخل ہو جائیں چنانچہ چار زہا ورتین دادیان اور بارہ چچا تو اکثر اعداد کو سبب اسکے داخل کے اصل میں ضرب کر اور وہ لینے اصل مسئلہ بارہ ہو تو اس ضرب سے ہم احوال ہو گئے انھیں سے مسئلہ صحیح ہو گا ہم اصل مسئلہ ہوا بارہ سے تین دادیوں کا حصہ سوس ہو لینے دوسوا پر مستقیم نہیں اور اسکے سهام اور رؤس میں ممانعت ہو تو اسکے تمام رؤس کو لینے تین کو لینے لیا اور چار زہا ورتین کا حصہ ربع ہو لینے تین سوا سین بھی استقامت نہیں اور اسکے سهام اور رؤس میں بھی ممانعت ہو تو انکے بھی تمام عدد رؤس کو لیا اور باقی لینے سات چچوں کا حصہ کو وہ بارہ پر مستقیم نہیں بلکہ دونوں میں بنائیں ہو تو انکے بھی اعداد رؤس کو باقی بنا پھر رؤس ماخوذہ کے اعداد میں نسبت طلب کی تو تین اور چار کو بارہ میں داخل پایا اور یہی بارہ اعداد رؤس میں اکثر ہوا تو اسی بارہ

کراصل مسئلہ میں کہ وہ بھی بازہ ہو ضرب کیا ۴۴۴ حاصل ہوئے اب تقسیم بلا کسر صحیح ہوگی یہ جو نتائج تھے کہ ایک تین چار فریق میں دو فریق کے ہر عمل کو سو دو فریق میں تو نسبتاً ممانت مذکور اور توافق اور تباہی جو نتائج میں مذکور ہو چکے سو ایک کا موضوع تو فریق واحد کا انکسار ہونا فریقین کا کواکسٹنہ الطحاوی وانی فریق

بعضہا بعضہا کا ربع زوجات خمس عشرہ جدہ وثمان عشرہ مبتدئہ اعمامہ ضرب وفتح احد ہا اسے احاد اعداد سے جمع الاخر و

الخارج فی وفتح الثالث ان وافی والانی جمیعہ ثم الرابع کذلک ثم الخلیج وہو جزو السهم وہو سلسلہ نامتہ وثمانون فی اصل السلسلہ

وہو ہزار و تیرہ و عشر و تین و ثمانیۃ و عشرون مبالغہ اور اگر بعض اعداد و روس کو بعض اعداد سے توافق کی نسبت ہو چنانچہ چار زوجہ

اور پندرہ وادیان اور اٹھارہ بیٹیوں اور چھ چار تو اجداد اعداد کے وافی کو دوسرے اعداد کے تمام میں ضرب کرے اور جو ضرب سے حاصل اور خارج ہو اسکو تیسرے

اعداد کے وافی میں ضرب کرے اگر تیسرے میں توافق ہو اور اگر توافق نہ ہو بلکہ تباہی ہو تو اس کے تمام میں ضرب کرے پھر جو چھتے میں اس طرح ضرب کرے یعنی اگر توافق

ہو تو اس کے وافی میں والا کل میں ضرب کرے پھر جمع کرے جو دسہم ہوا وہ ہمارے اس مسئلہ میں ۱۸۰ ہوا اصل مسئلہ میں جو میان ۲۴۰ ہر ضرب کرے تو ۴۳۲۰

ہوئے ان اعداد سے تقسیم بلا کسر صحیح ہوگی ہم اصل مسئلہ ۲۴۰ چار زوجہ کا تین بیٹے تین وہ اپر مستقیم نہیں اور عدد سهام اور عدد روس میں تباہی ہو تو تمام عدد

روس میں تباہی ہو تو تمام عدد روس کو لینے یا در کھا اور اٹھارہ بیٹیوں کی دو تباہیاں ہیں لینے سولہ اور وہ اپر مستقیم نہیں اور اس کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو اس کے تمام

بالنصف ہو تو نصف عدد روس کو لینے تو کہ اور پندرہ وادیوں کا حصہ دس ہے لینے چار وہ اپر مستقیم نہیں اور اس کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو اس کے تمام عدد روس کو لینے یا در کھا اور

عدد روس کو لینے یا در کھا اور چھ چوں کا حصہ باقی ہو لینے ایک وہ اپر مستقیم نہیں اور اس کے عدد روس میں تباہی ہو تو اس کے تمام عدد روس کو لینے یا در کھا تو

سے ایک کا اس کے نصف کی طرف پھیر اور اسکو دس میں ضرب کیا تو بارہ حاصل ہوئے اور بارہ اور نو میں توافق بالثلث ہو تو ایک کے ثلث کو دوسرے کے تمام میں ضرب

کیا ۳۳ حاصل ہوئے اور ۳۳ لینے مبلغ ثانی اور پندرہ میں بھی موافقت بالثلث ہو تو پندرہ کی تہائی لینے پانچ کو ۳۳ میں ضرب کیا ۸۰۰ حاصل ہوئے پھر اس مبلغ بالثلث کو

اصل مسئلہ میں لینے ۲۴۰ میں ضرب کیا تو ۴۳۲۰ حاصل ہوئے اسے سلسلہ صحیح ہو گیا اس واسطے کہ زوجات کا حصہ اصل مسئلہ میں تین تھا اسکو مضروب میں لینے ۱۸۰ میں ضرب کیا

۴۰۰ حاصل ہوئے تو ہر زوجہ کو ۱۳۰ پونچے اور اٹھارہ بیٹیوں کا حصہ سولہ تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب کیا ۲۸۸۰ حاصل ہوئے تو ہر بیٹی کا حصہ ۱۸۰ ہوا اور

پندرہ وادیوں کا حصہ چار تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب کیا ۲۰۰ حاصل ہوئے تو ہر ایک کو ۴۰ ہر سہم ملے اور چھ چوں کا حصہ ایک تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب

کیا ۸۰۰ حاصل ہوئے ہر چچ کو ۲۰ ہر سہم ملے کذا فی الشریعی وان تباہیت اعداد و روس من انکسر علیہم سهام کم از تین مست جہات و عشر نبات و سبعمہام

ضربت احد ہا اسے احاد اعداد فی جمیع الثانی والاصل فی جمیع الثالث والاصل فی جمیع الرابع بحیث جزو السهم وہو ہزار و تین و عشرہ توافق

روس النبات والنجوات لہما ہم بال نصف فاضر ہما فی اصل السلسلہ وہو ہزار و تیرہ و عشر و تین و ثمانیۃ و عشرون مبالغہ اور اگر اعداد و روس میں تباہی ہوں اس کے

جن پر اس کے سهام منکسر ہیں چنانچہ دو زوجہ اور چھ وادیان اور دس بیٹیاں اور سات چار تو ضرب کرے تو احاد اعداد کو تمام ثانی میں اور اصل کو ضرب کرے مبلغ ثالث میں

اور اس کے حاصل کو جمع اعداد و ربع میں حاصل ہو گا جو دسہم لینے مضروب اور وہ میان ۲۱۰ ہو سبب توافق بال نصف ہونے روس نبات اور جہات کے اس کے تمام

سے تو اس کو ضرب کر اصل مسئلہ میں اور وہ میان ۲۴۰ حاصل ہونگے پانچزار اور ۴۰ اور انھیں سے مسئلہ مستقیم ہو گا ہم اصل مسئلہ ۲۴۰ سے ہر دو زوجہ کا حصہ تین ہے لینے تین

وہ اپر مستقیم نہیں اور اس کے روس دسہم میں تباہی ہو تو لینے اس کے عدد روس کے نصف کو لینے تو کہ یا در کھا اور دس بیٹیوں کا حصہ دو ٹلٹ ہے لینے سولہ اور وہ اپر مستقیم

عدد روس اور عدد سهام میں موافقت بال نصف ہو تو لینے اس کے عدد روس کو لینے پانچ کو لینا اور سات چوں کا حصہ باقی ہو لینے ایک وہ اپر مستقیم

نہیں اور اس کے روس اور سهام میں موافقت بال نصف ہو تو لینے اس کے نصف عدد روس کو لینے پانچ کو لینا اور سات چوں کا حصہ باقی ہو لینے ایک وہ اپر مستقیم

یہ دین مختصین کو ساتھ ہی تیسرا عدد اصل فرائض میں کر دیا چنانچہ نو دس کے ساتھ م یعنی نو اور دس کو ساتھ ہی کوئی اور عدد کو ایک کے نہیں ملتا اور واضح
 لایع عد نہیں ہوا چونکہ مثل اور داخل کی عزت میں پوشیدگی نہ تھی بلکہ توافق اور تباہی کی عزت میں پوشیدگی تھی لہذا مصنف نے اسکی توضیح قول آئینہ سے
 شروع کی وادار دوت معرفۃ التوافق والتباہین بین العدین المختصین بسقط الاقل من الاکثر من الجائزین مراعاتی اذا التقائی درجہ واحد
 اور جبکہ توارادہ کرے مابین مدون مختصین کے توافق اور تباہی کی شناخت کا توافق کو اکثر عدد سے چند بار ساقط اور کم کر بیان تک کہ دونوں عدد ایک درجہ میں
 متفق ہو جائیں م مثلاً جبکہ دس سے سات کو گرایا باقی رہے تین اور جبکہ تین کو دو بار سات سے گرایا باقی رہا ایک اور جبکہ ایک کو دو بار تین سے گرایا تو بھی ایک ہی
 باقی رہا تو دس اور سات بسبب اسقاط اقل کے جائزین سے چند بار متفق ہو گئے و احدین یعنی ایک ہی باقی رہا دونوں عدد میں سے اسقاط کے درجات میں
 خان توافقانی واحد تباہی و لا توافق سوا اگر بعد اسقاط ذکر کرے دونوں عدد متفق ہو جائیں واحدین تو وہ دونوں عدد تباہین ہیں اور اندونین و فی نہیں وان
 توافقانی اشین فی نصف اور اگر عدوین مختصین باہم توافق کریں وہ دونوں عدد متوافقین یا نصف ہیں م مثلاً اگر اٹھارہ سے آٹھ کو دو بار ساقط کیجیے تو
 وہ باقی رہینگے اور جبکہ دو کو تین بار اٹھارہ سے گرائے تو بھی دو ہی باقی رہینگے تو یہ دونوں عدد اپنے اٹھارہ اور آٹھ متوافقین یا نصف ہیں کذا فی اشرافی طحاوی
 کہ توافق یا نصف یا توافق یا ثلث و نظائر ہا کا مطلب یہ کہ جو متفق یا ثالث یا ربع کا ان دونوں عددوں کو فنا کر دیا ہو اور ثلث یا ثلث کا اسی اشراف
 جسے السور السطیۃ یا مدون تین میں باہم متفق ہیں تو وہ متوافقین یا ثلث ہیں اس طرح دس تک اور انکو کسور منقطعہ کہتے ہیں م یعنی اگر عدوین و دین توافق کریں
 چنانچہ چار اور دس تو وہ متوافقین یا نصف ہیں اور اگر تین میں توافق کریں چنانچہ دس اور پندرہ اور چھ میں باہم دس چنانچہ بارہ اور اٹھارہ اور
 چنانچہ آٹھ اور بارہ و متوافقین یا ربع ہیں اور پانچ کے توافق میں متوافقین یا خمس ہیں چنانچہ دس اور پندرہ اور چھ میں باہم دس چنانچہ بارہ اور اٹھارہ اور
 سات میں باہم دس چنانچہ چودہ اور اکیس اور آٹھ میں باہم دس چنانچہ سولہ اور چوبیس اور نو میں باہم دس چنانچہ اٹھارہ اور تیس اور دس کے اتفاق میں متوافقین
 السورین چنانچہ ۲۰ اور ۳۰ اور انکو کسور منقطعہ کہتے ہیں یعنی تیس کسر کی بدون اضافت اسکے مخ کے ممکن ہیں چنانچہ یون کہنا کہ نصف و ثلث
 اور ربع ال آخر انکو السور السطیۃ فلان کسور م کہہ کر اس سے تعبیر کرنا بدون اضافت اسکے مخ کے ممکن ہیں چنانچہ یون کہنا کہ نصف و ثلث
 اسکو ہم نے گونگا کہا یا غبار مجاز کے اسواسے کہ کسر کا ہونا سمجھ نہیں کذا فی الطحاوی او احد عشر فجز من احد عشر و کذا فی الاہم یا مدون نے توافق
 کیا گیا وہ دین تو وہ دونوں عدد گیارہ کے ایک جزو میں متوافق ہیں اور اسی طرح بارہ یا تیرہ کا ایک جزو اور تیرہ کے ایک جزو میں متوافق ہیں
 اور گیارہ گیارہ میں جو کا مخ ہو تو دونوں عدد گیارہ میں جزو میں متوافق ہیں اور اسی طرح توافق ہونا بارہ میں جزو میں چنانچہ ۲۴ اور ۳۶ میں اور تیرہ میں
 چنانچہ ۲۶ اور ۳۹ میں اور اسی طرح اسیس جزو میں توافق چنانچہ ۱۳ اور ۲۵ میں کذا فی الطحاوی لخصائصہ خلاصہ مقام یہ کہ واحد کے سوا جو عدد دونوں
 اگر دونوں برابر ہیں تو وہ دین متساویین ہیں والا اگر اقل اکثر کو فنا کرے تو وہ متساویین ہیں والا اگر دونوں کو تیسرا عدد فنا کر دے تو وہ متوافقین ہیں اور جس کسر کا
 عدد ثالث مخج ہو وہی کسرتان دونوں عددوں کا وہی اور اگر عدد ثالث انکو فنا کرے تو وہ متباہین ہیں اور تامل تو ظاہر ہو کہ باقی یعنی داخل اور توافق
 اور تباہی پہچانے جانے ہیں عدد اکثر کی قسمت کرنے سے اقل پر تو اگر قسمت سے کچھ باقی نہ رہے تو وہ متساویین ہیں اور اگر باقی رہے تو منقسم علیہ باقی پر
 قسمت کیا جائے اسی طرح جب بار کیا جائے بیان تک کہ کچھ باقی نہ رہے تو وہ عددین متوافقین ہیں اور کچھ لا مقوم علیہ وہی دونوں کا فنا کرنے والا
 اذ باقی حصہ ایک تو وہ متباہین ہیں کذا فی خلاصۃ الحساب وادار دوت معرفۃ نصیب کل فردین کالنبات والحدات والاعام وغیرہ من النصیب
 استقام علی کل حاضر یا کالمنزل من اصل المسئۃ فیما لای جزو السور النہ فی مرتبہ فی اصل المسئۃ مخج نصیب اے ذاک
 الفرق اور جبکہ توارادہ کرے معرفت ہر فرد کے نصیب کی چنانچہ نبات اور حدات اور اعام وغیرہ کے اس نصیب سے جو مستقیم ہوگی ہر فرد پر جو

ہر فریق کا حصہ تھا اصل مسئلے سے اسکو ضرب کر اس جزو سے اور مضروب میں جسکو تو نے ضرب کیا ہوا اصل مسئلے میں تو اس فریق کا حصہ نکل آدھ گیا ہم نے مذکور کی مثال ذکر میں جزو سے اور مضروب ۲۰ تھا اور حصہ دو تین کا تین تھا اصل مسئلے میں ۴ سے تو جب تین کو ضرب کیا ۲۰ میں تو ۸۰ حاصل ہوئے تو حصہ ہوا کہ ۵۰ کی تصحیح سے زوجین کا حصہ ۴۳ و علیٰ ہذا الفیاس مرحمت نصیب بناؤت و جہات و اعمام ہم انوارت معرفت نصیب کل واحد من احاد و کل الفرائض ضربت سہام کل وارث سے جزو اسہم المضروب پھر تفسیر پھر جبکہ تو ارادہ کرے اس فریق کے ہر ہر واحد کے حصہ کی معرفت کا تو ہر وارث کے سہام کو جزو سے مضروب میں ضرب کر اسکا حصہ نکل آدھ گیا ہم تو مسئلہ مذکورہ میں بتائن اعداد دوس کے وجہ سے زوجین کا حصہ اصل مسئلے میں تین سہم کا تھا پھر جب تین کو دو زوجہ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ ایک اور نصف یعنی ڈیڑھ ہوا سو اسکو جبکہ مضروب یعنی دو سو دس میں ضرب کیا ۵۱۵ حاصل ہوئے سو یہی حصہ ہر زوجہ کا اور بنات کا نصیب اصل مسئلے سے سوڑھ سہم کا تھا پھر جب اسکو عدد دس یعنی ۱۰ پر قسمت کیا تو ایک اور تین جنس خارج ہوئے سو اسکو جبکہ ایسی مضروب میں ضرب کیا ۴۳۶ حاصل ہوئے یہ حصہ ہوا ہر بیٹی کا اور جہات کا حصہ اصل مسئلے سے چار سہم کا تھا پھر جب اسکو چھ وادیوں پر قسمت کیا تو ایک سہم کی دو تہائیاں حاصل ہوئیں سو اسکو جبکہ مضروب مذکور میں ضرب کیا ۱۱۱ حاصل ہوئے یہ حصہ ہوا ہر وادی کا اور اعمام کا حصہ اصل مسئلے سے ایک سہم کا تھا پھر جب اسکو سات چھوٹ پر قسمت کیا تو سبب یعنی ساتواں حصہ حاصل ہوا سو اسکو جبکہ مضروب مذکور میں ضرب کیا ۷۰۷ حاصل ہوئے یہی حصہ ہر چچا کا والا و صحیح طریق النسبہ اور ہر وارث کے حصے کی شناخت میں واضح ترتیب کا طریقہ ہوا سو اسے کہ اس طریق میں قسمت اور ضرب کی طرف حاجت نہیں پڑتی برخلاف اور طریقوں کے جو ان نسب سہام کل فریق میں اصل مسئلہ سے عدد دس و حصہ ہم تم مسئلے میں تاکہ نسبت میں المضروب کل واحد من احاد و کل الفرائض اور یہی نسبت کا طریقہ یہ ہر اصل مسئلے سے ہر فریق کے سہام کو نسبت کرے تو فقط انکے عدد دس کی طرف پھر اسی نسبت کے مانند دے تو مضروب اس فریق کے ہر ایک شخص کو ہم تو مذکورہ میں جبکہ تو نے سہام زوجین کی نسبت کی انکے عدد دس کی طرف یعنی تین کی دو کی طرف تو مثل اور نصف یعنی ڈیڑھ یعنی نسبت ہوئی اور جبکہ تو نے ہر زوجہ کو مضروب یعنی ۲۰ سے اسی نسبت کے مانند دیا تو ۴۰ ہوئے سو اسے کہ اگر ۲۰ کو ڈیڑھ چاہیے تو ۴۰ ہوتے ہیں اور جبکہ سہام بنات یعنی سوڑھ کے عدد دس میں حصہ دس کی طرف نسبت کیا تو مثل اور تین جنس مثل کی نسبت حاصل ہوئے پھر جبکہ ہر بیٹی کو مثل مضروب اور اسکے تین جنس کے مانند دیا تو ہر بیٹی کو ۴۳۶ ہوئے اور جبکہ سہام بنات کو انکے عدد دس کی طرف یعنی چار کو چھ کی طرف نسبت کیا تو واحد کے ٹینٹین کی نسبت پائی گئی اور جبکہ ہر چچہ کو مضروب کی دو تہائیاں دین تو ہم انکا حصہ ہوا اور جبکہ سہام اعمام کو انکے عدد دس کی طرف یعنی ایک کو سات کی طرف نسبت کیا تو سبب یعنی ساتواں حصہ کی نسبت پائی تو جبکہ مضروب کا ساتواں حصہ ہر چچا کو دیا تو تین جنس حاصل ہوئے فائدہ چونکہ موارد سے مقصود یہ ہے کہ ہر وارث کو اسکا حق دیا جائے تو اس تمام کے واسطے عدائے اسکے تین طریقے ذکر کیے ہیں دو طریقے ذکر ہوئے ایک طریقہ ضرب سہام ہر وارث کا اور دوسرا طریقہ نسبت کا جو ائمہ و اشیاء پھر اور تیسرا طریقہ قسمت مضروب کا جو وہ یہ ہے کہ مضروب کو قسمت کر جس فریق پر تو چاہے پھر خارج قسمت کو اسی فریق منقسم علیہم پر ضرب کر تو حاصل ضرب حصہ ہوگا اس فریق کے ہر واحد کا تو مسئلہ مذکور میں جبکہ تو نے مضروب یعنی ۲۰ کو دو زوجہ پر قسمت کیا ۱۰ ہوا پھر جبکہ اس خارج کو دو دونوں زوجہ کے نصیب میں جو اصل مسئلے میں تھا یعنی تین میں ضرب کیا ۳۱۵ حاصل ہوئے تو یہی حصہ ہوا ہر زوجہ کا اور جبکہ مضروب مذکور کو دس بیٹیوں پر قسمت کیا خارج قسمت ۱۰ ہوا پھر جبکہ اسکو انکے اصل مسئلے کے نصیب میں یعنی سوڑھ میں ضرب کیا ۳۱۵ حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر بیٹی کا اور جبکہ ایسی مضروب کو چھ وادیوں پر قسمت کیا تو ۴۳۶ حاصل ہوئے پھر جبکہ اعمام سبب پر قسمت کیا تو ہم حاصل ہوئے پھر جبکہ اس خارج کو انکے اصل مسئلے کے نصیب میں یعنی ایک میں ضرب کیا ۴۳۶ حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر چچا کا والا و الاطوائی و اوارث قسمتہ الترتیبیہ و الاورثہ و الاخر و ابیہ کلا واحدہ و لا سوا تقدم الغد و لا سوا تقدم البوارث کا نے شیخ السراجیہ بحمدہ اور جبکہ تو باہرین وراثہ اور باب دیون کے ترکہ قسمت کرنا چاہے یعنی فقط وارثوں میں یا فقط وراثوں میں نہ ایک ساتھ دونوں میں بسبب مقدم ہونے اور باب

حصے کے بیان پر اور خانہ ترتیب لمبی بالکس کے اسواسے کہ ہر واحد کا حصہ دریافت کرنا مقصود اہم تھا اور اقصاء الفرائض کا نام دینے میں اور اس کے دیون کی کوئی تفصیل نہ کہ اگر مالی متروک پورا پورا اور اگر نے میں تو بہتر اور کیا خوب ہو تو ان لم یث و قد و العروا اور اگر مذکور یا یا اور ایجاب دیون کے جزو کو بن میں مٹے اور اگر دیون نہیں بلکہ صاحب بن ایک شخص پر تو بوجہ تجزیہ اور کفین باقی مال کو دی لگا تنزل مجموعہ دیون کا تصحیح المسئلة و تنزل کل دین غریم کسہام وارث و مل لکما ہر صورت عدم ایسا اور قد و ارباب دیون کے آثار کو سب دیون کو نیز تصحیح سننے کے اور ہر دین کے دین کو نیز کسہام وارث کے قرار سے اور وہ مل کر تو جو قسمت دین الورثہ میں مل کر چکا غریب ارثیت سے ہم صورت ایسی یہ ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اشرقیوں کا متروک چھوڑ کر اور سپردن اشرقیان میں ایک شخص کی اور عیادہ اور پانچ اشرقیان دوسرے شخص کی ہیں تو دونوں پندرہ دیون کو نیز تصحیح مسئلہ کے قرار سے اور مابین دیون اور ترکہ کے ہونا اشرقیان میں نظر کرنا اگر دونوں میں فرق ہو چنانچہ یہی صورت ہو کہ دونوں میں تو افاق بالثلاث ہو سو دس اشرقیی واسے دین کو دفع ترکہ یعنی تین میں ضرب کیا حاصل ہوئے ۴۰ پھر اس حاصل کو تصحیح کے دفع یعنی پانچ پر قسمت کیا خارج قسمت چھ ہوئے سو یہ اسکا حصہ ہوا اور اشرقیوں سے اور جبکہ پانچ اشرقیوں واسے دین کو دفع ترکہ یعنی تین میں ضرب کیا پندرہ حاصل ہوئے پھر جب پندرہ کو دفع تصحیح یعنی پانچ پر قسمت کیا خارج ہوئے تین یہ پانچ اشرقیوں واسے کا حصہ ہوا اور اگر اس صورت میں نیز اشرقیان ہوں تو نیزہ اور مجموعہ دیون لینے پندرہ دین جو نیزہ تصحیح کے ہوتا ہوں تو ہر دین کے نصیب کیا اس تصحیح کے تمام میں ضرب کر اور حاصل کو چھ ترکہ پر قسمت کر سو خارج قسمت چھ ہو گا ہر دین کا سو جبکہ اشرقیوں واسے دین کو نیزہ میں ضرب کیا ایک سو تیس حاصل ہوئے پھر جبکہ اسکو پندرہ پر قسمت کیا تو اٹھارہ اشرقیان اور ایک اشرقیی کی دو ہتھیاں خارج ہوئیں یہ دس اشرقیوں واسے دس کا حصہ ہوا اور پانچ اشرقیوں کا دس دین کو بھی تمام ترکہ میں ضرب کیا ۱۵ حاصل ہوئے پھر جب اس میں کو نیزہ پر قسمت کیا چار اشرقیان اور ایک اشرقیی کی تہائی خارج ہوئی یہ حصہ ہوا پانچ اشرقیوں واسے دس کا اور اگر اسی صورت میں پانچ اشرقیوں کا مرکز میں کچھ تو ترکہ اور تصحیح میں تو افاق بانس ہو گا باوجودیکہ پانچ اور پندرہ متداخلین بھی ہیں تو دس اشرقیوں واسے دین کو خمس ترکہ میں یعنی ایک میں ضرب کر دس حاصل ہوئے اور اس حاصل کو خمس تصحیح پر لینے تین پر قسمت کر خارج ہو گئی تین اشرقیان اور ایک اشرقیی کی ایک تہائی یہ حصہ ہو دس اشرقیوں واسے کا اور پانچ اشرقیوں واسے دس دین کو بھی دفع ترکہ میں ضرب کر اور حاصل کو دفع تصحیح لینے دس پر قسمت کر خارج ہو گا ایک اور دو ہتھیاں ایک کی یہ حصہ ہو پانچ اشرقیوں واسے کا اور یہ بھی اختیار ہو کہ تباہ اور داخل اور تفاق میں تمام ترکہ میں ضرب کر اور یہ بھی کہ تفاق اور داخل کی دونوں صورتوں میں وقف کا انجمن اعتبار کرے کہ اسے الطحاوی والشرعی تم شریح فی سبیل التناجیح پھر مصنف نے بیان سے مسئلہ تنجیح کا بیان شروع کیا تنجیح اصلاح فرائض میں اس سے عبارت ہو کہ ورثہ ہاہم صلح کر لیں بعضے وارث کے اخراج پر سیراٹ سے بعض اس مال کے جو اسکے حصے سے کمتر ہو اور یہ شریح میں درست ہو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الطلح میں بن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکو ذکر کیا ہے اور دیگر دین دینار سے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی چار زوجات میں سے ایک زوجہ کو اپنے مرض موت میں طلاق دی پھر وہ عدت میں مری تو عثمان رضی اللہ عنہ نے زوجہ مذکورہ کو اور تین زوجات کے ساتھ میراث دینا حکم کیا تو انکے وارثوں نے اس عورت سے صلح کر لی اسکو شہنشاہ بنے اٹھویں حصے کی جو تھانی سے اسکے نصف پر یعنی سہ ہزار دینار پر اور یہ دلیل کہ تنجیح کے جائز ہونے پر ذکر اگلے دیون اور حال کو عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار تھام مال اپنی زندگی میں نقصانست اللہ تقسیم کر دیا تھا اور نصف یا قی رکھا تھا اور یہ دلیل ہوا ہے کہ مال حلال کے بیچ کر کے میں کچھ مضافتہ نہیں یعنی نذر اواسے حقوق واجبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم المال الصالح للرجل الصالح یعنی نیک مال نیک مرد کے واسطے کیا خوب ہو کہ انی الطحاوی فقال دین صلح من الورثۃ والعروا علی شیء معلوم منہا صلح لے صلح سہام یا اس کا دین تصحیح و صلح کا نہ استونے نصیبہ شو مصنف نے کہا کہ جو شخص وارثوں اور انا دیون میں سے صلح کرے چیز میں پر ترکہ میں سے تو اس وارث کے سہام یا اس مال کا دین تصحیح سے گرا دیا جاوے گا اور یہ قرار دیا جاوے گا کہ گویا اسے اپنا حصہ عروا مٹینے جو و صلح بن الورثہ اول اسلے کی تصحیح کرنا چاہیے پھر اسلے سہام کو تصحیح سے گرا دیا چاہیے کہ انی اشرقیی طحاوی نے کہا شیء معلوم کی قید اسواسے لگائی تاکہ معمول نکل جائے اسواسلے کہ معمول پر صلح صحیح نہیں اگرچہ اس سے صلح و وصیت ہو شہم قسم الباقی میں تصحیح اور دیون علی سہام میں یعنی مٹینے منکر نہ دہم

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نام حق مشهور درسی از شیخ شرف الدین بخاری -	۴ یائی	ابن المنصور الحسن بن یوسف -	۱۰ ابرو ۴	فتاویٰ عالمگیری - هر چهار جلد کامل در سه جلد کاغذ خانی و سفید -	۱۰ ابرو ۴
مائه مسائل - سو مسائل از مولانا احمد السدر رحمه الله -	۴۴ هر پ	برجندی - شرح مختصر وقایع انجیلانا	غیر پ	فتاویٰ قاضیخان مع سراجیه - ۱۰	۱۰
شرح وقایع فارسی مع حاشیه	۱۴ ابرو ۴	عبد العلی برجندی متبصر شرح پر -	غیر پ	امام قاضی حسن بن منصوره فی خان	۱۴ هر پ
ملقی الابرار شاد عبدالحق محبت دیوبند	۱۴ ابرو ۴	کنز الدقائق -	غیر پ	مستند متهم معروف متداول در مجلس کمال -	۱۴ هر پ
مسلمک المتقین - مرغوب علیا	عشر	جامع الرموز - شرح مختصر وقایع ان	غیر پ	شرح وقایع - از امام صدر الشریعته	۱۴ هر پ
ولایت از مولوی الید باریان -	عشر	لاشمس محمد قستانی متداول -	غیر پ	جلی قلم مع کامل حاشیه ذخیره العقول از شیخ	۱۴ هر پ
فتاویٰ برهنه - چاهه ابواب فقہ -	عشر	فتح القدر بقیلم علی هاربه او بقیلم	غیر پ	بن جنید جلی و اخل درس تطبیح کلان خوشخط	۱۴ هر پ
مفتی نیر الدین -	عشر	مناسب فتح القدر از امام کمال الدین	غیر پ	وصحیح کاغذ سفید -	۱۴ هر پ
قدوری -	۶	بن اہمام نہایت مستند و با عظمت	غیر پ	ایضاً - کاغذ خانی -	۱۴ هر پ
شرح فارسی مختصر وقایع -	۱۵	شرح مشہور و معروف اور آخرین	عشر	شرح وقایع خرو - مع دائرہ ہندیہ	۱۴ هر پ
عبد الرحمن جامی -	۱۵	نگار زین الدین آفندی کامل چاپ جلد	عشر	مستند قلم -	۱۴ هر پ
کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی	۹	تفصیل ذیل - کاغذ سفید گندہ -	عشر	ذخیرۃ العقبی - حاشیہ شرح وقایع ان	۱۴ هر پ
محتش مع فرہنگ -	۹	ایضاً - کاغذ خانی -	عشر	یوسف بن جنید جلی متداول معروف -	۱۴ هر پ
مالا بدستہ - از قاضی شاد السدر رحمہ اللہ	۵	ہدایہ - حاشیہ بہید نہایت عمدہ	عشر	اشباہ و انظاہ مرتب شرح حموی مشہور	۱۴ هر پ
مع وصیت نامہ -	۵	زوائد و فوائد بخشی مولانا محمد حسن	عشر	مستند متداول -	۱۴ هر پ
شرح مختصر وقایع کور میری از مولانا	عشر	سنبلی مرحوم ہر چار جلد کامل و در مجلس	عشر	ملا متھم - از بیوت تا وصایا بخشی جدیدہ	۱۴ هر پ
جلال الدین سہم قدسی -	عشر	بن بشر ذیل -	عشر	کنز الدقائق بخشی متداول درسی کتاب -	۱۴ هر پ
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و	۹ یائی	۱- جلدین اولین عبادات -	عشر	استخاض الحقائق - شرح کنز الدقائق	۱۴ هر پ
حرمت جانوران -	۱۳ یائی	۲- جلدین آخرین معاملات -	عشر	مشہور متداول -	۱۴ هر پ
رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان ارکان	۱۳ یائی	۳- ایہ مع شرح الکفایہ - از سید	عشر	عینی شرح کنز الدقائق بخشی ہر چار	۱۴ هر پ
کتب فقہ عربی		جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند	عشر	جلد مستند معروف متداول در مجلسین	۱۴ هر پ
ابوالمکارم - شرح مختصر وقایع از عبد اللہ	عشر	متداول چار جلدین اس شرح ہدایہ	عشر	جلدین اولین عبادات میں -	۱۴ هر پ
بن محمد معروف -	عشر	پر حاشیہ بہت مستند لکھ گئے ہیں	عشر	جلدین آخرین معاملات میں -	۱۴ هر پ
مبادی الاصول - مصنفہ مولانا	عشر	کاغذ سفید کامل و تفصیل ذیل -	عشر	شرح الیاس - شرح مختصر وقایع از	۱۴ هر پ
		ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب -	عشر	شیخ محمود بن الیاس مکمل یکجائی -	۱۴ هر پ
		ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -	عشر		۱۴ هر پ

تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب
عربی	تفسیر سوره الرحمن - باره پنجم	عربی	از تفسیر حجت الاسلام علی بن ابی حمزه	عربی	مختصر و تالیف محشی - از امام محمد باقر
عربی	ایضاً - باره ششم	عربی	چهارم ترجمه - از امام ابو جعفر	عربی	درسی شده اعلی -
عربی	ایضاً - باره هفتم	عربی	صحاح سده بین سده معروف - سال	عربی	حکمة البضاعة - فی مسائل الرخاء و الخاء
عربی	ایضاً - باره هشتم	عربی	احصول حدیث جبرجانی و شمائل ترمذی	عربی	سولوی تراب علی مرحوم -
عربی	ایضاً - باره نهم	عربی	قسطانی - شهاب الدین قسطانی کی	عربی	قدوری محشی - تالیف امام ابو الحسن در
عربی	ایضاً - باره دهم	عربی	شرح صحیح البخاری سبلی بادشاه السلاکی	عربی	مستدول -
عربی	ایضاً - باره یازدهم	عربی	معروف به قسطانی دس مجلدات بین ابوبکر	عربی	کتاب حدیث اردو
عربی	ایضاً - باره دوازدهم	عربی	شرح خط نسخ کاغذ سفید و لای گند -	عربی	مفاتیح حق - ترجمه مشکوة المصابیح ترجمه
عربی	ایضاً - باره سیزدهم	عربی	سنن ابی داود و هر چهار جلد کامل	عربی	جانب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم
عربی	ایضاً - باره چهاردهم	عربی	دو جلد من از امام سلیمان بن اشعث	عربی	و مشهور کامل جابر بعلدین هر حال المتن
عربی	ایضاً - باره پانزدهم	عربی	داخل صحاح سده معروف جدید الطبع -	عربی	یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعد از
عربی	ایضاً - باره شانزدهم	عربی	دلائل الخیرات - با ترجمه فارسی و	عربی	اسکات ترجمه اردوین کاغذ سفید گند -
عربی	ایضاً - باره هیجدهم	عربی	اسماء تبرک و خود اصل ساه صفت معروف	عربی	ایضاً - کاغذ خنائی و سفید سمدلی -
عربی	ایضاً - باره بیستم	عربی	زاد الجلیل الی الخیرة و السلبیل و غیره	عربی	مختصراً لاخیر - ترجمه اردو مشارق الانوار
عربی	ایضاً - باره نوزدهم	عربی	احادیث از مولانا غلام کبیری -	عربی	مترجم سولوی خرم علی - کاغذ سفید و خنائی
عربی	ایضاً - باره بیست	عربی	عناصر الخیرات - با ترجمه اردو از	عربی	ترجمه جامع ترمذی - حامل المتن
عربی	ایضاً - باره بیست و یکم	عربی	حکیم ناصر علی صاحب اردوی نجف فقط	عربی	جلد اول مترجم سولوی فضل احمد نصاری
عربی	ایضاً - باره بیست و دوم	عربی	درود کا مجموعہ -	عربی	لاهوری کاغذ سفید و خنائی -
عربی	ایضاً - باره بیست و سوم	عربی	کتاب تفسیر اردو	عربی	ایضاً - جلد دوم کاغذ سفید و خنائی -
عربی	ایضاً - باره بیست و چهارم	عربی	مقدمه تفسیر مواهب الرحمن	عربی	کتاب حدیث فارسی
عربی	ایضاً - باره بیست و پنجم	عربی	تفسیر مواهب الرحمن - باره اول	عربی	اشعرة اللمعات حامل المتن شرح مشکوة
عربی	ایضاً - باره بیست و ششم	عربی	سولوی امیر علی صاحب مترجم	عربی	از مولانا محدث عبدالحق دہلوی چار
عربی	ایضاً - باره بیست و هفتم	عربی	نکات و مسائل فکیری مع مقدمہ -	عربی	مجلدات بین پوری شرح مع ترجمہ -
عربی	ایضاً - باره بیست و هشتم	عربی	ایضاً - باره دوم -	عربی	کاغذ سفید و خنائی -
عربی	تفسیر سوره فاکحه سبلی به کفہ الاسلام	عربی	ایضاً - باره سوم -	عربی	کتاب حدیث عربی
عربی	از سولوی الکرام الدین -	عربی	ایضاً - باره چهارم -	عربی	یسیر الوصول الی احادیث جامع الاحوال